روح عشقم

تحریر :ماہین ملک

نہیں... نہیں پلیز ایسا مت کریں

مت جائیں ابو ...

میں نے کچھ نہیں کیا ... میری بات سن لیں ایک بار آپ کو خدا کا واسطہ ابو ... اسنے سامنے کھڑے شخص کے پاؤں پکڑے تھے

ابو جی میں نہیں ہوں ویسی ... میرا یقین کریں مت کریں ایسا

میں مر جاوں گئی ابو ... مجھے یہاں ڈر لگتا ہے

میرا دم گھٹتا ہے ... آپ تو میرے ابو ہیں نا پلیز مجھ پر یقین کریں

میرے ساتھ ایسا ظلم نا کریں میں مر جاوں گئی

آپ کی آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی نہیں دیکھ سکتی

مگر سامنے کھڑا شخص جیسے کسی دلدل میں اترا کھڑا تھا

اتنی آہ و پکار پر بھی انکے کان پر جوں تک نہیں رینگی

بے حسی سے اپنے پاؤں پر سے اسکے ہاتھ جھٹکتے وہ دو قدم دور ہوئے تھے

تم بھی اس جیسی ہو ... اپنی ماں جیسی ... اپنی بہن جیسی

نہی ... نہیں ابو جی ... می .. میری بات سنیں

می ... میں ویسی ...

تم ہو ... وہ جو کب سے صرف اسکی سن رہے تھے

اسکی آخری بات پر اتنی اونچی آواز میں بولے تھے کہ وہ اپنی جگہ ساکن ہوئی تھی

تم ہو ... تم اپنی ماں جیسی اپنی بہن جیسی بد کردار ہو

اسلئے تم یہی رہو گئی اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے

نہیں ابو آپ کو خدا کا واسطہ مت کریں میرے ساتھ ایسا

آپ کو اپنی بیٹی پر ترس نہیں آتا کیا ..؟

رونے کے باعث آواز بھاری ہونے لگی تھی

اجڑے حویلی میں بغیر ڈوپٹے کے وہ انکے سامنے کھڑی سوال کر رہی تھی

انکے ماتھے پر شکنیں ابھری تھیں

نہیں مانتا میں تمہیں اپنی بیٹی ... میری کوئی بیٹی نہیں ہے

سمجھی تم۔ نہیں ہوں میں تمہارا باپ!...

اور وہ بس بے بس سی کھڑی اپنے باپ کی طرف دیکھتی رہ گئی تھی

وہ اپنی جگہ شل ہوئی کھڑی تھی

جب دروازہ بند کرنے کی آواز آئی اور وہ بھاگتی اس بڑے سے بند دروازے تک پہنچی تھی

ابو کھولیں مجھے ... جانے دیں یہاں سے،

نا کریں ایسا۔۔۔میں آپ کی بیٹی ہوں ابو۔

میں ان جیسی نہیں ہوں ... ابو ... وہ چیخی تھی اور پھر گھنٹہ چیختی ہی رہی تھی

ابو لفظ کا گردان کرتے کرتے وہ وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی

گلہ خشک ہوا تھا ... سر بھاری ہو رہا تھا اور چیخنے چلانے کی سکت نہیں رہی تھی مگر ابھی بھی ایک آس تھی

وہ پھر سے دروازے تک آئی تھی

دا جی ... کہاں ہیں آپ دا جی...؟

مجھے سن رہے ہیں آپ ... دا جی مجھے لے جائیں آپ کو اللہ کا واسطہ دا جی ...

دا جی مجھے ڈر لگتا ہے اندھیرے سے ... آپ تو جانتے ہیں،

مت بنیں اتنے ظالم مجھے لے جائیں یہاں سے!..

کیا آپ بھی اپنی پوتی پر یقین نہیں کرتے .... دا جی...،

دا جی ...

پھر وہی ہوا تھا اسکی ارضی پھر سے رد ہوئی تھی اتنی آہ پکار پر بھی کوئی نہیں آیا تھا۔ آخر آج پھر وہ بے حس لوگ جیت گئے تھے

آج پھر وہ اسی جگہ آ کے قید ہوئی تھی۔ جہاں آنے سے اچھے اچھوں کی روح فنا ہوتی تھی

وہاں کب ، کیسے موت آجاتی ... کسی کو کوئی خبر نہیں تھی

معلوم ہوتا تھا تو اتنا وہ شخص مجرم تھا وہاں گیا اپنے جرم کی سزا کاٹنے اور اگر موت آگئی تو یہ اسکی قسمت تھی

وہ سوچتے خود کو ایک کونے میں چھپاتے وہی بیٹھی سسکتی رہی تھی آج کی رات بھی اسے وہی کاٹنی تھی ... ہر لمحہ خوف کے ساتھ اس جسم چیرتی ٹھنڈ میں ، بغیر کسی جرم کے ... آج بھی وہ قیدی بن کر آئی تھی اور آگے کتنی بار آنا تھا اُس سے بے خبر وہ خود میں ہی چھپی اپنی ناقدری پر آنسو بہا رہی تھی۔

» » » » » » » » » »

وہ منظر لال حویلی کا تھا جو وہاں کے رئیس زادے جاگیر داروں کی جاگیر تھی۔ کہنے کو لال حویلی اور اسکے مکین کافی سادہ اور عام سے لوگ تھے مگر وہ حویلی اور وہاں کے لوگ اپنے آپ میں ہی ایک حاکم رکھتے تھے وہاں ہر دوسرا شخص خود کو حاکم مانتا تھا وہ لال حویلی ، لال حویلی کے نام سے کم ظلم کی بستی کے نام سے زیادہ جانی جاتی تھی

وہاں کا ہر مکین اپنے اندر ہزاروں قبریں دفن کیے ہوئے تھا

وہاں ہر ایک شخص اپنے آپ میں ایک پوری پہیلی رکھتا تھا

وہ لال حویلی اپنے آپ میں کئی راز دفن کیے بیٹھی تھی

وہاں کا ہر چہرا پر اسرار تھا وہاں کے ہر چہرے کے پیچھے کئی چہرے چھپے تھے وہاں موت ناچتی تھی ظلم برستا تھا

وہاں جاگیردار سید سفیان ولید شاہ کی حکومت چلتی تھی

اسکا قہر برستا تھا وہاں کے لوگوں پر...

ناجانے کتنے راز تھے جو راز رہ گئے تھے ، ناجانے کتنے خوف تھے جن کو دبانے کے لئے انکے سر جڑ سے قلم کر دیئے گئے تھے

مگر حاکمیت ویسی تھی ... ظلم رواں تھا

جب تک سانسیں چلتی تھی تب تک ظلم چلتا تھا

جہان سانس کی ڈوری ٹوٹی وہاں سید سفیان ولید شاہ کا ایک حکم بجا لایا جاتا تھا

آج بھی وہاں کچھ ایسا ہی منظر تھا

» » » » » » » » » » » »

مالک ... مالک بچہ ہے وہ ... مالک معاف کر دیں اسے،

میں آپ کا ہرجانہ بھرنے کو تیار ہوں مالک ... چاہیں تو مجھے اسکی جگہ موت دے دیں ... اسے بخش دیں مالک۔۔۔،

پگڑی اسکے پاؤں میں رکھے وہ مسلسل گڑگڑا رہا تھا

سامنے بیٹھا وہ ظالم شخص چہرے پر ہنسی سجائے سامنے لگا موت کا تماشا دیکھ رہا تھا۔اشارہ ملا تھا اور رسی کھینچ دی گئی تھی

اور وہ شخص جو صبح پانچ بجے سے اپنے ننگے جسم پر کوڑے کھا رہا تھا ... آخر چار گھنٹوں بعد سید سفیان ولید شاہ کو اس پر رحم آیا تھا اور موت بخش دی تھی۔

میرااااا بچہ.... اسکی ماں جو پیروں میں بیٹھی منتیں کر رہی تھی

بھاگتی اپنے جان کے ٹوٹے کے پاس پہنچی تھی۔

نو مہینے جسے پیٹ میں رکھ کر اسنے اس دنیا کی ہر برائی سے بچا کے رکھا تھا آج وہ بارہ سال کا جوان اس ظالم شخص کے ظلم کی بھینٹ چڑھ گیا تھا

خدا تیرا بیڑا غرق کرے جاگیردار...

خدا تجھے تڑپا تڑپا کے مارے ... میرا بچہ مجھ سے چھین لیا۔

خدا کرے تجھے ایسی عبرتناک موت آئے کہ تو موت کو ترسے اور موت تیرے آگے آگے بھاگے تو روئے گا تیری کوئی سننے والا نہیں ہو گا ... یہ ایک ماں کی بد دعا ہے ... بد دعا ہے تجھے...،

کتنی دیر وہ ویسے ہی بیٹھا اس عورت کی روتی بلکتی آہیں سنتا رہا تھا اور پھر ایک زور دار قہقہہ لگائے وہ ڈیرے سے اٹھتا حویلی کا رخ کر گیا تھا۔

اسے جیسے فرق ہی نہیں پڑا تھا ... موت جیسے اسکے اشاروں پر چلتی تھی ...

وہاں ہزاروں کی تعداد میں ملازم کام کرتے تھے

جن ہزاروں میں ایک وہ بھی تھی ... چہرے پر ریشمی ڈوپٹے کا ہلکا سا پلو نکالے وہ بھاگتی ہوئی پانی کا گلاس لیے اس تک پہنچی تھی

اسکا کام ملازم کرتے تھے وہ لاکھ ظالم شخص مگر عورتوں کی عزت کرنا باخوبی جانتا تھا

مگر ایک وہی تھی جس کی جرات تھی۔وہ جس کی ایک آواز پر سب کی سانسیں تک رک جاتی تھیں۔ جس کا کہا نا ماننے والے کو سزائے موت سنائی جاتی تھی۔

وہ لڑکی اسکے ہزار بار منع کرنے کے باوجود بھی اسکا کہا ٹال چکی تھی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تھا ... ذہن پلٹ پلٹ کے کل رات کے منظر پر جا رہا تھا مگر وہ خاموش سا کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتا خود کو پر سکون کر رہا تھا

دستک ہوئی تھی سفیان شاہ نے آنے والی ہستی کو مڑ کر دیکھا تھا

کہنے کو وہ حاکم تھا وہاں کا جاگیرادر ... مگر ایک وہی تھی جس کے پائل کی چھنک کانوں میں پڑتے ہی سید سفیان ولید شاہ کی نظریں پلٹنے پر مجبور ہوتی تھیں

نظریں گھمائی تھی ... سامنے وہ پیلے اور گلابی رنگ کے لہنگے چولی میں ملبوس پلو ذرا سا چہرے پر نکالے ہاتھ میں ٹرے پکڑے اسکی دہلیز پر کھڑی تھی

نظر خود بخود جھکی تھی ... سید سفیان ولید شاہ کی نظر اس لڑکی کو دیکھتے جھک جاتی تھی یہ وہ حقیقت تھی جس کا وہ لڑکی فائدہ اٹھاتی تھی

نظر پیروں پر گئی تھی ... سفید دودھیا رنگت کے پاؤں میں وہ پازیب خوب جچ رہی تھی

پانی!...

ذرا سا سر اٹھائے پلو میں سے ہی جھانکا تھا

کتنی بار منع کیا ہے!...

میرے کمرے میں مت آیا کرو...

لہجہ سخت ہوا تھا

وہ کچن میں کوئی نہیں تھا... اسلئے میں خود آگئی

کیوں کہاں مر گئے ہیں سارے ... وہ دھاڑا۔

جی وہ..؛

وہ کیا ... جلدی بولا کرو...

جی وہ باہر ڈیرے پر وہ لڑکا ... اسکی لا....ش ک..

زبان خودبخود رکی تھی اسکی غصیلی نگاہ خود پر جمے دیکھ

وہ کپکپانے لگی تھی

رکھ دو اور جاؤ!...

اسے ڈرتا دیکھ وہ نرمی سے بولا تھا

جی کچھ اور چاہیئے ..؟

نہیں!..

ایک لفظی جواب پر وہ پلٹی تھی مگر سر تا پاؤں نظر بھر کے دیکھنا نہیں بھولی تھی

سید سفیان ولید شاہ نے سر جھٹکا تھا۔

» » » » » » » » » »

کیا ہوا ...؟

یوں ڈوری ڈوری کیوں آرہی ہو باؤلی ہو گئی ہو کیا لڑکی...

حسنہ بی ... میں نے انہیں دیکھا!..

تعجب اور حیرت کے ملے جلے تاثرات میں بولتی وہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی

خانہ خراب لڑکی ... مجھے ڈرا دیا۔

وہ اپنا سر تھامتے سائیڈ پر پڑے سٹول پر جا بیٹھی تھیں

عینا میرے بچے!...

جی حسنہ بی ... وہ انکی طرف پوری کی پوری گھوم گئی تھی

بچے تم اسے روز دیکھتی ہو...

انہوں نے جیسے یاد دلانا چاہا تھا

پر حسنہ بی وہ آج کچھ زیادہ ہی پیارے لگ رہے تھے

وہ مرچی کہاں گئی مجھے انکی نظر اتارنی ہے!...

کچن میں ادھم مچاتی وہ ادھر ادھر بھاگ رہی تھی جب حسنہ بی نے تنگ آ کر اسکی کلائی تھامی تھی

تم اس حویلی کی ملازمہ ہو اور شاہ جی اس حویلی کے اکلوتے وارث

تم کیوں یہ بات بھول جاتی ہو کہ تم انکے برابر کبھی نہیں آسکتی

یہ حویلی والے تمہارا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہونے دیں گئیں

جہاں قبل از ڈھیروں خوشی تھی اب وہاں تاریکی چھا گئی تھی

میں ہوں ملازمہ ... بن ماں باپ کی اولاد بھی ہوں

مگر میرے پاس ایک دل بھی ہے حسنہ بی ... میں اپنی حقیقت سے واقف ہوں مگر اس دل کا کیا کروں یہ تو حسب نسب نہیں دیکھتا بی ... اسکو تو شاہ جی ہی چاہئیے

دو موتی ٹوٹ کر زمین پر جا گرے تھے

تمہیں سمجھانا ایسے ہے جیسے بھینس کے آگ ۓ بین بجانا...،

وہ اسے روتا دیکھ چولہے کی طرف جا کھڑی ہوئی تھیں

مگر میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا بچے!...

وہ کسی اور کی امانت ہیں ...

چائے کی ٹرے اٹھائے وہ وہاں سے نکل گئی تھیں

وہ صرف میرے ہیں ... صرف میرے!...

کسی گہری سوچ میں غرق آج بھی اسنے وہی جملہ دوہرایا تھا

» » » » » » » » » »

اٹھ گی آپ...

محبت پاش نظروں سے دیکھتے پوچھا تھا۔

مقابل نے ایک سرد نظر ڈال کے چہرا موڑ لیا۔

ناراض ہیں...؟

وہ اداس ہوئی تھیں

مجھے یہاں کون لایا...؟

اب کی بار لہجہ بھی سرد ہوا تھا

آپ جانتی ہیں میرے منع کرنے کے باوجود بھی اسنے اپنی ہی مرضی کرنی تھی اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے آپ مجھ سے...؛

میں نے پوچھا مجھے یہاں کون لایا...؟

اسنے رخ سامنے بیٹھی سفید بال اور جھریوں زدہ چہرے والی اس بوڑھی مگر خوبصورت عورت سے سوال کیا تھا

سفیان!...

کیوں..؟

جی ... وہ نا سمجھی سے بولی تھی.

میں نے پوچھا کیوں..؟

کیوں لائے وہ مجھے یہاں...؟

مجھ جیسی بے حیا لڑکی کو آخر کیا سوچ کے انہوں نے قید سے رہائی دی ہے ... جب مجھے زندہ دفن کر چکے ہیں ... میری قبر بنا چکے ہیں وہ...

تو پھر یہ ہمدردی کس بات کی...؟

وہ خاموشی سے سن رہی تھیں

واقف تھیں وہ صرف انکے سامنے ہی بولتی تھی...

ان سے ہی سوال کرتی ان سے لڑتی جھگڑتی ، ناراض ہوتی اور پھر ان کی ہی پناہوں میں چھپ جایا کرتی تھی

بی... جان

اسکی بڑھتی ہچکیاں انہیں خیالوں سے باہر لانے کا سبب بنی تھیں

عشال میرے بچے ... رو مت میری جان,...

وہ فوراً سے قریب ہوتی اسے اپنی آغوش میں لے گئی تھیں

روؤں نہیں تو اور کیا کروں بی جان... آپ ابو جی سے پوچھے نا وہ کیوں میرے ساتھ ایسا کرتے ہیں انہیں کیوں مجھ پر ترس نہیں آتا؟

میں ان جیسی نہیں ہوں بی جان... انہیں کہیں ایک بار مجھ پر بھروسہ کر کے دیکھیں...

ہاں میرے بچے وہ کرتا ہے آپ پر بھروسہ بس غصے میں ہے آپ زیادہ نہیں سوچو ... اور رونا بند کرو.

وہ نہیں کرتے بھروسہ بی جان ... وہ نہیں کرتے.

کل رات انہوں نے خود بولا ... وہ تو ... وہ تو ... مجھے بیٹی ... تک نہیں مانتے ... بی جان ...

وہ روتے روتے اٹکنے لگی تھی اور بی جان جس خدشے کے پیشِ نظر اسے چپ کرا رہی تھیں وہی ہونے کو تھا

عشال ...

انکی چیخ اس کمرے میں گونجی تھی

« « « « « « « « « «

یہ کہانی ہے بلوچستان کے ضلع رخشان میں آباد لال حویلی کی,...

یہ کہانی ہے وہاں کے بسنے والے معصوم گاؤں والوں کی..

یہ کہانی ہے ایک ظالم حاکم کی ... جس کی نظر صرف ایک چہرے پر جھکتی ہے

یہ کہانی ہے ایک یتیم لڑکی ... جو ایک پتھر کو دل دے بیٹھی ہے

یہ کہانی ہے اُس پراسرار لڑکی کی ... جو بنا کسی جرم کے قید کاٹ رہی ہے

یہ کہانی ہے لال حویلی میں بسنے والے لوگوں کی .... جن کے سر پرست سید سبحان شاہ اور انکی بیگم ملکہ سبحان شاہ ہیں جن کی دو اولادیں تھی...

سید ولید شاہ کی دو اولادیں تھیں مگر شادی انہوں نے دو بار کی تھی

پہلی بیوی زرینہ ولید شاہ ... جن سے انکا بیٹا سید سفیان ولید شاہ ہوا تھا مگر شاید انکی زندگی بہت تھوڑی تھی وہ اپنے بیٹے کو چار سال کی عمر میں ہی چھوڑ کے چلی گئی تھی

سید سفیان ولید شاہ کی دیکھ بھال کے لئے سبحان شاہ مطلب انکے دا جی نے ولید شاہ کی دوسری شادی کروا دی ... جو انکے خاندان کی نہیں تھیں ... آمنہ بلوچ جو کے نکاح کے بعد آمنہ ولید شاہ بن گئیں

ایک پڑھی لکھی اور سمجھدار خاندانی عورت تھیں جن سے سید ولید شاہ کی دو جڑواں بیٹیاں ہوئی تھیں ... کہنے کو وہ جڑواں تھیں مگر فرق زمین آسمان کا تھا ... عادتیں ، مزاج ، انتخاب ، پسند ، نا پسند ، رہن سہن سب میں وہ ایک دوسرے سے مختلف تھیں

ان میں صرف کچھ سیکنڈز کا فرق تھا مگر حویلی والوں کو ان دونوں میں ایک صدی کا فرق نظر آتا تھا

بڑی بیٹی عشاء ولید شاہ ... جو غصے میں اپنے ابو جان کی کاپی تھیں ... ضد اور ہٹ دھرمی جس کی رگ رگ میں سمائی تھی

المختصر عشاء ولید شاہ لال حویلی کی سب سے بگڑی ، نکچڑی ،بدتمیز اور ضدی لڑکی تھی

جس کے مقابلے میں انکی چھوٹی بیٹی عشال ولید شاہ انتہائی سگھڑ ، سمجھدار ، اور پریوں جیسا حسن رکھنے والی ، معصومیت کی مورت تھی....

لال حویلی کی جان اس چھوٹی سی پری میں تھی

سید سفیان ولید شاہ کے لئے وہ دونوں سوتیلی ماں کی بیٹیاں تھیں مگر ان دونوں سے محبت وہ ایک باپ جیسی کرتے تھے

اپنی اس چھوٹی سی زندگی میں وہ سب گزری مشکلات اور اپنے ہوئے نقصان کو بھولے خوش تھے زندگی سہل تھی ... لال حویلی نے بہت دکھوں کے بعد خوشیاں دیکھی تھیں ... مگر آزمائشیں بھلا کب ختم ہوتی ہیں۔یہی واقع لال حویلی والوں کے ساتھ بھی ہوا تھا

جس آزمائش کو گیارہ سال انتہائی کڑوے گھونٹ بھرنے کے بعد انہوں نے آخر بھلا دیا تھا قسمت نے ایک بار پھر رخ موڑا تھا اور گیارہ سال پہلے کا وقت ایک بار پھر انکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا

آمنہ شاہ کی وفات اور اس رات ہوئے حادثے نے جیسے لال حویلی کے چہروں سے مسکراہٹوں کو نوچ ڈالا تھا انکی خوشیوں کو اتنی بے رحمی سے کچلا تھا کہ وہاں کا ہر شخص جیسے خاموش ہو کے رہ گیا تھا ولید شاہ اس حادثے کے بعد جیسے بکھر گئے تھے مگر انکی رگوں میں دوڑتا خون اور بدلے کی آگ نے انکو اس حد تک بدل کے رکھ دیا کہ وہ سگی پرائی اپنی سب اولاد کو بھول گئے

کئی راز تھے جو انکے سینے میں دفن تھے کئی دکھ تھے جو وہ اکیلے سنبھالے بیٹھے تھے .... اس وقت جن مراحل سے وہ گزر رہے تھے وہ انتہائی کٹھن تھا مگر انہیں سہنا تھا اور وہ سہہ رہے تھے

اپنی خاندانی عزت اور انا کو بچانے کی خاطر وہ اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے کو تیار تھے

سید سبحان شاہ یعنی دا جی اور انکی بیگم ملکہ سبحان شاہ یعنی بی جان وہ اس حق میں نہیں تھے

وہ حویلی کے سر پرست تھے ہر کوئی وہاں انکے حکم کی تعمیل کرتا تھا ایک تھا تو سید ولید شاہ جن کو اپنے ماں باپ کے ہر فیصلے سے انکار ہی رہا تھا....

مگر وہاں ایک ہستی اور بھی تھی جس کی سانس میں انکو سانس آتی تھی جن کے سامنے آج تک کسی نے سر نہیں اٹھایا تھا وہاں وہ شخص سر اٹھا کے اپنے تمام تر حق کے ساتھ اپنا اٹل فیصلہ سناتا تھا

جن کی کوئی بات آج تک رَد نہیں ہوئی تھی وہ شخص انکا فیصلہ سننے سے پہلے اپنا انکار سنا چکا ہوتا تھا

یہ حق بھی صرف حاصل تھا تو سید سفیان ولید شاہ کو...

کیونکہ وہ اس حویلی کے اکلوتے وارث تھے ورنہ اسکے علاؤہ کوئی ولید شاہ یا انکے معاملوں میں بولنے کی کوشش کرتا یہ سیدھا سیدھا اپنے لئے موت کا پروانہ جاری کروانے جیسا تھا

یہ کہانی تھی۔۔۔سید سفیان ولید شاہ کی ... جس کی نظر صرف ایک چہرے پر جھکتی ہے

یہ کہانی ہے ... عشال ولید شاہ کی ... جس کی قسمت کسی کی چھوڑی ہوئی محبت بنی۔

یہ کہانی ہے عینا خان کی ... جس کی بے شمار محبت خاندان کے حسب و نسب کے نظر ہو گئی

« « « « « « « « « «

وہ کب واپس آرہا ہے...؟

دا جی نے اپنے مخصوص رعب و دبدبے میں سوال کیا تھا

لال حویلی کے تمام لوگ اس وقت کھانے کی ٹیبل پر موجود تھے

میری کل ہی بات ہوئی تھی کہہ رہے تھے اگلے ہفتے میں آ جائے گا

سید سفیان ولید شاہ!...

وہ جو اپنے دا جی کے ساتھ محو گفتگو تھا اپنے ابو کے پکارنے پر

انکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

جی!...

وہ کس لئے آرہا ہے...؟

آپ بہتر جانتے ہیں میرے خیال سے اس حویلی کا ہر فرد بہتر طریقے سے جانتا ہے

وہ ہنوز اپنے کھانے کی پلیٹ پر جھکا جواب دے رہا تھا

مگر میں ایسا کچھ...

حسنہ بی.....

اسکی گرجدار آواز وہاں کے ہال میں گونجی تھی

سید ولید شاہ جن کی بات ابھی آدھی بھی نہیں ہوئی تھی

اپنے بیٹے کی اجنبیت اور بدتمیزی دیکھ صبر کے گھونٹ بھر کے رہ گئے تھے

جی ... جی سفیان بابا ...

بی عشال کہاں ہیں...؟

انتہائی با ادب طریقے سے پوچھا گیا تھا

ان کو معلوم نہیں کہ یہ کھانے کا وقت ہے اور اسوقت حویلی کا ہر فرد یہاں موجود ہوتا ہے

جی سفیان بابا... وہ بس آرہی ہیں

جی یہ لیں ... آگئیں عشال بی بی...

وہ جو اسے لانے کے لئے مڑی تھی سامنے سے آتی بی جان کے ساتھ عشال کو دیکھتے خاصی اونچی آواز میں بولی تھی

سب کی نظریں بیک وقت اسکی طرف اٹھی تھی

مگر ایک تھا جو ہنوز نظر اپنے کھانے پر جمائے لاتعلق بنا بیٹھا تھا

اسلام علیکم بھائی ...

سفیان کے ساتھ والی چئیر کو گھسیٹتے اسنے سلام کیا تھا

باقی سب کو سر خم کیے سلام کرتے وہ اپنی جگہ پر بیٹھی تھی

اب کیسی طبعیت ہے آپ کی...؟

عشال نے سر اٹھا کے دیکھا تھا جہاں دا جی اسکے جواب کے منتظر بیٹھے تھے

وہ آج کل کی لڑکیوں جیسے بولڈ اور تیز ترار نہیں تھی

وہ تو عام سی محبت کرنے والی اور معاف کر دینے والی لڑکی تھی

مگر کہتے ہیں نا_"ایک پتھر پر بار ہا دفعہ ضرب لگانے پر وہ بھی ٹوٹ جاتا ہے وہ تو پھر انسان تھی جس کا دل بھی تھا تو خود سے بھی زیادہ نازک سا" !...

ٹھیک ہوں!...

انہوں نے اسکے لہجے میں ناراضگی نوٹ کی تھی مگر وہ تو خود اپنی جگہ بے بس تھے

ماشاءاللہ اچھی بات ہے...

کافی دیر بعد انکے منہ سے وہ جملہ نکلا تھا

"اگر کہا جاتا کہ لال حویلی کے لوگ گونگے ہیں تو صحیح تھا"

وہاں کوئی خود سے بھی مخطاب نہیں ہوتا تھا دوسرا شخص تو دور تھا... ایک فیملی ہونے کے باوجود انکے بیچ صرف رسمی کلام ہوتا تھا

» » » » » » » » » » »

میری بات سن کے جائیں!...

سفیان ولید شاہ نے اپنے ابو کی طرف دیکھا تھا ڈیرے کی طرف جاتے قدم رکے تھے

وہ لڑکا یہاں نہیں آنا چاہئیے...

ہاں میں بتانا بھول گیا... انکی بات سرے سے ہی نظر انداز کیے وہ جسنہ بی کی طرف مڑا تھا

ٹیبل پر موجود تمام نفوس دم سادھے اسے دیکھ رہے تھے کیونکہ ولید شاہ کو نظر انداز صرف سفیان شاہ ہی کر سکتا تھا جو وہاں کے لوگوں کے لیے حیرت کا مقام ہوتا تھا

کل ارشان شاہ حویلی واپس آرہا ہے انکے کمرے کو اچھی طرح صاف کروا دیجیئے گا اور کل کھانا بھی انکی پسند کا ہی بنے گا

اسکا حکم ولید شاہ کے تن بدن میں جیسے آگ لگا گیا تھا

وہ میری مرحوم پھپھو کا بیٹا ہے وہ یہاں نا سہی مگر میں انکی خواہش ضرور پوری کروں گا پہلے جو نہیں ہوا وہ اب ہو گا۔

ولید شاہ سمیت عشال شاہ پر بھی سکتہ طاری تھا

دوسری خواہش تو میں ابھی انکی پوری نہیں کر سکتا مگر میرا وعدہ ہے یہ ضرور پوری ہو گئ!...

آخری جملہ اسنے سامنے کھڑی عینا کو دیکھتے کہا تھا۔

وہ جا چکا تھا اور پیچھے حویلی والے بس اسکے جاہ و جلال میں ہی گم سم سے بیٹھے تھے

آنسوؤں کو روکنا مشکل ہو رہا تھا وہ وہاں سے اٹھتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی

جی جا رہی ہوں ... بی جان انکا اشارہ سمجھتی فوراً سے عشال کے پیچھے گئی تھیں

آنسو تو وہاں کسی اور کے بھی نہیں تھم رہے تھے

وہ تو جیسے اس ابھی لفظ پر ہی اٹک گئی تھی

واضح تھا ابھی نہیں تو پھر سہی مگر سفیان شاہ اپنی پھپھو سے کیا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

کانوں میں پڑتی اس پُکار نے جیسے اسے حقیقت بتانی چاہی تھی

شل سی کھڑی عینا وہی کھڑی رہ گئی تھی۔

» » » » » » » » » » »

میں بس پہنچ رہی ہوں... ہاں بابا بس کچھ دیر...

اوکے میں چیک کرتی ہوں ... موبائل کان سے ہٹائے اسنے سکرین پر جگمگاتی اس نوٹیفکیشن کو ٹچ کیا تھا

یہ تو ہوٹل کا ایڈریس ہے مگر ہم وہاں کیوں جا رہے ہیں؟

مگر ہم کسی ریسٹورنٹ یا کافی شاہ میں بھی تو مل سکتے تھے

اسے مقابل کا آئیڈیا کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا

ہمم اوکے آرہی ہوں!...

بیزاریت سے کہتے اسنے موبائل کان سے ہٹایا تھا۔

کتنے پیسے..؟

میم تین ہزار ...

پانچ ہزار کا نوٹ نکالتے سامنے کھڑے ورکر کو تھمایا تھا

میم میرے پاس چینج نہیں ہے ...

افففف سارے مسئلے آج ہی ہونے تھے آخر وہ زچ ہوئی تھی

رکھ لو!...

گاڑی میں بیٹھتے اسنے مطلوبہ ایڈریس کی طرف ٹرن لیا تھا

وہ ایسی ہی تھی لاپرواہ سی مگر بلا کی حسین ... اسکو حسن پر دسترس حاصل تھا وہ جسے چاہتی اپنا دیوانہ بنا سکتی تھی

گاڑی دھول اڑاتی وہاں سے نکلی تھی اور پیچھے پٹرول پمپ پر کھڑے ورکرز بس اسے دوبارہ دیکھتے رہنے کے خواہش مند ہوئے تھے

وہ اپنی منزل کی طرف رواں تھی جب موبائل بجا تھا آج بھی وہاں ان نان نمبر جگمگا رہا تھا...

پھر سے نہیں ... اسنے کار سائیڈ پر روکی تھی

پچھلے تین سال سے اسکے ساتھ یہی ہو رہا تھا موبائل اور اب تک چھ سمز وہ تبدیل کر چکی تھی مگر مقابل کوئی انتہا کا ڈھیٹ بندہ معلوم ہوا تھا ان تین سالوں میں کوئی دن ایسا نہیں تھا جب اسے انجانے نمبر سے کال نا آئی ہو ... وہ چاہتی تو کال مسترد کر دیتی مگر مقابل کو اسکی یہ حرکت قطع پسند نا تھی کال مسترد کرنے یا اٹینڈ نا کرنے کی صورت میں اسے سزا ملتی تھی ...

وہ جو کوئی بھی تھا وریشہ سلطان کی زندگی کا عذاب بن گیا تھا

ایسا عذاب جس سے وہ نا تو جان چھڑا سکتی تھی نا اسکے بارے میں کچھ جان سکتی تھی۔

تین سال کا عرصہ ہوا تھا اسکی آواز کے علاوہ اسنے کبھی اس شخص کو دیکھا نہیں تھا وہ کالز کرتا تھا اور ہر بار نمبر چینج ہوتا تھا پرانے نمبر پر کال بیک کرنے کی صورت میں جو جواب ملتا وہ یہ کہ وہ نمبر بند ہو چکا ہے

وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی نا ڈر پوک تھی وہ سلطان احمد ... احمد ملٹی نیشنل کمپنی اف اسلام آباد کے مالک کی اکلوتی بیٹی وریشہ احمد سلطان تھی

مگر مقابل بھی کوئی عام شخص معلوم نہیں ہوا تھا ایسا کوئی حربہ نہیں تھا جو اسنے نا آزمایا ہو مگر وہ شخص جیسے اسے جونک کی طرح چپک گیا تھا احمد سلطان نے کئی بار اسکی اس سلسلے میں مدد کرنی چاہی تھی مگر وہ ہمیشہ انکی مدد لینے سے منع کر دیتی تھی کیونکہ وہ واقف تھی وہ شخص جو کوئی بھی تھا اسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا اور نا ہی نقصان ہونے دے سکتا تھا سوائے کچھ چھوٹی موٹی سزاؤں کے جو اسے ڈرانے کے لئے دی جاتی تھیں ...

وہ سوچوں سے باہر آئی تھی جہاں اب چوتھی بار کال آرہی تھی

ہڑبڑا کر فوراً سیدھے ہوتے اسنے کال اٹینڈ کی تھی

مگر جو خبر اسے سنائی گئی تھی وہ اسکی دنیا ہلا دینے کو کافی تھی

موبائل ڈیش بورڈ پر پٹختے اسنے گاڑی گھمائی تھی اور اندھا دھند ڈرائیو کرتے وہ سلطان پیلس کی طرف رواں ہوئی تھی

« « « « « « « « « « «

کیسا رہا آج کا دن...؟

اچھا تھا!..

کھانا لگا دوں...؟

جی ... زرمینہ کہاں ہے؟

جواب دیتے ساتھ سوال بھی کیا تھا

وہ سو گئی ہے تمہارا انتظار کر رہی تھی

جی آج میں لیٹ ہو گیا بہت ...

جوب ملی...؟

اپنی بات ادھوری چھوڑے دیکھ اسنے نظریں سامنے کھڑی اپنی ماں کی طرف پھیری تھی

کوئی بات نہیں مل جائے گئی ... آج نہیں تو کل ضرور مل جائے گئی

وہ پُرامید سا بولی تھی

اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی سارا دن کی تھکن اپنی ماں کی خوبصورت مسکراہٹ دیکھتے پل میں غائب ہوئی تھی

میں کھانا لگاتی ہوں .. آ کے کھا لو....

ماں کے حکم کی بجا آوری کرتے وہ بھی فریش ہونے کی نیت سے اٹھا تھا

» » » » » » » » » » »

گاڑی وہی گیٹ پر چھوڑے وہ بھاگتی اندر داخل ہوئی تھی

ڈیڈ ... ڈیڈ کہاں ہیں آپ..؟

ڈیڈ ... انہیں پکارتی وہ انکے کمرے کی طرف بڑھی تھی

مگر لیونگ ایریا سے نظر آتے عکس نے اسکے قدم روکے تھے

ڈیڈ ...

یس مائے لَو!...

اسکی آوازیں سنتے وہ میٹنگ ادھوری چھوڑے باہر کی طرف لپکے تھے

کیا ہوا ؟ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں..؟

ڈیڈ ... ڈیڈ آپ ٹھیک ہیں نا ..

آپ کو کوئی چوٹ تو نہیں آئی ... انکے ہاتھ چہرا بازو سر کو اپنے نرم ہاتھوں سے چھوتے وہ فکرمندی سے بولے جارہی تھی جب احمد سلطان نے اسکے ہاتھ تھامے تھے

کالم ڈاؤن ... ریلیکس ہو جائیں...

پانی لے کے آئیں ...

ملازم کو حکم سناتے اسکا ہاتھ پکڑے وہ اسے سامنے پڑے صوفے کی طرف لائے تھے

ڈیڈ ...

ششش ریلیکس ... یہ لیں پانی پئیں۔

گلاس اسکے ہاتھ میں دیتے انہوں نے اسکے بال سہلائے تھے

اب بتائیں کیا ہوا..؟ اتنی ٹینشن میں کیوں ہیں؟

پانی کا آدھا گلاس اسکے ہاتھ سے لیتے ٹیبل پر رکھتے انہوں نے بولنے کا حکم دیا تھا۔

ڈیڈ میں فرینڈ سے ملنے جا رہی تھی جب میں ڈرائیو کر رہی تھی ان نون نمبر سے کال آئی تھی مجھے لگا یہ وہی شخص ہے

احمد سلطان بہت غور سے اسکی بات سن رہے تھے

مگر وہ کوئی اور تھا اور اسنے کہا کہ آپ کا ایکسیڈینٹ ہو گیا

میں آپ کے آفس گئی آپ وہاں نہیں تھے۔

اتنی کالز کی آپ نے ایک بھی ریسیو نہیں کی ... گارڈ سے پوچھا تو اسنے بتایا آپ پیلیس میں ہی ہیں تو میں جلدی سے یہاں آگئی۔

مگر آپ تو ...

اپنی بات مکمل کرتے وہ چپ ہوئی تھی اپنے سامنے احمد سلطان کو بلکل ٹھیک ٹھاک بیٹھا دیکھ وہ حیران تھی

وہ ہنسے تھے...

ڈیڈ ہنسیں تو نہیں... آپ کو پتہ میں اتنی ٹینشن میں تھی۔

وہ خفا سی بولی

مائے پرنسیس آپ کے ڈیڈ بلکل ٹھیک آپکے سامنے بیٹھے ہیں

احمد سلطان نے اسے اپنی مضبوط باہوں میں لیے یقین دلایا تھا

میں ڈر گئی تھی ڈیڈ ... مجھے لگا وہ سچ کہہ رہا...

میری بیٹی تو بہت بریو ہے رونا نہیں ہے اوکے...

اسکی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ فوراً سے کہا تھا

آج میری ایک امپورٹنٹ میٹنگ تھی اسلئے واپس آگیا اور میٹنگ یہی رکھ لی آفس میں دل نہیں چاہ رہا تھا اینڈ یو نو میں میٹنگ کے وقت موبائل سوئچ آف رکھتا ہوں۔

ڈیڈ سوری کرتے ہیں آپ کو میری وجہ سے اتنی ٹینشن ہوئی۔

نو ڈیڈ آپ کیوں سوری کر رہے ... اسنے فوراً سے انکے کان کی طرف بڑھتے ہاتھ روکے تھے۔

شاید کسی نے پرینک کال کی ہو گئی...

وریشہ کچھ سوچتے گویا ہوئی۔

مے بی..! چلیں آپ روم میں جائیں اور فریش ہوں

میں بھی میٹنگ ختم کر لوں پھر اکٹھے کھانا کھائیں گئیں...

اوکے ڈیڈ!..

وہ ہلکا سا مسکراتی اپنے کمرے کی طرف گئی تھی

وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے جب موبائل کی سکرین بلنک ہونے لگی تھی

ہاں وہ واپس آگئی ہے...

بہت شکریہ!..

اللہ حافظ ....

مسکراتے انہوں نے موبائل کان سے ہٹایا تھا اور واپس سے لیونگ ایریا کی طرف چلے گئے تھے جہاں انکی میٹنگ نے اپنے اختتام پر پہنچنا تھا

»»»»»»»»»»»

کیا مصیبت ہے ... کون مرا جا رہا ہے..؟

واشروم سے باہر آتی وہ تقریباً بھاگتے ہوئے موبائل تک پہنچی تھی جو پچھلے آدھے گھنٹے سے بج رہا تھا۔

ابھی سانس چل رہی ہے جب لگے گا کہ تمہارے بغیر مر جاؤں گا تب بتاؤں گا کہ مرا جا رہا ہوں...

تم...؟

چیختے موبائل کان سے ہٹا کے دیکھا تھا

مجھے اونچی آواز میں بات کرنے والی لڑکیاں نہیں پسند!..

مجھے تمہاری پسند بننے کا کوئی شوق نہیں ہے سمجھے تم!...

میری پسند بننا اتنا آسان بھی نہیں ہے!...

مقابل کی آواز میں غرور تھا۔

"وریشہ سلطان تھوکتی بھی نہیں ہے تمہاری پسند اور نا پسند پر"

آج کے بعد مجھے کال نہیں کرنا!...

""دو ہزار تین سو ایک""...

اپنی توہین برداشت کرتے اسنے نیا جملہ کہا تھا

کیا مطلب..؟

ان تین سالوں میں تم دو ہزار تین سو ایک مرتبہ یہ جملہ دوہرا چکی ہو ...(کہ اب مجھے کال نہیں کرنا(

وہ ہنسا'...

وہ حیران ہوئی تھی وہ شخص اسکے بولے گئے لفظوں کو بھی گنتا تھا

کیا چاہتے ہو تم... چھوڑ دو میرا پیچھا ... میں تھک چکی ہوں

نا تم میرا پیچھا چھوڑتے ہو نا سامنے آتے ہو...

آجاتا ہوں سامنے ...! اگر تم میری رکھی شرط مان لو تو..

میں کبھی نہیں مانو گئی تمہاری شرط مگر آج تم کلئیر کرو.

بتاؤ کتنے پیسے لو گئے میرا پیچھا چھوڑنے کے...؟

جواب دو!...

ہیلو..؟

آر یو دیئر...؟

وریشہ نے موبائل کان سے ہٹا کے دیکھا تھا جہاں کال کٹ چکی تھی

تعجب ہے پہلے تو کبھی ایسے بات اُدھوری چھوڑ کے نہیں جاتا اور آج جب اتنی امپورٹنٹ بات کرنی تھی تو کال کٹ کر کے چلا گیا.

تف ہے اس انسان پر ... زندگی عذاب بنا دی ہے میری...

موبائل کو بیڈ پر اچھالتے گیلے بالوں کو ڈرائے کرنے کے ارادے سے وہ ڈریسنگ روم میں گئی تھی

» » » » » » » » » »

وہ تب سے کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہی تھی نظر زمین پر ٹکائے وہ طوفان بنی اپنے کمرے کے چکر لگا رہی تھی نظر دیوار پر لگی کیل پر گئی تھی اور ناجانے کتنی یادیں تھیں جو اس ذہن کے پردے پر جھلملائی تھیں آنسو ٹپ ٹپ کرتے بہنے لگے تھے

نظر دیوار پر رکھے وہ چلتی بیڈ کے پیروں والی سائیڈ پر بیٹھی تھی

عشال بچے!...

بی جان کمرے میں آئی تھیں اسے یوں دیوار کو روتی آنکھوں سے تکتے دیکھ وہ چلتی اسکے پاس آ بیٹھی تھی

جانتی ہیں میں کیا یاد کر رہی ہوں...؟

بھرائی ہوئے لہجے میں پوچھا تھا.

ہاں..."بی جان نے سر جھٹکا تھا... جیسے کہنا چاہتی ہوں یاد کر کے کیا فائدہ..؟"

وہ ایسی نہیں تھیں بی جان...

میری امی جان ایسی نہیں تھیں ... یکے بعد دیگرے دو جملے ایک ساتھ کہتے اسنے آنسو پونچھے تھے

میں جانتی ہوں بچے...

انہوں نے اسکے سرد ہاتھ تھامے تھے

پھر ابو جان کیوں نہیں مانتے اس بات کو بی جان ...

وہ کیوں کہتے ہیں کہ وہ بھی آپی...

چپ ہو جاؤ عشال .. نام مت لو اسکا .... اچانک نرم سے سخت لہجہ ہونے پر عشال خوفزدہ ہوئی تھی.

دیکھو بچے ... یہ دنیا ایسی ہی ہے ... اسے ڈرتا دیکھ وہ نرم پڑی تھیں

اور اگر مرد کی نظر سے دیکھا جائے نا تو عورت اپنی اولاد کی تربیت کرتی ہے اچھائی برائی سے لے کر اسے سب بتاتی ہے مگر جب اولاد خود غلط راہ پر نکل پڑے تو یہ ماں کی غلطی نہیں ہوتی مگر شوہر کی نظر میں یہ غلطی ماں کی ہوتی ہے وہ تو اسی عورت کو قصوروار ٹھہرائے گا کیونکہ اسنے تو اپنی بیوی کو یہ ذمہ داری سونپی تھی

ولید شاہ ابھی آمنہ سے ناراض ہے اسلئے یہ سب کہتا ہے مگر دیکھنا یہ ناراضگی بھی کچھ وقت کی ہے سب ٹھیک ہو جائے گا

سب ٹھیک ہو جائے گا...؟

وہ تب سے صرف سن رہی تھی انکی آخری بات پر کسی اور ہی رو میں بولی تھی

جواب نا ملنے پر اسنے بی جان کی طرف دیکھا تھا جو نظریں جھکا گئی تھیں.

مجھے جھوٹی تسلیاں نا دیں بی جان ... کیونکہ یہاں اب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا وہ اپنے پیچھے کبھی نا ختم ہونے والے ظلم کو جنم دے کے گئی ہیں وہ ظلم جو صرف عشال ولید شاہ کی قسمت میں لکھا ہے

وہ ظلم جو میں نے کسی اور کی اترن کی صورت میں ساری زندگی برداشت کرنا ہے وہ سسکیاں لیتے رو دی تھی.

میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی بی جان... ابو جان سے بولیں وہ آپی سے پیار کرتے تھے میں کیسے انکی چھوڑی محبت سے شادی کر سکتی ہوں میں کیسے وہاں گزارا کروں گئ بی جان,..

آپ کو اللہ کا واسطہ میری فریاد سن لیں اور ابو جی سے بات کریں مجھے ساری زندگی اس کوٹھری میں بند کر دیں میں وہاں کی ہر تکلیف سہہ لوں گئ مگر یہ شادی نا کرائیں میں نہیں کر سکتی.

میں اندر ہی اندر مرتی جارہی ہوں بی جان انہیں کہیں کہ اِن رہی سہی سانسوں کو تو بخش دیں. بخش دیں مجھے ... مجھے نا دیں کسی اور کی غلطی کی سزا..

جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا وہ بہت بُری طرح رو رہی تھی

بی جان کا کلیجہ منہ کو آیا تھا ... ایک غلطی صرف ایک غلطی اس ایک شخص کی غلطی نے انکے ہنسے بسے خاندان کا تختہ تباہ برباد کر دیا تھا۔

اپنے سینے سے لگائے وہ بس اسے رونے دے رہی تھیں منہ سے ایک لفظ تسلی کا نہیں نکلا تھا کیونکہ وہ اسے کوئی جھوٹا دلاسہ ، جھوٹی امید نہیں دینا چاہتی تھیں

یہ شادی تمہارے بھائی کی خواہش پر ہو رہی ہے عشال... ولید شاہ تو اس رشتے کے حق میں ہی نہیں ہے۔

انہوں نے سچ بتانا ضروری سمجھا تھا۔

آنکھوں میں بے یقینی لیے وہ کتنی دیر انہیں تکتی رہی تھی

وہ تمہاری پھپھو سے لیا وعدہ پورا کر رہا ہے...

مگر وہ وعدہ کسی اور کے حق کا تھا بی جان ... آپ سمجھتی کیوں نہیں ہیں

وہ روتے چیخ اٹھی تھی

وعدہ، وعدہ تھا بچے ... وہ نہیں تو تم سہی!!!

"لال حویلی میں حق لفظ کوئی معنی نہیں رکھتا"

لال حویلی میں تو انسان معنی نہیں رکھتے بی جان ... یہ تو پھر لفظ ہے ... تنفر سے کہتے وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی تھی

کوئی دیکھتا تو بھلا کہتا یہ کیا وہی انکی چھوٹی سے پری تھی ہمہ وقت جس کے چہرے پر مسکراہٹ رہتی تھی ... بھوری آنکھیں ، کالے شانوں سے نیچے آتے بال ، بڑی بڑی آنکھیں جن میں ہر وقت شرارت اور معصومیت ہوتی تھی صدیاں گزری تھی انکو نم ہوئے اور آج بھی وہ ویسی ہی نم تھیں

ابو جان انہیں معاف نہیں کریں گیں ... جانتی ہیں کیوں؟

نظر چھت پر ٹکائے وہ کسی گہری سوچ میں نظر آرہی تھی

کیوں...؟

کیوں کہ وہ امی جان سے نفرت کرنے لگے ہیں وہ ناراض نہیں ہیں بی جان ... وہ ناراض نہیں ہیں ... وہ عورت ذات سے نفرت کرنے لگے ہیں جس میں یہ بدقسمت لڑکی بھی شامل ہے ... تصویر میں کھڑی اس اٹھارہ سالہ لڑکی کو دیکھتے وہ روتی آنکھوں سمیت ہنسی تھی

» » » » » » » » » »

دروازے پر دستک ہوئی تھی اندر موجود ہستی نے فوراً سے ہاتھ میں پکڑی تصویر گدے کے نیچے چھپاتے آنکھیں صاف کی تھیں

آ جائیں...

جی دا جی آپ نے بلایا تھا

انہوں نے اشارے سے اسے بیٹھنے کو کہا تھا

وہ بھی خاموش سا بیٹھ گیا تھا اسکے علاوہ وہاں کسی اور کا ہونا بھی ضروری تھا جس کے انتظار میں وہ بیٹھے تھے۔

جی آپ نے بلایا تھا... کمرے میں داخل ہوتے ولید شاہ نے سرسری سی نظر سامنے پوری شان سے بیٹھے سفیان پر ڈالتے کہا تھا

ہاں بیٹھو!...

دا جی کے کہنے پر وہ دوسرے صوفے پر جا بیٹھے تھے

انہوں نے ایک افسوس نگاہ اس باپ بیٹے پر ڈالے اپنی بات کا آغاز کیا تھا

کل ارشان آرہا ہے؟

جی دا جی... سفیان شاہ سیدھا ہوا تھا

تمہیں کیا مسئلہ ہے؟

اب کی بار نظر اور لہجہ دونوں سخت ہوئے تھے

ولید شاہ جو کسی سوچ میں گم تھے

انکو دیکھ کے رہ گئے تھے۔

مجھے کیا مسئلہ ہے یہ آپ بھی جانتے ہیں ,..

وہ ہچکچائے تھے .

وہ دونوں باپ بیٹا لاکھ غصے کے تیز تھے مگر دا جی کا رعب اور دبدبہ ان کی بولتی بند کرا جاتا تھا

وہ تمہاری بہن کا بیٹا ہے"...

یہی تو مسئلہ ہے ابا جان...وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے

اسی بات کا تو غم ہے وہ اس عورت کا بیٹا ہے جس سے میں نفرت کرتا ہوں اور آپ چاہتے ہیں میں اسکے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر دوں۔وہ تلخ ہوئے تھے

اپنے الفاظ درست کریں ابو ... کون سی بیٹی کی بات کر رہے ہیں آپ؟

سفیان شاہ جو اس بحث کو صرف سننے کا متمنی تھا بولنے پر مجبور ہوا تھا۔

تم چپ رہو سفیان...

کیوں میں کیوں چپ رہوں ابو... اسکی آواز بلند ہوئی تھی وہ سیدھا اپنے ابو کے روبرو آیا تھا۔

وہی بیٹی جس سے آپ صدیوں پہلے بیٹی ہونے کا درجہ چھین چکے ہیں اور کل تو آپ نے حد کر دی ... اس معصوم کو آپ نے اس سرد خانے میں بند کر دیا۔

آپ کو ذرا رحم نہیں آیا... آپ کی روح نہیں کانپی ...

اپنی سگی اولاد کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہوئے ... آخر کسی اور کے جرم کی سزا آپ کیسے اس کو دے سکتے ہیں۔

کیسے...؟ اسکے لہجے میں اذیت در آئی تھی

یہ کیا کہہ رہا ہے ولید..؟

دا جی کی حیرت زدہ آواز نے ولید شاہ پر طاری ہوا سکتہ توڑا تھا

ابا جان...

یہ سچ ہے یا جھوٹ...،

بھاری آواز کی گونج اس کمرے کے در و دیوار کو ہلا گئی تھی

سفیان شاہ نے اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا تھا

جو ہنوز چپ تھا مگر اپنے کیے پر کہی سے بھی نادم معلوم نہیں ہوا تھا

سچ ہے ... کیونکہ مجھ میں اب تیسری بار دھوکہ کھانے کی ہمت نہیں ہے ابا جان ... آپ دونوں کیا چاہتے ہیں کہ اب اسے آزادی دی جائے تاکہ وہ بھی ہمارے سروں میں خاک...

ابو... سفیان شاہ نے کڑے تیوروں میں انہیں بولنے سے باز رکھا تھا

ایک لفظ اور نہیں ...

آپ جیسا سفاک اور پتھر دل انسان میں نے زندگی میں نہیں دیکھا

جو اپنی ہی بیوی بیٹی کی زندگی برباد کر دینا چاہتا ہے

ایک کی تو آپ کر چکے ہیں مگر...،

سفیان میں نے کتنی بار کہا ہے وہ ایک ایکسڈنٹ تھا تم کیوں ہر بات میں آمنہ کا ذکر کرتے ہو۔

وہ حادثہ نہیں تھا ابو ... وہ دھاڑا تھا

ولید شاہ خاموش ہونے پر مجبور ہوئے تھے

اسکے لہجے کی سختی نے انہیں بولنے نہیں دیا تھا

میں نہیں جانتا آپ اس معصوم پر کتنی بار یہ ظلم کر چکے ہیں کیونکہ آپ جیسے انسان سے مجھے کسی اچھائی کی امید نہیں رہی اب مگر میری ایک بات کان کھول کے سن لیں ... عشال کی شادی ارشان سے ہو گئی میں اپنی پھپھو کا خواب سچ کروں گا اور اگر آج کے بعد آپ نے عشال کے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے کی کوشش کی تو خدا کی قسم میں بھول جاؤں گا کہ آپ میرے ابو ہیں۔

انگلی اٹھائے انہیں وارن کیے وہ مڑا تھا

اور جو ظلم تم گاؤں والوں پر کرتے ہو ... جو ظلم تم نے اس منشی کے بیٹے پر کیا اس کا حساب نہیں دو گئے تم سفیان شاہ...

نہیں کیونکہ میں صرف اپنے اللہ کو جوابدہ ہوں۔

اور رہی بات ظلم کرنے کی ... وہ مڑا تھا.

"میں عورتوں پر ظلم کر کے اپنی مردانگی نہیں دیکھاتا ابو"

تحقیر آمیز لہجے میں کہتے وہ ذرا سا مسکرایا تھا

ولید شاہ کے تو جیسے سر پر لگی پیر میں بجھی تھی

شعلہ برساتی نظروں سے انہوں نے اپنے سپوت کو دیکھا تھا

اتنے ہی غیرت مند ہو تو اپنی بیوی کو کیوں نہیں ڈھونڈ پائے تم ابھی تک ... وہ کہاں ہے کچھ خبر بھی ہے وعدہ تو یہ بھی تھا پھر...

جہاں اسنے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی وہی دا جی نے ولید شاہ کو بازو سے تھامے اپنے سامنے کیا تھا

بس کر دو ولید شاہ ... بس کر دو ... سکون سے جینے دو اسے بھی اور میری بچی کو بھی ... کیوں دشمن بن گئے ہو دونوں کے....

رہنے دیں دا جی ... جن کے احساس مر جائیں ان سے کیا گلے شکوے،

خیر آپ کو بتاتا چلوں کہ بہت جلد میری بیوی میرے پاس ہو گئی اس حویلی میں ... سید سفیان ولید شاہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

ٹھوس لہجے میں کہتے وہ وہاں رکا نہیں تھا

مجھے تم سے اس طرح کی بیوقوفی کی امید نہیں تھی

سبحان شاہ اپنی مخصوص نشست پر بیٹھتے افسوس سے بولے تھے

سو جائیں ابا جان ... آپ کے پوتے کو وہ لڑکی کبھی نہیں ملے گئی۔

آخری جملہ قدرے دھیمی آواز میں کہتے وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

» » » » » » » » » »

رات کا آخری پہر تھا اس دیوار گیر کھڑکی کا لاک کھولے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا آہستہ سے چلتے کمرے کے دروازہ پر پہنچے اسے اندر سے لاک کرتے وہ بیڈ کے نزدیک آیا تھا وہ بغیر کوئی آواز کیے اسے دیکھ رہا تھا

کھٹ کھٹ کی آواز پر اسکی آنکھ کھلی تھی نیند میں خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے اسنے آنکھیں کھولیں تھیں

سامنے کوئی نہیں تھا اپنا وہم سمجھ کر وہ واپس سے آنکھیں بند کرتی جب نظر سامنے دیوار نما کھڑکی پر گئی تھی

اسے تو میں نے لاک کیا تھا اپنے آپ کیسے کھل گئی۔

وہ خود سے ہی باتیں کرتی بیڈ سے اٹھتی کھڑکی تک گئی تھی اس بات سے بے خبر کوئی اسکی ہر حرکت کا بہت باریکی سے جائزہ لے رہا تھا۔کھڑکی کا لاک لگاتے وہ مڑتی اس سے پہلے ہی کسی نے اسکے دونوں کلائیوں کو تھامے اسکی کمر پر باندھتے چہرا کھڑکی سے لگایا تھا۔

وہ چیخ مارتی اس سے پہلے مقابل نے اپنا دوسرا ہاتھ اسکے ہونٹوں پر رکھا تھا

اپنے کمرے میں رات کے اس پہر کسی شخص کی یوں موجودگی اور خود کو اسکی قید میں دیکھنا وریشہ سلطان کے چھکے چھوٹے تھے

وہ بولنے سے عاری تھی اور ہاتھ پاوں بھی ہلانے سے قاصر تھے

ڈر لگ رہا ہے...؟

جانی پہچانی آواز پر اسکے جسم میں حرکت ہوئی تھی وہ مڑنا چاہتی تھی مگر مقابل کی گرفت سخت تھی۔

مائے کوئین !...

اسنے پھر سے سرگوشی کی تھی۔

اب کی بار اسکا شک یقین میں بدلا تھا ... مائے کوئین سے اسے صرف وہی انجان شخص ہی بلاتا تھا

تین سال سے تم سے بات کر رہا ہوں ، تمہیں اپنی محبت کا یقین دلا رہا ہوں ، تمہاری تمام بدتمیزی ہر طنز کو چپ چاپ سہن کیا ... اپنی اتنی توہین پر تو میں کھڑے کھڑے سامنے والے کو موت کے گھاٹ اتار دوں

تمہیں تو اسفند شاہ نے کبھی سخت نظر سے دیکھا بھی نہیں۔

وہ نام اسکی سماعتوں سے ٹکرایا تھا...

اپنے چھوٹے سے دماغ پر زور مت ڈالو مائے کوئین ... کیونکہ تم مجھے نہیں جانتی البتہ اسفند شاہ تمہیں بہت اچھی طرح سے جانتا ہے۔

ہاتھ اسکے چہرے سے ہٹتا سرکتا ہوا گردن تک پہنچا تھا

اس انجانے لمس نے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کی تھی

وہ جو شل کھڑی تھی فوراً سے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے خود سے دور کرنا چاہا تھا

وہ چیخنا تو چاہتی تھی مگر اپنے تجسس کو ختم بھی کرنا چاہتی تھی وہ شخص اسکے اتنا قریب تھا جس کو وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کے تھک گئی تھی آج وہ خود اسکے پاس آیا تھا وہ اسے دیکھنا چاہتی تھی .... مختصر وہ اس شخص کو دیکھنا چاہتی تھی جو تین سال سے اسکے ہاتھوں ہوئی اتنی بے عزتی اور توہین کے بعد بھی اسکے پیچھے تھا

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی...؟

اسنے جھٹکے سے وریشہ کا رخ اپنے سامنے کیا تھا

اور وہ خیالوں سے نکلتی اسکے سینے سے ٹکرائی تھی

"تم ... تم اتنی سی لڑکی اسفند شاہ کی محبت کو خریدو گئی "

وہ جو کب سے ہاتھ پیر مارتی اسے دیکھنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی دیکھ پھر بھی نہیں پائی تھی چہرا رومال سے کور تھا مگر آنکھیں وہ بڑی بڑی روشن آنکھیں انہیں ضرور دیکھا تھا

خاموش کیوں ہو اب...؟

اسکی بھاری دہشت زدہ اونچی آواز اور کلائیوں پر پڑتی سخت گرفت نے اسے ہوش کی دنیا میں پھینکا تھا.

"اسفند شاہ کی ذرا سی قربت کی مار ہو تم اور جرات دیکھو میری محبت کو خریدنے نکلی ہو"..

چہرے پر آئی لٹوں کو ہٹاتے وہ نرمی سے بول رہا تھا مگر آنکھوں میں پھیلی سرد مہری جان پر ضرور بن رہی تھی

مم .. میں نہیں جانتی تمہیں...

میں نے کب کہا مائے کوئین تم مجھے جانتی ہو...

وہ مسکرا رہا تھا اسکی مسکراتی آنکھوں نے راز کھولا تھا

جانے دو مجھے میں نہیں کرتی تم سے محبت...

وہ ہمت کر کے بولی تھی .

مجھے کالز مت کیا کرو ... میں کسی اور سے,...

سی ... وہ کراہ اٹھی تھی.

جبڑے پر سخت ہوتی پکڑ نے اسے رونے پر مجبور کیا تھا

کلائیوں کو آزاد کرتے ہاتھ اسکی نازک کمر پر باندھتے اسے اپنے مزید قریب کر چکا تھا

آگے ایک لفظ اور بولا تو یہی ختم کر دوں گا پہلے اس شخص کو پھر تمہیں...

اسکی نظروں میں جھلکتی جنونیت دیکھ وہ سہمی تھی

"تم صرف اسفند شاہ کی ہو اسکی عزت ہو تم"

"اور میری عزت میرے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچے بھی مجھے یہ بات قبول نہیں"

دور رہ کے بات کرو ...!! آنسوؤں پر بندھ باندھے وہ بامشکل بول پائی تھی

خود ہی کہا تھا تم نے سامنے آؤں اب آگیا ہوں ... سو اب میرے لیے دور رہنا مشکل ہے۔

عزت کہنے سے کوئی عزت نہیں بن جاتی اسفند شاہ!...

صاف طنز کیا تھا۔

اس شخص کے قریب اسے عجیب سی وحشت محسوس ہوئی تھی وہ دور ہونا چاہتی تھی مگر مقابل نے ان دونوں کے درمیان انچ بھر کا فاصلہ بھی نہیں چھوڑا تھا

وہ مسکرایا"..

"دور کرنے کا اچھا بہانہ ہے"

وریشہ نے رخ موڑا تھا ہاتھ ہنوز اپنے کمر پر رکھے اسکے ہاتھ کو ہٹانے کی سعی کر رہے تھے .

وہ خود کو مضبوط دیکھا رہی تھی مگر دل خوف سے کانپ رہا تھا آج پہلی بار کوئی اسکے اتنے قریب آیا تھا

میں چاہتا تو تین سال پہلے ہی تمہیں اپنی زندگی میں شامل کر لیتا مگر مجھے تمہاری رضامندی عزیز تھی مگر آج تم نے خود مجھے بلا کر اپنے قریب آنے کی دعوت دی ہے میں خود پر تین سال سے کنٹرول کیے بیٹھا ہوں مگر آج مشکل لگ رہا ہے.

وہ ہکا بکا سی بس اسکو سنتی رہ گئی تھی اسکی باتیں ایسی تھیں جیسے وہ اسکی غلام تھی اور وہ اسکے قریب نا رہ کر اس پر احسان جتا رہا ہو.

دیکھو تم جو کوئی بھی ہو ...دور رہ کر بات کرو ورنہ میں ابھی ڈیڈ کو بلا لوں گئی.

کوئی نہیں آئے گا بلا سکتی ہو"...

وہ اتنے یقین سے کہہ رہا تھا وریشہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوئی تھی

"اسفند شاہ کوئی عام انسان نہیں ہے مائے کوئین"

یہاں آنے سے پہلے سارے انتظامات کر کے آیا ہوں وہ سب گہری نیند سو رہے ہیں اب صبح ہی اٹھیں گئیں.

وہ اسے دیکھ رہی تھی اور وہ خاموش سا کھڑا اسے خود کو دیکھنے دے رہا تھا

نظریں ملی تھیں مقابل کی نظروں میں صاف جنونیت اور تڑپ تھی

پپ.... پلیز.. مم ... مجھے اچھا ... نہیں لگ رہا تم دور رہو...

اتنی بے بسی پر وہ رو دی تھی .

کافی سارے راز ہیں جو تمہیں جاننے ہیں جب جان لو گئ تو میرا یوں تمہارے قریب رہنا تمہیں بُرا نہیں لگے گا.

مگر ابھی وہ سب بتانے کا وقت نہیں آیا ... ذرا سا دور ہوتے وہ تحمل سے بات کر رہا تھا

ابھی صرف اتنا بتانے آیا تھا.

کہ تمہارے ڈیڈ کی تمام جائیداد بھی اسفند شاہ کی محبت کو خرید نہیں سکتی اسکی محبت بکاؤ نہیں ہے مائے کوئین تو آج کے بعد ایسی کوئی بھی بات منہ سے نکالنے سے پہلے اپنا انجام سوچ لینا!...

آہاں... اپنے رومال کی طرف بڑھتے اسکے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے وہ مخمور سا بولا تھا.

سب پتہ چل جائے گا بس صحیح وقت آنے دو۔

وریشہ کا منہ بنا تھا.

اس واہیات لڑکے سے دور رہو آج صرف کال کی تھی اگلی بار یہ کال سچ بھی ہو سکتی ہے .

چھ قدم لیتے وہ پیچھے ہوئی تھی مگر اسکی بات سنتے ہی ان چھ قدموں کے فاصلے کو دو قدموں میں ہی طے کرتی اسکے روبرو آئی تھی

مطلب وہ کال تم نے کی تھی..؟

غصے اور تعجب سے پوچھا تھا

ہاں!!...

مقابل نے ہاتھ سینے پر باندھے اسکے چہرے پر نظر گاڑھی تھی

اتنے چیپ ہو سکتے ہو تم .. میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی

تمہاری حرکتوں کے سامنے میرا یہ گھٹیا پن تو کچھ بھی نہیں ہے مائے کوئین"...

کہنا کیا چاہتے ہو تم .. ہاں...

وہ چیختی ہوئی اسکے گریبان تک پہنچی تھی

مگر قابل کے ایک جھٹکے نے اسے بیڈ پر پٹخا تھا وہ اٹھتی اس سے پہلے اسفند شاہ اسکے اوپر آتے اپنے دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں رکھے جھکا تھا

آج یہ جرات کی ہے آئندہ سوچنا بھی مت ورنہ تمہارے یہ نازک ہاتھ میرے ظلم کو سہہ نہیں پائیں گئیں.

اور ہاں...

جو فاصلہ چھوڑا تھا اسے مٹاتے وہ مزید قریب ہوا تھا

سانسیں جو چل رہی تھی اب وہ بھی چلنے سے عاری تھیں

دد..دور رہو .. پلیز .. آنسو بہتے بالوں میں جذب ہو رہے تھے

ہو جاؤں گا دور .. مگر تم مجھے آئندہ اس لڑکے کے ساتھ نظر نا آؤ .

ورنہ سزا تو تمہیں جو ملے گئی سو ملے گئی .. یہ جو وقت دے رکھا ہے اسے بھی چھین لوں گا اور پھر ...

ہونٹ اسکے کان کے قریب کیے تھے.

پھر تمہیں وریشہ سلطان سے وریشہ اسفند شاہ بننے سے کوئی نہیں روک پائے گا۔

وہ جو دم سادھے سن رہی تھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی وہ کچھ بولنے کی حالت میں نہیں لگ رہی تھی اس پر ترس کھاتے اسفند شاہ اسکے ماتھے پر اپنے پیار کی مہر ثبت کرتا نکل گیا تھا اور وہ ویسی ہی حالت میں لیٹی ماؤف ہوتے ذہن کے ساتھ آنکھیں موند گئی تھی
پہلے مرحلے پر کھڑے اسنے نظر اس عالیشان لال حویلی میں ڈورائی تھی کیا فرق ہے ... اسنے خود سے سوال کیا تھا

لوگ کہتے ہیں رات ڈھلتی ہے اندھیرا چھا جاتا ہے تو ہر جگہ خاموشی پھیل جاتی ہے ہر طرف ہو کا عالم ہوتا ہے مگر یہاں اس حویلی میں تو دن اور رات کا پتہ بھی نہیں چلتا ... یہاں کیا دن اور کیا رات...

بس فرق اتنا ہے دن میں اجالا ہوتا ہے اور رات کو اندھیرا مگر جو چیز ساکن ہے وہ اس حویلی کی خاموشی ہے ... کوئی شے ازل نہیں رہتی مگر یہ خاموشی ... اسکی آنکھیں جھلملائی تھیں۔

یہ خاموشی ، یہ وحشت زدہ خاموشی...

میرا دم گھٹتا ہے یہاں ... آنسو آنکھ سے نکلتا گال پر پھسلا تھا

رو مت اللہ سے اچھے کی امید رکھو...

سامنے موجود ہستی نے اسکے آنسو چنے تھے

آپ کو ایک بات بتاؤں...

ہاں بتاؤ...

کسی کو بتانا نہیں... عشال نے اپنی بڑی بڑی گول آنکھیں معصومیت سے جھپکی تھی جیسے کوئی بہت بڑا راز بتانے جا رہی ہو۔

نہیں بتاؤں گئی ... پرامس!..

میرا دل کرتا ہے میں اس حویلی سے کہیں بہت دور چلی جاؤں۔

مجھے یہاں رہنا نہیں پسند!...

تمہیں اپنے دا جی اور بی جان بھی نہیں پسند...؟

تیر کی تیزی سے سوال کیا تھا

اقف ہو میں نے کہا ہے مجھے یہ حویلی نہیں پسند...

تو تمہیں وہ پسند ہیں؟

ہاں میرے دا جی اور بی جان بہت اچھے ہیں

اور ولید چاچو...؟

اسکے مسکراتے لب سکڑے تھے

انہیں پسند کرتی ہو؟

نہیں..

پیچھے کھڑا شخص جو کب سے ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا اسکے دل کو کچھ ہوا تھا

نہیں میں انکو پسند نہیں کرتی ... میں ان سے محبت کرتی ہوں عینا دی..

ابو جان وہ ہستی ہیں جن کو اس دنیا میں آنے کے بعد میں نے سب سے پہلے دیکھا تھا مجھے آج بھی یاد ہے دی .. ابو جان آپی سے بھی زیادہ مجھ سے پیار کرتے .. تھے..

اس لفظ پر وہ اٹکی تھی مگر حقیقت تھی وہ جھٹلا نہیں سکتی تھی

پیچھے کھڑا شخص جو بھاری قدموں سے واپس جانے کے لئے مڑا تھا رکا تھا مگر اب کی بار دل کو کچھ نہیں ہوا تھا شاید اب اس دل پر محبت نامی چیز اثر نہیں رکھتی ... سر جھٹکتے وہ وہاں سے چل دیئے تھے

عینا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی دینا چاہی تھی

عشال!..

نظر اس بند دروازے پر ٹکائے دھیمے سے بولی تھی

جی عینا دی!!..

ارشان بھائی سے شادی کر لو اور اس حویلی سے چلی جاؤ .. میں اپنی چھوٹی سی پری کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں اس حویلی میں رہو گئی تو صرف دکھ ہی سہتی رہو گئی دوسروں کے کیے گناہوں کی سزا بھگتی رہو گئی۔

"یہ بھی تو سزا ہی ہے نا عینا دی"

آپ سب مجھے اس شخص سے شادی کرنے کو کہہ رہے ہیں جو پہلے کسی اور سے منسلک تھے اب وہ نہیں رہی تو آپ میری وہاں شادی کر دینا چاہتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ آپی سے محبت کرتے ہیں

تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ عشاء سے محبت کرتے تھے.. یا ہیں؟

ظاہر سی بات ہے دی ... ان دونوں کی بچپن سے منگنی ہوئی تھی

لازمی نہیں ہے عشال کہ منگنی ہوئی تو محبت بھی ہو...

مگر میرا دل نہیں مانتا!!...

ارشان بھائی میرے بھائی ہیں میں بچپن سے انکو بھائی بولتی آئی ہوں تو اب کیسے یہ سب ... عینا دی یہ سب بہت مشکل ہے

ارشان بھائی کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کل جب یہاں آئیں گئیں تو بھائی ان سے کیا بات کریں گئیں جب معلوم ہو گا تو وہ میرے بارے میں کیا سوچے گئیں دی..

وہ رو دی تھی...

رو مت عشال ... یہ سب تو قسمت کے کھیل ہیں ضروری نہیں کہ ہم جیسا سوچیں ویسا ہی ہو ... اور بھلا لال حویلی میں محبت لفظ کی کیا اہمیت ... یہ تو وہ لفظ ہے جس سے اس حویلی کے لوگوں کا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے ...

ءمحبت کرنا لال حویلی کے لوگوں پر حرام ہے"

میری یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا.

ورنہ ان بیس سالوں میں کیا میری محبت ایک دل نہیں پگھلا سکتی تھی..؟

وہ بڑبڑائی تھی نظر ہنوز اس دروازے پر تھی

آپ نے کچھ کہا!..

ہو ہاں رات بہت ہو گئی ہے سو جانا چاہئیے اگر ولید چاچو یا تمہارے اس جلاد بھائی نے دیکھ لیا تو نئی مصیبت کھڑی ہو جائے گئی

وہ کہتے سیڑھیوں سے اٹھی تھی اور ساتھ ہی عشال بھی اٹھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی جبکہ عینا سرونٹ کوارٹر کی طرف گئی تھی

» » » » » » » » » » »

کہاں جا رہی ہو...؟

وہ شاید ڈیرے کا چکر لگا کے واپس آرہا تھا اسے سرونٹ کوارٹر کی طرف جاتے دیکھ رکا تھا

سرونٹ کوارٹر ... کہتے وہ رکی نہیں تھی .

رکو ...

وہ جو وہاں سے غائب ہونا چاہتی تھی تیز آواز کانوں میں پڑتے ہی قدم خودبخود رکے تھے

جانتی ہو نا سید سفیان ولید شاہ کو نظر انداز کرنے کی حماقت تمہیں مہنگی پڑ سکتی ہے. وہ چلتا اسکے سامنے آرکا تھا

وہ حیران تھی اس حویلی کا اکلوتا وارث اتنی شان بان رکھنے والا وہ شہزادہ اس عام سی لڑکی کے نظر اندازہ کرنے پر شکوہ کر رہا تھا

بے شک تم ملازمہ ہی سہی مگر ہو تو اس حویلی کا حصہ... مغروریت سے کہا تھا

وہ نظر اٹھانے پر مجبور ہوئی تھی ... کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی

ہاں اسکا دل ٹوٹ گیا تھا ... اور بہت بری طرح ٹوٹا تھا۔

اس سے تو حویلی میں کبھی کسی نے ملازمہ جیسا سلوک نہ کیا تھا

کیونکہ وہ کوئی ملازمہ لگتی ہی نہیں تھی اسکی گوری رنگت اسکا حسن ،اسکی کشش سے تو وہ شہزادی معلوم ہوتی تھی یہ تو اسکی قسمت تھی جو اسے اس ظالم حویلی والوں کی چوکھٹ پر لے آئی تھی

آج کے بعد یہ غلطی کرنے کا سوچنا بھی مت... ورنہ سزا تم جانتی ہو

گلے میں آنسوؤں کا پھندا لگا تھا وہ بس ڈبڈباتی نظروں سے اسے تک رہی تھی اور وہ ظالم حاکم اپنی دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا۔

»»»»»»»»»»

جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ ... مہمان آتے ہوں گئیں

لگتا ہے کوئی بہت خاص مہمان آرہے ہیں۔۔ہاں مجھے بھی یہی لگتا ہے

زبان سے زیادہ ہاتھ چلا لو وہی بہتر ہے... حسنہ بی گرم تیور لیے انکے سر پر پہنچی تھیں۔

اگر کسی چیز میں ذرا سی بھی کمی ہوئی نا تو سفیان بابا کے ہاتھوں سب کی شامت آ جائے گئی

ملازموں کو خبر دار کرتی وہ خود بھی انتظامات دیکھنے لگی تھی

عینا کہاں ہے ... ابھی تک اٹھی نہیں کیا وہ..؟

حسنہ بی نے کچن میں داخل ہوتی ملازمہ سے سوال کیا تھا

نہیں اپنے کواٹر سے تو باہر نہیں آئی ابھی تک...

تو جاؤ دیکھ کے آؤ اتنی دیر سوتی تو نہیں ہے

انہیں فکر ہوئی تھی۔

جی میں ابھی دیکھ کے آتی ہوں... ملازمہ سر ہلاتے کچن سے نکلی تھی اور حسنہ بی کی سوچیں کہیں اور جا اٹکی تھیں

» » » » » » » » » »

مسلسل بجتے موبائل نے اسکی نیند میں خلل ڈالا تھا

بند آنکھوں سے ہی موبائل سائیڈ ٹیبل سے ٹٹولتی اسنے کال کٹ کر دی تھی۔ہوا کا جھوکہ آیا تھا اور اسکی رہی سہی نیند بھی اڑی تھی

آنکھیں جو مدھم سی کھلی تھی اب وہ پوری پوری کی کھلی اس کھڑکی کو دیکھ رہی تھیں اور کل رات کا ایک ایک منظر کسی فلم کی طرح ذہن کے پردوں پر جھلملانے لگا تھا۔رات گئے اسکی باتوں کو سوچتے وہی اسی حالت میں سوگئی تھی دماغ اتنا گھوم چکا تھا کہ اٹھ کے کھڑکی بند کرنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی

ڈیڈ آفس چلے گئے...؟

رات والے حولیے میں ہی وہ لاپرواہ سی چلتی لیونگ ایریا میں آئی تھی

جی میم صاحبہ وہ چلے گئے

ہوو اوکے...

میم آپ کے لئے کیا لاؤں؟

کافی اور جوس..؟

کچھ نہیں ابھی جاو یہاں سے!...

وہ کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتی تھی اسلئے اکتاتے کہا تھا

میم صاحبہ...

اب کیا ہے؟

سر ہاتھوں سے اٹھائے وہ چیخی تھی

جی وہ صاحب بول کے گئے تھے جب آپ اٹھ جائیں تو آپ انہیں کال کریں وہ آپ سے ضروری بات کرنا چاہتے ہیں

ٹھیک ہے کر لو گئی کال ... جاؤ تم!..

اسے بھیجتے سر صوفے کی پشت سے ٹکایا تھا

ایسے کیا راز ہیں جو میں نہیں جانتی...؟

وہ شخص میرے بارے میں ایک ایک بات جانتا ہے میری پسند نا پسند سب ... کون ہے ؟

کیوں میرے پیچھے پڑا ہے؟

مجھے کچھ نہیں پتہ ... اور اس نے جو کل رات حرکت کی اگر اسنے دوبارہ ویسی کوئی حرکت کی تو میں کیا کروں گئی...

زندگی میں پہلی بار ہوا تھا وریشہ سلطان کسی کے بارے میں اتنا سوچ رہی تھی اور کوئی اسکے خوف کی وجہ بنا تھا

کل رات کے حادثے نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا وہ سب کیسے بھی کر کے اس شخص سے جان چھڑانا چاہتی تھی

مجھے ڈیڈ کو بتا دینا چاہئیے...؟

ورنہ اسکی ہمت مزید بڑھ جائے گئ

آج صرف کال کی تھی مگر اگلی بار ٹچ کروں گا""..

رات کے کہے اسکے الفاظ کانوں میں گونجے تھے

ڈیڈ کو معلوم ہوا تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا اگر بچ گیا تو ڈیڈ

نہی... نہیں میں ڈیڈ پر کوئی رسک نہیں لے سکتی۔

ہیلو ... وریشہ آر یو دئیر بیٹا!...

ہاتھ میں پکڑے موبائل کے اسپیکر سے ابھرتی آواز نے اسکی سوچوں کو جھٹکا تھا

یس .. یس ڈیڈ .. آئی ایم ہیئر..

آر یو اوکے وریشہ...؟

یس ڈیڈ آئی ایم ابسیلوٹلی اوکے!...

لمبی سانس کھینچتے خود کو نارمل کیے وہ فوراً سے بولی تھی

ڈیٹس گڈ ... وہ مجھے آپ کو بتانا تھا کہ زیان آرہا ہے آپ کو لینے کے لئے ... اسکے ساتھ آپ یونی جائیں گئیں ...

بٹ وائے ڈیڈ..؟

میں نے جتنا بولا ہے وہ آپ کریں گئیں ... اور کوئی سوال نہیں

ڈیڈ میں چلی جاؤں گئی نا,

وریشہ...! تنبیہہ کرتی آواز اسپیکر سے گونجی تھی

پلیز ڈیڈ مجھے وہ نہیں پسند ... آپ کیوں نہیں سمجھتے۔

مجھے اس سے ملنے یا اسکے ساتھ کہیں جانے کا مت بولا کریں۔

اٹس مائے آرڈر... اور کال کٹ چکی تھی

اسکا دل چاہا تھا موبائل دیوار میں دے مارے. پاؤں پٹختی وہ مڑی تھی جب نظر سامنے کھڑے پولیس کی وردی میں ملبوس زیان حیدر سلطان پر پڑی تھی ہونٹ سختی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے جیسے خود کو کچھ بھی غلط بولنے سے باز رکھا چاہا ہو۔

جلدی سے ریڈی ہو جاؤ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔

حکم دینے والے انداز میں کہتے وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔

وقت نہیں تھا تو کیوں آئے یہاں ... میں نے تو نہیں بلایا۔

اور تمہیں یہ غلط فہمی کب سے ہو گئی کہ تم بلاؤ گئی اور زیان حیدر سلطان بھاگا بھاگا آئے گا۔

کل تک تو تمہارے منہ سے اف تک نہیں نکلتا تھا صبح صبح مرچیں چبا کے آئے ہو کیا..؟

سینے پر ہاتھ باندھے وہ اسکے روبرو آئی تھی

زیان حیدر سلطان نے نظر اٹھا کے سامنے کھڑی اس نازک سی مگر ظالم لڑکی کو دیکھا تھا۔

بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے ، ڈھیلے ڈھالے سے بلیک کلر کے نائیٹ سوٹ میں ملبوس وہ سادگی میں بھی کمال لگ رہی تھی

کل تک مجھے تمہاری پسند بھی تو معلوم نہیں تھی!..

اسنے گھما پھیرا کے جواب دیا تھا

کچھ سیکنڈز وہ بولنے لائق نہیں رہی تھی

وہ صرف میرا یونی فرینڈ ہے...

بالوں کا جوڑا کھولے وہ خود کو مصروف سا دیکھاتے بولی تھی

میں نے پوچھا ... عام سے لہجے میں کہا تھا

بھاڑ میں جاؤ تم ایڈیٹ!...

آگ بگولہ ہوتی وہ کمرے کی طرف چلی گئی تھی

ایک وریشہ سلطان تھی اور ایک زیان حیدر سلطان تھا

ایک شیر تھا تو دوسرا سوا سیر ..

وہ لاجواب حسن رکھتی تھی تو مقابل بھی اپنی بستی کا مغرور شہزادہ تسلیم ہوتا تھاوہ غرور زادوں کی نگری کا شہزادہ تھا تو وہ سرپھروں کی نوابزادی تھی وریشہ احمد سلطان اگر آگ تھی تو زیان حیدر سلطان پانی تھا

مگر دونوں کی کیمسٹری بہت الگ تھی وہ جو کام کرتی تھی زیان کو ان سب سے چڑ تھی جس کی وجہ سے انکی کبھی خاص بنی نہیں تھی زیان حیدر سلطان ، عدیل حیدر سلطان اور فروا حیدر سلطان کی اکلوتی اولاد تھی یا شاید نہیں تھی۔

زیان حیدر کی چھ سال کی عمر میں ان پر قاتلانہ حملہ کروانے کی صورت میں اسکے ماں باپ دونوں چل بسے تھے باپ کے بعد کسی کو اسنے دیکھا تھا تو صرف احمد سلطان جو اسکے اکلوتے چاچو تھے

جن کی اکلوتی بیٹی سے وہ کبھی عشق کر بیٹھا تھا

مگر وریشہ سلطان جو کے اسکے حساب سے ایک انتہائی بدتمیز اور ضدی لڑکی تھی وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی

احمد سلطان بھی یہی چاہتے تھے مگر وریشہ کی مسلسل ضد کے آگے انہوں نے ہار مان لی تھی جس کے بعد سے اسکے اور زیان کے بیچ جو تعلقات تھے وہ بھی نا رہنے کے قابل رہے تھے آج تین مہینے بعد وہ ایک دوسرے سے مل رہے تھے جس بات کی دونوں میں سے کسی کو بھی کوئی خاص خوشی نہیں تھی۔

» » » » » » » » » »

چلو!..

ہینڈ بیگ اٹھائے وہ فرصت سے چلتی صوفے کے پاس آئی تھی

وہ ہنوز موبائل میں مصروف تھی جب نظر وہاں سے ہٹائے زیان کی طرف کی تھی جو خطرناک تیور لیے اسے ہی گھور رہا تھا

یونی جا رہی ہو یا کسی کی شادی کا ولیمہ کھانے؟

اسنے نا سمجھی سے اپنی تیاری کو دیکھا تھا۔

کب سے یہاں ویت کر رہا ہوں اور تم اب آرہی ہو دو گھنٹے بعد، کچھ پتہ بھی ہے ایک تمہاری وجہ سے میرے کتنے کام رکے ہیں

اوہ مسٹر زیان حیدر سلطان ... موبائل بیگ میں رکھتے دلکش لہجے میں اسکا نام لیا تھا

اگر آپ اتنے ہی بزی تھے کہ ایک آپ کے نا ہونے کی وجہ سے وہاں سب کی سانسیں رکی ہیں تو یہاں کیوں آئے؟

وہ صوفے سے اٹھا تھا اسنے قدم پیچھے لیے تھے

فضول کی بکواس کروا لو بس تم سے"...

ہاں تم تو جیسے ہسٹری کی کتاب ہو بولتے ہو تو منہ سے نالج جھڑتا ہے

دوبدو جواب دیتے وہ اسکے پیچھے چلنے لگی تھی

وہ رکا تھا جس کے باعث وہ جو چلتی جا رہی تھی اسکی پشت میں سر دے مارا تھا

زبان کا علان کرواؤ بہت چلنے لگی ہے اور ساتھ ہی ان آنکھوں پر چشمے چڑھوا لو ... یہ نا ہو اگلی بار کسی دیوار کا نقصان کیا ہو

اپنے لفظوں سے اسے آگ لگاتے وہ جیپ کی سائیڈ پر آیا تھا

وہ بیٹھتا جب اسکی نظر مورتی بنی کھڑی وریشہ پر پڑی تھی

اب یہ مت کہنا کہ میں تمہارے لیے دروازہ کھولوں"...

انتہائی ضبط سے کہا گیا۔

وہ ویسے ہی مورتی بنی کھڑی رہی..،

جب وہ پاؤں پٹختا اسکی سائیڈ پر آتا دروازہ کھول گیا

بند کر لو گئی یا شان میں فرق آتا ہے؟

انتہائی ادب سے پوچھا گیا تھا

"اب کھولا ہے تو بند بھی تم ہی کر دو"

اتنی ہی تمیز سے جواب دیتے وہ پھر سے موبائل میں مصروف ہوئی تھی دروازہ بند کرتے وہ جیپ میں بیٹھا تھا تقریبا آدھے گھنٹے کی مسافت طے کرتے وہ یونی کے گیٹ پر پہنچا تھا

چاچو تمہاری سیفٹی کو لے کر کافی پریشان ہیں.

اور ہو سکتا ہے وہ کچھ دن تک تمہارے لیے ایک بوڈی گارڈ کا بھی انتظام کریں .

نظر وہاں موجود ہر سٹوڈنٹ پر ڈالتے وہ اسے بتا رہا تھا

مگر میں ایسا کچھ نہیں چاہتی"...

ٹکا سا جواب دیئے وہ جیپ سے اتری تھی

لازمی نہیں جو تم چاہو ہم وہی کریں!...

وہ بھی اسکے پیچھے اترا تھا

کتنی نظریں تھیں جو ان دونوں پر ٹک گئی تھیں

وریشہ نے نظر گھمائی تھیں جہاں ہر آتی جاتی لڑکی مڑتے زیان حیدر سلطان کو دیکھ رہی تھی اور کچھ تو وہاں رک کر اسے دیکھنے میں محو تھیں وہ تھا ہی اتنا ڈیشنگ اور سمارٹ .... اس پر اسکی مخصوص سنجیدہ شخصیت کسی کا بھی دل پگھلا سکتی تھی

اسنے سر جھٹکا تھا

وریشہ...! بڑھتے قدم رکے تھے

ہاں!!!...

"ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا ویسے ہی ہر مرد عزت بھی نہیں دیتا

دکھاوے اور حقیقت میں فرق کرنا سیکھو"...

ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر چلنے والے صرف دوست نہیں ہوتے!...

وہ زیان کی بات کو کوئی اور ہی رخ دیتی اس سے پہلے وہ اسے کلئیر کرتا وہاں سے نکلا تھا.

اسکی کہی باتوں میں الجھی وہ یونی میں داخل ہوئی تھی

» » » » » » » » » »

بھائی ناشتہ تیار ہے ...؟

زری آج مجھے جلدی جانا ہے ناشتہ کروں گا تو لیٹ ہو جاؤں گا.

وہ عجلت میں کہتا اپنے کمرے سے باہر آیا تھا جہاں زرمینہ بھی اسکے پیچھے آئی تھی

بھائی تھوڑا سا کھا لیں یا ایک کپ چائے!...

میں وہاں جا کے کھا لوں گا نا زری..

پکا...؟

ہاں پکا...؛

اسکے گال کھینچتا وہ مسکراتے ہوئے کچن کی طرف آیا تھا جہاں اسکی ماں ناشتہ بنانے میں مصروف تھی

اوکے ماما میں جا رہا ہوں ...

ناشتہ کیے بغیر ہی...

جی مجھے آج جلدی جانا ایک جگہ انٹرویو دیا تھا بس دعا کریئے گا آج وہاں سے اچھی خبر مل جائے ...
بات کو گول مول کیے وہ انکا سر چومتا اللہ حافظ کہتے باہر نکلا تھا

اسے اللہ کے امان میں دیتے وہ بھی کام میں مصروف ہوئی تھیں

یا الہیٰ آج میری فریاد سن لے ... کیسے بھی کر کے میری مشکل آسان کر میرا بیڑا پار کر دے مالک ... بےشک تو دے تو کوئی چھین نہیں سکتا اور تو چھین لے تو کوئی دے نہیں سکتا.

اپنی ماں کے کہے الفاظ دوہراتے بائیک سٹارٹ کیے وہ اپنی منزل کی طرف رواں ہوا تھا اس سے پہلے میسج بھیجنا نہیں بھولا تھا

» » » » » » » » » » »

انکا کمرہ سیٹ کروا دیا...؟

جی ہو گیا!...

اور کھانا...؟

جی وہ بھی تقریباً بن گیا"...

دیکھ لیجئے گا حسنہ بی پھر بھی کوئی کمی نہیں رہنی چاہئیے

کوئی کمی نہیں رہے گئی سفیان بابا آپ بے فکر رہیں

صرف وہی تھیں جو حویلی والوں کے علاوہ اسے سفیان بابا کہہ کر پکارتی تھیں حسنہ بی اس حویلی کی پرانی ملازمہ تھی آمنہ بیگم سے پہلے سفیان شاہ کی دیکھ بھال وہی کرتی تھیں جس کی وجہ سے سفیان ولید شاہ انکی کافی عزت کرتا تھا

حسنہ بی... حسنہ بی...

وہ ہانپتی ہوئی ان تک پہنچی تھی مگر پھر سفیان شاہ کو دیکھتے اسکی بولتی بند ہوئی تھی

معاف کیجئے گا چھوٹے سائیں جی ... وہ .. میں...

وہ جو اسے کڑے تیوروں سے گھور رہا تھا پلو سے ہی دیکھتے ملازمہ کی زبان لڑکھڑائی تھی۔

بات سن کے آئیں مجھے ضروری بات کرنی ہے آپ سے!...

وہ دو قدم دور ہوتا موبائل نکال کر کھڑا ہوا تھا

ٹھیک ہے تم جاؤ میں سفیان بابا کی بات سن کر آتی ہوں

ملازمہ کو وہاں سے بھیجے وہ اسکے پاس آ رکی تھیں۔

اسنے نظر موبائل سے اٹھائے حسنہ بی کی طرف دیکھا تھا

کوئی پریشانی ہے؟

جی بابا وہ عینا بچے کی طبیعت خراب ہے ملازمہ بتانے آئی تھی بہت تیز بخار ہے...

اپنی بات مکمل کرتے انہوں نے نظر اٹھائے سفیان ولید شاہ کی طرف دیکھا تھا جیسے اسکے تاثرات نوٹ کرنا چاہتی ہوں

سفیان بابا...

ہاں ... وہ جیسے کسی گہری سوچ سے باہر آیا تھا

سلیم!...

جی سائیں حکم!...

اسکی ایک آواز پر وہ کسی جن کی طرح وہاں حاضر ہوا تھا

حکیم کو بلاؤ فوراً"...

جو حکم سائیں!...

وہ جواب دیتے پھر سے غائب ہوا تھا

آپ اسکے پاس جائیں اور حکیم آجائے گا جو دوا دے گا اسکا استعمال کریں یہاں کی فکر نہیں کریں ملازم دیکھ لیں گئیں سب!...

وہ حکم سناتا وہاں سے نکلا تھا

حسنہ بی مسکرائی تھی۔

» » » » » » » » » »

دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا ایک انجانی تکلیف تھی جو محسوس ہوئی تھی ، درد تھا جو لہر بن کے اٹھا تھا۔

چلتے وہ ہال نما کمرے میں پہنچا تھا

پریشان لگ رہے ہو...؟

بی جان نے اسکی اتری رنگت دیکھتے کہا تھا۔

دا جی اور ولید شاہ جو وہاں موجود تھے نظر سفیان ولید شاہ کی طرف اٹھی تھی۔

ٹھیک ہوں میں...! مختصر سا جواب دیتے وہ اپنی مخصوص نشست پر بیٹھا تھا

ارشان نہیں آیا ابھی تک؟ انہوں نے پھر سے سوال کیا تھا۔

کچھ دیر پہلے ہی بات ہوئی ہے کہہ رہے تھے آدھے گھنٹے میں پہنچ جائے گے،

ولید شاہ کو دیکھتے جواب دیا تھا۔

اور انکے یہاں آنے پر اگر ذرا سی بھی بدمزگی ہوئی تو مجھ سے کوئی اچھائی کی امید مت رکھیئے گا۔

دا جی نے ولید شاہ کی طرف دیکھا تھا جو سفیان شاہ کو زہر خند نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

کوئی بد مزگی نہیں ہو گئی بے فکر رہو تم!...

دا جی نے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔

عِشال کہاں ہے...؟

سوال بی جان کو دیکھتے کیا تھا۔

اپنے کمرے میں ہے...

صحیح ... کہتے وہ اٹھا تھا۔

عجیب سی وحشت تھی جو اسے ہو رہی تھی بے چینی تھی جو ختم نہیں ہو رہی تھی بلکہ بڑھ رہی تھی بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ اٹھتا ڈیرے کی طرف نکل گیا تھا۔

» » » » » » » » » » »

کل رات اسفند شاہ کی باتیں اور اب زیان حیدر کے وہ جملے ... اسے لگا تھا وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو جائے گئی ...

جینز شرٹ میں ملبوس بالوں کو کھلا چھوڑے وہ اضطرابی کیفیت میں ادھر ادھر ٹہل رہی تھی

کہاں ہو تم کل سے..؟

کوئی کال نہیں نا کوئی میسج !...

اتنی کالز کی انکا بھی ریسپونس نہیں دیا اگر نہیں آنا تھا تو بتا دیتی میں خوامخواہ وہاں ساری رات مجنوں بنا تمہارا انتظار کرتا رہا ہوں

اسکے سر پر پہنچتے وہ بھڑک اٹھا تھا

بکواس بند کرو عادی!...

آتے ساتھ ہی دماغ خراب کرنا شروع کر دیا یہ نہیں کہ بندہ پوچھ لے کیوں نہیں آئی..؟

کیا وجہ تھی..؟

نہیں تمہیں تو بس اپنی پڑی رہتی ہے مجھے تو کبھی کبھی خود پر حیرت ہوتی ہے کہ میں نے تم جیسے انسان سے کیسے محبت کر لی..؟

وہ بولتے رکی نہیں تھی۔

ایسا نہیں تھا وہ غصہ نہیں کرتی تھی وہ غصے کی بہت تیز تھی مگر آج کا اسکاری ایکشن عادی کو اپنی جگہ ششدر کر گیا تھا

او جا اوئے سالے منا اسکو ورنہ ہمارا پلان چوپٹ ہو جائے گا .... اسکے گروپ کا ایک اوباش لڑکا قدرے سنجیدگی سے بولا تھا۔

عادی کچھ بھی بولے بغیر اسکے پیچھے بھاگا تھا

یار وریشہ میری بات سنو... وہ کلاس میں اینٹر ہوتی عادی اسکا بازو پکڑے ساتھ والی کلاس میں لیے داخل ہوا تھا۔

مجھے نہیں کرنی تم سے بات... ہاتھ چھوڑو میرا ورنہ حولیہ بگاڑ دوں گئ تمہارا۔

جانِ من اتنا غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔اسکے بازو کو پکڑے وہ نرمی سے بول رہا تھا

اچھا ٹھیک ہے تم نہیں آئ کل کوئی بات نہیں ... میں کچھ نہیں کہہ رہا بس تم ناراض نہیں ہو ...

صحیح ہے یہ بات تم دور رہ کے بھی کر سکتے ہو۔

اپنا چہرا دور کرتے اسنے اپنے گال سے اسکے ہاتھ ہٹائے تھے

بوائے فرینڈز ہوں تمہارا اتنا نزدیک تو آسکتا ہوں نا جان۔چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ محبت سے بولا تھا

بوائے فرینڈ ہو شوہر نہیں...! رخ موڑے وہ تلخی سے بولی تھی

وہ بھی بن جاؤں گا اتنی کیا بات ... تم بتاؤ آج بھیجو موم ڈیڈ کو یا کل..؟

کہاں..؟

حیرت سے سوال کیا تھا...

سلطان پیلیس اور کہاں!...

اسکے گال کو نرمی سے چھوتے وہ ہنسا تھا

نہیں ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے

ابھی میں شادی نہیں کرنا چاہتی!...

اچھا پھر ناراض تو نہیں ہو نا..؟

کیونکہ تمہاری ناراضگی میری جان پر بنتی ہے مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا ایسا لگتا سب کچھ خراب ہو گیا اور لگتا...

اوکے اوکے نہیں ہوں ناراض ... وہ اور کوئی قصیدہ پڑھتا وریشہ جلدی سے بولی تھی۔

یہ ہوئی نا میری جان والی بات!...

چلو اب سر توقیر کی کلاس ہے وہ مس ہوئی تو ڈانٹ پڑے گئ

وہ کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتی تھی اسلئے بولتے کلاس سے باہر نکل گئی۔

ہاں اوکے چلو...عادی بھی اسکی بات سے متفق ہوتا ساتھ چل پڑا تھا

» » » » » » » » » »

وہ کچھ دیر پہلے ہی لال حویلی پہنچا تھا اسکی سوچ کے مطابق اسکا استقبال اسکے شایانِ شان کیا گیا تھا مگر اب کی بار اہتمام پہلے سے کچھ مختلف تھا سید سفیان ولید شاہ جو اس سے ایک سال چھوٹا تھا اسکے آنے پر انتہائی خوش نظر آرہا تھا دا جی اور بی جان بھی اپنے نواسے کو اتنے عرصے بعد دیکھ خوشی سے رو پڑے تھے اولاد کی اولاد ہوتی ہی اتنی پیاری ہے مگر ایک تھا جو آج بھی پچیس سال پرانا والا رویہ رواں رکھے ہوئے تھا

تم تو اس حویلی کو اور حویلی والوں کو جیسے بھول ہی گئے ہو ارشان شاہ....؟

مصروفیات بڑھ گئی ہیں دا جی ورنہ اپنوں کو کون بھولتا ہے۔اسنے مسکراتے جواب دیا تھا

جانتے ہو آج پورے چھ سال بعد آپ یہاں آرہے ہو...

بلکل میرے بھائی وہ بھی تمہارے بلانے پر ورنہ مما کے جانے کے بعد یہاں آنے کو دل نہیں چاہتا

سفیان شاہ کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی تھی

اسکے جانے کا دکھ ہم سب کو ہے بچے مگر اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم اپنوں سے ہی ملنا جلنا چھوڑ دیں اسے افسردہ ہوتے دیکھ بی جان نے اسکا ماتھا چوما تھا

یہی آپ سب کی محبت ہی ہے بی جان جو ارشان شاہ کو یہاں کھینچ لاتی ہے...

ملازمہ کھانا لگاؤ!...

وہ سب باتوں میں مصروف تھے جب سفیان ولید شاہ نے کھانا لگانے کا حکم دیا تھا۔

ارے کھانا بھی کھا لیں گئیں مگر پہلے مجھے میری دونوں پریوں سے تو ملنے دو ... کہاں ہیں ویسے نظر نہیں آرہی!...

ارشان شاہ نے طائرانہ نظر حویلی میں ڈورائی تھی

عشال اپنے کمرے میں ہے مغرب کی نماز ادا کر رہی تھی آتی ہو گئی

اور عینا...؟

اسکے دوسرے سوال پر بی جان مسکرائے بنا نہیں رہ سکی تھی

اسکی طبیعت خراب ہے حسنہ بی بتا رہی تھیں بخار ہے وہ آرام کر رہی ہے

ہے کہاں وہ...؟

چلو بھی اب کیا ساری باتیں یہی کھڑے کھڑے کر لو گئے ... چل کے کھانا کھاؤ۔

دا جی نے اسے موضوع سے ہٹانا چاہا تھا

کیسے ہیں آپ چاچو...؟

ولید شاہ نے چونک کر سامنے کھڑے اس خوبرو نوجوان کو دیکھا تھا

وہ اپنی ماں کی دی تربیت بھولا نہیں تھا بے شک ولید شاہ کے ساتھ اسکے تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے تھے مگر وہ پھر بھی انکی عزت کرتا تھا کیونکہ یہ بات اسکی ماں نے اس سے کہی تھی اور ارشان شاہ

دنیا میں سب کی بات ٹال سکتا تھا مگر دو لوگ ایسے تھے جن کی کوئی بھی بات ارشان شاہ کے کئے پتھر ہر لکیر جیسے تھی

ہوو ٹھیک ہوں!...

وہ بولتے رکے نہیں تھے

سفیان شاہ نے اپنی طرف سے مڑتے ولید شاہ پر افسوس بھری نگاہ ڈالی تھی مگر وہ یونہی لاتعلق بنے کھانے کی ٹیبل پر پہنچے تھے

کچھ لوگ کبھی نہیں بدل سکتے... ارشان شاہ نے وہ جملہ دا جی کو دیکھتے کہا تھا اور وہ چپ چاپ سر جھکا گئے تھے

اسلام علیکم!..

خاصی دھیمی آواز میں سلام کیا تھا

ارے میری چھوٹی سی پری ... وعلیکم السلام!...

ارشان شاہ نے چیئر سے اٹھتے اسکے سر پر ہاتھ رکھے پیار دیا تھا

وہ محض چوبیس سال کا تھا مگر عشال اور عینا سے اسکی محبت باپ جیسی تھی....

ولید شاہ نے طنزیہ نگاہ سے سفیان شاہ کی طرف دیکھا تھا جو اس سب سے لاتعلق بنا بیٹھا کھانا کھانے میں مصروف تھا

کیسی ہو ... آجاؤ بیٹھو کھانا کھاؤ!...

اسکے کہنے پر عشال جھجھکتی ہوئی ساتھ پڑی چیئر کو چھوڑتے تیسری چیئر پر جا بیٹھی تھی اسے یوں جھجھکتے دیکھ ارشان شاہ کو عجیب لگا تھا کیونکہ عشال اسکے ساتھ کافی فرینک تھی مگر اب اسکا یوں خاموش رہنا اور ایسا بیہیویر اسے کھٹکا تھا چھ سال کا عرصہ کم نہیں ہوتا شاید وہ اسی وجہ سے جھجھک رہی تھی کیونکہ وہ کافی ٹائم بعد مل رہے تھے اپنی سوچ کو درست قرار دیتے ارشان شاہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا تھا

جوب کیسی جا رہی ہے تمہاری...؟

اب کی اتنی گفتگو میں وہ پہلی بار ارشان شاہ سے ہمکلام ہوئے تھے

ان سب سمیت سفیان شاہ بھی ولید شاہ کی طرف دیکھنے پر مجبور ہوا تھا

جی ٹھیک جا رہی ہے ماموں!..

وہ مسکرایا'..

جب یہاں سب کچھ ہے تو پھر وہاں جا کے سرکاری نوکری کرنا ... میرا مطلب ہے تم جاگیردار سید سبحان شاہ کے نواسے ہو ... اچھا نہیں لگتا ایسے کسی کی چاکری کرنا!...

کھانا کھاتے وہ مصروف سے انداز میں بول رہے تھے

سفیان شاہ کو انکے بات کرنے کا انداز کچھ ٹھیک نہیں لگا تھا

ٹھیک تو وہاں کسی کو بھی نہیں لگا تھا داجی یا سفیان شاہ میں سے کوئی کچھ بولتا ارشان شاہ خود بول پڑا تھا

یہاں پر جو کچھ بھی ہے وہ سفیان شاہ کا ہے ماموں... سبحان شاہ کے بعد آپ کا اور آپ کے بعد اپکے بیٹے کا اور بقول آپکے میں تو اس خاندان کا خون ہی نہیں ہوں تو پھر میں کیوں اس گدی کو سنھبالو جو کبھی میری تھی ہی نہیں اور رہی بات کسی کی چاکری کرنے کی تو... مامون سید ارشان شاہ کے خون میں یہ شامل نہیں ہے وہ کام بھی اپنے معیار کے کرتا ہے اور بندے بھی اپنے معیار کے رکھتا ہے کبھی آیئے گا میری طرف سب سمجھاؤں گا۔

صاف گوئی سے جواب دیتے وہ پھر سے کھانا کھانے میں مصروف ہوا تھا

ولید شاہ جو اسے نوکری کا طعنہ دیتے نیچا دیکھانا چاہتے تھے خود ہی سر جھکا کے بیٹھ گئے تھے

سفیان شاہ نے نظر داجی کی طرف اٹھائی تھی جو ولید شاہ کو ہی دیکھ رہے تھے

حویلی کی عورتیں چپ چاپ کھانا کھانے میں مصروف تھیں کیونکہ انہیں کبھی کسی بات میں بولنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا تھا نا ہی اجازت تھی۔

بی جان آپ نے بتایا نہیں عینا کہاں ہے...؟

وہ کوئی جواب دیتی پازیب کی مخصوص آواز سنائی دی تھی

کالے رنگ کے پیروں تک آتے فراک میں ملبوس سر پر دوپٹہ اوڑھے جس کا کچھ حصہ چہرے پر تھا وہ اپنی مخصوص چھن چھن کرتی آواز کے ساتھ ہال نما کمرے میں داخل ہوئی تھی

اسلام علیکم کیسے ہیں آپ سب...؟

آواز میں پہلی جیسی کشش نہیں تھی

مقابل نے آج پھر نظر اٹھائی تھی مگر صرف اسکے پیروں تک!..

اسکی آواز بتا رہی تھی وہ بیماری سے اٹھی ہے

وعلیکم السلام!...

ولید شاہ اور سفیان شاہ کے علاوہ سب نے جواب دیا تھا

کیسے ہیں آپ ارشان بھائی...؟

حسنہ بی نے بتایا آپ آگئے ہیں مجھ سے رہا نہیں گیا اسلئے ملنے آگئی

میں تو بلکل ٹھیک ہوں مجھے پتہ چلا میری ایک پری کافی بیمار ہے کیا ہوا آپ کو.....؟؟

وہ بہت محبت سے پوچھ رہا تھا

ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں

پہلے سے بہتر ہوں اب بھائی ... مسکراتے جواب دیا تھا

آجاؤ کھانا کھاؤ عینا بچے!...

بی جان نے اسکا ہاتھ تھاما تھا

نہیں بی جان آپ سب کھائیں میں بعد میں کھا لوں گئی

کیوں ابھی کیوں نہیں..؟ وہ ہنوز سر جھکائے پوچھ رہا تھا

بھائی ابھی دل نہیں چاہ رہا!...

دھیمے لہجے میں کہتے وہ مڑی تھی

عینا حویلی سے باہر کی طرف کیوں جا رہی ہے..؟

اسکے مڑنے پر ارشان شاہ نے نظر اٹھائے اسے دیکھنے کے بعد باری باری وہاں موجود سب کو دیکھا تھا

سرونٹ کوارٹر!...

کھانا کھاتے سفیان شاہ نے احسان کرنے والے انداز میں بتایا تھا

سرونٹ کوارٹر مگر کیوں...؟

ملازمہ ہے اس حویلی کی اور وہی اسکی جگہ ہے

فار گوڈ سیک سفیان ... ارشان شاہ نے پوری قوت سے ٹیبل پر ہاتھ مارا تھا

عشال ڈر کے مارے اپنی جگہ سے اچھلی تھی

عینا جو کچن کی طرف مڑنے لگی تھی سفیان شاہ کی باتیں سنتی شکستہ دل لیے حویلی سے باہر نکل گئی تھی

وہ اس حویلی کی ملازمہ نہیں ہے وہ یتیم ضرور ہے مگر وہ ملازمہ نہیں ہے سفیان شاہ ... میں نے تمہیں پہلے بھی یہ بات کلئیر کی تھی

آپ کے کہنے سے کیا ہوتا..؟

ہاتھ نیپکن سے صاف کرتے اطمینان سے سوال کیا تھا

ہم کسی کی قسمت نہیں بدل سکتے بھائی اور رہی بات اس لڑکی کی تو ... کیا اب آپ اسکی وجہ سے اپنے بھائی سے اونچی آواز میں بات کرے گئے؟ وہ انتہائی تحمل کا مظاہرہ کرتے پوچھ رہا تھا

وہ لڑکی بہن ہے میری سفیان!...

اسنے جیسے یاد دلانا چاہا تھا

سگی تو نہیں ہے نا!...

دوبدو جواب دیتے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا

خیر مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے رات کو ملتے ہیں ابھی ڈیرے پر جانا ہے ضروری کام ہے ورنہ کبھی نا جاتا۔وہ کہتے ڈیرے کا رخ کر گیا تھا اور پیچھے ارشان شاہ چپ چاپ وہاں سے کمرے کی طرف چلا گیا تھا

» » » » » » » » » » » » » » » » » » » »

وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے دور بیل بجا رہا تھا تب جا کے دروازہ کھلا تھا ہاتھوں میں بہت سارے شاپرز پکڑے وہ گھر میں داخل ہوا تھا

کیا ہوا دروازہ کیوں نہیں کھول رہی تھی ... کب سے ڈور بیل بجا رہا تھا

بھائی وہ میں سو گئی تھی ...بچوں جیسے آنکھیں جھپکتے وہ خمار آلودہ لہجے میں بولی تھی

مما کہاں ہیں...؟

شاپرز صحن میں رکھی چارپائی پر رکھتے وہ زری کے پاس آیا تھا

وہ سو گئی ہیں انکو دوا دی تھی اس وجہ سے انکی آنکھ نہیں کھلی

یہ سب کیا ہے بھائی...؟

شاپرز کی طرف اشارہ کرتے نیند میں ڈوبی آواز میں پوچھا تھا

صبح بتاؤں گا چلو تم سو جاؤ میں بھی سونے جا رہا ہوں

اور کھانا؟

کھا لے آیا ہوں!...

جواب دیتے وہ شاپرز اٹھائے کچن کی طرف آیا تھا

انہیں وہی چھوڑتے وہ کمرے کی طرف گیا تھا۔

یہ کام تو ہو گیا بس میرے مالک اب آگے کی بھی خیر کرنا۔

نظر ہاتھ میں پکڑے موبائل پر رکھے وہ اپنی سوچوں میں تھا جب وہ بجا تھا وہاں موجود نمبر دیکھ اسنے فوراً سے کال اٹینڈ کی تھی

وعلیکم السلام!...

الحمدللہ سر ...

جی میں ابھی گھر آیا ... نہیں نہیں سو نہیں رہا تھا...

آپ بولیں ...

اوکے سر میں صبح جلدی آجاؤں گا باقی کی جو مین انفارمیشن ہے آپ مجھے تب ہی دے دیجئیے گا

یس سر ... شور سر... اوکے اللہ حافظ

موبائل رکھتے وہ خوشی سے چہک اٹھا تھا

انشاء اللہ اب وہ دن دور نہیں جب تم اپنے کیے گناہ کا بدلہ چکاو گئے

خیالوں میں کسی سے مخاطب ہوتے اسکے چہرے پر اذیت در آئی تھی

» » » » » » » »

سائیں...؟

موبائل ٹیبل پر رکھتے اسنے پیچھے کھڑے ملازم کو دیکھا تھا

سائیں وہ باہر سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں

ہاں تم چلو میں آرہا ہوں!...

کئی باتیں تھیں جو اسکے ذہن میں چل رہی تھی کئی سوال تھے جس کے جواب اسے چاہئے تھے مگر وقت مناسب تھا نا ابھی اسکے پاس کوئی ثبوت تھا مگر پھر بھی اسکا یقین کہتا تھا کہ وہ شخص وہی تھا وہ پھر سے ماضی میں الجھتا ارشان شاہ نے ایک نظر گھڑی پر ڈالے باہر کا رخ کیا تھا

اس زمین کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا کیا؟

نہیں دا جی .. میں نے پیار سے سمجھایا ہے مان گئے تو ٹھیک ورنہ سفیان شاہ کو اپنے طریقے سے سمجھانا بہت اچھی طرح سے آتا ھے

کس کو سمجھانے کی باتیں ہو رہی ہیں؟

وہ مسکراتا ان سب کے بیچ آیا تھا۔

کچھ دیر پہلے کی ہوئی تلخ کلامی کہیں دور جا سوئی تھی

کچھ خاص نہیں آپ جانتے ہیں یہ زمینوں کے مسئلے!...

ہاں کہہ تو ٹھیک رہے ہو... اسلئے میں ان سب جھنجھٹ سے دور رہتا ہوں۔چائے کا کپ اٹھاتے مسکراتے ہوئے کہا تھا

یہ سب تمہارے بس کا ہے بھی نہیں... ،

کیونکہ میں اس خاندان کا نہیں ہوں... اور کتنی بار یہی بات آپ دوہرائیں گئیں ماموں...

انکی بات کاٹتے جملہ پورا کرتے ضبط سے پوچھا تھا۔

جو حقیقت ہے وہ حقیقت ہے اسے تم جھٹلا نہیں سکتے ارشان شاہ!...

میں اس حقیقت کو تہہ دل سے مانتا ہوں ماموں اور مجھے کوئی حرج نہیں ہے اس سچائی پر!...

ابو!...

وہ ارشان شاہ کی بات کا کوئی اور جواب دیتے اور بات مزید بگڑتی اس سے پہلے سفیان شاہ نے دھمکی آمیز لہجے میں انکا نام پکارا تھا

ریلیکس ہو جاؤ ارشان ... ولید کی بات کا برا نہیں ماننا!...

بچپن سے یہی سب سنتا آرہا ہوں دا جی اب بُرا نہیں لگتا"...

وہ آسودہ سا مسکرایا تھا

تم نے کوئی ضروری بات کرنی تھی مجھ سے ...؟

ہاں!...

سفیان شاہ نے کڑی نظر اپنے ابو پر ڈالتے رخ اسکی طرف موڑا تھا

تو بتاؤ کیا بات ہے!...

اسنے دا جی کی طرف دیکھا تھا

بیٹا دراصل بات تمہاری شادی کے متعلق ہے!...

دا جی اسکا اشارہ سمجھتے ڈائریکٹ مدعے کی طرف آئے تھے

میری شادی!...

اسے اچھوکا لگا تھا۔

اور کس کے متعلق آپ مجھ سے یہ بات کر رہے ہیں دا جی...؟

لہجہ برف کی مانند ہوا تھا۔

اسکا لہجہ بتا رہا تھا اسے وہ موضوع خاص پسند نہیں آیا تھا

دا جی نے سفیان شاہ کی طرف دیکھتے بات کا آغاز کیا تھا

عشال سے""...

وہ جو انکے جواب کا منتظر بیٹھا تھا یکدم اٹھ کھڑا ہوا تھا

آپ جانتے بھی ہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں دا جی...؟

حیرت زدہ نظروں سے انہیں دیکھتے وہ اونچی آواز میں پوچھ رہا تھا

عشال بہن ہے میری اور آپ اسکے متعلق مجھے سوچ رہے آپ کو ہوا کیا ہے آخر کیا سوچ کے آپ نے یہ بات کی ہے۔ہاتھ میں پکڑا کپ ٹیبل پر پٹختے وہ غصے سے دھاڑا تھا آنکھیں ضبط کے باعث سرخ ہوئی تھیں

سفیان شاہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا تھا

یہ پھپھو کی خواہش تھی اسلئے!...

اسلئے تم نے سوچا عشاء نہیں تو عشال سہی ... دماغ ٹھیک ہے تمہارا سفیان ...اب کی بار آواز میں مزید سختی در آئی تھی اسکا بازو دبوچے ارشان شاہ نے سخت لہجے میں پوچھا تھا

میرا دماغ بلکل تھیک ہے میں یہ سب پھپھو کے وعدے...

ختم ہو گیا وہ وعدہ سفیان ... مما کے اس وعدے کا پاس میں صرف عشاء کی خاطر رکھ رہا تھا کیونکہ وہ بچپن سے میرے نام سے منسلک تھی مگر جب وہ خود مجھے چھوڑ کے جا چکی ہے۔تو پھر کونسا وعدہ...؟

اور مجھے یقین نہیں آتا تم انکے وعدے کو پورا کرنے کے لئے اس حد تک چلے جاؤ گئے!...

میں پہلے ہی جانتا تھا اسکا یہی جواب ہو گا!...

ارشان کی کہی ہر بات ٹھیک تھی وہ چپ چاپ سن رہا تھا مگر ولید شاہ کی آواز پر اسکا دماغ گھوما تھا

آپ کو کیوں اتنا مسئلہ ہو رہا ابو ... آپ تو اس رشتے کے ویسے ہی خلاف تھے

تم چپ رہو ولید!...

دا جی نے انہیں ٹوکا تھا...

میں کیوں چپ رہوں ابا جان .. میں بے شک اس رشتے کے خلاف تھا مگر پھر بھی مجھے یقین تھا یہ لڑکا کبھی اس رشتے کے لئے ہاں نہیں کرے گا ... آخر اس شخص کی اولاد ہے جس نے کبھی کوئی وعدہ نبھانا سیکھا ہی نہیں۔

بس ماموں ... ایک لفظ اور نہیں ورنہ...

ورنہ کیا ارشان شاہ!..

ولید شاہ اسکے نزدیک آئے تھے۔

میرا ضبط اتنا آزمائیں ماموں جتنا پھر یہ حویلی اٹھنے والے طوفان کو برداشت بھی کر پائے....! بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ خود کو پرسکون کرنے کی کوششوں میں بولا تھا

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو ... مجھے ولید شاہ کو"

نہیں میری کیا مجال ماموں کہ میں آپ کو دھمکی دوں ... آپ ٹھہرے اس گاؤں کے رئیس جاگیردار اور میں ٹھہرا ایک معمولی سا شخص!..

میری کیا مجال میں آپ کو کچھ کہوں...! مگر خاموشی اختیار کرنے والے گونگے نہیں ہوتے یہ بات بھی یاد رکھیں ...اور حقیقتوں کی بات تو آپ نا ہی کریں تو بہتر ہے!...

ایسی کئی حقیقتیں ہیں جو گر کھل گئیں تو کئی لوگوں کے سر جھک جائیں گئیں خاص طور پر آپ کا!...

آپ ابو سے ایسے بات نہیں کر سکتے ارشان بھائی!..

وہ لاکھ ظالم شخص سہی مگر سفیان شاہ اپنے ابو کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

میں صرف بتا رہا ہوں سفیان ... کہ اگر حقیقتیں کھلی تو ایک ہی بار کھلیں گئیں اور پھر اس حویلی میں تیسری بار قیامت برپا ہو گئی اور یوں مانو سفیان ولید شاہ وہ قیامت ان گزری دو قیامتوں سے بھی زیادہ عذاب ناک ثابت ہو گئی ان حویلی والوں کے لئے!...

کئی راز ہیں جو ارشان شاہ خود میں دفن کیے بیٹھا ہے دا جی اور انہیں دفن ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے میں نہیں چاہتا ... کہ اب میں ایک قاتل بھی کہلاؤں ، ایک دھوکے باز شخص کا بیٹے کا ٹیگ تو یہ حویلی پہلے ہی مجھے دے چکی ہے۔

ارگرد پڑے پھول دانوں کو ٹھوکر مارتے وہ اپنی کہے جا چکا تھا

سفیان شاہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا مگر داجی اور ولید شاہ کے چہرے ضرور بتا رہے تھے کہ ارشان شاہ کی بات میں کتنی سچائی تھی۔

» » » » » » » » » »

اندر آ سکتا ہوں...؟

دروازہ نوک کرنے کے بعد اسنے ذرا سا کمرے میں جھانکے سوال کیا تھا

جی جی آسکتے ہیں آپ ... بھائی!...

بھائی کا لفظ بولتے وہ ہچکچائی تھی وہ جانتی تھی سفیان شاہ اب تک اس سے بات کر چکا ہو گا

بھائی کی پری کیسی ہے...؟

اسکی ہچکچاہٹ دیکھتے ارشان شاہ نے بھائی کا لفظ استعمال کرتے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

وہ مسکائی تھی

میں صاف بات کروں گا عشال ... میں تمہیں کسی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا ... تم میری بہن ہو کزن نہیں ... میں سفیان شاہ کے اس فیصلے سے بلکل بھی راضی نہیں ہوں۔

میں بھی بھائی!..

اپنے ہاتھوں کو دیکھتے وہ دھیرے سے بولے تھے

جانتا ہوں بھائی کی چھوٹی سی پری""...

اسلئے وہاں میں منع کر کے آیا ہوں ... باقی ایک بات اور ہے جو میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں۔

جی بتائیں...

مجھے کبھی عشاء سے محبت نہیں ہوئی تھی کیونکہ اسنے کبھی مجھے اس نظر سے دیکھا ہی نہیں تھا اگر کہا جائے کہ ہم دونوں صرف خاندان کی وجہ سے اس رشتے میں تھے تو کہنا غلط نہیں ہو گا

اس پر یہ رشتہ زبردستی تھوپا گیا تھا عشال .. اسلئے اسنے اتنا انتہائی قدم اٹھایا ورنہ عشاء ایسی نہیں تھی ...

سن رہی ہو نا!...

ارشان شاہ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا جو سر اٹھانے کے قابل نہیں رہی تھی آنکھوں سے آنسو بہے جا رہے تھے آج پھر وہ رات اسکے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔

مجھے نہیں پتہ بھائی کون غلط ہے اور کون صحیح...؛

اگر عشاء آپی اس رشتے سے خوش نہیں تھیں تو انہیں بات کرنی چاہئے تھی یہ قدم اٹھا کر انہوں نے خود کو چاہے پر سکون کر لیا ہو مگر میرا کیا بھائی ... مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے

صرف یہی کہ میں انکی بہن ہوں ... مجھ سے میری ماں چھین لی گئی ... بھائی بات نہیں کرتے ... اور ابو ... روتی آنکھوں سمیت وہ طنزیہ مسکرائی تھی۔

ابو تو مجھے ہر روز سرد خانے میں بند کر آتے تھے انکو ڈر ہے میں بھی ان جیسے .... وہ ہچکیاں لیتے رو دی تھی

ارشان شاہ کے لئے وہ سچ کسی شوک سے کم نہیں تھے

سرد خانے میں...! وہ بڑبڑایا تھا

اسنے سر اٹھا کے دیکھا تھا جہاں ارشان شاہ کا چہرا ضبط کے مارے سرخ ہو رہا تھا۔

مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے بھائی ، مجھے اس قید سے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے میں خود کو بدکردار اور بے حیا ماننے..

چپ ہو جاؤ عشال...! وہ مزید کچھ بولتی ارشان شاہ نے اسکا بازو دبوچے سختی سے کہا تھا

یہ ابو کے الفاظ ہیں بھائی ... آپ کو اتنے برے لگے میرا سوچیں...

میرا دل چاہا تھا زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں!...

چپ ہو جاؤ بچے!...

می ..مجھے صرف اتنا بتا دیں بھائی مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے..میں ہی کیوں بھائی...؟

مجھے میرے کیے گناہ کی سزا ملتی تو بھی ٹھیک تھا مگر یہاں تو مجھے ایسے گناہ کی سزا دی جا رہی ہے جس کے سچ ہونے سے پہلے عشال ولید شاہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جان لینا پسند کرے گئ

میں مر جاؤں گئ بھائی مگر کبھی اپنے ابو اور بھائیوں کی عزت پر آنچ نہیں آنے دوں گئ۔

میں جانتا ہوں عشال ... تم سب سے الگ ہو تم کبھی ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتی ... رونا بند کرو ورنہ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گئ۔

بھائی میرا دم گھٹتا ہے یہاں ... میرے اتنے خواب تھے سب ادھورے رہ گئے میں کیا کروں ایک یہی آنسو ہیں جن پر میرا بس چلتا ہے ورنہ میں بے بسی کے اس موڑ پر ہوں بھائی میرا دل چاہتا ہے میں چیخ چیخ کر اتنا روؤں کہ میرا دل بند...

عشال!...

آواز اونچی ہوئی تھی۔

سس.. سوری

تم کب سے مایوسی کی باتیں کرنے لگ گئی...

جب سے اپنوں نے یقین کرنا چھوڑ دیا... سب برداشت ہوتا بس بھائی اور ابو کی بے رخی نہیں ہوتی۔

کچھ لوگ کبھی نہیں بدلتے عشال اور ولید ماموں بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جن کے دلوں پر مہر لگ گئی ہیں آنکھوں پر جھوٹ کی اپنی سوچی ہوئی من گھڑت کہانیوں کی پٹی بندھی ہے انکا دل ہر احساس سے خالی ہو گیا وہ بُرے نہیں ہیں وہ نفرت نہیں کرتے بس جو کچھ انہوں نے سہا ہے انکی جگہ کوئی بھی باپ ہوتا تو ایسا ہی کرتا

وہ سر اٹھا کے دیکھنے پر مجبور ہوئی تھی

ایسے کیا دیکھ رہی ہو ..؟

وہ مسکرایا تھا

بلاشبہ اسکی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی

اللہ پاک میرے بھائی کو ہمیشہ خوش رکھیں... آمین!..

بے ساختہ اسکے منہ سے جملہ بیان ہوا تھا

آمین!...

اب رونا نہیں کوئی بھی اب میری پری کو سزا نہیں دے گا

جب تک تمہارا یہ بھائی ہے تمہیں کوئی چھو بھی نہیں سکتا!...

سفیان بھائی بھی یہی کہتے تھے!...

اسنے جیسے خود کو کچھ یاد کرانا چاہا تھا

ہمم ... ارشان شاہ کے لئے وہ سب ناقابلِ برداشت تھا ایک طرف عینا تھی جو انکو بچپن میں ملی تھی اسکا والی وارث کون تھا کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا بس اتنا پتہ تھا آج سے چوبیس سال پہلے کوئی اسے رات کے اندھیرے میں ٹھٹھرتی ٹھنڈ میں حویلی کے باہر چھوڑ گیا تھا جسے ارشان شاہ بہنوں سے بڑھ کر چاہتا تھاَاور دوسری طرف عشال شاہ تھی جو اسکے سگے چاچا کی بیٹی تھی اور دونوں کی حق تلفی کی جا رہی تھی جو ارشان شاہ کو بلکل قبول نہیں تھا

)میرا دم گھٹتا ہے یہاں ... اتنے خواب تھے جو ارھورے رہ گئے(

وہ چلتا جا رہا مگر ذہن میں عشال کی کہی باتیں ابھی بھی گونج رہی تھیں۔

» » » » » » » » » » » » »

اسنے کال ملائی تھی ایک بار دوسری بار اور اب وہ تیسری بار کال کر رہا تھا مگر دوسری طرف سے صرف ایک ہی پیغام مل رہا تھا

آپ کا ملایا ہوا نمبر ابھی مصروف ہے تھوڑی دیر بعد کال کریں...

کمرے میں ٹہلتے اسنے سگریٹ سلگائی تھی اسکی سوچیں اس لڑکی کی طرف ہی مبذول تھیں بس نہیں چل رہا تھا اسے قید کر لیتا اسے سب سے چھپا دیتا اسکی آواز اسکے علاوہ کوئی اور سنتا ہے یہ سوچ کے ہی اسکا خون کھول رہا تھا۔موبائل اٹھائے پھر سے نمبر ملایا تھا

« « « « « « « « « « «

افففف ایک تو اس انسان کو چین نہیں آتا ... وہ بڑبڑائی تھی جو واضح مقابل کے کانوں میں پڑی تھی

کس کی بات کر رہی ہو میری جان...؟

کوئی نہیں میں تمہیں تھوڑی دیر بعد کال بیک کرتی ہوں...

مگر کیوں ابھی کہاں جا رہی ہو تم؟

عادی مجھ سے سوال جواب مت کیا کرو مجھے سوال جواب کرنے والے بلکل نہیں پسند ... کہتے اسنے کال کٹ کی تھی۔

"وہ وریشہ سلطان تھی جس کا موڈ ہزار کے آخری سیکنڈ میں کب ،کیسے بدل جاتا کسی کو معلوم نہیں ہوتا تھا"

اور سامنے والے کو پل میں آسمان سے زمین پر پٹخ دیتی تھی،

ہیلو...! آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ ... خود چین سے جیتے ہو نا مجھے سکون سے رہنے دیتے ہو پچھلے تین سال سے میرا دماغ خراب کر کے رکھا ہے تم نے ... زندگی عذاب بنا دی ہے تم نے میری ...

پل بھر کو وہ چپ ہوئی تھی

اب کچھ بولو گئے کیوں کال کی ہے..؟

وہ پھر سے چیخی تھی۔

کس کے ساتھ مصروف تھی تم رات کے اسوقت؟

اسکا لہجہ ایسا تھا کہ وہ جو بولنے والی تھی کانپنے پر مجبور پر ہوئی تھی۔

آنسر دا ڈیم کوئیسچن ... کس سے بات کر رہی ہو تم پچھلے تین گھنٹے سے ...! اب کی بار وہ دھاڑا تھا۔

وریشہ کے ہاتھ سے موبائل گرتے گرتے بچا تھا

فوراً سے سامنے دیوار پر لگی گھڑی کی طرف دیکھا تھا جہاں رات کے تین بج رہے تھے اسے یاد آیا تھا عادی نے اسے بارہ بجے کال کی تھی

می.. میں میری فرینڈ سے ... بات کر رہی تھی

وہ خود واقف نہیں تھی اسنے جھوٹ کیوں بولا!..

کونسی فرینڈ سے...؟

لہجہ ہنوز سخت اور آواز اونچی تھی۔

یونی کی فرینڈ ہے!...

03348*****72

یہ کونسی فرینڈ کا نمبر ہے تمہارا ... جس کا نام احد ارسلان ہے۔

وہ کچھ بولنے لائق نہیں رہی تھی بت بنی کھڑی وہ کبھی موبائل کو دیکھتی تو کبھی ذہن میں اس شخص کو سوچتی ...

کیا تھا وہ شخص... اتنی پہنچ تھی اسکی کہ اسنے نمبر تک ٹریس کروا لیا .... شاید تم نے میری بات کو سیریس نہیں لیا تھا

مگر اب تم اسفند شاہ کو بھی سیریس لو گئی اور اسکے کہے ایک ایک لفظ کو بھی ... اپنی اس حرکت کے خلاصے کے لئے تیار رہنا کیونکہ اسفند شاہ اپنے کہے پر عمل کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے۔

کھٹ کی آواز آئی تھی اور کال کٹ چکی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وریشہ اسی پوزیشن میں کھڑی اس شخص کے کہے الفاظوں میں کھوئی تھی

اگر واقع میں اسنے اپنے کہے پر عمل کر دیا تو .. سوچتے اسے خوف محسوس ہوا تھا زو زو کی آواز آئی تھی اسنے بیڈ پر پڑے موبائل کی طرف دیکھا تھا جہاں عادی کالنگ لکھا تھا

تم تو بھاڑ میں جاؤ پہلے زندگی کم عذاب بنی ہوئی ہے جو تم ٹپک پڑتے ہو ہر بار بیچ میں ... موبائل کو صوفے پر پھینکتے اسنے کمرے کی کھڑکی اور دروازے کو چیک کیا تھا انہیں اچھی طرح لاک کیے وہ بیڈ پر آئی تھی ایک خوف تھا اس گمنام شخص کا جو اسکے دل میں بیٹھ گیا تھا اسکا یوں کمرے تک آجانا وریشہ کے لئے وہ کوئی عام شخص نہیں تھا وہ جو کوئی بھی تھا آج سہی معنوں میں وریشہ سلطان کو خوف محسوس کروا گیا تھا۔

سائیکو لور!...

اسکی کہی باتیں اور حولیہ یاد کرتے اسنے اس گمنام شخص کو لقب سے نوازا تھا۔

« « « « « « « « « «

آجائیں!...

اسلام علیکم صبح بخیر!...

وعلیکم السلام...

آپ ناشتے پر نہیں آئے اسلئے میں خود چلا آیا ... کل رات کی بات..

سفیان تم مجھے جانتے ہو کہ میں درگزر کر کے آگے بڑھنے والوں میں سے ہوں۔

"مگر ارشان شاہ بھولتا نہیں ہے میں یہ بھی جانتا ہوں بھائی" وہ مسکرایا تھا

بے فکر رہو!..

نہیں رہ سکتا ایسا کیا ہے جو آپ جانتے ہیں مگر میں نہیں جانتا اور مجھے کیوں لگتا ہے جو آپ جانتے ہیں وہ سب دا جی اور ابو جان بھی جانتے ہیں۔

وہ جانتے ہیں یا نہیں مجھے نہیں معلوم...! مگر میں صرف اتنا جانتا ہوں سفیان کہ ابھی صحیح وقت نہیں آیا۔

تو کب آئے گا یہ صحیح وقت...؟

وہ خفگی سے پوچھ رہا تھا۔

ارشان شاہ کو اپنے چھوٹے بھائی پر پیار آیا تھا

جب اللہ چاہے گا!...

اللہ تو چاہتا ہے مگر اسکے بندے نہیں چاہتے!...

شال درست کرتے وہ قدم اٹھا گیا تھا۔

سفیان شاہ!...

قدم وہی رکا تھا سفیان شاہ اسکی طرف مڑا تھا

صحیح کہہ رہے ہو اللہ تو چاہتا ہے مگر اسکے بندے نہیں چاہتے ... اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے..؟

جو تم کر رہے ہو اسکا کیا..؟

میں کیا کر رہا ہوں.؟

وہ لاتعلق بنتا رخ ہی موڑ گیا تھا

عینا کو اگنور کر رہے ہو!..

وہ کہاں سے آ گئی درمیان میں بھائی..؟

درمیان میں وہ نہیں تمہاری انا آرہی ہے سفیان شاہ!..

انتہائی اطمینان سے جواب دیا تھا

سفیان شاہ کی انا کا بھی ایک معیار ہے ارشان بھائی کیوں بھول جاتے ہیں یہ بات!...

بس کردو سفیان آخر کب تک ایک سیراب کے پیچھے بھاگو گئے

وہ نہیں ہے یہاں مان لو اس بات کو وہ مر چکی...،

وہ زندہ ہے ... زندہ ہے وہ اور صرف سید سفیان ولید شاہ کی ہے

سمجھے آپ اگر آج کے بعد آپ نے میری بیوی کے بارے میں ایسی بات کی تو میں سارے لحاظ بھول جاؤں گا ... دماغ میں بٹھا لیں یہ بات!...

انوشے شاہ صرف اور صرف سفیان شاہ کی ہے اور جب تک سفیان ولید شاہ کی سانسیں چل رہی ہیں سمجھ جائیں وہ بھی ہے اور جب ان سانسوں کا تسلسل ٹوٹے گا تب میں آپ کی بات مان لوں گا

اسکی وحشت زدہ سی ہوتی آواز چہرے پر جھلکتا کرب ارشان شاہ کو کہیں بہت دور چھوڑ آیا تھا مگر اسے مضبوط بننا تھا اسے ان سب کو سنھبالنا تھا۔

میری بات سنو سفیان یہاں بیٹھو!...

اسے بچوں جیسے بہلاتے ارشان شاہ نے اپنے نزدیک صوفے پر بٹھایا تھا

وہ میری بہن ہے اور مما نے اسکی نسبت تم سے طے کی تھی یہ سب تب ہوا جب تم محض سات سال کے اور انوشے صرف چند ماہ کی تھی

مگر تم جانتے ہو حقیقت کیا تھی ,...

آپ شاید بھول رہے ہیں ارشان بھائی اس ڈاکٹر نے مرنے سے پہلے کیا کہا تھا وہ لڑکی جو وہاں موجود تھی اسے کوئی لے گیا تھا اور وہ لڑکی جس کی ہمیں لاش دیکھائی گئی تھی وہ کوئی اور تھی آپ کیوں بھول رہے ہیں ... آپ نہیں سب بھول رہے ہیں مگر میں نہیں بھولا ... میں نہیں بھول سکتا اسے...

مجھے اسکی سوچ بھی سکون دیتی ہے بھائی پھر کیسے اسے بھول جاؤں ... آپ چاہتے ہیں میں عینا سے شادی کر لوں کیونکہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اسکی بیس سال کی محبت سفیان شاہ کی بیس سال کی اذیت کے آگے کچھ نہیں ہے ... میں احترام کرتا ہوں اسکا مگر افسوس میرے دل میں اسکے لئے کچھ نہیں ہے

میں محبت نہیں کرتا اس سے بھائی!...

میں کہی بار کبھی لفظوں میں ، کبھی لہجے میں ، اشاروں سے اسے سمجھا چکا ہوں مگر وہ نہیں سمجھتی .. وہ میری وجہ سے تکلیف میں ہوتی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

مگر تم اس سے محبت نہیں کرتے..؟

واہ سفیان شاہ واہ... ارشان شاہ نے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا

ہاں میں اس سے محبت نہیں کرتا!...

وہ چہرا موڑ گیا تھا۔

کیوں ..؟ کیا کمی ہے میری بہن میں ..؟

کیوں... وہ دھیرے سے بولا تھا

کیونکہ سفیان شاہ نے امانت میں خیانت کرنا نہیں سیکھا"...

اور اسے اپنی بہن مت بولیں وہ آپ کی بہن نہیں ہے:...

یہ طے کرنے والے تم کون ہوتے ہو...؟

وہ خاموش رہا تھا۔

جس دن انوشے گم ہوئی تھی اس کے کچھ عرصے بعد ہمیں یہ لڑکی ملی تھی جو محض آٹھ سے دس سال کی تھی

اس دن سے ارشان شاہ نے اسے اپنی بہن مانا تھا اور اسکا نام عینا شاہ رکھا تھا کسی کی اتنی جرات ہے کہ وہ مجھے میرے اس فیصلے سے ہٹا سکے تو ہٹا لے مگر ارشان شاہ کے لئے وہ اسکی بہن ہی رہے گئی۔

وہ خاموش ہو گیا تھا جیسے الفاظ ختم ہو گئے ہوں۔

ایک بات پوچھوں...؟

ارزان شاہ توقف کے بعد پھر بولا۔

اسنے گم سم سے کھڑے سفیان شاہ کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا

اگر میرا کہا واقعی سچ ہوا تو ... اگر انوشے!...

"جس دن آپ کا کہا سچ ہوا اس دن سفیان شاہ بھی اپنے کہے پر عمل کرے گا...! اگر وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں"

ارشان شاہ تو اسکی جنونیت دیکھ دنگ رہ گیا تھا اسنے کبھی نہیں سوچا تھا سفیان شاہ جیسا شخص بچپن میں ہوئے اس نکاح کو اتنی اہمیت دے گا...

ٹھہرو سفیان مجھے تم سے کچھ اور بات بھی کرنی ہے!...

وہ باہر جاتا پھر سے رک گیا تھا

» » » » » » » » » » » »

آج آپ گھر پر ہی ہیں خیر تو ہے!..

جی ڈیڈ آج یونی میں کوئی خاص کلاسز نہیں تھیں بس ایک اسیئمنٹ جمع کروانی ہے تھوڑی دیر تک جاؤں گئی۔

دوپہر کے بارہ بج رہے تھے اور وہ ابھی بھی اونگ رہی تھی۔

اچھا تو آپ نے کب جانا پھر..؟

نمبر ڈائل کرتے احمد سلطان نے پھر سے سوال کیا تھا

آدھے گھنٹے تک ڈیڈ!...

ہاں زیان ... وعلیکم السلام ... جی وہ میں نے کال کی تھی آپ آدھے گھنٹے تک آجایئے گا۔

جیتے رہو اللہ حافظ !...

سستی کہیں دور جا سوئی تھی آنکھیں گول کیے وہ اپنے ڈیڈ کو گھور رہی تھی

میں نے پہلے بھی کہا ہے میرے کافی سارے دشمن ہیں مجھے آپ کی فکر رہتی ہے اور اگر آپ میری بات نہیں مانیں گئی تو میں ناراض ہو جاؤں گا آپ سے!...

وہ اپنی صفائی میں چند جملے کہتے اسکے کمرے سے جا چکے تھے

اور ہمیشہ کی طرح اس کسی کی نا سننے والی کو اپنے ڈیڈ کا حکم ماننا پڑا تھا۔

ایک وہ سائیکو لور اور ایک یہ مغرور آدمی!..

افففف یا اللہ کیا پیارا ہونا اتنا بڑا جرم ہے..؟

ایک جب دیکھو مشورے دیتا رہتا اور دوسرا اسے بس ڈرانے دھمکانے کے لئے چھوڑ دو اور میں بھی کتنی بڑی ڈرپوک ہوں ایک ایسے شخص سے ڈر گئی جو خود مجھ سے اپنی پہچان چھپا رہا...

واہ وریشہ سلطان ... رات جو ہو گیا سو ہو گیا۔

اب تم دیکھو سائیکو لور تمہارے ساتھ یہ لڑکی کرتی کیا ہے۔

اللہ کی طرف سے ملی اس الٹی کھوپڑی میں وہ کوئی نئے پلانز بناتی خود ہی خوش ہوئی تھی اس سے بے خبر کہ اسفند شاہ اسکی تاک میں بیٹھا ہے۔

» » » » » » » » » » » » » » »

ہم سب یہاں کیوں اکٹھا ہوا ہیں سفیان ...؟

عشال کو آنے دیں دا جی پھر بتاتا ہوں!...

اس وقت لال حویلی کے تمام افراد اس ہال میں جمع تھے منتظر تھے تو عشال شاہ کے جس کے بعد سفیان شاہ ان پر نیا دھماکہ کرنے والا تھا

جی بھائی آپ نے بلایا!...

مخصوص دھیمی سی آواز ، چہرے پر ہمیشہ کی بسی اداسی اور سر پر دوپٹہ تھا

ہاں بیٹھو مجھے ضروری بات کرنی ہے!...

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں میں عشال اور ارشان بھائی کے رشتے کا خواہشمند تھا

اسکا حلق تک کڑوا ہوا تھا مگر وہ خوش تھی واقف تھی ارشان شاہ نے اس رشتے سے منع کر دیا ہے

جو تقریباً حویلی کے تمام افراد جان چکے تھے

ہاں مگر اسنے تو منع کر دیا!..

نہیں بی جان وہ اس رشتے پر راضی ہیں

عشال کو لگا تھا حویلی کی پوری عمارت اسکے سر پر آن گری ہے

اس سمیت ولید شاہ بھی سکتے میں تھے۔

مگر اسکی ایک شرط ہے...؟

وہ ہنوز خوش نظر آرہا تھا

دا جی اور بی جان نے بیک وقت اسکی طرف دیکھا تھا

ولید شاہ جو شل سے بیٹھے تھے ایکدم ہوش میں آئے تھے

عشال تو کچھ کہنے لائق ہی نہیں رہی تھی ذہن کل رات کی گفتگو میں اٹکا تھا تو ایک بار پھر زندگی اسکے ساتھ دھوکہ کر گئی تھی اور اس بار بھی دھوکہ دینے والے اسکے اپنے ہی تھے۔

وہ سوچ کے رہ گئی تھی

شرط ... کیسی شرط..؟

دا جی متعجب ہوئے تھے

دا جی انکے مطابق عشال کی تعلیم بہت کم ہے اور وہ عمر میں بھی ان سے چھوٹی ہے وہ چاہتے ہیں عشال پہلے اپنی تعلیم مکمل کرے اور جس دن اسکی تعلیم مکمل ہو گئی اسکے اگلے دن...

بس خاموش ہو جاؤ اس کے آگے ایک لفظ مت کہنا!...

سفیان شاہ نے اپنے ابو کی طرف دیکھا تھا جو آگ بگولہ ہوئے اسکے روبرو آ چکے تھے

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ یہ آگے پڑھے گئی اور کس نے اجازت دی ارشان شاہ کو۔۔کہ وہ میری بیٹی کو تعلیم کے معیار میں تولے گا۔

میری بیٹی اتنی گئی گزری نہیں ہے سفیان شاہ کہ اسکی شادی کے لیے کسی کی بھی شرطیں مانتا پھروں گا۔

اندر جاؤ عشال!..

اسنے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے اسے مخاطب کیا تھا

یہ کہیں نہیں جائے گئی اسے بھی تو پتہ چلے اسکا بھائی صرف ایک وعدہ نبھانے کے لئے کس حد تک جا سکتا ہے!...

کیا غلط ہے اس میں اگر میں اپنی بہن کی شادی عزت سے کرنا چاہتا ہوں تو ... میں اسکی زندگی شرطوں کے بدلے نہیں کر رہا مگر آپ کی دی سزا سے ضرور دور کرنا چاہتا ہوں ابو ... جو آپ اسے بغیر کسی جرم کے دے رہے ہیں۔

وہ آیا تھا میرے پاس ... افسوس کر رہا تھا

عینا اور عشال دونوں کو یہاں سے لے کے جانا چاہتا ہے

کیونکہ اسکے مطابق اسکی دونوں بہنیں یہاں محفوظ نہیں ہیں

اور پتہ ہے ابو میرا سر اسوقت شرم سے جھک گیا جب میری بہن نے اپنے ساتھ ہوئی ناانصافیوں کا اس شخص کو بتا دیا اور مجھے نہیں بتایا صرف اسلئے کہ میں آپ کا بیٹا یوں میں سید ولید شاہ ... ایک ظالم شخص کی اولاد ہوں۔

"وہ ڈرتی ہے مجھ سے کیونکہ وہ آپ سے ڈرتی ہے"

وہ کچھ بتاتی نہیں ہے آپ کی دی سزائیں، طعنے سب سہتی ہے.

اور منہ سے اف تک نہیں کرتی ... مگر میں ابھی اتنا بے غیرت نہیں ہوا ہوں ابو ... اگر کچھ دن اور ایسا چلتا رہا تو میری بات لکھ کے رکھ لیں ارشان شاہ کو روکنا آپ کے بس میں نہیں ہے وہ کیا کر سکتا ہے یہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا.

اور جہاں تک رہی اس رشتے کی بات تو!...

ٹھیک ہے میں نہیں کروں گا ارشان سے شادی اسکی, میں مان لیتا ہوں آپ کی بات...؛

گم سم سی بیٹھی عشال نے سر اٹھا کے بھیگی پلکیں اٹھائے سفیان شاہ کو دیکھا تھا جو آج صحیح معنوں میں اسے اپنا بھائی لگا تھا

ولید شاہ نے حیرانگی ظاہر کی تھی۔

حیران کیوں ہو رہے ہیں ابو ... میں مان رہا ہوں آپ کی بات،

مگر مجھے ایک بات کا جواب دیں آج ارشان بھائی نے یہ بات کی ہے کل کو کوئی اور کرے گا خاندان میں کوئی ہے نہیں باہر ہی شادی کریں گیں نا آپ اسکی ... جب کل کو کوئی اور آ کے یہی بات بولے گا پھر کیا کریں گئیں آپ .....! تب بھی ایسے ہی چیخیں چلائیں گئیں۔

مگر افسوس آپ کے ایسا کرنے سے حقیقت نہیں بدلے گئی اور حقیقت صرف اتنی ہے آج کل کا مرد پڑھی لکھی اور سمجھدار عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

وہ چپ چاپ وہاں سے اٹھتی کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی۔

عینا جو وہی موجود تھی فوراً سے اسکے پیچھے گئی تھی۔

عشال اسلام آباد جائے گئی اور اپنی تعلیم مکمل کرے گئی یہی میرا آخری فیصلہ ہے ... اور مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا یہاں کس کو کیا مسئلہ ہے!...

بی جان اسے بھی سمجھا دیجئیے گا...

کل کو جب وہ بھی تمہاری پھپھو اور عشاء کی طرح ہمارے ساتھ کرے گئ تب پوچھوں گا تم سے سفیان شاہ ابھی تم کرو اپنی مرضی

مگر میری ایک بات تم بھی یاد رکھنا۔

میں سید ولید شاہ اب مزید کوئی بدنامی برداشت نہیں کر پاؤں گا

اور اگر ایسا ہوا تو تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گئے۔

"اگر وہ حاکم تھا تو وہ بھی اسکا باپ تھا"

اپنی کہے وہ ڈیرے کی جانب جا چکے تھے.

جبکہ سفیان شاہ کے قدم تو بس انکی آخری بات پر ہی جم گئے تھے

وہ کچھ بولنے لائق رہا تھا نا ہی کچھ سمجھنے کے قابل!...

قدم اٹھاتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا.

دا جی اور بی جان وہاں اکیلے بچے تھے جو بس آنے والے وقت کی بہتری کی دعائیں کر رہے تھے.

» » » » » » » » » » » »

کم اِن!..

اسلام علیکم سر!..

زیان حیدر نے نظر اٹھا کے پہلے اس کم عمر مگر خوبصورت نوجوان اور پھر گھڑی کی طرف دیکھا تھا۔

امپریسو!...

اون ٹائم!..

تھینکس سر"...

نام کیا بتایا تھا..؟

ابراہیم چوہدری!..

دس لوگ تھے جن میں سے تم اکیلے چنے گئے ہو ابراہیم چوہدری"...

میرے لیے یہ اعزاز کی بات ہے سر!...

اسکے خوبصورت ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی

آج تمہارا پہلا دن ہے یہاں ... تمہارا پرانا ریکارڈ دیکھا ہے میں نے!...

اور وہ قابلِ تعریف ہے، اسنے سر کو خم دیا تھا

عموماً لوگوں کو جب یہ جوب ملتی ہے تو انہیں چھوٹے موٹے کام دیئے جاتے ہیں۔

اپنی چیئر پر بیٹھے وہ اسکی طرف پیٹھ کیے بات کر رہا تھا۔

اور وہ پر سکون سا کھڑا بس سن رہا تھا

مگر میں تمہیں آج پہلے دن ہی ایک مشن پر بھیجنا چاہتا ہوں

یہ فائل ہے اور یہ تصویر ہے اس فائل میں تمہیں ساری ڈیٹلیز مل جائیں گئیں ... اور تمہیں کیا کرنا ہے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔

"باقی اسکے علاوہ جب تک تم اس مشن پر رہو گئے تم کسی زیان حیدر کو نہیں جانتے اور میں کسی ابراہیم چوہدری کو نہیں جانتا"

Is that clear...?

یس سر!...

اسکی آواز کافی رعبدار تھی زیان نے سوچا تھا

یہ تصویر دیکھ لو.. اور فائل بھی!..

کوئی سوال ہو تو پوچھ سکتے ہو...

بولتا وہ اپنی جگہ پر جا بیٹھا تھا.

زیان جانتا تھا وہ کیا سوال کرے گا"...

میرا کوئی سوال نہیں ہے سر... میں آج سے ہی اپنے مشن پر نکل جاؤں گا.

وہ تعجب سے دیکھ رہا تھا

I you sure Mr ibrahim chuhdary ...?

Absolutely sure sir..!

Okay then go and don't forget the rules...!

زیان حیدر حیران ہوا تھا اسکے اتنے کونفیڈینس پر مگر پھر کچھ سوچتے اسے اجازت دی تھی اسکے اتنے سال کے عرصے میں ابراہیم چوہدری وہ پہلا شخص تھا جو اسکی دی پہیلی پر چپ چاپ سر جھکائے چلا گیا تھا اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو ناجانے اب تک کتنے سوال کر چکا ہوتا پر وہ اس حقیقت کو بھی تو نہیں جھٹلا سکتا تھا کہ ابراہیم چوہدری کوئی عام شخص نہیں تھا!...

ابراہیم چوہدری اسے کئی سوالوں میں گھیرے جا چکا تھا

جن پر سر جھٹکتے وہ اٹھا تھا اور اپنا چہرا صاف کیا تھا!..

» » » » » » » » » » » » » » »

تم جانتے بھی ہو میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں..؟

گاڑی پورچ میں کھڑی کیے وہ ابھی اندر ہی نہیں پہنچا تھا وریشہ تن فن کرتی اس تک پہلے ہی جا پہنچی تھی

اوہ تو تمہیں قدر ہو گئی آخر میری"...

وہ دلفریب سا مسکرایا تھا۔

بکواس بند کرو اپنی ... تمہاری قدر میری نظر میں پہلے دن بھی کچھ نہیں تھی اور آخری دن تک کچھ نہیں رہے گی

سمجھے ...! وہ مزید چیختی اسکے قریب ہوئی تھی۔

اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنی قید میں لیتے دیوار سے لگائے زیان نے سرد مہری سے اسے گھورا تھا۔

میں تمہارا دو ٹکے کا بوائے فرینڈ ہوں تو آج کے بعد مجھ سے اس ٹون میں بات کرنے سے پہلے سوچ لینا ...

ورنہ زیان حیدر کتنا پاگل ہے یہ بات تم سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا

How dare you...?

وہ پھر سے چیخی تھی۔

دیوار سے لگے ہاتھوں پر پکڑ مزید سخت ہوئی تھی جو وریشہ کے لئے درد کا باعث بنا تھا

لیو می ... مجھے درد ہو رہا ہے!...

اب کی بار آواز قدرے دھیمی تھی

وہ جیسے ہوش میں آیا تھا

سوری میں کچھ زیادہ ہی ری ایکٹ کر گیا!...

وہ واقع میں شرمندہ لگ رہا تھا وریشہ بس اسکے نئے روپ پر ششدر سی کھڑی تھی

چلو تم لیٹ ہو رہی ہو!...

کہتا وہ گاڑی تک آیا تھا وہ بھی چپ چاپ اسکی پیروی کر رہی تھی

وہ منزل کی جانب بڑھ رہے تھے گاڑی میں ہنوز خاموشی تھی

زیان حیدر نے نظر اٹھائے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا تھا جو لاتعلق بنی دوسری طرف شیشے کے پار دیکھنے میں محو تھی نظر ہاتھ پر گئی تھی جہاں وہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسری کلائی کو سہلا رہی تھی جو اسکے کیے ظلم کو بیان کر رہے تھے

بندہ اتنا نازک مزاج بھی نا ہو!...

اسکی بڑبڑاہٹ پر وریشہ نے اسے کی طرف کھا جانے والے نظروں سے دیکھا تھا

میرا منہ مت کھلوایا کرو زیان حیدر پھر تم سے تمہاری توہین برداشت نہیں ہوتی۔وہ غصے سے پھنکاری تھی

اتنے سال سے وہی برداشت کر رہا ہوں ...! حلق تک کڑوا ہوا تھا

میں نے نہیں کہا تھا مجھ سے محبت کر لو!...

جواب اسکی سوچ کے مطابق آیا تھا

اور تم سے کس نے کہا میں تم سے محبت کرتا ہوں.؟

وہ قدرے حیرانی سے پوچھ رہا تھا

وریشہ نے بس دیکھنے پر سمجھوتا کیا تھا

میں تم سے محبت کرتا تھا وریشہ سلطان ...

تھا کا مطلب تو تم جانتی ہو گئی!..

بہت اچھے سے جانتی ہوں اور یہی بہتر ہے تمہارے لیے!...

دوبدو جواب دیتے وہ پھر سے رخ موڑ گئی تھی

بلکل زیان حیدر سلطان کو لڑکیوں کی کمی نہیں ہے میں صرف چاچو کے فیصلے پر تمہارے بارے میں سوچتا تھا تمہیں نہیں پسند تو میری بلا سے بھاڑ میں جاؤ ...

تم نہیں تو کوئی اور سہی ... وہ نہیں تو پھر کوئی اور سہی!..

وہ اتنے مزے سے بول رہا تھا جیسے محبت کرنے اور پھر بھول جانے میں زیان حیدر نے پی ایچ ڈی کر رکھی ہو۔

وریشہ تو بس اسے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ حیران رہ گئی تھی۔وہ بندہ واقع اسکی سمجھ سے باہر تھا

کبھی اتنے دعوے کیے کرتا تھا اور اج اسکا اندازِ گفتگو بتا رہا تھا کہ زیان حیدر سلطان کی زندگی میں لڑکی اور محبت اتنی اہمیت رکھتی ہی نہیں جتنی وہ سمجھتی تھی۔

چلو اترو بھی اب!...

وہ اسے دیکھنے میں مصروف تھی جب سامنے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ یونی کے گیٹ پر پہنچ چکی ہے

لوگوں کی باتیں نہیں انکے چہرے پڑھنا سیکھو!...

آج پھر وہ نیا جملہ بولے اسے کنفیوز کرتا جا چکا تھا اور آج پھر وریشہ سلطان کا سارا دن اسی کشمکش میں گزرنے والا تھا

ایک تو یہ کوئی بات پوری نہیں کر کے جا سکتا اللہ پوچھے تمہیں زیان حیدر ... اسے کوستی وہ سامنے سے آتے عادی کی طرف بڑھ گئی تھی

» » » » » » » » » » » » » » »

چپ ہو جاؤ عشال ... کتنا روؤ گی ایسے تو تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی

عینا کافی دیر سے اسے چپ کرانے میں ہلکان ہو رہی تھی

مگر وہ تھی جو روئے جا رہی تھی اسے بھی رونے کی وجہ مل گئی تھی جس کا فائدہ اٹھاتے عشال نے اپنے اندر رکھی اتنے دن کی بھڑاس آنسوؤں میں نکال دی تھی

عینا دی!...

کافی دیر بعد خاموشی ٹوٹی تھی

جی!..

یک لفظ جواب دیا تھا۔

عینا دی ارشان بھائی نے بھی دھوکہ دیا مجھے...

ارشان بھائی ایسے نہیں ہیں عشال ضرور اس سب کے پیچھے کوئی وجہ ہو گئی۔

نہیں دی وہ سب کے جیسے ہیں دھوکے باز مجھے سمجھ نہیں آتا دی کیا اس دنیا میں سب دھوکے باز ہیں یا صرف عشال کو ہی دھوکے باز ملتے ہیں..؟

سوال تھا یا ہتھوڑا عینا بہت ضبط سے سہہ گئی تھی

ارشان بھائی دھوکے باز نہیں ہیں عشال آج نہیں تو کل تمہیں یہ بات سمجھ آجائے گئی ... ریسٹ کرو تھوڑی دیر میں باہر ہی ہوں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے آواز دے دینا۔

اسکے لہجے میں جھلکتی ناراضگی نے عشال کو مزید بے چین کیا تھا

میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا عینا دی مگر آپ نہیں سمجھ سکتی ... آپ پر گزری نہیں ہے اور خدا کرے آپ پر یہ وقت کبھی آئے بھی نا... اس راستے کو تکتے وہ اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی

» » » » » » » » » » » » » » » » » »

کھٹ کھٹ کی آواز آئی تھی اسنے آنکھوں پر رکھا بازو ہٹا کے دروازے کی سمت دیکھا تھا جہاں وہ ذرا سا پلو چہرے پر نکالے ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھامے کھڑی تھی۔

لمبی سانس کھینچتے تاسف سے اسے دیکھا تھا جانتا تھا وہ لڑکی کبھی نہیں سدھر سکتی!..

آجاؤ...؛

لہجے کو سخت بناتے سفیان شاہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا چکا تھا

وہ باہر سب چائے پی رہے تھے تو دا جی نے کہا آپ کو چائے دے آؤں!...

ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسنے اپنے آنے کی وجہ بتائی تھی

"سفیان شاہ نے آج بھی نظر اٹھائی تھی مگر صرف پیروں تک"

اور وہی نظر ہمیشہ کی طرح اسکے دودھیا پیروں میں مقید پازیب تک ہی دھری رہ گئی تھی

وہ اپنے کام مصروف تھی آج کچھ عجیب تھا سفیان شاہ نے جب بھی اسے اپنے نزدیک پایا تھا اسکی نظر کو بھی اپنے وجود پر بھٹکتے دیکھتا تھا مگر آج ایسا کچھ نہیں ہوا تھا جن نظروں کی تپش کو وہ سر جھکائے بھی خود پر محسوس کر لیتا تھا آج وہ تپش اسے محسوس نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ شاید نہیں یقیناً اسکا وہ لہجہ تھا جس سے اس رات عینا کا دل تار تار ہو چکا تھا.

چھن چھن کی آواز سے اسکی سوچیں بھی مخلتل ہوئی تھیں۔

وہ چائے بنائے کپ ٹیبل پر رکھے باہر کی طرف بڑھی تھی

مگر سفیان ولید شاہ کی آواز پر سرعت سے پلٹی تھی۔

ٹھہرو!...

عینا کا دل زوروں سے ڈھرکا تھا بیس سالوں میں پہلی بار سفیان شاہ نے اسے خود سے مخاطب کیا تھا

یہاں بیٹھو مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے

ملازمہ سے...؟

دروازے پر ہی رکتے وہ حیرت اور طنز کی ملی جلی کیفیت میں پوچھ رہی تھی

ہاں!..

یک لفظی جواب پر اسکا دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔

بیٹھو... اسنے پھر سے کہا تھا۔

مم..گر میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی ... وہ مڑی تھی

تم اپنے حاکم کا حکم ماننے سے انکار نہیں کر سکتی ... دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تھا

اسکی آنکھیں پل میں نم ہوئی تھیں وہی کھڑی جگہ پر وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔ملازمہ کی جگہ یہی ہوتی ہے

جب وہ کچھ دیر نا بولا تو اسکا اشارہ سمجھتے عینا ممنائی تھی

سفیان شاہ نے اسکا جھکا تاسف سے دیکھا تھا

"وہ ضدی تھا مگر وہ لڑکی اسکی سوچ سے زیادہ ضدی معلوم ہوئی تھی"

تم اگر عشال کے ساتھ جانا چاہو تو جا سکتی ہو یہاں,...

نہیں میں یہی ٹھیک ہوں!...

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ بول پڑی تھی

سفیان شاہ گہری سانس بھر کے رہ گیا تھا.

صحیح ہے میں نے تمہارے لیے حسنہ بی کو رشتہ دیکھنے کا کہا ہے

عینا کو لگا تھا اس کمرے کی چھت اسکے سر پر آن گری ہے

آنسو پلکوں کی باڑ توڑے ٹپ ٹپ کرتے بہنے لگے تھے.

آج نہیں تو کل وہ لوگ تمہیں دیکھنے آئیں گئیں اور دا جی سے میں آج بات,...

مجھے نہیں کرنی شادی... وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

"میں ملازمہ ہوں یہاں کی اور آپ میرے حاکم ہیں مگر مجھ پر حکومت کرنے کا حق میں نے نہیں دیا کسی کو "

سفیان شاہ نے غصے سے جبڑے بھینچے تھے

اسکا بازو دبوچے رخ اپنے سامنے کیا تھا .

آج تک یہاں کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ سفیان شاہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے وسط میں بول پڑے مگر تم نے کیا..., آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی سفیان شاہ کا حکم ماننے سے انکار کر دے مگر وہ بھی تم نے کیا اور اب یہاں میری ہی حویلی میں میرے ہی کمرے میں کھڑی ہو کر تم سفیان ولید شاہ سے اونچی آواز میں کلام کر رہی ہو ... ارشان بھائی کو تم عزیز ہو گئی مگر میرے لیے تم صرف ایک ملازمہ ہی ہو اس بات کو اتنی جلدی اپنے ذہن میں بٹھا لو بہتر ہو گا

اسکے سر پر کھڑے ایک ایک لفظ چبا چبا کے کہتے اسنے جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔

اور عینا دور دروازے سے جا لگی تھی

میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا عینا شاہ...

اسنے سرعت سے پلٹتے سفیان شاہ کو دیکھا تھا جس نے پہلی بار اپنے ہونٹوں سے اسکا نام ادا کیا تھا وہ بھی پورا!...

"سید سفیان ولید شاہ نے امانت میں خیانت کرنا نہیں سیکھا"

میرا وجود ، اس میں دھڑکتا دل اور آتی جاتی ایک ایک سانس پر صرف اور صرف انوشے سفیان شاہ کا حق ہے ... اور اسکی حق تلفی سفیان شاہ صرف مر کر ہی کر سکتا ہے۔

وہ اپنی جگہ تڑپ اٹھی تھی۔چہرے پر ہاتھ رکھے اپنی ہچکیوں کا گلا گھوٹے وہ وہاں سے بھاگتی چلی گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

دن گزرتے گئے تھے اسکے بعد عینا اور سفیان کا کوئی تصادم نہیں ہوا تھا اسنے سفیان شاہ کے کمرے میں جانا بھی چھوڑ دیا تھا

زیان حیدر سلطان اور وریشہ سلطان کا روز آمنا سامنا ہوتا اور وہ ہر بار کی طرح زیان کی ذو معنی باتوں میں الجھ کے رہ جاتی تھی

احد ارسلان اسلام آباد کے مشہور ترین ہستی کا اکلوتا بگڑا ہوا بیٹا تھا اور ساتھ ہی وہ وریشہ سلطان کے ساتھ اسکا یونی فیلو بھی تھا

یونی میں اسکی ریپوٹیشن کچھ خاص اچھی نہیں تھی سموکنگ اور ڈرنک کرنا اسکا معمول تھا نیو کمرز کی ریگنگ کرنا عادی اور اسکے اوباش لڑکوں کا گروپ کبھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا وریشہ اور ٹینا جو کے اسکی اچھی دوست مانی جاتی تھی کبھی کبھی انکا ساتھ دے دیتی تھیں یونی کی ہر نئ اور خوبصورت لڑکی پر عادی کا دل آنا عام سی بات تھی جن کے ساتھ وہ ڈیٹ کرتا اور ناجائز تعلقات بناتا تھا اس جیسی کتنی ہی لڑکیوں کو اب تک وہ ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر کے روند چکا تھا اسکی حرکتوں کے باعث لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکے بھی اس سے قدرے دور رہتے تھے ایک وہ امیر باپ کی بگڑی اولاد اور دوسرا اسکا بیہودہ شوق سب ہی واقف تھے بس نہیں تھا تو وہ تھی وریشہ سلطان جسے اپنے ڈیڈ کے

علاوہ دنیا کے کسی مرد ذات پر یقین نہیں تھا انکو جوتے کی نوک پر رکھنا وریشہ سلطان اپنا فرض سمجھتی تھی مگر کتنے ہی دل تھے جو اسکی قربت کو ترستے تو کوئی اسکی دید کو ترستا تھا اسکی زندگی معمول پر چل رہی تھی

مگر صرف تب تک جب تک اسنے اس یونیورسٹی میں ایڈمیشن نہیں لیا تھا... تین سال کا عرصہ ہونے کو تھا جب سے وہ اس یونی میں گئی تھی اور عادی سے ملی تھی تب سے ہی اسکی زندگی میں اس گمنام شخص نے اپنی خوفناک اینٹری دی تھی وہ رات آج بھی اسکے ذہن پر نقطہ بہ نقطہ درج تھی جب وہ عادی کے ساتھ اپنے ڈیڈ سے جھوٹ بول کر بار میں گئی تھی ابھی اسے وہاں گئے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا جب وریشہ کو لگا تھا اس پر کافی دیر سے کوئی نظر رکھے ہوئے ہے وہ مزید کچھ سمجھتی عادی نے اسکا ہاتھ پکڑے ڈانس کے لئے کھینچا تھا وہ بھی سب بھولے ڈانس کرنے میں مگن ہوگئی تھی مگر وہ منظر کسی کو جلتے انگاروں پر ضرور گھسیٹ لایا تھا

عادی میں واشروم سے ہو کے آتی ہوں وہ کہتی منظرِ عام سے غائب ہوئی تھی۔جب سرعت سے کسی نے اسکا پیچھا کیا تھا

وہ واشروم سے باہر نکلتی اس سے پہلے ہی منہ پر ہاتھ رکھے اور دوسرا ہاتھ کمر کے گرد مضبوطی سے باندھے اپنے حصار میں لیا تھا

اس اچانک افتاد پر وریشہ حق دق سی بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی

اسکے منہ سے ہلکی ہلکی آوازیں نکل رہی تھی ہاتھ پاؤں مارتی وہ خود کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کر رہی تھیں

اگر اگلے دس منٹ کے اندر تم مجھے اپنے پیلیس میں نا ملی تو تمہاری قسم وریشہ سلطان پہلے اس لڑکے کے ٹکڑے ٹکڑے کروں گا اور پھر تمہارے .... اسکی گردن پر اپنی گرفت سخت کرتے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا

اسکی تو سمجھ سے سب باہر تھا جب اچانک گردن سے ہوتے کمر پر سخت ہوئی تو اسکے بے جان ہوئے وجود میں جیسے بجلی ڈور گئی تھی اسکے ہاتھ وریشہ کو اپنی کمر پر رینگتے محسوس رہے تھے

ساری بہادری اڑن چھو ہوئی تھی۔

آگئی سمجھ یا ٹریلر دیکھنا چاہو گئی!...

وہ اسکی بات کا مطلب سمجھتی وریشہ کو اپنے پیٹ پر کسی چیز کا احساس ہوا تھا جہاں مقابل نے اسکے پیٹ پر گن کی نال رکھے دباؤ ڈالا تھا....

کسی انجان شخص کو یوں اتنے قریب آنا اور پھر وہ گن ... وریشہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی اسکی گرم سانسیں اپنے گردن کے بلکل قریب محسوس کرتے اسنے مڑنا چاہا تھا۔

مم..میں جا رہی ہوں پلیز مجھے چھوڑو۔

Good decision my queen...❤

کہتے ساتھ ہی مقابل نے گرفت ڈھیلی کی تھی اور وریشہ بغیر پیچھے مڑے وہاں سے بھاگتی چلی گئی تھی۔

کن سوچوں میں ڈوبی ہو جانِ من...

ہاں ... نہیں کسی سوچ میں نہیں ہوں

چہرے پر آتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے وہ جبراً مسکرائی تھی

وریشہ کافی ٹھنڈی ہورہی ہے یار ... دھیان کہاں ہے تمہارا؟

عادی نے محبت سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے پوچھا تھا

اپنے ہاتھ پر اسکا ہاتھ دیکھتے وریشہ نے نرمی سے اسکی قید سے اپنا ہاتھ آزاد کرایا تھا۔ جس پر عادی نے کوئی خاص ری ایکشن نہیں دیا تھا

ذہن میں صرف اسفند شاہ کی باتیں گھوم رہی تھیں وریشہ سلطان کا سارا دھیان اس وقت صرف اور صرف اس شخص کی طرف تھا جس پر وہ تین سال پہلے ہی ناپسندیدگی کا ٹیگ لگا چکی تھی

اسکی دی دھمکی کو دو دن گزر گئے تھے مگر دوسری طرف سے خاموشی تھی مگر وہ خاموشی وریشہ کو کسی بڑے طوفان کا پتہ دے رہی تھی۔

وہ عادی سے محبت کرتی تھی یا نہیں ... یہ بات وہ خود نہیں جانتی تھی مگر اب عادی اسکی ضد بن چکا تھا کیونکہ اسکے مطابق اسفند شاہ کو اس شخص سے چڑ تھی پر اگر وہ جان جاتی کہ اسفند شاہ کو اسکے قریب آتی ہواؤں سے بھی مسئلہ ہے تو وریشہ سلطان انکو بھی اپنی ضد بنا لیتی ... پہلے پہل وہ ان کالز

سے ڈر جاتی تھی وہ ڈرپوک نہیں تھی مگر یوں اچانک کسی ایسے شخص کا اسکی زندگی میں آنا اسے ڈسٹرب کر گیا تھا ڈر پر قابو پاتے اسنے تقریباً ایک ڈیڑھ سال بعد احمد سلطان کو اس بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا سوائے اس پہلی ملاقات کے ... جس پر احمد سلطان نے اسے سیلف ڈیفنس کی کلاسز لینے کا مشورہ دیا انکی آئے دن بزنس کی وجہ سے دشمنیاں چلتی رہتی تھیں مگر وہ اگنور کر دیتے تھے پیلیس کے باہر اور انکے قریب ہر وقت گارڈز تعینات رہتے تھے مگر فکر تھی تو صرف اپنی بیٹی کی ... جو گارڈز کو ساتھ رکھنے سے الجھن محسوس کرتی تھی

تو آج چل رہی ہو تم میرے ساتھ.؟

کافی ختم کرتے اسنے امید بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا

نہیں آج میں بہت تھک گئی ہوں عادی پھر کبھی چلیں گئیں

کیا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟

کافی دیر خود کو گھورتا پا کر وریشہ نے سوال کیا تھا

تم مجھے اگنور کرنے لگی ہو _ وہ سیریس سا بولا تھا

اور یہ سب تم اپنے اس انسپکٹر کزن کی وجہ سے کر رہی ہو۔

وہ مزید کچھ اور بولتا وریشہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی

میرا تم سے بحث کرنے کا کوئی موڈ نہیں ہے عادی...

ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہر فرد پر تیکھی نظر ڈالتے وہ باہر نکلی تھی

اسفند شاہ کا ڈر اسکی دھمکیاں کہیں نا کہیں کنڈلی مار کر اسکے دل و دماغ میں بیٹھ گئی تھیں جس کی وجہ سے وہ عادی سے بات کرتی تھی مگر دوری پر ہی ...؛

اسنے مڑ کر دیکھا تھا جہاں عادی ابھی تک وہی ریسٹورنٹ میں ہی بیٹھا تھا آئی وہ عادی کے ساتھ اسکی کار میں تھی شام ڈھلنے کو تھی دل الگ سے بوجھل ہو رہا تھا ہیلز اتار کر ہاتھ میں پکڑے وہ اس خالی سڑک پر ہلکی ٹھنڈی ہوا میں اس کھلے آسمان کے نیچے چلتی جا رہی تھی دل کو سکون مل رہا تھا مگر کچھ تھا جو اسے ابھی بھی کھٹک رہا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » »

ابھی تک سو رہی ہو تم _ اٹھ جاؤ بچے۔

میرا اٹھنے کو دل نہیں کر رہا...

لہجے میں صدیوں کی تھکاوٹ تھی۔

اٹھ جاؤ میں کوئی بہانہ نہیں سنو گئی لڑکی _ دو دن ہو گئے تم حویلی نہیں گئی دا جی بی جان اور عشال کتنی بار پوچھ چکے ہیں تمہارا۔

وہ کیوں پوچھ رہے ہیں ملازمہ کا...؟ لہجے میں تلخی اتری تھی

کیوں ہر بار ایسی بات کر کے ناشکری کرتی ہو عینا۔کوشش کے باوجود بھی وہ سخت ہوئی تھیں

کس بات کی نا شکری کر رہی ہوں میں حسنہ بی آخر ملازمہ کو ملازمہ نہیں بولیں گئیں تو اور کیا بولیں گئیں..؟

حویلی والوں کے لئے تم ملازمہ نہیں ہو بچے...

اسنے سر جھٹکا تھا۔

بس رہنے دیں حسنہ بی یہ ایسی باتیں کر کے مجھے آسمانوں پر نا چڑھایا کریں مجھے میری اوقات یاد رہنے دیا کریں ورنہ

ورنہ کیا...؟

وہ اسکے قریب ہی بچھی چارپائی پر بیٹھی تھی

"ورنہ یہ دل اور اس میں بسی خواہشیں ذلیل کروا کے رکھ دیتی ہیں "

بے بسی سے کہتے اسنے شرٹ کی آستیں سے نم آنکھیں پونچھی تھیں

کیا ہوا میری بچی کسی نے کچھ کہا ہے..؟

مجھے بتاؤ میری طرف دیکھو عینا...

اسکے بالوں کو سنوارتے وہ خود بھی بے بس ہوئی تھیں۔

اس دن میں ان کے کمرے میں گئی تھی حسنہ بی اور آپ کو پتہ ہے انہوں نے کہا کہ وہ میرے لیے رشتہ دیکھ رہے ہیں

اتنی سی بات پر تم نے خود کو دو دن سے کمرے میں بند کر رکھا ہے

بچے فکر نہیں کرو میں دا جی سے بات کروں گئ وہ منع کر دیں گئیں سفیان بابا کو...

وہ مسکراتے اسے تسلی دینے لگی تھی۔

وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے حسنہ بی وہ آج بھی انوشے کے انتظار میں بیٹھے ہیں انہوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ وہ اسکی حق تلفی نہیں کریں گئیں میری بیس سال کی محبت کو انہوں نے پل میں مٹی میں ملا دیا میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے اور آپ بولتی ہیں میں نا شکری نا کروں مجھے بتائیں ایسا کیا ہے میرے پاس جس پر میں شکر ادا کروں میں یتیم ہوں مجھے میرے ماں باپ کے نام تک نہیں پتہ میں کون ہوں کوئی نہیں جانتا میرا وجود ہے صرف مگر میری شناخت کیا ہے کسی کو معلوم نہیں ... اور ایسے لوگوں کے ساتھ دنیا کیسا سلوک کرتی ہے آپ بھی بہتر جانتی ہیں۔وہ روتے جھٹکے سے اٹھ کھڑی تھی

میں وہاں نہیں جانا چاہتی مجھے مجبور نا کریں کیونکہ اگر میں وہاں گئی تو میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو جاؤں گئی میں پھر اس سیراب کے پیچھے بھاگنے لگوں گئی اس ریت کو ہاتھ میں قید کرنا چاہوں گئی جو ذرہ ذرہ کر کے گرتی جائے گئی اور پھر ہمیشہ کی طرح عینا شاہ کو ٹھکرا دیا جائے گا اسکی محبت ، اسکے صبر کو خاندان کے حسب ونسب کی نظر کر دیا جائے گا۔

ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑتی وہ آگے بڑھی تھی مگر سامنے کھڑی ہستی کو دیکھتے اسکے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی حال تو حسنہ بی کا اس جیسا تھا مگر اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پاتے وہ فوراً سے عینا کے سامنے آئی تھیں۔

عشال بی بی آپ یہاں _ میرا مطلب ہے کوئی کام تھا تو مجھے بلا

لیتی ...

نہیں مجھے کچھ کام نہیں تھا حسنہ بی میں تو عینا دی سے ملنے آئی تھی

کیوں تم کہیں جا رہی ہو؟ عینا سرعت سے سامنے آئی تھی

جی ...! یک لفظی جواب دیتے عشال کا چہرا بھی بجھا تھا

کہاں..؟

میں آپ دونوں کے لئے کچھ لے کے آتی ہوں تب تک آپ بات کریں

حسنہ بی کہتے وہاں سے نکلی تھیں۔

اسلام آباد... صبح جانا ہے۔

اچھا... وہ جبراً مسکرائی تھی

آپ حویلی کیوں نہیں آتی عینا دی..؟

طبعیت خراب تھی اسلئے!...

اب کیسی طبعیت ہے آپ کی..؟

عشال نے فوراً سے سوال کیا تھا

اب بہتر ہوں...

عشال کو مسکراتے دیکھ اسے تسلی ہوئی تھی کہ اسنے کچھ سنا نہیں

کافی دیر وہاں بیٹھے عشال اس سے باتیں کرتی رہی تھی جن کے مختصر سے جواب دینے کے ساتھ عینا سامنے بیٹھی لڑکی کو غور سے دیکھ رہی تھی اسکی مسکراہٹ بناوٹی تھی کوئی بھی دیکھتا تو فوراً بتا سکتا تھا

"زندگی صرف محبت کرنے والوں کو نہیں آزماتی _ محبت کے علاوہ انسان کی ذات میں ایسے کئی راز چھپے ہوتے ہیں جو انسان کو کبھی خوش نہیں ہونے دیتے نا اسے مکمل ہونے دیتے ہیں"

اور ایسے کئی راز وہ چھوٹی سی لڑکی اپنے دل میں دفن کیے ہوئی تھی جن پر وہ صبر کا کلمہ پڑھے خود کو انکی پہنچ سے دور تو لے آئی تھی مگر ذہن اور سوچیں وہی چھوڑ آئی تھی۔

عینا دی!..

ہاں.. وہ گڑبڑاتے سیدھی ہوئی تھی

کہاں گم ہیں آپ _ میں آپ سے بات کر رہی ہوں۔

میں یہی ہوں تم بتاؤ کیا بات کر رہی تھی .

مجھے پوچھنا تھا کہ کیا آپ ابھی بھی مجھ سے اس دن کی کہی بات پر ناراض ہیں اگر ہاں تو میں معافی مانگتی ہوں دی.

اسکی ضرورت نہیں ہے عشال ... "ضروری نہیں ہے کہ زندگی ہمیں ہمیشہ وہی دے جس کی ہمیں چاہ ہو یہ زندگی ہے جو ہمیشہ ہماری سوچوں کے الٹ رخ پر چلتی ہے یہ تو ہم جیسے بیوقوف انسان ہیں جو سمجھتے ہیں سچے دل سے چاہ لیا تو بس ہمیں وہ مل جائے گا"

عشال نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

مجھے ایسا ہی لگتا تھا_ عشال کو دیکھتے وہ مدھم سا بولی تھی

مگر حقیقتاً دیکھا جائے تو سچے دل کے ساتھ انسان کا حسب و نسب بھی ہونا چاہئیے۔

اگر ایسا ہے تو مجھے تو پھر وہ سب مل جانا چاہئیے نا دی جس کی تمنا میں نے کبھی کی تھی۔ہولے سے مسکراتے اسنے اداسی سے کہا تھا جس پر عینا بس اسے دیکھ کے رہ گئی تھی

"بات حسب و نسب کی نہیں نصیب کی ہوتی ہے عینا دی اور اگر یہی بُرے ہوں تو لاکھ دعائیں مانگ لی جائیں کوئی پتہ آپ کی قسمت نہیں بدل سکتا سوائے اللہ کے"...

"میں دعا کروں گئی جس کی چاہ آپ کو ہے وہ آپ کو مل جائے"

اسے گلے سے لگاتے مدھم سی سرگوشی کرتے عشال اسے اپنی جگہ ساکت کر گئی تھی.

تو کیا عشال سب سن _ نفی میں سر ہلاتے عینا نے اپنی سوچ کو جھٹکا تھا.

وہ کچھ پوچھتی عشال اسکا گال چومتی وہاں سے جا چکی تھی

سرد پڑتے ہاتھوں میں سر تھامتے عینا ان گنت سوچوں میں گھری رہ گئی تھی.

» » » » » » » » » » » » » » » » »

رات کے وقت پھیلا وہ اندھیرا اور ان میں جگمگاتی روشنیاں وریشہ پاس بنے بنچ پر بیٹھتی اسی نظارے میں گم ہو گئی تھی وہاں اتنی خاموشی تھی کہ اسے اپنے اندر اٹھتا ناسمجھ سا شور صاف سنائی دے رہا تھا اپنے خیالوں سے آزاد ہوتی وہ حقیقت کی دنیا میں آئی تھی نظر پاس پڑے موبائل پر پڑی تھی جو وائیبریٹ کر رہا تھا سرسری سی نظر ڈالے اسنے رخ موڑ دیا تھا کیونکہ وہاں ان نون نمبر سے کال آ رہی تھی جو اسکے مطابق یقیناً اسفند شاہ کی تھی

کچھ دیر گزری تھی پھر سے موبائل بجا تھا وریشہ نے ایک بار پھر اسے اگنور کرتے کال کٹ کر دی تھی ابھی کچھ دیر گزری تھی جب نیو ماڈل کی لینڈ کروزر دھول اڑاتی اسکے قریب آ رکی تھی

جن میں سے دروازہ کھولے فرنٹ سیٹ سے ایک گارڈ اور پیچھے کھڑی گارڈز سے بھری گاڑی سے گارڈ نیچے اترے تھے۔

میڈم سر نے بلایا ہے آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔

اسکے کہنے کی دیر تھی اور وریشہ نے زور دار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا تھا۔

"اپنے سر سے جا کر کہنا وریشہ سلطان کا پیچھا چھوڑ دے وگرنہ بہت بری طرح پیش آؤں گئ اسکے ساتھ "

پتہ نہیں کون سی بھڑاس تھی جو اسنے سامنے کھڑے گارڈ پر نکال دی تھی.

میڈم .... وہ اس سے آگے کچھ بولتا جب دوسرے آتے گارڈ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے چپ کرواتے دوسرے ہاتھ میں پکڑا موبائل وریشہ کی طرف بڑھایا تھا .

میم سر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں.

کچھ سوچتے اسنے موبائل کان سے لگایا تھا

"ویری بیڈ مائے کوئین تمہیں میرے گارڈ پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے تھا "

سرسراتی سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی

اور وریشہ سلطان نے سرعت سے گردن موڑے اپنے ارگرد دیکھا تھا جہاں ان چہرا جھکائے کھڑے گارڈز کے علاوہ کوئی نہیں تھا

آنے کو میں خود بھی آسکتا تھا مگر کچھ ریزن تھے جس کی وجہ سے نہیں آسکا مختصر بتاؤں تو اسفند شاہ تمہارے کمرے میں آکے تم سے بات کر سکتا ہے پر اسکے بعد تمہارے قریب آنے کی چاہ مجھے بے ایمان کرنے لگتی ہے __ سرد آہ بھری تھی.

اسکے بے باک جملوں پر وریشہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھی

چپ چاپ انکے ساتھ یہاں آؤ خود سے آ جاؤ گئ تو اچھی بات ہے ورنہ میں آیا تو پھر جو ہو گا اسکی زمہ دار تم خود ہو گئ.

نرمی سے کہتے آخر میں لہجہ تیز ہوا تھا اسنے موبائل کان سے ہٹا کے دیکھا تھا جہاں کال کٹ چکی تھی نامحسوس طریقے سے وریشہ نے ہاتھ کمر تک بڑھایا تھا.

اسے گم سم سا کھڑے دیکھ گارڈ نے ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تھا جس کا مطلب سمجھتے وریشہ نے موبائل پوری قوت سے زمین پر پٹخا تھا جو تین ٹکڑوں میں تقسیم ہوا اپنی ناقدری پر رو رہا تھا

لینڈ کروزر میں بیٹھتے دروازہ ٹھاہ سے بند کرتی اسنے پشت سے ٹیک لگائی تھی.اور گارڈز بھی چپ چاپ اپنی ہونے والی نکچڑی میڈم کے غصے پر تاسف سے سر جھٹکتے اپنی پوزیشن سنبھال چکے تھے

سگریٹ سلگاتے پاس پڑی ایش ٹرے میں اسکو مسلا تھا کمرہ سگریٹ کے دھوئیں سے بھر چکا تھا ٹیبل پر رکھی جلی ہوئی سگریٹ کے ڈھیر کی طرف دیکھتے اسنے زور سے آنکھیں میچی تھی شام کا منظر ذہن

کے پردوں پر فلم کی طرح چلنے لگا تھا اسفند شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی تبھی دروازہ نوک ہوا تھا

یس!..

سر میم آ چکی ہیں..

اوکے میرے آفس میں بیٹھاؤ میں آتا ہوں!...

اوکے سر...

وہ جا چکا تھا اور اسفند شاہ نے اس آخری سگریٹ کے دھوئیں کو بھی اپنے اندر انڈیلتے ٹیبل پر باقی پڑی سگریٹ کے ساتھ پھینک دیا تھا

اپنے پرائیوٹ روم سے نکلتے اب اسکا رخ اپنے آفس روم کی طرف تھا

وہ با غور اس کمرے کا جائزہ لے رہی تھی جہاں پر ہر چیز ترتیب سے سیٹ کی گئی تھی جس کا مطلب تھا مقابل نفاست پسند انسان ہے وہاں رکھی چیئر پر بیٹھنے کے بجائے اسنے اس آفس کی ہر چیز کو چھو کے دیکھا تھا کافی شاندار آفس ہے

اسنے خود کلامی میں کہا تھا

شکریہ مائے کوئین"...

وہ اپنے کام میں اتنی مگن تھی کہ آفس کا دروازہ کھلنے اور پیچھے کھڑے شخص کو محسوس تک نہیں کر پائی تھی مانوس سی آواز پر وریشہ سرعت سے مڑی تھی.

مگر آج بھی مایوس ہی ہوئی تھی چہرے پر لپٹا رومال اسکے غصے کو ہوا دینے کے لئے کافی تھا۔

میں یہاں تمہاری فضول بکواس سننے نہیں آئی۔

تو کیوں آئی ہو؟

اسکی اونچی آواز برداشت کرتے اسفند شاہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے نرمی سے استفار کرنا چاہا تھا۔

میں جاننا چاہتی ہوں تم کون ہو؟ کیوں میرا پیچھا کرتے ہو؟

وہ رخ موڑے بول رہی تھی

اور کیوں پچھلے تین سال سے تم نے میری زندگی عذاب بنا کے رکھی ہوئی ہے۔سوال کرتے وہ پوری کی پوری گھوم گئی تھی

کئی لمحے خاموشی کی نذر ہوئے تھے

عجیب سی خاموشی پر وریشہ نے نظر اٹھا کے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا تھا جو آنکھوں میں سرد مہری لیے اسے ہی گھور رہا تھا

"میں نے تمہاری زندگی عذاب نہیں بنائی تمہاری حرکتوں کی وجہ سے تمہاری زندگی عذاب بنی ہے"

کلائی کو مڑورتے کمر پر باندھ کر اسفند شاہ نے اسے اپنے قریب کیا تھا

اس اچانک افتاد پر وہ حق دق سی کھڑی اسے دیکھتی رہ گئ تھی

میں نے منع کیا تھا نا اس شخص سے کوئی بات نہیں کرنی نا اس سے ملنا ہے. لہجے میں آگ سی تپش لیے اسکے چہرے پر غرا کر کہا تھا

بولو کیا تھا منع یا نہیں...؟

پشت پر پکڑی کلائی پر اپنے ہاتھ کی گرفت مزید سخت کرتے وہ اسے کراہنے پر مجبور کر گیا تھا

وریشہ نے نظریں اٹھائے سامنے کھڑے شخص کو نفرت سے دیکھا تھا

جس کی آنکھوں میں جلن اور حسد کے علاوہ جنونیت کی شدت دیکھ اسنے دور ہونا چاہا تھا

مم.. میں نے کتنی بار کہا ہے دور رہ کر بات کیا کرو۔

دوسرا ہاتھ اسکے مضبوط بازو پر رکھے اسے دھکا دیا تھا

اسکے نازک سے حملے پر مقابل اپنی جگہ سے انچ بھر بھی نہیں ہلا تھا

"اتنا کرو جتنی میری برداشت کی حد ہے وریشہ ورنہ اسفند شاہ اپنے تمام حدیں بھول جائے گا اور خود سے کیے عہد بھی"...

اسکی دونوں بازوؤں کو ایک ہاتھ میں پکڑے بنا کسی ہچکچاہٹ سے اسکے پشت سے شرٹ اٹھائے گن نکالی تھی

اسکے سرد ہاتھوں کا لمس وریشہ کو کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا

اسفند شاہ کی اتنی جرات پر وہ ہونکوں جیسے اسے دیکھ رہی تھی

تمہاری اتنی جرات ... وہ ہاتھ پاؤں مارتی بپھری شیرنی بنے اس پر جھپٹی تھی.

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے چھونے کی...؟

پے در پے اس پر نازک ہاتھ کے مکے برساتی وہ غصے سے لال ہوئی تھی

اسکی حرکت پر اسفند شاہ کا میٹر گھوما تھا.

ایک سیکنڈ کی دیر کیے گلے میں لٹکی ٹائی نکالے اسکے دونوں ہاتھ پیٹھ پر لے جا کر باندھے تھے اور ایک زور دار دھکا پیچھے صوفے پر دیا تھا وہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ وریشہ کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا وہ وہاں سے اٹھتی اس سے پہلے ہی اسفند شاہ اس پر جھکا تھا

بلکل ایسے...! انگلی سے اسکی گردن ٹریس کرتے وہ مخمور سا بولا تھا

میں تمہارا خون پی جاؤں گئی کھولو مجھے بزدل انسان۔

خود کو سمجھتے کیا ہو تم __ ہاتھ باندھ کر بہت بڑا ہیرو سمجھ رہے ہو تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے تم جیسے قائل سے بھلا مجھ جیسی لڑکی ڈرے گئی یہ تمہاری سوچ ہے صرف سمجھے تم .... اسکے چہرے پر غراتی وہ شیرنی کی دھاڑ لیے بول رہی تھی

اسکی ایک ایک بات کو ان سنی کرتا وہ اٹھا تھا اور قدم سامنے کھڑی بک شیلف کی طرف بڑھائے تھے جہاں پانچ شیلف میں کتابیں رکھی تھیں جبکہ سب سے اوپری شیلف میں بڑے بڑے ٹرانسپیرنٹ جار رکھے گئے تھے جن کے اندر کیا تھا کچھ معلوم نہیں تھا

ان میں سے ایک جار اٹھائے وہ واپس سے صوفے کی طرف آیا تھا جہاں وریشہ ہاتھ ہلاتی خود کو آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی

کھولو مجھے,_

اسکے پاس آتے ہی وہ پھر سے چیخی تھی جس پر اسفند شاہ نے انتہائی ناپسندیدگی سے اسے دیکھا تھا

کھول دوں گا پہلے اپنی سزا بھگت لو __ عام سے لہجے میں کہتے وہ جار لیے اسکے قریب ہی بیٹھا تھا جس پر وریشہ فوراً سے دور کھسکی تھی .

تم کون ہوتے ہو مجھے سزا دینے والے اور کیا ہے اس میں ...؟

ابھی پتہ چل جائے گا.

میں نے تمہیں شروع دن سے منع کیا تھا اس لڑکے سے دور رہو۔تم نے نہیں سنی اور آج میں وہی تھا اسی ریسٹورنٹ میں جس میں تم اسکے ساتھ موجود تھی۔جار کے ڈھکن کے ساتھ اسکے ہاتھ بھی کھولے وہ ضبط سے بول رہا تھا۔

وریشہ نے خوفزدہ نظر اس جار پر ڈالتے پھر اسفند شاہ کے سپاٹ چہرے پر ڈالی تھی۔

مگر میں تمہاری ملکیت نہیں ہوں تو میں تمہاری بات کس حق سے سنوں اور کیوں عمل کروں یہ می..ری.. زن..دگی...

الفاظ ساتھ چھوڑ رہے تھے جار کا ڈھکن کھلا تھا اس پر سکتہ طاری ہوا تھا جب وہاں سے ایک بڑا سا کالا بچھو نکلتا اسکے ہاتھ پر بیٹھا تھا۔

بلکل یہ تمہاری زندگی ہے میں نے کب اس بات سے اعتراض کیا۔مگر تم اس زندگی کو اسفند شاہ کی مرضی سے گزاروگئی یہ ضرور کہا تھا میں نے...، صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے وہ تحمل سے اسے سمجھا رہا تھا جبکہ وریشہ اپنی جگہ سن ہوگئی تھی نظر ہنوز اس بڑے سے بچھو پر تھی جو اب آہستہ آہستہ اسکی بازو کی طرف بڑھ رہا تھا

اس..فند ... اس.. ے .. ہٹاؤ ... پ..پلیز

وہ جو مزے سے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا

اپنے ٹوٹے پھوٹے نام کی پکار پر اسکی جانب متوجہ ہوا تھا

جو لٹھے کی مانند سفید ہو گئی تھی نظر اسکے ہونٹوں پر گئی تھی جو تھر تھر کانپ رہے تھے۔

حرکت کروگئی تو یہ کاٹ لے گا!...

انتہائی اطمینان سے اسکے علم میں اضافہ کیا تھا

یہ کاٹ لے گا پلیز ہٹاؤ اسے _ اس ظالم شخص کو دیکھتے وہ رو دی تھی۔

اسفند شاہ نے نرمی سے اسکی آنکھوں سے آنسو چنے تھے پل کو دل پگھلا تھا مگر پھر خود کو مضبوط بناتے وہ مسکراتا پیچھے ہو گیا تھا

اس قدر سفاکیت پر وریشہ کا دل چاہا تھا پھوٹ پھوٹ کر رو دے

مجھ سے پوچھو __ مجھے کیا پسند ہے؟

کچھ لمحوں بعد ہی اسکی پر سکون سی آواز وریشہ کے کانوں میں پڑی تھی۔

سسکیاں بڑھتی جا رہی تھی مگر اسکا کہا نہیں مانا گیا تھا

آنکھیں کھولیں اسفند شاہ نے اسکی طرف دیکھا تھا

جو سسکتی اس بچھو کو دیکھ رہی تھی جو اب اسکی دودھیا بازو پر رینگ رہا تھا۔

"پوچھو ورنہ یہ سزا ختم نہیں ہو گئ"

کک... کیا پسند ہے؟

"مجھے میری بیوی پردے میں پسند ہے"...

بھیگی پلکیں وہاں سے ہٹاتے اسفند شاہ پر گاڑھی تھی جو آنکھوں میں محبت کا سمندر لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا. وہ اسقدر خوفزدہ تھی لفظ بیوی پر غور ہی نا کر سکی۔

مگر افسوس!_

تم خود کی نمائش کرتی ہو جو نا مجھے گوارہ ہے اور نا میرے اللہ کو پسند ہے۔

اسے محسوس ہوا تھا اسکے جسم پر کچھ نہیں تھا سرسری سی نظر اسفند شاہ کے ہاتھ پر ڈالی تھی جہاں وہ اس بچھو کو پکڑے اس جار میں بند کر رہا تھا اور پھر سے ان خالی نظروں کو لیے اسے دیکھا تھا

جس کی آنکھوں میں سرد مہری اتری تھی اور چہرا سپاٹ تھا

اگر میں مر جاتی تو_ اگر وہ مجھے کاٹ لیتا پھر..؟

اسے اپنے پاس سے اٹھتے دیکھ سوال کیا تھا۔

آنکھیں خشک ہو چکی تھی البتہ سسکیاں ابھی بھی گونج رہی تھی

بے فکر رہو میں تمہیں مرنے نہیں دیتا۔کہتے وہ مڑا تھا

اور اگر مر جاتی پھر..؟

قدم رکے تھے مگر وہ پلٹا نہیں تھا

وریشہ نے نم ہوتی آنکھوں سے اسکی پشت کو گھورا تھا

وہ جیسا بھی تھا مگر وریشہ سلطان کو مان تھا کہ اسفند شاہ کبھی اس پر آنچ نہیں آنے دے گا مگر اسکا مان بہت بری طرح سے آج ٹوٹ گیا تھا۔

دو قدموں میں فاصلہ طے کرتے وہ اسکے بے حد نزدیک رکا تھا جس میں وہ دونوں ایک دوسرے کی سانسیں بھی با آسانی سن سکتے تھے

"اگر اسفند شاہ کو تمہیں اپنی سانسیں بھی دے کر زندہ رکھنا پڑے تو وہ بھی کر جاؤں گا مگر مرنے نہیں دوں گا"

ہر لفظ اسکی محبت کی شدت کی گواہی دے رہا تھا مگر وہ آج بھی لاتعلق بنتی رخ موڑ گئی تھی .

حولیہ درست کرو تمہیں تمہارے پیلیس چھوڑ دیتا ہوں مائے کوئین

مگر ایک بات میری ہمیشہ یاد رکھنا۔جاتے وہ پھر سے پلٹا تھا

اگر آئندہ میری بات ماننے سے انکار کیا تو اس سے بھی خطرناک سزا مل سکتی ہے اسلئے محتاط رہنا!..

دو انگلیوں سے اسکا گال تھپتھپاتے وہ پیچھے ہوا تھا

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد اسفند شاہ نے گاڑی سلطان پیلیس کے سامنے روکی تھی۔

اپنی گن لے لو... اسکی گن بڑھاتے وہ گہری نظروں سے اسکی اتری رنگت دیکھ رہا تھا گن تھامے وریشہ کچھ بھی کہے بغیر سپاٹ چہرا لیے اندر داخل ہوئی تھی جس پر اسفند شاہ نے گاڑی زن سے بھگائی تھی۔

»»»»»»»»»»»»»»»»»»»»

آپ کمرے میں جائیں میں سامان بھجواتا ہوں...

ہلکا سا سر کو خم دیئے وہ ملازمہ کے بتائے کمرے کی طرف گئی تھی

تم بیٹھو گئے نہیں _ کھانا بس تیار ہے

نہیں بھائی آپ جانتے ہیں سفر کافی لمبا ہے اور شام ویسے ہونے کو آئی ہے۔

ابھی صرف دو بج رہے ہیں سفیان چلو اندر کھانا کھانے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

ارشان شاہ کے کہنے پر مجبوراً سفیان شاہ کو اسکے ساتھ جانا پڑا تھا

صبح چار بجے کے نکلے وہ اب اسلام آباد پہنچے تھے عشال خاموش تھی کیونکہ ولید شاہ کو اسکا باہر جا کر پڑھنا قطع پسند نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ اداس ہوئی تھی مگر دا جی ، بی جان اور عینا خوش تھے امید کی آخری کرن بھی بکھر گئی تھی

حویلی کے تمام افراد اس سے ملنے آئے تھے سوائے ولید شاہ کے کسی نے محسوس نا کیا تھا مگر عشال شاہ کے آنسوؤں کو بہنے کے لیے جیسے ایک اور ستم مل گیا ہو وہ تقریباً تین سال بعد حویلی سے باہر نکلی تھی کافی کچھ بدل گیا تھا عجیب سی نظروں سے وہ ہر آتے جاتے منظر کو دیکھ رہی تھی اسنے کب سوچا تھا خواب ایسے بھی پورے ہوں گئیں مگر ان خوابوں کو پورا کرنے کی قیمت بھی چکانی پڑے گئ سارا سفر اسنے خاموشی کا لبادہ اوڑھے ہی کاٹ دیا تھا

« « « « « « « « « « « «

)مجھے میری بیوی پردے میں پسند ہے مگر افسوس تم خود کی نمائش کرتی ہو) بھیانک ہنسی اسکے کانوں میں گونجی تھی اسکا پور پور پسینے میں بھیگ چکا تھا وہ ہانپتی ہوئی اٹھ بیٹھی تھی الفاظ تھے جو بھلائے نہیں جا رہے تھے

میں خود کی نمائش کرتی ہوں؟

چھت کو گھورتے وہ خود سے ہمکلام ہوئی تھی

ساری زندگی اسکی آنکھوں کے گرد کسی فلم کی طرح چل رہی تھی

مگر ضروری تو نہیں جو خود کو ڈھانپ کے نہیں رکھتی پردے میں نہیں رکھتی وہ بے حیا ہی ہوں میں تو کبھی کسی نامحرم کے قریب نہیں گئی اور یہ ڈریسنگ تو آج کل کا فیشن ہے سب ہی کرتی ہیں

میں اپنی نمائش نہیں کرتی.... سختی سے کہتے جیسے وہ خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی

کئی سوال تھے جن کے جواب اسکے پاس نہیں تھے کئی الجھنیں تھی جن کو سلجھاتے وہ خود بری طرح الجھ رہی تھی اسفند شاہ کی کہی ایک بات نے وریشہ سلطان کو اپنی ساری زندگی ریوائین کرنے پر مجبور کر دیا تھا جسم میں درد سا محسوس ہوا تھا وہ اٹھنے کی کوشش کرتی پھر سے لیٹ گئی تھی اور ساتھ ٹیبل پر رکھا انٹر کام اٹھایا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » »

آپ نے خوامخواہ اتنا تکلف کیا ارشان بھائی

ایک ہی تو بھائی ہے اسکے لئے بھی تکلف کروں گا کیا..؟

وہ آسودہ سا مسکرایا »

جس پر سفیان شاہ نے اسے گلے سے لگاتے کندھا تھپتھپایا تھا

اب میں چلتا ہوں بھائی بس عشال کا خیال رکھیے گا اب وہ آپ کی ذمہ داری ہے میں چکر لگاتا رہوں گا۔

اپنے سے چھوٹے بھائی کی باتیں سنتے ارشان شاہ کے ہونٹوں پر تبسم پھیلا تھا۔

بے فکر رہو میں اپنی پری کا خیال رکھوں گا اور حسنہ بی بھی تو ہیں یہاں...کافی دیر باتیں کرنے کے بعد اور ارشان شاہ سے ملنے کے بعد وہ عشال کی طرف آیا تھا جو آنکھوں میں نمی لیے کھڑی تھی

میں آپ سب کو بہت مس کروں گئ بھائی!...

ہم سب بھی تمہیں مس کریں گئیں اب تم نے دل لگا کے پڑھنا ہے اور میں کوئی شکایت نا سنوں اوکے اسکے سر پر محبت بھرا ہاتھ رکھتے ماتھے پر بوسہ دیا تھا. عشال کی آنکھوں سے روانی میں آنسو بہنے لگے تھے وہ کیسی سمجھاتی انہیں بے شک عمر شرارتوں والی تھی مگر اب انکی چھوٹی سی پری اتنی سی عمر میں ہی سمجھدار اور خاموش ہو گئی تھی اس سے ملتے پورچ سے ہوتے سفیان شاہ اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔

گاڑی کو دیکھتے چوکیدار نے گیٹ واکیا تھا اسکو رخصت کرنے کے بعد ارشان شاہ نے قدم واپس سے اندر کی طرف لیے تھے جہاں سامنے لاونج میں عشال گم سم سی بیٹھی غیر مرئی نقطے کو تک رہی تھی

ناراض ہو اپنے بھائی سے؟

سر پر ہاتھ رکھتے سوال کیا تھا

وہ تعجب سے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی

نہی.. نہیں میں ناراض نہیں ہوں

لگ تو نہیں رہا کھانے کی ٹیبل پر بھی کوئی بات نہیں کی اور نا ہی صبح سے سلام کیا تھا

ادھر دیکھو عشال!..

اپنے بھائی کو غلط مت سمجھو..،

ذرا سی پلکیں اٹھائے عشال نے نم آنکھوں سے دیکھا تھا

آپ نے مجھے دھوکہ دیا بھائی اور آپ بول رہے میں آپ کو غلط نا سمجھوں۔آنکھوں میں تعجب بھرے وہ شکوہ کر بیٹھی تھی

سفیان نے جو بھی کہا وہ سب میں نے ہی کہا تھا عشال مگر وہ سب صرف اسلئے تاکہ تمہیں وہاں سے یہاں لا سکوں میں چاہتا ہوں میری پری اپنے خواب پورے کرے اور اس شرط کو رکھنے کا صرف ایک یہی مقصد تھا ایک یہی بہانہ تھا جس پر سفیان شاہ اور ولید ماموں تمہیں یہاں بھیجنے پر راضی ہوتے

تو آپ نے بھائی سے جھوٹ کہا..؟

ہونکوں جیسے منہ کھولے حیرانگی سے استفار کیا تھا

ہاں کیونکہ میری بہن کو پڑھنا تھا اور میں اپنی بہن کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں

بہت شکریہ بھائی __ وہ خوشی سے چہک اٹھی تھی

اسکی ضرورت نہیں ہے بس تم اپنی پڑھائی پر دھیان دو اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے کہہ دینا۔

میں نے فارم منگوا لیا تھا تم فل کر دینا پھر کل یونی جا کر ایڈمیشن کروا لیں گئیں۔

اوکے بھائی!...

ارشان شاہ نے غور سے اسکا چہرا دیکھا تھا جو خوشی سے دمک رہا تھا کتنے عرصے بعد وہ اسے ہنستا دیکھ رہا تھا

میری چھوٹی سی پری ہمیشہ ایسے ہی ہنستی مسکراتی رہو۔

آمین ... کہتے وہ مسکرائی

اوکے ابھی تم جاؤ ریسٹ کرو باقی کی باتیں شام میں کریں گئیں ابھی مجھے جانا اور آتے ہوئے میں تمہاری بکس اور بیگ بھی لے آؤں گا۔

اوکے بھائی!...

بھائی کی پری _ عشال کے بال بگاڑتے وہ مسکراتا ہوا وہاں سے اٹھا تھا۔شام میں ملتے ہیں اللہ حافظ !...

اللہ حافظ __ کہتے ہی عشال نے ساتھ ٹیبل پر پڑا فارم اٹھایا تھا

» » » » » » » » » » » » »

یس _ نقاہت زدہ آواز میں کہا تھا

اور مقابل نے پل کی دیر کئے بنا پورا دروازے کھولے ڈاکٹر کے ساتھ کمرے میں قدم رکھا تھا

کیا ہوا اچانک تمہیں کل تک تو ٹھیک تھی ..؟

ہاں کل کال آئی تھی بخار کی کہہ رہا تھا تم پسند آگئی ہو تو بس آج سر پر سوار ہو گیا۔ دانت پیستے ساتھ کھڑی ڈاکٹر کا خیال کیے بنا وریشہ نے گھورتے جواب دیا تھا۔

ماشاءاللہ سے زبان پر اثر نہیں ہوا وہ ابھی بھی ویسی ہی چل رہی ہے

دوبدو جواب دیتے زیان حیدر نے ڈاکٹر کو اشارہ کیا تھا

اور کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا

ایڈیٹ ... بڑبڑاتے وہ ذرا سا اٹھ کے بیٹھتی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو اور وریشہ کہاں ہے؟

چاچو آپ اسلام علیکم!...

موبائل کان سے ہٹاتے وہ پلٹا تھا

وعلیکم اسلام ... وہ مسکرائے تھے

چاچو وہ ڈاکٹر اندر چیک اپ کر رہی ہے وریشہ کا میں یہاں ویٹ کر رہا ہوں۔

اچھا ... جواب دیتے احمد سلطان نے دروازہ ہلکا سا نوک کیا تھا

کیسی ہے میری بیٹی _ طبیعت ٹھیک ہے؟

آخری جملہ ڈاکٹر کو دیکھتے پوچھا تھا

یس شی از فائن _ آئی تھنک انھوں نے کوئی ٹینشن لی جس کی وجہ سے یوں اچانک انکی طبعیت بگڑ گئی بٹ ناؤ شی از فائن _ شی نیڈ نے فزیکلی اینڈ مینٹلی ریسٹ آلسو ...

یہ میڈیسن دے دیجئیے گا انہیں _ اپنی بات ختم کرتے اس لیڈی ڈاکٹر نے خوبصورت سی مسکراہٹ زیان حیدر کی طرف اچھالی تھی

جسے وہ مکمل اگنور کر گیا تھا دیکھا تو وریشہ اور احمد سلطان نے بھی تھا مگر وہ چہرا موڑ گئے تھے۔

اوکے اب میں چلتی ہوں۔کہتے وہ رک گئی تھی

احمد سلطان اور زیان حیدر انہیں وہی رکے دیکھ حیران تھے مگر پھر کچھ یاد آنے پر زیان کی طرف دیکھا تھا

جائیں زیان انہیں باہر تک چھوڑ آئیں

اس ڈاکٹر کا تو جیسے چہرا کھل اٹھا تھا

جی چاچو!...

وہ باہر نکلا تھا جس کے پیچھے وہ ڈاکٹر بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر نکلی تھی

کیا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟

احمد سلطان کو مسلسل خود کو گھورتا دیکھ سوال کیا تھا

آپ بہتر جانتی ہیں وریشہ...

انکے لہجے میں فکرمندی کے عنصر تھے

ڈونٹ سے ڈیڈ کہ آپ اس ڈاکٹر کی باتوں میں آگئے ہیں۔فار گوڈ سیک ڈیڈ مجھے کیا ٹینشن ہو گئی؟

خاموشی کا سلسہ طویل ہوتے وہ پھر سے بولی تھی

کوئی تو بات ہے وریشہ جو آپ مجھ سے چھپا رہی ہو ورنہ آپ کی اتنی طبیعت پہلے تو کبھی اچانک خراب نہیں ہوئی اور چہرا دیکھو اپنا زرد پڑ گیا آخر کوئی ٹینشن ہے تو آپ مجھ سے...،

اففف ڈیڈ نہیں ہے کوئی ٹینشن مجھے اور جب ہو گئی سب سے پہلے آپ کو آ کے بتاؤں گئی۔انکے ہاتھ تھامتی وہ مسکراتے ہوئے انہیں یقین دلانے میں کامیاب ہوئی تھی

رشیدہ خالہ...

جی صاحب

خالہ انہیں باہر تک چھوڑ آئیں

وہ جو کب سے اس ڈاکٹر کی فضول حرکتیں برداشت کر ریا تھا

ایکدم بھڑک اٹھا تھا۔

زیان کے قریب ہونے کی کوششوں میں مصروف وہ اسے غصہ کرتے دیکھ فوراً سے دور ہوئی تھی۔

چلیے میڈم جی _ رشیدہ خالہ اسکا بیگ پکڑتی باہر کی ظرف جانے لگی تھی جب اسکا موبائل بجا تھا

میں تھوڑی دیر میں آرہا ہوں۔

موبائل کان سے ہٹاتے زیان نے جاتی اس ڈاکٹر کی طرف سرسری سا دیکھا تھا۔عجیب چیپکو لڑکی تھی

جھرجھری سی لیے زیان حیدر نے سر جھٹکتے قدم بڑھائے تھے

» » » » » » » » » »

میں آسکتا ہوں..؟

بلکل آسکتے ہو!..

منع کرنے پر کون سا تم نہیں آؤ گئے۔احمد سلطان کے جواب دیتے ہی اسنے بھی فوری فقرہ اچھالا تھا جس پر زیان حیدر بس اسے گھور ہی سکا تھا

زیان!...

جی چاچو!..

مصروف ہو یا تھے..؟

نہیں چاچو آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔

وہ اسلئے کہ احمد سلطان وریشہ کے پاس سے اٹھتے اسکے پاس اکھڑے ہوئے تھے۔

میں نے تمہیں تقریباً ایک گھنٹے پہلے کال کی تھی کہ میں بزی ہوں وریشہ کی طبیعت نہیں ٹھیک پیلیس ڈاکٹر کو لے کے جاؤ فوراً!..

جی بلکل چاچو!...

تو بیٹا تم یہاں لیٹ پہنچے اکثر تم لیٹ ہوتے نہیں کسی بھی کام سے تو مجھے لگا شاید میں نے تمہیں ڈسٹرب کر دیا۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ مسکرا کے بولے تھے جبکہ وریشہ ہنوز بازو آنکھوں پر رکھے ارگرد سے بیگانہ ہوئی لیٹی تھی

ایکچولی وہ چاچو کوئی لیڈی ڈاکٹر مل نہیں رہی تھی ان کو بھی ڈیورنگ آپریشن سے لے کے آیا تھا۔

جہاں احمد سلطان نے اسکی حرکت پر تعجب سے اسے دیکھا تھا وہی وریشہ نے جھٹ سے نظریں اپنے ڈیڈ کے گھیرے میں پرسکون سے کھڑے زیان حیدر پر اٹھائی تھی

اور ایسا کیوں کیا تم نے؟

انہیں پوچھتے ہوئے بہت آکورڈ لگا تھا مگر وہ پوچھنا چاہتے تھے

"میں نہیں چاہتا تھا وریشہ کا چیک اپ کوئی میل ڈاکٹر کرے اسلئے"

اطمینان سے جواب دیا تھا۔

اسکے اطمینان پر جہاں احمد سلطان مسکرائے تھے وہی وریشہ نے زہر خند نظر اس خوبصورت سے چہرے پر ڈالے کمفرٹر اوڑھ لیا تھا

زیان کا یوں اپنے لیے اتنا کنسرن دیکھانا وریشہ کو معقول نہیں لگا تھا

میں چلتا ہوں چاچو مجھے تھانے پہنچنا ہے اگر کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بلا جھجک کال کر لیجیۓ گا۔

شام میں اگر فری ہونا تو میرے آفس چکر لگانا۔

جی ٹھیک ہے چاچو انکا اشارہ سمجھتے وہ اللہ حافظ بولتا باہر نکل گیا تھا۔
ہاں میں پہنچ گیا ہوں بس تم سب سنبھال لینا اور جیسا کہا تھا ویسا ہونا چاہئیے کوئی گڑ بڑ نا ہو. اوکے رکھو کال اللہ حافظ !...

» » » » » » » » » » » »

آج اسکا وہاں پہلا دن تھا ہر ایک چہرے کو اشتیاق سے دیکھتے وہ حیران بھی ہو رہی تھی اور عجیب سی الجھن کا بھی شکار تھی

چلیں!..

ج..جی ... کہتے وہ ارشان شاہ کے ہمقدم ہوئی تھی

وہ یقیناً گھبراہٹ کا شکار ہورہی تھی اسے عادت ہی کہاں تھی اس دنیا میں رہنے کی وہ تو بچپن سے اس لال حویلی کے اندر ہی بسی دنیا میں رہی تھی جہاں صرف اسے لفظ محبت سے نفرت کرنا سکھایا گیا تھا اور خاموشی کو پاٹ پڑھایا گیا تھا۔

گھبراؤ نہیں پری۔عشال کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے دلاسہ دیا تھا

بھائی مجھے ڈر لگ رہا ہے میں یہاں کیسے پڑھوں گئ

جیسے سب پڑھتے ہیں چھوٹی پری اور تم تو ارشان شاہ کی بہن ہو ڈرنا نہیں ہے اوکے یہ اپنے پاس رکھو میرا نمبر سیو ہے مجھے...

حسنہ بی اسلام علیکم.....

وعلیکم اسلام بچے .... کچن کاؤنٹر سے ہٹتے ہاتھ صاف کرتے وہ دو قدم آگے آئی تھیں

حسنہ بی کھانے میں کیا بنایا ہے مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے

میں نے اپنے بیٹے کی پسند کی بریانی اور عشال کی پسند کے کوفتے بنائے ہیں

واہ بہت شکریہ .... صوفے پر دھپ سے بیٹھتے وہ آنکھیں موند گیا تھا

گھر میں ملازمہ صرف ایک حسنہ بی ہی تھیں کیونکہ ارشان شاہ کو کسی پر بھروسہ نہیں تھا باقی کے گارڈز کو صرف باہر گیٹ تک رہنے کی ہی اجازت تھی حسنہ بی ارشان شاہ کو بیٹا کہتی ہیں جسکی اجازت ارشان شاہ نے انہیں خود دی تھی

اچھا عشال کہاں ہے نظر نہیں آرہی؟

کھانا ٹیبل پر لگاتے وہ پلٹی تھی

بیٹا وہ تو دوپہر سے کمرے سے ہی نہیں نکلی میں نے کافی بار بات کرنے کی کوشش تھی مگر شاید وہ اداس تھیں

وہ بولتی جا رہی تھی اور ارشان شاہ کے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہاتھ رکے تھے

میں اسے دیکھتا ہوں آپ کھانا لگائیں

ارشان بیٹا...

جی حسنہ بی...؟ سیڑھیوں کی طرف جاتے قدم اسنے واپس لیے تھے

بیٹا سب ٹھیک ہے نا...؟ وہ مدھم سا مسکرایا تھا

جی سب ٹھیک ہے آپ فکر نہیں کریں __ انہیں تسلی دیتے وہ عشال کے کمرے کی طرف گیا تھا ذرا سا ڈور نوک کرتے نوب گھمایا تھا

اندر داخل ہوتے ارشان شاہ نے کمرے کا جائزہ لیا تھا نظر روم کے ایک کونے میں بچھی نماز پر سجدہ ریز ہوئی عشال پر گئی تھی

اسنے وہی بیٹھ کر انتظار کرنے کا فیصلہ کیا تھا دس منٹ گزر گئے تھے ارشان شاہ نے نظر موبائل پر کھلی ویب سائیٹ پر سے ہٹاتے سامنے سجدہ ریز ہوئی عشال پر ڈالی جو ویسے ہی بیٹھنے کی حالت میں لیٹی تھی

اسے کچھ غلط ہونے کا خدشہ ہوا تھا

ایک ہی جست میں اسکے قریب پہنچتے زمین پر گھٹنا ٹیکائے عشال کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔وہ کچھ بولتا عشال نے جھٹ سے نظر اٹھائی اور خود بھی اٹھ کے بیٹھی تھی

بھائی آپ... آپ کب آئے؟

آنسوؤں سے تر چہرے کو دونوں ہاتھوں سے ڈھانپے وہ ہکلاتے بول رہی تھی

کیوں رو رہی ہو پری؟ نرمی سے پوچھا تھا

ارشان شاہ کے پوچھنے کی دیر تھی اور عشال نے پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا تھا ارشان نے سختی سے لب بھینچے تھے وہ تو اپنی پری کو ذرا سا کانٹا چھبنے دینے کا روادار نہیں تھا

بھائی میں .. میں ڈر گئی تھی اگر وہ میرا نق..اب...

شش کچھ نہیں ہوا پری اللہ نے عزت رکھ لی ہماری ایسا کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے .... اسے اپنے بازو کے گھیرے میں لیتے وہ بچوں جیسے پچکار رہا تھا

اگر بھائی ...

ششش کچھ نہیں ہوا یہ اگر تب ہوتا جب ایسا کچھ ہوتا اور اللہ تو اپنے پیارے بندے کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا اور پھر میری پری تو اتنی کیوٹ اور معصوم سی ہے اللہ جی ایسا کیسے ہونے دے سکتے تھے

اب یہ رونا چھوڑو اٹھ کے کھانا کھاؤ اور ٹائم سے سو جاؤ صبح یونی نہیں جانا کیا!...

ارشان شاہ کی بات پر عشال نے سرعت سے گردن اٹھائی تھی

نم آنکھوں میں جھلملاتے آنسو صرف ایک ہی پیام دے رہے تھے

جسے وہ سرے سے اگنور کرتا اٹھا تھا۔

تم بہت کمزور ہو عشال اس دنیا میں اٹھنا بیٹھنا چلنا سیکھو یہ دنیا بہت ظالم ہے یہ تم جیسوں کو روند کر گزر جاتی ہے۔

میں کمزور ہی ٹھیک ہوں بھائی مجھے نہیں نکلنا اس دنیا میں ... میں

میں میں کچھ نہیں عشال ... کیا تم مامی کا خواب پورا نہیں کرنا چاہتی؟

میں کرنا چاہتی ہوں بھائی مگر مجھے ڈر لگتا ہے مجھ جیسی لڑکی اس دنیا کے لیے نہیں بنی!...

جائے نماز طے کرتے آنسوؤں کو روکے وہ اپنے دل میں رکھی باتیں کہہ رہی تھی

تو تمہارے خیال سے تم کیسی دنیا کے لئے بنی ہو؟

بازو سینے پر باندھے آئی برو اچکاتے پوچھا تھا

مجھ جیسی لڑکی حویلی کی چار دیواری میں بند رہنے کے لئے بنی ہے

مجھ جیسی لڑکی صرف دوسروں کے حکم پر کٹ پتلی کی طرح چلنے کے لئے بنی ہے جس کے لئے اسکی اپنی خوشی کیا ہے کسی کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔

یہی سوچ تو میں بدلنا چاہتا ھوں بچے ... تم کیوں ایسا سوچتی ہو تمہارا یہ بھائی تمہیں کبھی کسی قید میں نہیں رہنے دے گا تم کیوں نہیں سمجھتی ... اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے تم کل یونی جاؤ گئی اور روز جاؤ گئی۔

میں باہر ویٹ کر رہا ہوں حسنہ بی نے تمہارے لیے تمہاری فیورٹ ڈش بنائی ہے اور اگر تم نے اب کوئی اوبجیکشن کیا تو میں بہت برا والا ناراض ہو جاؤں گا۔اپنی بات ختم کرتے ارشان شاہ نے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے جس پر عشال مفلوج ہوتے ذہن کے ساتھ وہی کی وہی کھڑی رہ گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » »

اسکا کچھ پتہ چلا...؟

نہیں.. یک لفظی جواب پر جہاں انکی امید ٹوٹی وہی آنسو آنکھ سے بہتا گال پر پھسلا تھا

ناجانے آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی ہے دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں جہاں انہیں ڈھونڈا نا ہو مگر بے سود اسکا کوئی پتہ نہیں۔

غصے سے کہتے دا جی کا لہجہ آخر میں وحشت زدہ ہوا تھا

سفیان سے پوچھیں شاید اسے کچھ پتہ ہو؟

بی جان نے پھر سے آس لگائی تھی

اسی نے بتایا دو دن پہلے خبر ملی وہ وہاں بھی نہیں ہے۔

پتہ نہیں کس حال میں ہو گئی میری بچی کلیجہ منہ کو آتا ہے جب سوچتی ہوں تو __ یا اللہ رحم کر میری بچی پر وہ جہاں بھی ہو اسے اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا اس حویلی میں اس کمبخت کا ذکر اب کوئی نہیں کرے گا۔اچانک اس بھاری غصیلی آواز پر داجی سمیت بی جان بھی اپنی جگہ سے اٹھی تھی اپنے پیچھے ولید شاہ کو سر تا پیر غصے اور نفرت میں ڈوبے دیکھ انہیں افسوس ہوا تھا

پتھر دل پر تم نے رکھا ہے ولید شاہ ہم نے نہیں تم اسے بھلا سکتے ہو مگر میں نہیں بھلا سکتی اپنی جان سے عزیز بچی کو ..., آنسو زاروقطار بہہ رہے تھے

آج وہ پھر کئی عرصے بعد اپنے بیٹے کے سامنے کھڑی ہوئی تھیں

وہ مر چکی ہے اس حویلی کے لئے اس میں بسنے والے ایک ایک فرد کے لیے..,اسکا کوئی وجود نہیں رہا اب اسلئے آج کے بعد اسکا نام اپنی زبان پر لانے سے پہلے سو بار سوچیئے گا اگر اب حویلی میں اس لڑکی کا ذکر ہوا تو میں بھول جاؤں گا سامنے موجود شخص سے میرا کیا تعلق ہے۔ولید شاہ کا پتھر کی مانند اٹل لہجہ ان بوڑھے ماں باپ کو اپنی جگہ ششدر کر گیا تھا

سائیں سائیں جلدی آئیں۔

چھوٹے سائیں کا جھگڑا ہو گیا انہیں کافی چوٹ آئی ہے۔

ولید شاہ سمیت دا جی اور بی جان بھی سکتے سے باہر آئے تھے

یا اللہ خیر !...

ولید شاہ اور دا جی کے باہر کو بھاگے تھے جبکہ بی جان پاس رکھے صوفے پر ڈھے گئی تھیں

بی جان ...بی جان آنکھیں کھولیں!...

عینا جو کب سے دیوار کی اوٹ میں کھڑی انکی باتیں سن رہے تھی

قدم باہر کی طرف جاتے جب سفیان شاہ کے آخری الفاظ اسکے کانوں میں پڑے تھے "اگر آج کے بعد تم نے میری اجازت کے بغیر حویلی سے باہر قدم بھی رکھا تو دوبارہ ان پیروں پر چلنے لائق نہیں رہو گئی "

دھپ کی آواز آئی تھی سفیان شاہ کے خیالوں سے باہر آتی وہ بی جان کی طرف بھاگی تھی جو بے ہوش ہو چکی تھیں

»»»»»»»›»»»»»»

مجھے سمجھ نہیں آتا ایسی کون سی جاب ہے یہ تمہاری جو رات کے بارہ بجے ختم ہوتی ہے صبح چھ کے نکلے تم رات گئے واپس آتے ہو گھر میں ماں بہن اکیلی ہے کوئی فکر ہی نہیں ہے۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی گھر آیا تھا اور پچھلے دو ہفتوں کی طرح آج بھی کھانا پوچھنے سے پہلے اسکی اچھی خاصی کلاس لگی تھی

افففف مجھے تو آپ کی سمجھ نہیں آتی مما۔

ہاتھوں میں پکڑتے بیگز انکی طرف بڑھاتے آج بھی مسکراتے ایک ہی سوال کیا تھا

مجھے مت سمجھو بس اتنی مہربانی کرو کہ ٹائم پر گھر آجایا کرو میں جوان بچی کی رکھوالی نہیں کر سکتی۔

یہ شریفوں کا محلّہ ہے مما اور رہی بات رکھوالی کی تو اس محلے کے بچے کی بھی جرات نہیں ہے کہ وہ ابتسام کے گھر کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھے بھی سہی .... میں وہاں ہوتا ہوں مگر میرا سارا دھیان یہی ہوتا ہے۔انہیں تسلی دلاتے وہ کچن میں رکھے موڑے پر ہی بیٹھ گیا تھا جبکہ اسکی والدہ نگہت بیگم کاموں میں مصروف سی سن رہی تھیں

میں کھانا بنا رہی ہوں آ کے کھا لو...

روز کی طرح آدھے گھنٹے بعد کھانا پوچھا گیا تھا

میں نے کتنی بار کہا ہے میرے لیے کھانا بنا کے رکھ دیا کریں میں گرم کر لیا کروں گا مگر آپ...

ابتسام...

جی مما!..

جی میں جا رہا ہوں۔انکا اشارہ سمجھتے وہ کچن سے باہر نکلا تھا گزرے کل کے بعد سے وہ چڑچڑی سی ہو گئی تھیں بات بات پر بحث کرنا چیزوں میں سے نقص نکالنا جیسے عادت بن گئی ہو یہ صرف ابتسام اور زری کی محبت اور توجہ ہی تھی جو انہیں صبر دیتی تھی مگر جیسے حالات انہوں نے دیکھے تھے شاید اب تک وہ پاگل ہو چکی ہوتیں۔خالی نظروں سے اپنے کمرے کے راستے میں کھڑے زری کی طرف دیکھا تھا اور پھر حال سے ماضی میں واپس آتے وہ کمرے میں چلا گیا تھا جیسے اسکے سوالوں سے بچنا چاہتا ہو

آپ غلط کر رہے ہیں بھائی..." اسکے کمرے میں آتے ہی وہ بے بسی سے بول پڑی تھی۔

کیا غلط کر رہا ہوں زری؟ المیرا سے کپڑے نکالتے وہ اطمینان سے پوچھ رہا تھا۔

کیوں ان لوگوں سے الجھ رہے ہیں؟ وہ سیدھی بات کر کے اپنے بھائی کو اداس نہیں کرنا چاہتی تھی اسلئے ہر بار گھما پھیرا کے ہی سوال کر رہی تھی۔

میں ایسا کچھ نہیں کر رہا زری اور بار بار انکا ذکر مت کیا کرو میرے سامنے۔سپاٹ چہرے کے ساتھ بامشکل نرم لہجے میں کہتے وہ کمرے سے ملحقہ واشروم کی طرف گیا تھا

ہم ان کو کھو چکے ہیں اب آپکو نہیں کھو سکتے بھائی پلیز اس سب کو یہی پر روک دیں..." ہچکیوں میں ابھرتے اس جملے نے ابتسام کو جہاں کا تہاں کیا تھا۔

قدم رکے تھے مگر رخ نہیں موڑا تھا

اور پھر کوئی بھی جواب دیئے بغیر وہ واشروم میں بند ہوا تھا

اور پیچھے زری اپنے بھائی کی خاموشی میں چھپے طوفان کو پہچانتے روتے دعائیں کرنے میں مشغول ہوئی تھی۔

« « « « « « « « «

ایک بار اس سے مل لیں وہ ارشان سے بھی زیادہ اچھا ہے میں اسکے بغیر نہیں رہ پاؤں گئی ابو صرف ایک بار اپنی بیٹی کی خاطر کر لیں میں زندگی میں آپ سے کبھی کچھ نہیں مانگوں گئی آپ جو کہیں گئیں اسکے آگے سر جھکاؤں گئی اف تک نہیں کروں گئی مگر یہ ظلم نا کریں میرا وجود یہ سب برداشت نہیں کر پائے گا

میں مر جاؤں گئی ابو!..

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی

تو مر جاؤ ... اپنے پاؤں ذرا سے پیچھے لیتے غیر مرئی نقطے کو تکتے کہا تھا

ٹپ ٹپ گرتے آنسو جو انکے پیروں کو بھیگونے کا باعث بن رہے تھے آنکھوں میں ہی رہ گئے تھے اسنے نظر اور ہاتھ دونوں اپنے ابو کے پاؤں سے ہٹائے انکی طرف حیرت سے دیکھا تھا

سامنے چیئر پر بیٹھا شخص وہی تھا جو اسکی ذرا سی تکلیف پر تڑپ جاتا تھا جو اسکے لئے دنیا سے لڑنے کو تیار رہتا تھا اور آج وہی اسے مرنے کا کہہ رہا تھا۔

مر جاؤ مگر میرا فیصلہ نہیں بدلے گا تمہاری نسبت ہم نے بچپن میں طے کی تھی اس حویلی میں جو فیصلہ ایک بار ہو جاتا وہ پتھر پر لکیر جیسا ہوتا پھر اسے کوئی نہیں بدل سکتا کیونکہ یہ اس حویلی والوں کے لیے توہین جیسا ھے ہماری عزت مٹی میں ملانے جیسا!...

کونسی عزت ابو کیسی عزت جب بیٹی ہی نہیں رہے گئ جب وہ ہی خوش نہیں رہے گئ تو کہاں کی عزت ابو؟

اپنے حق میں بولنا وہ باخوبی جانتی تھی۔

تم زبان درازی کر رہی عشاء... وہ دھاڑے تھے

میں زبان درازی کر رہی ہوں یہ آپ کو نظر آرہا ہے ابو آپ کو اپنا ظلم کیوں نظر نہیں آرہا ؟ آخری جملہ آہستگی سے کہتے وہ پھر سے انکے پیروں کو تھام گئ تھی۔

یہ ظلم نہیں ہے عشاء یہ اس حویلی کی ریت ہے جو کبھی نہیں بدلی نا بدلے گئ اور جس محبت کی تم بات کر رہی ہو بیٹا وہ سب صرف وقتی جذبے کے سوا کچھ نہیں ہوتے تم دیکھنا تم ارشان کے ساتھ بہت خوش...

بس بہت ہوا ابو..., وہ یکدم انکے پیروں میں سے اٹھی تھی

آپ کو نہیں کرنی میری شادی اس کے ساتھ تو نا کریں مگر میرا نام کسی اور کے ساتھ جوڑنے کی کوشش بھی مت کریئے گا اگر آپ کو اس حویلی کے اصول پیارے ہیں تو عشاء شاہ کو بھی اپنی انا بہت پیاری ہے شادی تو میں ارشان سے بھی کبھی نہیں کروں گئ میری بات سن لیں آپ اور اگر مجھے میری بات کا بھرم رکھنے کے لیے مرنا بھی پڑا تو وہ بھی کر گزرو گی مگر شادی نہیں کروں گی۔

انکے لئے وہ سب نیا نہیں تھا وہ ایسی ہی تھی غصے میں اپنے ابو کی کاپی _ ضد میں آ کر وہ کتنی بار خود کو ختم کرنے کی باتیں کر چکی تھی مگر ولید شاہ کو کیا معلوم تھا اس بار انکی بیٹی صرف بات کر کے نہیں گئ تھی۔انکی نظر اپنے پیروں سے ہوتی اس راہ پر گئ تھی جہاں سے انکی بیٹی لڑ جھگڑ کر گئ تھی اور پھر کبھی واپس نہیں آئی تھی۔

ناجانے کتنے ہی آنسو ٹوٹ کر گالوں پر آن پھسلے تھے انکو پتھر دل کہنے والے اگر وہ منظر دیکھتے وہ سمجھتے باپ غصے اور نفرت کا جتنا بھی اظہار کر لے وہ اپنی اولاد سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتا مگر وہ تو روتے بھی اکیلے میں تھے اس بند کمرے میں جانیں کتنے آنسو تھے جو اس تکیے پر ہی جذب ہو جاتے تھے اور ناجانے کتنے آہیں پکاریں تھیں جو اس کمرے کی درودیوار میں رہ جایا کرتی تھیں

» » » » » » » » » » » »

وہ کچھ دیر پہلے ہی کھانا کھا کے واپس کمرے میں آئی تھی کمرے سے ملحقہ بالکنی میں جاتے ہاتھ ریلنگ پر ٹکائے سوچوں کا جیسے پٹارا کھلا تھا نظر لان میں ترتیب سے رکھے گملوں پر گئی تھی بھائی بہت نفاست پسند ہیں سوچتے وہ مسکرائی"..

آج کا دن ایک بھیانک خواب کی طرح تھا اگر وہ صحیح وقت پر نا آتا تو .... اسنے خود کلامی کرتے آسمان کی طرف منہ کیا تھا

گھر میں بہن نہیں ہے تو کیا دوسروں کی بہنوں کی ہی عزت کر لو..

اس ایک جملے کے دماغ میں آتے ساتھ ابتسام کا عکس بھی نظروں میں آیا تھا وہ جو کوئی بھی تھا اسکو ہمیشہ خوش رکھیئے گا اللہ جی مجھے معلوم ہے آپ اپنے بندوں کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتے انکی مدد کے لیے کسی نا کسی کو وسیلہ بنا کر بھیجتے ہیں مگر ہر بار ایسا نہیں ہوتا لڑکیوں کو اپنی جنگیں خود ہی لڑنی پڑتی ہیں ہر بار کوئی اس جیسا شخص نہیں آتا۔اس خاموش رات میں اپنے اللہ سے مدھم لہجے میں ہمکلام ہوتے عشال کو سکون دے رہا تھا

کل وہاں پھر جانا پڑے گا مگر میں نہیں جانا چاہتی اللہ جی پلیز کچھ کریں۔اسکے لہجے میں ایک یقین بول رہا تھا جیسے وہ ذات اسکا ہر لفظ باغور سن رہے ہوں۔

ساری زندگی اس حویلی کی قید میں رکھا اور اب یوں اچانک اس دنیا کے انسانی روپ میں رہنے والے درندوں کے روبرو کر کے کہتے ہیں ہمت کرو اور بہادر بنو .... نم آنکھیں چھلکی تھیں زبان سے شکوہ پھسلا تھا بھائی کو سمجھ کیوں نہیں آتا میں بہادر نہیں ہوں عشال شاہ بہادر نہیں ہے وہ اس دنیا کے سازشی اور ظالم لوگوں سے نہیں لڑ سکتی۔عشال شاہ تو اتنی ڈرپوک ہے کہ وہ اپنے سائے سے بھی ڈر جائے یہ تو پھر دنیا ہے میرا ان جیسوں میں گزارا نہیں ہے میں اس حویلی کی چار دیواری میں قید رہنے کے لئے ہی بنی ہوں ..... کاش بھائی کو یہ بات سمجھ میں آتی۔

سرد آہ بھرتے سرد سا جملہ اسنے ہوا میں تحلیل کیا تھا نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی عشال نے بالکنی بند کرے قدم کمرے میں رکھے تھے اپنا بڑا سا زمین پر رکھا بیگ بیڈ پر رکھے اس میں سے ناولز نکالے تھے

آج کونسا پڑھوں؟

پانچ ناولز سامنے رکھے وہ سوچ میں پڑی تھی

یہ والا ٹھیک ہے .... بند آنکھیں کھولے ایک ناول اٹھایا تھا باقی کے واپس سے بیگ میں رکھے خود پر کمفرٹر اوڑھے وہ بیڈ پر دراز ہوئی تھی اور ناول پڑھنا شروع کیا تھا

« « « « « « « « « « « «

وہ جگہ تو ویسے خاموش سی سنسان پڑی رہتی تھی رات ہوئی سفیان شاہ کی حالت نے مزید اس حویلی اور حویلی والوں کو خاموش بنا دیا تھا صبح کے پانچ بج رہے تھے دور سے نکلتا سورج اپنی ہلکی ہلکی شعائیں بکھیر رہا تھا وہ ساری رات نہیں سو سکا تھا پہلے صرف باپ نے طعنہ دیا تھا اب تو باہر کے لوگ بھی اس پر طعنے کسنے لگے تھے سلام پھیرتے سفیان شاہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے بازو میں درد کی ٹیسے اٹھی تھی جنہیں اگنور کرتے وہ دعا مانگنے میں مشغول ہوا تھا

اور کتنی آزمائش باقی ہے میرے مالک؟ کافی دیر خالی ہاتھوں کو دیکھنے کے بعد اسکے منہ سے جملہ ادا ہوا تھا

کیا چوبیس سال کا عرصہ زیادہ نہیں ہے اس آزمائش کو ... مجھ میں اور ہمت نہیں رہی میرے مالک مجھے تیرے فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر میں اب تھک چکا ہوں اس اتنی لمبی زندگی کی

مسافت میں اب مزید اکیلے نہیں طے کر سکتا مجھے اُسکی ضرورت ہے میرے مالک تو رحم کر بے شک تو رحم کرنے والا ھے۔

میں تب سے صبر کر رہا ہوں جب مجھے اسکے صحیح معنی بھی معلوم نہیں تھے مگر اب یہ صبر میری جان کا روگ بنتا جا رہا ھے مجھے لگتا اگر مزید میں نے صبر کیا تو میرا دل کام کرنا بند کر جائے گا میں ... میں .. آنسو بہہ نکلا تھا جس پر سفیان شاہ سجدے میں گرتا چلا گیا تھا.

مجھے کچھ نہیں پتہ اُسے اب واپس کر دیں میں بھیک مانگتا ہوں آپ سے مجھے اِس ان دیکھے مبتلا عذاب سے باہر نکال دیں

سر سجدے میں رکھے وہ گڑگڑاتا اپنی محبت واپس مانگ رہا تھا دنیا کے لئے وہ ظالم حاکم اس چند ماہ کی لڑکی کے لئے سجدے میں ریز اپنے اللہ سے بھیک مانگ رہا تھا

مجھے واپس کر دے اُسے میرے مالک ورنہ میں ساری زندگی یونہی اسکے لیے روتا رہوں گا مگر کسی اور کو اسکا حق نہیں دے پاؤں گا

سفیان شاہ نے سر سجدے میں رکھے آنسوؤں کو بہنے دیا تھا

یہاں بیٹھو انوشے اور اسے اب پورا ختم کرنے سے پہلے یہاں سے اٹھنا نہیں ہے

ساہ دندہ (شاہ گندہ(

کیا کہا؟

آئی برو اچکاتے پوچھا تھا

ساہ دندہ ی بی دندہ (شاہ گندہ یہ بھی گندہ(

سفیان شاہ نے مسکراتے اس چھوٹی سی پری کو دیکھا تھا جو زبردستی کھانا کھلانے پر غصے سے اسے گھور رہی تھی

یہ گندہ نہیں اچھا ہے انوشے اگر کھاؤ گئی نہیں تو اپنے شاہ کی طرح بریو کیسے بنو گئی __ چلو منہ کھولو۔

مڈے نی تھانا (مجھے نہیں کھانا) نروٹھے پن سے کہتے منہ پھیرا تھا

جس پر شاہ نے زبردستی نوالہ اسکے منہ میں دیا تھا۔

منہ کے ان گنت ڈیزائین بناتی وہ سامنے بیٹھے سفیان کو دیکھ رہی تھی جو مصروف سا دوسرا نوالہ بنانے میں لگا تھا

ایک نوالہ اور اسکے منہ میں رکھا تھا مگر انگلی انوشے کے چھوٹے چھوٹے دانتوں میں ہی پھنس گئی تھی۔

دلخراش سی چیخ مارتے سالن سے بھری پلیٹ کو دور پٹخ اپنی انگلی انوشے کے منہ سے باہر نکالی تھی

جس پر اب چھوٹے چھوٹے سے دانتوں کے نشان واضح ہو رہے تھے

چہرے پر افسردگی پھیلی تھی۔

واپس آجاو انوشے تمہارا شاہ بہت اکیلا ہو گیا ہے .... شدتِ ضبط سے کہتے اسنے زور سے آنکھیں میچی تھی اور پھر کئی آنسو راستہ ڈھونڈتے آنکھوں سے باہر بہتے چلے گئے تھے

» » » » » » » » » » » »

زیان آگیا ہے بیٹا اور کتنی دیر ہے؟

ٹو منٹس ڈیڈ!..

اوکے باہر آجائیں ہم ویٹ کر رہے ہیں بولتے وہ زینے اترتے نیچے آئے تھے جہاں زیان حیدر نک سک سا تیار ہوا موبائل پر کسی کے ساتھ محو گفتگو تھا

تمہارے لیے ناشتہ لگواں ؟

اوکے باقی کی ڈیٹیلز میں وہی آکر دیتا ہوں

نہیں میں کر کے آیا ہوں چاچو...، موبائل رکھتے وہ انکی جانب پلٹا تھا

جاب کیسی چل رہی ہے تمہاری؟

بس چل رہی ہے __ اسنے لمبا سانس لیا۔

کیوں کیا ہوا اتنے ڈل کیوں لگ رہے ہو .... لیپ ٹاپ پر رینگتی انگلیاں رکی تھیں۔

بس پریشانیاں بڑھ گئی ہیں کچھ سمجھ نہیں آرہا کہاں جاؤں کہاں نا جاؤں ..؟ بالوں کو ہاتھوں کی مٹھی میں لیتے وہ صوفے پر بیٹھا تھا

وہاں سب خیریت ہے نا زیان؟ انہیں تشویش ہوئی تھی

جی ابھی تو سب خیریت ہی ہے مگر یہ خیریت اور کتنی دیر رہے گئ مجھے معلوم نہیں"...

وہ مجھ پر بھروسہ کرتی ہے جب اسے سچ پتہ لگے گا تو وہ مجھ پر بھروسہ نہیں کرے گئ چاچو...,
بےبسی سے کہتے وہ مڑا تھا

سامنے وریشہ کو جز بز سا کھڑا دیکھ اسے چپ لگی تھی

تم .. تم کب آئی؟

زیان کے ساتھ احمد سلطان بھی اٹھے تھے نظر زیان کی طرف گئی تھی زیان نے ہچکچاتے ان پر سے نظر ہٹاتے وریشہ کو دیکھا تھا

اسے ڈر تھا اگر وریشہ نے سب سن لیا ہوا تو ... سوچ کو جھٹلاتے وہ اسکی طرف بڑھا تھا۔جس کے چہرے پر صاف لاتعلقی رقم تھی

یونی نہیں جانا کیا یا سارا دن یہی سٹیچو بنے کھڑے رہو گئے۔

او ہاں ہاں چلو ...

وریشہ کی غصے بھری آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں آتا باہر نکل گیا تھا

اسنے کچھ نہیں سنا تھا احمد سلطان بھی سکھ کا سانس لیتے پھر سے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئے تھے

تم کسی سے محبت کرتے ہو؟ آدھے راستے خاموش بیٹھنے کے بعد جب مزید خاموش نہیں رہا گیا تو وہ بول پڑی تھی

زیان نے بنا کوئی تاثر دیئے گاڑی چلانے پر ہی دھیان رکھا تھا جبکہ وریشہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی

میں تم سے بات کر رہے ہوں زیان؟

اسے بات دوہرانے کے عادت نہیں تھی اور زیان حیدر کبھی اسے پہلی بار میں جواب نہیں دیا کرتا تھا

نہیں .." یک لفظی جواب پر وریشہ نے اسے گھورا تھا

تو پھر صبح تم کس کی بات کر رہے تھے کہ وہ تم پر بھروسہ نہیں کرے گئ۔

جس کی بھی کر رہا ہوں تم سے مطلب... تم مجھے بتاتی ہو کچھ جو مجھ سے پوچھ رہی ہو

وریشہ کا سوال اس پر ہی الٹتے زیان نے خونخوار نظروں سے اسکو دیکھا تھا جو پہلے کی بانسبت آج کچھ الگ لگ رہی تھی جو شاید وہ مفلر ٹائپ ڈوپٹہ تھا جو اسنے گلے میں لٹکایا ہوا تھا جو آج سے پہلے کبھی زیان حیدر نے اسکے ارگرد نہیں دیکھا تھا۔

بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا میری طرف سے بھاڑ میں جاؤ تم بدتمیز انسان ... بیگ ڈیش بورڈ پر مارتے وہ رخ موڑ گئی تھی

مہربانی تمہاری اپنی یہ بھلائی خود تک ہی رکھو اپنے مسئلے سلجھائے نہیں جاتے اور میری ہیلپ کرنے نکلی ہے۔

اسکے لہجے میں جھلکتے طنز نے وریشہ کو سلگا کے رکھ دیا تھا

کلس کے ڈھیروں غصہ اندر اتارتے وریشہ نے ٹھاہ کی آواز سے گاڑی کا دروازہ بند کیا تھا اور یونی کی طرف واک آوٹ کر گئی تھی۔

بد دماغ عورت .... زیان نے بڑبڑاتے گاڑی کا رخ تھانے کے طرف موڑا تھا

» » » » » » » » » » » »

وعلیکم السلام ... ہاں میں ٹھیک ہوں تم سناؤ ماموں کو کال کی تھی رات کو بتا رہے تھے تمہاری کوئی لڑائی ہوئی تھی مخالف گاؤں والوں سے اور چوٹ بھی لگی اب کیسے ہو زیادہ تو نہیں لگی اور ڈاکٹر کو دیکھایا تھا۔

ہیلو تم کچھ بول کیوں نہیں رہے سفیان!...

ارشان شاہ نے موبائل کان سے ہٹاتے دیکھا تھا جہاں کال چل رہی تھی

میں آپ کے چپ ہونے کا انتظار کر رہا ہوں بھائی کہ آپ خاموش ہوں پھر میں کچھ بولوں .... وہ مسکرایا تھا

میں بلکل ٹھیک ہوں بھائی چوٹ نہیں لگی زیادہ زخم بھی گہرے نہیں ہیں جلد بھر جائیں گئیں۔

ماشاءاللہ اچھی بات ہے

لڑائی ہوئی کیوں تھی؟ کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا تھا

جی ... بھائی آپ کی آواز کٹ رہی ہے میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔اور سفیان شاہ نے کھٹ سے کال کٹ کر دی تھی

مجھ سے سیکھی اداکاریاں مجھ پر ہی آزما رہا ہے۔زیان ہنسا تھا

آپ یہاں اکیلے کھڑے کیوں مسکرا رہے ہیں بھائی۔

کچھ نہیں پری سفیان سے بات کر رہا تھا تمہارا پوچھ بھی رہا تھا

میرا پوچھ رہے تھے؟ اسے جیسے صدمہ ہوا تھا

ہاں اپنی پری کا پوچھ رہا تھا۔اسکے ایکسپریشن دیکھتے ارشان شاہ مسکرایا تھا

اچھا تم ریڈی ہو تو چلیں مجھے بھی پھر کہیں جانا ہے

جی بھائی میں ریڈی ہوں.. سکتے سے باہر آتی وہ ارشان شاہ کے ہمراہ پورچ کی جانب گئی تھے

» » » » » » » » » » » » »

مصروف تو نہیں ہوں ... وہ کمرے کی دہلیز پر رکے تھے

دا جی آپ آیئے آیئے بلکل بھی مصروف نہیں ہوں۔ مسکرانے کی کوشش کرتا وہ ذرا سا اٹھ کے بیٹھا تھا

کس سے بات کر رہے تھے؟ دا جی ارشان بھائی کی کال تھی طبیعت جا پوچھ رہے تھے

اب کیسی ہے طبیعت؟

سفیان شاہ نے انکی طرف دیکھا تھا جو بہت تھکے تھکے سے لگ رہے تھے

میں تو ٹھیک ہوں دا جی آپ کو کیا ہوا رنگ پیلا زرد پڑ گیا اور دیکھیں کتنے کمزور لگ رہے ہیں آپ ... سفیان شاہ کو باریکی سے اپنا جائزہ لیتے دیکھ دا جی صدقے واری ہوئے تھے

کچھ عمر کا تقاضا ہے بیٹا اور کچھ یہ کبھی نا ختم ہونے والی پریشانیاں ہیں .... انہیں اپنے دل پر بوجھ پڑتا محسوس ہو رہا تھا

ایسی کیا پریشانیاں ہیں دا جی سب کچھ تو ٹھیک ہے؟

یہ سب دکھاوا ہے سفیان کچھ ٹھیک نہیں ہے نا تیری بی جان نا میں ولید شاہ تو ویسے اپنے کمرے تک کا ہو کے رہ گیا ہے اور تم ہو جو ایک آس لیے زندگی گزار رہے ہو۔

سفیان شاہ نے انکی طرف دیکھا تھا جو نظر کارپٹ پر گاڑھے بول رہے تھے اتنے عرصے میں آج پہلی بار وہ سفیان شاہ کو بوڑھے لگے تھے

مجھے کبھی کبھی بہت ڈر لگتا ہے سفیان مجھے ڈر لگتا ہے تمہاری یہ آس اگر ٹوٹ گئ تو...

آگے کچھ مت بولیے گا دا جی ... ضبط سے کہتے اسنے سر جھکایا تھا

میں تو چپ ہو جاؤں گا سفیان مگر حقیقت خاموشی اختیار کر لینے سے بدل نہیں جاتی۔

تو آپ لوگ کیا چاہتے ہیں ایسا کیا کروں میں __ میں تو خود بےبس ہوں دا جی مجھ سے وہ نہیں بھلائی جاتی میں رو رو تھک گیا ہوں نا وہ ملتی نہیں ہے اور نا بھلائی جاتی ہے سفیان شاہ کے لیے وہ لڑکی محض لڑکی نہیں ہے آپ بتائیں میں کیا کروں؟

شادی کر لو سفیان؟ اچانک اس جملے نے جیسے سفیان شاہ پر سکتہ طاری کیا تھا

کس سے؟ سوچوں کی نفی کرنے کے باوجود بھی زبان نے سوال کر ڈالا تھا

ع..عینا سے""..

دماغ بھک سے اڑا تھا آنکھوں میں سرخی اڈنے لگی تھی

یہ نا ممکن ہے دا جی اس جنم میں تو ہر گز ایسا نہیں ہو گا سفیان شاہ صرف انوشے شاہ کا ہے۔

آپ بس دعا کریں اللہ نے ساتھ دیا تو میں بہت جلد اسے ڈھونڈ کے واپس لے آوٗں گا۔

اب کی بار لہجے میں جنونیت کے بجائے نرمی تھی دا جی نے تاسف سے اپنے پوتے کو ایک ان دیکھے سیراب کے پیچھے بھاگتا دیکھا تھا

سونا نہیں تمہاری بی جان سوپ بنا رہی ہیں تمہارے لیے کل رات سے بہت پریشان ہیں۔

اسے آنکھیں بند کرتے فوراً سے کہا تھا۔

میری صبح فجر کے وقت ملاقات ہوئی تھی میں نے مطمئن کر دیا تھا انہیں"..

اچھی بات ہے میں ذرا ڈیرے کا چکر لگا آؤں پھر ملاقات ہوتی ہے تم آرام کرو۔

جی ٹھیک ہے خیال رکھیئے گا اپنا!...

تھوڑی دیر گزری تھی خیالوں میں گم کب اسکی آنکھ لگی پتہ ہی نہیں چلا دروازے کھلنے کے آواز پر سفیان شاہ نے نظر اٹھائی جسے فوراً سے گرا بھی دی تھی۔

گاؤں کی کچھ عورتیں آپ کی عیادت کو آئیں ہیں تو بی جان نے کہا یہ سوپ آپ کو دے آؤں۔

وہ کوئی سوال کرتا عینا نے ہاتھ میں پکڑا باؤل اور دستر خوان نفاست سے بیڈ پر سیٹ کرتے ساتھ اپنی پانچ بار دوہرائی لائن بولی تھی

وہ ہنوز خاموش رہا تھا اٹھنے کی کوشش میں بازو میں درد اٹھا تھا جسے نظر انداز کرتے سفیان شاہ نے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی تھی

ہو گیا تمہارا کام اب جا سکتی ہو تم..."" کافی دیر اسے وہی کھڑے دیکھ سفیان شاہ نے کرخت لہجے میں کہا تھا

جی .. جی وہ مجھے آپ سے اجازت لینی تھی۔

کیسی اجازت؟

وہ شکور چاچا کی طرف جانا ہے..! انگلیاں چٹخاتے وہ انتہا کی نروس لگ رہی تھی

وجہ....؟ لہجہ سخت ہوا تھا۔

جی وہ اقرا آپی کے ہاں جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی ہے

تو تم نے انہیں گٹھی دینے جانا ہے؟ عینا نے سامنے بیٹھے شخص کو پہلی بار غصے سے دیکھا تھا۔

وہ بہت پیارے ہیں سب جا رہے ہیں تو میں بھی...

حویلی میں رہو کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں بھی جانے کی!...

اور آج پہلی بار عینا شاہ نے سفیان شاہ کو ناپسندیدگی سے بھی دیکھ لیا تھا.

جاؤ کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو اب.. یکدم تیز آواز پر عینا کو اپنی آنکھیں بھیگتی محسوس ہوئی تھیں

مزید کچھ بھی کہے بغیر اسنے باہر کو قدم لیے تھے

"وہ اس سے محبت نہیں کرتا تھا مگر اسکی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا "

بندہ پوچھے کوئی مجھے اٹھا کے لے جا رہا ہے جو میں کہیں نہیں جا سکتی حکم چلانے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے بڑبڑاتے وہ کچن تک آئی تھی.

چلو عینا ہم سب جا رہے ہیں تم نہیں آؤ گئی۔اسے یونہی کھڑے دیکھ ان میں سے ایک ملازمہ نے سوال کیا تھا

نہیں میرا دل نہیں چاہ رہا تم لوگ جاؤ۔

کاؤنٹر پر رکھا ٹی سیٹ اٹھائے وہ شوکیس کی طرف بڑھ گئی تھی

دل نہیں چاہ رہا یا اجازت نہیں ملی؟ ان میں سے ایک شیر لہجے میں بولی تھی

عینا کے لیے سفیان شاہ کی فکر کسی کی بھی نظروں سے اوجھل نہیں تھی وہ الگ بات تھی یہ ڈر تھا سفیان شاہ کا جو کوئی ایک لفظ نہیں کہتا تھا۔

انکی کھکھلاہٹیں اور چہ مگوئیاں عینا کو ناقابل برداشت لگ رہی تھی مگر پھر بھی لاتعلق بنی تب تک اپنا کام کرتی رہی جب تک وہ سب وہاں سے چلی نہیں گئی تھیں

»»»»»»»»»»»»»»»»»»»

بلکل سائیڈ پر وہ تقریباً دیوار سے چپک چپک کر چل رہی تھی پوری کی پوری آنکھیں کھولے وہ قدرے سنبھل کر چل رہی تھی کل کی بانسبت آج کا ماحول بہتر تھا سٹوڈنٹس تو دور کی بات کسی ٹیچر نے بھی اسکی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی جس بات کی عشال کو بے حد خوشی تھی کلاس میں پہنچتے سب سے اینڈ والی رو میں جگہ ڈھونڈتے بیگ رکھا تھا پھر ایک گہرا سانس بھرتے سرسری سی نظر اس پورے کلا روم پر ڈالی تھی۔

کچھ ہی دیر میں کلاس کا ٹائم شروع ہوا تھا اکا دکا سٹوڈنٹس کی وہ کلاس اب بھر چکی تھی

اسلام علیکم کیسی ہیں؟کلاس کو شروع ہوئے پانچ منٹ گزرے تھے جب عشال کو اپنے عقب سے آوزار سنائی دی تھی

ہلکا سا گردن کو موڑے پھر سے رخ سامنے کھڑے ٹیچر کی جانب پھیرا تھا۔

سلام کا جواب تو دشمن بھی دے دیتے ہیں میں تو پھر آپ کا کلاس فیلو ہوں محترمہ۔ہاتھ بالوں میں پھیرے اسکے علم میں اضافہ کرنا چاہا تھا

عشال ہنوز رخ موڑے بیٹھی رہی جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔

ہیلو میں آپ سے بات کر رہا ہوں؟

پین کی کیپ اسکے سر میں مارتے پھر سے پکارا گیا۔

عشال اسکی حرکت پر صبر کے کڑوے گھونٹ بھر کے رہ گئی تھی بلکل لاسٹ مین بیٹھنے کی وجہ سے کوئی بھی سٹوڈنٹ انکی طرف متوجہ نہیں تھا مگر سر کی نظر بار بار خود اور اپنے پیچھے بیٹھی آفت پر دیکھ اسے چپ رہنا پڑ رہا تھا

او لڑکی کہیں سو تو نہیں گئی __ اسکی چیئر کو زور زور سے ہلاتے

ابتسام نے قدرے حیرانی سے استفار کیا تھا

عشال جو سر کو دیکھ رہی تھی اچانک اپنی چیئر اتنی زور سے ہلنے پر ڈر کے مارے اٹھ کھڑی ہوئی پھر پیچھے بیٹھے نمونے کو دانت نکالتے دیکھ عشال کا دل چاہا تھا اسکے سلام کے جواب کے ساتھ وہ چیئر بھی اسکے سر میں مار دے۔

خود کو گھورتے دیکھ ابتسام کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی

کیا ہو رہا ہے وہاں..؟

سر بلال کی آواز پر جہاں ابتسام کی بتیسی بند ہوئی وہی عشال نے بھی جھٹکے سے مڑتے انکی طرف دیکھا تھا جو ساری کلاس سمیت غضب ناک تیور لیے انہیں ہی گھور رہے تھے

سر وہ میں یہاں بیٹھی...

ایکچولی سر انکی چیئر بہت شور کر رہی ہے تو یہ محترمہ اپنی سیٹ چینج کرنا چاہ رہی تھی اور تو کوئی مسئلہ نہیں ہے

ابتسام کے اتنی معصومیت سے جھوٹ بولنے پر پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہونکوں جیسے منہ کھولے وہ اسے دیکھتی رہ گئی تھی

اوکے بیٹھ جائیں وہاں مگر اب کوئی بولے نہیں کیونکہ مجھے میری کلاس میں ڈسٹربنس نہیں پسند ....

مگر سر ...

محترمہ بیٹھ جائیں یہاں ابھی سر سر کا گردان کرنے کے لیے بہت سال پڑے ہیں وہ مخظوظ سا مسکراتے ایک سیٹ چھوڑ کے دور جا بیٹھا تھا جس پر عشال بھی لمبی سانس کھینچتے اپنے ساتھ ہوئے فراڈ پر کلستی بیٹھ گئی تھی

یونی کے بنے خوبصورت سے لان میں اس وقت وہ معمول کے مطابق کلاس بنک کر کے بیٹھی تھی اکثر یہ کام وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کرتی تھی مگر کچھ دن ہوئے تھے وہ شوخ چنچل سی لڑکی خاموش ہو گئی تھی ناجانے ایسی کون سی بات تھی جو اسکے دل میں چبھ گئی تھی کوئی بات کرتا تو ٹھیک ورنہ وریشہ سلطان تو ازل سے اکیلے ہی رہی تھی دنیاوی دو ٹکے کے سہاروں کی ضرورت تو نا پہلے اسے کبھی محسوس ہوئی نا اب ... اسکے لئے ایک سلطان احمد اسکے ڈیڈ ہی بہت تھے۔

کسی کا سایہ خود پر محسوس کرتے وہ سوچوں سے باہر آئی تھی سامنے خود کے ہی جیسے وائیٹ جینز پر بلیک کلر کا ٹاپ پہنے بالوں کی پونی ٹیل بنائے خوبصورت سی لڑکی کھڑی تھی جو بہت ہی عجیب نظروں سے زاویے بدل بدل کر وریشہ کو دیکھ رہی تھی وریشہ اسکے یوں دیکھنے پر الجھن کا شکار ہوئی تھی

کس کو دل دے آئی ہو ڈارلنگ؟ قدرے حیرانی سے پوچھا تھا

فضول مت بولو ٹینا کسی کو نہیں دے کے آئی دل.

لگ تو نہیں رہا تمہاری شکل سے دیکھو کیسی مریل سی شکل بنائی ہے اور حالت دیکھو ایسا لگ رہا ہے کسی نے دل کے بدلے دل نہیں دیا۔

واٹ ربش وریشہ سلطان کسی کو دل دے اور وہ اسے بدلے میں اپنی جان تک دے دے ... دل تو بس ذرا سی بات ہے۔ سر جھٹکتے تنفر سے کہا تھا

ہاں اب اتنی پیاری جو ہو یہ تو ہونا ہے ایسے تو نہیں وہ امیر باپ کی بگڑی اولاد تمہارے پیچھے پڑا ہوا۔

بات کرتے کرتے ٹینا بھی اسکے قریب ہی گھاس پر بیٹھی تھی

وہ ضرور عادی کی بات کر رہی تھی وریشہ کے ذہن میں جھماکہ ہوا اس رات کا منظر یاد آیا جب وہ عادی کو غصے میں چھوڑ کر چلی گئی تھی اور اسکے بعد ان دونوں کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی تمہاری عادی سے کوئی بات ہوئی میں کل سے اسکا فون ٹرائے کر رہی ہوں مگر مل ہی نہیں رہا گھر کے نمبر پر بھی کال کی تھی پر کسی نے اٹینڈ نہیں کی ... کسی اور ہی خیال میں گم وہ عام سے لہجے میں پوچھ رہی تھی

تمہیں نہیں معلوم احد کے ساتھ کیا ہوا؟ ٹینا کے یوں پوچھنے پر وریشہ کو کچھ غلط محسوس ہوا تھا

نہیں تو مجھے تو کچھ نہیں معلوم.

کل عادی نے ایک لڑکی کے ساتھ بدتمیزی کی۔

یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے ٹینا جو تم اتنا ری ایکٹ کر کے بتا رہی ہو

اففف ہو پوری بات تو سن لو ہر وقت جلدی کے گھوڑے پر سوار رہتی ہو۔

ہوو بولو سن رہی ہوں۔وہ اکتائی ہوئی لگ رہی تھی

اور پھر جیسے جیسے ٹینا نے اسے کل رات کے واقع کے بارے میں بتایا وریشہ کا حیرت سے منہ کھلتا جا رہا تھا

تم کہنا چاہتی ہو اس لڑکی کے بھائی نے عادی کو مطلب احد کو پوری یونی کے سامنے ل پیٹا؟

پیٹا نہیں ڈارلنگ اس ہینڈسم نے اسے لتاڑ کے رکھ دیا تھا۔ایک ادا سے کہتی وہ اٹھی تھی

تو عادی کے ڈیڈ نے کوئی ایکشن نہیں لیا؟ ہینڈسم لفظ اگنور کرتے وریشہ بھی اٹھی تھی

اڑتی اڑتی خبر ملی ہے کہ اسکے ڈیڈ آؤٹ آف کنڑی ہیں تو بس اب انکے آنے کا انتظار ہے پھر دیکھو کیا ہوتا ہے

ہمممم صحیح ....

ویسے اگر کل سر شفیق نا آتے تو عادی کے آج کفن دفن کی تیاریاں کی جا رہی ہوتیں... ٹینا نے ایک بھرپور قہقہ لگایا تھا۔

لائیک سیریسلی ٹینا!..

وریشہ کی تنبیہی کرتی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی

اوکے اوکے مذاق کر رہی ہوں اب تم ناراض نہیں ہو جانا۔اسکے گلے میں باہیں ڈالتی وہ کینٹین کی طرف گئی تھیں

آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے کیوں آپ نے صبح سے میرا دماغ خراب کر کے رکھا ہوا؟

او واؤ تو آپ کہنا چاہتی ہیں آپ کے پاس دماغ بھی ہے؟

وہ انتہائی حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

پونے گھنٹے کی کلاس میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس ابتسام نامی بلا نے اسے کچھ سننے نہیں دیا تھا کچھ دیر پہلے ہی عشال اسکی نظروں سے اوجھل ہوتی لائبریری کی طرف آئی تھی مگر وہاں اسے پہلے سے ہی موجود دیکھ اپنا سر پیٹنے کو دل چاہا تھا

دیکھیں محترم آپ جو کوئی بھی ہیں آپ نے کل میری ہیلپ کی میں آپکی شکر گزار ہوں مگر اب پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دیں ورنہ۔

کتابوں کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے وہ رکی تھی

ورنہ آپ اپنے اس کل والے بلڈوزر بھائی سے میرا بھی قیمہ بنوا دیں گئیں؟ وہ معصومیت سے پوچھ رہا تھا

بلڈوزر سے کیا مطلب ہے آپ کا؟ وہ سخت چڑتی الٹے قدم واپس آئی تھی۔

ارے وہ غلطی سے منہ سے نکل گیا میرا مطلب تھا باڈی بلڈر بھائی سے کیا کمال باڈی ہے آپ کے بھائی کی ماشاءاللہ۔۔۔

تعریفیں کرتے وہ اتنا مگن ہوا تھا کہ سامنے کھڑی عشال کب لائبریری میں چلی گئی ابتسام کو خبر بھی نہیں ہوئی تھی

چھوٹو چائے بنا میٹھا کم رکھنا میں آتا ہوں ... دور سے ہی ہانک لگاتے وہ موبائل نکالے سائیڈ پر گیا تھا۔

آج کا تو دن ہی خراب ہے دن نہیں یہ یونی ہی میرے لیے اچھی ثابت نہیں ہوئی پہلے وہ کل والا واقع اب یہ نئی مصیبت پلے پڑ گئی اور اب

آہ ... اپنی قسمت کو کوستی عشال شاہ ایک بار پھر اپنا سر سامنے والے شخص کے ساتھ پھوڑتے زمین بوس ہوئی تھی مگر اب کی بار وہاں لڑکی تھی جس پر عشال نے سکھ کا سانس بھرا تھا

ایم سوری وہ ایکچولی میں نے دیکھا نہیں آپ کو؟

نو اٹس اوکے میں ہی جلدی میں تھی

اگر میں صحیح ہوں تو آپ عشال ہیں نا وہ کل والی لڑکی جس کے ساتھ احد .... مقابل نے بات اُدھوری چھوڑی تھی۔

زمین پر بکھرے نوٹس کولیکٹ کرتی عشال کا ہاتھ کانپے تھے

لیو اٹ.. آئی ایم عائشہ ذوالفقار میں آپ کی ہی کلاس فیلو ہوں۔

جس پر عائشہ نے بات کا رخ فوراً سے بدلا تھا

آپ پریشان لگ رہی ہیں بُرا نا مانیں تو آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔

نوٹس اسکے ہاتھ میں پکڑاتے وہ دوستانہ انداز میں بولی تھی عشال کو وہ اپنی ہی ہم عمر لگی تھی سر پر دوپٹہ اوڑھے آنکھوں پر بڑے بڑے گوگلز لگائے وہ کیوٹ تھی۔

جی وہ مجھے پچھلے تین دن کے نوٹس چاہئیے تھے جس لڑکی سے لینے تھے وہ آئی نہیں اسلئے پریشان تھی

عشال نے صاف لفظوں میں اپنی پریشانی بیان کی تھی

اچھا تم چلو میرے ساتھ۔وہ ڈائریکٹ آپ سے تم ہوئی تھی

کدھر..؟ عشال کے قدم پتھر کی مانند ہوئے تھے

ہاہاہا ڈرو نہیں کڈنیپ نہیں کر رہی کینٹین چلتے ہیں میرے پاس وہ نوٹس ہیں کچھ کھا لیں گئیں اور انٹروڈکشن بھی ہو جائے گا ایکچولی میری کوئی دوست نہیں ہے تو تم میری دوست بن سکتی ہو عائشہ نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

جسے عشال نے ہچکچاتے تھاما تھا وہ بہت ریزور نیچر کی مالک تھی اسے کسی کے ساتھ گھلنے ملنے میں کافی ٹائم لگتا تھا

وریشہ؟

ہمم!..

وریشہ یار جلدی دیکھو وہاں کون ہے..؟

خیالوں سے باہر آتی وریشہ نے ٹینا کی نظروں کے زاویے پر نظریں جمائی تھی

یہ ہے وہ لڑکی جس کے ساتھ کل عادی نے بدتمیزی کی تھی

وریشہ نے ایک بھرپور نظر اس کالے رنگ کے عبایا میں چھپی لڑکی پر ڈالی تھی (مجھے میری بیوی پردے میں پسند ہے(

اسفند شاہ کی کہی بات دوہراتے وہ بس اسے دیکھتی جا رہی تھی

کیا کہہ رہی ہو؟

دیکھ رہی ہوں اس میں ایسا کیا خاص ہے۔

نظریں وہاں سے ہٹا کے ٹیبل پر ثبت کی تھیں جو عادی نے اسے نقاب اتارنے کو کہا سچ کہوں تو مجھے ان جیسی لڑکیوں سے سخت چڑ ہے جو پہلے خود کو پارسا دیکھاتی ہیں اور پھر اسی پارسائی کے پیچھے لڑکوں پر ڈورے ڈالتی ہیں۔

کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لیتے وہ ناجانے کون سی بھڑاس نکال رہی تھی جبکہ ٹینا اسکے اتنی روڈ لہجے پر دنگ رہ گئی تھی

عائشہ نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے جیسے صبر کرنے کو کہا تھا

وہ دونوں ٹینا اور وریشہ کی بیک چیئرز پر ہی بیٹھی تھی عشال کو اس لڑکی کے منہ سے اپنے لیے ایسے لفظ سن کر افسوس ہوا تھا جو اب اسکی آنکھوں سے قطرہ قطرہ کر کے ٹیبل پر گر رہا تھا

وریشہ مزید کوئی اپنی رائے دیتی اسکا موبائل بجا تھا

اوکے ... یک لفظی جواب دیتے اسنے ہاتھ میں پکڑا کافی کا مگ پٹخنے کے انداز سے ٹیبل پر رکھا تھا

کیا ہوا اتنی جلدی کہاں جا رہی ہو؟

ڈیڈ نے بلایا ہے کل ملاقات ہو گئی .... بیزار سی شکل بنائے وہ یونی کے مین گیٹ کی طرف آئی تھی۔

جی ٹھیک ہے ہاں آپ فکر نہیں کریں میں سیفلی اسے پہنچا دوں گا اوکے اللہ حافظ۔

ایک یہ بندہ اور دوسرا اسکا موبائل جو ہر وقت بجتا رہتا ہے۔

اَکی تکی سی گاڑی کا دروازہ اپنی پوری قوت سے بند کرتے بیگ ڈیش بورڈ پر پٹخا تھا۔

یہ کس کا غصہ ہے جو تم ہر وقت میری بیچاری گاڑی پر نکالتی رہتی ہو۔

وریشہ نے گردن موڑے تیکھی نظروں سے دیکھا تھا جو اب گاڑی ریورس کرتا یونی کی حدود سے باہر نکال چکا تھا

نہیں مطلب تمہاری کار ہو میری بلا سے تم اسکے دروازے اٹھا اٹھا کے مارو یا بلکل اکھاڑ کے ہی پھینک دو مجھے کوئی غرض نہیں ہے مگر یہ میری ذاتی گاڑی ہے اور زیان حیدر کو اپنی کسی ذاتی شے پر کھروچ بھی برداشت نہیں"...

تو تم سے کس نے کہا تھا مجھے لینے آؤ ... بولو"

چاچو نے کہا مجھے .." بغور اسکا جائزہ لیتے زیان نے قدرے سنجیدگی اور آہستگی سے جواب دیا تھا

کیا کوئی مسئلہ ہے؟ صرف آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا خاموشی اختیار ہوئے زیان حیدر کے سوال نے اس تسلسل کو توڑا تھا

تمہارے ساتھ؟

وہ بچپن سے ہی الگ رہنے کی عادی تھی نکچڑی بھی تھی زیان اس بات سے واقف تھا مگر اب جو بدلاؤ وہ کچھ دن سے دیکھ رہا تھا وہ عجیب تھا اسکا بات بات پر اتنا کوئیک ری ایکشن روڈ ہونا اسکی سمجھ سے باہر تھا

دیکھو وریشہ میں تمہارا کزن ہوں بس تمہیں تنگ کرتا ہوں اسکا مطلب یہ نہیں کہ تمہارا دشمن ہوں کوئی بھی مسئلہ ہو تو تم مجھے بتا سکتی ہو آئی وِل ہیلپ یو"...

ہو گیا یا اور کچھ بولنا..؟سینے پر ہاتھ باندھے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی

زیان کا دل چاہا تھا سامنے بیٹھی اس نکچڑی لڑکی کا سر پھوڑ دے

مجھے میرے مسئلے خود تک رکھنے کی عادت ہے جیسے تمہیں!...

انگلی سے اسکی طرف اشارہ کیا تھا.

وہاں جواب دینا فضول تھا زیان حیدر باخوبی جانتا تھا اسلئے خاموشی اختیار کرنا ہی بہتر سمجھتے دھیان ڈرائیونگ کی طرف کیا تھا

» » » » » » » » » »

کچھ خبر ملی؟

وہ اسوقت اپنے خفیہ اڈے پر موجود اپنے سب سے ہونہار اور شاطر خبری سے محو گفتگو تھا مگر اسکے چہرے پر پھیلی مایوسی بتا رہی تھی کہ اسکا شاطر پن بھی دشمن کی چال کے سامنے ماند پڑ گیا ہے

سوری سر مجھے جتنی انفارمیشن ملی میں نے استعمال کی مگر شاید وہ قاتل جان گیا ہے کہ ہم اسکے پیچھے ہیں کچھ دن پہلے ہی خبر ملی جس گنڈے کے ہم پیچھے تھے کل ہی اسکی ایک ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی ہے مگر وہ کوئی ایکسیڈینٹ نہیں تھا

تو تم کہنا چاہتے ہو اسکا منہ بند کرنے کے لیے یہ سازش کی گئی ہے

بلکل سر کیونکہ جب ہم نے اس ٹرک کے بارے میں معلوم کرایا تو پتہ چلا وہ ٹرک کچھ دن پہلے ہی چوری ہوا تھا۔

مگر آپ فکر نہیں کریں سر میں اپنی پوری جان لگا دوں گا مگر انکو ڈھونڈ کے رہوں گا۔

مجھے تم سے یہی امید ہے۔

تھینکس سر!..

اور اس دوسرے پروجیکٹ کا کیا بنا؟

سر آپ کا شک ہنڈرڈ پرسنٹ صحیح تھا وہ لڑکی کوئی اور تھی

ان پانچ لفظوں نے زیان حیدر کو جہاں کا تہاں کیا تھا

)وہ لڑکی کوئی اور تھی) مطلب وہ زندہ ہے۔

سرگوشی سے بھی کم آواز میں اسکے منہ سے نکلا تھا

ہم اس بارے میں شیور نہیں ہیں سر مگر شاید ہاں ہو سکتا ہے اس بارے میں بھی جلدی پتہ چل جائے گا۔

زیان حیدر کے تو پاؤں خوشی سے زمین پر نہیں ٹک رہے تھے

سر میرے دماغ میں ایک بات ہے اگر آپ برا نا مانیں تو کہوں؟

کاشان نے احتراماً سوال کیا تھا

بلکل کہو!..

سر ہو نا ہو مجھے لگتا ہے کہ اس کڈنیپنگ اور قتل کے پیچھے ایک ہی شخص کا ہاتھ ہے۔زیان نے نا سمجھنے والے انداز میں اسکی طرف دیکھا جس پر کاشان نے اسے تفصیلاً اپنی بات کا مطلب سمجھایا تھا

« « « « « « « « « « « «

جی بی جان آپ نے مجھے بلایا تھا

ہاں اندر آجاؤ!..

ٹھیک ہے تم جاؤ اور یہ سارا سامان ساتھ جائے گا تو اسے بھی رکھوا لینا دوسری ملازمہ کو مخاطب کرتے وہ عینا کی طرف مڑی تھی

بیٹھ جاؤ بچے ...

جی بی جان وہ مسکراتی سامنے رکھے صوفے پر ہی ٹک گئی تھی

تم اس حویلی کی ملازمہ نہیں ہو عینا تو پھر کیوں تم کوارٹر میں رہتی ہو ؟

وہ جز بز سی ہوتی انکی طرف دیکھ رہی تھی

میں نے کچھ غلط پوچھ لیا کیا؟

اسکے دیکھنے کے انداز پر بی جان نے پھر سے سوال کیا تھا

نہی.. نہیں بی جان ایسا تو کچھ نہیں ہے بس مجھے لگتا ہے کہ انسان کو اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہیے ورنہ مسئلہ ہوتا۔

جیسے کہ؟

عینا نے بغور انکی طرف دیکھا تھا وہ بہت سیریس معلوم ہو رہی تھیں

آپ یوں اچانک یہ سوال کیوں کر رہی ہیں مجھ سے کوئی غلطی ہو گئ ...

نہیں بچے غلطی تو نہیں ہوئی تم سے مگر مجھے اور تمہارے دا جی سمیت ارشان بھائی کو بھی یہ بات قطع پسند نہیں ہے کہ تم وہاں رہو

بی جان میں وہی ٹھیک ہوں کیونکہ مجھے وہاں کی عادت ہو گئی ہے

عادتیں بدلنے میں وقت ہی کتنا لگتا ہے بچے اور کل کو جب تمہاری شادی ہو گئی تب بھی تو تمہیں عادت ڈالنی پڑے گئی نا۔

شش..شادی..؟

اسکا حلق تک سوکھا تھا گلے میں معدوم سی گلٹی ابھری تھی عینا نے ماؤف ہوتے ذہن سے سامنے بیٹھی ہستی کو دیکھا تھا۔

ہاں شادی کیوں نہیں کرنی کیا؟

نہ.. نہیں.. میرا مطلب ہے بی جان ابھی..

یہ نہیں پوچھو گئی کہ کس سے شادی ہو رہی ہے؟

بامشکل آنسوؤں کو پلکوں کی باڑ سے پیچھے دھکیلتے عینا نے انکی طرف دیکھا تھا جن کی آنکھوں میں عجیب سے چمک ابھری تھی

کس سے؟

"سید سفیان ولید شاہ سے"...

عینا کو لگا تھا حویلی کی عمارت اسکے سر پر آن گری ہو

یکدم وہ اٹھی تھی جس پر بی جان اسکے نروسنس سے مخطوط ہوتی مسکرائی تھیں۔

یہ میرا اور تمہارے داجی کا فیصلہ ہے ارشان شاہ بھی یہی چاہتا ہے اور وہ؟ انگلیوں کو چٹختے وہ سرگوشی سے بھی کم آوازز میں بولی تھی۔بی جان بے ساختہ مسکرائی تھیں

اسے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا اور اگر ایسا ہوا تو میں اسے منا لوں گئی اپنی بات کے اختتام پر وہ مسکرائی تھیں جبکہ عینا تو یہ بھی نہیں کر سکی تھی آخر وہ شخص کیسے اس سے شادی کرنے پر رضامند ہوتا جو

اپنے وجود میں چلتی ایک ایک سانس کو کسی اور کے نام پر وقف کر چکا تھا وہ جو اسکے علاوہ کسی اور کو سوچنا بھی نہیں چاہتا اسکی جگہ کسی کو اپنے نکاح میں کیسے ...

کیا ہوا بچے کوئی مسئلہ ہے؟

نظریں انکے چہرے پر گاڑھے عینا نے نفی میں سر ہلایا تھا

آپ کہیں جا رہی ہیں تیار شدہ بیگز دیکھتے عینا نے انکی طرف دیکھا تھا ہاں ساتھ والے گاؤں جا رہے ہیں میں اور تمہارے دا جی وہاں کے جو سربراہ ہیں انکے بیٹے کی شادی ہے اسی سلسلے میں مگر کل شام تک واپس آجائیں گئیں بس تم میرے بعد میرے سفیان کا خیال رکھنا مجھے ملازمین پر کوئی بھروسہ نہیں ہے سفیان شاہ کے معاملے میں بس میں تم پر ہی یقین کرتی ہوں بچے۔

جی ... ملازمین کے ذکر پر اسکے دماغ میں کچھ کھٹکا تھا صوفے سے اٹھتی عینا ایک ہی جست میں انکے قدموں میں جا بیٹھی تھی

بی جان مجھے آپ کو کچھ بہت ضروری بتانا ہے؟

پہلے اسکا یوں اچانک پاؤں میں بیٹھنا اور پھر ایسے پر اسرار سے لہجے پر بی جان کو تشویش ہوئی تھی

جی بتاؤ"..

بی جان وہ لڑکی جس کو آپ نے پچھلے ہفتے یہاں ملازمہ رکھا تھا

کونسی لڑکی عینا؟

بہت سوچنے پر بھی انہیں کوئی ایسی لڑکی یاد نہیں آرہی تھی

وہی بی جان جس کا نام کومل ہے

ہاں یاد آگئی کیوں کیا ہوا اسے؟

اسے کچھ نہیں ہوا بی جان مگر وہ مجھے ٹھیک نہیں لگتی میں کچھ دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں بی جان وہ چھپ چھپ کر کسی سے باتیں کرتی ہے اور زیادہ تر حویلی سے باہر ہی رہتی ہے جبکہ اسنے کہا تھا وہ

یتیم ہے۔عینا کی بات پر بی جاں کے کان بھی کھڑے ہوئے تھے میں ولید شاہ سے بات کروں گئی بچے تم سفیان شاہ سے اس بات کا ذکر مت کرنا تم جانتی ہو وہ غصے کا تیز ہے کچھ غلط کر دے گا۔

انکی ہر بات پر سر اثبات میں ہلاتے وہ اٹھی تھی

» » » » » » » » » »

تم نے نوٹس بنا لیے؟

نہیں!..

آج سر بلال کی کوئی کلاس ہے؟

نہیں ... مختصر سا جواب دیتے وہ پھر سے اپنے کام میں مصروف ہوئی تھی

عشال کیا پڑھ رہی ہو اتنے دھیان سے؟

عائشہ تو اسکی اسقدر مصروفیت پر حیران ہوئی تھی

آخر اپنے تجسس کو ختم کرنے کی خاطر اسنے خود ہی پوچھ

لیا تھا ورنہ جیسے عشال اس کتاب پر جھکی ہوئی تھی عائشہ کو اس سے کسی طرح کے نظرِ کرم کی بھی امید نظر نہیں آرہی تھی

عائشہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے گردن اٹھا کر کتاب کا نام پڑھنا چاہا تھا

تم ناول پڑھ رہی ہو نام تو وہ نہیں دیکھ سکی تھی مگر اندازہ اسکا غلط نہیں تھا

ہاں ... یک لفظی جواب پر عائشہ کا منہ بنا تھا

رکھ دو اسے عشال اور اپنی اسائیمنٹ کمپلیٹ کر لو کیا دو گھنٹے اب اس پر ضائع کرو گئی ... اسے اس قدر مگن دیکھ عائشہ آخر میں چڑتے بولی تھی

یہ وقت کا ضیاع نہیں ہے عائشہ اور تم بناؤ اسائنمنٹ یہ بس تھوڑا سا رہ گیا میں بعد میں بنا لوں گئی تھی

افففف ناول ایڈیکٹ... زیرِ لب بڑبڑاتے عائشہ واپس سے بیٹھی تھی اکیلے اسائنمنٹ بنانے میں اسے بلکل بھی مزہ نہیں آرہا تھا سامنے بیٹھی اپنی دوست پر غصہ کرنا چاہتی تھی مگر لائبریری میں ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ نہیں بول رہی تھی چشمے درست کرتے عائشہ کی نظر لائبریری میں داخل ہوتے ابتسام پر پڑی تھی جو عجلت میں نظریں ارگرد ڈوراتا شاید کسی کو ڈھونڈ رہا تھا وہ ابتسام کو جانتی تھی وہ انکی کلاس میں تھا اور دوسرا اعشال کو بچانے والا اور تنگ کرنے والا بھی وہی تھا اگلے ہی لمحے اسے اپنی ٹیبل کی طرف آتے دیکھ عائشہ ہڑبڑاتے سیدھی ہوئی تھی

تم یہاں ہو میں تمہیں صبح سے پوری یونی میں ڈھونڈ رہا ہوں

ایک ہاتھ میں پزل تھامے اسنے بات کرتے ٹیبل پر پڑی پانی کی بوتل اٹھائی تھی اور اسے منہ لگائے ایک ہی سانس میں خالی کیا تھا جس پر عائشہ شکل کے زاویے بگاڑتے اسے گھورنے میں مصروف تھی

میں تم سے بات کر رہا ہوں ... خالی بوتل سے اسکے ہاتھ کو ہلاتے ابتسام نے اس کتاب پر جھکی بیٹھی مورتی کو ہوش میں لانا چاہا تھا دوبارہ جواب نا پا کر اسنے عائشہ کی طرف دیکھا تھا جس نے شانے اچکائے تھے جیسے کہنا چاہتی ہو میں تو کوشش کر چکی ہوں اب تم بھی اس دیوار کے ساتھ سر پھوڑ لو!...

اسکی خاموشی پر ابتسام کا دماغ گھوما تھا ایک تو ویسے احد کی آمد کا سنتے اسکا میٹر گرم تھا اور اب عشال کا یوں اگنور کرنا اسے مزید تپ چڑھا رہا تھا

میں تم سے بات کر رہا ہوں محترمہ... ابتسام نے کتاب اسکے ہاتھ سے جھپٹی تھی جس پر عشال کے جھکنے کی وجہ سے نقاب کا سرا بھی کتاب کے ساتھ کھینچتا چلا گیا تھا مگر نقاب اترا نہیں تھا

چند سٹوڈنٹس کی اس لائبریری میں زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی تھی عائشہ حواس باختہ سی اپنی جگہ سے اٹھتی عشال کی طرف بھاگی تھی عشال آنکھوں میں غصہ اور حیرانی لیے کبھی سامنے چہرے پر ہاتھ رکھے ابتسام کو تو کبھی اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی

آئی.. آئی ایم ... آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کرتے نقاب میں جذب ہو رہے تھے وہ ہکلاتے اپنے کیے کی معافی مانگنے کی جستجو میں تھی جب ابتسام نے ہاتھ کا مکا بناتے اتنے زور سے ٹیبل پر مارا تھا کی اس پر پڑے تمام پن اور پینسل زمین بوس ہوئے تھے اور کچھ بھی کہے بغیر وہ یونی سے ہی نکلتا چلا گیا تھا

اسکے جاتے ہی عشال گرنے کے انداز میں اپنی جگہ پر واپس بیٹھی تھی

یہ سب کیا تھا عشال... پانی کی بوتل پکڑاتے وہ قدرے حیرانی سے پوچھ رہی تھی مطلب وہ غلطی سے ہوا تھا ابتسام نے جان بوجھ کے ایسا کچھ نہیں کیا پھر تم نے اسے۔۔۔

مجھ سے غلطی ہو گئی عائشہ مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا مم ... مجھے اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیئے تھا

روتے روتے وہ باقاعدہ ہکلانے لگی تھی جسم بھی ہولے ہولے کانپ رہا تھا عائشہ کو اسکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی اپنی تمام چیزیں سمیٹتے اسنے فوراً سے عشال کے نمبر سے ارشان شاہ کو کال کی تھی

»»»»»»»»»»»»»»»»»

صبح سے شام ہونے کو آئی تھی داجی اور بی جان ساتھ والے گاؤں کے لئے روانہ ہو چکے تھے ولید شاہ معمول کی طرح اپنے کمرے میں بند اور سفیان شاہ اپنے کمرے میں تھا عینا کو تھوڑی تسلی ہوئی تھی اسکی حرکتیں مزید مشقوق ہونے پر عینا نے اس پر نظر رکھنی شروع کر دی تھی اسکو سب سے زیادہ خطرہ سفیان شاہ کے لئے محسوس ہوتا تھا کیونکہ اسنے کومل کو بلا وجہ سفیان شاہ کے اردگرد گھومتے اسکے کمرے میں جانے کے بہانے ڈھونڈتے محسوس کیا تھا ساتھ اب وہ سفیان شاہ پر بھی نظر رکھ رہی تھی جس کی بڑی وجہ بی جان کا اسے یہ زمہ داری سونپ کے جانا تھا کومل کو کچن میں کھانا

بناتے دیکھ وہ سفیان شاہ کے کمرے کی طرف گئی تھی اب کے وہ تیسری بار اسے دیکھ کے تسلی کرنے جا رہی تھی ذرا سا دروازہ کھولے سر کو اندر کیے آنکھیں گول کرتے عینا نے بیڈ کی طرف دیکھا تھا مگر اب اسکی بدقسمتی بھی شاید جاگ گئی تھی سامنے سفیان شاہ کو غضب ناک تیوروں کے ساتھ گھورتے دیکھ اسکی سٹی گم ہوئی تھی ہڑبڑا کر سیدھی ہوتی دروازے کا ہینڈل سر میں بہت زور سے لگا تھا جس پر عینا کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی سفیان شاہ نے ہونٹ دانتوں تلے دبائے اس بیوقوف لڑکی کو تاسف سے دیکھا تھا

کیا تم چوروں کے طرح میرے کمرے کے چکر لگا رہی ہو۔

عینا وہاں سے بھاگتی سفیان شاہ کی کرخت آواز پر اپنی جگہ رکی تھی مگر پلٹی نہیں تھی

کچھ پوچھ رہا ہوں میں؟

اسے یوں ہی بت بنے دیکھ وہ پھر سے بولا تھا

سفیان شاہ کو تو کبھی کبھی خود پر ہی حیرانی ہوتی تھی کہاں لوگ اسکا حکم ایک بار میں سن لیتے تھے اور کہاں وہ لڑکی تھی جس کے آگے تین تین بار سوال دوہرانا پڑتا تھا۔

جی وہ بی جان نے کہا تھا آپ کا خیال رکھوں انکے آنے تک۔ایک ہی سانس میں بولتے وہ ڈورنے کو تھی

یہاں آؤ.! نئے حکم پر عینا کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی

میں اب نہیں آؤں گئی پکا۔سفیان شاہ کے غصے پر وہ رونے کو تھی

میں نے کہا یہاں آؤ"..

چھوٹے چھوٹے قد لیتے عینا انگلیاں مڑورتے بیڈ کی طرف آئی تھی جہاں سفیان شاہ آنکھوں میں سرد مہری لیے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسکے پیروں کو دیکھ رہا تھا جن میں پائل موجود نہیں تھی

یہاں آگے آؤ.." اسے بیڈ سے پانچ قدم کی دوری پر رکے دیکھ پھر سے کہا تھاخوف سے آنکھیں میچے عینا نے قدم بڑھائے تھے مگر ہائے رے بد قسمتی زمین پر گرے آدھے کمفرٹر سے الجھتے وہ سفیان شاہ کے اوپر گری تھی سفیان شاہ جو اس سے شادی کے متعلق بات کرنے والا تھا اس اچانک افتاد پر بوکھلاہٹ کا شکار ہوتا اپنی جگہ جیسے ساکت ہو گیا تھا عینا نے ذرا سی آنکھیں کھولی تھی نظر بٹن کھلی

شرٹ سے باہر جھانکتے سینے پر گئی تھی اور پھر کیا تھا عینا شاہ چیخ مارتے جھٹکے سے اٹھتی بھاگتی چلی گئی تھی وہ جو اُس افتاد پر ابھی سنبھالا نہیں تھا عینا کی چیخ کانوں میں پڑتے سفیان شاہ نے ہوش کی دنیا میں آیا تھا اور نظر دروازے کی طرف پھیری تھی جہاں سے عینا بھاگتی ہوئی گئی تھی ہونٹ دانتوں تلے دبائے قہقہے کا گلا گھونٹا تھا۔

« « « « « « « « « « « « « « « «

یہ ہمارا نیو پروجیکٹ ہے جو اب کی بار سلطان کمپنی کے ساتھ ڈیل ہو گا اسلئے مجھے اسے پروجیکٹ میں کسی قسم کی کوئی کمی بیشی نہیں چاہئیے کیونکہ یہ پروجیکٹ ہماری کمپنی کے لئے بہت ضروری ہے.

منور یہ فائلز لے جاؤ اور ریڈ کرو جہاں جو غلطی ہو اسے کرویکٹ کرو اور پھر مجھ سے سائن لے لینا۔

وہ تو میں دیکھ لوں گا سر مگر سلطان صاحب نے میٹنگ کا ٹائم اور وینیو دونوں آپ پر چھوڑے ہیں وہ چاہتے ہیں اس میٹنگ میں جگہ اور وقت دونوں آپ کے انتخاب کردہ ہو۔

ارشان شاہ بےساختہ مسکرایا تھا

اوکے اسکے بارے میں بھی شام تک ڈن کرتا ہوں۔

اوکے سر!..

اور کوئی سوال کسی کا تو پوچھ سکتے ہیں پر میں بار بار کہہ رہا ہوں اس دن کسی بھی طرح کی کوتاہی میں برداشت نہیں کروں گا

نرم سے سخت پڑتا لہجہ وہاں موجود تمام سٹاف کو اپنے آپ میں الرٹ کر گیا تھا

اوکے تو پھر نیکسٹ...

مے آئی کم اِن سر"...

ہاتھ میں اسکا موبائل چہرے پر پریشانی لیے اپنے پرسنل اسسٹنٹ کو اندر آنے کی اجازت مانگتے دیکھ ارشان شاہ کو کسی طرح کا خدشہ ہوا تھا۔

یس کم اِن ... کسی بھی ضروری میٹنگ میں موبائل پرسنل اسسٹنٹ کے حوالے کرتا پھر ہی اٹینڈ کی جاتی تھی کیونکہ اپنے کام میں ذرا سی بھی ڈسٹربنس ارشان شاہ کو قطع پسند نا تھی

میں معافی چاہتا ہوں سر میں آپ کو ڈسٹرب کر رہا مگر وہ کسی لڑکی کی کالز آرہی نمبر بھی سیو نہیں ہے۔

پہلے میں نے ریسیو نہیں کی مگر اس نمبر سے آئے میسج پر مجھے یہاں آنا پڑا

کیا میسج تھا؟

سر وہ ... عشال کی طبیعت خراب ہے ... اٹس عائشہ ہیئر عشال کی فرینڈ"..

اسنے جیسے جیسے وہ میسج سنایا تھا ارشان شاہ موبائل اسکے ہاتھ سے جھپٹتے کچھ بھی کہے بغیر طوفان کی طرح وہاں سے غائب ہوا تھا ریش ڈرائیونگ کرتا وہ یونی کی طرف گامزن تھا جب موبائل پر شو ہوتی ان نون نمبر سے کال ریسیو کرتے ارشان شاہ نے گاڑی کا رخ موڑا تھا۔

آپ کا بہت شکریہ بچے آپ نے پری کی اتنی ہیلپ کی۔

عائشہ اور ڈاکٹر سمیت ارشان شاہ عشال کر کمرے سے باہر آئے تھے عائشہ کو حسنہ بی نے ڈرائیونگ روم میں بٹھایا تھا جبکہ ارشان شاہ اس لیڈی ڈاکٹر سے محو گفتگو تھا جو عشال کا چیک اپ کر کے آئی تھی۔

شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے ارشان بھائی عشال میری فرینڈ ہے اور اسکا خیال رکھنا میرا فرض __ وہ مسکرائی تھی

عشال کے نمبر سے کال کی تھی آپ کو مگر وہ کسی نے ریسیو نہیں کی اور پھر اسکا موبائل اوف بھی ہو گیا تو وہاں سے نمبر لے کر اپنے سیل سے آپ کو کال کرنی پڑی۔

میں آپ کا شکر گزار ہوں اگر آپ اسکا خیال نا رکھتی تو کچھ بھی ہو سکتا تھا .... اسکے لہجے میں افسوس اور دکھ بول رہا تھا

ایسا کیا ہوا یونی میں جو عشال کی طبیعت اس حد تک بگڑ گئی

وہ سوچ رہا تھا جب عائشہ کی آوز عقب سے آتے اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

بھائی اب میں چلتی ہوں مگر اس سے پہلے مجھے کچھ پوچھنا تھا

جی پوچھیں!..

نظر جھکی ہوئیں تھیں ارشان شاہ تقریباً پیٹھ کیے کھڑا تھا

عشال کو کوئی بیماری ہے؟

وہ میڈیکل کی سٹوڈنٹ تھی اتنا تو سمجھ گئی تھی عشال کی طبیعت خراب صرف ابتسام کو تھپڑ مارنے کی وجہ سے نہیں ہوئی تھی۔

بیٹا وہ بہت حساس ہے چھوٹی سی بات کو جب وہ دل پر لیتی ہے تو اسکا سانس اکھڑنے لگتا ہے بعض اوقات زیادہ رونے کی وجہ سے بھی ایسا ہوتا ہے صاف لفظوں میں کہیں تو اسکا دل ہماری نسبت بہت کمزور ہے میں حیران ہوں ایسا کیا ہوا جو اسکی حالت پھر سے ایسی ہو گئی۔ارشان شاہ کی خود کلامی پر وہ ہوش میں آئی تھی

اگر تھپڑ والی بات اسے پتہ چل جاتی تو یقیناً ابتسام کا احد سے بھی برا حال ہوتا پھر چاہے اسکی غلطی ہوتی یا نہیں

بھائی اسے اسائیمنٹ کی فکر تھی مجھے لگتا اس وجہ سے ... اسنے بات بنانے کی کوشش کی تھی

اوکے میں چلتی ہوں آپ عشال کا خیال رکھیئے گا۔

ارشان شاہ کو اپنے خیالوں ہیں گم دیکھ وہ تھوڑا آگے کو آئی تھی

میں ڈرائیور سے کہتا ہوں وہ آپ کی چھوڑ آئے گا۔

سر کو خم دیئے عائشہ اسکے ساتھ ہی پورچ تک آئی تھی

اوکے بھائی اللہ حافظ .... گاڑی میں بیٹھتے اسنے پھر سے کہا تھا

جس پر ارشان شاہ مسکراتا گھر میں داخل ہوتا اسکا موبائل بجا تھا

اسلام علیکم سر!...

وعلیکم السلام کیسے کال کی؟

سر مجھے بتانا تھا کہ احد کے ڈیڈ پاکستان اچکے ہیں اور احد بھی کل سے یونی واپس جوائن کر لے گا۔

تو!...

تو کیا کرنا ہے سر اسکا میرا مطلب ہے کام تمام کرنا یا ہاتھ پیر توڑنے ہیں یا پھر....

بریک لگاؤ ایڈیٹ ... اسکا سخت لہجہ محسوس کرتے مقابل کی زبان کو سچ مچ کا بریک لگا تھا

سر میں تو بس آئیڈیا دے رہا تھا. معصومیت سے کہا تھا

تم کال بند کرو یہی بہتر ہے آگے کیا کرنا ہے میں خود بتاؤں گا اس سے پہلے مجھے تمہاری کال نا آئے۔

اوکے سر..." اور مقابل نے کھٹ سے موبائل بند کیا تھا

دماغ خراب ہے اس لڑکے کا .... سر جھٹکتے اسنے عشال کو دیکھنے کے ارادے سے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھایا تھا جب ایک بار پھر موبائل رنگ ہوا تھا۔

وعلیکم السلام جی بات کر رہا ہوں

اوہ تو آپ ہیں شاید وہ کال کرنے والے کی انتظار میں تھا جب ہی فوراً پہچان لیا تھا

وہ کیا ہے میں بہت مصروف انسان ہوں پر آپ کل صبح سات بجے تک میرے آفس تشریف لے آیئے گا میں وہی موجود ہوں گا۔

اور ہاں موبائل کان سے ہٹائے ایک بار پھر کان کے ساتھ ٹکایا تھا

میں وقت کا پابند ہوں تو اسلئے ٹائم پر پہنچ جایئے گا۔

اللہ حافظ ... اب کی بار موبائل کان سے ہٹایا اتھا اور کال کٹ کر دی تھی اور قدم عشال کے کمرے کی طرف بڑھائے تھے جہاں وہ شام سے گہری نیند کے مزے لے رہی تھی۔

ہاں سارا کام ہو گیا میں کل ہی اپنا کام ختم کر کے یہاں سے نکل جاؤں گئی اور تم مجھے بار بار کالز مت کرو ورنہ یہاں کسی نہ کسی کو شک ہو جائے گا۔ہاں کہا تو ہے کہ وہ میرے پاس ہے اب رکھو کال!...

کال بند کرتے موبائل ڈوپٹے کے بڑے سے پلو میں چھپایا تھا اور وہ پلٹی تھی مگر سامنے کھڑی عینا کو دیکھ اسکے چہرے کے رنگ اڑے تھے۔

آپ یہاں ... آپ کب آئیں؟

کس سے بات کر رہی تھی تم؟

جواباً عینا کا لہجہ سخت ہوا تھا

بازو پیچھے کمر پر لے جاتے پلو میں چھپایا موبائل اسنے زور سے ہاتھ کی پشت میں دبایا تھا

کک..کسی سے بھی نہیں"..

سیٹ ہوئے برتنوں کو مزید سیٹ کرتے اسنے اپنی ہچکچاہٹ کو کم کرنا چاہا تھا۔

اوکے مجھے ہی کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گئی

تم جاؤ کوارٹر میں ریسٹ کرو کافی رات ہو گئی ہے

عینا خود کو غلط ٹھہراتی اسے راستہ دیتی خود کچن کے وسط میں ہوئی تھی۔جس پر کومل چپ چاپ وہاں سے کھسک گئی تھی

سفیان شاہ کے کمرے میں جو کچھ بھی ہوا وہ اس پر نادم تھی بے شک غلطی اسکی نہیں تھی مگر جو ہوا وہ نہیں ہونا چاہئیے تھا وہاں سے بھاگتے عینا کچن کی طرف آئی تھی جب وہاں سے کسی کی آتی آواز نے اسے وہی رکنے پر مجبور کیا تھا

مگر وہ کومل کی صرف آخری بات ہی سن سکی تھی اس سے پہلے اسنے کیا کہا تھا اسے کچھ بھی معلوم نہیں تھا

ایسا کیا ہے اسکے پاس اور یہ جھوٹ کیوں بول رہی تھی ...؟

خود سے ہی مخاطب عینا کو اب فکر لاحق ہونے لگی تھی جس پر اسنے رات حویلی میں ہی رکنے کا ارادہ کیا تھا

سفیان شاہ کے کمرے کے سامنے ہال نما کمرہ تھا اس کے کمرے تک جانے کے دو راستے تھے ایک وہ ہال نما کمرہ اور دوسرا اس ہال نما کمرے کے ساتھ سے بنی راہداری جس کے شروع میں ایک دروازہ ٹائپ لگا تھا عینا اس دروازے کو بند کرتی خود اس ہال نما کمرے میں آئی تھی اور وہاں رکھے صوفے پر کمفرٹر اوڑھے پہرہ دینے لگی تھی

» » » » » » » » » » » »

معمول کی طرح آج کا سارا دن بھی اسنے پیلیس میں اکیلا گزارا تھا کہنے کو ملازم تھے مگر اسکے لئے ملازموں کا ہونا نا ہونا برابر تھا رات کے ایک بجنے کو تھے شاید آج بھی نیند اس کی آنکھوں میں آنے کے لیے رضا مند نہیں تھی دروازہ گیر کھڑکی کو آج کھلا ہی رکھا تھا کمرے میں حبس محسوس ہونے لگی تھی پاؤں میں سے جوتے نکالتے وہ ننگے پاؤں اس نرم گھاس پر چلنے لگی دل میں چلتی کشمکش دماغ میں اٹھتے ہزاروں سوال اور جواب کسی ایک کا بھی نہیں تھا اتنی ڈپریسڈ تو میں تب بھی نہیں ہوئی تھی مما جتنی تکلیف اور بے چینی مجھے آج ہو رہی ہے میں خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی ہوں ایسے

جیسے کسی نے میرے جسم سے روح کھینچ لی ہو یہ خالی مٹی کا ڈھیر لیے میں پاگلوں کی طرح اس چار دیواری میں منڈلاتی رہتی ہوں۔

سانس پھولنے لگا تھا جسم پر کپکپی طاری ہو رہی تھی سرد پڑتے ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے وہ وہی لان میں ہی نرم اور ٹھنڈی پڑتی گھاس پر بیٹھ گئی تھی ہوا کا جھونکا آیا تھا سیاہ شولڈر کٹ ریشمی بال اڑتے چہرے پر آئے تھے انہیں چہرے پر سے ہٹاتے اسنے آسمان کی طرف دیکھا۔چاند کی چاندنی ہر سو پھیلی تھی

مجھے آج شدت سے یاد آرہی ہے آپ کی"...

آپ کیوں چلی گئی ہمیں چھوڑ کر مما کیا میں اور ڈیڈ اتنے بُرے تھے جو آپ نے ہم پر ان لوگوں کو ترجیح دی میں بہت اکیلی ہو گئی ہوں مجھے ضرورت ہے آپ کی پلیز کم بیک آئی نیڈ یو بیڈلی پلیز موم پ..لیز چہرا ہاتھوں میں چھپائے وہ کرلا اٹھی تھی بچوں جیسے بلک بلک کر روتی وریشہ سلطان نے اتنے دن کی پالی خاموشی اور صبر کو رائیگاں جانے دیا تھا آنسو ایک ایک کرتے بازو سے رینگتے گود میں گر رہے تھے کچھ لٹیں چہرے پر ہی چپک گئی تھی

تمہارے رونے سے وہ واپس تو نہیں آجائیں گئیں"...

بھاری وحشت زدہ سی آواز پر اسنے سرعت سے گردن اٹھائی تھی سامنے نقاب میں چہرا چھپائے اسفند شاہ کو دیکھ وہ بلکل بھی نہیں چونکی تھی۔

اسے پیلیس میں دیکھنا اپنے کمرے میں دیکھنا اب وریشہ کے لیے کوئی بڑی بات ہی نہیں تھی کیونکہ جو شخص تین سال سے بغیر کسی رشتے کے، کسی حق کے بغیر اس پر پابندیاں لگا سکتا تھا اسے اپنے مطابق رہنے کے لئے فورس کر سکتا تھا وہ کچھ بھی کر سکتا تھا

اسے دیکھتے وریشہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی اسفند شاہ نے غصے سے جبڑے بھینچے تھے اسکے قریب ہی گھٹنوں کے بل گھاس پر بیٹھتے پورے استحقاق سے وریشہ کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے آنسو صاف کیے تھے پھر چہرے پر جا بجا بکھری لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے چہرا قریب کیا تھا اور ہلکی سی پھونک ماری تھی اس ساری کاروائی میں وریشہ بت بنی ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتی رہی تھی

وہ شخص بھلے چہرا چھپا کے رکھتا تھا مگر اسکی وہ آنکھیں تمام راز کھول دیتی تھیں وہ مسکرا رہا تھا اسکی آنکھیں بھی مسکرائی تھیں جس پر وریشہ ہوش میں آتی اسکے ہاتھ دور جھٹکتی پیچھے کو ہوئی تھی۔۔۔میں نے کتنی...،

بار کہا ہے میرے قریب مت آیا کرو... جانتا ہوں مائے کوئین تم یہی بولنے والی تھی اور کتنی بار بولو گئی؟

اسکا جملہ فوراً سے کمپلیٹ کرتے وہ اٹھا تھا

مگر تمہیں سمجھ تو پھر بھی نہیں آتی نا؟

کہتے وریشہ وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی

تم میری ہو تو تم پر حق بھی اسفند شاہ کا ہے جب چاہے قریب آ سکتا ہوں..."وہ بھی چلتا کمرے کی دہلیز تک آیا تھا

کیسا حق اور کس نے دیا تمہیں یہ حق؟

درشتگی سے کہتی وہ مڑی تھی

مگر اسفند شاہ کی آنکھوں میں جھلکتی وارننگ دیکھ اسے بھولا ہوا سب کچھ یاد آیا تھا۔

انہی قدموں پر واپس جاتی وریشہ نے رخ موڑا تھا

وہ ضدی تھی مگر اسفند شاہ کے غصے کے سامنے ہمیشہ سہم جاتی تھی

مجھے اونچی آواز نہیں پسند جانتی ہو نا؟

اسکی کلائی اپنے ہاتھ میں قید کرتے وہ بظاہر پوچھ رہا تھا مگر لہجہ صاف بتا رہا تھا اسے نہیں پسند!..

تو تم بتا کیوں نہیں دیتے کس حق کی بات کرتے ہو تم اور ایسے کیا راز ہیں جو میں نہیں جانتی۔اپنی کلائی آزاد کرانے کی ناکام کوشش کرتی وہ ممنائی تھی۔

میں ابھی بتانے کو تیار ہوں مائے کوئین پر ... وہ رکا تھا اور مزید قریب آیا تھا۔

پر کیا...؟

ہاتھ اسکے سینے پر رکھے اسنے دور رہنے کا اشارہ دیا تھا جسے دوسرے ہی ہاتھ کی طرح اپنی پکڑ میں لیتے اسفند شاہ نے اسے بے بس کیا تھا اسکے پاس سے اٹھتی کلون کی خوشبو وریشہ کو اپنے حواسوں پر سوار ہوتی محسوس ہوئی تھی تیز ہوتی دھڑکنوں میں وہ جتنا فاصلہ بنا سکتی تھی بنائے چہرا دوسری طرف موڑ گئی تھی

تمہیں میری شرط تو یاد ہے نا؟

وریشہ نے رخ واپس موڑا تھا چہرے پر سختی در آئی تھی

مجھے سمجھ نہیں آتی آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے میں نہیں کرنا چاہتی یہ نکاح ... جھٹکے سے اس سے دور ہوتی وہ چیخی تھی

آج تم چاہتے ہو میں تم سے نکاح کروں کل کو بولو گئے محبت کر لو مجھ سے اور پھر جب دل بھر جائے گا تو دھتکارو گئے اور چھوڑ کے چلے جاؤ گئے یہی پلان ہے نا تمہارے یہی ہوتا ہے نا تمہاری اس محبت میں ... اسکی عظیم سوچ پر اسفند شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں تین سال سے تم میرے پیچھے پڑے ہو کون ہو تم، شناخت کیا ہے تمہاری، پہچان کیا ہے میں کچھ نہیں جانتی تمہارے بارے میں سوائے تمہارے نام کے اور وہ بھی معلوم نہیں صحیح بھی ہے یا غلط چہرا تم مجھے نہیں دکھاتے تین

سال سے تم نے میری زندگی عذاب بنائی ہے کسی سے مل نہیں سکتی کسی سے دوستی نہیں کر سکتی اپنی مرضی سے پارٹیز میں آجا نہیں سکتی .... واٹ دا ہیل از دِس مجھے کبھی کبھی حیرانی ہوتی ہے یہ میری لائف ہے یا تمہاری!...

تمہاری!..

یک لفظی جواب دیتے پانی کا گلاس ٹیبل پر سے اٹھاتے وہ قریب آیا تھا اور سامنے کھڑی لمبے لمبے سانس لیتی وریشہ کو بیڈ پر بیٹھائے اسکے ہاتھ میں پکڑایا تھا

"مگر اسے کنڑول صرف اسفند شاہ کرے گا"

ہونٹوں سے لگائے گلاس پر پکڑ سخت ہوئی تھی وریشہ نے گلاس میں باقی بچا پانی سامنے بیٹھے اس نقاب پوش کے منہ پر پھینکا تھا اسفند شاہ اس حملے کے لئے تیار نہیں تھا جھٹکے سے پیچھے ہوتے اسنے پہلے اپنی شرٹ کو دیکھا تھا جو بھیگ گئی تھی پھر سامنے سرد تاثرات لیے اس پاگل لڑکی کو دیکھا تھا.

تم ہوتے کون ہو میری زندگی کو کنڑول کرنے والے؟...بنا انجام سوچ وہ پھر سے چیخی تھی

اگلے ہی پل اسکی کلائی کو مڑورتے بازو کمر کے پیچھے پن کیے اسفند شاہ نے اپنا چہرا اسکے کان کے قریب کیا تھا

شوہر ہوں تمہارا ... ہونے والا.., اطمینان سے کہا گیا۔

ان بعد کے دو لفظوں پر وریشہ کو اپنے تن بدن میں آگ لگتی محسوس ہوئی تھی۔

آج حرکت کی ہے آئندہ مت کرنا ورنہ پہلے بھی کہا تھا اب بھی کہہ رہا ہوں تمہارے یہ ہاتھ میرے ظلم برداشت نہیں کر پائیں گئیں

گرفت مزید سخت کرتے اسفند شاہ اسے سسکنے پر مجبور کر گیا تھا

اسے بیڈ پر ہلکا سا دھکا دیئے وہ دیوار کی طرف گیا تھا

آنکھیں بند کیے لمبے سانس بھرتی وہ خود پر اور اندر امڈتے لاوے کو قابو کرنے کی سعی میں تھی جانتی تھی وہ کچھ بھی بولے گئی اسفند شاہ کے پاس اسکے ہر سوال کا جواب موجود ہو گا چاہے پھر وہ اسے پسند آئے یا نا آئے اور سزا الگ ملے گئی ...

ٹاول لے کر آؤ !...

اسکی کرخت آواز پر وریشہ خیالوں کی دنیا سے باہر آئی تھی اور سامنے دیوار کی طرف دیکھا تھا جہاں وہ پیٹھ کیے ہاتھ میں رومال پکڑے کھڑا تھا چہرا دیکھنے کا بہت اچھا چانس تھا جو وریشہ مس نہیں کرنا چاہتی تھی سو وہ ٹاول لے کر دس قدموں کا فاصلہ تین قدموں میں طے کرتے اسکے قریب آئی تھی

جہاں ہو وہی ٹھہر جاؤ اور ٹاول اس ٹیبل پر رکھ کر واپس بیڈ پر جا کر بیٹھو۔قدم روکنے کے بجائے اسنے مزید آگے بڑھائے تھے دل کی رفتار یکدم تیز ہوئی تھی مگر اگلے ہی لمحے اسفند شاہ کے ادا ہوئے جملے نے اسے وہی سِٹل کیا تھا۔

جس دن تم نے میرا چہرہ دیکھ لیا اس دن اسی پل تمہیں میرا ہونے سے کوئی نہیں روک پائے گا۔

اسنے الٹے قدم لیے تھے اور چپ چاپ بیڈ پر جا کے بیٹھی تھی

پانچ منٹ گزرے تھے وہ واپس سے اسکے سامنے آیا تھا گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتے ماتھے سے ہٹایا تھا چوڑے سینے پر شرٹ گیلی ہونے کی وجہ سے چپکی ہوئی تھی وریشہ نے بے ساختہ نظریں گھمائی تھیں

اسنے مسکراتے ہونٹ دانتوں تلے دبایا تھا۔

اگر تمہیں لگتا ہے میرے کمرے میں آ کر میرے ساتھ ایسا بی ہیو کر کے تم مجھے نکاح پر راضی کر لو گئے تو تمہاری بہت بڑی خوش فہمی ہے

کیسا بی ہیو ؟

اسکی حیرت زدہ سی آواز پر وریشہ نے سر اٹھائے آنکھیں سیکڑتے اسے دیکھا تھا اور اپنی دونوں سرخ پڑتی کلائیاں اسکے سامنے کی تھیں جن پر اسکی انگلیوں کے نشان واضح تھے

وہ غصے میں زیادہ ری ایکٹ کر جاتا تھا جس بات کا اکثر اسفند شاہ کو بعد میں احساس ہوتا تھا۔

اور ویسے بھی تمہاری تین سال کی محبت میں دیکھ چکی ہوں۔

وہ طنزیہ کہتی وہاں سے اٹھی تھی

اسنے ابھی پہلی غلطی کی معافی نہیں مانگی تھی اس لڑکی

نے اسے پھر سے کٹھرے میں کھڑا کیا تھا۔

نظر اسکی کلائیوں سے ہٹاتے اسفند شاہ نے اسکا بازو دبوچا تھا

کیا کہنا چاہتی ہو؟

یہی کہ تمہاری تین سال کی محبت بس اتنی ہی تھی کہ میرے تین منٹ کے انکار پر تم نے واپس مڑ کے یہ بھی نہیں دیکھا کہ مر گئی ہے یا زن..دہ..ہ..

اسفند شاہ کی آنکھوں میں حیرت اور خوشی بیک وقت ابھری تھی جس پر وریشہ کی چلتی زبان اٹکی تھی وہ غصے میں سچ بول گئی تھی جس کا افسوس اب اسے تاعمر رہنے والا تھا

اوہ تو یہ غصہ میرے نا آنے کی وجہ سے ہے..؟

محویت اسے دیکھتے وہ خوشی سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے ... اپنا بازو چھڑواتی وہ دوبارہ سے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

خیر اب ایسا نہیں ہے تو کبھی ایسا ہو جائے گا مجھے یقین ہے۔

اسکے جواب میں وہ چپ ہی رہی تھی۔

میں اسلئے نہیں آیا دوبارہ کیونکہ میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تین سال سے وہی کر رہے ہو... اسکی بڑبڑاہٹ نظر انداز کرتے وہ پھر سے بولا تھا

مگر جب بھی تم کبھی پریشانی میں ہوئی تو اسفند شاہ کو اپنے ساتھ کھڑا پاؤگی اور جب کبھی اداس ہوئی تو تمہارا دوسرا آنسو گرنے سے پہلے تم اسفند شاہ کو اپنے روبرو دیکھو گئی۔

ذہن میں وہ گزری رات آئی تھی وہ پلٹی تھی مگر اب وہاں کوئی نہیں تھا کھڑکی کھلی تھی ہوا کا جھونکا اسکے چہرے سے ٹکرایا تھا اور وریشہ سلطان پھر سے تنہائیوں اور سوچوں میں گھر گئی تھی

» » » » » » » » » » » »

وہ اندھیرے سے ڈوبی جگہ تھی اور وہ ننگے پاؤں بغیر ڈوپٹے کے اندھا دھند بھاگی جا رہی تھی پیروں سے خون نکل رہا تھا آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے مگر اسے اپنی جان سے زیادہ عزت پیاری تھی جسے وہ کچھ بھی کر کے بچانے والی تھی مگر قسمت پر کب کس کا زور چلا ہے ٹھوکر لگی تھی اور وہ منہ کے بل زمین پر گری تھی وہ اٹھتے پھر سے بھاگتی جب کسی نے اسکا بازو دبوچا تھا

منہ سے دلخراش چیخ نکلی تھی اسنے رخ موڑا تھا۔ نہ نہیں چھوڑ دو مجھے میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا جانے دو مجھے۔ بخش دو مجھے وہ ہاتھ جوڑے گڑگڑاتی پیچھے کو ہو رہی تھی۔

ایسے کیسے چھوڑ دوں تیری وجہ سے کتنی بے عزتی ہوئی میری ایسے تو نہیں جانے دوں گا ... اسنے ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا اور بازو کو چاک کر دیا۔

نہیں بھائی مجھے بچائیں میں مر جاؤں گئی چھوڑو مجھے۔

نیند میں ہاتھ پاؤں مارتی وہ چیختی ہوئی اٹھ بیٹھی تھی آنکھیں ہنوز بند تھی۔دروازہ کھولتے اندر آتے اسنے روتی تڑپتی عشال کو اپنے سینے سے لگایا تھا وہ کچھ دیر پہلے ہی فجر کی نماز پڑھ کے اٹھا تھا عشال کے کمرے سے آتی چیخوں پر وہ ڈورتا ہوا اسکے کمرے میں آیا جہاں وہ کسی بُرے خواب کے زیرِ اثر خوفزدہ سی سہمی ہوئی چیخ رہی تھی۔

عشال بچے میری پری میں یہی ہوں بھائی یہی ہیں بچے۔خاموش ہو جاؤ دیکھو میری طرف دیکھو۔

بھائی بھائی وہ مجھے مار ڈالے گا بھائی مجھے بچا لیں۔

اسکی شرٹ کو مضبوطی سے تھامے وہ ذرا سی آنکھیں کھولے روتے ہوئے بول رہی تھی۔

کوئی تمہیں کچھ نہیں کرے گا عشال میں ہوں نا بے فکر رہو وہ بس خواب تھا برا خواب اور کچھ نہیں۔

اسکے بال سہلاتے وہ اسے رونے سے باز رکھنا چاہتا تھا عشال نے جیسے یقین کرنے کے لئے پوری آنکھیں کھولے ارگرد دیکھا وہ اپنے کمرے میں تھی کھڑکی سے ہلکی روشنی اندر آرہی تھی تو وہ خواب

دیکھ رہی تھی مگر خوابوں کو حقیقت بننے میں کتنی دیر لگتی ہے ذہن میں اٹھتے سوال اور بے لگام خوف پر وہ باقاعدہ کانپنے لگی تھی

عشال آج تم کہیں نہیں جاؤ گھر رہو اور ریسٹ کرو دیکھو حسنہ بی بھی یہی ہیں مجھے ایک ضروری میٹنگ کے لئے جانا میں جلدی آجاؤں گا۔

بھائی...!وہ اسکے پاس سے اٹھتا عشال کی خوف میں سرسراتی آواز ابھری تھی

جی بچے"..

بھائی وہ صرف خواب تھا نا .... اسے تسلی نہیں ہوئی تھی۔

بلکل وہ بس خواب تھا کوئی میری پری کی طرف بری نظر سے دیکھ بھی نہیں سکتا اور جو ایسا کرے گا ارشان شاہ اسکی آنکھیں نکال لے گا۔اب شاید اسے تسلی ہوئی تھی سر کو خم دیئے وہ تکیے پر سر رکھ گئی تھی اسکے پاس بھائی تھا تحفظ تھا ایک یقین تھا اسکا بھائی اس تک کبھی کسی مصیبت کو پہنچنے بھی نہیں دے گا ل۔

حسنہ بی خیال رکھئیے گا عشال کا اور ایک سیکنڈ کے لیے بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑیئے گا۔

بے فکر رہیں بیٹا میں خیال رکھوں گئی۔

مجھے یقین ہے آپ پر ... اسنے مسکراتے دیوار پر ٹنگی گھڑی کی طرف دیکھا تھا جہاں چھ بجنے والے تھے فوراً سے اپنے کمرے کی طرف جاتے چینج کرنے کی غرض سے واڈراب کی طرف بڑھا تھا جب موبائل بجا۔ارشان شاہ نے نمبر دیکھ مسکراتے موبائل کان سے لگایا تھا

اسلام علیکم کیسے ہو؟

لہجہ خوشگوار ہوا۔

بھائی میں ٹھیک نہیں ہوں یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

وہ فوراً سے بولا تھا

ہاتھ میں پکڑی شرٹ پر گرفت نرم پڑی تھی سفیان شاہ کی بوکھلاہٹ زدہ آواز نے ارشان شاہ کو پریشانی میں مبتلا کیا تھا

کیا ہوا ہے سفیان ماموں ٹھیک ہیں دا جی اور بی جان وہ کیسی ہیں

بتاؤ سفیان چپ کیوں ہو..

بھائی آپ حویلی آ سکتے ہیں؟

ارشان شاہ کے سوالوں کو نظر انداز کیے اسنے سوال کیا تھا

اسنے گھڑی کی طرف دیکھا تھا جہاں چھ بج کر پندرہ منٹ ہو رہے تھے نہیں سفیان آج ممکن نہیں ہے میں کل آجاؤں گا ابھی مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » » » »

وہ رات بھر کی جاگی اب اس وقت کچن میں کھڑے اونگ رہی تھی افففف میں تو آپ کی محبت میں چوکیدار بھی بن گئی شاہ اب بھی آپ کو میری محبت پر یقین نا آئے تو عینا شاہ کی محبت توہین ہے اپنے خیالوں میں مگن اسنے سفیان شاہ کو مخاطب کیا تھا لمبی سانس بھری تھی اور اعصاب کو ڈھیلا چھوڑا تھا کندھوں پر ہاتھ کا دباؤ ڈالے اسنے گردن اکڑائی تھی

عینا دی...! ہاں میں یہاں ہوں کچن میں ... چائے کے نیچے چولہا کم کرتے وہ کچن کی دہلیز پر آئی تھی

عینا دی وہ خادم بھا نے کہا ہے کہ گاؤں والے چھوٹے صاحب کا ڈیرے پر انتظار کر رہے ہیں تو کیا آپ انہیں جا کر یہ پیغام دے دیں گئیں

چھوٹے صاحب پر عینا کو بے ساختہ کل رات والا منظر یاد آیا تھا جب وہ اسکے اوپر گری تھی

نہی نہیں میں نہیں .... وہ آگے کیا بولتی سامنے کوئی تھا ہی نہیں۔

جس پر خود کو ہمت دیتے چہرے پر پلو گرائے چائے کی ٹرے اٹھا کر عینا سفیان شاہ کے کمرے کی طرف گئی تھی ہلکا سا نوک کرتے کمرے میں قدم رکھا تھا ہر طرف ملجگہ سا اندھیرا پھیلا تھا کھڑکیوں پر پردے ہونے کی وجہ کمرے میں رات کا سماں تھا ٹیبل کی سمت معلوم ہونے ہر احتیاط سے آگے

بڑھتی اسنے ٹرے ٹیبل پر رکھی تھی اور ہاتھ ٹٹولتے دیوار پر بورڈ ڈھونڈنا چاہا تھا لائیٹس اون کرنے پر اسکی پہلی نظر بیڈ پر گئی تھی جو کے خالی تھا مگر نظر وہاں سے ہٹی نہیں تھی بیڈ پر تکیے کے قریب رکھا وہ لاکٹ جس کا کلر فینٹ ہو چکا تھا مگر اس لاکٹ نے کئی بہت پیچھے دھکیل دیا تھا کچھ دھندلا سا اسکی نظروں کے سامنے لہرایا تھا ہوش میں تو تب آئی تھی جب سفیان شاہ نے اسکے ہاتھ سے وہ لاکٹ جھپٹا تھا

کس کی اجازت سے تم میرے کمرے میں آئی اور کس سے پوچھ کر تم نے میرے چیزوں کو چھوا؟
اسکی اتنی اونچی آواز پر عینا اپنی جگہ سے اچھلتی دو قدم پیچھے کو ہٹی تھی

وہ .. وہ میں بتانے آئی تھی کہ ڈیرے پر وہ لوگ...

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے اور آج کے بعد میرے کمرے میں قدم رکھنے کی سوچنا بھی مت۔وہ ایک بار پھر سے چیخا تھا

عینا کو اپنی پلکوں پر نمی اترتی محسوس ہوئی تھی مزید کچھ کہے بغیر وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

اسکے جاتے ہی سفیان شاہ نے لاکٹ کو دیکھا تھا اور پھر اسے ہونٹوں سے چھوئے قمیض کی پولٹ میں رکھا اور شال اوڑھے ڈیرے کی طرف نکل گیا

صرف دیکھ ہی تو رہی تھی کھا تو نہیں گئی تھی جو اتنا غصہ کر دیا ٹپ ٹپ کرتے آنسو کو روکنے کی سعی کرتی وہ روتی ہکلاتی خود سے ہی باتیں کر رہی تھی جب نظر سامنے سے ٹرے لے کر جاتی چھوٹی پر پڑی تھی چہرا جھکائے وہ پھر سے رونے میں مصروف ہوئی تھی

تقریباً پانچ منٹ بعد وہاں سے اٹھتی جب وہ کچن میں گئی تب ہی وہاں چھوٹی آئی تھی۔

چھوٹی..

جی عینا دی!..

وہ ابھی تم ٹرے میں کیا لے کر جا رہی تھی؟

کاموں میں مصروف اسنے یوں ہی سوال کر ڈالا تھا۔

وہ لسی تھی دی!..

اچھا وہ کس کے لئے اور بنائی کس نے کیونکہ میں نے تو بنائی نہیں

اسے خدشہ تھا کہیں چھوٹی نے ہی تجربہ نا کر دیا ہو پینے والے پر۔

دی وہ لسی کومل دی نے چھوٹے صاحب کے لئے بنا کے دی تھی۔

حرکت کرتے ہاتھ تھمے تھے کک..کومل نے بنائی اسکے ذہن میں کچھ کھٹکا تھا دل جیسے کسی انجانے خوف کے تحت ڈوبنے لگا۔

کومل کہاں ہے اب؟ اسنے کچھ سوچتے پوچھا تھا

انہیں تو میں نے حویلی سے باہر جاتے دیکھا تھا۔

ہاتھ سے چھوٹتا گلاس زمین بوس ہوا تھا عینا اپنی ہوئی بے عزتی کو بھلائے ڈیرے کی طرف بھاگی تھی دل اور دماغ میں صرف اور صرف سفیان شاہ ہی چل رہا تھا اسکے سلامتی کی دعائیں مانگتی وہ ڈیرے

میں چھپتی چھپاتی داخل ہوئی تھی ڈیرے میں بنے کھلے صحن سے ہوتے وہ وہاں کے اکلوتے کمرے میں آئی تھی جہاں صرف سفیان شاہ کو آنے کی اجازت تھی۔اسنے کمرے میں قدم رکھا وہاں رکھی اکلوتی ٹیبل پر رکھا لسی سے بھرا مگ اٹھایا تھا شکر ہے شاہ نے اسے پیا نہیں اسنے خود کلامی کی تھی۔

یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ اسکی کرخت آواز پر عینا پلٹی تھی

سفیان شاہ نے ترچھی نظروں سے پہلے اسے اور پھر ہاتھ میں پکڑے گلاس کو دیکھا تھا عینا اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتی قدم پیچھے لینے لگی تھی۔

کس کی اجازت سے تم یہاں آئی تمہیں معلوم ہے یہاں حویلی کی عورتوں کا آنا منع ہے پھر بھی تم منہ اٹھا کے یہاں آگئی۔

پوچھ سکتا ہوں ایسی کون سی ایمر جنسی تھی۔اسنے قدم اسکی طرف لیے تھے

جی .. جی وہ میں یہ لینے آئی تھی۔گلاس کو تھوڑا سا آگے کرتے اسنے سرگوشی سے بھی کم آواز میں کہا تھا

وجہ ... کیا میں نے اسے پی لیا جو تم لینے آ گئی۔

آئی برو اچکائے جبڑے بھینچے غصے سے پوچھا گیا۔

اسکی گرم آگ سی تپش لیے سانسیں اپنے ہاتھ پر محسوس کرتی عینا کی جان سولی پر اٹکی تھی

رکھو اسے اور جاؤ واپس حویلی میں..." وہ ذرا سا پیچھے ہوا تھا

نہی .. نہیں آپ اسے نہیں پیئے گئیں۔وہ مزید پیچھے کو کھسکتی فوراً سے بولی تھی۔

سفیان شاہ کا تو دماغ گھوم گیا تھا پہلے صبح والی حرکت اور اب پھر سے انکار اسکی بازو کو دبوچے سفیان شاہ نے اپنے سرخ انگارہ ہوتی نظریں اسکی آنکھوں میں گاڑھی تھی۔

گلاس مجھے دو اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ... گلاس کو پکڑتے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تھا

نہیں کبھی نہیں ... گلاس کو مزید مضبوطی سے پکڑے عینا نے روتے نفی میں سر ہلایا تھا۔

اس..اس مم..میں زہر ہے آپ اسے نہی.. نہیں پی..پیئے گئیں۔

سفیان شاہ کی مضبوط گرفت پر سسکتے اسنے جملہ مکمل کیا تھا جس پر سفیان شاہ نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا۔

اور پھر عینا نے روتے اسے ساری بات بتا دی تھی دوسری طرف سے مسلسل خاموشی پر عینا نے سر اٹھایا تھا جہاں سفیان شاہ اسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا اور پھر اس خاموش کمرے کی فضا میں سفیان شاہ کا بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔

روتی عینا نے حیرانی سے اسکی طرف دیکھا۔

تم کہنا چاہتی ہو وہ لڑکی مجھے مارنا چاہتی ہے اور یہ بات تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟

وہ طنزیہ لہجے میں پوچھ رہا تھا

میں نے اسکی باتیں سنی تھیں.

بلکل حویلی کے مالکوں کو خبر نہیں ہوئی اور ایک ادنیٰ سی ملازمہ کو سب پتہ چل گیا واؤ بہت خوب ... تالی بجائے سفیان شاہ نے ایک بار پھر اس معصوم کو اسکی اوقات یاد دلانے کے ساتھ اسکی محبت کی بھی تذلیل کر ڈالی تھی۔

اسکا چھبتا ہوا لہجہ اور کاٹ دار ہر لفظ عینا کو اپنا دل چیرتا محسوس ہوا تھا اسے آج پہلی بار اپنے انتخاب پر پشیمانی ہوئی تھی

گلاس دو مجھے ابھی تمہاری غلط فہمی دور کرتا ہوں!..

سفیان شاہ نے اسکے روبرو آتے ہاتھ آگے کیا تھا

وہ اسے پی کر اسکی غلط فہمی دور کرنے والا تھا یہ سوچتے ہی عینا شاہ تو جیسے سو بار مری تھی۔

دو مجھے یہ!..

نہیں دوں گئی اور عینا نے وہ گلاس ہونٹوں سے لگائے ایک ہی سانس میں ختم کیا تھا۔

یہ .. یہ کیا کیا تم نے پاگل لڑکی .... اگر اسکی بات صحیح نکلی تو یہ سوچتے ہی پل کو سفیان شاہ کا دل ڈوب کے ابھرا تھا

چھن کی آواز آئی تھی اور عینا کے ہاتھ میں پکڑا گلاس زمین بوس ہوا تھا سفیان نے اسکی طرف دیکھا جسم کپکپانے لگا تھا ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے وہ لڑکھڑاتی گرتی سفیان نے اسے تھام لیا جس پر عینا کا پلو سرکتا سر سے اترتا چلا گیا تھا۔

شش..شاہ میرا سر .. سر چکرا رہا ہے۔

عینا ہوش میں آؤ کچھ نہیں ہو گا تمہیں آنکھیں کھولو ... اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھی سفیان شاہ نے اسکا گال تھپتھپاتے جگانے کی کوشش میں کمرے میں رکھی چارپائی پر لیٹایا تھا

مم..مجھے سانس سانس نہیں آرہا گردن پر ہاتھ رکھتی وہ دوہری تیریری ہورہی تھی اسے سانس لینے میں تکلیف ہو رہی تھی اور سفیان شاہ کو اسے دیکھتے اپنا سانس رکتا محسوس ہونے لگا تھا

عینا آنکھیں کھولو میری بات سنو سونا نہیں ہے سن رہی ہو مجھے سونا نہیں ہے تقریباً اس پر جھکتے گالوں کو چھوتے سفیان شاہ اسکے بے حد قریب تھا عینا نے ذرا سی آنکھیں کھولی تھی سفیان شاہ کی

آنکھوں میں جھلکتی بے پناہ پریشانی اور اپنے لیے تکلیف دیکھ اسکے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اور بس پھر سانسوں کی ڈور ٹوٹی تھی اور عینا شاہ نے نظروں میں سفیان شاہ کو بھرتے آنکھیں موند لی تھی

عین..عینا تت..تم نے آنکھیں کیوں بند کر لی آنکھیں کھولو۔

اٹھو ادھر دیکھو میری طرف ... آنسو بہتا اسکے گال پر گرا تھا۔

سفیان شاہ اس ادنیٰ سی ملازمہ کے لئے رو رہا تھا۔

کیا ہو رہا ہے یہ سب سفیان شاہ دور ہٹو اس سے ...

وہ کچھ دیر پہلے ہی واپس آئے تھے حویلی میں جانے پر معلوم ہوا کہ سفیان شاہ ڈیرے پر ہے وہ اس سے ملنے کے لئے وہاں آئے تھے مگر وہاں عجیب سی خاموشی دیکھ انہیں اندیشہ ہوا تھا

آپ سب یہاں ایسے کیوں کھڑے ہیں؟

انکی بارعب آواز پر تمام گاؤں والے اپنی اپنی جگہ سیدھے ہوتے سلام کرنے لگے۔

دا جی ہم اس چوری کے کیس کا فیصلہ لینے آئے تھے مگر چھوٹے صاحب شاید مصروف ہیں کافی۔

یہ وہی شخص تھا جس کو آخری بار سفیان شاہ نے اچھا خاصا مارا تھا۔اسکے طنزیہ لہجے پر دا جی کا خون کھول اٹھا تھا مطلب تو وہ بھی اچھی طرح سمجھ گئے تھے

بکواس بند کرو کہنا کیا چاہتے ہو تم؟

دا جی انکے کمرے سے کسی لڑکی کی آوازیں آرہی ہیں ہم کیا کہیں گئیں!...

لڑکی کی آوازیں ... انہوں نے ضبط سے ساتھ کھڑے سفیان شاہ کے خاص آدمی خادم کی طرف دیکھا تھا جس نے سر جھکا دیا۔

کچھ بھی بولے بغیر وہ کمرے کی طرف آئے تھے جس کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا یہ سب کیا ہے سفیان ہم نے تمہا..

انکے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے چارپائی پر بے سود سی پڑی عینا کو دیکھ انکی روح تک لرز اٹھی تھی۔

یہ.. یہ کیا کیا تم نے میری بچی کے ساتھ ... اسکو بازو سے دبوچے عینا سے دور کرتے وہ خود نزدیک آئے تھے اپنی چادر سے اسے ڈھانپا تھا

میں نے .. میں نے کیا .. داجی یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔

سفیان شاہ کی حیرانی کی کوئی حد نہیں تھی داجی اسے اس سب کا ذمہ دار سمجھ رہے تھے۔

ہاں تم نے سفیان شاہ ... ان لفظوں کے ساتھ داجی کی انگلیوں کے نشان سفیان شاہ کے گال پر پڑے تھے۔

اور وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا تھا سفیان شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھی کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ضرور کچھ بولتا مگر ابھی اسے عینا کی جان خود کی عزت سے بھی زیادہ عزیز تھی

خادم ... وحشت زدہ سی اونچی آواز اس کمرے میں گونجی تھی

جی جی سائیں.." دروازے کے پار کھڑے اسنے ادب سے سر جھکایا تھا

ڈیرہ خالی کرو اور حویلی تک جانے کے راستے میں مجھے کوئی مرد نظر نا آئے۔۔۔حلیمہ بی کو حویلی میں بھیجو فوراً...

جو حکم سائیں!...

اپنا حکم سناتے سفیان شاہ دا جی کو نظر انداز کیے آگے آیا تھا عینا پر چادر درست کرتے اسے بازوؤں میں بھرے حویلی کی طرف بڑھ گیا۔دا جی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا گاؤں والے بھی سب کچھ دیکھ اور سن چکے تھے ایک نئی آزمائش شاید انکے انتظار میں تھی مگر سب اگنور کیے وہ بھی سفیان شاہ کے پیچھے گئے تھے

» » » » » » » » » » » » » »

یہ سب کب ہوا سفیان اور عینا وہ کیسی ہے اب؟

ارشان شاہ کی پریشانی میں ڈوبی آواز اسپیکر میں ابھری تھی

بس کچھ گھنٹے پہلے ہی بھائی ... اور وہ اب خطرے سے باہر ہے مگر ہوش نہیں آیا اسے ابھی تک.!
تھکی تھکی سی آواز میں کہا تھا

یا اللہ تیرا شکر ہے ... اسکی جیسے سانس میں سانس آئی تھی

اب مسئلہ کیا ہے سفیان؟ اسکی خاموشی محسوس کرتے ارشان شاہ نے کچھ سوچتے سوال کیا تھا

بھائی مسئلہ یہ ہے کہ گاؤں والے اب میرے خلاف ہو گئیں ہیں وہ غلط سمجھ رہے ہیں بھائی اور دوسری طرف دا جی اور بی جان انکو بھی میں ہی غلط لگ رہا انکے مطابق عینا کی یہ حالت میری وجہ سے ہے

اور اسلئے گاؤں والوں اور انکے مطابق یہاں سب چاہتے ہیں میں عینا سے نکاح کر لوں مجھے گاؤں والوں کی کوئی فکر نہیں ہے بھائی مگر دا جی اور بی جان وہ میرا یقین نہیں کر رہے مجھے آپ کی ہیلپ چاہئیے انہیں سمجھائیں میں یہ نکاح نہیں کر سکتا میں انوشے سے محبت کرتا ہوں صرف اسکا ہوں۔اسکے لہجے میں ڈھیروں بے بسی تھی ارشان شاہ کو مزید افسوس نے آن گھیرا تھا

بھائی آپ کریں گئیں دا جی سے بات انہیں بولیں یہ نکاح والا قصہ ختم کر دیں۔

ٹھیک ہے میں بات کروں گا سفیان وہ نکاح والا قصہ ختم کر دیں گئیں مگر جو داغ اب عینا کے کردار پر لگ چکا ہے جو قصہ اب اسکی ذات پر بن چکا ہے اسکو کیسے ختم کرو گئے سفیان شاہ..؟

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ وہ متعجب ہوا تھا

میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں سفیان وہ لڑکی ذات ہے گاؤں والوں نے اسے تمہارے ساتھ دیکھا ہے حقیقت کیا تھی کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا آنکھوں دیکھا کیا تھا چرچا ہمیشہ اسی کا ہوتا ہے تم تو مرد ہو سفیان تمہارا وہاں رعب ہے کوئی تمہارے سامنے سوال کرنے کی جرات نہیں کر سکتا مگر عینا اسکا کیا یہ لوگ اسے نہیں بخشیں گئیں میرے بھائی میں جانتا ہوں میں نے کہا تھا تم عینا سے نکاح کر لو مگر آج یہی بات میں اسلئے نہیں کہوں گا کہ میں ایسا ہی چاہتا تھا بلکہ اسلئے کہوں گا کیونکہ اب اس لڑکی کی عزت اور ذلت صرف تمہارے ایک فیصلے پر ٹکی ہے باقی تم خود سمجھدار ہو میں کوشش کروں گا شام تک حویلی پہنچنے کی خیال رکھنا اپنا اور باقی سب کا... اسنے کال کٹ کر دی تھی بغیر سفیان شاہ کا جواب سنے ... نظریں ریڈ سگنل سے ہٹائی تھی جو اب گرین ہوئی تھیں تیار ہونے سے لے کر آفس تک کا سفر ارشان شاہ نے اس سے بات کرتے گزارا تھا۔

» » » » » » » » » » » » »

وہ جیسے جیسے حویلی میں قدم آگے رکھ دہا تھا ہر کوئی اسکی طرف متوجہ ہو رہا تھا سفیان شاہ اسے لیے گیسٹ روم کی طرف آیا تھا اسے بیڈ پر لیٹائے وہ خود باہر آگیا تھا۔

ابھی تک حلیمہ بی کیوں نہیں آئی؟

ادھر سے ادھر ٹہلتے غصے بھری آواز میں استفسار کیا گیا۔

معاف کیجئے گا سائیں وہ مجھے...

اندر جائیں بی اسے آپ کی ضرورت ہے اور میری بات یاد رکھئیے گا اسے کچھ نہیں ہونا چاہئیے۔انکے سامنے آتے ضبط سے کہا تھا

دا جی سائیڈ میں کھڑے چپ چاپ اپنے پوتے کی کارستانیاں دیکھ رہے تھے۔یہ سب کیا ہو رہا ہے حویلی میں اور کیا ہوا عینا کو کہاں ہے اب وہ..؟

وہ آرام کرنے کی غرض سے کمرے میں گئی تھیں مگر حویلی میں آئی اس نئی قیامت کی خبر ملتے ہی وہ دوڑی دوڑی سفیان شاہ کے پاس آئی تھی جو قفل لگائے کھڑے تھے انہوں نے دا جی کی طرف دیکھا تھا جس پر انہوں نے ڈیرے پر جو دیکھا سنا اور کہا سب انہیں گوش گزار کر دیا تھا۔

کیا کیا ہے تم نے اسکے ساتھ سفیان۔۔۔وہ ٹرانس کی کیفیت میں بولی تھی۔

سفیان شاہ جو پہلے سے ہی پریشان تھا اپنی دادی کی بات سن کر اسکے دماغ کی نسیں پھٹنے کو آئی تھیں۔

اسنے زہر پیا ہے بی جان آخر ہو کیا گیا آپ سب کو میں ایسا نظر آتا ہوں آپ لوگوں کو کیا اتنا گھٹیا ہوں آپ سب کی نظروں میں کی اب اپنی ہی حویلی کی عزت پر نظر رکھوں گا۔

ضبط کے باوجود وہ شدت سے چیخ اٹھا تھا

دا جی اور بی جان اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئے تھے۔

چھوٹے سائیں ٹھیک کہہ رہے ہیں دا جی عینا نے زہر پیا ہے

حلیمہ بی کی آواز پر وہ تینوں ہی انکی طرف مڑے تھے سفیان شاہ ہوا کی تیزی سے انکی طرف آیا تھا

اب کیسی ہے وہ؟

مکمل ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ابھی اسے ہوش نہیں آیا میں نے اسے کاڑھا پلایا ہے زہر کا اثر زائل ہو چکا اب بس دیکھنا ہے ہوش کب تک آئے گا اور کب تک وہ ہوش میں آ جائے گئی..؟

اور یہ کہتا ہے مجھے اس لڑکی سے محبت نہیں ہے ...اس قدر اسکی بے چینی دیکھ دا جی نے سوچتے تاسف سے اپنے پوتے کو دیکھا تھا

جو زہر اسنے پیا ہے وہ کوئی معمولی زہر نہیں تھا چھوٹے سائیں وہ انسان کو پل میں ختم کر دیتا ہے سانس لینے میں مشکل ہونے لگتی ہے نسوں میں خون جم جاتا ہے جس نے بھی یہ زہر اس لسی میں ملایا تھا وہ پوری پلاننگ کے ساتھ اپنا کام کر کے گیا ہے مجھے کچھ جڑی بوٹیوں کی ضرورت ہے میں وہ لینے جا رہی ہوں تب تک آپ عینا کا خیال رکھیئے گا میں جلد ہی آجاؤں گئی۔

وہ جا چکی تھیں مگر سفیان شاہ ابھی تک انکی باتوں کے اثر میں ہی تھا اسنے میری موت کو اپنے گلے لگا لیا بی جان ... سرگوشی سے بھی کم آواز میں کہتے وہ صوفے پر ڈھے گیا۔

یا اللہ خیر سفیان اسکا مطلب وہ...

جی بی جان وہ لسی میرے لیے بھیجی گئی تھی مگر معلوم نہیں عینا کو کیسے معلوم تھا کہ اس میں زہر ہے اسنے مجھے باد ہا دفعہ منع کیا مگر میری ضد کے سامنے اسنے وہ لسی پی لی اگر اسے کچھ ہو گیا اور وہ خاموش ہوا تھا بی جان کے ہاتھوں کو سر سے لگائے اسنے آنکھیں موندی تھیں۔

بی جان میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا مجھے اسکی بات سن لینی چاہیئے تھی میں نے کیوں نہیں سنی بی جان میں ہوں اس سب کا قصوروار...

وہ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا بچے دعا کرو اسکے لئے .... وہ افسردگی سے بولی تھی

عینا نے تمہیں کچھ بتایا تھا اس بارے میں؟

دا جی کی آواز پر اسنے سر اٹھایا تھا اور پھر اپنے اور عینا کے درمیان ہوئی ساری گفتگو انہیں سنا ڈالی تھی

عینا نے تمہیں اس لڑکی کا نام نہیں بتایا؟

دا جی نے پھر سے سوال کیا تھا

وہ ضرور کومل ہو گئی ... خودکلامی میں کہا تھا

آپ جانتی تھیں بی جان .... سفیان شاہ کی حیرت میں ڈوبی آواز آئی تھی۔جی بچے جس دن ہم نے حماد بھائی کی طرف جانا تھا اسی دن عینا نے مجھے سب بتا دیا تھا مگر مجھے اس بات کی خبر نہیں تھی وہ لڑکی اس قدر گھٹیا حرکت کرے گئی مجھے معلوم ہوتا تو میں اسی دن تمہیں یا ولید شاہ کو بتا دیتی .... وہ افسوس کرتی رونے لگی تھی

کہاں جا رہے ہو سفیان شاہ..؟ اسے اٹھتے دیکھ وہ بھی اٹھے تھے

مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہئیے دا جی۔

کیا اس لڑکی کے مل جانے سے عینا کی گئی عزت واپس آجائے گئی؟

روکھا طنزیہ لہجہ تھا۔

سفیان شاہ نے بے ساختہ دا جی کی طرف نظر اٹھائی۔

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں دا جی کی میری وجہ سے اسکی عزت..

بلکل میں یہی کہنا چاہتا ہوں وہ اٹل لہجے میں بولے تھے چہرے پر پھیلے سرد تاثرات اور ٹھنڈا لہجہ سفیان شاہ کو ساکت کر گیا تھا ساکت پتلیوں کے گرد سرخ ڈورے ابھرنے لگے تھے اسنے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں

اس سے نکاح کر لو سفیان گاؤں والے اس لڑکی کو عزت سے جینے نہیں دیں گئیں اسے اپنا نام دے دو"...

دا جی کے جملے تھے یا ہتھوڑے سفیان شاہ کے دماغ پر برس رہے تھے قدم جیسے زمین میں گڑھ گئے تھے وہ ایک قدم چلنے سے بھی انکاری تھا تو کیا اس کی بات نا سننے کی اتنی بڑی قیمت چکانی پڑے گئی اسے؟.. کیا اس لڑکی کی گئی عزت نکاح کے تین لفظ سے واپس آجائے گئی اسنے بی جان کی طرف دیکھا تھا جو سر جھکائے نا امید سی بیٹھی تھیں پھر دا جی کو دیکھا تھا جو جواب کے منتظر کھڑے تھے

« « « « « « « « « « « «

سفیان شاہ نے آنکھیں کھولی تھیں صبح کا ایک ایک منظر آنکھوں کے پردوں پر جھلملانے لگا تھا

اس سے نکاح کر لو، (تم مرد ہو کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا) (اس قصے کا کیا جو اسکی ذات پر بن چکا ہے) "میں صرف انوشے کا ہوں ... سفیان شاہ پر صرف انوشے کا حق ہے" (اسکی عزت اور ذلت اب صرف تمہارے فیصلے پر ٹکی ہے)۔

جملوں کی بوچھاڑ ہوئی تھی اور سفیان شاہ نے ضبط سے ہاتھ میں پکڑا موبائل سامنے دیوار پر دے مارا تھا

"آپ نے اسے مجھ سے چھین لیا اور میں آج تک رو رہا ہوں"

شدت سے چیختے اسنے کمرے کی ہر شے کو تہس نہس کیا تھا

دن رات اسے ہی مانگ رہا ہوں اسکے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں دیکھا تو پھر یہ آزمائش کیسی میرے مالک.؟

میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے صرف اسی کا رہنے دیں میرا وجود اس آزمائش کو قبول نہیں کر پائے گا مجھ سے کچھ غلط ہو جائے گا اس لڑکی کو میری زندگی میں شامل ہونے سے روک لیں کارپٹ پر سر رکھے وہ سجدے میں تھا اور آج بھی بس روتے وہ دعا ہی کر سکتا تھا

« « « « « « « « « « « «

اسنے آفس میں قدم رکھا تھا وہاں عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی وہ چلتا اپنے آفس روم میں داخل ہوا سامنے موجود ہستی کو دیکھتے اسکے ماتھے پر کئی بل نمودار ہوئے تھے ضبط سے جبڑے بھینچے وہ چپ چاپ اپنی چیئر پر جا بیٹھا

منور .... انہیں مکمل اگنور کیے اسنے اپنے اسسٹنٹ کو پکارا۔

یس سر!...

سلطان کمپنی کے ساتھ جو ڈیل ہونے والی ہے اسکی فائلز ریڈی ہو گئی؟

یس سر ہو گئی ہے..

اور وہ دوسری فائلز جو میں نے تیار کروانے کو دی تھی؟

یس سر وہ بھی ہو گئی ہے

اوکے دونوں فائلز لے کے آئیں.

اسے وہاں سے بھیجتے ارشان شاہ نے ایک اور فائل اٹھائی لی۔

ہم یہاں آپ سے بات کرنے آئے ہیں مسٹر ارشان اور آپ ہمیں اگنور کیے جا رہے ہیں ... اپنی اتنی توہین پر آخر پندرہ منٹ بعد کامران صاحب احد ارسلان کے والد چیئر سے اٹھتے اونچی آواز میں بولے تھے

اسنے ذرا سی نظر اٹھا کے دیکھتے پھر سے فائلز ریڈنگ سٹارٹ کی تھی کچھ منٹ بعد انہیں یونہی کھڑے دیکھ ہاتھ کے اشارے سے دوبارہ بیٹھنے کو کہا تھا جس پر کامران صاحب سمیت احد بھی صبر کے گھونٹ بھر کے رہ گیا تھا۔

دس منٹ بعد اسنے فائلز کو بند کرتے سائیڈ پر رکھا اور انکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

کامران صاحب کو دیکھتے اسنے کڑے تیوروں سے ساتھ بیٹھے انکے نوابزادے کو دیکھا۔احد جو ٹیک لگائے بیٹھا تھا ارشان شاہ کے یوں دیکھنے پر گڑبڑاتا اپنی جگہ پر سیدھا ہوا تھا کامران صاحب کو اسکے یوں دیکھنے پر جیسے بولنے کا موقع ملا تھا انہوں نے لب وا ہی کیے تھے کہ ارشان شاہ نے منور کی رکھی فائلز میں سے ایک فائل اٹھا کے انکے سامنے ٹیبل پر پٹخی تھی انہوں نے نا سنبھنے والے انداز میں پہلے ارشان شاہ اور پھر فائل کو دیکھا تھا۔

پڑھیں اسے؟

ہاتھوں کی پشت کو ایک ساتھ جوڑے اپنی آرام دہ چیئر سے ٹیک لگائے وہ بغور ان باپ بیٹے کے ایکسپریشن نوٹ کر رہا تھا

اس فائل میں صرف ایک صفحہ رکھا تھا جس پر درمیان میں چار لائنوں پر مشتمل تحریر اور آخر میں تین نام جن میں پہلا ارشان شاہ جس کے نیچے بذاتِ خود اسکے سائن بھی موجود تھے جبکہ دوسرا نام سیٹ کامران مرزا اور تیسرا احد ارسلان کا تھا

یہ کیا بکواس ہے تم کل کے لڑکے مجھے بتاؤ گئے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں میں یہاں تمہیں تمہارے کیے کی سزا دینے آیا ہوں نا کہ تمہارے اس فضول سے ورقے پر دستخط کرنے ...

کامران صاحب وہ فائل دوبارہ ٹیبل پر پٹختے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

اپنے ان ... دس گیارہ اور بارہ اسنے باقاعدہ ان گارڈز کی گنتی کی تھی

ان گارڈ کے ہمراہ آپ مجھے میرے کیے کی سزا دینے آئے ہیں امپریسو!..

اسنے داد دینے والے انداز میں کہا

اب بیٹھ جائیں اگر بیٹھنا چاہیں تو...

گھڑی پر ٹائم دیکھتے وہ آگے کو جھکا تھا

پہلی بات مجھے اونچی آواز اور اونچی آواز میں بات کرنے والے دونوں نہیں پسند اسلیئے آئندہ خیال رکھیئے گا ورنہ میں خیال نہیں کروں گا وہ پرسکون سا بولا تھا مگر مقابل کو آگ لگا گیا تھا

دوسری بات اس فضول کی تحریر کے مطابق اگر اب آپ کے بیٹے نے میری بہن کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھا بھی تو میں بذاتِ خود سید ارشان شاہ اسے زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا اور اس کا حق آپ خود مجھے اس پیپر پر سائن کر کے ابھی دیں گئیں

میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی .... کامران صاحب بولتے اسنے ٹوکا تھا

اگر یہی حرکت اسنے ہمارے علاقے میں کی ہوتی تو باخدا اسے دوسری سانس لینے کی بھی مہلت نہیں دی جانی تھی ... سامنے لٹھے کی مانند سفید چہرا لیے احد کو دیکھ ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا

آپ خوش نصیب ہیں اور آپ کا بیٹا بھی ... وہ چیئر سے اٹھتا انکی طرف آیا تھا۔ارشان شاہ نے آپ کے بیٹے کو زندہ رہنے کا موقع دیا ہے ورنہ میں زبان سے زیادہ ہاتھوں کو چلانا پسند کرتا ہوں۔

سائن..؟ اپنی جگہ سن ہوئے بیٹھے کامران صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ارشان شاہ انہیں ہوش میں لایا تھا

نو ڈیڈ آپ اس پر سائن نہیں کریں گیئں... احد نے انکا ہاتھ پکڑے فوراً سے کہا تھا۔اسکے لہجے میں خوف جھلک رہا تھا جو ارشان شاہ کو بہت پسند آیا تھا۔

اور ہاں میں ایک بات تو بتانا بھول ہی گیا... پین انکی طرف بڑھاتے اطمینان سے کہا تھا مگر احد سمیت کامران صاحب کی جان کو وہ ایک بار پھر سولی پر لٹکا گیا تھا

اس پیپر پر سائن نا کرنے کے جواز میں آپ کے بیٹے کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گئ اور اگر سائن کر دیں تو دوسرا موقع دیا جائے گا

وہ دوبارہ چیئر پر جا بیٹھا تھا۔

جبکہ کامران صاحب نے انتہائی نفرت سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا تھا اتنی تذلیل زندگی میں کبھی انکی نہیں ہوئی تھی جتنی آج انکے بیٹے کی وجہ سے انہیں سہنی پڑ رہی تھی پین اٹھائے سائن کرتے وہ ایک ہی جھٹکے میں کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے نکلتے چلے گئے تھے جس پر احد جو ڈیڈ ڈیڈ کرتا رہ گیا تھا انکے پیچھے بھاگا تھا

منور ...؟

یس سر!..

اس فائل کو سنبھال کے رکھو اور میٹنگ کی تیاری کرو میں آتا ہوں

اوکے سر وہ فائل لیتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

ارشان شاہ نے کچھ سوچتے موبائل نکالے نمبر ڈائل کیا تھا

اسلام علیکم سر۔

وعلیکم السلام!..

ہاں سائن کر دیئے ہیں سیٹ کامران نے مگر جتنے غصے میں وہ یہاں سے گیا ہے مجھے نہیں لگتا وہ اور اسکا گھٹیا بیٹا آرام سے بیٹھے گئیں...

تو کیا کرنا چاہیئے پھر ہمیں سر...؟

بس زیادہ کچھ نہیں ان دونوں پر نظر رکھواو اور تمہیں جو کام بولا ہے وہ صیحح سے کرو اپنی حد میں رہ کر!..

اسنے تنبیہہ کرنے والے انداز میں کہا۔

یس..یس سر !..

مقابل سمجھ گیا تھا فوراً سے آخری کلمات کہتے اسنے کال بند کر دی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » »

اٹھ گئی ڈیڈ کی پرنسیس!...

ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے لیے وہ کمرے میں داخل ہوئے تھے

آج ڈیڈ نے اپنی بیٹی کے لئے خود اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنایا ہے

ناشتہ بیڈ پر رکھتے وہ پیار سے بولے تھے جبکہ وریشہ کو یونہی سر گھٹنوں میں رکھے باہر کی طرف دیکھتے دیکھ وہ خاموش ہوئے تھے

آپ ناراض ہیں مجھ سے؟اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے انہوں نے قدرے سنجیدگی سے مخاطب کیا تھا۔

کوئی وجہ بھی تو ہو ڈیڈ... اسی پوزیشن میں بیٹھے وہ یک ٹک بولی تھی

میں کل پیلیس نہیں آسکا اسلئے مجھے لگ رہا میری پرنسیس اپنے ڈیڈ سے ناراض ہو گئی ہیں

مجھے اب اکیلے رہنے کی عادت ہو گئی ہے ڈیڈ آپ کے آنے نا آنے سے اب فرق نہیں پڑتا ... دل کے لاکھ ٹکڑے ہوئے تھے مگر وہ پھر بھی بول رہی تھی۔

صرف آپ نہیں ڈیڈ مجھے اب کسی کے آنے جانے سے فرق نہیں پڑتا

انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا انکی بیٹی ایسے بھی الفاظ بولے گئی

میں سمجھتا ہوں بیٹا آپ جس ٹراما!..

نہیں ڈیڈ بلکل نہیں ... اسنے گردن موڑی تھی اور انکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی روک دیا تھا

بلکل بھی ایسا مت کہیے گا ڈیڈ کہ آپ سمجھتے ہیں آپ نہیں سمجھ سکتے ڈیڈ میں کس ٹراما سے گزری ہوں اور کس ٹراما سے گزر رہی ہوں آپ تو کیا کوئی نہیں سمجھ سکتا یہ صرف باتیں ہوتی ہیں تسلی بخش باتیں یو نو... حقیقت اسکے الٹ ہوتی ہے ... وہ طنزیہ ہنسی تھی

کوئی کسی کو نہیں سمجھتا سب سمجھا کر چلے جاتے ہیں صرف بول کر اور سامنے والے کے دل میں جو ہوتا وہ دل میں ہی رہ جاتا جیسے آپ ابھی آئے ہیں مجھے سمجھانے ...چہرے سے بالوں کو ہٹاتے اسنے نم آنکھوں سے سامنے ساکت بیٹھے اپنے ڈیڈ کو دیکھا تھا

آپ کو پتہ ہے ڈیڈ لوگ غلط کہتے ہیں سراسر غلط کہ ماں باپ اپنی اولاد کو سمجھتے ہیں اگر کبھی مجھے موقع ملے نا ڈیڈ تو دنیا کے والدین کو ایک جگہ اکٹھا کر کے میں بتانا چاہوں گئی ہم جیسے ٹین ایجرز کو کوئی راہ چلتا سمجھ جائے گا مگر اپنے والدین کبھی نہیں سمجھیں گئیں انکی خوشی کس میں ہے انہیں کونسی تکلیف اندر ہی اندر ختم کر رہی ہے وہ کس فیز سے گزر رہے ہیں یہ بات تو کوئی ماں یا باپ تو سمجھ ہی نہیں سکتا اِن دونوں ہستیوں پر تو آپ کراس ہی لگا دیں بے بس لہجہ ، نم آنکھیں آنسو زاروقطار بہنے لگے تھے مگر ہونٹ کاٹ دار مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اور سلطان صاحب خاموشی اختیار کیے آج اپنی بیٹی کو سننا چاہتے تھے

آپ کو معلوم ہے ڈیڈ میرا اس چار دیواری میں دم گھٹتا ہے جسے لوگ شاندار سلطان پیلیس کہتے ہیں یہ وریشہ سلطان کے لئے ایک جیل ہے ایسا قید خانہ ایک ایسی منحوس جگہ جو اسکا بچپن اسکی خوشیاں اسکی ماں کو نگل گئی ڈیڈ ... اور اسکا ضبط ختم ہوا تھا وہ دھاڑے مار مار کر رو دی تھی مگر چپ نہیں ہوئی تھی۔

یہ... یہ ایک سزا ہے ڈیڈ کبھی نا ختم ہونے والی سزا یہاں خوشیاں کا داخلہ ممنوع ہے یہاں ... یہاں دکھوں کا بسیرا ہے

سلطان صاحب کی آنکھیں بھیگی تھیں اپنی جانِ عزیز بیٹی کو گلے سے لگایا تھا اور وریشہ سلطان انکی پناہوں میں آتی بلک بلک کے رو دی تھی۔

خاموش ہو جاؤ بچے میں جانتا ہوں میں ایک اچھا باپ نہیں بن سکا مگر میرے بچے میں نے آپ کو ہر وہ خوشی دینی چاہی ہے جس کی خواہش ایک بچے کو ہوتی ہے

کونسی خواہشیں ڈیڈ ...؟۔انکے حصار سے نکلتی وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

جن کی مائیں مر جائیں ڈیڈ ان بچوں کی خواہشیں بھی مر جاتی ہیں مجھے سب کا نہیں پتہ ڈیڈ مگر میری خواہش اس چار دیواری میں اس شاندار بینک بیلنس میں نہیں ہے یہ سب تو وقتی ہے ڈیڈ آج ہے کل نہیں مگر خون کی رشتے ازلی ہوتے ہیں جو چھوٹتے نہیں چھوٹتے جنہیں بھلانے کے لئے مرنا پڑتا ہے ڈیڈ اور وریشہ اپنی ماں کو بھلانے کے لئے اندر ہی اندر مر رہی ہے میں مر رہی ہوں ڈیڈ مجھے خاموشی راس آگئی ہے انکے کندھے سے سر ہٹاتے وہ بیڈ سے نیچے اتری تھی

سلطان صاحب جوں کے توں بیٹھے بس سن رہے تھے۔

آج آپ یونی نہیں جا رہی؟

کافی دیر بعد خود کو کمپوز کرتے انہوں نے موضوع بدلنا چاہا تھا

پردے ہٹاتی وریشہ ذرا سی نظر انکے چہرے پر ڈالے پھر سے کام میں مصروف ہو گئی تھی

نہیں'..

پر کیوں بیٹا ایسے تو آپ کی پڑھائی کا لوس ہو گا۔

سچ بتاؤں ڈیڈ... وہ خود کو کافی حد تک نارمل کر چکی تھی واڈراب سے ڈریس نکالتے اسنے عام سے لہجے میں پوچھا تھا

بتائیں!..

ڈیڈ میرا باہر جانے کو دل نہیں کرتا اب اور پتہ ہے ایسا کیوں ہے؟

بالوں کا جوڑا بناتے اسنے گردن موڑے انکی طرف دیکھا تھا

کیوں؟ یک لفظی جواب دیئے وہ ہمہ تن گوش ہوئے تھے

میں لوگوں کو خوش نہیں دیکھ سکتی اسلیئے ... عام سے لہجے میں کہتے وہ انہیں حیران کر گئی تھی۔

مجھ میں اب اتنی ہمت نہیں رہی میرے اندر اداسی کا ایک شہر آباد ہو چکا ڈیڈ اور جب میں اپنے ارگرد لوگوں کو ہنستا مسکراتا دیکھتی ہوں تو مجھے کوفت ہونے لگتی ہے میرا دل کرتا ہے میں وہ خوشیاں ان سے چھین لوں ان ہنستے مسکراتے چہروں کو نوچ ڈالوں مگر میں ایسا کچھ نہیں کر پاتی ایز یوول _ شانے اچکاتے وہ خود ہی اپنی سوچ اور جواب پر ہنس دی تھی اور اس لمحے سلطان صاحب کو اپنی بیٹی ڈپریشن کا شکار ہوئی نظر آئی۔انکا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیے بند کر دیا تھا انکا وہاں دم گھٹنے لگا تھا کچھ بھی کہے بغیر وہ وریشہ کے کمرے سے نکل گئے تھے۔

تلخ حقیقت آخر کسے برداشت ہوتی ہے ڈیڈ"...

خود کلامی کرتے وہ پھیکا سا مسکرائی تھی اور ڈریس اٹھائے چینجنگ روم میں بند ہوئی تھی۔

» » » » » » » » » » » »

دوپہر بھی گزر گئی اب تو شام ہونے والی ہے حسنہ بی ارشان بھائی ابھی تک آئے کیوں نہیں ...
موبائل ہاتھ پکڑے وہ الجھی الجھی سی لگ رہی تھی

آجائیں گئیں بیٹا تم کچھ کھا لو پھر دوا کا ٹائم ہو جائے گا۔

نہیں کھانا میں انہی کے ساتھ کھاؤں گئی بی اسلئے آپ ابھی صبر کریں

حسنہ بی کو پریشانی لاحق ہوئی تھی کچھ دیر پہلے ہی تو ارشان شاہ کی کال آئی تھی کہ وہ حویلی جا رہا ہے اور یہ بات عشال کو بتانے سے منع کیا تھا کیونکہ اگر اسے معلوم ہو جاتا ارشان شاہ اس وقت اسلام آباد میں موجود نہیں ہے تو شاید وہ اکیلے ہونے کے خوف سے ہی مر جاتی۔

اچھا ٹھیک ہے آپ ابھی اٹھو اور مغرب کی نماز ادا کر لو شاید تب تک ارشان بیٹے آجائیں ... پرسوچ انداز میں کہا تھا

جی ٹھیک ہے ... ذرا سا مسکراتے وہ بیڈ سے اٹھی تھی جب حسنہ بی نے فوراً سے کچن کا رخ کیا تھا

نہیں کل کی ساری میٹنگز پوسٹ پونڈ کر دو اور جو دوسرا کام میں نے دیا تھا وہ ہوا یا نہیں ...

گڈ بس اس بات کا خیال رہے منور ان دونوں کو ڈریس چینج کرنے کا ضرور بول دینا کیونکہ گھر کے باہر پولیس کا یوں موجود ہونا مزید مسئلہ بن سکتا...

ہاں ٹھیک ہے کوئی مسئلہ نہیں اچھا میں تمہیں کال بیک کرتا ہوں ویٹ ... وہاں سے کال ڈسکنیٹ کرتے ارشان شاہ نے کال اٹینڈ کی تھی

وعلیکم السلام جی حسنہ بی کیسی ہیں آپ اور عشال کیسی ہے اب؟

اللہ کا شکر ہے ہم بلکل ٹھیک ہیں بیٹے مگر عشال بہت ضد کر رہی ہے کھانا بھی نہیں کھا رہی بول رہی آپ آئے گئیں تو ساتھ کھانا کھائے گئی۔انہوں نے اپنی پریشانی بتائی تھی

بی آپ نے اسے بتایا تو نہیں..؟

نہیں بچے میں نے کچھ نہیں بتایا مگر اسکی دوا کا ٹائم ہو رہا ہے نہیں لے گئیں تو طبیعت خراب ہو جائے گئی

میں ابھی اسے کال کر کے سمجھاتا ہوں آپ فکر نہیں کریں وہ کھانا بھی کھا لے گئی اور دوا بھی لے گئی اور ہاں حسنہ بی آپ بلکل بھی فکر نہیں کریئے گا بے فکر ہو کے سو جایئے گا اور کوشش کیجیے گا عشال کے پاس ہی سو جائیں میں نے پولیس اہلکاروں کو گھر کے باہر ڈیوٹی پر لگا دیا ہے باقی گھر میں بھی سکیورٹی سسٹم الرٹ ہے۔

مجھے صرف عشال کی فکر ہے ارشان بیٹے ... وہ متفکر ہوئی تھیں

آپ اسکی فکر نا کریں میں کرتا ہوں کال اسے۔

جی ٹھیک ہے تھوڑی دیر تک کیجئیے گا ابھی وہ نماز ادا کر رہی ہیں

اوکے میں کر لوں گا خیال رکھئیے گا اللہ حافظ۔

اکیلا بندہ کیا کیا کرے ... موبائل ڈیش بورڈ پر رکھے ارشان شاہ نے ماتھا مسلا تھا۔

خدا حافظ موبائل کچن کاؤنٹر پر رکھے انہیں عشال کا خیال آیا تھا

« « « « « « « « « « « « « «

کیا مصیبت ہے اگر میں کال اٹینڈ نہیں کر رہی تو سمجھ جاؤ کہ میں ابھی مصیبت میں ہوں۔

تم مصیبت میں ہو یا طوفان میں ...میں نے کتنی بار کہا ہے میری کال پہلی رنگ میں اٹینڈ ہو جانی چاہیئے۔مقابل کی آواز اونچی ہوئی تھی

بکواس بند کرو میں یہاں تمہاری ملازمہ نہیں لگی بیٹھی کہ سارا دن ہاتھ میں موبائل پکڑ کر تمہاری کال کا انتظار کروں اور جب آئے تو اسی وقت اٹینڈ کر لوں۔ہاتھ نچا نچا کر کہتی وہ کوئی افلاطون لگ رہی تھی۔

بہت اچھے ... جتنے اچھے طریقے سے بولا ہے نا اسی طرح اچھے بچوں کی طرح اس پر عمل بھی کر لینا ورنہ جانتی ہو مجھے"..

اسکے غصے کو نظر انداز کیے وہ پر سکون سا اسے سمجھا کم اور حکم زیادہ دے رہا تھا

بھاڑ میں جاؤ تم سائیکو...! کال کٹ نہیں کرنا مجھے ضروری بات کرنی ہے..

وہ کال کٹ کرتی اسفند شاہ کے جملے نے اسے ایسا نا کرنے پر مجبور کیا تھا۔

بولو سن رہی ہوں ... موبائل کان سے لگائے اسنے خود کو اس بڑے سے آئینے میں دیکھا تھا

روئی کیوں تم...؟ اسفند شاہ کے سوال پر آنکھیں آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر جیسے جم گئے تھیں

جب یہ معلوم ہے کہ میں روئی تھی تو وجہ بھی معلوم کر لیتے۔

ٹھہر ٹھہر کے جملہ پورا کیا تھا

مجھے معلوم ہے وجہ اور آج میں بھی یہی کہوں گا کہ رونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تمہارے رونے سے انہوں نے واپس نہیں آجانا۔

لہجہ ہنوز سخت تھا.

دل کا بوجھ تو کم ہو جاتا ہے نا ورنہ ایسے تو میں پاگل ہو جاؤں گئی .

وہ بہت کم آواز میں بول رہی تھی

میں نہیں جانتی تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو اور کتنا جانتے ہو مگر تم اس اذیت کی حد کا پیمانہ کبھی نہیں کرسکتے جو مجھے ملی ہے سو تمہارے لیے یہ کہنا آسان ہے کہ رویا نا کرو کیونکہ تم پر گزری نہیں ہے اسفند شاہ۔اداسی کے باوجود اسکے لب مسکرائے تھے وہ لڑکی اسے ہر حال میں اچھی لگتی تھی ایسا کیوں تھا وہ خود بھی ناواقف تھا۔

مگر تم نہیں رو سکتی آج تمہارے ڈیڈ پاس تھے ورنہ غصہ مجھے تم پر انتہا کا تھا وہ نا ہوتے میں تمہیں بتاتا کیسے روتے ہیں۔

برف کی مانند ٹھنڈے لہجے میں کہتے وہ پل کو وریشہ کو اپنی جگہ ساکت کر گیا تھا۔

کیوں تم بھی میرے ساتھ روتے پھر؟

وہ خاصا سوچنے کے بعد بولی تھی

نہیں تمہیں بتاتا میری بات نا ماننے کا کیا انجام ہوتا"...

دانت پیستے وہ برہم ہوا تھا۔

کیسے...؟ ڈرا دھمکا کر "...

نیا سوال کیا تھا۔

اور بھی بہت طریقے ہیں تم کھو گئی تو اگلی بار وہ ٹرائے کر لیں گئیں..." چوائس از یورز"..

وہ ہلکا سا ہنسا تھا۔

اسکی ہنسی اور ادا ہوئے جملے پر وریشہ نے کان سے موبائل ہٹائے ضبط سے دیکھا اور پھر کان کے ساتھ لگایا تھا

شکریہ اپنے پندرہ منٹ مجھ پر ضائع کرنے کے لئے اب مجھے کال نہیں کرنا اللہ حافظ... اپنی ٹون میں واپس آتی وہ سنجیدگی سے بولی تھی

عجیب لڑکی ہے ... کبھی موبائل کو تو کبھی اس پر شو ہورہے نمبر کو دیکھتے اسفند شاہ نے تاسف سے اسے سوچا تھا

بیٹا اور کتنی دیر ہے آپ کی؟

اونلی فائیو منٹ ڈیڈ ... اپنی تیاری پر ایک نظر ڈالے اسنے پلین سینڈل اٹھائے تھے اور انہیں اپنے دودھیا پیروں کی زینت بنائے کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

"ہر کسی کو ہر شے پلیٹ میں سجا کے نہیں ملتی انسان کو خود کوشش کرنی پڑتی ہے اور پھر وہ کوشش دن رات محنت کر کے پیسا کمانے کی ہو یا غلطیاں بھلائے کچھ رشتوں کو بچانے کی ہو ....یہ سب

انسان کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے اسکا ہر اٹھتا قدم اور زبان سے نکلا ہر واحد لفظ اسکی زندگی کو سنوار بھی سکتا ہے اور بگاڑ بھی سکتا ہے" اور یہی بات وریشہ سلطان کو بھی شاید سمجھ آگئی تھی احمد سلطان شام کسی میٹنگ میں مصروف تھے مگر رات کا کھانا انہوں نے اپنی بیٹی کے ساتھ ہی کھانے کا وعدہ کیا تھا اسکے ڈیڈ اسکے لئے وقت نکالتے تھے انکی توجہ انکی محبت ہی وریشہ کے لئے کافی تھی وہ تو بس اسی میں ہی خوش تھی اپنے ماضی کو تو وہ نہیں بدل سکتی تھی مگر حال کو بدلنا اسکے ہاتھ میں تھا جس کے لئے اب وہ محنت کر رہی تھی مگر اسکی وہ تمام محنت مٹی ہو جائے گئی اسے کب خبر تھی۔

رئیلی سوری ڈیڈ میں نے آپ کو انتظا..ر ..کر

نظر لاونج میں بیٹھے زیان حیدر پر گئی تھی وریشہ نے نا پسندیدہ نظر اس پر ڈالے پھر اپنے ڈیڈ کو دیکھا تھا جو اسکے تاثرات جانچنے میں مصروف لگ رہے تھے۔

زیان آج فری تھا تو میں نے سوچا آج ہمارے ساتھ ہی ڈنر کرے۔

سلطان صاحب نے اپنی بیٹی کو بتانا چاہا تھا جس کا موڈ پہلے کی نسبت اب خراب معلوم ہو رہا تھا۔

جبکہ زیان حیدر ٹکٹکی باندھے مبہوت سا اسے دیکھتا رہ گیا تھا لائیٹ پنک کلر کی شورٹ شرٹ کے ساتھ وائیٹ جینز اور بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنایا تھا پیروں میں وائیٹ ہی کلر کے پلین سینڈل پہنے وہ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

کیوں اسکے گھر میں کھانا نہیں بنتا کیا جو یہاں آگیا منہ اٹھا کے!...

آہستہ آواز میں کہتی وہ سلطان صاحب کے کان میں بول رہی تھی

ایک چیئر چھوڑ کے بیٹھا زیان انکی گفتگو تو نہیں سکا تھا مگر اندازہ ضرور تھا کہ موضوع اسی کی ذات تھی۔

ڈرتی ہو مجھ سے؟

کھانے سے ہاتھ روکتے وہ بہت سیریس انداز میں پوچھ رہا تھا

وریشہ نے پلیٹ سے نظر ہٹاتے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔تم سے ڈرتی ہے میری جوتی... تم کونسی توپ چیز ہو جس سے میں ڈروں گئی۔پانی پیتے وہ احسان کرنے والے انداز میں بتا رہی تھی

پولیس انسپکٹر ہوں ... انتہائی اطمینان سے جواب دیا تھا

جبکہ سلطان صاحب ان دونوں کی لڑائی پر کھانے چھوڑے انہیں دیکھنے میں مصروف تھے

اگر ڈرتی نہیں ہو تو میرے منہ پر کہو جو بھی کہنا ہے۔

جواباً وہ خاموش رہی تھی کیونکہ سلطان صاحب نے اسے انکھیں دکھائی تھیں وہ کس حد تک بدتمیز ہے یہ بات زیان اور سلطان صاحب بہتر جانتے تھے اس سے کوئی بعید نہیں تھا وہ بول بھی دیتی مگر سلطان صاحب کو یہ منظور نہیں تھا۔

اسے خاموش پاکر وہ اٹھا تھا

کہاں جا رہے ہو بیٹا کھانا تو کھا لو!....

بس چاچو میرا ہو گیا ایکچولی میں آج رات ہی اسلام آباد سے باہر جا رہا ہوں ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے میں بس یہی آپ کو بتانے آیا تھا اور آپ نے مجھے کھانے پر روک لیا۔

آخری جملہ قدرے اونچی آواز میں کہا تھا

وہ ہنوز لاتعلقی دیکھا رہی تھی۔

"اتنا غرور تو کسی شہزادی میں نہیں ہو گا جتنا تم میں ہے اسے کم کر لو یہی بہتر رہے گا" دو قدم چل کر پھر رکتے وہ طنزیہ بولا تھا

میرا یہ غرور خاندانی ہے اسے کتنا کم اور کتنا زیادہ ہونا چاہئیے یہ میرا مسئلہ ہے مگر اسے فیس کیسے کرنا ہے یہ تمہارا مسئلہ ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ تم میرے منہ مت لگا کرو"

تمیز کے دائرے میں رہتی بغیر اسے دیکھے جواب دیا تھا

وہ مسکراتا باہر نکل گیا تھا جبکہ سلطان صاحب جو چپ چاپ بیٹھے انہیں دیکھ رہے تھے زیان کی مسکراہٹ انہیں کھٹکی تھی

بات ہوئی آپ کی...؟

کھانا لیے وہ کمرے میں آئی تھی جب بیڈ پر منہ بنائے بیٹھی عشال کو دیکھتے پیار سے پوچھا تھا

بی انہوں نے کہا ہے آج ضروری میٹنگ ہے اسلئے وہ لیٹ آئیں گئیں میں کھانا کھا کر میڈیسن لے کر سو جاؤں

ارشان شاہ کی کہی باتیں دوہراتی وہ ساتھ ساتھ منہ بھی بنا رہی تھی جس پر حسنہ بی مسکرائی تھیں حویلی کی چار دیواری میں بند رہنے والی عشال اور سامنے بیٹھی عشال میں انہیں زمین آسمان کا فرق نظر آیا تھا وہ چپ چپ سی رہنے والی کم گو ہر وقت کمرے میں بند رہتی تھی اور جو انکے سامنے تھی اسکو وہ ہر روز نا سہی تو مسکراتا دیکھتی ضرور تھیں اور یہی انکے لئے کافی تھی ورنہ جتنے دکھ اسنے چھوٹی عمر سے سہے تھے اسکے بعد اسکا نارمل ہونا انہیں کم از کم مشکل لگتا تھا

حسنہ بی ...

جی جی بچے کیا ہوا...؟

خیالوں سے باہر آتی وہ اسکے پاس ہی بیٹھی تھیں

بی آج آپ میرے پاس ہی سو جائیں نا"...

وہ بہت معصومیت سے کہہ رہی تھی

کیوں نہیں بچے میں سو جاؤں گئ اپنی بیٹی کے پاس پہلے آپ کھانا کھا لو انہوں نے کھانے کی ٹرے آگے کی تھی

کل یونی بھی جانا ہے آپ نے یاد ہے نا!...

حسنہ بی کی بات پر اسکا نوالہ گلے میں اٹکا تھا زور زور سے کھانستی اسنے آنکھیں میچی تھیں

کیا ہو گیا بچے یہ لیں پانی پیئیں ... انہوں نے پانی کا گلاس اسکے ہاتھ میں تھماتے پیٹھ سہلائی تھی

اسے بے ساختہ ابتسام کا چہرے پر ہاتھ رکھا منظر یاد آیا تھا

گلاس پر پکڑ سخت ہوئی تھی دل ہی دل میں خود پر لاکھ بار ملامت کرتی عشال نے خود کو کوسا تھا

میں کل اس سے معافی مانگ لوں گئی ... خود کلامی میں کہتے اسنے خود سے عہد لیا تھا

کچھ کہا آپ نے...؟

حسنہ بی نے اگلا نوالہ بناتے اسکی طرف دیکھا تھا

میں کہہ رہی تھی کھانا بہت اچھا بنا ہے ... وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرائی تھی جس پر حسنہ بی سر کو ذرا سا ہلاتے اسکی خوبصورت سی مسکراہٹ ہی دیکھتی رہ گئی تھی بناوٹی تھی مگر لاجواب تھی

انہوں نے ہمیشہ اسکے برقرار رہنے کی دعائیں مانگی تھی

» » » » » » » » » » » » » » »

اسنے دیوار پر ٹنگی گھڑی کی طرف دیکھا اب کے وہ دسویں بار اسے دیکھ رہی تھی تقریباً چار گھنٹے گزرنے کو تھے خاموشی ہنوز برقرار تھی وہ خاموشی اسے کاٹ کھانے کو ڈور رہی تھی صبر اب جواب دے گیا تھا کچھ بھی سوچے بغیر اسنے دروازہ کھولے کمرے میں قدم رکھا جلد بازی کے باعث اسے ایک ہاتھ ناک پر تو دوسرا ہاتھ اس اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں روشنی کرنے کے لئے دیوار پر سوئچ بورڈ ڈھونڈنے کے لئے ٹٹولا تھا کچھ ہی پلوں میں وہ کمرہ روشنی میں نہا گیا تھا اسنے غور سے سامنے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے انسان کو دیکھا اور پھر سرسری سی نظر ٹیبل پر ڈالی تھی جہاں پی ہوئے آدھی سگریٹ کا انبار لگا تھا کمرے میں یوں اچانک روشنی ہونے پر مقابل نے کوئی ری ایکشن دیئے بغیر ہی سگریٹ دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے بازو آنکھوں پر رکھ لیا تھا جیسے وہ جانتا تھا کمرے میں کون آیا ہے مگر زری کا اسکی یوں اجنبیت پر دل چکنا چور ہوا تھا

آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا نا ... آپ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے میرا نا سہی مما کا ہی سوچ لیں ... کیوں کر رہے ہیں یہ سب..؟

کیا حاصل ہو جائے گا یہ سب کر کے اور کیا سوچا ہے اس وقت کے لیے آپ نے جب اس سب کے بارے میں مما کو معلوم ہو گا ....

بول بول کر وہ چپ ہوئی تھی مگر دوسری طرف مخصوص خاموشی ہی چھائی تھی جیسے اسے واقع میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

پہلا دوسرا اور پھر تیسرا اور یکے بعد دیگرے کئی آنسو اسکی آنکھ سے ٹوٹ کر زمین پر گرے تھے سامنے موجود شخص کو اسنے افسردگی اور تاسف سے دیکھا تھا یہ وہی شخص تھا جو کبھی اسکی آنکھ نم نہیں ہونے دیتا تھا اور آج وہی شخص اسکو رونے کی وجہیں دے رہا تھا ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھائے وہ چپ چاپ کمرے سے باہر نکل گئی تھی

اسکے جاتے ہی ابتسام نے آنکھوں پر رکھا بازو ہٹایا تھا نم آنکھوں کو بازو کی آستین سے صاف کیے اسنے ٹیبل پر نظر ڈالی تھی اور پھر ہولے سے مسکراتا وہ دوبارہ سموکنگ میں مصروف ہوا تھا

اور ٹھیک اسکی سوچ کے مطابق بیس منٹ بعد اسکے کمرے کے بیک ڈور پر دستک ہوئی تھی جو کہ گھر کے مین ڈور سے تھوڑی دوری پر ہی منسلک کیا گیا تھا

کھلا ہے آجاؤ!..

آواز کانوں میں پڑتے ہی مقابل نے اینٹری دی تھی مگر وہاں کے ماحول پر اگلے کچھ سیکنڈز میں ہی وہ کھانستا بے حال ہو رہا تھا

او بس کر بھائی کیا تو نے آتے ہی نازک حسیناؤں جیسے سین دینے شروع کر دیئے ہیں ..... اسکی لگاتار کھانسی سے تنگ آتے ابتسام نے جملہ کسا تھا

پنکھا اون کرتے اسنے مڑ کر کھا جانے والی نظروں سے پیچھے بیٹھی مخلوق کو گھورا۔

اور مجھے لگتا ہے میں کسی چرسی کے کمرے میں آگیا ہوں حال کیا بنا رکھا کمرے کا"...

مقابل نے بھی ٹھیک ٹھاک انداز میں جواب دیتے کھڑکھیاں بھی کھول دی اور واپس آتے اسکے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا تھا

ٹھیک ہی تو ہے کمرہ ... سگریٹ کا کش لگاتے وہ عام سے لہجے میں بولا تھا

مقابل کا تو اسکی ڈھیٹائی پر دماغ ہی گھوم گیا تھا اسکے ہاتھ سے سگریٹ چھپٹتے اسنے پیروں میں پھینکی تھی اور پھر اپنا جوگرز پہنا پاؤں اس پر رکھ بے دردی سے کچل ڈالا تھا

یہ کیا کیا یار کاشی وہ آخری سگریٹ تھی مجھے ذرا مزے سے پینے تو دی ہوتی ... وہ ایسے بول رہا تھا جیسے بات سگریٹ کی نہیں چائے کافی پینے کی کر رہا ہو۔

تیرے دماغ پر نا لگتا کوئی سَٹ لگ گئی ہے ان سگریٹس کو مزے سے نہیں پیا تھا جو یہ والی تجھے مزے سے پینے دیتا .... ٹیبل پر بکھری پڑی سگریٹس کی طرف اسکا دھیان دلاتے کاشان نے اسے شرم دلانی چاہی۔

اسکے طنز پر ابتسام نے خاموشی اختیار کرتے واپس سے ٹیک لگائی تھی۔

کب سے پی رہے ہو؟

کافی دیر اسے دیکھنے کے بعد سوال کیا تھا

پچھلے پانچ گھنٹوں سے"...

وجہ...؟

یاد آرہی تھی!...

کس کی...؟

جواب جانتے ہوئے بھی اسنے سوال کیا تھا

پوچھو کس کی یاد نہیں آرہی تھی۔

ذرا سا اسے دیکھتے آج ابتسام نے جواب بدلا تھا

مطلب آج کوئی نیا بھی شامل ہوا ہے؟

وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا بولا تھا

ہاں یہی سمجھ لو"...

آنکھیں بند کیے اسنے لمبی سانس لی اور پھر سامنے بیٹھے اپنے کزن پلس بہنوئی کاشی عرف کاشان کو دیکھا تھا

میں جانتا ہوں یہ سب مشکل ہے مگر یار کب تک"...

وہ ہارے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا نظر ہنوز سامنے بیٹھے بیزار سی شکل لیے ابتسام کے چہرے پر ٹکی تھی

تو جانتا بھی ہے زری کتنا رو رہی تھی ابھی صرف اسے معلوم ہے کل کو چاچی کو معلوم ہوا تو انکا کیا حال ہو گا جانتے ہو نا...؟

انہیں کون بتائے گا ... سوال پر سوال کرتے وہ سیدھا ہوا تھا۔

میں ، تم یا زری ... کون بتائے گا انہیں ... وہ بظاہر پوچھ رہا تھا مگر لہجہ وارننگ دینے والا تھا

مطلب یہ ٹھیک ہے ہم میں سے کوئی نہیں بتائے گا مگر تو نے یہ کام نہیں چھوڑنا ... وہ چڑ گیا تھا۔

کام نہیں کہو اسے کاشی کام تو وقت ساتھ رہتے ختم ہو ہی جاتے ہیں

یہ انتقام ہے جس کی آگ وقت رہتے مزید میرے اندر بڑھتی جا رہی ہے ہر گزرتا دن مجھے اس آگ میں لکڑی ڈالنے کے برابر لگتا ہے۔

لہجے میں آگ سی تپش لیے آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے اسکا جنونی روپ دیکھتے کاشان سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا

اب کونسا نیا کھیل کھیل رہے ہو..؟

موبائل اسکے سامنے رکھے کاشان نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی تھی

سکرین پر شو ہوتی تصویر دیکھ ابتسام کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

میں تجھ سے کچھ پوچھ رہا ہوں ابتسام جواب چاہئیے مجھے"...

آگئی نا تجھ میں پھر سے بڑے بھائی والی روح"...

افسوس سے کاشی کو دیکھتے اسنے اپنا ماتھا پیٹا۔

جب تو غلط کاموں میں ملوث ہو گا تو مجھ میں بھائی کیا جلاد والی روح بھی آ سکتی ہے اب سیدھا سیدھا بکواس کر کیا ہے یہ سب...

دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا تھا

کوئی غلط کام نہیں ہے یار...

تین سال پہلے اس یونی سے پاس آؤٹ ہونے کے بعد ایک بار پھر اس یونی میں اپنا نام اور شناخت بدل کر ایڈمیشن لینے کو تم غلط کام نہیں سمجھتے ابتسام...؟

وہ یکدم سنجیدہ ہوا تھا

ابتسام نے مکمل خاموش ہوتے چہرا پھیر دیا۔

اسکے لئے کر رہے ہو یہ سب...؟

اسنے ایک بار پھر نئی تصویر اوپن کیے خاموش بیٹھے ابتسام کے سامنے موبائل رکھا تھا

ابتسام نے گردن موڑے ایک نظر موبائل پر ڈالی اور پھر دوسری نظر کاشان پر ڈالتے موبائل کو سامنے دیوار پر دے مارا تھا

کاشان پرسکون سا بیٹھا اسکی کاروائی دیکھ رہا تھا جیسے جانتا تھا اسکا ری ایکشن یہی ہونے والا ہے

مجھے تمہارے غصے کی کوئی پرواہ نہیں ہے ابتسام مجھے بس یہ سب کلئیر کرو مجھے سمجھ نہیں آتا جب تمہیں اتنی اچھی جوب مل گئی تھی یہاں سے وہاں سیٹل ہو گئے تھے پھر یہاں واپس آنے اور یہ سب کرنے کی کیا وجہ بنتی ہے۔

اٹل لہجے میں کہتے کاشان نے ہاتھ زور سے ٹیبل پر مارا تھا

اگر یہ سب ویسا ہی ہوا جیسا وہ سوچ رہا تھا تو ابتسام کو وہ زندہ نہیں چھوڑے گا اسنے خود سے عہد کیا تھا

میں اپنی جوب ہی کر رہا ہوں کاشان اسکے علاوہ مجھے کچھ نہیں کہنا ابھی"...

بنا سچ جانے وہ اسکی جان نہیں چھوڑتا ابتسام نے اسے جھوٹ بول کر قائل کرنا چاہا تھا

صحیح ہے مان لیتا ہوں!...

مجھے بتاؤ آج یونی کیوں نہیں گئے...؟

آج اسنے نہیں آنا تھا اسلئے!...

مختصر سا جواب دیتے وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا

میری اور تمہاری جوب میں زمین آسمان کا فرق ہے کاشان ... وہ کوئی اور سوال کرتا اس بار ابتسام نے بات جاری رکھی تھی

تم جن لوگوں کے لئے کام کرتے ہو ان لوگوں سے میرا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے

اور جن کے ساتھ تم کام کرتے ہو ان تک پہنچنے کے لئے میں ہر وقت تیار رہتا ہوں .... اسنے طنز کیا تھا

ابتسام نے مدھم سا قہقہہ لگایا۔

ہنس لو ہنس لو بیٹا ... بتاؤں گا تمہیں ....

اور دوسری بات مسٹر کاشان اپنی جوب کی صلاحیتں اگر تم اپنی جوب کے دائرے میں ہی رکھو تو کام سیٹ ہے ورنہ ابتسام کتنی ٹیڑھی سیڑھی ہے تم سے بہتر بھلا کون جانتا ہو گا"...

وہ ایکدم سنجیدہ ہوا تھا جس پر ہنستے ہوئے کاشان کی بتیسی بھی اندر کو ہوئی تھی

میں تو معمولی سا ملازم ہوں میرے یار آرڈرز فالو کرتا ہوں بس...،

اسکے گلے میں باہیں ڈالتے وہ آنکھ دباتے ہنسا تھا

تو آج کل کس کے آرڈرز فالو کر رہے ہو اور کونسے؟

انگلیاں کی بورڈ پر بڑی مہارت سے چل رہی تھیں

یار پی ایچ ڈی کی ڈگری میری ایکسپائر ہو گئی ہے بس اسے ہی ریونیو کرانے کے لئے تیری ہی یونی میں ایڈمیشن لینے والا ہوں کل!...

اسکے بے ڈھنگے سے جواب پر دونوں کے بیک وقت قہقہے گونجے تھے

کبھی سیدھی بات نا کرنا... اسکے کندھے پر دھپ رسید کرتے ابتسام نے لیپ ٹاپ پر نظر ڈالی تھی جہاں کچھ لوڈنگ ہو رہی تھی

ہمارے ہاں سیدھی بات کرنا سیکھائی ہی نہیں گئی جانی۔

ہاں مگر سیدھے فائر مارنا ضرور سیکھائے گئے ہیں۔

ابتسام کے جملے پر ایک بار پھر اسکا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا

کیا ہو گیا ہے آپ دونوں کو وقت دیکھیں اور اپنی حرکتیں دیکھیں اتنا اونچا اونچا کون ہنستا ہے ابھی مما اٹھ گئیں پھر۔۔؟

ابتسام سمیت کاشان نے بھی دروازے میں کھڑی لڑکی کو دیکھا تھا جو چہرے پر خطرناک تاثرات سجائے انہیں ہی گھور رہی تھی

زری... وہ ابھی انہیں اور دانٹتی اپنی مما کی آواز سنتے وہ کمرے کی طرف بھاگی تھی

دیکھا کرا دی نا اپنے ساتھ میری بھی بے عزتی ...

چل نکل اپنے گھر مجھے بھی کام کرنے دے اسے اچھی خاصی سناتے ابتسام لیپ ٹاپ اٹھائے وہاں سے اپنے بیڈ پر آبیٹھا تھا

دیکھ رہا ہوں میں تیرے امپورٹنٹ کام.... چلا جاؤں گا چاچی سے مل کر ... بہنوئی کی تو کوئی عزت ہی نہیں ہے.

بڑبڑاتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا

وہ انکے کمرے کی طرف جاتا جب موبائل میں مصروف ہونے کی وجہ سے سامنے والی ہستی سے اسکا زور دار تصادم ہوا تھا

افففف آنکھیں نکال کر سر پر چڑھا لی ہیں کیا اتنی بڑی لڑکی نظر نہیں آئی میرا سر ...افففف!..

ہاتھ کی پشت سے اپنا سر سہلاتے وہ بس بولے جارہی تھی اور سامنے موجود شخص بس اسکو سننے اور دیکھنے میں محو کھڑا تھا

کیا ہو اب ایسے کیا دیکھ رہیں...؟

سینے پر ہاتھ باندھتے اسنے ناک سکیڑتے پوچھا۔

اپنی بیوی کو دیکھ رہا ہوں... ایک بھرپور نظر سر سے پاؤں تک اسکے سراپے پر ڈالتے کاشان نے لب دانتوں تلے دبائے تھے

ہمم دیکھ لیا نا اب آپ جا سکتے ہیں۔

سائیڈ ہوتے وہ بہت تمیز سے بول رہی تھی

کاشان نے ایک سرسری سی نظر اس پر ڈالے ارگرد دیکھا تھا اور پھر اسے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر ہاتھ پکڑے اسکے کمرے میں لے جاتے دروازہ لاک کر دیا۔

ہاتھ پر گرفت سخت تھی اور دوسرا وہ سب اتنی جلدی میں ہوا تھا زری کو بولنے تو کیا سوچنے کا بھی وقت نہیں ملا تھا

یہ ...آپ ... کیا ہے یہ سب کاشان ... وہ جز بز سی ہوتی نروس لگ رہی تھی

جواباً اسکی دونوں کلائیوں کو پکڑے سر کے اوپر لے جاتے کاشان نے انہیں دروازے پر ہی پن کیا تھا

کک..کاشان چھوڑیں مجھے ... زری کا سانس اکھڑا تھا

وہ ہنوز خاموشی اختیار کیے اسے دیکھتا رہا۔

چھوڑنے کی بات پر اپنا دوسرا ہاتھ اسکی سائیڈ پر رکھتے وہ قریب تر ہوا تھا

کیوں ناراض ہو...؟

گال ہلکا سا اسکے گال سے مس کرتے وہ محبت سے چور لہجے میں پوچھ رہا تھا

بے ساختہ زری کی سانسیں تیز ہوئی تھیں منتشر ہوئی دھڑکنوں میں اسنے ذرا سی پلکوں کو جنبش دی تھی مگر سامنے کاشان کو محویت سے خود کو ہی تکتا دیکھ وہ دوبارہ سے گرا گئی

کاشان اسکی اداؤں پر مسکراتا اپنے دونوں لب اسکی آنکھوں پر رکھتا تھوڑا سا دور ہوا تھا اور ہاتھوں کو بھی آزادی بخشی تھی

اسکا آگ سا گرم لمس پاتے ہی زری اپنی جگہ جیسے سن ہو گئی تھی

کیا ہوا کیوں ناراض ہو ...؟

اسکو یوں ہی کھڑے دیکھ کاشان نے پھر سے سوال دوہرایا

جس پر زری انگلیاں چٹختی سوچوں میں غرق ہوئی تھی

ایک ہاتھ اسکی نازک کمر میں ڈالتے دوسرا اسکے چہرے اور گردن کے درمیان میں رکھا تھا

زری کی سانسیں اٹکی تھی دونوں ہاتھ اسکے چوڑے سینے پر رکھتے اسنے دور ہونا چاہا تھا مگر مقابل نے گرفت سخت کرتے ایسا کرنے سے روک دیا۔

میں انتظار کر رہا ہوں میری جان جواب چاہئیے مجھے...،

کان کی لو کو ہلکا سا دانتوں تلے دبائے اسنے سرگوشی کی تھی

زری کی جان لبوں کو آئی تھی وہ کیا بولنے والی تھی سب بھول گئی تھی کاشان کا لمس کان سے ہوتے گردن پر محسوس کر اسکی جان ہلکان ہوئی تھی۔

کک..کاشان پلیز... نہی... نہیں کریں۔

اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑے وہ گہرے سانس لیتی بولی تھی

میں تو کچھ نہیں کر رہا میری جان تمہارا کاشان تمہارے جواب کے انتظار میں کھڑا ہے بس...، وہ خمار زدہ سا بولا۔

مم..میں نہیں ...ہوں نارا...ض ... اسکے جواب پر کاشان نے لب اسکے گال پر رکھے تھے

آپ...آپ آئے ... نہی.. نہیں تھے ... اس..اسلئے"...

وہ ہکلاتی آخر کار سچ بول ہی گئی تھی

انگلی تھوڑی پر رکھے اسکا چہرا اپنے روبرو کیا تھا زری نے نظریں اٹھائی تھیں مگر اسکی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر دیکھ وہ رخ پھیر گئی تھی

میں بزی تھا اسلئے نہیں آسکا...

اسکے جملے پر زری نے شکایتی نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

جیسے کہنا چاہتی ہو آج اپنے کزن کے لئے تو ایک کال پر ہی بھاگے بھاگے چلے آئے تھے

اسکی آنکھیں پڑھتا وہ مسحور کن سا مسکرایا۔

کاشان اب آپ کو جانا چاہئیے .... اسے یوں ہی خود کو تکتا پا کر آخر زری کو بولنا ہی پڑا تھا۔

ہاں جا رہا ہوں اسے نرمی سے خود سے دور کرتا وہ آگے بڑھا تھا

دو قدم چلتے ہی وہ پھر سے رکا جس پر زری جو اسکے پیچھے چل رہی تھی اسکی پشت سے ٹکرائی تھی کاشان نے مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائے اسکی طرف دیکھا

یہ شرمانا تھوڑا کم کر دو میرے پاس آنے کے بعد یہ نازک مزاجیاں نہیں چلیں گئیں اب جا رہا ہوں خیال رکھنا اپنا ... اسنے بات مکمل کی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا زری نے فوراً سے دروازہ بند کیے اسکے ساتھ ٹیک لگائی اور اپنی اتھل پتھل ہوئی سانسوں کو روانی کا حکم سناتے وہ ہولے ہولے مگر گہرے سانس لے رہی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی تھی وہاں کوئی نہیں جانتا تھا وہ واپس آرہا ہے سوائے ایک شخص کے ... گاڑی سے اترتے وہ سیدھا لاؤنج میں گیا تھا جہاں اسکی سوچ کے مطابق وہ دو ہستیاں جھریوں زدہ چہروں پر بے پناہ پریشانیاں سجائے بیٹھے تھے دا جی اور بی جان نے سایہ دیکھتے نظریں اٹھائی تھیں اور جیسے انہیں کوئی سہارا نظر آیا تھا بی جان چلتی اسکے پاس آرکی تھیں انکے ضبط شدہ چہرے کو دیکھتے ارشان شاہ نے انہیں گلے سے لگایا تھا جس پر وہ اونچی آواز میں روتی انکے گلے لگ گئی تھیں ہماری حویلی کو اسکی بد دعا لگ گئی ہے بچے اسکی آہیں اسکی سسکیاں لگ گئی ہیں ہمیں دیکھو ہم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی تو دوسری راستے میں کھڑی ہوتی ہے اسے بولو بچے ہمیں معاف کر دے ہم اس عمر میں اور غم نہیں سہہ سکتے میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں ارشان شاہ اپنی ماں سے بولو ہمیں معاف کر دے .... انکے جملے تھے جو تیر کی طرح پیچھے کھڑے دا جی اور ارشان شاہ کے دل پر لگ رہے تھے صحیح ہی تو کہہ رہی تھیں وہ پچھلے بیس سالوں سے وہ مصیبتیں ہی تو دیکھ رہے تھے شاید انکا اللہ بھی ان سے ناراض ہو گیا تھا۔

کسی کی بد دعا نہیں لگی بی جان کیوں سوچتی ہیں آپ ایسا!...

روتی بلکتی بی جان کو سامنے کرتے وہ تحمل سے کہہ رہا تھا مگر آنکھیں اسکی بھی نم ہوئی تھیں۔

لگ گئی ہے بد دعا بچے اسکے آنسو لگ ہیں اسکی وہ سسکیاں میرے کانوں میں گونج رہی ہیں اسکے ساتھ ہوا ظلم اسکا کیا صبر لگ گیا ہے ہم سے کوئی خوش نہیں ہے میری ایک بچی چلی گئی ایک گم ہو گئی اور اب ایک موت اور زندگی کی کشمکش میں ہے میں کہاں جاؤں میرے اللہ مجھے لے لے میرے بچوں کو ان آزمائشوں سے نکال دے تجھے میرے پھیلے ہاتھوں کا واسطہ میرے آنسوؤں کو دیکھ ایک ماں کی فریاد سن لے ... لاؤنج کے وسط میں کھڑے وہ بین کر رہی تھیں ارشان شاہ نے زور سے آنکھیں میچی تھیں گزری قیامت کا منظر انکی نظروں کے سامنے گھوما تھا۔تو کیا آج پھر قیامت برپا ہونے والی تھی تو کیا آج پھر تیسری بار قیامت آنے والی تھی اسنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا قدم جیسے جم گئے تھے ذہن ماؤف ہو رہا تھا اسنے دھندلی نظروں سے سامنے سے آتے سفیان شاہ کو دیکھا جو بھاگتا روتی بی جان کے پاس آیا اور انہیں سہارا دیتے صوفے پر بیٹھایا تھا دا جی نے انکھیں پونچھی تھیں اور وہاں سے اٹھتے باہر نکل گئے تھے ارشان شاہ نے نم آنکھوں سے سفیان شاہ کو دیکھا جس کی نظروں میں صاف التجائیں تھیں

وہ دھیمے قدم لیتا اسکے سامنے آ رکا۔ارشان شاہ نے اسے کس کے گلے سے لگایا تھا اور سفیان شاہ کی آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر ڈارھی میں جذب ہوئے تھے

بھائی اسے بچالیں ورنہ میں ساری زندگی اسی دکھ میں مر جاؤں گا کہ وہ میری وجہ سے...

ششش کچھ نہیں ہو گا اسے سفیان حلیمہ بی ہیں نا اسکے پاس مجھے یقین ہے میرا اللہ ہمیں ایک بار پھر کسی آزمائش میں نہیں ڈالے گا۔

اسکے کندھے پر گرفت مضبوط کرتے ارشان شاہ نے اسے سامنے کیا تھا اور اسکی نم آنکھوں کو ہولے سے صاف کیا تھا

ماموں کہاں ہیں ...؟

وہ اپنے کسی دوست کے پاس گئے ہیں دا جی نے انہیں بتانے سے منع کیا ہے وہ چاہتے ہیں یہ نکاح انکی غیر موجودگی میں ہو۔

ارشان شاہ کو حیرت ہوئی تھی حیرت تو سفیان شاہ کو بھی ہوئی تھی مگر ابھی یہ سب سوچنے کی اسکے پاس نا مہلت تھی نا ذہن اس ابھی اس حال میں تھا۔

تم کرو گئے اس سے نکاح...؟

ارشان شاہ نے قدرے دھیمی آواز میں پوچھا تھا

سفیان نے نظر پھیرے روتی بی جان کی دیکھا اور پھر آنکھیں میچتے لمبی سانس اندر لی تھی۔

ہاں... اسے اپنی اواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی تھی۔

مگر میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤں گا بھائی میں نے ساری زندگی اسکے نام کی ہے اور آج میں اس سے بے وفائی کر رہا ہوں یہ سوچ ہی میرے اندر توڑ پھوڑ مچا رہی ہے بے گناہ ہوتے ہوئے بھی مجھے سزا سنائی جا رہی ہے اور میرا ضبط دیکھیں میں بھی اسے تہہ دل سے قبول کر رہا ہوں۔

"لعنت بھیجتا ہوں میں سفیان شاہ پر اور اسکی ایسی محبت پر جو اسے کسی ایک کا بنا کے نہیں رکھ سکی"..

تم کوئی بے وفائی نہیں کر رہے سفیان کیوں اتنا سوچ رہے ہو .

اسکی بات میں چھپے مطلب کو سمجھتے سفیان شاہ نے بے بس نگاہ اسکے چہرے پر ڈالی تھی۔

اور اگر کبھی وہ مجھے اکیلی مل گئی بھائی تو میں کیا منہ دیکھاؤ گا اسے ... اسکے الفاظ ارشان شاہ کو اپنی جگہ منجمند کر گئے تھے۔

اسے سفیان شاہ کی محبت کوئی شک نہیں تھا مگر اسکی جنونیت دیکھ کبھی کبھی ارشان شاہ کو اپنے بھائی کی فکر ہونے لگتی تھی۔

وہ سب اس وقت لاؤنج میں کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھے تھے آگے کیا ہونے والا تھا کسی کو کچھ خبر نہیں تھی دوپہر کے ہوئے واقعے کو ساری شام اور اب تو رات بھی گزرنے کو تھی ارشان شاہ نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تھا جہاں رات کے تین بج رہے تھے دا جی بی جان سفیان شاہ اور ارشان شاہ کی موجودگی تھی مگر خاموشی ایسی تھی جیسے ہو کا عالم ہو اور وہ پھر گھڑی آگئی تھی اس کمرے کا دروازہ کھلا چھوڑے وہ بھاگتی ہوئی لاؤنج میں آئی تھی۔

چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے ارشان شاہ اور سفیان شاہ اسے دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

یا اللہ خیر ... بی جان بھاگتی اسکے قریب آئی تھی۔

کیسی ہے وہ ...؟

بی جان کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے سفیان شاہ کے سوال پر وہاں سب نے بیک وقت اسکی طرف دیکھا تھا

خطرے سے باہر ہے اللہ کا بہت کرم ہوا ہے عینا اب ٹھیک ہے اور اسے ہوش بھی آگیا ہے ... وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔

خوشی تو وہاں موجود ہر ایک کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی

مبارک ہو بی جان آپ کی بچی اب ٹھیک ہے۔ضارشان شاہ نے انہیں گلے سے لگایا تھا

تمہیں بھی مبارک ہو بیٹا .... وہ روتے مسکرائی تھیں

داجی مسکراتے ان سب کو دیکھ رہے تھے جب انکی نظر گم سم سے کھڑے سفیان شاہ پر گئی تھی وہ کچھ کہتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا

دا جی نے ارشان شاہ کی طرف دیکھا تھا جس نے آنکھوں سے ہی تسلی دیتے انہیں عینا کی طرف جانے کو بولا۔

دا جی بی جان آپ دونوں مل آئیں عینا سے میں ابھی آتا ہوں

ارشان شاہ انہیں وہاں سے بھیجتے خود اسکے کمرے میں جاتا دا جی کی آواز پر رکا تھا۔

» » » » » » » » » »

کیسی ہے میری بچی طبیعت ٹھیک ہے کہیں درد تو نہیں ہے بچے۔

بی جان اسکے سرد پرتے ہاتھوں کو تھامے نم انکھوں سے استفار کر رہی تھیں۔نا جانے کیوں تھی انہیں دینا کی اتنی فکر، مگر تھی سہی۔

مم...میں ٹھیک ہوں شش..شاہ کیسے ہیں۔۔؟

وہ برخودار بلکل ٹھیک ہے بیٹا اسکی فکر مت کرو۔تم بتاؤ میری بیٹی کیسی ہے...؟

دا جی مسکراتے کمرے میں آئے تھیں اور بیڈ پر لیٹی عینا کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا تھا

وہ یک ٹک اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جو خود بسترِ مرگ پر تھی مگر فکر ابھی بھی انکے پوتے کی کر رہی تھی کوئی شک نہیں تھا انکے پوتے کے لئے انہیں عینا سے بہتر کوئی نہیں ملنی تھی۔

بیگم ... اب کے وہ تیسری بار انہیں پکار رہے تھے

جی سائیں !...

وہ فوراً سے انکی طرف متوجہ ہوئی تھی جس پر دا جی نے انہیں بات کا آغاز کرنے کو کہا تھا اور خود کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔

غنودگی میں جاتی عینا بامشکل آنکھیں کھولے بھی جان کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

» » » » » » » » » » » » »

یہاں کیا کر رہے ہو ..؟

باہر کسی سے ملے بھی نہیں تم نا دا جی سے نا بی جان سے اور عینا سے بھی نہیں ملے۔وہ ہنوز خاموش ہی رہا تھا

میں تم سے بات کر رہا ہوں سفیان...

ارشان شاہ نے اسکی پشت کو دیکھتے پھر سے مخاطب کیا تھا

"ساری زندگی اسے ہی دیکھنا ہے بھائی اب جا کے دیکھنا ضروری تو نہیں"...

دا جی چاہتے ہیں تمہارا اور عینا کا ابھی اسی وقت نکاح ہو جائے"...

کیا جواب دوں انہیں..؟

پھر سے سوال کیا تھا۔

تیاری کروا... گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا تھا

تیاری کریں میں آرہا ہوں!...

کہتے وہ واشروم میں بند ہوا تھا اور ارشان شاہ بس افسوس اور دکھ سے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

« « « « « « « « « « « « « « «

کب آئے تھے واپس اور تم نے بتایا بھی نہیں ...

چاچو میں گیا ہی نہیں وہ میٹنگ پوسٹ پونڈ ہو گئی اسلئے۔

زیان... قدرے آہستگی سے اسکا نام پکارا گیا تھا

جی چاچو!..

وہ کیسی ہے..؟ انکی پراسرار سی آواز اسپیکر سے ابھری تھی

ٹھیک ہے وہ چاچو...لہجے میں خوشی اور محبت کی رمق وجود تھی

زیان میں آج بھی کہوں گا بیٹا...،

چاچو کیوں فکر کر رہے ہیں اسے یہاں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا میں اسے خود سے دور نہیں کر سکتا چاچو آپ پلیز سمجھیں!..

اسکی بے بس سے آواز نے احمد سلطان کو نئی تشویش میں مبتلا کیا تھا

چلو ٹھیک ہے پر زیان اگر کبھی میری کوئی بھی ہیلپ چاہئیے ہو تو میں حاضر رہوں گا میں تو یہی چاہتا ہوں ابھی بھی کہ وہ پیلیس میں آجائے...

انکی نئی خواہش پر زیان حیدر نے اپنا سر تھاما تھا کیا ہو گا اگر وہ اسے سلطان پیلیس میں لے جائے تو وریشہ تو اس بیچاری کا پتہ نہیں کیا حال کرے گئی۔!..

ہیلو...! سلطان صاحب کی آواز اسے خیالوں سے باہر کھینچ لائی تھی

جی چاچو میں سن رہا ہوں مگر میں اسے خود سے دور نہیں کر سکتا میں بے سکون رہوں گا اگر وہ مجھ سے دور ہوئی تو ... اسلئے وہ یہی رہے گئی میرے پاس۔

اسکے اٹل لہجے پر وہ دھیما سا مسکرائے تھے

اچھا اچھا جیسی تمہاری مرضی میں فون رکھتا ہوں اپنا خیال رکھنا اور اسکا بھی ..." کہتے انکے لب مسکرائے تھے

کال رکھتے انہوں نے باہر کے لئے قدم لینے چاہے تھے مگر وہاں سٹل کھڑی وریشہ کو دیکھ وہ ٹھٹھکے تھے

کس سے بات کر رہے تھے آپ ڈیڈ..؟

موبائل چلاتی وہ خود کو مصروف دیکھا رہی تھی

زبان سے ....اسکے لاپرواہ سے انداز پر سلطان صاحب نے سکھ کا سانس لیا تھا

اچھا صحیح اوکے ڈیڈ میں چلتی ہوں مجھے یونی سے دیر ہورہی ہے

ٹیک کیئر بائے!...

دماغ میں کئی الجھنیں لیے اسنے گاڑی سٹارٹ کی تھی گارڈ نے فوراً سے گیٹ وا کیا تھا جس پر اسنے گاڑی روڈ پر ڈالی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » »

الارم کے ساز اسکے کانوں میں پڑے تھے کل رات کا سارا منظر ذہن کے پردوں پر جھلملانے لگا تھا اسے اپنا جسم تھکاوٹ سے ٹوٹتا محسوس ہو رہا تھا ارشان شاہ نے فوراً سے اٹھتے سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھایا تھا یا اللہ نماز رہ گئی اتنا لیٹ کیسے سو گیا اور پری پتہ نہیں وہ جاگی بھی ہو گئی کہ نہیں ... خود پر سے کمفرٹر ہٹائے پاؤں جوتوں میں اڑستے وہ کمرے سے باہر نکلا تھا

حسنہ بی کہاں ہیں آپ...؟

جی جی اسلام علیکم ارشان بیٹے کیسے ہیں آپ ... وہ فوراً سے کچن سے باہر آئی تھیں

وعلیکم السلام بی آپ نے پری کو نہیں اٹھایا اسکو یونی سے دیر ہو جائے گئی۔

بھائی میں یہاں ہوں .... وہ سیڑھیوں کی طرف جاتا یا حسنہ بی کوئی جواب دیتی وہ جھٹ سے ایپرن باندھے ہاتھوں اور منہ پر آٹا لگائے باہر آئی تھی۔

ارے بھائی کی پری .... ارشان شاہ اسکا چہرہ دیکھتے مسکراتے ہوئے پاس آیا تھا

یہ کیا حال بنا رکھا ہے اور یہ فیس پر کیا لگایا ہے...

فیس پر عشال نے دو انگلیاں گال پر مس کی تھیں جس سے ہاتھوں پر لگا آٹا اور زیادہ چہرے پر پھیل گیا تھا۔

ارشان شاہ کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا تھا حسنہ بی بھی مسکرائی تھیں۔

آپ ہنس کیوں رہے ہیں بھائی میں آپ کے لئے آج خود ناشتہ بنا رہی ہوں اور آپ مجھ پر ہنس رہے ہیں .... منہ کے زاویے بگاڑتی وہ دور ہوئی تھی۔

بھائی کی جان میں بہت خوش ہوں تم نے میرے لیے کھانا بنایا مگر اپنے چہرے پر بھی لگا لیا ... وہ پھر ہنسا تھا

کوئی نہیں یہ تو صاف ہو جائے گا آپ پراٹھا کھا کر مجھے بتائیں کیسا بنا ہے میں نے پہلی بار بنایا ہے ... ناشتہ ٹیبل پر لگاتی ساتھ ساتھ وہ مسکرا کر باتیں بھی کر رہی تھی حسنہ بی اور ارشان شاہ تو اسے خوش دیکھ کر ہی جیسے جی اٹھے تھے

میں بس پانچ منٹ میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر اکٹھے ناشتہ کریں گئیں ...

جاؤ بچے آپ بھی یونی کے لئے ریڈی ہو جاؤ بعد میں دیر ہو جائے گئ

یہ سب میں کر لوں گئ .... حسنہ بی نے اسکی ہاتھ سے پلیٹس لی تھیں

جی ٹھیک ہے میں آتی ہوں ... انکی بات پر سر ہلاتی وہ کمرے کی طرف گئ تھی۔

» » » » » » » » » » » » » »

یہ کیا نئی مصیبت ہے یا اللہ میری زندگی میں کیا مصیبتوں کی دکان لگ گئی ہے ایک جاتی نہیں دوسری دستک دے دیتی ہے ... خود سے ہی باتیں کرتی اسنے گاڑی گیٹ پر ہی روکی تھی کتنے عرصے گزر گئے اسے اس دہلیز پر قدم رکھے ... وہ دن تھا اور آج کا دن ... اور ایک وہ شخص تھا جس نے اسکی زندگی بدل کے رکھ دی تھی

ارے میڈم کون ہیں آپ اور کس سے ملنا ہے آپ کو...؟

کب کی گم سم سی کھڑی وہ فوراً سے بھاری آواز پر پلٹی تھی وہاں گارڈ کو کھڑے دیکھ اسنے آنکھیں پھیری تھیں

صاحب ہیں تمہارے ...؟

موبائل جینز کی پاکٹ میں رکھتے وہ آگے بڑھی تھی

جی جی صاحب تو گھر ہی ہیں مگر آپ کون ہیں اور کہاں جا رہی ہیں ایسے بغیر بتائے اگر آپ گئی تو صاحب مجھ سے ناراض ہو جائیں گئیں

اسکے راستے میں حائل ہوتا وہ جلدی سے بولا تھا

ہو گیا یا اور کچھ بولنا ...

اب جاؤ ڈیوٹی کرو اپنی تمہارے صاحب کی کزن ہوں میں۔

بالوں کو جھٹکتی اپنا مختصر سا تعارف دیتے وہ گھر میں داخل ہوئی تھی

جبکہ پیچھے کھڑا گارڈ بس اسے جاتا دیکھ رہا تھا

کیا دن آگئے ہیں جس رشتے سے مجھے اتنی نفرت ہے آج مجھے اسی کا حوالہ دینا پڑ رہا ہے .... بڑبڑاتی اسنے ڈور بیل بجائی تھی

دن کے بارہ بج رہے تھے وہ کچھ دیر پہلے ہی فریش ہوا تھا ساری رات ضروری فائل ریڈ کرنے کے بعد وہ صبح چار بجے سویا تھا مگر نیند ابھی بھی حواسوں پر سوار ہو رہی تھی سر میں اٹھتا شدید درد اسے مزید بے حال کر رہا تھا۔

ہاں یار آج کی ڈی آئی جی صاحب کے ساتھ میٹنگ کینسل کردو۔

کچھ بھی بولو کوئی بہانہ کردو مگر میں ابھی نہیں آسکتا .... ماتھے کو دو انگلیوں سے مسلتے وہ اکتایا ہوا لگ رہا تھا

ہاں ٹھیک ہے یہی بول دو ... اوکے اللہ حافظ۔

اسنے موبائل ڈریسنگ پر رکھا تھا بالوں کو سنوارنے کی غرض سے ابھی ہیئر برش اٹھایا ہی تھا کہ ڈور بیل کی آواز کانوں میں پڑی تھی

اتنی صبح کون آگیا... خود کلامی کرتے وہ واڈراب کی طرف بڑھتا ایک بار پھر ڈور بیل کی آواز آئی تھی اسنے پھر سے نظر انداز کیے آگے بڑھنا چاہا مگر اب کی بار مقابل نے ڈور بیل پر جیسے ہاتھ ہی رکھ دیا تھا

اس کی تو ... وہ جیسی حالت میں تھا ویسے ہی دروازے کی طرف گیا تھا

کیا مصیبت ہے دن کے بارہ بج گئے ہیں مگر لگتا ہے یہ بندہ ابھی بھی گھوڑے بیچ کر سویا ہوا ہے ابھی جگاتی ہوں اور اسنے انگلی ڈور بیل پر رکھی تھی ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے جب غصے سے تلملاتے زیان حیدر نے گرجدار آواز کے ساتھ دروازہ کھولا تھا

کوئی مینرز ہوتے ... سامنے موجود ہستی کو دیکھتے باقی کے الفاظ حلق میں ہی کہیں دب گئے تھے

تم....! حیرت کے مارے وہ چیخ ہی پڑا تھا۔

چیخو مت ایڈیٹ میرے کان خراب نہیں ہیں آہستہ آواز سنائی دیتی ہے مجھے ...

اسکی مخصوص ٹون پر زیان حیدر پر چھایا سکتہ ٹوٹا تھا

اوہ تو تم ہو وہی میں کہوں ایک پولیس والے کے ساتھ اتنی بدتمیزی کوئی عام بندہ نہیں کر سکتا ... دروازے سے سائیڈ ہوتے کہا گیا۔

پھر تمہیں دیکھا تو معلوم ہوا ایک عدد بدتمیز لڑکی تو زیان حیدر کی فیملی میں بھی پائی جاتی ہے۔

اسے اندر آنے کا راستہ دیئے وہ چلتا ساتھ ساتھ اسکی تعریفوں کے پل بھی باندھ رہا تھا۔

عجیب سی خاموشی پر وہ پلٹا تھا کیونکہ اسکے مطابق جس سے محو گفتگو وہ تھا ابھی تک تو اسے اپنی توہین پر طوفان لے آنا چاہئے تھا مگر وہاں وہ پرسکون سی سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی مگر نظر جاسوسوں کو طرح پورے گھر میں بھاگ رہی تھی

اتنی صبح میں تمہاری یہ شکل ان فضول سی باتوں کے لئے نہیں دیکھنے آئی ... اسکے چہرے کے گرد انگلی کے اشارے سے مارک بناتے وہ چڑ کر بولی تھی

تو کیوں آئی ہو یہ شکل صبح صبح دیکھنے..؟

اسکی نقل اتارتے پوچھا گیا۔

تمہارا بیڈ روم کہاں ہے...؟

وریشہ کے اچانک ایسے سوال پر اسکا منہ کھلا تھا ساتھ آنکھیں بھی بڑی ہوئیں تھیں

فضول کی ایکٹنگ نہیں کرو اور بتاؤ کہاں ہے تمہارا بیڈ روم...؟

بیگ صوفے پر پھینکتی وہ ہر ایک جگہ کی تلاشی لے رہی تھی

اور زیان چپ چاپ کھڑا اسکی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا

مانا یہاں تم ساڑھے تین سال بعد آرہی ہو مگر تم میرا بیڈ روم بھی بھول گئی سن کے افسوس ہوا .... قدرے افسوس سے کہا تھا

اور تمہارا بیڈ روم یاد رکھ کے مجھے کون سا میڈل مل جانا تھا..؟

وہ پوچھ رہی تھی مگر اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی کیونکہ وہ اس وقت باتھ گاؤن میں موجود تھا

میڈل نا سہی میری بیوی ہونے کا اعزاز شاید مل ہی جاتا"...

انتہائی پر سکون لہجے میں جواب دیا تھا

اتنے سیدھے جملے کی توقع اسے زیان سے ہر گز نہیں تھی مگر پھر کچھ سوچتے وہ خاموش ہوئی تھی۔

اوپر ہے میرا کمرہ... مگر تم وہاں نہیں جا سکتی!...

وہ کہہ رہا تھا جب تک وہ اسکے کمرے میں بھی جا چکی تھی

ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے زیان حیدر کسی کام سے منع کرے اور وریشہ سلطان اس کام سے باز آجائے اس تبدیلی پر قیامت نا آجاتی...

کچھ ملا...؟ اسکے جوتوں کی ٹک ٹک سنتے صوفے پر دراز وہ فاتحانہ انداز میں پوچھ رہا تھا

وہ لڑکی کہاں ہے ..؟

کونسی لڑکی...؟

اسے حیرت ہی تو ہوئی تھی

جسے یہاں ہونا چاہئیے تھا وہی لڑکی!...

اسکے روبرو آتے بیزاریت سے استفار کیا تھا

لاحول ولاقوۃ ... لڑکی تمہارا دماغ تو نہیں چل پڑا تم میرے گھر سے کسی لڑکی کے برآمد ہونے کی توقع کر رہی ہو ....؟

وہ ایک بار پھر چیخا تھا

بہت ہوئی اوور ایکٹنگ زیان حیدر... میں اسی لڑکی کی بات کر رہی ہوں جس کی بارے میں تم سمیت ڈیڈ بھی جانتے ہیں

اسکے سر پر دھماکہ کرتی وہ اطمینان سے صوفے پر بیٹھی تھی

پل کو اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں مگر پھر خود کو نارمل کرتے زیان بھی صوفے پر بیٹھ گیا تھا

کوئی لڑکی نہیں ہے... تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گئی

اس نے بات کا آغاز کیا تھا

)چلو ٹھیک ہے پر اگر کبھی میری کوئی بھی ہیلپ چاہئیے ہو تو میں حاضر رہوں گا میں تو یہی چاہتا ہوں ابھی بھی کہ وہ پیلیس میں آجائے(

ثبوت ہے میرے پاس"...

ریکارڈر اون کرتے وریشہ نے موبائل سامنے ٹیبل پر رکھا تھا

اور اس میں لڑکی کا ذکر کہاں ہے...؟

قدرے سنجیدگی سے سوال کیا تھا

یہ تو تم بھی جانتے ہو زیان کے ڈیڈ کسی لڑکی کی ہی بات...

مجھے معلوم نہیں تھا تمہیں میری لائف میں اتنا انٹرسٹ ہے۔

اسکی بات کاٹتے زیان نے ضبط سے جبڑے بھینچے تھے

انٹرسٹ تو مجھے اپنی لائف میں بھی نہیں ہے زیان حیدر مگر یہاں معاملہ ایسا ہے کہ میں ہر حال میں جاننا چاہتی ہوں۔

مگر کوئی وجہ بھی تو ہو کیوں جاننا چاہتی ہو آخر تم...،

آواز یکدم اونچی ہوئی تھی

وریشہ نے شکایتی نظر اس پر ڈالے موبائل واپس اٹھایا تھا

تم کس کے ساتھ انولو ہو میں نے کبھی پوچھا وہ احد کون ہے اسکا تمہارا کیا تعلق ہے میں نے کبھی اس موضوع پر سوال اٹھایا ہو۔ تمہیں کیا مسئلے ہیں میں نے صرف اتنا پوچھا تھا مگر تمہارا جواب ... تمہیں بھی یاد ہو گا مجھے بھی یاد ہے۔

تو آج کس حق سے تم میری لائف میں انٹرفیئر کر رہی ہو..؟

وہ پل کو خاموش ہوا تھا۔

وریشہ بہت صبط سے اسکا کہا ہر لفظ سن رہی تھی۔

وہ لڑکی جو کوئی بھی ہے مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور میں زیان حیدر تمہیں اسکے بارے میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ مجھے مجھ سے منسلک لوگ اور انکی باتیں خود تک ہی رکھنے کی عادت ہے۔

چلو تم نے مانا تو سہی ....

ہر بات کو اگنور کرتے تنفر سے کہتی اسنے رخ بدلا تھا

مجھے ابھی صرف اتنا بتاؤ مجھ سے کیا کام ہے تمہیں...؟

صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے اسنے موضوع بدلا تھا

اتنا تو میں بھی جانتا ہوں وریشہ کہ تم یہاں صرف اس لڑکی کا معلوم کرنے نہیں آئی ہو ... ان فیکٹ وہ لڑکی تو صرف بہانہ تھی یہاں تک آنے کا اصل مقصد تو تمہارا کام تھا جو تمہیں میرے سے مطلب زیان حیدر کے تمہارے بقول جس سے تم نفرت کرتی ہو اسکے در پر لے آیا ہے

آنکھیں بند کیے گن پٹی سہلاتے وہ ہولے ہولے اسکے راز فشاں کر رہا تھا اور وریشہ پتھر کا بت بنی بس اسے سن رہی تھی کیونکہ اسکا کہا ہر لفظ سو ٹکا صحیح تھا

جو بھی تھا اسکا کام تو ہو ہی جانا تھا وریشہ نے نخرے سائیڈ میں رکھتے بتانا ہی ٹھیک سمجھا تھا۔

مجھے کسی کی انفارمیشن نکلوانی تھی"...

کس کی ..؟

انسان کی!..

میرا مطلب ہے نام بتاؤ... سرد آہ بھرتے کہا۔

ارشان شاہ!...

سر ہنوز صوفے کی پشت کے ساتھ لگا تھا مگر نام سنتے ہی زیان نے آنکھیں ضرور کھولی تھیں

اب یہ کونسی بلا ہے..؟

آگے کو ہوتے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا تھا

اور تمہیں کیوں اسکی انفارمیشن چاہئیے۔۔۔

وہ جاننا تمہارا مسئلہ نہیں ہے تم صرف یہ بتاؤ میرا کام کرو گئے یا نہیں ...؟ مقابل اس سے زیادہ بیزاریت سے بولی تھی

دونوں ہی ایک دوسرے سے اکتائے ہوئے تھے

نہیں ... مختصر سا جواب دیتے پھر سے حالیہ پوزیشن لی تھی

کیوں کوئی بہت مشکل کام دے دیا ہے جو تم سے نہیں ہو گا باہر تو بڑے سٹی اِن دا شور بن کر گھومتے ہو اور یہاں ایک نام سنتے ہی ساری بہادری ہوا ہو گئی۔

سٹی ان دا شور سے کیا مطلب ہے تمہارا...؟

اسنے آئی برو اچکائی تھی ساتھ بات بھی جاری رکھی تھی

کبھی تم نے میری کوئی پک دیکھی ہو نیوز پیپر میں یا کبھی نیوز میں کوئی خبر آئی ہو....

تم جیسے آفیسر ہوں گئیں تو یہ کام بھلا کیسے یوں گئیں!...

اسکا طنز سمجھتے زیان حیدر کے ہونٹوں پر تبسم پھیلا تھا

مجھے مشہور ہونے کا کوئی شوق نہیں ہے وریشہ سلطان ... زیان حیدر سلطان کو فیم کے لئے ان چونچلوں کی کبھی ضرورت نہیں پڑی ایک دنیا ہے جو میری عزت کرتی ہے ایک جہان ہے جہاں میرا نام ہے سو یہ سب کر کے میں بھلا اپنا وقت کیوں ضائع کروں گا۔

اسکے لہجے میں عجیب سا تاثر در آیا تھا وریشہ بس اسے دیکھ کے رہ گئی ہے۔

اوکے میں کر دوں گا اب جاؤ یہاں سے میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے ابھی تمہارے ساتھ بحث نہیں کر سکتا...

اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر وہ خود ہی بولتا جا رہا تھا

ویسے ابھی جاؤ گئی کہاں تم..؟

یونہی جاؤں گئی!...

ذرا سا پلٹتے جواب دیئے وہ پھر سے چل پڑی تھی

تو صبح اس کیفے میں کیوں گئی تھی ...؟

وہ مڑی نہیں تھی مگر قدم ضرور رکے تھے وہ حیرت کی انتہا پر تھی

تم مجھ پر نظر رکھ رہے ہو...؟

وہ خونخوار تیوروں کے ساتھ پوچھ رہی تھی

نہیں ابھی اتنا برا وقت بھی نہیں آیا کہ تم پر نظر رکھنے لگوں ڈرائیور کو کال کی تھی اس سے کچھ کام تھا تو اسنے بتایا...

اللہ کرے تم پر یہ برا وقت آئے بھی نا کبھی!..

ذو معنی لہجے میں کہتی وہ باہر نکلتی چلی گئی

آمین ... اسکے لب پھڑپھڑائے تھے

ایڈیٹ ایک بار میرا کام ہو جائے پھر تمہارے ایک ایک لفظ کا بدلہ تم سے نا لیا تو میرا نام بھی وریشہ سلطان نہیں ... گلدان کو ٹھوکر مارے وہ مین گیٹ پار کر گئی تھی۔

« « « « « « « « « « « « « «

)   کچھ گھنٹے پہلے(

ابھی یونی پہنچنے میں کافی ٹائم تھا اسنے ٹائم پاس کے لئے ٹِک ٹاک اوپن کیا تھا کچھ ہی منٹ گزرے تھے جب سکرین بلیک ہوئی تھی اور پھر سیکنڈز بعد وہاں نمبر جگمگا رہا تھا نمبر دیکھتے اسے کوفت ہوئی تھی مگر پھر کال اٹھانا ہی بہتر سمجھا تھا کیونکہ مقابل کال نا اٹھانے پر بار بار کال کرتا ...

ہاں بولو اتنی صبح مجھے کال کیوں کی..؟

میں تمہاری کار کے پیچھے ہوں گاڑی روکو مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔

عادی کے جملے پر وہ مڑی تھی جہاں واقع میں عادی کی فراٹے مارتی ریڈ فراری اسکی گاڑی کو فالو کر رہی تھی

عادی نے مسکراتے ہاتھ ہلایا تھا

میں یونی جا رہی ہوں تم بھی وہی آجاؤ بات کر لیں گئیں۔

لہجے میں بیزاریت تھی

نہیں وریشہ یونی میں نہیں مجھے کچھ امپورٹنٹ بات کرنی ہے یہی پاس کیفے ہے تم ڈرائیور کو وہاں گاڑی روکنے کو بولو میں وہی جا رہا ہوں ...

اسکے لہجے اور جملے نے وریشہ کو بات ماننے پر مجبور کیا تھا ڈرائیور کو کہتی اسنے پاس ہی کیفے کے قریب گاڑی رکوائی تھی اور خود کیفے میں چلی گئی تھی جہاں عادی پہلے سے ہی بیٹھا اسکا انتظار کر رہا تھا

جلدی بولو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے ... اسکے روبرو بیٹھتی وہ جلد بازی میں بولی تھی

مجھے تم سے تمہارے ڈیڈ کے متعلق بات کرنی ہے ...؟

وریشہ کے اعصاب تنے تھے پل میں چوکنا ہوتی اسنے احد کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

تمہارے ڈیڈ کی جان کو خطرہ ہے وریشہ ...

اسکے لئے وہ جملہ نیا نہیں تھا مگر احد کے منہ سے سن کر اسے جھٹکا ضرور لگا تھا

اور یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی..؟

اس کا انداز صاف شک کرنے والا تھا

مجھے معلوم ہے تمہاری ڈیڈ جس کے ساتھ نیو پروجیکٹ شروع کر رہے ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں۔

کم آن احد ڈیڈ پہلے بھی بہت سے لوگوں کے ساتھ پروجیکٹ کرتے رہے ہیں اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ان کو ہر کسی سے جان کا خطرہ ہو... وریشہ کا لاپرواہ سا انداز دیکھ احد کو حیرانی ہوئی تھی

چہرا جھکائے وہ چپ ہو گیا۔

یہی بات کرنی تھی یا کچھ اور بھی کہنا ہے ... چیئر سے اٹھتے اسنے آخری سوال کیا تھا

تم نے بتایا تھا تمہارا ایک کزن پولیس آفیسر ہے تم چاہو تو اس سے انفارمیشن لے سکتی ہو اس بندے کی وہ انسان ٹھیک نہیں ہے اور انکل تو اتنے سیدھے سادھے سے ہیں میرا فرض تھا تمہیں بتانا ابھی کچھ کر لو گئی تو بہتر ہے ورنہ بعد میں کچھ ہو گیا اگر انکل کے ساتھ تو تمہیں ہی افسوس ہو گا۔

اللہ نا کرے ڈیڈ کو کچھ ہو... سرگوشی نما آواز میں کہا تھا

یہ ہے اس شخص کا کارڈ آگے تمہاری مرضی!....

کارڈ ٹیبل پر رکھتے وہ وہاں سے نکل گیا تھا جبکہ وریشہ وہی کھڑی آگے کیا کرنا ہے سوچ رہی تھی

کارڈ اٹھائے وہ باہر آئی تھی گاڑی میں بیٹھے وہ بہت غور سے کارڈ کو دیکھ رہی تھی۔

ڈرائیور .... یو ٹرن لو زیان کے گھر جانا ہے۔

کارڈ بیگ میں رکھتی وہ بہت پریشان لگ رہی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

اسنے آنکھیں کھولی تھیں گاڑی یونی کے باہر رکی ہوئی تھی اور ڈرائیور اسکے اترنے کے انتظار میں تھا۔

دل ہی دل میں اپنے ڈیڈ کی سلامتی کی دعائیں مانگتی وہ یونی میں داخل ہوئی تھی وہ احد کی باتوں پر یقین نہیں کرتی تھی مگر اپنے ڈیڈ کے لئے وہ کوئی رسک بھی نہیں لے سکتی تھی اگر واقعی وہ انسان ٹھیک نہیں ہو گا تو وہ سلطان صاحب کو اس ڈیل کے لئے منع کر دے گئی اور اسے یقین تھا اسکے ڈیڈ اسکی بات مان جائیں گئیں

» » » » » » » » » » »

آج تمہارے ہاتھ کا ناشتہ کر کے مامی کی یاد آگئی سیم ویسا ہی کھانا بناتی ہو بلکل وہی ٹیسٹ ... خوشی اور دکھ کے ملے جلے تاثرات میں کہتا اسکا سارا دھیان ڈرائیونگ میں تھا

پاس بیٹھی عشال کی آنکھوں میں نمی اتری تھی

مجھے انکی بہت یاد اتی ہے ارشان بھائی!...

وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی

مجھے بھی"...

عشال کے بھیگے لہجے پر ارشان شاہ کو مزید دکھ نے آن گھیرا تھا

یہ دنیا ہے پری یہاں جس نے آنا ہے اسنے جانا بھی ہے رو کر انہیں تکلیف مت دو ...

اللہ کی مرضی سے جاتیں تو شاید صبر آ جاتا مگر انہیں تو اسکے بنائے بندوں نے ہی جینے نہیں دیا جب یہ سوچ دماغ پر حاوی ہوتی ہے تو ذہن جیسے مفلوج ہو جاتا ہے میرا دل کرتا ہے میں انکے قاتلوں کو پھانسی چڑھا دوں مگر میں بے بس ہوں بھائی .... اپنے ہاتھوں کو دیکھتی وہ اپنی قسمت کو بھی رو دی تھی آنسو قطرہ قطرہ کر کے ہتھیلی پر گر رہے تھے

میں سارے راز ایک ساتھ ہی کھولوں گا پری اور یاد رکھنا جس دن مجھے معلوم ہوا کہ انکی موت سازش تھی میں کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔اسکے لہجے میں صدیوں کی جلتی آگ کی تپش تھی عشال نے پر امید نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا جس پر ارشان شاہ نے بے ساختہ نظریں چرائی تھیں

نہیں ملی مجھے وہ"...

اسٹیرنگ پر گرفت سخت کرتے اسنے وہ الفاظ بامشکل ادا کیے تھے

ان چار لفظوں کو سنتے اسکی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا تھا کچھ بھی کہے بغیر نم آنکھوں سے گاڑی سے اترتی عشال یونی میں چلی گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » »

آج دو دن بعد وہ یونی آئی تھی سب سے پہلا کام جو اسے کرنا تھا وہ ابتسام سے معافی مانگنے کا تھا وہ زیادہ تر کینٹین میں ہی پایا جاتا تھا وہ سوچتی کینٹین کی طرف گئی تھی مگر وہاں اسکی مخصوص نشست خالی دیکھ وہ اداس ہوئی تھی وہاں سے نظر ہٹاتے عشال نے موبائل پر ٹائم دیکھا تھا جہاں کلاس شروع

ہونے میں پانچ منٹ باقی تھی وہ پلٹی تھی مگر سامنے موجود ہستی کو دیکھتے پاؤں جیسے زمین میں دھنس گئے تھے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی عادی اور اسکے دوستوں نے سر تا پاؤں اسے دیکھا تھا پھر احد کے اشارے پر وہ سائیڈ سے ہوتے نکل گئے تھے مگر عشال وہی کی وہی کھڑی تھی سب سے آخر میں احد تھا جس نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے بہت کچھ باور کروا دیا تھا۔

عشال یہاں کیا کر رہی ہو ... گہرے سانس لیتی وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچی تھی عادی کو اسکے قریب کھڑے دیکھ عائشہ بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی تھی۔

مم..میں وہ یہاں ... یہاں...

ریلیکس عشال ... اسکے ذرا سے نظر آتے ماتھے پر ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوتے دیکھ عائشہ نے اسکی پیٹھ سہلائی تھی

چلو آؤ میرے ساتھ ... فوراً سے اسکا ہاتھ پکڑے وہ کینٹین سے نکلی تھی کیونکہ جب تک وہ وہاں رہتی عادی کے خوف سے نہیں نکل پاتی

یہاں بیٹھو ... ادھر دیکھو میری طرف کچھ بھی نہیں ہوا اوکے سب ٹھیک ہے احد سے ڈرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے میں ہوں تمہارے ساتھ_اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرے عائشہ تحمل سے بول رہی تھی۔

اسکی اتنی فکر پر عشال نے بھیگی آنکھوں سمیت مسکراتے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

چلو اب کلاس کا ٹائم ہو گیا ....

ویسے تم کینٹین کیوں گئی تھی ...؟

چلتے چلتے عائشہ نے اسکی طرف دیکھا تھا

وہ..وہ میں اب..ابتسام کو ڈھونڈ رہی تھی۔پہلی بار وہ ارشان شاہ کے علاوہ کسی مرد کا نام اپنی زبان پر لائی تھی عشال کو بولتے عجیب لگ رہا تھا۔

اوہ آئی سی...عائشہ اپنے شک کے درست ثابت ہونے پر ہلکا سا مسکرائی

وہ تو لائبریری میں ہے صبح ہی میں نے اسے دیکھا تھا

عائشہ کے بتانے پر اسکے قدم رکے تھے۔

ابھی کلاس میں چلو فری ہو کر اس سے مل لیں گئیں...

اسے ٹھہرے دیکھ عائشہ نے اسے پھر سے اپنے ساتھ چلایا تھا

« « « « « « « « « « « « « « « «

ہلکی ہلکی روشنی پردوں کو چاک کرتی کمرے کو روشن کرنے کا باعث بن رہی تھی موندی موندی آنکھیں کھولے اسنے ساری طرف نگاہ دوہرائی تھی سر سمیت پورے جسم میں درد کی ٹیسیں اُٹھنے لگی تھی وقفے وقفے سے سارے منظر ذہن کے پردے پر چل رہے تھے رات کے اندھیرے میں لیا وہ اہم فیصلہ اسے صبح کی روشنی میں ناجانے کیوں وحشت زدہ سا لگ رہا تھا

ہم سب چاہتے ہیں تم سفیان شاہ سے نکاح کر لو....

تمہارے دا جی ارشان شاہ اور میری خواہش کا پاس رکھ لو بچے اور ہاں کردو ... انہوں نے منت کی تھی۔

اور سفیان شاہ وہ کیا چاہتے ہیں..؟

انکی طرف گہری نظروں سے دیکھتی وہ ایک رو میں بولی تھی

وہ بھی .. وہ بھی راضی ہے۔

زبان اٹکی تھی اپنی جگہ وہ پہلو بدل کے رہ گئی تھیں

عینا نے تمسخر اڑاتی نظروں سے انہیں دیکھا تھا

وہ سچائی سے لاعلم تھی اسکے مطابق وہ نکاح دا جی اور بی جان کی خواہش کے لئے کیا جا رہا تھا جس میں وہ اتنا تو جانتی تھی سفیان شاہ کی ذرا سی بھی رضامندی شامل نہیں ہے۔

دروازہ نوک ہوا تھا عینا اور بی جان آنے والی ہستی کو دیکھتے اپنی جگہ سیٹ ہوئی تھیں۔

اسلام علیکم ... کیسی ہے میری پری ..؟

سر پر ہاتھ رکھے وہ پیار سے پوچھ رہا تھا

ٹھیک ہوں بھائی...

بی جان تم سے بات کر چکی ہوں گئیں اب تک ... بی جان کو دیکھتے اسنے پھر سے اسے دیکھا تھا

تو مطلب آپ بھی یہاں اسی بارے میں بات کرنے آئے ہیں...؟

وہ حیرت اور تعجب سے بول رہی تھی کل تک جس نکاح کی صرف بات ہوتی تھی آج وہاں سب کو اتنی جلدی کیوں ہونے لگی تھی اسکی سمجھ سے سب باہر تھا

ہاں مگر میں یہاں پوری بات کرنے آیا ہوں کیونکہ بی جان نے تم سے آدھی بات کی ہے ...! عینا نے تجسس سے آنکھیں جھپکی تھیں

اور پھر ارشان شاہ نے اسکے سر پر جیسے اس حویلی کی پوری عمارت کو گرا دیا تھا اور عینا شاہ خود کو ان دیکھے سے بوجھ تلے دبتا ہوا محسوس کر رہی تھی

بب..بھائی یہ سب .. کیا ... ایسا نہی.. نہیں

آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا تھا وہ بولنے سے قاصر تھی

ریلیکس بچے ... ہمیں معلوم ہے تم وہاں سفیان کی مدد کرنے گئی تھی اور اسکے لئے ہم سب تمہارے شکر گزار ہیں مگر بچے گاؤں والے اس بات کو نہیں سمجھ رہے انکے مطابق ہم اپنا کیا جرم چھپانے کے لئے محض جھوٹی کہانیاں بنا رہے ہیں۔

اور اب اسلئے ہم چاہتے ہیں تمہارا نکاح سفیان شاہ سے ہو جائے ورنہ یہ لوگ نا سفیان کو جینے دے گئیں نا تمہیں سکون سے رہنے دیں گئیں۔

دیکھو بچے منہ پر کوئی کچھ نہیں بولتا مگر پیٹھ پیچھے کتے بھی بھونکتے ہیں اور تم لڑکی ذات ہو ساری زندگی پڑی ہے تمہاری .. آگے تم خود سمجھدار ہو .... آج اسنے بڑے بھائی کا حق ادا کرنا تھا اسے سمجھاتے ارشان شاہ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور اٹھتا باہر نکل گیا تھا جبکہ عینا تو ابھی تک اسکے بولے

گئے الفاظوں میں ہی کہی گم ہو گئی تھی ... انکی جان بچانے کی مجھے اتنی بڑی قیمت چکانی پڑے گی میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا بی جان ... روتی وہ نڈھال سی تکیے پر گر گئی تھی بی جان کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے تھے وہ بھاگتی اسکے مزید قریب ہوئی تھیں۔

عینا میرے بچے سنبھالو خود کو دل کو مضبوط کرو بیٹا یہ آزمائش ہے اسکا ہمیں بہادری سے سامنا کرنا ہے

وہ اسے سمجھا رہی تھیں عینا نے نم پلکیں اٹھائے انکی طرف بے بسی سے دیکھا تھا

مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے بی جان میں یہ بہادری نہیں دکھا سکتی وہ بامشکل بول پائی تھی

مم .. مجھ سے نکاح پر دستخط نہیں ہو گئیں آپ کو خدا کا واسطہ مجھے اس آزمائش سے ایسے ہی نکال دیں میں اپنی پوری زندگی ایک معاوضے میں ہوئے نکاح پر نہیں گزار سکتی۔آخر وہ سسکنے لگی تھی

باہر جائیں آپ"...

وحشت زدہ سی رعبدار آواز پر دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا تھا

وہاں سفیان شاہ کو دیکھتے جہاں عینا شاہ کا سانس سوکھا تھا وہی بی جان نے اٹھنا چاہا تھا مگر عینا نے انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے گرفت سخت کی تھی اسکی آنکھوں میں جھلکتا خوف دیکھ بی جان کو بے ساختہ وہ نیلی آنکھوں والی لڑکی یاد آئی تھی۔

میں نے کہا باہر جائیں آپ!...

اب کی بار آواز میں سختی سمیت اونچائی بھی شامل ہوئی تھی

اور بی جان بے بس سی وہاں سے اٹھتی کمرے سے باہر نکل گئی تھی

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے چادر کو زور سے مٹھیوں میں جکڑے وہ خود میں ہی سمٹی تھی۔

چھوٹے چھوٹے قدم لیتا وہ اسکے سر پر آن کھڑا ہوا تھا۔

عینا نے نظر اٹھا کی حماقت نہیں کی تھی۔

چپ چاپ نکاح نامے پر دستخط کر دینا ورنہ جس زبان سے انکار کرو گئی دوبارہ اس سے بولنے لائق نہیں رہو گئی۔

وہ مزید قریب ہوتے اسکی سانسیں خشک کر گیا تھا

سفیان شاہ کی قربت تھی یا اسکا خوف عینا کا جسم ہولے ہولے کانپنے لگا تھا۔

میں مرا نہیں جا رہا تم سے نکاح کرنے کے لئے نا میں نے تمہیں کہا تھا کہ وہاں آؤ اور میری جان بچاؤ ... اسکی بازو کو جکڑے وہ دھاڑا تھا

اس خوامخواہ کے رشتے کو گلے کی طوق بنانے سے بہتر تھا میں موت کو گلے لگا لیتا۔وہ سفاکیت کی حد کرتا اسکے منہ پر اپنی آگ سی گرم تپش لیے سانسوں کو بکھیرتا دبے دبے لہجے میں بول رہا تھا

اپنی اتنی تذلیل پر عینا نے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اٹھائے اس ظالم شخص کو دیکھا تھا

"ضروری نہیں جو خواب بند آنکھوں سے خوبصورت نظر آتے ہوں انکی تعبیر حقیقت میں بھی اتنی ہی حسین ہو"..

» » » » » » » » » » » » »

گیلی آنکھوں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑتی اسنے پاؤں بیڈ سے نیچے رکھا تھا تو آج اسکی زندگی کے نئے امتحان کا سفر شروع ہوا تھا

واڈراب سے پرانے کپڑوں میں سے ایک سوٹ نکالتی وہ فریش ہونے کے لئے واشروم میں بند ہوئی تھی

لمبے الجھے بالوں کو سنوارتی ڈوپٹہ سلیقے سے سر پر رکھا تھا عینا نے تیاری مکمل کرتے ایک نظر گھڑی پر ڈالی تھی جہاں دن کے ایک بج رہے تھے اور پھر خود کو ڈھیروں تسلیاں بخشتی اسنے قدم کمرے سے باہر رکھے تھے اسے لگا تھا وہ کسی اور ہی جگہ آگئی ہے ہر طرف ملازموں کی افراتفری لگی تھی حویلی کا آدھا حصہ سجایا جا چکا تھا باقی کو سجانے کی تیاری کی جا رہی تھی وہ چلتی کسی اور ہی دنیا میں مگن وہ سب دیکھ رہی تھی اسکے قدم رکے تھے لاونج سے آتی آوازوں نے اسے وہی جکڑا تھا۔

ایک بار مجھ سے پوچھ تو لیتے آپ ... ایک نوکرانی کے ساتھ آپ نے میرے بیٹے کا نکاح پڑھوا دیا اور مجھے کسی نے بتانا بھی گورار نہیں کیا۔اپنی جگہ سے اٹھتے وہ چیخے تھے

دا جی ہنوز سکون سے بیٹھے اپنے پڑھے لکھے بیٹے کی سوچ کو سنتے تاسف سے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ اب تمہارے بیٹے کی منکوحہ ہے ولید اسے نوکرانی کہنے کی حماقت آئندہ مت کرنا ورنہ میں برداشت نہیں کروں گا۔

دا جی نے غصے بھری آواز میں کہا تھا

اور دوسری بات کا جواب تم بہتر جانتے ہو ولید شاہ...

اسکے مقابل آتے وہ ولید شاہ کو اپنی جگہ ساکت کر گئے تھے

میں نے ہی تمہیں اس نکاح میں بلانے سے منع کیا تھا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کوئی بدمزگی ہو

بی جان نے حیرت سے دا جی کی طرف دیکھتے ولید شاہ کی طرف دیکھا تھا جو یک ٹک اپنے باپ کا چہرہ دیکھتے جا رہا تھا حیرت تو عینا کو بھی ہوئی تھی آخر ایسا کیوں چاہتے تھے وہ"...

ارے تم وہاں کیوں کھڑی ہو اندر آؤ .... داجی نے اینٹرنس پر کھڑی عینا کو اندر آنے کو کہا تھا جس پر وہ انکی طرف متوجہ ہوئی اور دوسری طرف ولید شاہ اور بی جان بھی پلٹے تھے

ساری تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں گاؤں والوں کو نیوتا بھی بھیج دیا گیا ہے آج ہی عینا سفیان شاہ کو سید سفیان ولید شاہ کے ساتھ رخصت کر دیا جائے گا اور میرا یہ فیصلہ اٹل ہے۔

جہاں ولید شاہ پر سکتہ ٹوٹا تھا وہی عینا نے ساتھ کھڑی بی جان کا سہارا لیا تھا ابھی کل کی ہوئی تذلیل تو وہ بھولی نہیں تھی اتنی جلدی اسے اس دلدل میں ہمیشہ کے لئے دھکیلا جا رہا تھا اسنے دھندلائی آنکھوں سے سامنے کھڑے داجی کی دیکھا تھا اور چپ چاپ وہاں سے واپس کمرے میں جا بند ہوئی تھی۔

آپ بہت جلد اپنے اس فیصلے پر پچھتائیں گئیں ابو جان یاد رکھئیے گا میری بات...

کہاں جا رہے ہو تم ولید شاہ رخصتی کا ٹائم ہونے والا ہے۔

انکی ذو معنی لہجے کو اگنور کرتے انہوں نے روکنا چاہا تھا

جیسے نکاح میرے بغیر کر لیا ویسے رخصتی بھی کر لیجئیے گا اور کہتے وہ حویلی سے باہر نکل گئے تھے

پیچھے بی جان نے افسردگی سے پہلے داجی کو دیکھا اور پھر آسمان کی طرف نظریں اٹھائی تھیں۔
اسنے دور سے دیکھا تھا پھر یقین آتے ہی وہ کندھے پر لٹکایا بیگ مزید کستے اس کے قریب پہنچا تھا

چاچا ایک کپ چائے لانا!...

چیئر گھسیٹتے وہ بغیر کچھ بولے اسکے سامنے بیٹھا تھا

کیا مسئلہ ہے بھئی کلاس کیوں نہیں لی تو نے آج کی...

جب سامنے موجود انوکھی مخلوق نے کوئی تاثر نہیں دیا تو اسے خود ہی کلام میں پہل کرنی پڑی تھی

اور کلاس نہیں لے گا تو فیل ہو جائے گا پھر یہ جو فیس ہم بھر رہے ہیں یہ بھی ضائع جائے گئی اسلئے مہربانی کر اور...

اسنے نظر اٹھانے کی غلطی کی تھی سامنے موجود ہستی اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی

کاشان کے گلے میں معدوم سی گلٹی ابھری تھی تھوک نگلتے اسنے چیئر ابتسام کی چیئر سے ذرا سا دور کھسکا لی تھی

یار بھئی ایسے تو نا دیکھ میں تو بس تیری پڑھائی کی فکر کر رہا ہوں

ہنسی دانتوں تلے چھپائے وہ باز نہیں آیا تھا۔

میں نے جو پڑھنا تھا تین سال پہلے پڑھ لیا اب انسانوں کو پڑھتا ہوں

مزاق کا جواب سنجیدگی سے دیا گیا۔

کاشان کو اسکا موڈ پھر سے خراب لگ رہا تھا اب اسے مزید چوکنا رہنا پڑے گا وہ اسے دیکھتے سوچ رہا تھا

شکریہ چاچا...چائے کا کپ پکڑتے وہ ذرا سا مسکرایا تھا

ایک بات کہوں...؟وہ شکل سے سیریس لگ رہا تھا

بول!...

غلط کام چھوڑ دے یار تو اچھا انسان ہے"...

مجھے میری اسی اچھائی کی تو سزا دی گئی ہے اور اب میں بُرا ہی ٹھیک ہوں۔بولتے اسکا حلق تک کڑوا ہوا تھا

اور کیا حاصل کر لے گا تو برا بن کے، یہ سب کر کے..؟

کاشان نے اسکے ارگرد اشارے کیے تھے

مجھے یہ سب کرنے کے پیسے ملتے ہیں یہ میرا کام ہے یہ اچھا ہے یا برا ... ابتسام کو اس بات سے فرق نہیں پڑتا وہ معیار نہیں دیکھتا بس کام کرتا ہے۔

نظر چائے کے کپ سے ہٹاتے اسنے پاس پڑی پزل کو ٹیبل سے اٹھایا تھا

تمام رنگوں کی ترتیب کو بے ترتیب کرتے وہ خود کو الجھانے کی کوشش میں تھا۔

اور جب تیری سچائی کھلے گئی اس انسان پر تب کیا کرو گئے؟

اسے جب معلوم ہو گا تم یہ سب صرف اسکے لئے نہیں کر رہے تب کیا جواب دو گئے اسے ...؟

یہ میرا مسئلہ ہے تم خود پر دھیان دو میری زندگی ہے میں خود ہینڈل کر لوں گا۔وہ ہنوز اطمینان کا مظاہرہ کر رہا تھا

کاشان تو اسکی دیدی دلیری پر ہی عش عش کر اٹھا تھا

جس کے لئے وہ کام کر رہا تھا وہ کوئی عام انسان نہیں تھا مگر پھر بھی ابتسام کا پرسکون سا انداز اسے بے سکون کر رہا تھا کاشان ہر حال میں اسکے دماغ میں بنتا نیا پلان جاننا چاہتا تھا مگر ابتسام جیسا ٹیڑھا بندہ ایسا ہرگز نہیں ہونے دے گا کیونکہ اسے اپنے کاموں میں کسی دوسرے کو ملوث کرنا پسند نہیں تھا کاشان کی سوچ بار بار کسی اور ہی پہلو پر جا رہی تھی اندر اٹھتے طوفان کو خاموش کرنے کے لئے اسنے چائے کے گھونٹ پر گھونٹ بھرے تھے

تم ماضی میں جو بھی ہوا اسکا بدلہ اس لڑکی سے لینے والے ہو..؟

اس تمام گفتگو میں ابتسام نے پہلی بار اسکی طرف دیکھا تھا آنکھوں کی ساکت پتلیوں کے گرد سرخ ڈورے ابھرنے لگے تھے ضبط کے مارے اسنے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

تم اپنی سوچ صرف مجھ تک رکھو میں برداشت کر لوں گا مگر آج کے بعد ... اس گزرے سیکنڈ کے بعد سے ہی یہ بھی بھول جاؤ کہ کوئی لڑکی بھی ہے کیونکہ تیسری بار یہ حرکت میں برداشت نہیں کروں گا۔

ٹیبل پر مکا مارتے آگ سی تپش لیے لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا

تم اسکا پیچھا چھوڑ دو میں ذکر کرنا چھوڑ دوں گا!...

اگر نا چھوڑوں تو....؟ صاف گوئی سے کام لیا تھا

تو تم جانتے ہو میں کس شعبے سے تعلق رکھتا ہوں...

اسنے جیسے یاد دلانا چاہا تھا

ابتسام نے تمسخر اڑاتی نظروں سے اسے دیکھا تھا

جس دن ابتسام چوہدری تک تم یا تمہارا شعبہ پہنچ گیا نا اس دن ابتسام چوہدری خود سرینڈر کرے گا۔ کہتا وہ نکل گیا تھا

پیچھے کھڑا کاشان جو اسکی سوچ تک ہی آج تک رسائی حاصل نہیں کر سکا تھا اس تک رسائی کیسے حاصل کرے گا سوچتا رہ گیا تھا

« « « « « « « « « « « «

آج کا تمہارا کیا پلان ہے یونی کے بعد کا...؟

گھر ... ہمیشہ کی طرح"...

تم آخری بار شاپنگ کرنے کب گئی تھی..؟

میں جب بھی جاؤں گئی پہلی بار ہی جاؤں گئی...

عشال جواب دے رہی تھی مگر دھیان کہیں اور ہی تھا

عائشہ نے اسے بازوؤں سے پکڑے پورا کا پورا اپنے سامنے گھومایا تھا

دھیان کہاں ہے تمہارا اور یہ کیا بولا تم نے ابھی کہ تم کبھی گئی ہی نہیں شاپنگ کرنے ... حیرت کے مارے اسکی آنکھیں بڑی اور آواز نارمل سے زیادہ اونچی ہوئی تھیں

ہاں میں کبھی نہیں گئی اسنے پھر سے کہا تھا

کیونکہ حویلی میں کبھی کسی چیز کی کمی ہی نہیں ہونے دی بی جان نے پہلے مما تھی پھر بی جان اور اب حسنہ بی ہیں ویسے بھی مجھے یہ شاپنگ وغیرہ سے الرجی ہے

اسکی سوالیہ نظروں کو دیکھتے عشال نے اسے سب تفصیل سے بتایا تھا

تم پہلی لڑکی ہو عشال جسے شاپنگ کرنا نہیں پسند ورنہ لڑکیوں کو تو اتنا کریز ہوتا ہے....

ہوتا ہو گا عائشہ مگر مجھے نہیں ہے مجھے گھر میں رہنا پسند ہے مجھے زیادہ شور اور ہجوم سے ڈر لگتا ہے

موبائل کو سائلنٹ موڈ سے ہٹاتے وہ متوازن لہجے میں بولی تھی

اور کس کس چیز سے ڈر لگتا ہے تمہیں..؟

وہ کچھ سوچتے پوچھ رہی تھی

مجھے اندھیرے سے بند جگھوں سے اور....

اور ... اسکے رکنے پر عائشہ نے اسکی طرف دیکھا تھا

مجھے مکڑیوں سے ڈر لگتا ہے عائشہ .... معصومیت سے چور لہجے میں کہا تھا۔

عائشہ کو بے ساختہ اس خوبصورت سی لڑکی پر پیار آیا تھا

یہاں مکڑیاں نہیں ہوتیں ڈونٹ وری .... نقاب پر سے ہی اسکے گال کھینچتی وہ مسکرائی تھی

سچی !...

مچی"...

تم بہت اچھی ہو عائشہ...وہ دل سے کہہ رہی تھی

اور تم بہت پیاری ہو اور مجھ سے چھوٹی ہو اسلئے مجھے آپی بولا کرو .... ان دیکھا کالر سیٹ کرتے وہ رعب جھاڑتے بولی تھی

عشال نے اسکے بدلتے مزاج دیکھ آنکھیں سٹپٹائی تھیں

عشال ابتسام سے کیا بات کرنی تھی تمہیں..؟

اسکی نظروں کو اگنور کرتی عائشہ نے کچھ یاد آنے پر سوال کیا تھا

مم..مجھے اس سے معافی مانگنی تھی .... وہ ہکلائی تھی

تو جاؤ بات کر لو وہ ابھی یہی ہے...

کہاں ہے ..؟ عشال نے جھٹ سے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا جہاں کچھ ہی دوری پر بلیک کلر کی جینز شرٹ میں ملبوس آنکھوں پر گلاسز لگائے کھڑا ابتسام کال پر کسی سے محو گفتگو تھا

تم بھی چلو نا میرے ساتھ ... عائشہ کو سائیڈ ہوتے دیکھ اسنے فوراً سے اسکی بازو تھامی تھی

میں کیوں چلوں گئی بھئی معافی تم نے مانگنی ہے تم جاؤ...

بازو آزاد کراتے نروٹھے پن سے کہا"..

کھا نہیں جائے گا تمہیں وہ جاؤ اور بات کرو ... اسے وہی سٹل دیکھ عائشہ نے اسے دھکا دیا تھا

جا رہی ہوں اور میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں تم بہت بری ہوں ... بری دوست .... منہ بسورے بچوں جیسے کہتی وہ عائشہ کو ہنسنے پر مجبور کر گئی تھی

اوکے اوکے ابھی تو جاؤ یہ بعد میں ڈیسائیڈ کریں گئیں۔

وہ کینٹین کی طرف چلی گئی تھی

جبکہ عشال بیگ کندھوں پر لٹکائے انگلیاں چٹختی کسی ربوٹ کی طرح چلتی جا رہی تھی آخر من من کے قدم لیتی وہ اپنی منزل پر پہنچی تھی مگر الجھن اب مزید بڑھ گئی تھی ابتسام کو اپنی طرف پیٹھ کر کے کھڑے دیکھ وہ جز بز سی ہوئی تھی

اچانک سے سامنے جاؤ گئی تو اچھا نہیں لگے گا مگر پکاروں کیسے ... نام لوں یا سنو بولوں ... خود سے باتیں کرنے میں وہ اتنی مصروف ہوئی تھی کہ اسکی طرف نظر اٹھا کے دیکھنے کی توفیق ہی نہیں کی تھی

ایکسکیوز می !...

اسکی بڑبڑاہٹ سنتے ابتسام نے گلا گھنگھالا تھا

ج..جی میں یہاں آپ کو سوری بولنے آئی تھی اس دن کے لئے، مجھے آپ کو تھپڑ نہیں مارنا چاہئیے تھے پلیز آپ مجھے معاف کر دیں۔

وہ بنا رکے ایک ہی سانس میں بول گئی تھی جبکہ سامنے کھڑے ابتسام نے بنا کوئی تاثر دیئے اسے صرف دیکھا تھا

اٹس اوکے ... کافی دیر بعد ان دو لفظوں پر عشال نے سر اٹھایا تھا

جس پر ناچاہتے ہوئے بھی وہ مسکرایا تھا

فرینڈز ...

عشال کو جیسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا اسنے حیرانگی سے ابتسام کے بڑھائے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔

انسان ہوں آپ کے جیسا ہی ... ایسے بلیوں کی طرح ٹکر ٹکر کیا دیکھ رہی ہیں ...وہ ہنستے ہوا بولا تھا

نہی ... نہیں دراصل میں نے کبھی کسی لڑکے سے دوستی نہیں کی اور آپ کو تو پھر میں نے تھپڑ مارا تھا تو آپ ایسے مجھے دوستی کی پیشکش کرتے عجیب لگ رہے ہیں

دماغ میں چلتی ایک ایک بات وہ ایمانداری سے زبان پر لے آئی تھی

اسکے انداز بیان پر ابتسام نے سینے پر ہاتھ باندھے گہری نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا

پہلی بات محترمہ بار بار اس تھپڑ کی بات نا کریں بندے کی سیلف ریسپکٹ ہرٹ ہوتی ہے یار ... معصومیت سے کہا گیا!...

اور دوسری بات آپ کے ناولز میں بھی تو ایسا ہی ہوتا ہے نا؟

وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا"...

آپ بھی ناولز پڑھتے ہیں...؟

وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی

ہاں پڑھتا ہوں اور جو ناول محترمہ آپ اس دن پڑھ رہی تھیں وہ بھی میں نے پڑھا ہوا ہے۔انتہائی فخر سے بتایا گیا۔

واؤ ... مجھے آج پتہ چلا لڑکے بھی ناولز پڑھتے ہیں

اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ یہی بات پوری یونی کو بتاتی"...

تو بس پھر اسی بات پر میں فرینڈ شپ پکی سمجھوں...؟

پر ناول میں تو ایسا نہیں ہوتا ہے ... عشال کو اچانک ابتسام کا سوال یاد آیا تھا وہ چلتی سوچوں میں غرق بنچ پر جا بیٹھی تھی

ابتسام نے بھی اسکی پیروی کی تھی

اب پتہ نہیں کونسی فلاسفی بتانے والی ہے یہ محترمہ ... اور جھوٹ بول تُو تو ابتسام کس نے کہا تھا اتنا اوور ہونے کو اب اسنے کچھ پوچھ لیا تو کیا جواب دے گا اور عزت کا کباڑا الگ...,اسنے خود کو کوسا تھا

اس ناول میں لڑکی اس لڑکے کو تھپڑ مارتی ہے پھر وہ جو ہیرو ہوتا ہے بدلہ لینے کے لئے اس ہیروئین سے محبت کرنے کا دکھاوا کرتا ہے پھر اسے دھوکہ دے دیتا ہے اور وجہ وہی تھپڑ ہوتا ہے جو ہیروئن اسے پوری یونی کے سامنے مارتی ہے. وہ سوچ سوچ کر بول رہی تھی

مگر پھر وہ شادی بھی تو کر لیتا ہے نا کیونکہ اسے پھر احساس ہو جاتا ہے کہ وہ غلط تھا اور اسے سچی محبت ہو گئی ہے۔

ابتسام نے فوراً سے لقمہ دیا تھا۔

چل شکر ہے بیٹا اینڈنگ پڑھ لی تھی ... چہرے پر ہاتھ پھیرتے اسنے عشال کی طرف دیکھا تھا جو اب پتہ نہیں کیا سوچ رہی تھی

"مگر ایسی محبت کا کیا فائدہ جو عزت گنوانے کے بعد ملے"...

پل کو وہ کچھ بول نہیں سکا عشال کے جملے نے اسے بہت پیچھے کہیں ماضی کے کسی پنے پر پٹخا تھا۔

مگر یہاں محبت نہیں ہے ہم صرف دوست ہیں ...

لہجے کو بامشکل نرم رکھے کہا تھا

مگر آپ مجھ سے ہی کیوں دوستی کرنا چاہتے ہیں میرا مطلب ہے یونی کا سب سے ہینڈسم لڑکا اور وہ بھی جسے میں نے تھپڑ مارا تھا فوراً سے جملہ ایڈ کیا تھا .... وہ کیوں مجھ سے دوستی کرے گا اس سے تو کوئی بھی لڑکی دوستی کر لے گئی۔کندھے اچکاتے وہ عام سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

محترمہ کو میں ہینڈسم لگتا یوں " ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے

نہیں مجھے نہیں میں باقی لڑکیوں کی بات کر رہی تھی اور جو سنا وہ بتا رہی ہوں ... عشال نے بتانا ضروری سمجھا تھا

میں نہیں مانتا اس افواہ کو"""...

میسج ٹائپ کرتے مصروف سے انداز میں کہا تھا

اپنی بائیں طرف دیکھیں ... عشال کی آواز پر ابتسام نے نظر موبائل سے ہٹاتے بائیں طرف دیکھا تھا جہاں کچھ لڑکیاں آنکھوں میں حسد اور جلن لیے انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

اب دائیں طرف دیکھیں ...

آنکھیں دیکھنے کے لئے ہی ملتی ہیں دیکھنے دیں انہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں .... دائیں طرف دیکھنے کے بجائے اسنے نظر واپس سے موبائل کی سکرین پر جما لی تھی۔

اسکے روکھے سے جواب پر عشال نے بھنوئیں اچکائی تھیں

ویسے مجھے کہنا نہیں چاہئیے مگر پھر بھی میں کہنا چاہتا ہوں۔

عشال سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی

دائیں طرف دیکھو!...

عشال نے دائیں طرف دیکھا تھا۔

جہاں اسکے دیکھتے ہی کچھ لڑکوں نے نظریں پھیری تھیں جبکہ ایک دو تب بھی کن اکھیوں سے دیکھ رہے تھے

"اگر عورت کے پاس حس موجود ہے کہ وہ مرد کے دیکھنے سے ہی پہچان لیتی ہے کہ مرد اسے کس نظر سے دیکھ رہا ہے تو مرد تو پھر باآسانی بتا سکتا ہے کہ سامنے کھڑا مرد اس عورت کو کس نظر سے دیکھ رہا ہو گا"...

بات کرتے ابتسام کی نظر دور بیٹھے احد پر گئی تھی جو آنکھوں میں نفرت لیے ان دونوں کو ہی گھور رہا تھا۔

خیر محترمہ آپ مجھ پر یقین کر سکتی ہیں میں عورتوں کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میرے گھر میں بھی بہن موجود ہے۔

وہ ذرا سا مسکرایا تھا۔

دل نے اسکی باتوں پر ایمان لانے کی ضد کی تھی مگر وہ تلخ حقیقتوں سے روشناس لڑکی کس حوصلے سے یقین کرتی۔

عشال نے کچھ بھی کہے بغیر رخ پھیر دیا تھا

ویسے ایک راز کی بات بتاؤں ..؟

ذرا سا آگے کو جھکتے ابتسام نے سرگوشی کی تھی

جی بتائیں!...

مجھے آپ کے بلڈوزر میرا مطلب ہے بوڈی بلڈر بھائی سے ڈر لگتا ہے سو آپ بے فکر رہیں مجھے اپنی ہڈیاں تڑوانے کا ذرا سا بھی شوق نہیں ہے

یقین دلانے والے انداز میں کہتے وہ پھر سے پیچھے ہوا تھا

میرے بھائی ...

عشال ...

وہ مزید کچھ بولتی اپنے نام کی پکار سنتے اسنے اپنے عقب میں دیکھا تھا جہاں عائشہ کھڑی تھی

یار میں نے تمہیں بھیجا تھا جاؤ معافی مانگ کر آؤ تم تو لگتا ہے ساری ہسٹری بتانے لگ گئی ہو ... اسکے کان میں گھستے سرگوشی کی تھی

ابتسام ذرا سا رخ پھیر کر کھڑا ہو گیا تھا مگر کان انکی طرف ہی تھے

ہاں میں نے معافی مانگ لی اب سب ٹھیک ہے .... وہ کھکھلائی تھی

خوشی کی چمک اسکی آنکھوں میں ابھری تھی اور لمحے کو ابتسام چوہدری اسکی آنکھوں میں دیکھتا رہ گیا۔

ایکچولی میں بتانے آئی تھی تمہارا ڈرائیور آیا ہوا تمہیں لینے کے لئے۔

اوکے تو میں چلتی ہوں کل ملاقات ہو گئی اللہ حافظ...

عشال کے جملے پر وہ ہوش میں آیا تھا اس سے پہلے وہ اسکی طرف مڑتی ابتسام نے نظروں کا زاویہ بدلا تھا

فی امان اللہ محترمہ...،

وہ کچھ کہتی ابتسام نے الوداعی کلمات کہے تھے عشال سر ہلاتی عائشہ کے سنگ وہاں سے نکلی تھی۔

کیا ڈھونڈ رہی ہو عشال... اتنی دیر سے اسے بیگ میں گھسے دیکھ آخر عائشہ نے سوال کیا تھا

عائشہ میری فیورٹ حجاب پن نہیں مل رہی یہی تو رکھی تھی

وہ بول رہی جب دھیان دوسری طرف ہونے کی وجہ سے سامنے سے آتی ہستی سے اسکے کندھے نے رگڑ کھائی تھی

آر یو بلائنڈ... دیکھ کر نہیں چل سکتی کیا!..

اسکی بازو کو دبوچے وہ عشال کے منہ پر دھاڑی تھی

عشال سمیت عائشہ بھی اپنی جگہ پر سن ہوئی تھی

سوری وہ میرا دھیان نہیں تھا سامنے...

بلڈی پارسا ... اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وریشہ ہنکار بھرتی پاؤں پٹختے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی

آنسو پیتی عشال نے چہرا جھکایا تھا۔

اٹس اوکے عشال یہ امیر باپ کی بگڑی اولادیں ایسی ہی ہوتیں ہیں اللہ اسے ہدایت دے تم جاؤ ڈرائیور ویٹ کر رہا ہو گا...

اسے بھیجتے عائشہ خود بھی باہر نکل گئی تھی

اگر وہ پارسا ہے تو تھوڑی سی پارسائی تم بھی دیکھا لو ...

"ایٹ لیسٹ یہ جو نا محرم تمہیں نظریں بھر کر دیکھتے ان سے بچ جاؤ گئی "..

چلتی وریشہ کی رفتار دھیمی پڑی تھی

اسنے مڑ کر دیکھا تھا جہاں ابتسام اپنی بات کہے جا چکا تھا

خود کو ایک بار پھر اسنے کسی ان جانے خوف اور احساس میں جکڑے محسوس کیا تھا سانسیں تھم تھم کر چلنے لگی تھی

نامحرم ... اس لفظ کو دوہراتے اسنے نظر اٹھائی تھی جہاں کئی نظریں خود پر مرکوز دیکھ اچانک اسکا دم گھٹنے لگا وہ جو صبح سے عادی کے انتظار میں بیٹھی تھی بنا اس سے بات کیے ہی وہاں سے نکلتی گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » »

دو گھنٹے میں مہندی کا رنگ کتنا گہرا آیا ہے نا ... گہرا کیوں نا آتا بھئی سفیان سائیں جیسے شوہر مل رہے ہیں اور یہ تو دیکھو یہ لال جوڑا اور یہ چوڑیاں کتنی جچ رہی ہیں تمہارے ان خوبصورت ہاتھوں نے ... تیسری لڑکی نے بھی لقمہ دیا تھا

ماننا پڑے گا عینا شہزادیوں والی قسمت لکھوا کر آئی ہو...

ہووو شہزادی ... اسنے ہنکار بھرا تھا

قیمتی کپڑے پہن لینے سے صرف حولیہ بدلتا ہے اوقات نہیں ... میں شہزادی نظر آنے والی دراصل ایک معمولی اور ادنیٰ سی نوکرانی ہوں

اور یہی میری اوقات ہے۔وہاں موجود تمام ملازمہ جو اسکو تیار کر رہی تھیں ایک دم سے چپ ہوئی تھیں۔

دولہن تیار ہو گئی...؟

ان سب کے ساتھ عینا نے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا تھا جہاں ملکہ بیگم نفیس سی ساڑھی میں ملبوس خوبصورت سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے دروازے میں کھڑی تھیں

تم سب جاؤ باہر کے کام دیکھو ... کہے کے مطابق وہ سب وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی

ساڑھی کا پلو سنبھالتے وہ اسکے قریب آ رکی پوچھنے کی کیا ضرورت تھی خوشی تو انکے چہرے سے پھوٹ رہی تھی

سفیان شاہ آ چکا ہے رخصتی کا ٹائم ہو گیا بچے سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں ... ٹھہر ٹھہر کر بولتی وہ بغور اسے دیکھ رہی تھیں

مجھے ڈر لگ رہا ہے بی جان ... انکے ہاتھوں کو اپنے سرد پڑتے ہاتھوں میں تھامے وہ روہانسی ہوئی تھی

وہ محرم ہے تمہارا عینا اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اور مجھے یقین ہے تم صبر اور اپنی محبت سے سفیان شاہ کو بدل دو گئی۔

محبت لفظ پر وہ اٹکی تھی تو کیا وہ جانتی تھیں۔

عینا نے سوچ کو جھٹلاتے انکی طرف دیکھا تھا جو چہرے پر شفیق سی مسکراہٹ سجائے اسے ہی دیکھ رہی تھیں

"سچی محبت سب بدل دیتی ہے بچے"..

"اور جب محبت سچی ہو جائے تو وہ بھلائی نہیں جا سکتی بی جان"

اسنے گہرا طنز کیا تھا۔

بی جان کے چہرے پر چھائی ساری مسکراہٹیں پل میں غائب ہوئی تھیں

وہ مر چکی ہے عینا اب تم بیوی ہو سفیان کو۔۔۔اٹل لہجے میں کہا تھا

مگر وہ آج بھی انکے دل میں زندہ ہے بی جان اور جو لوگ دل میں بس جاتے ہیں وہ نکالے نہیں نکلتے .... آنسو قطرہ قطرہ کر کے ہاتھوں پر گر رہے تھے عینا نے دھندلائی نظروں سے آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھا

وقت بہت بڑا مرہم ہے بچے اور دوسرا وہ اوپر جو ذات ہے نا وہ سب دیکھ رہی ہے وہ دلوں کے حال سے واقف ہے مجھے یقین ہے تمہارا یہ صبر کبھی رائیگاں نہیں جائے گا .... انہوں نے اسکی ہمت بڑھانی چاہی تھی مگر انہیں کیا خبر وہ تو اس پل ہی ٹوٹ گئی تھی جب سفیان شاہ کے لفظوں کے تیر اسکی محبت کے آنچل کو چاک کر گئے تھے

بی جان کے ہمراہ اسنے قدم کمرے سے باہر رکھا تھا

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

مولوی صاحب نے سفیان شاہ کی طرف دیکھا تھا جو بے تاثر چہرہ لیے یک ٹک غیر مرئی نقطے کو تک رہا تھا

مجھے معاف کر دینا انوشے ....

قبول ہے اور سفیان شاہ نے اپنی چوبیس سالہ زندگی میں جس کو چاہا تھا اسکے تمام حقوق آج اسنے کسی اور کو سونپ دیئے تھے

مولوی صاحب لڑکی کی طرف آئے تھے

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے ....؟

مولوی صاحب کی آواز اسے کسی توک کی طرح لگی تھی

بے ساختہ نظر سامنے بیٹھے سفیان شاہ کی طرف اٹھی تھی

اسکا بے تاثر چہرا اور سرد نگاہیں جو عینا کے چہرے پر ہی مرکوز تھیں عینا ان آنکھوں میں جھلکتی بے اعتنائی اور لاتعلقی دیکھ اندر تک کانپ کے رہ گئی تھی

ق... قبول ہے۔

اور پھر عینا شاہ نے ایک لفظ کہتے خود اپنے آپ کو اس دلدل میں دھکیل دیا تھا جو کبھی اسے جنت جیسی معلوم ہوا کرتی تھی

"ہر کسی کے نصیب میں ہر کوئی نہیں لکھا ہوتا اور جب کسی کو زبردستی اپنا نصیب بنانے کے لیے دن رات دعائیں اور تہجدیں پڑھی جائیں تو وہ نصیب اور قسمت کس شکل میں سامنے آتی ہے کوئی عینا شاہ سے پوچھتا"...

کل رات نکاح کا منظر نظروں کے سامنے سے اوجھل ہوا تھا سامنے گاؤں والوں کے درمیان دا جی کے ساتھ آن بان لیے سرد تاثرات سجائے شہزادے کو دیکھ عینا کا دل دھڑکا تھا۔

دولہن کے آنے کا شور اٹھا تھا اور دا جی سمیت سفیان شاہ کی نظر بھی اینٹرنس کی طرف اٹھی تھی اور پھر جھک بھی گئی تھی

عینا کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ اسکی بیوی تھی جس نے اسے نظر بھر کے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

سائیں ولید سائیں کہاں ہیں انکے بیٹے کی شادی ہے آخر انکا ہونا تو بنتا ہے...؟ گاؤں کے بزرگ نے مسکراتے سوال کیا۔

جس پر وہاں حویلی موجود حویلی کے تمام افراد کے چہرے تاریک ہوئے تھے۔

ابو دراصل دوسرے گاؤں گئے ہیں چاچا کی طرف...

سفیان شاہ خاموش کھڑے دا جی کو دیکھتے فوراً سے کہا تھا

کیوں بیٹا سب خیر تھی نا..؟

جی چاچا وہ انکے بیٹے کی طبیعت خراب تھی تو بس اسی کا معلوم کرنا تھا کچھ دیر میں واپس آجائے گئیں۔

جاؤ سفیان بیٹا دولہن کو سٹیج پر لے کے آؤ۔

مزید کوئی سوال ہوتا دا جی نے سفیان شاہ کو دوسری ظرف راغب کیا تھا۔زبردستی کی مسکراہٹ سجائے وہ منظر عام سے ہٹتا اس سائیڈ آیا جہاں حویلی کی عورتیں دولہن سمیت کھڑی تھیں

دور سے تو وہ دیکھ چکا تھا اب مزید قریب سے دیکھتے سفیان شاہ نے پل کو نظر جھپکی اور آگے کو بڑھتے چہرے پر نکالے پلو کو مزید نیچے کو سرکایا تھا

یہاں سے یہ پلو سرکنا نہیں چاہئیے۔

اسکی کرخت آواز پر جہاں عینا نے نظر اٹھائی تھی وہی تمام ملازمہ نے ہنسی چھپائی تھی

اور بی جان سمیت اسے سٹیج پر لیے وہاں موجود صوفے پر بیٹھایا گیا... کوئی اور وقت ہوتا تو عینا اپنے شانے اس شخص کو دیکھ کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی مگر اس وقت وہ شخص اور اپنی انیس سال کی مانگی دعائیں عینا کو خود کا مذاق اڑاتی محسوس ہو رہیں تھیں۔

دا جی بی جان اور سب گاؤں والوں کے سائے اور محبت میں اسے رخصت کر کے ایک ملازمہ کی حیثیت سے سرونٹ کوارٹر سے لیے فقط نظر آنے والی شہزادی کی زندگی دے کر سفیان شاہ کے کمرے میں اور اسکی زندگی میں شامل کر دیا گیا تھا۔

وہ سب اب مزید اسکی برداشت سے باہر تھا اسکا دم گھٹنے لگا تھا تقریب کے ختم ہوتے ہی سفیان شاہ حویلی سے نکلتا چلا گیا تھا

» » » » » » » » » » » » »

یہ پہلی بار نہیں تھا وریشہ پہلے بھی اسے پارسا کہہ چکی تھی اور اتفاقاً تب بھی ابتسام نے اسکے الفاظ اور لہجہ محسوس کیا تھا مگر دن بدن اسکے لہجے میں بڑھتی نفرت محسوس کرتے ابتسام کا دماغ گھوما تھا وہ لمبی چوڑی باتیں کرنے کا عادی نہیں تھا وہ مقابل کو صرف چند الفاظوں میں ہی دھول چٹانے کا ہنر رکھتا تھا

کیا ہوا تو یہاں کیوں کھڑا ہے اور یہ شکل پر بارہ کیوں بج رہے..

اسکے جبڑے کو پکڑے چہرا دائیں بائیں ہلاتے وہ بغور اسے دیکھتے پوچھ رہا تھا

یار یہاں کچھ عجیب ہے!...

اسکی نظر یونی کی چاروں اطراف میں گھوم رہی تھی

کاشان نے بھی سنجیدگی سے اسکی نظروں کے زاویے میں دیکھا تھا

وہ دونوں ایسے ہی تھے انہیں دیکھ کے کوئی نہیں بول سکتا تھا کہ وہ دونوں قبل از جانی دشمنوں کی طرح لڑ رہے تھے

کیا عجیب ہے کہنا کیا چاہتے ہو..؟

یہاں کوئی اور بھی ہے یہاں کوئی ایسا ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے ابھی تک۔۔۔مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کاشان کوئی ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے"...

بنا کوئی تاثر دیئے وہ نارمل سے انداز میں بات کر رہا تھا

کاشان نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا اور پھر فورا سے اپنے تاثرات چھپائے تھے

میں معلوم کرواتا ہوں تم ابھی چلو...

کہاں ..؟

ابتسام کے قدم چلنے سے انکاری ہوئے تھے

گھر اور کہاں ...؟

نہیں تم جاؤ ابھی مجھے یہاں کچھ کام ہے اسکے بعد مجھے کسی سے ملنے بھی جانا ہے تو بعد میں بات کریں گئیں۔

اسکا جواب سنے بغیر ابتسام گلاسز لگائے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا

« « « « « « « « « « « « « « « « « «

گاڑی میں بیٹھتے ہی اسنے زور سے دروازہ بند کیا تھا لمبے لمبے سانس لیتی وہ خود کو پرسکون کر رہی تھی مگر جو آگ ابھی اسکے دل میں لگی تھی وہ یوں ختم ہونے والی نہیں تھی۔

موبائل رنگ ہوا تھا چہرے سے ہاتھ ہٹائے اسنے سکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھ کال ریسیو کی تھی۔

تم ٹھیک کہہ رہی تھی ٹینا ... کال اٹینڈ کرتے ہی اسنے جملہ پورا کیا تھا

تم گئی تھی وہاں...؟اسنے فوراً سے سوال کیا تھا

ہاں وہ بی بلوک میں ہی تھا وہ جھوٹ بول رہا تھا وہ اس لڑکی کے ساتھ تھا میں اسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کے آرہی ہوں

لہجے میں بے یقینی سموئے وہ حیرت اور دکھ سے بولی تھی

کالم ڈاؤن وریشہ ... احد جیسے لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں آج تمہارے ساتھ تو کل کسی اور کے ساتھ ...!

مجھے تمہاری بہت فکر ہو رہی تھی جیسے تمہیں بتایا تم غصے میں وہاں سے چلی گئی کوئی بات بھی نہیں سنی!..

تم ٹھیک ہو..؟کافی دیر جواب نا ملنے پر ٹینا کا لہجہ سوالیہ ہوا تھا

ٹھیک ہوں ...پیلیس جا رہی ہوں بعد میں بات ہو گئی۔

اس کی قیمت تمہیں چکانی پڑے گئی احد ارسلان تم ہو گئے ٹائم پاس مگر وریشہ سلطان ٹائم پاس نہیں ہے

موبائل ڈیش بورڈ پر مارتے اسنے زن سے گاڑی بھگائی تھی۔

» » » » » » » » » » »

اسے گھر آئے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں آئی انہیں فکر لاحق ہوئی تھی اسکی خیریت معلوم کرنے کی خاطر وہ کھانے کی ٹرے سجائے اسکے کمرے میں گئی تھیں

کیسی ہے میری بچی..؟

کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتے وہ اسکے سامنے آ کے بیٹھی تھیں

اس میٹھی سی آواز پر عشال نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں چہرے پر رکھا کشن ہٹائے وہ خود بھی اٹھ کے بیٹھی تھی

اسلام علیکم حسنہ بی ... میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟

وعلیکم السلام بچہ میں تو آپکے سامنے یوں مگر آپ اداس کیوں ہیں..؟

اسے حیرت ہوئی تھی۔

میں اداس ہوں آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

میں آپ کی ماں نہیں ہوں بچے مگر بیٹیوں کی طرح پالا ہے آپ کو جانتی ہوں کب میری بچی اداس ہوتی ہے

اسکے ہاتھوں کو اپنے جھریوں زدہ ہاتھوں میں تھامے شفقت بھرے لہجے میں کہا تھا

مجھے مما کی یاد آرہی ہے حسنہ بی مجھے بہت یاد آرہی ہے انکی اداسی آنسوؤں میں بدلی تھی اسے یوں روتے دیکھ حسنہ بی افسردہ ہوئی تھیں۔

روئیں نہیں ... حسنہ بی نے اسکے آنسو صاف کیے تھے

مجھے بتائیں میں ایسا کیا کروں کہ میری بیٹی خوش ہو جائے

مجھے اپنی گود میں سر رکھنے دیں مجھے وہ احساس چاہئیے جو کبھی مجھے مما کی آغوش میں محسوس ہوتا تھا۔

روتی آنکھوں سے انہیں دیکھتی وہ حسنہ بی کو بھی رولا گئی تھی

انکے پاس جواب میں بولنے کو الفاظ نہیں تھے روتی عشال کو اپنے سینے سے لگائے اسکا سر اپنی گود میں رکھا تھا

کتنے ہی لمحے خاموشی کی نظر ہوئے تھے۔

جب عشال نے کمرے میں پھیلے سکوت کو توڑا تھا

حسنہ بی ایک بات کا جواب دیں گئیں آپ..؟

جی بچے ضرور.. اسکے بال سہلاتے وہ ہلکی سی آواز میں بولی تھی

بی کیا پردہ کرنے والی خود کو چھپا کے رکھنے والی لڑکیاں چال باز ہوتیں ہیں ...؟

نہیں میرے بچے خود کو چھپا کر رکھنے والی لڑکیاں دراصل اپنے اللہ پاک اور اسکے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کی پیروی کر رہی ہوتیں ہیں وہ ہرگز چال باز نہیں ہوتیں۔

تو دنیا انہیں پارسا کیوں کہتی ہے..؟

گھٹی گھٹی سی آواز میں پھر سے سوال کیا تھا

عشال آپ سے کسی نے کچھ کہا ہے کیا بچے..؟

انہیں عشال کی اداسی کی وجہ سمجھ میں آرہی تھی

بی جواب دیں نا۔۔انکا سوال نظر انداز کیے وہ بضد ہوئی تھی

وہ پارسا نہیں ہوتیں وہ باحیا اور پاکدامن لڑکیاں ہوتیں ہیں جنہیں اللہ پردے کی توفیق بخشتا ہے بچے ہر لڑکی کے نصیب میں یہ پوشیدگی نہیں آتی۔۔۔بعض اس دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اپنے اللہ اور

اسکے فرمان کو فراموش کر دیتی ہیں اور اپنے اللہ اور دین سے دور ہو جاتی ہیں اور کچھ آپ جیسی ہوتیں ہیں جو اپنے اللہ کے حکم کی پیروی کرتی ہیں خود کو محفوظ اور پاک دامن رکھتی ہیں۔

مگر بی یہ دنیا کسی حال میں نہیں بخشتی ... اس دنیا میں کوئی شے ظاہر رہے گئی تو انسان اسکی طلب میں لگ جائے گا وہی دوسری طرف جب کوئی شے پوشیدہ رہے گئی تو انسان اسکی پوشیدگی زائل کرنے میں جٹ جاتا ہے مطلب وہ انسان کسی حال میں خوش کیوں نہیں ہوتا ... جب ایک شے پوشیدہ ہے تو اسے رہنے دیں اس کو بے نقاب کرنے کی خواہش کیوں کرتی ہے یہ دنیا اور جب کچھ لوگ یہ بھی نہیں کر پاتے تو وہ اس شے کو کوسنے لگتے ہیں آوازیں کستے ، بہتان تراشی کرتے ہیں۔

وہ شے لفظ کو یقیناً خود سے اخذ کر رہی تھی حسنہ بی نے آرزدگی سے اپنی آغوش میں لیٹی انسان صفت پری کو دیکھا تھا وہ کوئی جواب دیتیں اس سے پہلے بھاری مردانہ آواز نے انہیں اپنی طرف راغب کیا تھا۔

یہ دنیا محض دنیا ہے یہاں سب چلتا ہے، ہوتا ہے ...ہم اگر اس دنیا کی فکر کریں گئیں تو اپنے اللہ سے دور ہو جائیں گئیں کیونکہ جہاں اس دنیا میں اچھائی ہو گئی وہی برائی بھی پائی جائے گئی اور میرے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ہے پری!...

حضرت ابو ذر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی پر فاسق ہونے کا الزام نہیں لگاتا۔مگر یہ الزام خود اسی پر لوٹ آتا ہے اگر اسکا ساتھی ویسا نا ہو"..

بے شک بھائی ... ذرا سا مسکراتی وہ سیدھی ہو کے بیٹھی تھی سر پر اوڑھا ڈوپٹہ مزید سیٹ کیا تھا

ارشان شاہ مسکراتا ہوا بیڈ کے قریب آیا۔

زندگی میں جہاں اچھے لوگ ملیں گئیں وہی برے لوگوں سے بھی واسطہ پڑے گا مگر حالات جیسے بھی ہوں اپنے اللہ پر کامل یقین رکھنا ہے وہ ہر شے پر قادر ہے وہی عزت دینے والا ہے کسی کی زبان سے نکلا ایک بھی لفظ ہماری عزت اور ذلت کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔

یہ سب صرف اس ذات کے حوالے ہے،وہ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے۔

کوئی اتنا صابر کیسے ہو سکتا ہے ... ارشان شاہ کی باتیں سنتے عشال سوچنے پر مجبور ہوئی تھی

بیشک بیٹے جیتے رہو ہمیشہ خوش رہو!...

حسنہ بی اسکی باتیں ستی مسکرائی تھیں

مجھے پتہ چلا ہے میری پری اداس ہے؟

اسنے گم سم سی بیٹھی عشال کی طرف دیکھا تھا

پہلے تھی اب نہیں ہوں الحمدللہ... ارشان شاہ کی باتیں اور حسنہ بی کے کہے جملوں نے اسکو نیا حوصلہ دیا تھا ہمت دی تھی یہ دنیا کسی حال میں خوش نہیں ہو سکتی تو اس سے بہتر ہے نا کہ ہم اپنے اللہ کو خوش کریں ... دل پر پڑا بوجھ اور طبیعت میں چھائی سستی اڑن چھو ہوئی تھی

چلیں میں کھانا لگاتی ہوں آپ دونوں آجائیں اکٹھے کھانا کھاتے ہیں

اسکے بدلتے موڈ کو دیکھ وہ دونوں خوش ہوئے تھے

» » » » » » » » » » » » » » » » »

رات کے ڈیڑھ بجے وہ کمرے میں آیا تھا شاید وہ اس گمان میں تھا تاخیر سے آنے پر جیسے وقت قسمت سب بدل جائے گا کمرے میں قدم رکھتے ہی عجیب سی خوشبو ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی ایک ہی جست میں کمرہ لاک کرتے وہ وسط میں آیا تھا تمام کمرے کو سرخ فریش گلابوں سے سجایا گیا تھا اسنے ذرا سی گردن موڑی تھی جہاں سامنے بیڈ پر سرخ گلابوں سے سجے بیڈ کے وسط میں وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آرام سے سو رہی تھی۔

من من کے قدم لیتا وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں بیڈ کے قریب پہنچا تھا پھر سفیان شاہ نے نظر اس سوتے وجود پر ڈالی تھی دولہن کے حولیے میں موجود میک اپ سے پاک چہرے پر صرف ہونٹوں پر ریڈ لپسٹک لگی تھی جوڑے کی شکل دیئے گئے بالوں سے کچھ لٹیں آزاد ہوتیں چہرے پر آئی تھی وہ بلا کی حسین تھی مگر اسنے سر جھٹکتے بیزاریت سے نظر پھیر دی تھی۔

اٹھو یہاں سے ... اسکے سر پر کھڑے غضب ناک آواز میں وہ چلایا تھا اگلے ہی لمحے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی آنکھوں میں ڈھیروں خوف اور نیند کا خمار لیے وہ سامنے کھڑے سفیان شاہ کو دیکھنے لگی۔

جو سرخ انگارہ ہوتی نظروں سے اسے دیکھ کم اور اگنور زیادہ کر رہا تھا۔سنائی نہیں دیا تمہیں اٹھو یہاں سے ...

اسے وہی بیٹھے دیکھ سفیان شاہ پھر سے دھاڑا تھا

مم..میں کہاں جاؤ گئی ... وہ ممنائی۔

میری بلا سے جہنم میں جاؤ تم مگر میری نظروں سے ابھی دفعہ ہو جاؤ ... اسکا بازو پکڑے گھسیٹتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتارا تھا

اسکی پشت کو گھورتی عینا نے آنسو پینے کی کوشش کی تھی

زندگی جہنم بنا دی ہے میری یہی چاہتی تھی تم اور یہی چاہتے تھے سب ... اسکی طرف پشت کیے بالوں کو نوچتے وہ پاگلوں جیسے بول رہا تھا عینا کو اس سے خوف محسوس ہونے لگا تھا

میری ایک بات یاد رکھنا تم!...

اسکی طرف مڑتے بے رحمی سے کلائی کو مڑورتے سفیان شاہ نے اسکی آنکھوں میں اپنی سرد نگاہیں گاڑھی تھی۔

اس اچانک افتاد پر عینا سیدھی سفیان شاہ کے سینے سے ٹکرائی تھی مگر بازو میں اٹھتے درد نے اسے رونے پر مجبور کیا تھا

میری بیوی صرف انوشے ہے اور تم ایک نوکرانی سفیان شاہ کی زندگی میں نا کل کوئی حیثیت رکھتی تھی اور نا آج تم میرے لیے کوئی معنی رکھتی ہو جب تک میری برداشت ہے میں اس رشتے کو چلاؤں گا اور جس دن میری برداشت کی حد سوا ہوئی اس دن گلے میں لٹکی توک کو میں نوچ کے خود سے دور پھینکنے میں دیر نہیں کروں گا۔

اپنی آگ سی تپش لیے سانسوں سے اسکے چہرے کو جھلساتے سفیان شاہ نے اسکے دل میں جل رہی ایک آخری امید کی کرن کو بھی بجھا ڈالا تھا آنسوؤں سے بھری پلکوں کو اٹھائے اسنے سفیان شاہ کو دیکھا جس نے اسکی زندگی شروع ہونے سے پہلے ہی اپنے جوتے کی نوک پر رکھ دی تھی سفاکیت کی حد کرتے وہ عینا کے دل کا خون کر گیا تھا اسکی روتی آنکھوں کو نظر انداز کرتے اسنے کلائی آزاد کی تھی بیڈ پر پڑا بلینکٹ اور تکیہ اٹھائے زمین پر پٹخا تھا عینا کی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھری تھیں پیروں میں پڑی چیزوں کو اٹھائے اسنے ایک آخری نظر دوسری طرف چہرے پھیر کے لیٹے سفیان شاہ

پر ڈالی تھی اور پھر کمرے میں ارگرد دیکھا جہاں بیڈ کے علاوہ اور کوئی جگہ موجود نہیں تھی اپنی اتنی ذلت پر اسکے ہونٹ طنزیہ مسکراہٹ میں ڈھلے میں تھے وہی کمرے کے ایک کونے میں تکیہ اور بلینکٹ فرش پر رکھتی اسی جوڑے میں عینا فرش پر دراز ہوئی تھی۔

اتنی اذیت تو مجھے کبھی اپنے ہونے پر نہیں ہوئی تھی جتنی آج تمہارے نکاح میں ہونے پر ہو رہی ہے شاہ ... سسکیوں کا گلا گھوٹتے اسنے دل میں کہا تھا سارے دن کی تھکاوٹ اور اپنی اتنی تذلیل پر روتے کب اس پر نیند کی دیوی مہربان ہوئی اسے خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » »

چار سلیپنگ پلز ایک ساتھ کھانے کے بعد کچھ دیر پہلے ہی نیند کی دیوی نے اسے اپنی آغوش میں لیا تھا وہ رو رہی تھی کمرے میں گھپ اندھیرا تھا جہاں تک نظر جاتی وہی تک اندھیرے کا راج تھا پھر ایک مانوس سے آواز آئی اور کسی نے رفتہ رفتہ اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا سر گھٹنوں سے اٹھائے اسنے ہاتھ کی طرف دیکھا تھا اور پھر کچھ سوچتے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ دیا»

"خود کو خود میں قید کر لو یقین مانو زندگی سہل ہو جائے گئ"

مانوس سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی اور پھر ہاتھ سے ہاتھ چھڑوا لیا گیا تھا۔

گہرے سانس لیتی وہ یکدم سے اٹھ بیٹھی اپنے ارگرد دیکھا تھا جہاں تا ازل کی پچھلی خاموشی اختیار تھی اسے آنکھوں پر نمی محسوس ہوئی تھی وریشہ نے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑی تھی

میں خواب کی کیفیت میں رو رہی تھی اور وہ شخص وہ کون تھا اسکے الفاظ ... وہ الجھی تھی (خود کو خود میں قید کر لو یقین مانو زندگی سہل ہو جائے گئ(

اسکا کیا مطلب ہے ... خود سے ہمکلام ہوتے اسنے دیوار پر ٹنگی گھڑی کی طرف دیکھا تھا جہاں اس وقت رات کے ساڑھے تین بج رہے تھے

نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی ذہن پھر سے کئی ان دیکھے سیراب اور نامعلوم سی کیفیات میں الجھا تھا ہزاروں سوال تھے جن کے جواب اسے چاہئیے تھے مگر چاہنے سے کیا ہوتا تھا جب تک انسان خود کوشش نا کرے۔

بیپ کی آواز سے وہ سوچوں کی دنیا سے باہر آئی تھی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھایا بغیر نمبر دیکھے اسنے موبائل کان سے لگایا تھا

لگتا ہے ابھی تک ٹوٹے دل کا جشن منایا جا رہا ہے...،

اسپیکر سے ابھرتی تمسخر اڑاتی آواز نے اسکے ہواس شل کیے تھے

وریشہ نے فوراً سے موبائل نظروں کے سامنے کیا جہاں ہمیشہ کی طرح ان نون نمبر تھا...

رات کے اس وقت کال کیوں کی تم نے؟

آج وہ چیخی نہیں تھی نا لہجہ نفرت آمیز ہوا تھا سادہ سے الفاظ اور نرم لہجے میں سوال کرتی وہ مقابل کو حیرت میں مبتلا کر گئی تھی

تمہارا حال پوچھنے کے لئے کال کی تھی آج جو بھی ہوا اسکے بعد شاید نہیں یقیناً تم اس شخص کی حقیقت جان گئی ہو گئی"...

ہاں ... اور کچھ ..؟ اور یہ کہ اب تمہیں سمجھ آگئی ہو گئی ہر کسی پر بھروسہ نہیں کرتے"..

ہوو اور...؟آنکھیں موندے وہ مختصر مگر آرام سے جواب دے رہی تھی

آج اسے غصہ نہیں آرہا تھا اور یہ بات مقابل نے باخوبی نوٹ کی تھی

اور یہ کہ ... تم کیسی ہو..؟

ان تین سالوں میں پہلی بار اسنے وریشہ سے حال پوچھا تھا

بے ساختہ بند آنکھوں کے کنارے بھیگے تھے۔

وہ جواب دینا چاہتی تھی مگر الفاظ جیسے ختم ہو گئے تھے

می..میں ٹھیک نہیں ہوں ... میں تھک گئی ہوں یہ زندگی بہت مشکل ہے ... آج اسنے جھوٹ نہیں بولا تھا اپنا حال دل بیان کرتی آج وہ اس شخص کے سامنے رو دی تھی

کھڑکی کے اس پار کھڑے مقابل نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا

مشکل کچھ نہیں ہوتا ہم انسان بس ایسا اخذ کر لیتے ہیں"..

قدرے تحمل سے کہا تھا۔

موبائل کان سے لگائے وہ چھت کو گھور رہی تھی۔

کبھی کبھی ہم اخذ نہیں کرتے کیونکہ بعض دفعہ ہم واقعی میں الجھ چکے ہوتے ہیں ... میں بھی الجھ گئی ہوں ... اسنے گہرا سانس اندر کھینچا ... "حاصل اور لاحاصل میں اس زندگی کی رنگینیوں اور رونقوں میں خود میں ہی الجھ کے رہ گئی ہوں "..

میں اس قدر الجھ گئی ہوں کہ مجھے یہ بھی معلوم نہیں مجھے کیا چیز بے سکون کر رہی ہے سب کچھ ہوتے ہوئے بھی میں خود کو اس راہ چلتی فقیرنی کی طرح اخذ کرنے لگی ہوں جس کا دامن ہر شے سے خالی ہے میں خود سے اکتا گئی ہوں میرا دل اس دنیا سے پناہ مانگنے لگا ہے مگر ... وہ سانس لینے کے لئے رکی تھی۔

مگر کیا وریشہ...

مجھے یہ دنیا دلدل کی طرح لگنے لگی ہے جس میں ہر گزرتے روز میں دھنستی جا رہی ہوں اور اسقدر کہ میرا دم گھٹنے لگا ہے مجھے کبھی کبھی لگتا میرا سانس رک جائے گا ... می .. میرا دل بند ہو جائے گا اور پھر سب ختم مگر ایسا کچھ نہیں ہوتا میں ہزار کوششوں کے بعد بھی اسے دلدل میں خود کو محسوس کرتی ہوں ... اب کے وہ ہچکیوں میں رو دی تھی

اسنے ہینڈل پر رکھا ہاتھ ہٹایا تھا آج وہ اسے رونے دینا چاہتا تھا

کیسی کوششیں...؟

اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں گزرے لمحے یاد آنے پر وریشہ نے جھٹ سے آنکھیں کھول دی تھی

جواب دو ...

اسفند شاہ کے سخت لہجے پر ناجانے کیوں وریشہ کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے تھے اسنے سختی سے آنکھیں میچی تھی

تم نے جو حرکت کرنے کی کوشش کی ہے وہ تمہیں ہرگز نہیں کرنی چاہئیے تھی۔اسکا لہجہ برف کی مانند ٹھنڈا تھا

ناچاہتے ہوئے بھی رکے آنسو ایک بار پھر سے بہہ نکلے تھے

اسے شام کا منظر یاد آیا تھا جب کار کو فل سپیڈ پر چھوڑے اسنے بریک سے پاؤں ہٹا دیئے تھے اگر بروقت سامنے سے اسفند شاہ کی کار نے بریک نا لگوائی ہوتی تو بھیانک ایکسیڈنٹ اب تک وریشہ سلطان کا مقدر بن چکا ہوتا۔

یہ صرف میں جانتا ہوں وریشہ کہ میں خود پر کیسے ضبط کر کے بیٹھا ہوں اسوقت ورنہ نا تمھاری حرکت قابلِ معافی ہے نا تم...

میں پاگل ہوں جو تین سال سے تمہاری ایک ہاں کے لئے تمہارے پیچھے خوار ہو رہا ہوں اور تم یہاں یہ حرکتیں کرتی پھر رہی ہو۔وہ ایک بار پھر سے چیخا تھا

مم ... مجھے اور کوئی .. حل نظر نہی.. نہیں آیا ... ہچکیوں کے درمیان وہ بامشکل بول پائی تھی

تو اسلئے تم خود کشی کرنے نکل پڑی ... اگر تمہیں تمہاری زندگی اتنی ہی مشکل لگ رہی ہے اور تمہیں موت ہی چاہئیے تو اگلی بار مجھے بتا دینا اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلا دبا کے تمہاری یہ خواہش پوری کروں گا

اسکی غراہٹ سنے وریشہ اپنی جگہ اچھلی تھی اتنے عرصے میں پہلی بار اسفند شاہ نے اس سے اونچی آواز میں بات کی تھیں

اپنے اشتعال پر قابو پاتے اسفند شاہ وہی کھڑکی کے ساتھ ہی ٹک گیا تھا جبکہ وریشہ بغیر کوئی جواب دیئے رونے میں مصروف تھی شاید آج وہ دل میں پلتی گھٹن اور دکھوں کو رو کر ختم کر دینا چاہتی تھی کان کے ساتھ موبائل لگائے وہ بس اسے سن رہا تھا وہ رو رہی تھی اور اسفند شاہ کو اپنا سانس رکتا محسوس ہو رہا تھا

بس کرو اور کتنا رو گئی تمہاری سسکیاں میرا دل چیر رہی ہیں

آخر کو وہ بول پڑا تھا۔

اسکے الفاظ سنے ناجانے کیوں وریشہ کو مزید رونا آیا تھا۔

جس شخص کے سامنے وہ رونا اپنی توہین سمجھتی تھی آج اسی کے سامنے وہ بلک بلک کے رو دی تھی وہ اعتراف نہیں کرتی تھی مگر اسفند شاہ وہ واحد شخص تھا جس پر وریشہ سلطان آنکھیں بند کر کے یقین کرتی تھی۔

سٹاپ اٹ یو سِلی گرل آخر ایسا کیا ہو..

اسفند!!...

اسکے الفاظ راستے میں ہی دم توڑ گئے تھے

بھیگے لہجہ مریل سی آواز میں پکارا گیا اسکا نام اسفند شاہ کو پل کے لئے ساکت کر گیا تھا تو آج شاید اسکا ضبط سمیت غرور بھی ٹوٹا تھا

وہ صرف سوچ کے رہ گیا۔

میرے ایک سوال کا جواب دو گئے..؟

دوسری طرف سے خاموشی سنتے اسنے پھر سے بھیگے لہجے میں سوال کیا تھا

پوچھو!...

پ...پردہ کیا ہے...؟ سوال کے ساتھ ہی اسکی ہچکی بندھی تھی

بے ساختہ اسفند شاہ نے نظر آسمان میں اٹھائی تھی ہونٹوں پر ذرا سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا

پردہ مطلب خود کو ڈھکنا، چھپانا ...

عورت پردہ کیوں کرتی ہے..؟ وہ روتے ہوئے پوچھ رہی تھی

کیونکہ اسلام نے عورت کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے اسلئے اور...

پل کو وہ رکا تھا مگر شاید مقابل کو اپنے جواب کی جلدی تھی

اور...؟ وہ فوراً سے بولی تھی۔

عورت پردہ اسلئے کرتی ہے تاکہ کوئی بھی نامحرم اسے دیکھ نہیں سکے!...

نامحرم کون ہوتے ہیں اسفند...؟ لہجے میں بے بسی تھی

والد ، بھائی ، خاوند اور بیٹے کے علاوہ ایک عورت کے لئے باقی دنیا کے تمام مرد نامحرم ہیں یہ وہ رشتے ہیں جن میں عورت کو آزادی دی گئی ہے وہ ان کے سامنے جا سکتی ہے بات کر سکتی ہے بنا کسی ہچکچاہٹ کے!...

اسکے جواب پر وریشہ نے آنکھیں بند کیے اپنے ویران اور تاریک ماضی پر نظر ڈالی تھی

باقی سب نامحرم ہیں... اسے اپنی آواز کھائی سے آتی معلوم ہوئی تھی

ہاں ... جواباً وہ بس اتنا ہی بول پایا تھا

اگر عورت کے لیے پردے کا حکم دیا گیا ہے تو مرد کے لئے کوئی حکم نہیں ہے کیا...؟

مرد کے لئے بھی حکم دیا گیا ہے!...

اسفند شاہ نے اسکی بات کو صحیح قرار دیا تھا

جہاں عورت کو پردے کا حکم دیا گیا ہے وہی مرد کو نظر جھکا کر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کسی بھی نامحرم لڑکی کو صرف نظر بھر کر دیکھنا بھی مرد کے لئے گناہ اور میری نظر میں گناہِ کبیرہ کے برابر ہے

مگر میں نے تو کبھی کسی مرد کو نظر جھکا کر چلتے نہیں دیکھا... اسکے چپ ہوتے ہی وہ بول پڑی تھی۔

میں نے جب بھی دیکھا مرد کو عورت کو سر تا پاؤں نظر بھر کر حوس زدہ نظروں سے دیکھتے دیکھا ہے اور باخدا میں نے انکی نظروں میں عزت و احترام کے علاوہ سب محسوس کیا ہے

وہ اپنی جانب ٹھیک تھی مگر سکے کا دوسرا پہلو بھی تھا

"ویسے ہی ہر عورت خود کو چھپا کر بھی تو نہیں رکھتی نا"...

وہ طنز نہیں کر رہا تھا وہ صرف جواب دیے رہا تھا مگر وریشہ کو اسکے الفاظ چبھتے محسوس ہوئے تھے

پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں وریشہ ... مرد بھی اس عورت کو دیکھتا ہے جو اپنی نمائش خود کرتی ہے جو خود نامحرم۔کو اپنی اداؤں اور اپنی ڈریسنگ سے اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں اور میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ مرد پردے میں چھپی عورت کو نہیں دیکھتا ... مرد دیکھتا ہے مگر ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا اور جب وہ کسی باپردہ عورت کو دیکھتا ہے تو وہ نظریں پھیر لیتا ہے پتہ ہے کیوں...؟

کک...کیوں...؟وہ تب بھی رو رہی تھی۔

کیونکہ مرد کو اس سر تا پیر کالے رنگ کے لباس میں ڈھکی چھپی عورت پسند نہیں آتی اسکی غلاظت کو تسکین نہیں ملتی اسلئے وہ نظریں پھیر لیتا ہے اور وہ دیکھتا جو اسکی تسکین کرے۔

کھٹ کی آواز آئی تھی اسفند شاہ نے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا تھا کال کٹ چکی تھی وہ اٹھتا پھر سے کھڑکی کی طرف آیا تھا جہاں وریشہ بیڈ پر بیٹھی بالوں کو ہاتھوں میں جکڑے غیر مرئی نقطے کو تک رہی تھی موبائل دور بیڈ کے کنارے پر ٹکا تھا شاید وہ حقیقت تسلیم نہیں کر پا رہی تھی اسفند شاہ تاسف نظر اس پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » »

ڈیڈ اپ میری بات سمجھ کیوں نہیں رہے ... بلند آواز میں کہتے وہ جھنجھلا اٹھا تھا۔

میں نے جو بات کرنی تھی تمہیں کل ہی کلئیر کر چکا ہوں احد اسکے آگے تم کچھ نہیں بولو گئے نا کرو گئے۔ڈائیٹنگ ٹیبل تک پہنچنے کے سارے راستے وہ باپ بیٹا بحث کرتے آئے تھے

چیئر کھنچتے سیٹ کامران اپنی مخصوص نشست پر بیٹھا تھا پہلے پانچ منٹ وہ رک کر انہیں دیکھتا رہا پھر چپ چاپ وہ بھی اپنے ڈیڈ کے مقابل والی کرسی پر براجمان ہو گیا۔

کل تک تو آپ اس ارشان شاہ سے بدلہ لینے کے لئے بے تاب ہو رہے تھے آج جب پتہ چلا کہ وہ کیا چیز ہے تو آپ نے قدم پیچھے ہٹا لیے ... جوس گلاس میں انڈلیتے وہ صاف انہیں غصہ دلانے والے انداز میں بول رہا تھا۔

یہ کیوں نہیں کہتے ڈیڈ کہ آپ اس ارشان شاہ سے ڈر گئے ہیں آپ اسکے جتنے پاور فل....

بس بہت ہوا احد ایک لفظ اور نہیں کہنا...

وہ جو کب سے سن رہے تھے اب انکی برداشت کی حد سوا ہوئی تھی مگر آواز اب بھی نیچی ہی رکھی تھی

فاتحانہ انداز میں مسکراتے احد نے گلاس ہونٹوں سے لگایا تھا

اگر تمہیں ایسا لگتا ہے کہ تم یہ پاورز اور ڈر کی باتیں کر کے مجھے اس شخص سے بدلہ لینے پر راضی کر لو گئے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے بیٹا ... انکا انداز صاف جلانے والا تھا

احد نے ترچھی نظر ان پر ڈالی تھی

میں تمہاری طرح جوش سے نہیں ہوش سے کام لیتا ہوں احد میں چاہوں تو ابھی اپنی بے عزتی کا بدلہ لے سکتا ہوں مگر انکی طرف سے کوئی غلطی نہیں تھی غلطی سراسر تمہاری تھی کوئی بھی بھائی اپنی بہن کی عزت پر حرف بھی برداشت نہیں کرتا بیٹے اس بات کو سمجھو .... وہ قدرے سنجیدگی اور تحمل سے اسے سمجھا رہے تھے مگر احد کا دماغ صرف ان تھپڑوں میں ہی اٹکا تھا جو ارشان شاہ نے پوری یونی کے سامنے اسے مارے تھے۔

تم سن رہے ہو نا میں کیا کہہ رہا ہوں ... اسے خاموش بیٹھے دیکھ سیٹ کامران نے احد کا کندھا ہلایا تھا

دیکھو بیٹا تمہاری ضد کی خاطر میں نے تمہارا ساتھ دیا تم نے کہا ارشان شاہ تمہاری دوست وریشہ سلطان کے ڈیڈ کے ساتھ بزنس ڈیل کر رہے ہیں تم نے کہا انکے ذریعے تم ارشان شاہ سے بدلہ لو گئے مگر کیا ہوا انکی بیٹی نے تمہاری کسی بات کو خاطے میں ہی نہیں لیا۔

اگر وہ کچھ کہتی کوئی قدم لیتی تو ہم آگے کوئی پلان کرتے مگر اب نہیں اب تم بھی باز آجاؤ بیٹا۔

پہلے میری دشمنی صرف اس بہن بھائی سے تھی اب اسکے ساتھ وہ وریشہ بھی شامل ہو چکی ہے اسکا غرور تو میں توڑوں گا۔

خود سے ہی کلام کرتے وہ اٹھا تھا۔

رکو احد ...

اور اسے رکنا پڑا تھا۔

ایسی کوئی حرکت مت کرنا احد جس سے تم پر کوئی بھی آنچ آئے تم میرے اکلوتے بیٹے ہو مرا کل اثاثہ ہو....

وہ بول رہے تھے جب وہ بغیر پلٹے کوئی بھی جواب دیے چلا گیا تھا

» » » » » » » » » »

سر آپ سے کوئی ملنے آیا ہے

بھیج دو اندر!...

رولنگ چیئر کی پشت سے سر ٹکائے وہ گہری سوچ میں مطعل ہوا تھا

آجاؤ ...

اندر آنے والی ہستی نے اجازت ملنے پر اس فرنشڈ کمرے میں قدم رکھا تھا انتہائی نفاست اور ترتیب سے سجایا گیا وہ کمرہ ڈیسنٹ لگ رہا تھا ایک طرف کو صوفہ سیٹ اور دوسری طرف کو اسکی رولنگ

چیئر کے سامنے ٹیبل رکھی تھی جس کے سامنے دو چیئرز مزید رکھی گئی تھیں فرش پر گھاس کی مانند موٹا کالین بچھایا گیا تھا جبکہ کمرے کی وسط میں انتہائی نفیس سا جھومر لٹک رہا تھا پورے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد اسنے نظر سامنے موجود شخص پر ڈالی تھی جو چیئر سے اٹھتا اب اسکی طرف پشت کیے دیوار گیر کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا۔

اسلام علیکم سر!...

وعلیکم اسلام بیٹھ جاؤ ...

اسے بیٹھنے کا کہتے وہ مخصوص پوزیشن میں ہی کھڑا تھا

سر آپ نے یوں اچانک بلایا آپ نے کہا تھا جب تک کام ختم نا ہو آپ سے کوئی رابطہ نا کروں ... جس دن سے اسے یہ نوکری ملی تھی اج وہ دوسری بار اس شخص سے مل رہا تھا۔

سر کیا مجھ سے کوئی غلطی سر زد...

وہ ابھی بول رہا تھا جب مقابل پلٹا تھا اور سامنے موجود ہستی کے الفاظ سمیت آواز بھی ختم ہو گئی تھی۔

کچھ کہہ رہے تھے تم ... ہنوز لیپ ٹاپ پر جھکے وہ کام میں مصروف سا بولا مگر سامنے والے کی بوکھلاہٹ اسنے باخوبی نوٹ کی تھی

آپ ... آپ یہاں ... وہ صرف اتنا ہی بول پایا تھا۔

اسے یاد آیا تھا جب پہلی بار وہ ملا تھا تب اسنے صرف آواز سنی تھی شکل دیکھنے سے وہ تب بھی قاصر ہی رہا تھا

مگر وہ سامنے کھڑا شخص اسکے چہرے کو جھٹلا بھی دیتا تو اسکی آواز کو وہ کیسے جھٹلا سکتا تھا۔

ہاں میں ہوں بیٹھ جاؤ اب زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے

تو مسٹر ابراہیم چوہدری...

ہاتھ ٹیبل کی پشت پر رکھے وہ آگے کو جھکا تھا

یس سر ... اسنے بھی اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پا لیا تھا

میں نے تمہیں یہاں صرف اتنا بتانے کے لئے بلایا ہے کہ تمہارے خلاف کوئی چال چلی جا رہی ہے جس کی تمہیں خبر نہیں ہے۔

مجھے باخوبی خبر ہے سر اور میں یہ بھی جانتا ہوں وہ چال چلنے والا کون ہے ... نارمل تاثرات لیے وہ باادب طریقے سے بات کر رہا تھا

کون ہے وہ..؟

میرے سامنے ہی بیٹھا ہے وہ شخص!...

راز دانہ انداز میں کہتے وہ ہلکا سا مسکرایا

جبکہ سامنے بیٹھے زیان حیدر کا قہقہہ کمرے کی خاموش فضا میں گونجا تھا۔

تم وہ پہلے شخص ہو ابراہیم چوہدری جو مجھے لاجواب کر دیتے ہو

زیان نے اسکی تعریف کی تھی جس پر وہ خاموش سا بیٹھا صرف اسے دیکھ رہا تھا۔

میں جانتا ہوں اس وقت تمہارے دماغ میں کافی سوال ہو گئیں۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھتا اپنی سوچ کے مطابق بولا تھا

نہیں سر میرے دماغ میں کوئی سوال نہیں ہے اور آپ کی پہچان کو لے کر تو بلکل نہیں کیونکہ اس دنیا میں رہنے والے ہر شخص کے دو چہرے ہیں میرے بھی ہیں مگر دوسرے ابراہیم چوہدری تک کوئی پہنچ نہیں سکا آج تک وہ الگ بات ہے وہ بہت کچھ باور کروا گیا تھا مگر افسوس زیان حیدر نے اسکی بات پر خاصا دھیان نہیں دیا تھا

تم اس سے بھی زیادہ اچیو کرسکتے ہو مگر تم نے یہی کریئر کیوں چنا..؟ گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیتے پوچھا گیا

آج تک مجھ سے یہ سوال کسی نے نہیں کیا مگر آپ پوچھ رہے ہیں تو بتا دیتا ہوں ... وہ اب بھی ادب کے دائرے میں رہ کر بول رہا تھا

اگر میں کسی اور ٹریک پر چلتا تو یقیناً مجھے بہترین انسان بننا پڑتا مگر ابراہیم چوہدری بہترین انسان نہیں بننا چاہتا

بہترین انسان بننا تو ہر کسی کا گول ہوتا ہے۔

زیان نے اس بندے کو عجیب نظروں سے دیکھتے کہا۔

ان ہر کسی میں ہی تو ابراہیم چوہدری اپنا شمار نہیں کرنا چاہتا سر اگر سارے ہی بہترین بن گئے تو اس دنیا میں برے لوگوں کی کمی ہو جائے گئی اور یہ بات مجھے تو ہر گز گوارا نہیں ہو گئی۔

ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے وہ اپنے عظیم خیالات سے زیان حیدر کو روشناش کرا رہا تھا۔

تم جتنے شکل سے سیدھے لگتے ہو اندر سے اتنے ہی ٹیڑھے ہو۔

زیان نے لقمہ دیا تھا

اندر پنپتے آتش کو چھپائے ہر شخص باہر سے پر سکون ہی نظر آتا ہے میرے خیال سے ...! وہ کبھی سیدھی بات نہیں کرتا تھا

اوکے سر میں چلتا ہوں کوئی بات ہو تو آپ مجھے کال پر بتا دیجئے گا

سر پر ہڈ ڈالتے وہ کمرے سے نکل گیا تھا

یہ بندہ باتیں بھی ٹیڑھی کرتا ہے۔زیان حیدر صرف سوچ سکا تھا
اسکی آنکھ ذرا دیر سے کھلی تھی سامنے گھڑی پر نظر ڈالتے وہ بیڈ سے نیچے اترا تھا کمرہ رات کی نسبت بلکل صاف ستھرا تھا اسنے لاپرواہ سی نظر اس کونے میں ڈالی تھی مگر وہ وہاں نہیں تھی سفیان شاہ نے اٹھتے پاؤں جوتوں میں ڈالے تھے آج اسد فیصلہ سنانا تھا جس کا ٹائم مقرر تھا وہ دیر سے جا سکتا تھا مگر یہ بات اسے منظور نہیں تھی دن بھر کے کاموں کی لسٹ دماغ میں تیار تھی المیرا کھولے وہ آگے بڑھتا جب نظر ترتیب پر گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » »

اسلام علیکم کیسے ہیں آپ سب!....

وعلیکم السلام بچے دا جی اور بی جان نے ایک ساتھ جواب دیا تھا

جبکہ ولید شاہ نے سرعت سے نظریں پھیر دیں تھیں

عینا بچے سفیان نہیں اٹھا ابھی تک...

ماحول کو خوشگوار ہی رکھنے کے لئے وہ فوراً سے بولی تھیں

جی ... جی وہ سو رہے تھے ... کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا اسے صرف اس ایک نام پر!...

میں ناشتے کی تیاری دیکھ لوں ... کہتے ہی وہ اٹھی تھی ولید شاہ نے کبھی اپنی سگی اولاد سے پیار سے بات نہیں کی تھی وہ تو پھر ایک لاوارث تھی اور اب اسی لاوارث کو اپنے بیٹے کی دولہن کے روپ

میں دیکھنا ... عینا انکی ناراضگی سمجھتی تھی وہ جیسے بھی تھے اپنی اولاد پر پہلا حق اپنا سمجھتے تھے چاہے پھر وہ کسی بھی طرز کا ہوتا

انکی موجودگی میں اسکا یوں وہاں رہنا عینا کو صحیح نہیں لگ رہا تھا وہ اٹھتی کچن کی طرف چلی گئی تھی دا جی اور بی جان نے بھی اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی جبکہ بی جان اٹھتی اسکے پیچھے ضرور آئی تھیں۔

ناشتہ تیار ہو گیا ..؟

جی چھوٹی سائیں ہو گیا!....

ایک منٹ یہ کیا کہا ہے تم نے ابھی ... اپنی تمام پریشانیوں کو بھلائے عینا حیرت سے اسکی طرف مڑی تھی

جی چھوٹی سائیں ... وہ ایک بار پھر بولی۔

میں کوئی چھوٹی سائیں نہیں ہوں سمجھیں تم ... عینا کا دماغ گرم ہوا تھا

جی ہمیں بڑی بیگم نے کہا تھا ...وہ انتہائی ادب سے بتا رہی تھی

بی جان نے ...

ہاں میں نے ... پیچھے کھڑی بی جان نے ملازمہ کی تصیح کی تھی

عینا حیرت کا دورا کھاتی پلٹی تھی

آپ یہاں ... آپ کو کچھ چاہئیے تھا تو آپ مجھے بتا دیتیں میں لے...

خاموش ہو جائے بچے ... بی جان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

تم جاو باہر ...

ملازمہ جا چکی تھی بی جان چہرے پر نرم سی مسکراہٹ سجائے اسکی طرف متوجہ ہوئی تھیں

انکی مسکراہٹ اور بولتی آنکھیں عینا کو جزبز کر رہی تھی

آپ جو مجھ سے پوچھنا چاہتی ہے میرے پاس اس سوال کا جواب نہیں ہے ... رخ موڑے کہا تھا

بی جان پل کو رکی۔۔۔اچھا یہ تو بتاؤ سفیان نے گفٹ بھی دیا تھا یا نہیں.... اگر وہ پریشان نا ہوتی تو ضرور ہنستی بی جان اس وقت جسے نو عمر لڑکی کی طرح سوال کر رہی تھی۔

« « « « « « « « « « « « «

چہرے پر سخت تاثرات سجائے وہ لاونج میں آیا تھا وہاں موجود ہستیوں کو دیکھ خود کو نارمل کرتے اسنے وہاں قدم رکھا.

اسلام علیکم دا جی اسلام علیکم ابو!...

وعلیکم السلام...

دا جی عینا کہاں ہے...؟

وہ مزید کچھ پوچھتے سفیان شاہ کا سوال تیار تھا

داجی نے تو دیکھا تھا ولید شاہ بھی اسکی طرف دیکھنے پر مجبور ہوئے تھے

وہ کچن میں ہے بیٹا ... وہ ذرا سا مسکرائے تھے۔

اود سفیان شاہ انکی مسکراہٹ اگنور کیے کچن کی طرف لپکا تھا

بس یہی دیکھنا باقی رہ گیا تھا... کلس کے ڈھیروں غصہ اندر اتارتے ولید شاہ بڑبڑاتے باہر نکل گئے تھے۔

« « « « « « « « « « « « « «

گفٹ دیا تھا انہوں نے یہ دیکھیں ... عینا نے اپنی سوجھی کلائی انکے سامنے کی تھی

بی جان پل کو ششدر کھڑی رہ گئیں۔

اور اسکے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں انکی بیوی نہیں ہوں صرف ملازمہ ہوں جس کی حیثیت کبھی نہیں بدلے گئ .... روتی آنکھوں کے ساتھ وہ مسکرائی تھی

یہ سب کیا ہے سفیان شاہ...؟

عینا کے ساتھ سے گزرتے انہوں نے کچن کی دہلیز پر کھڑے سفیان شاہ کو پکارا تھا۔

میں نہیں جانتا آپ کس بارے میں بات کر رہی ہیں اور تم۔

بی جان کو جواب دیتے وہ آگے آیا تھا.

دو منٹ ہیں تمہارے پاس دو منت کے اندر کمرے میں پہنچو"...

کہتا وہ نکل گیا تھا جبکہ پیچھے کھڑی عینا ابھی تک پلٹ بھی نہیں پائی تھی۔

مجھے افسوس ہے عینا میں تم سے سفیان کے اس رویے کی معافی مانگتی ہوں بچے "...

بی جان پلیز آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں!...

سرعت سے پلٹتے عینا نے انکے دونوں ہاتھ تھامے تھے

اب فوراً سے جاؤ سفیان انتظار کر رہا ہو گا...

انکی بات پر عینا کے قدم وہی جم گئے تھے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں۔

کچھ نہیں ہو گا بچے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جاؤ تم میں ناشتہ لگواتی ہوں انکے کہنے پر عشال ہمت باندھتی کمرے کی طرف گئی ابھی وہ چوکھٹ پر ہی تھی جب سامنے اسنے کمرے میں ادھر ادھر ٹہلتے سفیان شاہ کو دیکھا چہرہ حد سے زیادہ سرخ ہو رہا تھا آنکھوں سے جیسے لہو ٹپک رہا ہو۔

اندر آؤ .... اسے وہی جمے دیکھ وہ دھاڑا۔

عینا چپ چاپ کمرے میں آئی تھی.

دروازہ بند کرو ... اس نئے حکم پر عینا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا ہوئی تھی۔

میرا وائیٹ سوٹ نکال کر دو... نئے حکم کے مطابق وہ المیرا کی طرف گئی تھی اور واڈراب کو کھولے پورا چھان مارا تھا مگر وہ وائیٹ کلف لگا سوٹ کہیں نہیں تھا

سارا دن نہیں ہے میرے پاس ..

عین اپنے پیچھے سے اتنی اونچی آواز سنتے عینا کے جسم میں لرزش پیدا ہوئی تھی۔

می .. میں نے یہی رکھا تھا پتہ نہیں اب کہاں گیا ... کپڑوں کو ٹٹولے وہ مزید آگے ہوئی تھی۔

یہی رکھا تو کہاں گیا اسکی پشت پر کھڑے سفیان شاہ نے ایک زور دار گھونسا المیرا کے دروازے پر درج کیا تھا۔

اپنی گردن پر اسکی گرم سانسیں اور سفیان شاہ کا جارہانہ رویہ اسے خوفزدہ کر رہا تھا

کچھ کہے بغیر ہی عینا نے کپڑوں پر سے ہاتھ ہٹائے وہاں سے نکلنا چاہا تھا جب سفیان شاہ نے دوسرا ہاتھ بھی اسی پوزیشن میں رکے دوسری سائیڈ پر رکھے اسکے فرار کے راستے بند کیے تھے عینا وہی المیرا کے ساتھ ٹکی ساکت ہوئی تھی سفیان شاہ کی گرم آگ سی تپش لیے سانسوں کو اپنی گردن اور کان پر محسوس کرتے سانسوں میں شور برپا ہوا تھا۔

"لگتا ہے نکاح میں آنا تمہارے لیے کافی نہیں تھا"

تو بیوی بننا چاہتی ہو میری "...

دلفریب لہجے میں کہتے وہ عینا کے رونگھٹے کھڑے کر گیا تھا.

اسنے مڑنے کی سعی کی تھی جب سفیان نے ہاتھ اسکی گردن پر رکھے دباؤ ڈالا تھا.

کہو تو ابھی تمہارے سارے ارمان پورے کر دیتا ہوں ... انگلی سے گردن کو ٹریس کرتے وہ مخمور سے لہجے میں بولا تھا جب عینا نے ٹپ ٹپ کرتے آنسوؤں میں گردن زور زور سے نفی میں ہلائی تھی اسکی سانسیں بھاری ہو رہی تھیں سفیان شاہ اسکی بگڑتی کیفیت دیکھ ذرا کو پیچھے ہٹا تھا جب عینا سرعت سے

پلٹتے المیرا کے ساتھ ہی چپک گئی تھی آنکھوں سے آنسو روانی میں بہہ رہے تھے کورنر میں رکھے صوفے پر سے وائیٹ سوٹ اٹھائے وہ واشروم کے بجائے اسکے سامنے آیا

آج کے بعد اس کمرے میں ہوئی ایک ذرا سی بات بھی تم نے باہر کسی کو بتائی یا ایسی کوشش کرنے کا سوچا بھی تو اپنا انجام سوچ لینا اور جیسے یہ المیرا سیٹ تھی اسے ویسے ہی کرو۔

میری زندگی میں تو زبردستی گھس چکی ہو میری چیزوں کو اپنی جگہ سے ہلانے کی کوشش بھی نہیں کرنا ورنہ .... اسکی آنکھوں میں جھلکتی سرد مہری ہی آگے کے الفاظ عینا کو بہت اچھی طرح سمجھا گئے تھے بھیگی پلکیں واپس سے گرائے وہ صبر کے گھونٹ بھرتی رہ گئی تھی۔

وہ واشروم میں بند ہوا تھا جب عینا وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔

تم بہت برے ہو سفیان شاہ تم وہ نہیں ہو جس سے میں نے بیس سال محبت کی ہے تم ایک ظالم بے حس اور سفاک شخص ہو سفیان شاہ ... مما بابا کے علاوہ ایک تم تھے جس پر عینا بھروسہ کرتی تھی جس سے میں محبت کرتی تھی ... تھے لفظ پر وہ بلک بلک کے رو دی۔

» » » » » » » » » » »

میں کتنی بار کہوں مجھے آپ سے دوستی نہیں کرنی۔

وہ سخت جھنجھلاتے ہوئے بولی تھی

میں نے کب کہا دوستی کرنے کو وہ تو کل کہا تھا آج تو میں یہ بول رہا ہوں کہ...

کہ ... عشال نے رکتے آنکھیں سکیڑی تھی۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی کلاس لے کے فارغ ہوئی تھی موڈ الریڈی خراب تھا کیونکہ عائشہ نے بغیر بتائے یونی سے آف لے لیا اور اب ابتسام کی باتیں مزید اسکا دماغ گھوما رہی تھیں۔

تم مان کیوں نہیں لیتے...؟

ابتسام کوئی جواب دیتا عشال اور اسکے کانوں میں کسی لڑکی کی زور دار چیخ گونجی تھی

ابتسام سمیت عشال نے بھی مڑتے اس سمت دیکھا تھا جہاں وریشہ اور احد کسی بات پر زیرِ بحث نظر آئے تھے

چلو انکا ڈرامہ پھر سے شروع ہو گیا ... آؤ تھوڑا انجوائے کریں۔

وہ چلتا پاس بنے بنچ پر دراز ہوا تھا جبکہ عشال بس ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسکی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

کتنے مین ہو آپ..؟ وہ خود کو بولنے سے روک نہیں سکی تھی

بعد میں بتاتا ہوں ابھی ان کو دیکھ لوں!..

اطمینان سے جواب دیتے اسنے پھر سے نظر پھیری تھی مجبوراً عشال کو بھی رکنا پڑا تھا

» » » » » » » » » »

ویسے کافی جلدی اوقات دیکھا دی تم نے اپنی نہیں...

سینے پر بازو باندھے وہ دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی

اور تمہارے ساتھ ایسی ہی سوٹ کرتیں ہیں چیکو ٹائپ لڑکیاں...

ایک تنبیہہ نظر احد اور اسکے ساتھ چپکی کھڑی لڑکی پر ڈالے وہ طنزیہ ہنسی ہنسی تھی.

جیسے خود ہو ویسی ہی لڑکی ڈھونڈی ہے اپنے لیے!...

گھٹیا انسان...

تم اب حد سے بڑھ رہی ہو وریشہ ... کب سے خاموش کھڑا احد چیخا تھا

الٹے قدم لیتی وہ واپس سے اسکے سامنے آرکی تھی

اب تم جیسا گھٹیا فراڈ اور دھوکے باز انسان مجھے بتائے گا میری حد...

Did you know your limits..?

)کیا تمہیں اپنی لمٹس معلوم ہیں..؟(

واؤ کیا تعریف کر رہی ہے یار!...

تھوڑی دور بیٹھے ابتسام نے تبصرہ کیا تھا

عشال نے تاسف سے اسے دیکھا"..

اپنا ایٹیٹوڈ ختم کر لو بہتر ہے اگر میں کرنے پر آیا تو ساری زندگی پچھتاتی رہ جاؤ گئ مس وریشہ سلطان....

اسکے کان کے قریب سرگوشی کرتے وہ مخمور سا ہنسا تھا۔

وریشہ کو اپنے تن بدن میں آگ لگتی محسوس ہوئی تھی۔

یہ میرا اٹیٹیوڈ ہے تمہارے باپ کا پیسہ نہیں جو ختم ہو جائے گا سمجھے تم ... کندھے سے پکڑے اسے خود سے دور دھکیلتی وہ اتنی زور سے چیخی تھی کہ جو انکی طرف متوجہ نہیں تھے وہ بھی دیکھنے لگے تھے انتہائی ضبط سے جبڑے بھینچے احد نے اپنا غصہ کنڑول کرنا چاہا تھا۔

اور تم مجھے دھمکی دے رہے ہو تم ابھی صرف وریشہ کو جانتے ہو وہ لڑکی جو آنکھیں بند کر کے تمہاری ہر بات اور ہر گھٹیا حرکت کو نظر انداز کر دیتی تھی مگر وریشہ سلطان سے ایک بار الجھ کے تو دیکھو تم کیا تمہاری سات نسلوں کو بھی پچھتانے پر مجبور نا کر دیا تو کہنا۔

تم ....

وریشہ کنڑول یور سیلف یار چلو یہاں سے...

وہ جواباً کچھ بولتا ٹینا جو پوری یونی میں وریشہ کو ڈھونڈتے وہاں آ نکلی تھی عادی کو غصے میں دیکھتے فوراً سے اسکے قریب آتی بازو سے تھاما تھا۔

چلو میرے ساتھ کیوں سین کریئٹ کر رہی ہو...

وہ تقریباً اسے گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے کے گئی تھی

تمہارے پر بھی بہت جلدی کاٹوں گا ابھی تم احد ارسلان سے واقف نہیں ہو دیکھتی جاؤ کیا کرتا ہوں تمہارے ساتھ .... جاتی وریشہ کو گھورتے اسنے بدلہ لینے کا منصوبہ تک تیار کر لیا تھا۔

» » » » » » » » » »

چلو انکا ٹاک شو تو ختم ہوا اب تم ب... یہ کہاں گئی۔

ابتسام نے چاروں اور نظر دوڑائی تھی مگر دور دور تک عشال کی پرچھائی بھی نظر نا آنے پر اسنے بامشکل خود کو کچھ برا سوچنے سے باز رکھا تھا اسنے ارگرد دیکھا تھا احد بھی اب وہاں موجود نہیں تھا

ناجانے کیوں اسکے دل میں پل کو خوف نے جگہ بنائی تھی۔

چلنے کے انداز میں بھاگتا وہ ارگرد دیکھ رہا تھا سانس پھولنے لگی تھی ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے

وہ کینٹین والی سائیڈ پر آیا تھا جہاں اسے کالے رنگ کے گاؤن میں ملبوس درخت کے نیچے بیٹھی عشال نظر آئی تھی ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے ابتسام نے اسکے ہاتھ میں پکڑی کتاب کھینچی تھی۔

یہ کیا طریقہ ہے محترمہ...؟وہ دبے دبے لہجے میں دھاڑا تھا

عشال کنفیوز سی کبھی اسے تو کبھی اسکے ہاتھ میں پکڑی اپنی کتاب کو دیکھنے لگی۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی اسکے لہجے پر حیران ہو یا ساتھ لگائے اس محترمہ لفظ پر"...

کہاں تھی تم ...؟ وہ پھر سے غرایا تھا

میں تو یہی ہوں ... عشال نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی

میرا مطلب ہے تم وہاں سے یہاں کیوں آئی وہ بھی مجھے بتائے بغیر...؟

میں وہاں سے یہاں آؤں یا کہیں بھی جاؤں آپ کون ہوتے ہیں سوال جواب کرنے والے!...

اسکے روبرو آتے عشال نے پتھریلہ لہجہ استعمال کیا تھا وہ معصوم ضرور تھی مگر نامحرم کو اسکی حد میں رکھنا بھی بہتر جانتی تھی

لمحے کو ابتسام اسکے لہجے پر دنگ رہ گیا تھا۔

میری طرف سے ... بولتے بولتے وہ رکا چہرا دوسری طرف موڑے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو جکڑے اس نے لمبے سانس بھرے تھے

مجھ سے دور رہیں بہتر ہو گا آپ کے لیے ... عشال نے سر جھٹکتے قدم کلاس کی طرف لینے چاہے تھے

رکیں محترمہ!...

اسکے قدم آواز کے ساتھ ہی رکے تھے۔

مجھے کسی کی تاک میں رہنا نہیں پسند میں چھوڑ دیتا ہوں یا ہمیشہ کے لیے قید کر لیتا ہوں ..... کھلی مٹھی کو بند کرتے ابتسام نے سامنے کھڑے لڑکی کے حواس پل کو چھینے تھے۔

محترمہ ... گنگ کھڑی عشال کے سامنے اسنے چٹکی بجائی تھی

یہ A block ہے وہ سامنے کینٹین ہے اسکے اشارے پر عشال نے ذرا کو نظر پھیری۔

یہاں سے جائیں B block کا چکر لگا کر یہاں واپس آئیں اسی جگہ اور یہ پوری یونی کا چکر ہے...

مگر میں"...

ایک سیکنڈ میں ابھی بول رہا ہوں ...

ادھر ادھر دیکھتے وہ مشتعل سا بولا.

محترمہ یہ تو آپ بھی جانتی ہیں کہ احد یونی میں ہی ہے اور میں آپ کے ساتھ صرف اسلئے ہوں کہ وہ آپکو کوئی نقصان نا پہنچائے...

عشال نے آنکھیں ایک بار پھر سیکڑی تھیں

جیسے پوچھنا چاہتی ہو تو آپ کو کیا....؟

آپ کی وجہ سے مجھ جیسے شریف کی لڑائی اس غنڈے سے ہو گئی پرنسپل سے ڈانٹ پری وہ الگ مگر اب اگر وہ دوبارہ اپ کو تنگ کرتا اور میں آپ کو نہیں بچاتا تو یہ میرے لیے بے عزتی کی بات ہے

اسلئے اب آپ جائیں پورا چکر لگا کر یہاں واپس آئیں اگر اس بیچ احد نے آپ کو تنگ نا کیا تو میں ابتسام مرزا آپ کو کبھی نظر نہیں آؤں گا اور اگر کیا تو آپ کا سایہ بن جاؤں گا"...

وہ انتہائی ادب سے اسکی آنکھوں میں ابھرتے سوالوں کے جواب دیتا عشال کو حیران کیے جا رہا تھا

اب جائیں آپ ورنہ آگے ابھی تین سال پڑے ہیں !..

یاد دلانے والے انداز میں کہتے وہ وہی درخت کے ساتھ ہی ٹیک لگا کے کھڑا ہوا تھا

وہ مجھے کیوں تنگ کرے گا بھائی نے اسے سمجھایا تھا۔

آخر اتنی دیر کے بعد وہ بولی بھی تو کیا .... ابتسام نے نظریں موبائل سے اٹھائی تھیں اسکی اتنی معصومیت پر ابتسام کا دل چاہا اسکا اور اسکی معصومیت کا صدقہ اتارے۔بے ساختہ وہ ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا۔

عشال خجل سی ہوتی ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی۔

بلکل آپ کے بھائی نے اسے سمجھایا تھا اور کیسے سمجھایا تھا یہ بات پوری یونی جانتی ہے۔

اب جاؤ .... اتنا ڈرپوک ہونا بھی اچھا نہیں ہوتا"...

ناچاہتے ہوئے بھی وہ طنز کر گیا تھا

ہاں وہ ڈرپوک تھی مگر یہ بات صرف اسے دو لوگ ہی بول سکتے تھے بیگ پر گرفت سخت کرتی وہ دو قدم آگے آئی۔

میں ڈرپوک نہیں ہوں... غصیلے لہجے میں کہتے وہ ابتسام کا دیا چیلنج پورا کرنے نکل پڑی تھی۔

اللہ جی میری ہیلپ کریئے گا عزت رکھ لیں اسکے سامنے بس وہ بدتمیز شخص مجھے راستے میں نا ملے ...

لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہ پوری آنکھیں کھولے چلتی جا رہی تھی

اور A block ختم ہوا تھا اسنے جیسے B block میں قدم رکھا سامنے ہی دو بینچ پر احد اور اسکے دوست بیٹھے آتی جاتی لڑکیوں کو تاڑ رہے تھے

آگے کا راستہ انہی بینچ کے آگے سے ہو کے جانا تھا مضبوط قدم لیتے عشال نے پورے زوروں شوروں سے اللہ کے نام کا ورد کرنا شروع کیا

بھائی وہ دیکھ حجابی لڑکی ... ان میں سے ایک نے موبائل میں مصروف بیٹھے احد کو کونی ماری تھی

تو کیا کہتے ہو بھائی ... اسنے پھر سے سوال کیا تھا جس پر احد نے نظر عشال کے ارگرد ڈورائی تھی مگر وہ اکیلی تھی یہ دیکھتے ہی اسکے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آئی تھی

جا ... اسنے اشارہ دیا اور ان میں سے ایک لڑکا کتابیں اٹھائے اسی راہ پر چلنے لگا۔

عشال کے بڑھتے قدم رکے تھے اسنے بے بسی سے اپنے پیچھے دیکھا تھا مگر وہاں ابتسام نہیں تھا اسے افسوس ہوا تھا وہ خود نہیں جانتی تھی وہ کیوں اس اجنبی شخص سے آس لگا رہی تھی۔

کچھ نہیں ہو گا اللہ پاک میرے ساتھ ہیں ... خود کو دلاسے دیتے کچھ منٹ بعد اسنے پھر سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے تھے

جیسے ہی وہ بنچ کے قریب پہنچی احد کے دوست نے بھی قدم اٹھائے تھے اور پھر اگلے ہی لمحے اسکے کندھے سے کندھا ٹکرائے وہ گزرا تھا جس پر اسکے ہاتھ میں پکڑی کتابیں اور عشال کے ہاتھ میں پکڑا موبائل سمیت نوٹس زمین بوس ہوئے تھے

میری بوکس گرا دی دیکھ کر نہیں چل سکتی تم...

وہ مصنوعی غصے سے بولا تھا

احد سمیت اسکے باقی دوست بھی اسے بہت محویت سے دیکھ رہے تھے

مم .. میں اٹھا دیتی ہوں سوری ... بامشکل لہجہ مضبوط بنائے عشال جھکی تھی جب دھوپ پر ہونے اور جھکنے کی وجہ سے اسکی ناک میں پہنی نفیس سی نوز رنگ کی چمک ابھری تھی

سامنے کھڑا شخص بہت محویت سے اسے دیکھ رہا تھا

پیچھے کھڑا ابتسام اسکی نظریں پڑھتا فورا سے عشال اور اس خبیث شخص کے درمیان دیوار بنا تھا

اٹھو یہاں سے... اسکی بارعب آواز پر عشال نے سر اٹھایا تھا

جان میں جیسے جان آئی تھی رکا سانس چل پڑا تھا۔

جاؤ تم اپنا چیلنج پورا کرو ... سر ہلاتی سب کچھ ویسا ہی چھوڑتے عشال نے قدم بڑھائے تھے

اسکے ہٹتے ہی احد سمیت اسکے باقی کے دوست بھی میدان میں آئے تھے ابتسام نے جھکتے ساری کتابیں ایک ہی بار میں اٹھاتے اسکے ہاتھوں میں تھمائے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

اگر ان میں حرکت اور انکا نور برقرار چاہتے ہو کندھے پر زور دیتے آنکھوں میں اپنی کالی وحشت زدہ نظریں گاڑھی تھیں

تو انکا استعمال اپنے حلقے تک ہی رکھو ورنہ میں دوسری بار کہنے کا عادی نہیں ہوں

انگلی اٹھائے ایک ایک کو دیکھتے سخت تیوروں میں وارن کرتے وہ چل پڑا تھا

رک جا بھائی اگر ابھی کچھ بولیں گئیں تو بات بڑھ جائے گئی۔

اسنے احد کا ہاتھ پکڑا تھا۔

ویسے بھی اج کل اپنے پنگے بہت چل رہے یونی سے ٹرمینیٹ بھی ہو سکتے .... دوسرا بھی بولا تھا۔

جب احد اپنا بازو چھڑواتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » » »

محترمہ ...؟

ہاتھ کی پشت سے آنکھیں خشک کرتی وہ ذرا دیر کو پلٹی تھی

اب کیا کہیں گئیں آپ...؟

اسکی روئی آنکھوں کو نظر انداز کرتے وہ پوچھ رہا تھا

شکریہ میری ہیلپ کرنے کے لیے اب میں چلتی ہوں میرا ڈرائیور آ چکا ہو گا!...

آواز رندھ گئی تھی چہرا مزید جھکا دیا گیا

اسکی طرف دیکھے بغیر عشال چلی گئی تھی

وہ ذرا جھکا تھا اس گھاس پر گرے موتی کی طرح چمکتے آنسو کو پوروں پر چنتے وہ اٹھا تھا

واقعی بہت ڈرپوک ہو تم محترمہ!...

انگلیوں کو بند کرتے اسنے مٹھی بھینچی تھی

سوچتا ہوں جب حقیقتیں تم پر کھلیں گئیں تو تم کیسے برداشت

کرو گئی ... گہری سوچ میں ڈوبے اسنے عشال کو خیالوں میں ہی

مخاطب کیا تھا۔

میں کیوں سوچ رہا ہوں اسکے بارے میں ... وہ ڈر پوک ہو یا بہادر میرا کیا کنسرن...؟

کام پر دھیان دو ابتسام ... خود کو ڈپٹے سوچوں کے جھنجھال سے نکلے اسنے اپنی راہ لی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » »

یہاں کیا کر رہی ہو بیٹا ...؟

ویسے ہی بھائی اندر دم گھٹ رہا تھا تو یہاں آگئی .... ننگے پاؤں گھاس پر چلتے وہ مسکرائی تھی

آپ کا آفس کیسا چل رہا ہے ...؟

الحمدللہ بہت اچھا"..

کیا سوچ رہی ہو پری..؟

اسے گہری سوچ میں مگن دیکھ ارشان شاہ نے پھر سے پکارا تھا

سوچ رہی ہوں حویلی میں سب کیسے ہوں گئیں اتنے دن ہوئے بی جان دا جی کسی سے بھی بات نہیں ہوئی اور سفیان بھائی عینا آپی..

آپی نہیں بھابھی ... ارشان شاہ نے مسکراتے اسکی تصیح کی تھی

ہیں کیا مطلب بھائی ... عشال نے قدرے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا تھا

سفیان اور تمہاری عینا آپی کا نکاح ہو چکا ہے جس کے مطابق اب وہ تمہاری آپی نہیں بھابھی بن چکی ہیں .... اسنے مسکراتے عشال کی طرف دیکھا جو ابھی بھی حیرانی سے پورا منہ کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی

مگر بھائی وہ تو انوشے آپی ... ارشان شاہ کے تاثرات بدلتے دیکھ عشال نے بات اُدھوری چھوڑی تھی۔

ہم کب جائیں گئیں حویلی مجھے ملنا ہے سب سے اور کسی نے مجھے بلایا بھی نہیں میرے بغیر ہی نکاح کر لیا"...

ہاتھوں کو ہوا میں جھلاتے وہ اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی

جب نظر ہنستے ہوئے ارشان شاہ پر گئی تو وہ رکی تھی۔

کیا ہوا اب آپ ہنس کیوں رہے ہیں...؟

کمر پر ہاتھ رکھے وہ لڑاکا عورتوں کی طرح پوچھ رہی تھی

میں سوچ رہا تھا کتنا بڑا ظلم ہوا میری پری کے ساتھ اسے کسی نے نکاح میں نہیں بلایا ... بولتے وہ ہنسا تھا

ہاں کہہ تو آپ ... بولتے بولتے وہ رکی تھی ارشان شاہ کی ہنسی پر عشال کو اسکا مذاق سمجھ میں آیا تھا

بھائی آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں میں دا جی کو بتاؤں گئی ...

منہ کے زاویے بگاڑتے اسنے چھوٹی سی ناک سکیڑی تھی

ارشان شاہ کو بے ساختہ اپنی بچپن والی پری یاد آئی تھی

دا جی کو نہیں بتانا میں تمہیں چوکلیٹ دوں گا"...

نہیں میں بتاؤں گئی انہیں ... نروٹھے پن سے کہا تھا۔

ایسے تو وہ مجھے ڈانٹیں گئیں نا پھر ... وہ بچوں جیسی معصومیت لیے بولا تھا

اوکے پانچ چوکلیٹس لا دیجئیے گا نہیں بتاؤں گئی دا جی کو ...

ڈیل دن کرتے عشال احسان کرنے والے انداز میں بولی تھی

جیسا میری پری کا حکم ... وہ ہنسا تھا عشال بھی مسکرائی تھی

چلو اب سو جاؤ صبح یونی بھی جانا ہے حویلی جانے کا پلان بھی بناتے ہیں...

اوکے بھائی ... وہ لان سے کمرے تک تو آگئی تھی مگر یونی کے ذکر ہے آجکا منظر نظروں سامنے آیا تھا۔

مجھے کیوں یقین تھا کہ وہ شخص میری مدد کرنے آئے گا مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیوں اس پر ڈیپنیڈ کرنے لگی ہوں اس سے دور رہنے کی جتنی کوشش کر رہی ہوں وہ اتنا کیوں میرے ذہن پر سوار ہو رہا ... خاموش نظروں سے وہ بالکنی میں جھولتے چھوٹے سے ٹرول کو دیکھ رہی تھے مگر ذہن ابتسام کی طرف تھا۔

نہیں یہ میں کیا کر رہی ہوں ... وہ نامحرم ہے اور نامحرم کے بارے میں سوچنا گناہ ہے۔

ابتسام کے خیالوں کو جھٹکتی عشال بیڈ پر دراز ہوئی تھی نیند آنکھوں سے دور تھی مگر وہ بھی ضدی بنے آنکھیں موندے لیٹ گئی۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » » » »

سچ سچ بتاؤ عینا مجھ سے کچھ نہیں چھپاؤ...

می .. میں کیوں آپ سے کچھ چھپاؤں گئی بی جان سچ ہی کہہ رہی ہوں انہیں بس اپنا ڈریس نہیں مل رہا تھا وہی ڈھونڈھے کے لیے بلایا تھا... سفیان شاہ کی دھمکی کے بعد عینا کسی صورت انہیں سچ بتانے کی روادار نہیں تھی۔

اچھا ادھر آؤ...! عینا بھی چلتی انکے قریب ہی آکے بیٹھی تھی

عینا سفیان دل کا برا نہیں ہے بچے وہ غصے کا تیز ہے بس اگر کبھی کچھ بول بھی دے تو بیٹا اسے معاف کر دینا۔

یہ جو مرد ہوتا ہے بچے یہ دل سے ایک بچے کی طرح ہوتا ہے اگر اسے آپ من پسند بیوی مل جائے تو یہ بچے جیسے خوش ہوتا نرم دل ہو جاتا اگر پسند کی نا ملے تو یہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے بچے اسکا موڈ کب کس بات پر بگڑ جائے کچھ معلوم نہیں ہوتا...

آنکھوں میں آنسو لیے وہ انہیں دیکھ رہی تھی۔

می..میں کیا کروں ایسا بی جان کہ وہ مجھے پسند کرنے لگ جائیں...

عینا کے منہ سے نکلے الفاظ بی جان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئے تھے جبکہ عینا کو اپنا آپ ایک فالتو شے کی طرح محسوس ہو رہا تھا جسے اپنا آپ منوانے کے لئے بھی دوسروں سے مشورے کرنے پر رہے تھے

"عورت کی پاکیزہ اور سچی محبت میں بہت طاقت ہوتی ہے بچے یہ ایک پتھر دل مرد کو بھی موم کر دیتی ہے "

بس تمہیں صحیح وقت کا انتظار کرنا ہے مجھے یقین ہے تمہاری کوشش اور محبت کبھی رائیگاں نہیں جائے گئی۔

تب تک میں یہ سب کیسے برداشت کروں بی جان میرا دل دکھتا ہے انکی بے رخی پر... وہ رو دی تھی بی جان نے اسے کس کے گلے سے لگایا تھا۔

اب سفیان جب بھی تم پر غصہ کرے تم نے اسے بولنا ہے اگر اب مجھے کچھ کہا تو میں بی جان اور دا جی کو آپ کی شکایت کر دوں گئی۔

بس پھر دیکھنا کیسے لائن پر آتا ہے.

وہ ہنستے بول رہی تھی عینا منہ کھولے ہونکوں کی طرح انہوں دیکھ رہی تھی اسکی آواز تو اسے اپنے سامنے دیکھ کر نہیں نکلتی تھی یہ کیسے بولے گئے۔

اچھا چلو بہت رات ہو گئی ہے جاؤ اپنے کمرے میں...

کک ..کمرے میں ... خیالوں سے باہر آتی عینا کے پسینے چھوٹے تھے

ہاں کمرے میں جاؤ سفیان تمہارا انتظار کر رہا ہو گا...

کر ہی نا لیں میرا انتظار ... بڑبڑاتے وہ اٹھی تھی۔

یا اللہ میرے بچوں نے بہت دکھ دیکھے ہیں اب یہ آزمائشیں ختم کر دے اور سفیان کے دل میں عینا کے لئے محبت ڈال دے ... آمین میرے مالک ... وہ آرزدگی سے مسکرائی تھیں۔

اسنے ہولے سے دروازہ کھولے پہلے جھانکا پھر سفیان کو بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے دیکھ وہ آگے آئی تھی دروازہ بند کرتے وہ اپنی کل کی جگہ پر سونے کی غرض سے آگے بڑھی تھی۔

یہاں آؤ"...

عینا کے بڑھتے قدم رکے تھے وہ اپنی جگہ سٹل رہ گئی۔

سنائی نہیں دیا تمہیں...

بھاری آواز نے اسے ٹھٹھرنے پر مجبور کیا تھا

اللہ کا نام لیتے وہ پلٹی تھی جہاں تکیے پر سر رکھے دراز ہوا سفیان شاہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

جی ...اسنے وہی رکے جواب دیا تھا

کہاں تھی تم ...؟

می ..میں بی جان کے پاس...

میری شکایتیں کر رہی تھی ... سینے پر بازو باندھے اسنے آنکھیں گول کی تھیں۔

نہی .. نہیں .. نفی میں سر ہلاتے وہ رو دینے کو تھی۔

آج کے بعد جب میں واپس آجاؤں تو تم مجھے یہاں اس کمرے میں موجود چاہئیے ہو!...

اسکے نئے حکم پر عینا نے پورے آنکھیں کھولے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

جو شخص اسے دیکھنے کا روادار نہیں تھا اسے اپنے سامنے رہنے کو بول رہا تھا

اب یہاں آؤ اور جوتے اتارو میرے ...

سفیان شاہ کی کرخت آواز پر اسے اپنی موجودگی کا مطلب سمجھ میں آگیا تھا

تمہیں کیا لگا تھا تمہارے دیدار کے لئے میں تمہیں یہاں رہنے کا بول رہا ہوں اب زبردستی بیوی بن ہی گئی ہو تو مجھے ڈر ہے تم کہیں اپنی حیثیت بھول نا جاؤ اسلئے یہاں آؤ اور جوتے اتارو...

آنسو ٹپ ٹپ کرتے زمین پر گرتے بے مول ہو رہے تھے۔

عینا نے ایسا تو کبھی نہیں سوچا تھا سفیان شاہ بلا غصے کا تیز سہی وہ اسے ایسا مرد تو نہیں سمجھتی تھی پھر اپنی قسمت کو قصوروار ٹھہراتے وہ آگے آئی تھی۔

اپنے سرد پڑتے ہاتھ سفیان شاہ کے ایک پاؤں پر رکھتے دوسرا ہاتھ ٹخنے کے قریب رکھا تھا۔

اسکے ہاتھوں کی لرزش سفیان شاہ نے باخوبی نوٹ کی تھی اسکے لمس میں کچھ عجیب تھا کچھ سناشائی تھی سفیان نے گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیا تھا۔

جوتے اتارتی عینا اٹھی تھی جب سفیان بھی واپس خیالوں سے کمرے میں آیا تھا

سونے کی ضرورت نہیں ہے جا کر کونے میں کھڑی ہو جاؤ ...اور آئندہ دیر سے آنے سے پہلے سوچ لینا ... کہتا وہ اوندھے منہ لیٹ گیا تھا۔

کمرے میں اندھیرا پھیل گیا تھا وہ صرف سنتی تھی آج اس شخص کو ظالم حاکم کے روپ میں دیکھتے عینا کا دل چیخ چیخ کر رونے کا کر رہا تھا مگر وہ چپ چاپ کھڑی آنسو بہاتی رہی اسے حسنہ بی کی شدت سے یاد آرہی تھی مگر وہ بھی اس سے دور تھیں آنسو اب سسکیوں میں بدل گئے تھے دیکھتے دیکھتے رات کے دو بج چکے تھے مسلسل کسی کے رونے کی آواز اسکے کانوں میں پڑ رہی تھی سفیان نے ذرا سا چہرا اٹھائے اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں دیکھنے کے کوشش کی پھر سائیڈ لیمپ آن کیے اسنے اس طرف دیکھا جہاں سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں اچانک روشنی ہونے پر عینا نے چہرا ہاتھوں میں چھپایا تھا جبکہ سفیان شاہ بس اسے دیکھ رہا تھا اسنے بےساختہ گھڑی کی طرف دیکھا جہاں دو بج رہے تھے اور تب رات کے دس بج رہے تھے وہ تب کی کھڑی تھی اسے اپنے رویے پر دکھ ہوا تھا

اب مجھے تمہارے رونے کی آواز نا آئے ... وہ لاکھ نرم لہجے میں بات کرنے کی کوشش کرتا وہ نہیں کر پاتا تھا اور سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ تو ویسے ہی سفیان شاہ کا دماغ گھوم جاتا تھا

اور سو جاؤ اب چپ چاپ ... کہتے ساتھ ہی اسنے لائیٹ آف کی تھی۔

اسے افسوس تھا مگر اب یہی عینا کی قسمت تھی اگر اسے اسفند شاہ کے ساتھ رہنا تھا تو یہ سب برداشت کرنا پڑے گا سوچتے اسنے آنکھیں موندی تھیں۔

عینا چپ چاپ وہی دیوار کے سہارے بیٹھتی چلی گئی تھی دونوں ہاتھ ہونٹوں پر سختی سے پیوست کیے اسنے سسکیوں کو حلق میں ہی دبانا چاہا اسکا وہاں سانس رکنے لگا تھا مگر اسے تو کمرے سے باہر جانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔۔۔عینا نے وہی دراز ہوتے بغیر کمفرٹر اوڑھے آنکھیں بند کی تھیں اور ساری رات بند آنکھیں بھیگی ہی رہیں تھیں۔

» » » » » » » » » » » »

پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی تھی موبائل رکھتے انہوں نے دیکھنا چاہا تھا

اسلام علیکم چاچو ... وہ مزید آگے آتے زیان حیدر خود اندر آچکا تھا

ارے وعلیکم اسلام آج کافی دنوں بعد نظر آئے ہو۔

موبائل سائیڈ میں رکھتے سلطان احمد اسکے گلے لگے تھے

جی چاچو مجھے وریشہ سے ملنا تھا سوچا جلدی آجاؤں ورنہ پھر اسکی یونی جانا پڑتا۔۔

انہیں خوشی کے ساتھ حیرت بھی ہوئی تھی

ہاں ہاں وہ اپنے کمرے میں ہے تم جاؤ مل لو میں ناشتہ لگواتا ہوں۔

نہیں چاچو ناشتہ میں کر چکا ہوں ابھی یہاں سے سیدھا تھانے جانا ضروری میٹنگ ہے اسلئے ناشتہ پھر کبھی سہی"...

وہ مسکراتا زینے پھیلانگتا اسکے کمرے کے باہر رکا تھا

اسنے آئینے میں اپنا عکس دیکھا پھر ہاتھوں میں پکڑے ڈوپٹے کو اور پھر اسکے دل کو کچھ ہونے لگا آج اسکے ہاتھ میں مفلر نہیں تھا وہ ایک پورا ڈوپٹہ تھا اسنے گلے میں لپیٹنے کے انداز میں رکھا اور اسے سیٹ کرنا چاہا جب دروازہ نوک ہوا۔

آجائیں ... جواب دیتے وہ ہنوز اپنے کام میں مصروف رہی تھی

پیچھے کھڑا زیان حیدر یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا جینز شرٹ میں ملبوس اس پر لانگ پیروں سے تھوڑا اوپر آتا کوٹ پہنا تھا جس پر گلے میں ہم رنگ کا ڈوپٹہ سیٹ کرنے کی وہ کوشش کر رہی تھی وہ جائزہ لے رہا تھا جب وریشہ مسلسل خاموشی پر پلٹی تھی

تم ... میرا مطلب ہے یہاں کیسے آنا ہوا وہ بھی اتنی صبح...؟

گلے میں پڑے ڈوپٹے کو یونہی چھوڑتے وہ ذرا کو آگے آئی۔

جس پر زیان نے دروازہ پورا کھولتے سامنے آتے اسکی طرف فائل بڑھائی ...

وریشہ نے ناسمجھی سے اسکی طرف دیکھا تھا

یہ وہ اس بندے کی فائل ہے کیا نام تھا یار اسکا ... دماغ پر زور دیتے وہ الجھا ... ہاں ارشان شاہ یہ اسکی فائل ہے اسکی ساری انفارمیشن ہے اس فائل میں!...

وریشہ کے چہرے پر اچانک رونق آئی تھی اسنے جھپٹنے والے انداز میں اس کے ہاتھ سے فائل لی تھی۔

بہت شکریہ زیان تم نے میری بہت بڑی ٹینشن دور کر دی ہے۔

فائل کو دیکھتے وہ چہکی تھی۔

وہ مسکرایا تھا آج کافی عرصے بعد وہ نارملی ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے۔

یہ!..

کیا ... فائل سے نظر ہٹاتے وریشہ نے اسکی طرف دیکھا جو اسکے گلے میں لٹکے ڈوپٹے کو دیکھ رہا تھا

یہ ایسے نہیں کرتے ... زیان نے دو قدم آگے آتے اسنے بتانا چاہا۔

وریشہ کا چہرا جھکا تھا۔

وہ ایکچولی مجھے نہیں آتا یہ اتنا بڑا ڈوپٹہ لڑکیاں کیسے اوڑھ لیتی ہیں ... کنفیوز سی ہاتھوں کی انگلیوں کو مڑورتی وہ شرمندہ سی لگ رہی تھی جیسے کوئی بہت بڑی غلطی کر دی ہو۔

تم برا نا مانو تو میں سیٹ کر دوں"..

وریشہ نے بےساختہ نظر اٹھائی تھی

تم کرو گئے ... وہ حیرت زدہ ہوئی

ہاں مجھے آتا ہے ... اور زیان نے ذرا سا فاصلہ چھوڑے اسکے گلے سے ڈوپٹہ نکالا تھا پھر اسکو تھوڑا سا فولڈ کر کے ہلکا سا کندھے پر پھیلاتے سیٹ کیا تھا

وریشہ اس سارے عمل میں بنا پلک چھلکائے اسے دیکھ رہی تھی

یہ لو ہو گیا گردن کے گرد ڈوپٹے کی تہہ بناتے اسنے گردن کو بھی کور کیا تھا ... وریشہ نے پلٹتے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا زیان نے ڈوپٹے کو انتہائی نفاست سے گردن سے لپیٹتے پھر کندھوں کو بھی ڈھک دیا تھا نظر زیان کی طرف اٹھی تھی جس نے اسے دیکھتے سمائل پاس کی تھی اسکے مسکرانے پر وریشہ کے دل نے بیٹ مس کی ... بے ساختہ نظریں چرائے وہ دوری بنا گئی تھی۔

اوکے میں چلتا ہوں اور کوئی ہیلپ چاہئیے ہو تو بول دینا...

اور اس ڈوپٹے میں بہت پیاری لگ رہی ہو ... اللہ حافظ۔

مسکراتا وہ نکل گیا تھا جب وریشہ نے ایک بار پھر خود کو آئینے میں دیکھا تھا

کیا اسے بھی میں ایسے خوبصورت لگوں گئی..؟

خود پر نظر گاڑھے وریشہ سوچنے پر مجبور ہوئی تھی۔

مگر میں اسے کیوں خوبصورت لگنا چاہتی ہوں ..؟

سرگوشی سے بھی کم آواز میں کہتے اسنے خود سے سوال کیا

مگر افسوس جواب نا زہن کے پاس تھا نا دل کے پاس!!...

میں ایسے ہی خوبصورت ہوں مجھے کوئی غرض نہیں ہونا چاہئیے کہ اسے میں خوبصورت لگوں گئی یا نہیں !...

خود پر فخر کرتے بیگ اٹھاتی وہ کمرے سے باہر نکلی تھی

» » » » » » » » » » » » » »

تم یہاں ہو میں صبح سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں...

کیوں آپ مجھے کیوں ڈھونڈ رہے تھے..؟

نظر کتاب سے ہٹاتے اسنے سر پر مسلط ہوئے شخص کو دیکھا تھا کچھ نہیں ویسے ہی فکر ہو رہی تھی کہ کہیں پھر کسی مصیبت میں نا پھنس گئی ہو محترمہ...

ابتسام اسکے قریب گھاس پر ہی بیٹھ گیا تھا

دیکھیں محترم میں اب اتنی بھی ڈرپوک نہیں ہوں کہ میں آپ ہر وقت میری تاک میں رہیں مجھے بچانے کے لئے!...

دبے دبے لہجے میں غصے سے کہتی عشال نے اسے کڑے تیوروں سے دیکھا تھا۔

ہاں آرٹیفیشل شیرنی کی بہادری تو میں کل دیکھ ہی چکا ہوں۔

آج وہ شاید عشال کو تپانے کے موڈ میں تھا جبھی بات بات پر طنز کرتا اسے غصہ دلا رہا تھا۔

عشال نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتے نظر پھر سے کتاب پر جھکا لی تھی

ویسے محترمہ تمہاری وہ فرینڈ عائشہ کیوں نہیں آ رہی ...؟

تقریباً پانچ منٹ بعد وہ پھر سے بولا تھا

اسکے دادا ابو کو اٹیک ہوا تھا... عشال کے لہجے میں افسردگی در آئی تھی۔

تو ہمیں ان کی تعزیت کو جانا چاہئیے نا!..

زندہ ہیں وہ یو سٹوپڈ..."عشال تقریباً چلا ہی اٹھی تھی۔

اوہ تو محترمہ تم نے ہی آدھی بات بتائی میرا کیا قصور..

اطمینان سے کہتے ابتسام نے سر جھٹکا جیسے اسکی کوئی غلطی نہیں تھی۔

آپ مجھے بولنے کا موقع دیں گئیں تو میں بتاؤں گئ نا..

اوکے اوکے بتاؤ ... نظر ہنوز موبائل پر تھی مگر کان اور دھیان سارا عشال کی طرف تھا۔

وہ قومہ میں چلے گئے ہیں ..." اسکے لہجے میں پہلے سے بھی زیادہ دکھ تھا۔

ہاں بڑے لوگ ہیں کہیں بھی جا سکتے ہیں۔گھاس پر لکیر کھینچتے وہ پرسکون سا بولا تھا۔

جبکہ عشال ممکنہ حد تک پوری آنکھیں کھولے اسے ہی تک رہی تھی

آپ انسان ہیں ...؟ وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکی تھی

اب کیا کیا میں نے ... عشال کے لہجے میں طنز محسوس کرتے ابتسام نے جھنجھلاتے پوچھا۔

کچھ نہیں آپ سے بات کرنا ہی فضول ہے...

اسے کچھ بھی بولنے کا ارادہ ترک کیے عشال نے ذرا سا رخ موڑا تھا

محترمہ ...؟

ہوو.. اسنے دیکھنے کی زحمت کیے بغیر ہی جواب دیا تھا

آج کوئی لیکچر نہیں ہے ؟

نہیں!...

اچھا"..

فرسٹ ٹرم کی تیاری کر لی ..؟

تقریباً!..

وہ اب بھی نہیں پلٹی تھی

اچھاا.. ناراض ہو ..؟

آپ سے میرا ایسا کوئی تعلق نہیں ہے!..

ہونا بھی نہیں چاہئیے ..."سرد لہجے میں کہا گیا۔

عشال نے گردن موڑی تھی مگر وہاں کوئی نہیں تھا

ابھی تو یہی تھے اب کہاں گئے ... افففف ایک تو مجھے اس انسان کی سمجھ نہیں آتی... عشال نے ارگرد دیکھا تھا۔

اکیلے ہونے کا خوف حاوی ہونے کو تھا مگر پھر خود کو تسلی دیتے وہ پڑھنے میں مگن ہو چکی تھی۔

» » » » » » » » » » » »

اتنے دنوں سے کہاں غائب ہو نا کوئی کال نا میٹ اپ پارٹیز میں تو تم نے ویسے ہی جانا چھوڑا ہوا ... سب پوچھتے ہیں تمہارا!...

ٹینا اپنی ہی رو میں بولی جا رہی تھی جب دوسری طرف وریشہ چپ سادھے کسی اور ہی جہاں پہنچ چکی تھی۔

Wareesha i am talking to you...?

)وریشہ میں تم سے بات کر رہی ہوں(

اسکو کندھے سے جھنجھوڑتے ٹینا چیخی تھی

ہاں میں تو یہی ہوں اور ہاں وہ اسائنمنٹ میں نے کمپلیٹ کر لیا تھا

کونسا اسائنمنٹ یار میں تو پارٹی کی بات کر رہی تھی۔

ٹینا کو اسکی غیر دماغی نے پریشان کیا تھی۔

مگر پھر اسنے وریشہ کی سائیڈ سے ہوتے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔۔اسے تعجب ہوا تھا

تم اسے کیوں دیکھ رہی ہو ...؟

کسے .. نہیں تو میں نہیں دیکھ رہی ... اسکا یوں پریشان ہونا جھجکنا ایسا تھا جیسے اسکی کوئی چوری پکڑی گئی ہو

وریشہ اب کہ بلکل مڑتی پیٹھ کر کے بیٹھ گئی تھی جیسے شو کرا رہی ہو اب اسکا دھیان وہاں نہیں ہے

تم اس سے بات کرنا چاہتی ہو ..؟

ٹینا کے اس طرح سنجیدگی سے پوچھنے پر وریشہ حیران ہوئی تھی

نہی تو مجھے کیا بات...

اگر بات کرنا چاہتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے وہ بہت اچھی ہے

مگر میں اچھی نہیں ہوں ٹینا میں نے ایک بار نہیں دو بار اس پر الزام لگایا اسکو پارسا کہا ... اسکی آواز رندھ گئی تھی

تم بہت بدل گئی ہو وریشہ ... ٹینا نے ایک نظر اسکے لباس اور پھر آنکھوں میں تیرتی نمی کو دیکھ کہا تھا

"جب رابطے اور واسطے صحیح لوگوں سے جڑ جائیں تو انسان بدل جاتا ہے" ٹینا کی نظروں کے مفہوم کو سمجھتے وہ بولتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کہاں جا رہی ہو ...؟

پیلیس!..

مگر کیوں ...؟

اس دنیا کے دکھاوے کی رنگینیوں سے زیادہ تنہائی کی پاکیزگی پسند آگئی ہے اسلیئے ... بولتی وہ رکی نہیں تھی

Whatever...

تنہائی ، پاکیزگی ، دکھاوے افف یہ لڑکی پاگل ہو چکی ہے۔

بڑبڑاتے ٹینا بھی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی.

» » » » » » » » » » » » » » » » » » »

وہ موبائل میں گیم کھیلنے میں مصروف تھی جب ابتسام واپس سے اسکے قریب آ کے بیٹھا تھا اسے اگنور کیے وہ ہنوز گیم ہی کھیل رہی تھی

محترمہ یہ تمہارے لیے"..

آئیس کریم کا سکوپ اسکے آگے کرتے ابتسام نے اپنا سکوپ اٹھایا تھا

سوری مگر میں چھینی ہوئی چیزیں نہیں کھاتی... ایک نظر اسے اور اسکی محنت کو دیکھتے عشال نے ناک چڑایا تھا۔

اوہ تو مطلب تم نے سب دیکھ لیا"...

ہاں بلکل دیکھ لیا میں نے کیسے آپ نے اس بیچارے لڑکے کے ہاتھ سے آئس کریم چھین لی ...

تم اتنی معصوم کیوں ہو ...؟

اسکے معصومیت سے کہنے پر آئس کریم کو سائیڈ پر کرتے ابتسام نے اسکی طرف نظر بھر کر دیکھا تھا۔

میرے پاس جواب نہیں ہے ...! لہجے میں ناراضگی تھی

اوکے یہ کھالو ... یہ میں نے کسی سے نہیں چھینی ...

عشال کے بیگ پر الگ الگ قسم کی کینڈیز رکھتے اسنے پزل اٹھائی تھی۔

پہلے ایک پھر دوسرا اور پھر تیسرا ابتسام نے تمام رنگوں کو بکھیر دیا تھا اور پھر ایک ہی لمحے میں ان تمام رنگوں کو واپس سے پرانی ترتیب میں لے آیا تھا۔وہ بہت محویت سے اسکی ساری کروائی دیکھ رہی تھی۔

ایک سوال پوچھوں ..؟

اسکے ہاتھوں سے نظر ہٹائے عشال نے ابتسام کی طرف دیکھا جس کی نظریں ہنوز پزل پر ہی تھیں

جی پوچھیں!...

پرسنل مت لینا نا برا ماننا ویسے ہی پوچھ رہا ہوں ... آغاز سے پہلے اسنے تمہید باندھی تھی جس پر عشال نے صرف سر کو خم دیا تھا

تم یہ عبایا کیوں پہنتی ہو میرا مطلب ہے یہاں اتنی لڑکیاں ہیں میں نے کسی لڑکی کو خود کو اتنا ڈھکے ہوئے نہیں دیکھا تم پہلی ہو...

اسکے پاس جواب موجود تھا مگر اب تک وہ کتنے ہی لوگوں کو انکے ایسے ہی سوالوں کے جواب دیتی آئی تھی آج وہ آسان لفظوں میں نہیں کہنا چاہتی تھی مگر پھر ایسا کیا کہتی ... عشال نے سوچتے نظروں کا رخ بدلا تھا۔

جواب دو .. اسے چپ دیکھ ابتسام نے پزل اسکے ہاتھ سے کھینچ کی تھی

جواباً عشال نے ذرا سا مسکراتے دو کینڈیز اٹھائی تھیں

اسے کھولے بغیر یہاں رکھیں ... ایک ابتسام کے ہاتھ میں دیتی اسنے ساتھ گائیڈ بھی کیا تھا۔

اور دوسری کو اَن ریپ کرتے ابتسام کی رکھی کینڈی کے ساتھ گھاس پر رکھا تھا... ابتسام قدرے دلچسپی سے وہ سب دیکھ رہا تھا

وہ خاموش تھی ابتسام بھی تجسّس سنھبالے خاموشی اختیار کرتا اسکے اگلے عمل کے انتظار میں تھا جب ایک چیونٹی رینگتی ہوئی اس کھلی پڑی کینڈی کے ارگرد رینگنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں اگلے پانچ منٹ میں دس سے زیادہ چیونٹیاں اکٹھی ہو چکی تھیں عشال اور ابتسام دونوں وہ منظر مگن ہوئے دیکھ رہے تھے

آئی سمجھ ..؟ عشال نے نظر اٹھائی تھی۔

نہیں ... ابتسام نے کندھے اچکائے۔

اگر دوسری نظر سے دیکھا جائے تو عورت بھی ایسی ہی ہے جب تک وہ خود کو ڈھک کر رکھے گئ بلکل اس ریپ ہوئی کینڈی کی طرح محفوظ رہے گئ جب وہ ایسی ہو گئ عشال نے اس دوسری کینڈی

کی طرف اشارہ کیا جب عورت خود کو ڈھک کر نہیں رکھے گئی تو ایسا ہی حال ہو گا اس دنیا میں رہنے والے کچھ انسانی بھیس لیے جانور اسے نوچ کھائیں گئیں یہ عبایا صرف عبایا نہیں ہے یہ ایک محفوظ حدود ہے جس کے اندر میرے جیسی کئی لڑکیاں خود کو کئی بُری نظروں سے محفوظ محسوس کرتی ہیں۔

میں تمہاری بات سے ایگری کرتا ہوں مگر ہر کوئی تمہارے جیسے نہیں سوچتا اور دوسری بات انسانی بھیس لیے جانور صرف اس دنیا میں نہیں کبھی کبھی ہمارے ارگرد بھی موجود ہوتے ہیں مگر افسوس ہماری آنکھوں پر رشتوں کی پٹی بندھی ہوتی ہے اور ہم کبھی دیکھ ہی نہیں پاتے وہ سب جو سچ ہوتا بس وہ دیکھتے ہیں جو ہمیں دیکھایا جا رہا ہوتا ہے۔

اس بات کا عشال کی بات سے کوئی تعلق نہیں تھا مگر ناجانے کیوں دل میں کیا سمائی تھی ابتسام نے اسکے سامنے اپنا دل کھولا تھا اور وہ کہا تھا جو اسے کبھی نہیں کہنا چاہئیے تھا۔

اینی وے آف ٹائم ہو گیا کل ملاقات ہو گئی۔

ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا وہ لمبے لمبے ڈنگ بھرتا پلر کی آڑ میں ہوا تھا یہ کیا ہو رہا ہے مجھے میں کیوں اس لڑکی کو اتنا سیریس لے رہا ہوں ... مجھے یہ سب کبھی نہیں کہنا چاہئیے تھا مگر کیوں دل کرتا ہے اسے سب بتا دوں کیوں دل چاہتا ہے کہ اسے اس دنیا کی حقیقت بتاؤں اسے بتاؤں کہ جو وہ

سمجھتی ہے ایسا ہرگز نہیں ہے وہ کون ہے کیا ہے اسکی اصل پہچان .... کیوں ... کیوں مجھے اس پر ترس آرہا ہے جبکہ ایسا کسی صورت نہیں ہونا چاہیئے۔

آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہورہی تھیں اسے سر میں شدید درد اٹھتا محسوس ہوا تھا ایک زور دار گھونسا دیوار پر رسید کرتے اسنے اندر اٹھتے طوفان کو خاموش کرنا چاہا تھا۔

وہ وہی بیٹھی ابتسام کے کہے جملے کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر لاکھ کوشش کے باوجود ذہن اس بات کے مطلب کو سمجھنے سے قاصر تھا مفلوج تو کسی اور کا بھی وجود ہوا تھا جو عشال کی نظروں سے اوجھل تھا اپنی تمام چیزیں سمیٹتے اسکی نظر ابتسام کی پزل پر پڑی تھی اسے اٹھائے بیگ میں رکھتے وہ اٹھی تھی جب نظر اپنے عقب میں ساکت کھڑی وریشہ پر گئی تھی چہرا پیلا زرد پڑ رہا تھا اتنی سردی میں بھی اسکے ماتھے پر پسینے کے ننھے قطرے نمودار ہوئے تھے عشال کو اسکی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی وہ کچھ کہتی اس سے پہلے ہی وریشہ آندھی بنی وہاں سے غائب ہو چکی تھی

« « « « « « « « « « «

وہ صبح چھ بجے ہی اٹھ گیا تھا فریش ہوئے وہ کمرے سے باہر نکلا تھا آج اسے گاؤں کا چکر لگانا تھا جس کے لئے وہ معمول سے زیادہ جلدی اٹھا تھا اور اب دوپہر ہونے کو تھی جب وہ حویلی میں واپس آیا تھا

حویلی کے گیٹ سے لاؤنج تک کا سفر اسنے صرف دو قدموں میں ہی طے کیا تھا نگاہیں ادھر ادھر ڈوراتے اسکی متلاشی نگاہیں کسی ایک چہرے کو ڈھونڈ رہی تھی وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا جہاں وہ نہیں تھی سفیان شاہ نے قدم واپس لیے تھے کچن کا رخ کرتے وہ رکا۔

بات سنو!...

سامنے سے آتی ملازمہ اسے دیکھتے رکی تھی

جی سائیں ... اسنے سر جھکائے پوچھا۔

وہ کہاں ہے ...؟

جی سائیں وہ کون...؟

پلو سے ہی جھانکتے ملازمہ نے حیرت سے اپنے سائیں کو دیکھا تھا

وہی لڑکی اور کون...؟

سفیان شاہ جز بز سا ہوتا جھنجھلا اٹھا۔

کک۔۔۔کون سی لڑکی ...؟

اسے بلکل بھی سمجھ نہیں آرہی تھے البتہ سفیان شاہ کے بدلتے تیور اسے خوفزدہ ضرور کر رہے تھے

ع..عینا.. کہاں ہے ..؟

زندگی میں پہلی بار سفیان شاہ کی زبان لڑکھڑائی تھی اور زندگی میں پہلے بار سفیان شاہ نے انوشے شاہ کے علاوہ کسی اور کا نام اپنی زبان سے ادا کیا تھا

سائیں وہ کوارٹر میں ہے!...

کوارٹر میں ... وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا

ضبط سے جبڑے بھینچے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا سرونٹ کوارٹر کی طرف گیا تھا۔

دروازہ ٹھاہ کی آواز سے کھلا تھا بیڈ پر لیٹی عینا دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی گھبرائی ہوئی اٹھ بیٹھی تھی سامنے موجود شخص اور اسکے تاثرات دیکھ عینا کے وجود میں سرد لہر اٹھی تھی مگر پھر رخ موڑتے عینا نے سائیڈ پڑا ڈوپٹہ اٹھایا اور شانوں پر پھیلا دیا۔

اسکی اس قدر جرات اور بے اعتنائی پر سفیان شاہ لمحہ بھر دنگ رہ گیا پھر ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے بازو سے دبوچ اپنے انتہائی قریب کھڑا کیا تھا

کس کی اجازت سے تم یہاں آئی ہو ...؟ وہ شدت سے دھاڑا تھا

مگر عینا کو خود کو مضبوط رکھنا تھا وہ چپ چاپ چہرا موڑے کھڑی تھی اسنے خود کو سفیان شاہ کی سخت گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

تم سے پوچھ رہا ہوں میں جواب دو مجھے ... اسکے جبڑے کو بھینچے سفیان نے اسکا چہرا بھی اپنے سامنے کیا تھا

می..میرا وہاں دم گھٹتا ہے مجھے نہیں رہنا... وہ کم آواز میں مگر آہستگی سے بولی تھی۔

یہ طے کرنے والی تم کون ہوتی ہو...بولو کس نے تمہیں اتنا حق دیا۔

اپنی آگ سی گرم سانسوں سے اسکے چہرے کو جھلساتے سفیان شاہ نے گرفت پر سختی بڑھائی تھی

مم..میں آپ کی غلام نہیں ہوں یہ میری زندگی ہے میری مرضی میں جو بھی کروں جہاں بھی رہوں ... وہ چیختی ہوئی اسکی گرفت سے نکلی تھی۔

مگر سفیان شاہ ہکا بکا کھڑا بس اسکی ہمت دیکھ رہا تھا

تم غلام نہیں ہو میری .... ذرا سا پیچھے ہٹتے اسنے کیسے یہ بات تحمل سے بولی تھی وہ جانتا تھا ورنہ اتنی اونچی آواز وہ پہلی بار کسی کی برداشت کر گیا تھا۔

تم ملازمہ ہو میری ... جسے اپنی پوری زندگی اب سفیان شاہ..

میں ملازمہ نہیں بیوی ہوں آپ کی نکاح کیا ہے آپ نے مجھ سے ... وہ چلا اٹھی تھی اور اگر نہیں تھی قبول میں تو کیوں کیا یہ نکاح منع کر دیتے آپ تو حاکم تھے نا اپ کے لئے کیا مشکل تھا.

روتے روتے آخر کو وہ پھر چیخ پڑی تھی

نہیں ہوں میں ملازمہ مت کریں میرے ساتھ ایسا سلوک آپ کو نہیں ماننا مجھے اپنی بیوی تو نا مانیں مگر مجھے اتنا ذلیل بھی مت کریں کہ مجھے خود سے ہی نفرت ہونے لگے .... پھولی سانس کے درمیان وہ چیختے ہوئے بول رہے تھی اتنی دن کی بھڑاس جو دل میں تھی آج عینا نے سب بول دیا تھا۔

بولتے سفیان کو چپ لگی تھی اسنے کبھی نہیں سوچا تھا جو لڑکی اسکے سامنے نظر نہیں اٹھا پاتی تھی وہ اسکے سامنے اتنی اونچی آواز میں کلام کرے گئی۔

کچھ بھی کہے بغیر سفیان شاہ نے اسکی کلائی تھامی تھی اور تقریباً گھسیٹتے ہوئے اسے کمرے میں لے کر آیا تھا اسے بیڈ پر پٹختے سفیان شاہ اس پر جھکا تھا عینا وہی منجمند ہوئی تھی

"تم بیوی نہیں ہو میری میں مر جاؤں گا مگر اس کے علاوہ کسی کو اپنی بیوی قبول نہیں کروں گا۔"

اور عینا کو لگا تھا اسکی بیس سال کی محبت مٹی میں ملا دے گئی ہو وہ ساکت نظروں سے اپنے اوپر جھکے شخص کو دیکھ رہی تھی

جہاں تک بات خود سے نفرت کرنے کی ہے میری طرف سے تم مر بھی جاؤ تب بھی سفیان شاہ کو رتی برابر فرق نہیں پڑے گا۔

چھناک کی آواز آئی تھی اور عینا شاہ کا دل ریزہ ریزہ ہو گیا تھا

رکے آنسو پھر سے بہہ نکلے تھے۔

یہ کمرہ ہے، یہ میں ہوں، اور یہ تمہاری قید ہے تاعمر قید ...

وہ کاٹ دار لہجے میں بولا تھا۔

اس میں سوائے ذلت کے تمہیں کبھی کچھ نہیں ملے گا خود کو جتنی جلدی یہ بات سمجھا لوگئی آسانی ہو گئی۔

اپنی بات ختم کرتے وہ اس پر سے ہٹا تھا عینا برف کا ڈھیر ہوئی اسے دیکھ رہی تھی جسم میں خون گردش کر رہا تھا سانسیں چل رہی تھیں مگر باقی سب رک چکا تھا وقت لمحے عینا شاہ سب ساکت ہوا تھا۔

مجھے اتنے ہی دکھ دینا سفیان شاہ جتنے آپ خود سہہ بھی سکو۔

مجھے اتنے ہی آنسو دینا جتنے آپکی آنکھیں بہا سکیں۔

میری سانسیں اور میں اپکے حکم کے محتاج ضرور ہیں مگر میری روح آج بھی اس ذات کی تابع ہے جس کے ہاتھ میں آپکی جان ہے تو مجھ پر اتنے ہی ظلم کرنا جتنے آپ اپنے وجود پر پھر برداشت کر سکو اسکی آواز رندھ گئی تھی وہ ہچکیاں لیتی رو دی تھی۔

سفیان شاہ کے باہر جاتے قدم جیسے پتھر ہوئے تھے اس میں مڑنے کی سکت نہیں بچی تھی بھاری قدم لیے وہ مفلوج ہوتے ذہن کے ساتھ باہر نکلا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

ہاں کیا بنا ...؟ نمبر دیکھتے ہی اسنے موبائل کان سے لگایا تھا

بوس ہم اسکے پیچھے ہی ہیں مگر...

مگر کیا...؟

وہ لڑکی جس کار میں ہے مسلسل اس گاڑی کے پیچھے ایک گاڑی اور ہے نا وہ ہمیں اس لڑکی کی کار کے پیچھے رہنے دے رہی اور نا ہی سائیڈ پر آنے دے رہی .... اسنے پریشانی سے بتایا تھا

مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہئیے چاہے پھر ایک گاڑی ہو یا دس گاڑیاں .... سمجھے تم!...

بوس ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں مگر...

وہ آگے کچھ بولتا کال کٹ چکی تھی وہ سب انکے بس کا بھی نہیں تھا اب اسے ہی کچھ کرنا پڑے گا احد نے سوچتے سر چیئر کی پشت سے ٹکایا تھا اپنی بے عزتی کا بدلہ تو میں تم سے سود سمیت لوں گا وریشہ ایسے تو میں ہر گز نہیں جانے دوں گا وہ حال کروں گا تمہارا کہ تم کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہو گئی۔

» » » » » » » » » » » » »

عظیم کارنامہ سر انجام دیئے وہ کچھ دیر پہلے ہی اپنے کمرے میں واپس آیا تھا آج اسکا سگریٹ پینے کو دل نہیں کر رہا تھا جو کچھ بھی یونی میں ہوا تھا اسے ابھی بھی افسوس نے گھیرا ہوا تھا سوچوں کو جھٹکتے ابتسام نے آنے والے کل کو سوچا تھا لیپ ٹاپ اٹھائے وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔جب نظر بیگ سے آدھی باہر نکلی ہوئی کسی چمکتی چیز پر پڑی تھی اسنے ہاتھ بڑھاتے اسے مٹھی میں لیا تھا وہ ابھی دیکھتا جب کمرے کا بیک ڈور کھلا اور کاشان چہرے پر مسکراہٹ سجائے کمرے میں آیا تھا

تم یہاں اتنے دن بعد ... کیسے آنا ہوا ..؟

اسکے گلے لگتے ابتسام نے مسکرانے کی سعی کی تھی

بس تمہیں تو فرصت نہیں ملتی سوچا میں ہی آجاؤں ...

وہ اسکے قریب ہی جا بیٹھا۔

کیا کر رہے ہو ...؟

کام کر رہا ہوں ... لیپ ٹاپ پر انگلیاں چل رہی تھیں

کاشان نے کچھ سوچتے تاسف سے سر جھٹکا۔۔۔

جب اسکی نظر لیپ ٹاپ کے ساتھ پڑی پن پر گئی تھی

وہ اسے اٹھاتا ابتسام نے اسکے بڑھتے ہاتھ کو بیچ میں ہی روک دیا۔

اسے چھونے کی کوشش بھی نہیں کرنا ... وہ خود نہیں جانتا تھا اسنے یہ الفاظ کیوں بولے تھے۔

کاشان نے حیرت سے پہلے اسے اور پھر اس پن کو دیکھا تھا جو لڑکیاں حجاب پر لگانے کے لئے استعمال میں لاتی تھیں مگر وہ عام حجاب پن نہیں تھی اسکے شروع پر نیلم کا چھوٹا سا پتھر جڑا تھا اسے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے خاص بنوائی ہو اسکی خوبصورت اور نفاست اسے دیکھنے سے ہی ظاہر ہوتی تھی

میں کافی بزی تھا آج ہی ایک مشن ختم ہوا تو سوچا تم سے مل آؤں..

اسکی حرکت کو اگنور کیے کاشان نے بات کرنی چاہی تھی

اچھا... اسنے صرف اتنا ہی جواب دیا۔

کاشان کو اپنا وہاں بیٹھنا بے معنی لگ رہا تھا مگر وہ پھر بھی بیٹھا تھا۔

تم بدل رہے ہو..؟ وہ کافی دیر بعد بولا

مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔اطمینان ہنوز قائم تھا

جب تمہیں ایسا لگتا ہے تو پھر چھوڑ دو یہ سب اور...

چھوڑ دوں گا بہت جلد... اسکی بات ابھی آدھی ہوئی تھی ابتسام نے سرسری سی نظر اس پر ڈالے اپنا حتمی فیصلہ سنا دیا۔

مطلب کیا کہنا چاہتے ہو..؟

مطلب صاف ہے اب مزید میں اس سب کا حصہ نہیں بن سکتا مجھے الجھن ہونے لگی ہے۔

اس لڑکی سے..؟

کاشان نے فوراً سے سوال کیا مگر ابتسام کی نظروں کو پڑھتے اسنے ویسے ہی چہرا جھکا دیا۔۔

میں بہت جلد اس کام کو ختم کر کے یہاں سے چلا جاؤں گا زری تمہارے حوالے اور مما کو اپنے ساتھ ہی لے کے جاؤں گا۔

وہ سارا منصوبہ بنا کے بیٹھا تھا کاشان اسکی پلاننگ سنتا لمحہ بھر کو کچھ بول نہیں سکا۔

کس سے بھاگ رہے ہو ابتسام...؟

وہ نہیں جانتے تھا یہ سوال کر کے وہ اسے کس اذیت میں ڈالنے والا تھا

ابتسام نے نظر پھیری تھی وہ کیسے بھول گیا تھا سامنے بیٹھا شخص اسکا بھائی ہے جو اسکی رگ رگ سے واقف ہے۔

میں خود سے اپنے ماضی سے بھاگ رہا ہوں۔

لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے اسنے بیڈ سے پاؤں نیچے لٹکا دیئے چہرے کی رنگت بدلی تھی وہ سرد آہ بھر کے رہ گیا۔

اس سے بدلہ کیسے لو گئے تم تو ابھی سے ہمت ہار رہے ہو اور شاید دل بھی...؟ اسنے سرگوشی میں کہا۔۔۔

میں یہاں کسی سے بدلہ لینے نہیں آیا ہوں کاشان آخر کتنی بار بتاؤں تمہیں یہی بات... اپنے جگہ سے اٹھتے ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آواز اونچی ہوئی تھی

تو کیوں آئے ہو پھر یہاں ... کیوں لیا یہ کام اپنے سر کیوں گئے اس یونی میں اس لڑکی....

کاشان ... ابتسام ایکدم سے دھاڑا۔

اور بولتے کاشان کے لفظ وہی ختم ہوئے تھے

بس ایک لفظ اور نہیں ... سرخ انگارہ ہوتی آنکھیں کاشان کی کالی آنکھوں میں گاڑھے وہ چیخ پڑا۔

کیوں ایک لفظ نہیں ہاں آخر کیوں ہر بار تم مجھے چپ کرا دیتے ہو آخر کیا سوچتے کیا ہو یہ سب کر کے تم حاصل کیا کرنے والے ہو کیوں اس معصوم کی زندگی اپنے اس انتقام کی بھینت چڑھا رہے ہو ...

نہیں کر رہا کسی کی زندگی اپنے انتقام کی نظر گوڈ ڈیم اٹ نہیں کر رہا میں ایسا کچھ بھی ... اپنے بالوں کو نوچتے وہ اتنی زور زور سے چیخا تھا کہ پل کو کاشان کا دل تڑپ اٹھا۔

کول ڈاؤن یار... کاشان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا جسے جھٹکتے ابتسام نے اس سے دوری بنا لی تھی۔

میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کاشان کی میں اپنا بدلہ ایک لڑکی سے لوں میں بے بس ضرور تھا مگر اب میں وہ ابتسام نہیں رہا..

رندھے ہوئے لہجے میں کہتا وہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا

کاشان فوراً سے کمرے کا دروازہ لاک کرتے اسکے پاس واپس آیا

میں بس ڈھونڈ رہا ہوں !...

اپنے ہاتھوں کو دیکھتے وہ بچوں جیسے بولا تھا

کیا ڈھونڈ رہے ہو؟

میں انہیں ڈھونڈ رہا ہوں میں اس بچے کو ڈھونڈ رہا ہوں مگر وہ مجھے نہیں ملتے کاشان میں کیا کروں ... بے بسی کے عالم میں کہتا وہ رو دیا... وہ سب کھو گئے مجھ سے اور میں بس دیکھتا رہا میں کچھ نہیں کر سکا ... میں کہاں جاؤں انہیں کہاں تلاش کروں مما روتی ہیں انکے لئے میں انہیں روتا نہیں دیکھ سکتا وہ مل جائیں مجھے میں وعدہ کرتا ہوں میں سب بھول جاؤں گا میں .. میں یہ سب...

وہ کبھی نہیں مل سکتے ابتسام!...

اور بولتے ابتسام کی زبان پر قفل لگا تھا.

سرخ متورم بھیگی پلکیں اٹھائے اسنے کاشان کو امید بھری نظروں سے دیکھا تھا جیسے کہنا چاہتا ہو ایسا بولنا تو دور سوچنا بھی نہیں...

مگر وہ پھر بھی بولا کیونکہ وہ اسے حقیقت میں ہی رکھنا چاہتا تھا

وہ نہیں ملیں گئیں تمہیں اس بچے سمیت وہ دونوں اب اس دنیا میں نہیں ہیں وہ اسی دن ہم سے دور...

چپ ہو جاؤووو ... کانوں پر ہاتھ رکھے وہ اتنی زور سے چیخا تھا لمحے کو کاشان کچھ بول نہیں پایا ...

میرے چپ ہونے سے حقیقت نہیں بدلے گئ میرے بھائی تو مان لے اب یہی حقیقت ہے ... دونواز ہو کے اسکے قریب بیٹھتے کاشان نے اسکے بہتے آنسو پونچھے تھے۔

کمرے میں خاموشی چھاگئی مگر اسکی دبی دبی سسکیاں خاموشی میں ارتعاش پیدا کرنے کا سبب بن رہی تھی سر ہاتھوں میں گرائے کاشان دل میں اٹھتے درد پر قابو پاتے اسے رونے دے رہا تھا پچھلے کچھ عرصے سے وہ یہی تو دیکھتا آرہا تھا ابتسام کو پینک اٹیک ہوتے تھے وہ روتا تھا اور اپنی بے بسی پر صرف روتا رہ جاتا تھا اور کاشان صرف سنتا تھا آج بھی وہی ہو رہا تھا ناجانے خدا انکی دعائیں کیوں نہیں سن لیتا کیوں اس کو صبر نہیں آتا ... کاشان کے دل میں ہوک اٹھی تھی۔

چہرے پر ہاتھ پھیرے وہ اٹھتا بیڈ پر جا بیٹھا کاشان نے بھی اسکی پیروی کی تھی۔

تم جاؤ میں ٹھیک ہوں میں سنبھال لوں گا خود کو!...

جانتا ہوں میرا شیر خود کو سنبھال لے گا مگر ابھی میں جو پوچھوں مجھے اسکا سچ جواب چاہیئے۔

اسکے تاثرات پل میں بدلتے دیکھ ابتسام نے نظر چورا لی۔

ناصر پر تشدد کیوں کیا تم نے؟

وہ جھٹکا کھا کر پلٹا۔۔۔

تیری ایسی لوک دینے سے تجھے کیا لگتا میں پاگل بن جاؤں گا۔

کاشان نے دانت پیسے تھے۔

میں نے صرف اسکی ایک بازو توڑی تھی اور ایک آنکھ نکالی تھی اور میرے خیال سے اسے تشدد نہیں کہتے ... انتہائی لاپرواہ انداز میں کہتے ابتسام نے لیپ ٹاپ واپس سے گود میں رکھا۔

کاشان اسکے انداز پر غش کھا کے رہ گیا۔

ابتسام...

ایک سیکنڈ ویسے تیرے پاس کیا پروؤ ہے کہ یہ میں نے کیا...

اپنا جرم خود اپنے منہ سے قبول کرنے کے بعد وہ سنجیدگی سے پروؤ مانگ رہا تھا۔

تیری بلیک ہوڈی جو آج تک تو نے ہر غلط کام میں استعمال کی ہے یا یوں کہہ لو جس سے اپنا منہ چھپاتے ہو ... وہ طنز کر رہا تھا

ابتسام کا قہقہہ بے ساختہ تھا مگر لہجے کی اداسی کی رمق اس قہقہے کی گونج میں صاف سنائی دے رہی تھی۔

اور کیا میرے علاوہ اس پورے اسلام آباد میں ویسی ہوڈی کسی کے پاس نہیں ہے ... منہ چھپانے کے لئے..." وہ پھر سے ہنسا۔

ہوڈی تو ہو گئی مگر تیرے جیسا یہ گولڈ کا بریسلٹ جس پر R لکھا ہے کسی کے پاس نہیں ہے .... وہ جل کر بولا۔

ابتسام نے نظر اس بریسلٹ پر ڈالی تھی وہ پھر سے ماضی میں کھو جاتا اسنے حال میں رہنے کی کوشش کی تھی۔

اب بتاؤ کیوں کیا تم نے یہ سب...؟

جب اتنا سب پتہ کرا لیا تو یہ بھی کرا لیتے"...

نروٹھے پن سے کہتے وہ پھر مصروف ہوا۔

اسنے اس لڑکی کے ساتھ بدتمیزی کی تھی تو نے کیوں اس پر تشدد کیا اب کی بار وہ واقعی میں بول گیا۔

اس بات کا جواب میرے پاس نہیں ہے ... خاموش نظروں سے اسے دیکھتے ابتسام کا لہجہ سرد ہوا تھا

مگر تم ایسا بی ہیو کر رہے ہو جیسے میں نے پہلی بار کسی کے ہاتھ پاؤں توڑے ہوں وہ اسی قابل تھا میرے بھائی چِل کر.....

اسکی پیٹھ تھپتھپاتے ابتسام نے مزاق میں بات اڑا دی تھی جبکہ کاشان بس خاموش سا اسے دیکھ رہا تھا۔

تیرے مزاج مجھے بدلے بدلے سے لگ رہے ہیں ...؟

مجھے بھی...!بنا کوئی تاثر دیئے کہا گیا۔

مجھے کیوں ایسا لگتا تو اس لڑکی میں انٹرسٹ لینے لگا ہے..؟

مجھے بھی ایسا لگتا ہے"...

صاف گوئی سے کام لیتے وہ سپاٹ چہرا لیے بولا۔

مگر ایسا کچھ نہیں ہو گا میں چلا جاؤں گا یہاں سے میں ماضی میں ہوئی غلطی کو پھر سے نہیں دوہرانا چاہتا"...

اگر قسمت میں ایسا نا ہوا تو...؟

تو بھی جاؤں گا کیونکہ مجھے نہیں لگتا میں کوئی رشتہ نبھا سکتا ہوں کسی کے ساتھ چل سکتا ہوں...

جب سر پر پڑتی ہے تو اچھے اچھے نبھا لیتے ہیں تو بھی نبھا لے گا اگر قسمت میں ہوا تو...

اگر ایسا ہوا تو میں قسمت کا رخ ہی بدل دوں گا۔ دو ٹوک لہجے میں کہا گیا۔

کیوں اتنی بری لگتی ہے کیا..؟

نہیں مگر مجھ جیسے اچھے کے لئے وہ نہیں بنی!...

وہ خود پر ہی طنز کرتا ہنس دیا۔

مجھے تو ابھی سے پاگل ہوتا نظر آرہا ہے یہ تیرے پلان پلان ہی رہ جائیں گئیں مجھے تیرا فیچر نظر آرہا ابھی سے ... کاشان کے چہرے پر شرارت اتری تھی۔

اسکی ایک حجاب پن کو تو ایسے سنبھال کے بیٹھا ہے جیسے کوئی کوہِ نور ہو اسکی طرف دیکھنے والوں کی تو آنکھیں نکالتا پھر رہا ہے اسکو چھونے والوں کے تو نے ہاتھ توڑ دیئے اور ہاں ... اسنے جلدی سے کانٹینو کیا تھا اس سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈنے کے لئے تو ناول پڑھنے لگا ہے ان تخلیقی کرداروں کر تبصرے کر کے تو اسکی نظر...وں ... می..

یہ.. یہ کیا ہے...؟

وہ جو کب سے اسکی شان میں قصیدے پڑھ رہا تھا ابتسام نے موبائل میں گیلری اوپن کیے اسکے سامنے رکھا تھا اور وہی وقت تھا کاشان چوہدری کی زبان لڑکھڑائی تھی۔

نظر صرف تو نہیں رکھتا مجھ پر...،

دل جلی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتے ابتسام نے موبایل اٹھایا تھا

کمینے بکواس نا کر میں جوب کر رہا تھا صرف۔

یہ بات زری کو بتانا مجھے نہیں ....

کہیں تو نے یہ ویڈیو... کاشان کے طوطے اڑے تھے۔

بلکل یہ ویڈیو میں زری کو دکھا چکا ہوں۔

اسکی بات سنتے ہی کاشان اس پر ٹوٹ پڑا تھا

کتے کمینے تیری یہ مجال تو میری بیوی کو میرے خلاف کر رہا ہے

میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا کمینے تو کیوں پھپھو بن کر ہماری زندگی میں آگ لگانے پر تلا ہوا ہے۔

زبان کے ساتھ وہ ہاتھوں کا استعمال بھی باخوبی کر رہا تھا

ابھی اپنی بیوی کو دیکھ جا کے مجھے تو ڈر ہے وہ تجھے شوہر ماننے سے ہی انکار کر دے

ابتسام نے دل جلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی

اسکے حرکت کرتے ہاتھ رکے ... ابتسام کا گریبان چھوڑے وہ بیڈ سے اٹھا تھا۔

تجھے تو میں بعد میں دیکھتا ہوں سود سمیت بدلہ نا لیا تو میرا نام کاشان چوہدری نہیں ... کمینے انسان!...

اسے القابات سے نوازتے وہ باہر کی طرف بھاگا تھا
نیکسٹ میٹنگ کب کی ہے ..؟

سر نیکسٹ میٹنگ کی ساری انفارمیشن اس فائل میں ہے ... اس نے فائل سامنے رکھی تھی

وہ ابھی فائل ریڈ کر رہا تھا جب داخلی دروازے پر کسی نے دستک دی

یس ... فائل ریڈ کرتے اسنے آنے والے کو اجازت دی۔

سر وہ باہر کوئی لڑکی آئی ہیں آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔

یہی بات آپ مجھے انٹرکام پر بھی بتا سکتی تھیں یہاں آنے کی زحمت کیوں کی آپ نے ... اس پر نظر ڈالے بغیر سرد لہجے میں کہا... کسی بھی لڑکی کا فضول میں اپنے کیبین میں آنا ارشان شاہ کو ناگوار گزرتا تھا اس بات سے سب واقف تھے

خیر نام کیا بتایا انہوں نے اور کام پوچھا!...

دوبارہ سے فائل پر جھکتے مصروف سے انداز میں پوچھا گیا۔

سر ایکچولی وہ ... سلطان صاحب کی بیٹی آئی ہیں وریشہ سلطان..

اسکے تعارف پر ارشان شاہ نے نظر اٹھائے ساتھ کھڑے اپنے پرسنل سیکریٹری کو دیکھا تھا۔

جی سر میں باہر ویٹ کرتا ہوں ... کہتا وہ نکل گیا۔۔۔

انہیں اندر بھیجیں!...

وہ بھی جا چکی تھی تقریباً پانچ منٹ بعد وہ اسکے ساتھ واپس آئی تھی اندر آنے کی اجازت دیتا وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

وریشہ نے قدم اندر رکھا تھا آفس جتنا خوبصورت تھا اس کا کیبین اس سے بھی زیادہ خوبصورت تھا وہ نروس سی لگ رہی تھی۔

میم آپ یہاں بیٹھیں ... وریشہ اسکی آواز پر خیالوں کی دنیا سے باہر آئی تھی۔

آپ کے سر کہاں ہیں ..؟

جی آپ کو کوئی کام تھا مجھ سے...

وریشہ اس بھاری آواز کی جانب پلٹی تھی جہاں ایک خوبرو نوجوان تھری پیس میں ملبوس اپنی نشست پر بیٹھ رہا تھا

مس طانیہ آپ یہی رکیں... وہ سر ہلاتی وہی پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی۔

جی کس سلسلے میں آئی ہیں آپ...؟

اسنے دوبارہ سے مخاطب کیا مگر نظریں اپنی سامنے کھلی فائل کا طواف کر رہی تھیں۔

آپ ارشان شاہ ہیں..؟

اسکا انداز ایسا تھا ارشان شاہ نظر اٹھا کے اسے دیکھنے پر مجبور ہوا۔

آپ کس سے ملنے آئی ہیں...؟

ہاتھ کی پشت سے اپنی گردن سہلاتے پوچھا تھا۔

وریشہ جز بز سی ہوئی تھی۔

جی میں آپ سے میرا مطلب ہے ارشان...

جب آپ ملنے ارشان شاہ سے آئی ہیں تو ظاہر سی بات ہے میڈم آپ ارشان شاہ کے ہی سامنے بیٹھی ہیں۔

آپ ایک سمپل سے یس اور نو میں بھی جواب دے سکتے تھے۔

وہ تڑخ کر بولی...

اسنے نظر اٹھا کے اس خوبصورت سی مگر مغرور لڑکی کو دیکھا۔

مگر مجھے سمپل جواب دینے نہیں آتے ... وہ ایسے بول رہا تھا جیسے کوئی سنگین جرم کا اعتراف کر رہا ہو

ویسے بھی میرا آفس ہے میں بوس ہوں یہاں کا میں جیسے بھی جواب دوں میری مرضی ہے۔

میں آپ کے آفس میں آئی ہوں مسٹر کسی جیل میں نہیں جس میں جیلر کی طرح آپ مجھ سے سوال جواب کر کے باتیں سنا رہے ہیں۔

اسے کھری کھری سناتے وریشہ نے خونخوار نظروں سے سامنے بیٹھے نکچرے شخص کو گھورا۔۔۔

امپریسو!...

آج تک اسکے سامنے کم از کم کسی لڑکی ذات نے اتنی زبان درازی نہیں کی تھی جتنی اس پانچ منٹ کی ملاقات میں وہ لڑکی کر چکی تھی

Btw i am Wareesha Sultan ... Daughter of Sultan Ahmed..."/

)بہرحال میں وریشہ سلطان ہوں احمد سلطان کی بیٹی(...

So what do i do..."

)تو میں کیا کروں...؟(

اسکا انداز ایسا تھا وریشہ کو اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے محسوس ہوئے.

جتنا آپ کے بارے میں سنا تھا آپ اس سے زیادہ بدتمیز ہیں...

حساب چکتا کرتے وہ چیئر دھکیلتے اٹھی۔

جب ارشان شاہ نے صرف ایک نظر اس پر ڈالے موبائل اٹھایا تھا

آپ شاید کسی کام سے آئی تھیں...، اسے جاتے دیکھ ارشان شاہ نے پھر سے پکارا۔

جس کام کے لئے آئی تھی وہ آپ کے بیہیویر کو دیکھ پورا ہوتا مجھے نظر نہیں آرہا...

اسلئے میرا چلے جانا ہی بہتر ہے...

جیسا آپ کو بہتر لگے اللہ حافظ !...

اسنے بات ہی ختم کر دی۔۔۔

اپنی اتنی بے عزتی پر وریشہ وہاں سے پاؤں پٹختی نکلی تھی۔

پیچھے کھڑی مس طانیہ ارشان شاہ تو کبھی گئی ہوئی وریشہ کو منہ کھولے تک رہی تھی کہاں کوئی اسکے سامنے بولنے سے کتراتا تھا اور کہاں وہ لڑکی کھری کھری سنا گئی تھی۔

آپ جا سکتی ہیں اب..؟

اور وہ بھی چپ چاپ نکل گئی تھی جب ارشان شاہ کی سوچیں اس لڑکی کی طرف محو رقص ہوئی تھیں۔

» » » » » » » » » » » » » » »

دھیمے دھیمے قدم اٹھاتا وہ کمرے میں آیا تھا دروازہ لوک کرتے اسکی نظر بیڈ پر سوئے وجود کے طرف گئی تھی ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسنے ذرا سا کمفرٹر ہٹایا تھا

لمبے گھنے بال کمفرٹر سے باہر نکلے تکیے پر بکھرے ہوئے تھے چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے وہ یقیناً کافی دیر تک روتی رہی تھی

میں تجھے چھوڑوں گا نہیں ابتسام تو نے میری بیوی کو رلایا ہے۔

اسکے گالوں سے اپنی انگلیاں مس کرتے کاشان نے دانت کچکچائے تھے

مانوس سے لمس پر وہ کسمسائی تھی کاشان مزید اس پر جھکا تھا

آنکھیں کھولو زری .... اسکے چہرے پر اپنے ٹھنڈے ہاتھ رکھے وہ محبت پاش لہجے میں بولا تھا۔

اسنے ہلکی ہلکی سی آنکھیں کھولی تھیں اپنے اوپر جھکے کاشان کو دیکھتے پل کو اسکی سانسیں تھمی تھیں۔

آپ .. آپ یہاں ... اس وقت ...

ادھر ادھر دیکھتے وہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔

جب کاشان نے اسکے ماتھے پر اپنے پیار کی مہر ثبت کر دی۔

تم سے بات کرنی تھی بہت ضروری...

پہلے تو وہ نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی مگر پھر سب یاد آنے پر زری اسے خود سے دور دھکیلتے اٹھ بیٹھی تھی

مجھے کوئی بات نہیں کرنی جس کے ساتھ سارا دن گزارتے ہیں ان سے ہی جا کر بات کریں .... وہ رونے لگی تھی۔

اسکے آنسو کاشان کو تکلیف دے رہے تھے

اسکے قریب ہوتے زری کی مزاحمتوں کو رد کیے کاشان نے اسے سینے سے لگایا تھا

تم میری بیوی ہو اور مجھے سب سے عزیز ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہے

تو کہیں وہ ویڈیو فیک تھی وہ .. وہ آپ نہیں تھے۔

اسکے سینے سے سر ہٹائے وہ ہکلائی تھی۔

وہ ویڈیو فیک نہیں ہے زری...

دور رہیں مجھ سے ... اسکے گھیرے سے آزاد ہوتی وہ بیڈ سے ہی اٹھ گئی تھی

اب یہاں کیوں آئے ہیں اسی کے پاس جائیں مجھے آپ جیسے شخص سے کوئی تعلق نہیں رکھنا میں کل ہی مما سے بات کر کے یہ رشتہ ختم...

بکواس بند کرو اپنی ... ہوا کی تیزی سے اس تک پہنچتے کاشان نے اسکی بازو دبوچی تھی۔

آج یہ لفظ منہ سے نکالا ہے آئندہ بولا تو زبان گدی سے کھینچ لوں گا

اسے دیوار کے ساتھ پن کیے بازو پر سختی ڈالے وہ غرایا تھا۔

زری کا سانس سوکھا تھا جسم پر کپکپی طاری ہوئی تھی کاشان کی سرخ نظروں سے اپنے نظریں ہٹاتی وہ رخ موڑ گئی۔

اگلے دو دن میں رخصتی ہو گئی تمہارے مزاج میں سیٹ کرتا ہوں باقی میں تمہارے ساتھ کتنا لویل ہوں مجھے تمہیں کیا کسی کو بھی بتانے کی ضرورت نہیں ہے

میں نہیں آؤں گئی آپ کے ساتھ ... چہرا پھیرتے وہ روتے ہوئے بولی تھی

دیکھتے ہیں ... خیال رکھنا اپنا اور رونا بند کرو اسکا گال تھپتھپاتے وہ نکل گیا تھا۔

زری اسکے لہجے میں جھلکتی سرد مہری پر حیران ہوتی مزید رونے لگی تھی۔

» » » » » » » » » » » »

یار تیری بھی مجھے سمجھ نہیں آتی جب محبت کرتا ہے تو بول کیوں نہیں دیتا کم از کم یہ روز روز کے ڈراموں سے تو جان چھوٹ جائے گئ ...

"میں محبت نہیں کرتا اس سے عشق کرتا ہوں.." مگر وہ کہتی ہے مجھ سے پوچھ کے کیا تھا...

حدرجہ سنجیدگی سے کہتے وہ ساتھ کھڑے حسیب کو ہسنے پر اکسا رہا تھا۔

اچھا تو اور کب تک میں یہ ڈرائیور کی ڈیوٹی سر انجام دیتا رہوں گا؟

سینے پر بازو باندھے حسیب نے آئی برو اچکائی۔۔۔

تم مجھے جانتے ہو حسیب میں اسکے معاملے میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا یہاں تک کے خود پر بھی نہیں مجھے کبھی کبھی خود سے ڈر لگتا ہے کہ میری یہ جنونی محبت یہ پاگل پن اسے تکلیف نا پہنچا دے ... وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولتا گیا۔

میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں اسلئے تجھے یہ ڈیوٹی دی ہے تاکہ تو مجھے اسکے پل پل کی خبر دیتا رہے

بہت شکریہ سر زیان حیدر آپ نے مجھے اس عظیم کام کے لئے چنا میں تو دھنی ہو گیا ... اسکے سامنے ہاتھ جوڑے حسیب نے بھرپور ایکٹنگ کرتے کہا تھا اداسی میں بھی زیان کے چہرے پر مسکراہٹ اتر آئی!...

کمینا ... بازو پر چت رسید کرتے وہ پلٹا...

تو میرا جگری یار ہے اس پر میرا کرائم پارٹنر جوب میں بھی اور ایسے کاموں میں بھی ... والہانہ انداز میں اسکی تعریف بیان کی گئی۔

بس کر بھائی ایسے کاموں میں۔۔۔اللہ معاف کرے یہ تیری ضد تھی جو میں نے ہاں کر دی ورنہ میں کبھی یہ کام نا کرو اپنی ٹکٹ تو تُو کٹائے گا ساتھ میری گردن پر بھی چھری چلنی!...

جلے بھنے انداز میں کہتا وہ دو قدم کی دوری بنا گیا۔

مجھے اسکے قریب کوئی نامحرم نہیں قبول حتیٰ کہ اسکے ایک دیڑھ گھنٹے کے فاصلے پر بھی رکا شخص مجھے کھلتا ہے میرا دل چاہتا اسے دیکھنے والوں کی میں آنکھیں نوچ لوں مگر کیا کروں زبردستی نہیں پیار سے سمجھانا چاہتا ہوں اسے...

چہرے پر کھلی مسکراہٹ نے لہجے کی بے بسی کو مات دی تھی

مگر نامحرم تو تُو بھی ہے نا اسکے لئے ...؟

نہیں میرا مطلب ہے بے شک کزن ہے مگر...

بیوی ہے وہ میری بچپن میں نکاح ہوا تھا ہمارا"...

اسنے حسیب کے سر پر دھماکہ کیا تھا گاڑی سے ٹیک ہٹائے وہ جھٹکا کھا کر زیان کے قریب پہنچا...

سچی تیرا نکاح ہو چکا... حیرت کے مارے اسکی آواز اونچی ہوئی۔۔

تیری قسم۔۔۔وہ ہنسا تھا

یار وہ میری بھابھی ہے میرا بھائی میں بچپن میں مبارک نہیں دے سکا ابھی قبول کر ...

مبارک ہو میرے بھائی... اسے کس کے گلے سے لگاتے دونوں نے بھرپور قہقہہ لگایا تھا۔

اچھا نکل یہاں سے وہ کبھی بھی آتی ہو گئی اور سن گاڑی لے کر جانا اور جیسے میں نے بولا ویسا ہی بولنا ...

ڈیٹو ویسا ہی بولوں گا بوس فکر نا کر ... گاڑی ریورس کرتے وہ نکل گیا تھا جب زیان اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے اسکے انتظار میں کھڑا تھا

افففف اللہ پوچھے اس انسان کو پندرہ مارلے پر آفس بنا دیا اور خود پہلے مارلے پر جا کے بیٹھ گیا بندہ تو اوپر سے نیچے آتے ہی آدھا ہو جاتا ہے۔

ہیل ہاتھوں میں پکڑے وہ اکی تکی سی چلتی آرہی تھی

افسوس تو ایسے کر رہی ہو جیسے اسنے تم سے پوچھ کر اپنا آفس بنانا تھا ... مگر بنایا نہیں۔

جانی پہچانی آواز پر وریشہ نے سرعت سے گردن گھمائی اپنے پیچھے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے زیان حیدر کو کھڑے دیکھ اسکی بیزاریت میں مزید اضافہ ہوا تھا

وہ چلتی اسکے سامنے آرکی جبکہ زیان ویسے ہی پوزیشن میں کھڑا رہا

تم یہاں کیا کر رہے ہو ... اور میرا ڈرائیور کہاں ہے...

گردن دائیں بائیں موڑے اسنے گاڑی ڈھونڈنی چاہی تھی مگر وہاں نا ڈرائیور تھا نا گاڑی...

یہ سوال تو مجھے کرنا چاہئیے تم یہاں کیا کر رہی ہو وہ بھی اس وقت..؟

کس حیثیت سے سوال کر رہے ہو ... وہ اپنی ٹون میں واپس آئی تھی

اور رہی بات وقت کی تو ابھی صرف دس بجے۔۔۔

باقی کے الفاظ ادا ہونے سے پہلے ہی دم توڑ گئے ... وہ جو کب سے اسکی سن رہا تھا بازو سے دبوچے گاڑی کے ساتھ پن کیے قریب ہوا تھا

بکواس بند کرو اور مجھے جواب دو کہ تم اسوقت کسی نامحرم سے ملنے کیوں آئی وہ بھی اکیلی ...؟

اس اچانک حملے پر وریشہ کی سانسیں پل کو رکی وہ کچھ بولتی زیان کی نظروں میں جھلکتی سرد مہری دیکھ اسے عجیب سا خوف محسوس ہوا تھا

بولتی کیوں نہیں ہو اب...؟

بازو پر گرفت سخت کیے وہ اسکے چہرے پر غرایا۔۔

زیان حیدر کا ایسا روپ اسنے ایک آدھ بار ہی جھیلا تھا جو ہر بار وریشہ کو اس سے خوفزدہ کر دیتا تھا

می..مجھے اس سے ڈیڈ سے ریلیٹڈ بات...

جو بھی بات کرنی تھی تم اکیلی کیوں گئی وہاں ناجانے کون ہے کیسا شخص ہے اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیتا تو۔۔کون ذمہ دار ہوتا بتاؤ مجھے ... ہاتھ کی پشت گاڑی پر مارتے وہ دبے دبے لہجے میں چیخا تھا

خاموشی اختیار کرتے وریشہ نے زور سے آنکھیں میچی ...

وہ ڈر گئی تھی زیان نے اپنے غصے پر قابو پاتے اسکا بازو آزاد کیا ذرا سا دور ہوتے سر ہاتھوں میں گرائے وہ خود کو پرسکون کرنے کی سعی میں تھا

گاڑی میں بیٹھو ڈرائیور جا چکا ہے تمہارا...

اسکی سائیڈ سے دروازہ کھولتے وہ اپنی سائیڈ پر پہنچا۔۔وریشہ ہنوز خاموش سی کسی گہری سوچ میں مگن چہرا موڑے گم سم سی بیٹھی تھی گاڑی میں مکمل خاموشی تھی زیان کی نظریں بار بار اسکے پھولے ہوئے چہرے کا طواف کر رہی تھیں

کھانا کھایا تم نے...؟لہجے کی سختی ہنوز قائم تھی

لگتا ہے ایک ساتھ ہی ساری حسیں گنوا بیٹھی ہو"...

اسکی مسلسل خاموشی اور بات نا سننے پر چوٹ کرتے اسنے مدھم قہقہہ لگایا...

اسے گمان تھا وہ طوفان لے آئے گی مگر ہنوز خاموشی پر زیان کو اپنے رویے پر بلا کا غصہ آیا تھا

میں وہاں ڈیڈ کی وجہ سے بات کرنے گئی تھی مجھے لگا وہ صحیح انسان نہیں ہے۔۔۔

وہ حیران تھا وریشہ سلطان اپنی صفائی میں بول رہی تھی

جو بھی تھا وریشہ مگر وہ نامحرم ہے اور وہ بھی رات کے اس وقت... تم بھی تو نامحرم ہو"...

سپاٹ چہرا اسکی طرف موڑے وہ پل کو زیان حیدر کو ساکت کر گئی

مگر کچھ ہی لمحے بعد ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

ایسے ہنستے ہوئے تم مجھے پاگل لگ رہے ہو ... وہ جل کر بولی۔

چلو کچھ تو لگ رہا ہوں یہی غنیمت ہے ... دل پر ہاتھ رکھے وہ ہارے ہوئے عاشق جیسے ری ایکٹ کر رہا تھا

کھانا...؟

موڈ نہیں ہے"...

مختصر سا جواب دیتے وہ پھر سے اپنی دنیا میں مگن ہوئی

ایک بات بتاؤں...

بتاؤ ...زیان حیدر جھٹ سے بولا۔

وہ بہت بدتمیز ہے ... اسکی باتیں یاد کرتی وریشہ کو اپنا آپ پھر سے سلگتا محسوس ہوا اتنا روڈ بیہیو زندگی میں اس سے کسی نے نہیں برتا تھا۔

کس کی بات کر رہی ہو..؟ انتہائی معصومیت سے پوچھا گیا

وہی جس کے آفس گئی تھی وہ نکچڑا ارشان شاہ...

اب تم یہ نا کہنا کہ میں جا کر اس سے دو دو ہاتھ کروں ... لمبی سانس لیتے وہ آرزدگی سے بولا

میں نے کب کہا البتہ کوئی اور ضرور ایسا کرے گا۔

اسکے چہرے پر اداسی سمیت رونق بھی اتری۔

اسنے سرگوشی میں کہا مگر اس بات سے بے خبر ساتھ بیٹھے زیان حیدر نے بہت ضبط سے اسکے الفاظ سنے تھے

گاڑی رکتے ہی وریشہ نیچے اترتی اسکی جانب پلٹی ...

شکریہ...

میری بددعا ہے وہ تمہیں کبھی نا ملے ...

اور زیان حیدر نے گاڑی ہواؤں میں اڑاتے وہاں سے نکالی تھی

اسکا وجود مجسمے جیسا ہو گیا ... زیان کے لفظوں نے کہیں دور اندر تک توڑ پھوڑ مچا دی اسے اپنے دل میں درد کی ٹیسیں اٹھتی محسوس ہوئی ناجانے کیوں وریشہ کو اس پر انتہا کا غصہ آنے لگا تھا

» » » » » » » » » » » »

رات کے دو بج گئے تھے مگر نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی ذہن بھٹک بھٹک کر اس سفاک انسان کی طرف جاتا وہ سوچنا نہیں چاہ تھی مگر پھر بھی سوچ رہی تھی وہ شخص جسے اسکا دماغ بھول جانے کو کہتا دل اسی فیصلے پر بغاوت کرنے کو اترتا تھا عینا خود کو بےبس محسوس کر رہی تھی آج بھی وہ زمین پر سو رہی تھی چت لیٹے چھت کو گھورتے سوچوں میں محور صرف وہ ایک ظالم حاکم تھا۔۔" اسے معلوم ہے محبت کے سارے تقاضے وہ جانتا ہے کسی عشق میں ہارے شخص کو سزا کیسے دی جاتی ہے۔۔"عینا نے سرگوشی کی۔ آج تین دن ہوئے اللہ جی میں نے انہیں نہیں دیکھا انکو نفرت سہی مگر نظروں کے سامنے تو تھے ... خدا سے ہمکلام ہونے کی دیر تھی آنسو لڑکھڑاتے گال پر آنکلے تھے میں کتنی بے بس ہوں یہ عشق بھی کیسی چیز ہے کیسے کیسے لوگوں کے لئے ترساتی ہے۔۔ "

نم آنکھوں سے وہ طنزیہ ہنسی۔۔۔

وہ صبح کا نکلا رات کو واپس آتا، حویلی کے بجائے سفیان شاہ ڈیرے میں ہی قیام پذیر ہو چکا تھا حویلی سے باہر ایک قدم نکالنے کی اسکے جرات نہیں تھی مگر دل تھا جو بے چین تھا نظریں تھیں جو دید کی پیاسی تھیں وہ بول کے پچھتا رہی تھی جانتی تھی سفیان شاہ اسے اسکے سامنے بولنے کی سزا دے رہا ہے مگر میں اور کتنا سہتی ... وہ سوچ کر رہ گئی۔

خیر اب آپ سے بھی کیا شکوہ اللہ جی... آسودہ سی مسکراتی اسنے پھر سے چھت کو گھورا۔

"آپ نے جتنی بھی محبتیں دیں ادھوری ہی دیں انکے غم سے نہیں مری اب بھی جیتی رہوں گئی گھٹ گھٹ کر، مر مر کر۔۔۔

جہاں اتنی ادھوری محبتیں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکی وہاں یہ ایک ادھورا عشق عینا شاہ کا کیا بگاڑ لے گا... اپنی بے بسی پر قہقہے لگاتے وہ رو پڑی تھی۔

اسکے قہقہے دروازے کی اوٹ میں کھڑے شخص کے دل پر چابک جیسے لگ رہے تھے وہ بھی تو ایسے ہی حال سے گزرتا تھا وہ بھی تو اتنا ہی بے بس تھا روز روتا تھا مانگتا تھا مگر لاحاصل ہی لوٹ آتا۔۔۔بس فرق تھا کہ عینا شاہ سفیان شاہ کے عشق میں روتی تھی تو سفیان شاہ انوشے شاہ کے عشق میں پاگل تھا۔

ویسے میں بھی کتنی ڈھیٹ ہوں ...

خود پر کیے نئے تبصرے پر سفیان شاہ نے نظر کمرے کے کونے میں زمین پر لیٹی اپنے عشق میں ہاری لڑکی پر ڈالی تھی۔

میں اتنی ڈھیٹ ہوں اللہ جی میں اتنا روتی ہوں پھر بھی دل بند نہیں ہوتا نا کوئی دماغ کی نس پھٹ کے کام آسان کرتی ہے۔۔۔ چلو کچھ اور نا سہی موت تو حلال نصیب ہوتی ورنہ یہاں تو اپنے شوہر کی بےزاری اور بے رخی ہی جان لینے پر مجبور کر دیتی ہے۔

اسکا جسم ساکت ہوا تھا عینا کے انکشافات سنتے سفیان شاہ کا دل چاہا تھا دو جڑے سیدھے ہاتھ کی اسکی عقل ٹھکانے لگا دے مگر پھر خود پر ضبط کرتا وہ الٹے پاؤں نکل گیا۔

« « « « « « « « « « « « «

تو چل میں بائیک کھڑی کر کے آتا ہوں ...

سر کو خم دیئے وہ یونی میں داخل ہوا وہ معمول کے مطابق آج لیٹ آیا تھا مگر گزرے دنوں کی نسبت آج کچھ الگ تھا عجیب تھا اسے بے چینی سی ہو رہی تھی مگر دل کے لاکھ کہنے پر بھی اسکی نظریں آج اس کی متلاشی نہیں ہوئی تھیں دل پر پتھر رکھے ابتسام نے اس سے دور رہنے کا عہد خود پر لازم کر دیا۔۔۔

ہاں یہ سارا میرا کام ہے بس تم وہ کرو جو میں نے کہا کل کا اچھا خاصا موقع بھی تم لوگوں کی وجہ سے گنوا دیا میں نے مگر آج نہیں۔۔اج کا بنایا پلان میں آج ہی سر انجام دوں گا چاہے پھر اسکی مجھے کوئی بھی قیمت چکانی پڑے۔۔۔اسکے لہجے میں نفرت بول رہی تھی کال بند کرتے وہ مڑا تھا سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اسکی رنگت اڑی تھی مگر پھر خود کو سنبھالتے اسنے سائیڈ سے نکلنا چاہا جب ابتسام نے اپنا بھاری ہاتھ اسکے کندھے پر رکھے وہی روکا تھا

اب کونسا پلان بنا لیا تو نے ... اتنی بار منہ کی کھا کے بھی تجھے سکون نہیں ملا جو اب پھر سے۔۔۔

میں جو بھی کروں تو کون ہوتا ہے مجھ سے سوال جواب کرنے والا۔

کندھے سے اسکا ہاتھ ہٹائے احد نے اپنے دونوں ہاتھ ابتسام کے سینے پر رکھے اسے دھکا دیا تھا

ریلیکس ... تم نہیں بتانا چاہتے تو نا بتاؤ...

سپاٹ انداز میں کہتے ابتسام نے شرٹ درست کی۔

مگر ایک بات یاد رکھنا اگر تمہاری وجہ سے اس پر انچ بھی آئی تو اپنا حشر سوچ لینا۔ڈھکے چھپے لفظوں میں کہتے اس نے احد کا گال تھپتھپایا۔

خود دیکھ لینا۔۔تم کیا پوری دنیا دیکھے گئی کہ احد ارسلان سے ٹکر لینے کا کیا انجام ہوتا ... وہ نفرت سے پھنکارا۔

اس تک پہنچنے کے ہر راستے میں تم مجھے کھڑا پاؤ گئے احد اسکی پرچھائی کو بھی نہیں چھو سکتے تم۔۔۔

دبے دبے لہجے میں غرا کر کہتے ابتسام نے اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پانا چاہا وگرنہ دل تو چاہا تھا سامنے کھڑے اس گھٹیا شخص کا قتل کر دے۔۔۔

وقت بتائے گا۔۔۔وہ ہنستا ہوا نکل تو گیا

مگر اپنے پیچھے ابتسام کو نئی کشمکش میں ڈال گیا۔

ارے تو ابھی تک یہی ہے مجھے لگا اب تک تو ... اسنے بات اُدھوری چھوڑی۔

اب تک میں کیا...؟ اسکا موڈ پہلے خراب تھا سپاٹ چہرے کے ساتھ کہتے ابتسام نے اسے گھورا۔

میں سوچ رہا تھا اب تک تو اپنی ڈیوٹی سنبھال چکا ہو گا...

وہ اس لڑکی کا ذکر کم ہی کرتا تھا کیونکہ ابتسام اسکا ذکر اسکے منہ سے ناگریز لگتا تھا

ڈیوٹی دور سے بھی کی جا سکتی ہے میرے خیال سے...

موڈ کیوں آف ہے ؟

کاشان نے اسکے ساتھ چلتے نرمی سے پوچھا۔

جس پر ابتسام نے بغیر دیر کیے اسے اپنی اور احد کے درمیان ہوئی گفتگو کے بارے میں بتا دیا۔

مگر یار یہ تیری غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے کیونکہ جیسے تو بتا رہا ہے اسنے نام نہیں لیا جس سے پتہ چلے وہ کس کی بات کر رہا۔

کاشان نے کچھ سوچتے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

میں کیا کروں میں تو دوہرے عذاب میں پھنس گیا ہوں کبھی کبھی لگتا کہ دماغ نے کام کرنا ہی چھوڑ ریا۔۔۔

ریلیکس کر بھائی کیوں اتنا پینک کر رہا ہے اور کونسا دوہرے عذاب ..؟

وہ مشتعل ہوا تھا ابتسام کے تاثر اسے اور طرف ہی اشارہ دے رہے تھے

وہ گہری سانس بھرتے اٹھا۔تو نہیں سمجھے گا ...

اب ایسی بھی بات نہیں ہے محبت تو میں نے بھی کی ہے اور اسکے اثرات سے بھی واقف ہوں جو سر چڑھ کر بولتے ہیں۔

ایک ہی جملے میں وہ اسے ساری داستان سنا گیا جبکہ ابتسام چپ چاپ اپنی دلی حالت کو یوں ایسے لفظوں میں اسکی زبان سے ادا ہوتے سن منجمند کھڑا رہ گیا۔

مگر اسے تسلی تھی کیونکہ اسے محبت نہیں ہوئی تھی وہ صرف وقتی کشش تھی جو اسے محترمہ کے نزدیک محسوس ہوتی تھی اسلئے وہ مطمئن تھا شاید کاشان اسے ابھی سمجھ نہیں پایا تھا۔

اسے دیکھتے ابتسام نے اسے کلئیر کرنا ہی بہتر سمجھا۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے کاشان تو غلط سمجھ رہا ہے

اسنے وہاں سے اٹھنا چاہا۔۔

تو کیوں بھاگ رہے ہو اس سے؟

جب کاشان کے اگلے جملے نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا

میں بھاگ نہیں رہا بس خود کو ایک نئی اذیت سے بچا رہا ہوں کیونکہ اب اگر گِرا تو کبھی اٹھ نہیں پاؤں گا۔۔۔

اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہتے ابتسام کو اپنے جسم میں صاف لرزش سی محسوس ہوئی شاید اسکا ماضی آج بھی اس پر ویسا ہی اثر رکھتا تھا۔

اللہ سب بہتر کرے گا... اسنے سرگوشی کی تھی

جس پر ابتسام کے ہونٹ زخمی مسکراہٹ میں ڈھل گئے

ویسے بھی وہ اسکے ساتھ ہے اسے کچھ نہیں ہو گا۔

کون ساتھ ہے ..؟ کاشان کو حیرت نے آن گھیرا۔

وہی لڑکی عائشہ ذولفقار۔۔۔

ابتسام نے اسکے حیرت کو بھانپتے تحمل سے جواب دیا

مگر وہ تو اسکی فرینڈ ہے یونی کی سٹوڈنٹ۔۔۔

وہ تو میں نے بھی کہا تھا۔

ابتسام نے اسے سوچنے پر مجبور کیا تھا

وہ جنرلسٹ ہے ساتھ کراٹے چیمپئین بھی۔۔۔

ایسا بلکل نہیں کہنا ابتسام کہ جو میں سوچ رہا ہوں وہ سچ ہے۔

مجھے کیا پتہ تم کیا سوچ رہے ہو...؟

شانے اچکاتے بیگ کندھے پر لٹکائے وہ چل پڑا۔

رک اور تحمل سے مجھے بتا تو کیا سوچ کے اس لڑکی کو اسکے ساتھ رکھا ہے۔۔۔اسکے سامنے آتے کاشان نے اسکا بازو دبوچا تھا

کہیں تو اس حویلی کے بارے میں تو۔۔۔

ارے نہیں نہیں۔۔۔اسکی آدھی بات پر ہی ابتسام نے نفی میں سر ہلا

میں اس حویلی کے بارے میں نہیں اس حویلی کے اندر رہنے والوں کی خبریں چاہتا ہوں جسکے لئے میں نے عائشہ کو وہاں بھیجا...

انتہائی معصومیت سے درستگی دی گئی۔

اس شخص کو معلوم ہے؟

آف کورس ناٹ میرے بھائی...

اسکا بڑھتا پاگل پن کاشان کو ٹینشن میں مبتلا کر رہا تھا

تو کیوں چاہتا ہے کہ میں چاچی کو سب بتا دوں؟

لہجے میں صاف وارننگ تھی۔

قدم وہی تھم گئے کاشان کے جملے پر ابتسام نے زہر خند نظروں سے اسکا بائے پاس کیا تھا۔۔

اور تو کیا چاہتا ہے تیری وجہ سے میری بہن اتنی سی عمر میں بیوہ ہو جائے۔۔اسی کے انداز میں پوچھتے ابتسام اسے گنگ کر گیا

تو .. تو مجھے مارے گا۔۔حیرت اور دکھ کے مارے کاشان کو اپنی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی

جان سے ماروں گا۔۔اسکے لہجے میں شدت در آئی۔

جسے محسوس کرتے کاشان ایک دو قدم اس سے دور ہٹا۔

جو میرے انتقام کے بیچ آیا وہ جان سے جائے گا۔۔لکھ کے رکھ لے چاہے پھر وہ میری بہن کا شوہر ہو یا میری پسند۔۔۔

پسند سے اسکا اشارہ کہاں تھا کاشان باخوبی جان گیا۔۔۔سوچتے وہ مسکرا اٹھا۔

ہنس نہیں کمینے میں سیریس ہوں۔۔۔

اسے ہنستا دیکھ ابتسام نے دانت پیستے کہا۔

میں خوش ہوں اس انتقام کے ہی ذریعے سہی تجھے احساس تو ہوا ورنہ میں تو سمجھا تھا تین سال پہلے تیرے احساس بھی اس آگ میں جل کر مر گئے۔۔۔

اگ کے ذکر پر ابتسام کے تاثرات بدلے تھے جنہیں بھانپتے کاشان نے بات کا رخ فورا سے پہلے موڑ دیا

اود رہی بات تیرے ہاتھوں موت کی تو میرے بھائی سے زیادہ مجھے کچھ عزیز نہیں تیرے ہاتھوں تو ہنستے ہنستے مر جائیں گئیں

چل زیادہ بکواس نا کر۔۔۔اور۔۔۔وہ اسکے آگے کچھ بولتا موبائل کی بیپ سنائی دی ابتسام نے ساتھ کھڑے کاشان کو دیکھتے موبائل نکالا تھا وہاں موجود میسج جیسے جیسے اسنے پڑھا اسکے چہرے کی رنگت ویسے بدلنے لگی۔۔۔

» » » » » » » » » » » » » » »

گزری ساری شب اسنے بے چینی میں کاٹی تھی ابھی بھی یونی کے ایک حصے میں اکیلی بیٹھی وہ انہی باتوں کے متعلق سوچ رہی تھی نظروں میں بے چینی تھی اسے یونی آئے دو گھنٹے گزر چکے تھے مگر اب تک ابتسام نہیں آیا تھا

میں زیادہ سوچ رہی ہوں یا وہ واقع عجیب ہے اللہ جی اسکی باتیں اسکا لہجہ اسے میری نظروں میں مشقوق بنا دیتا مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیوں یہ سب سوچتی ہوں مگر میں سوچتی ہوں اور بار ہا دفعہ خود کو روکنے پر اسی کے متعلق سوچتی ہوں مگر نا محرم کو سوچنا تو گناہ ہے نا اللہ جی۔۔۔دل ہی دل میں اپنی پریشانیاں اللہ سے شئیر کرتی اداس بیٹھی عشال نے آسمان کی طرف دیکھا تھا

میرا اپنے دل پر اختیار ہے مگر ان سوچ پر میرا بس نہیں چلتا۔۔۔میں جسے نہیں سوچنا چاہتی میں ہر بار ہی اسے سوچتی ہوں۔

یہ سب کیا ہو رہا وہ کل اداس تھا اس پر وہ اسکا پراسرار لہجہ اور آج اسکا میرے سامنے نا آنا مجھے کئی وسوسوں میں ڈال رہا ہے۔

میرے پیارے اللہ جی رحم کرنا اس شخص کی جو پریشانیاں ہیں انہیں دور فرما اور اسکی اداسی زائل کر میرے مالک آمین۔۔۔

عشال کا دل اس شخص کے لئے دکھ رہا تھا اور ایسا کیوں تھا وہ خود بے خبر سی سر اپنے بیگ پر رکھتی زمین کو گھورنے لگی تھی

اسلام علیکم عشال۔۔۔اسے گردن اٹھائی۔

جی وعلیکم اسلام۔۔۔سامنے اسکی کلاس کی لڑکی شازیہ موجود تھی

ایکچولی مجھے نوٹس چاہئیے تھے۔۔۔وہ سیدھی مدعے پر آئی۔

اسنے نوٹس نکالنے کی غرض سے بیگ میں ہاتھ رکھا ہی تھا جب ایک کم عمر لڑکا اسکے پاس آرکا۔

آپ عشال آپی ہیں ..؟

جی میں ہی ہوں۔۔۔عشال نے نوٹس ساتھ کھڑی لڑکی کو پکڑاتے آرام سے کہا۔

آپ کو عائشہ آپی اس سائیڈ پر بلا رہی ہیں۔۔۔

عائشہ۔۔۔اسکے اداس چہرے پر اس ایک نام سے ہی رونق اتر آئی

جی وہی انہوں نے کہا آپ کو بلا دوں اب میں چلتا ہوں آپ وہاں چلی جانا اور وہ لڑکا اپنی کہتے وہاں سے غائب ہو چکا تھا

جب عشال نوٹس اسے دیتی وہاں سے بھاگنے کے انداز میں چلتی یونی کی بیک سائیڈ پر گئی تھی

باقی یونی کی نسبت وہ جگہ ویران پڑی رہتی تھی جہاں بہت کم ہی سٹوڈنٹس آتے تھے عشال اپنے ارگرد نظریں ڈوراتے اسے ڈھونڈتی ہوئی وہاں بنے چھوٹے سے سٹور روم کی طرف گئی تھی جس کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔عائشہ کہاں ہو تم ...؟

اسنے بلند آواز میں پکارا۔۔۔

دیکھو اگر تم مجھے تنگ کر رہی ہو تو سامنے آجاؤ کیونکہ مجھے ویسے ہی یہاں ڈر لگ رہا ہے۔۔۔کوئی رسپانس نا ملنے پر وہ پھر سے بولی۔۔۔عائشہ تم یہاں ہو۔۔۔سٹور روم کے دہانے پر کھڑی عشال نے ذرا سا اندر جھانکا اور اگلے ہی لمحے کسی نے اسے زور دار دھکا دیتے سٹوروم کا دروازہ باہر سے لاک کر دیا تھا وہ منہ کے بل اندر گری یہ سب اتنی اچانک ہوا عشال کی دنیا ہی پل کو ہل گئی گرنے کی وجہ سے ماتھے پر چوٹ آئی تھی جسکی وجہ سے بے بی پنک کلر کا حجاب سرخ ہونے لگا تھا ماتھے پر ہاتھ رکھے وہ اٹھی چاروں اطراف میں دیکھتے عشال دروازے کی طرف لپکی تھی

کون ہے باہر۔۔۔کھولو مجھے کیوں بند کیا ہے مجھے کھولو۔۔۔

زور زور سے دروازہ پیٹتے عشال کا سانس پھولنے لگا

عائشہ۔۔۔تم باہر ہو مجھے سن رہی ہو نکالو مجھے یہاں سے پلیز۔۔۔

میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں کوئی سن رہا ہے۔۔۔اب کی بار پوری قوت سے وہ چلائی تھی ہلکی ہلکی کپکپی طاری ہونے لگی ڈر کے مارے اسکا وجود کانپنے لگا سر بھاری ہو رہا تھا اسنے روتے اپنے ارگرد دیکھا جہاں کچھ بھی نہیں تھا پھر موبائل کا خیال آتے عشال نے فوراً سے پہلے موبائل نکالا مگر بری قسمت وہاں سگنلز نہیں تھے۔

یا اللہ میری مدد کریں کوئی ہے نکالو مجھے یہاں پلیز خدا کا واسطہ۔۔۔کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ ایسا میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے

وہ روتی ہوئی زمین پر بیٹھتی چلی گئی جب کانچ ٹوٹنے کی آواز اسکے کانوں میں پڑی عشال نے فوراً سے گردن اٹھائے سامنے دیکھا جہاں کسی کا ہاتھ نظر آرہا تھا کوئی کھڑکی کا کانچ توڑ رہا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » »

کہاں ہے عشال ... وہ بھاگتا ہوا عائشہ کی طرف آیا تھا

تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں عائشہ جواب دو کہاں ہے وہ تمہیں ذمہ داری سونپی تھی نا میں نے ایک ذمہ داری تم سے نہیں نبھائی گئی۔

بپھرا شیر بنے اسکی دونوں بازوؤں کو دبوچے ابتسام اپنے آپے سے باہر ہو رہا تھا جبکہ عائشہ اسکا یہ روپ پہلی بار دیکھ رہی تھی

کنڑول یور سیلف ابتسام۔۔۔ایسے تماشا بن جائے گا آرام سے بات کرو

کاشان جو اسکے پیچھے آیا تھا اس سمجھاتے عائشہ کے سامنے آیا

مجھے نہیں پتہ وہ کہاں گئی جب میں نے یہاں پوچھ تاش کی تو پتہ چلا کوئی لڑکا آیا تھا جس نے اس سے کہا کہ میں نے اسے یونی کی بیک سائیڈ پر بلایا ہے مگر میں تو خود ابھی آئی ہوں میں بھلا کیسے اسے بلا سکتی ہوں۔کاشان کچھ پوچھتا وہ پہلے ہی بول پڑی

مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے اگر اسے کچھ ہو گیا

نہیں نہیں اسے کچھ نہیں ہو گا میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا۔

چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ خود کو تسلیاں دینے کی کوششوں میں تھا

وہ بھاگتا یونی کی بیک سائیڈ پر گیا جو وہاں سے دس منٹ کی دوری پر تھی کاشان اور عائشہ بھی اسکے پیچھے ہوئے تھے جب یہ منظر کوئی اور بھی بہت گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

کک..کون ہے وہاں۔۔؟ پلیز دروازہ کھولو اللہ کا واسطہ مجھے جان...ے..دد۔۔و۔۔

سامنے کا منظر دیکھتے اسکی آواز حلق میں ہی دفن ہوئی تھی ساکت ہوتے وجود کے ساتھ بیٹھی وہ سانس لینا بھی بھول گئی آنسوؤں میں روانی آئی جب سامنے ٹوٹی کھڑکی میں سے کوئی ہاتھ اندر کر کے ایک بڑے سے جار میں سے کالے رنگ کی بڑی بڑی مکڑیوں کو اس کمرے میں پھینک رہا تھا اور وہی لمحہ تھا جب عشال کا سکتہ ٹوٹا ایک دم سے چیختی ہوئی پیچھے ہوتی وہ دروازے کے ساتھ جا لگی تھی۔

نہی... نہیں میرے پاس مت آؤ دور رہو مجھ سے۔۔۔انکی تعداد شاید دس سے زیادہ تھی جن میں سے کچھ ادھر ادھر ہوئی جبکہ کچھ رینگتی اسکی طرف آرہی تھی

مما... مما بچائیں مجھے ... ارشان بھائی کہاں ہیں آپ کوئی تو سن لے یا اللہ میری مدد کریں خود میں ہی سمٹتی وہ چیخ رہی تھی جب اچانک آواز آنا بند ہوئی مکڑی اسکے عبائے سے ہوتی اسکی بازو پر چڑھنے لگی عشال کی آواز کے ساتھ سانسیں بھی رک گئیں بھیگی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا بند ہوتی آنکھوں کے سامنے ایک عکس لہرایا۔

اب..ابتسام۔۔۔آواز اونچی نہیں تھی گھٹی گھٹی آواز میں کہتے اسنے موندی موندی آنکھوں سے پکارتے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکا وجود زمین بوس ہو گیا۔

سنبھال کے۔۔۔کاشان نے اشارہ دیتے عائشہ اور اسکی طرف دیکھا وہ دونوں تو گنز نکال چکے تھے جبکہ ابتسام نے اسکی بھی زحمت کیے بنا چاروں طرف دیکھنے کے بعد کمرے کی طرف ڈور لگا دی۔

لمحہ گزرا تھا لاک کھولتے ابتسام نے دروازہ کھولا جہاں سامنے فرش پر وہ کالے رنگ کے عبائے میں ملبوس بےہوش پڑی تھی جبکہ تین سے چار مکڑیاں اسکے سر اور ہاتھوں پر رینگ رہی تھی

عش..عشال۔۔۔اسکی حالت دیکھتے وہ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا وہ اسے چھوتا عائشہ نے بیچ میں ہی اسکے ہاتھ روک دیئے۔

دور رہو ابتسام۔۔۔ورنہ تم جانتے ہو.

بے تاثر لہجے میں کہتے عائشہ نے ان مکڑیوں کو اس پر سے جھٹکتے نبض چیک کی تھی۔

ٹھ..ٹھیک ہے ... وہ نم آنکھوں سے پوچھ رہا تھا۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے کاشان نے اسے دلاسا دینا چاہا۔۔۔

ٹھیک ہے نبض چل رہی ہے صرف بے ہوش ہے۔

عائشہ کے جملے پر ان دونوں کی جان میں جان آئی تھی

ہم ایسے انہیں نہیں لے جا سکتے یونی میں کسی کو بھی خبر ہوئی تو بات آگ کی طرح پھیلے گئ۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہو گا۔

بٹ شی نید ڈاکٹر۔۔۔ان دونوں کی گفتگو سنے عایشہ نے فوراً سے کہا

میں ہیلپ کروں...؟

ان تینوں پریشان چہروں نے دروازے کی طرف دیکھا جہا کنفیوز اور ڈری سہمی سی کھڑی وریشہ عشال کو دیکھ رہی تھی۔

لمحے سے پہلے ان تینوں نے اپنے گنز چھپائی تھیں

بیک ڈور یہاں سے پانچ منٹ کی دوری پر ہے میں کار لے آتی ہوں ایسے کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔

تم کیوں ہیلپ کرو گئی ...

یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے ابتسام عشال کی جان خطرے میں ہے

عائشہ اسکے بے تکے سے سوال پر چیخی تھی جس پر ابتسام وریشہ کو گھورتے سائیڈ پر ہوا تھا

کر لو گئی۔۔۔ابتسام نے اسکی طرف کن اکھیوں سے دیکھتے استفار کیا۔

جب عائشہ نے ایک ہی جست میں عشال کو گود میں اٹھائے ابتسام کی طرف نگاہ ڈالی جیسے کہنا چاہتی ہو۔لڑکی ہوں تو کیا"..

اسنے بیک ڈور کی طرف دور لگائی

میں انہیں اکیلا نہیں بھیج سکتا مگر میرے واپس آنے تک مجھے وہ بندہ چاہئیے جس نے اسے وہاں بلایا تھا۔

کاشان کو حکم صادر کرتے وہ بھی انکے پیچھے گیا۔

تم پیچھے بیٹھو میں ڈرائیو کر لوں گا۔

وریشہ سر کو خم دیئے عشال اور عائشہ کے ساتھ جا بیٹھی۔

میں اسکے بھائی کو میسج کر دیتی ہوں

نہیں صبر کرو جب وہاں پہنچ جائیں تب کرنا۔۔۔

ہوو اوکے۔۔۔

بائے دا وے تمہارا بہت شکریہ مس وریشہ آپ نے ہماری بہت ہیلپ کی

ہم آپ کو اس سب میں کبھی انولو نا کرتے اگر میری کار ڈرائیور ورک شاپ نا لے کے گیا ہوتا۔۔

اس میں شکریہ کی کیا بات میں بس۔۔۔

یہ صرف انسانیت کے ناطے کیا ہے۔۔۔یہی کہنا چاہتی ہو نا...

طنزیہ لہجے میں کہتے ابتسام نے گردن اکڑائی۔

اب اگر ہیلپ کر ہی دی ہے تو برائے مہربانی اس بات کو اپنے تک ہی رکھنا۔۔۔اسے وریشہ خاص پسند نہیں تھی اسکے مطابق وہ ایک سر پھری مغرور لڑکی تھی اور اب اسکا اچانک ایسا بیہیویر ابتسام کو تو کسی طور ہضم نہیں ہو رہا تھا

اس ساری گفتگو میں عائشہ نے صرف اسے سنا تھا

مگر وہ دونوں ہی حیران بھی تھے کیونکہ وریشہ کی جانب سے ابھی تک کوئی جوابی کاروائی نہیں ہوئی وہ ایسی تو نہیں تھی اتناب دلاو وہ بھی یکدم۔۔۔وہ دونوں سوچ کے رہ گئے جبکہ وریشہ چہرا جھکائے نظر اپنے پیروں پر مرکوز کیے بت بنی رہی وہ واقف تھی جتنا برا بیہیو اسنے ان سب کے ساتھ کیا تھا انکا برتاو اب اسکے ساتھ ایسا ہی ہونا تھا اسے اپنی قسمت سمجھتے وریشہ نے کوئی بھی جواب دینے سے خود کو باز ہی رکھا۔

» » » » » » » » » » » »

اسلام علیکم بی جان...

وعلیکم اسلام۔۔۔جواب دیتے بی جان نے اسے سر تا پاؤں اس کالے اور میرون رنگ کے گھیرے دار فراک میں دیکھا تھا

ماشاءاللہ۔۔۔بے ساختہ انکے لب کِھلے۔۔

میری بیٹی بہت پیاری لگ رہی ہے اللہ نظر بد سے بچائے

شکریہ بی جان۔۔۔ مسکراتی عینا نے انکے دونوں ہاتھ چومے تھے

آپ نے ناشتہ کیا اور دا جی اور ولید چاچو نظر نہیں آرہے سب کہاں ہیں۔۔۔ جہاں تک نظر جاتی وہاں تک دیکھتے عینا نے پریشان سی صورت بنائی۔

سفیان شاہ صبح ہی چلا گیا تھا۔

اچھا انہوں نے ناشتہ۔۔۔

بی جان کی شرارتی مسکراہٹ دیکھ عینا کے ہونٹ سلے تھے

وہ تمہارا شوہر ہے یوں اور لوگوں کا سہارا لے کے پوچھنے والی عادت چھوڑ دو بچے حق سے پوچھا کرو۔

وہ خجل سی ہوتی سر جھکا گئی تھی جب کچھ یاد آنے پر انکی طرف دیکھا۔۔۔ بی جان وہ کہاں گئے ہیں ؟

آج اسنے زمینوں پر جانا تھا تم کیوں پوچھ رہی ہو۔

بس ویسے ہی۔۔۔اچھا بی جان مجھے آپی زروہ سے ملنے جانا ہے میں چلی جاؤں۔۔۔

ضرور بچے جاؤ مگر ساتھ کسی ملازمہ کو لے جانا اکیلے نہیں نکلنا حویلی سے۔۔۔اگر وہ اپنی اس اجازت دینے کا نتیجہ پہلے جان جاتیں تو کبھی بھی ایسا قدم نا اٹھاتی۔۔۔

اوکے میں تیار ہو جاؤں پھر چھوٹی کے ساتھ جاؤں گئی

اوکے بچے ... وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی دو قدموں میں کمرے میں بند ہوتی وہ تیاری میں جٹ گئی۔

« « « « « « « « « « « «

یہی ہے۔۔۔؟

ہاں یہی ہے گاڑی نکالو تم!...

میں حیران ہوں ابتسام یہ سب آخر کس کی چال ہے؟

گاڑی وہاں سے روڈ پر ڈالتے ہی عائشہ نے دماغ میں چلتا سوال زبان پر لے آئی۔

کوئی کیوں اس معصوم کے ساتھ یہ سب کر کے اسے ذہنی اذیت دے رہا۔۔

عائشہ اور وریشہ عشال کو اسکے گھر صحیح سلامت پہنچا کر ارشان شاہ کو کال کیے باہر آگئے تھے وریشہ وہاں سے جا چکی تھی جبکہ وہ دونوں وہاں عائشہ کی منگوائی گاڑی میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے کہ کب ارشان شاہ آئے اور وہ وہاں سے نکل جائیں۔۔۔

ایسی گھٹیا چالیں صرف ایک گھٹیا شخص ہی چل سکتا۔۔

تمہارا مطلب احد ارسلان۔۔۔عائشہ کو حیرت ہوئی

ہمم۔۔۔۔

مگر اسے کیسے معلوم ہوا یہ سب۔۔۔؟

تمہیں اور مجھے کیسے معلوم ہوا ؟ اسنے الٹا سوال کر ڈالا۔

عائشہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی

اس دنیا میں سب سے زیادہ آسان کام میری نظر میں کسی کی جاسوسی کرنا ہے جو تم بھی کر رہی ہو۔

ایٹ اے ٹائم (At ay time) تم بھی دنیا کا یہی آسان زدہ کام ہی کر رہے ہو مسٹر ابتسام ابراہیم چوہدری۔۔۔

اپنے پورے نام اور اسکے طنزیہ لہجے پر ابتسام ذرا سا مسکرایا

صحیح کہہ رہی ہو عائشہ ذولفقار مگر یہاں معیار الگ ہے۔۔۔

وہ خاموش ہوا جبکہ عائشہ اسکے بولنے کے انتظار میں تھی

تم جنرلسٹ کی حیثیت سے اپنے مقصد کے لیے اسکے ساتھ ہو وہ بھی میری اجازت پر۔۔۔حساب برابر کرتے اسنے یاد دلانا چاہا۔

طنز کا جواب طنز میں ہی تھا وہ کسی کا احسان رکھنے والوں میں سے نہیں تھا

اور میں ایک عام سا غنڈہ موالی چند پیسوں کی خاطر۔۔۔

جسٹ سٹاپ اٹ ابتسام اپنے یہ عام شخصیت کے رونے دھونے اس معصوم کے سامنے ہی رو تو بہتر ہے مجھ جیسی ایک عقلمند اور آج کے مردوں میں اٹھنے بیٹھنے والی لڑکی تمہارے ان ڈائیلاگز میں ہر گز نہیں پھنس سکتی مجھے یہ نہیں معلوم تم یہ سب کیوں کر رہے ہو اور کس کے کہنے پر کر رہے ہو مگر اتنا معلوم ہے وہ جو کوئی بھی ہے عشال کے بہت قریب ہے اور میں بہت جلد اس شخص کا نام معلوم کر لوگئی۔۔۔

ویسے اگر تم مجھ سے پوچھتی کہ ابتسام اسکا نام بتاؤ تو میں بتا دیتا مگر اب جب تم خود سے یہ چیلنج اپنے سر لینا چاہتی ہو تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔

عائشہ نے سٹاپ پر بریک لگائی جب ابتسام اس پر نظر ڈالے بغیر بات کر رہا تھا عائشہ کو وہ موڈی لگتا تھا مگر اب وہ اسے شدید قسم کا منہ پھٹ اور بدتمیز بھی لگنے لگا۔۔

اینی وے ٹیک یور ٹائم (Anyway take your time) جب معلوم کر لو اس شخص کا نام تو میرے پاس بلکل مت آنا کیونکہ میں تمہاری فضول کی حیرانی دیکھنے میں بلکل بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔۔ گاڑی سے اترتے ابتسام اسے ایک بار پھر آگ لگاتا سامنے بائیک پر سوار کاشان کے ساتھ ہوتا نکل گیا تھا۔

بلڈی غنڈہ پتہ نہیں سمجھتا کیا ہے خود کو ... اسٹیرنگ ویل پر ہاتھ مارتے وہ چیخی۔۔۔

» » » » » » » » » » » »

بی جان میں جا رہی ہوں ؟

ہاں ہاں بچے جاؤ شام ہونے سے پہلے واپس آجانا ورنہ تمہارا شوہر چلا چلا کر اس حویلی کی دیواروں کو گرا دے گا۔

کچن سے ہی ہانک لگاتی وہ دادی بہو قہقہ لگا کر ہنسی۔۔۔

انشاء اللہ جلدی آجاؤں گئ۔۔۔

وہ مسکراتے حویلی کی دہلیز پار کر گئ یہ سوچے بغیر کہ اسے کوئی دھمکی بھی سنائی گئ تھی۔۔۔

خیر اب تو اللہ مالک تھا

عینا دی آپ وہاں کیوں جا رہی ہیں زروہ دی کا گھر تو اس سائیڈ ہر ہے

چپ رہو چھوٹی ہم زروہ کی طرف نہیں جا رہے۔۔۔چھوٹی کے سر پر دھماکہ کرتی وہ پرسکون سی اس کچے راستے پر چل رہی تھی

وہ رکی اور پلٹی پیچھے ساکت کھڑی چھوٹی کو دیکھ وہ قریب آئی

دی آپ نے حویلی جھوٹ بولا آپ ہی تو کہتی ہیں جھوٹ بولنا بری بات ہے اور اب آپ۔۔۔

میری مجبوری ہے بچے ورنہ آپ کی دی کبھی جھوٹ نا بولتی۔۔۔

اسکے گال کھینچتی عینا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

دی اگر کسی کو پتہ چل گیا تو ؟

اس معصوم نے اپنا خدشہ بیان کیا جس پر عینا نے مسکراتے اسکے گال پر چٹکی بھری۔۔۔

کسی کو پتہ نہیں چلے گا یہ راز رہے گا صرف تمہارے اور میرے درمیان اوکے؟

اب چلو ورنہ شام ہو جائے گئ .؟

دل میں اٹھتے خوف کو سولائے وہ دونوں چل پڑی چھوٹی اتنی معصوم بھی نہیں تھی کہ اسے صحیح غلط کی پہچان نا ہوتی وہ سمجھدار لڑکی تھی اور یہ بھی جانتی تھی کی اگر انکا جھوٹ پکڑا گیا تو حویلی والے ان دونوں کو زندہ نہیں چھوڑے گئیں مگر وہ اپنی دی کو نفی کر کے بھی ناراضگی مول نہیں لینا چاہتی تھی

اچھا ہم کہاں جا رہے ہیں..؟

پانچ منٹ چلتے اسنے پھر سے سوال کیا..

ہم زمینوں پر جا رہے ہیں...

جواب کے ساتھ چھوٹی کے قدم بھی رکے تھے

دی کیا ہو گیا آپ کو۔۔آپ جانتی بھی ہیں وہاں چھوٹے سائیں ہیں اگر انہوں نے ہمیں دیکھ لیا تو زندہ دفنا دیں گئیں۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا چھوٹی سمجھو میری بات میں بس انہیں دیکھنے جا رہی ہوں جیسے ہم شاہ کو دیکھ لیں گئیں ویسے ہی حویلی واپس اور کسی کو کچھ پتہ بھی نہیں چلے گا

چھوٹی حیران پریشان سی اسکی شکل دیکھنے لگی جو اپنے ہی شوہر کے ساتھ چوبیس گھنٹے رہنے کے بعد بھی یوں اتنا بڑا خطرہ مول لے کر صرف اسے دیکھنے آئی ہوئی تھی مگر حقیقت کیا تھی وہ تو صرف عینا ہی جانتی تھی۔

چھوٹی چلو کچھ نہیں ہو گا ... اسکی بازو گھسیٹتے عینا اسے اپنے ساتھ چلا کم اور بھگا زیادہ رہی تھی آخر کہ وہ منزل پر پہنچی تھیں

وہاں ایک پورا علاقہ تھا جس میں ناجانے ڈھیروں کے حساب سے انکی زمینیں تھیں وہ سیدوں کی جاگیر تھی ان جاگیرداروں کی جاگیر کی منتخب کردہ حدود میں کسی باہر والے کی ذرا سی مداخلت پر بھی اسے جان سے مار دیا جاتا تھا جہاں اب عینا اسے لئے چوروں کی طرح گھس رہی تھی وہاں دور دور تک اسے صرف کھیت نظر آئے وہ جانتی تھی تھوڑا آگے اور جانے کے بعد وہاں ایک ڈیرہ ہے جہاں پر سفیان شاہ ٹھہرتا تھا حدود میں داخل تو وہ ہو چکی تھی اب بس اسے کسی بھی طرح ڈیرے تک پہنچنا تھا۔۔۔

دی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے میرے مانیں تو چلیں یہاں سے ورنہ۔۔۔

افف ہو کچھ نہیں ہوتا چھوٹی اتنی دور آکے اب میں واپس نہیں جاؤں گئی۔۔۔ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی وہ ضدی لہجے میں بولی جس پر مجبوراً چھوٹی کو بھی ساتھ چلنا پڑا۔۔۔

میں دو دن زمینوں پر نہیں آیا تو تم لوگوں نے کام چوری شروع کر دی ساری زمینیں بنجر پڑھ ہیں جیسے کتنے عرصے سے انہیں پانی نا لگایا ہو میرے بعد کیا تم سب لوگ یہاں سوتے رہتے ہو اس کام کے پیسے دیتا ہوں میں تم لوگوں کو۔۔۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی سفیان شاہ کالے بادل کی طرح گرج رہا تھا

اسکی غصیلی بھاری آواز کانوں میں پڑتے عینا کا سانس بھی رکا دل خوف کے مارے لرزنے لگا مگر وہ ہمت کر کے وہاں درخت کی اوٹ میں ہوتی آگے آئی جبکہ چھوٹی اسکے پیچھے ہی تھی وہ جگہ ڈیرے سے زیادہ دور نہیں تھی مگر وہاں درخت ہی درخت تھے اسلئے وہاں کھڑے شخص کو دیکھ پانا تھوڑا مشکل تھا ان درختوں اور ڈیرے کی درمیان تھوڑے ہی فاصلے پر اینٹوں کی دیوار بنائی گئی تاکہ رات کے وقت جنگلی جانور اس طرف نا اسکے مگر وہ دیوار اتنی اونچی نہیں تھی کی عینا وہاں کھڑی سامنے بیٹھے سفیان شاہ کو دیکھ نا پاتی

ذرا سے پاؤں اٹھائے عینا نے سر اونچا کرتے جھانکنے کی کوشش کی اور نظر سیدھی سامنے بیٹھے سفیان شاہ کے چہرے پر جا رکی۔۔۔کسی بھی طرح کے تاثر سے پاک وہ کالی آنکھیں ایسی تھیں جیسے صدیوں سے ان آنکھوں نے کوئی خواب نا بنا ہو سفید رنگت پر اسکے تیکھے نقوش اور لمبی مونچھوں تلے وہ عنابی لب جو سختی سے پیوست کر رکھے تھے بلیک کلر کے کلف لگے قمیض شلوار پر بلیک کلر کی ہی

شال کندھوں پر رکھے وہ سید سفیان ولید شاہ تھا جو اپنے حسن سے کسی بھی لڑکی کو دیوانہ کرنے کی طاقت رکھتا تھا جس کا پیار تو نہیں غصہ سہنے کو بھی کتنی لڑکیاں اسکے سامنے غلطیاں کرتی تھیں وہ بہت کم گاؤں میں آتا تھا وہ اپنی نظروں کا مالک تھا وہ کسی اور کی عزت کو کیسے اور کس نظر سے دیکھتا ہے اسے صرف اس بات کی فکر تھی سامنے والا اسے کس نظر سے دیکھ رہا تھا سید سفیان ولید شاہ کے لئے یہ بات مٹی مانند تھی جسے وہ روز پیروں تلے روند جاتا اسے گاؤں میں کوئی خاص پسند نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ ظالم حاکم جو ٹھہرا نا جانے کتنی بدعائیں سنھبالے بیٹھا تھا وہ مگر پھر بھی چپ چاپ سنتا رہتا دعا اور جھوٹ سے اسے سخت نفرت تھی باقی وہ معافی پھر بھی کسی جرم کی نہیں دیتا تھا۔۔۔

دھپ کی آواز آئی عینا اسکے خیالوں سے باہر آتی مڑی جہاں چھوٹی اوپر ہونے کے چکر میں اینٹیں گرا چکی تھی۔

جاؤ دیکھو کون ہے وہاں...؟

سفیان شاہ کی بھاری آواز نے ان دونوں کے رونگٹے کھڑے دیئے سفیان شاہ چارپائی سے اٹھتا ملازم کے پیچھے آیا جب اسکی نظریں غیر ارادی طور پر ممکنہ حد تک بڑھ ہوئیں۔

بھاگ یہاں سے چھوٹی۔۔۔اسکا ہاتھ پکڑے عینا نے ڈور لگا دی تھی اور جتنا تیز وہ بھاگ سکتی تھیں وہ بھاگی تھیں

رک جاؤ۔۔۔وہ جو اینٹوں کے پاس ہی پہنچا تھا سفیان شاہ کی آواز پر اپنے قدم وہی روک دیئے

خادم گاڑی نکالو ....

» » » » » » » » » » » » » » » »

شام کے سائے ڈھلنے لگے وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی حسنہ بی کا رو رو کر برا حال تھا ارشان شاہ اپنی جگہ پریشان سا بیٹھا اس گھتی کو سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا عائشہ اسے سب بتا چکی تھی یہ بھی کہ جب عشال کے ساتھ وہ واقع ہوا تو احد یونیورسٹی میں نہیں تھا تو پھر کون تھا جو اسکی پری کو مینٹل ٹارچر کر رہا تھا کون تھا جو اسکے ویک پوائنٹ یوز کرتا اسے پھر سے نئ اذیت میں ڈال رہا تھا۔

سر ہاتھوں میں گرائے وہ بے حد پریشان تھا آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہوئیں غم کی شدت تھی جو ارشان شاہ کا دل چیرنے کو تھی

اللہ پر یقین رکھو بیٹا ہمت مت ہارو آپ ایسے اداس ہو گئے تو پری کو کون سنبھالے گا۔۔۔اسے مایوں سا بیٹھا دیکھ حسنہ بی نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پر رکھا تھا۔۔۔ارشان شاہ کے لئے وہی کافی تھا انکے ہاتھوں کو اپنے سرد پڑتے ہاتھوں میں تھامے وہ خالی نظروں سے انہیں دیکھتا رہا۔

میں نے بہت مشکل سے اسے اس جہنم سے نکالا تھا حسنہ بی۔

ٹوٹا بکھرا لہجہ نم آنکھیں وہ کہیں سے وہ ہر حال میں ہنسنے والا باہمت شخص نہیں لگ رہا تھا

یہ پڑھائی تو محض بہانہ تھی میں تو اسے ماموں کے بے جا ظلم سے بچا کے یہاں لایا تھا مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ دنیا چار دیواری میں قید رہنے والی معصوم سی لڑکی سے بھی نفرتیں پال لے گئی اسکے تو پرانے زخم ابھی نہیں بھرے تھے اور اب یہ سب میں کیسے ہمت کروں بی مجھے بتائیں میں کیا کروں میں اپنی بہن کی یہ حالت برداشت نہیں کر سکتا وہ صحیح کہتی تھی عشال شاہ صرف حویلی کی چار دیواری میں قید رہنے کے لئے بنی ہے اس جیسی موم کا دل رکھنے والی لڑکی کبھی ان وحشی لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی میں پاگل تھا جو اسے کہتا رہا کہ نہیں تم بہادر بنو تم جینا سیکھو سب میری غلطی ہے میں نے کیسے خود اسے اس جہنم زدہ دنیا میں جھونک دیا کیسے۔۔۔میں نے کیوں یہ سوچ لیا کہ انسان سدھر جاتے ہیں۔

صبر رکھو بچے حوصلہ کرو۔۔۔

کیسے صبر کروں بی آپ نے ڈاکٹر کی بات نہیں سنی۔۔۔اگر وہ لوگ تھوڑی دیر اور کرتے تو پری کا دل بند ہو چکا ہوتا وہ۔۔۔

اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔ارشان شاہ آج دوسری بار اپنی ماں کی موت کے بعد رویا تھا پری میں اسکی جان بستی تھی اسکے لئے وہ دنیا سے لڑ سکتا تھا مگر ابھی وہ اپنے ہی کیے فیصلے پر نادم سا بیٹھا آنسو بہا رہا تھا

مما۔۔وہ چیخ لاونج میں بیٹھے دونوں نفوس کو پل کے لئے توڑ کر رکھ گئی

ارشان شاہ بھاگتا اسکے کمرے میں پہنچا دروازہ کھولتے وہ بیڈ کی طرف آیا جہاں عشال بکھرے حولیے میں ساکت سی بیٹھی کچھ دیکھ رہی تھی

پری میرا بچہ کیا ہوا۔۔۔اسکے قریب پہنچتے ارشان نے اسے تھامنا چاہا

جبکہ وہ سٹل بیٹھی رہی حسنہ بھی بھی کمرے میں آچکی تھی

پری کچھ تو بولو ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔اسکی نظریں ہنوز اپنے بازو پر تھیں

ساکت پڑا وجود ہولے ہولے لرزنے لگا ارشان شاہ کو وہ پھر سے ٹراما میں جاتی نظر آنے لگی۔

بب۔۔بھائی۔۔ارشان بھائی۔۔۔اسنے سوجھی سرخ متورم آنکھیں اٹھا کر ساتھ بیٹھے ارشان شاہ کو دیکھا جو نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

بب۔۔بھائی اسے ہٹائیں بھائی یہ۔۔یہ مجھے۔۔کاٹ لے گئی اسے دور کریں۔۔۔یہ میرے بازو پر چڑھ رہی ہے۔

پورے وجود کو پتھر کیے اسنے ذرا سی بازو ہلائے اسکے سامنے کی

صرف لب ہل رہے تھے وہ خود پتھر کا مجسمہ بنی آنسو بہا رہی تھی جیسے ذرا سا بھی ہلے گئی تو وہ ان دیکھی شے اسے کاٹ لے گئی

کسے ہٹاوں پری یہاں کچھ نہیں ہے اسکی بازو تھانے وہ پیار سے بولا

یہ ہے یہ میرے بازو پر چڑھ رہی ہے بھائی یہ مجھے کاٹ لے گئی اسے ہٹائے وہ دیکھیں وہاں بہت ساری ہیں وہ میرے بیڈ پر ہیں بھائی وہ بہت ڈروانی ہیں مجھے بچا لیں مجھے ڈر لگتا ہے مجھے بچائیں وہ میری طرف آرہی ہیں وہ مجھے کاٹ لیں گئیں۔۔۔ہر شے کو خود سے دور جھٹکتی وہ پاگلوں جیسے چیخ رہی تھی۔

حسنہ بی اور ارشان شاہ کو اسے سنبھالنا ناممکنات میں لگ رہا تھا

چھوڑیں چھوڑیں مجھے جانے دیں مجھے وہ میرے بیڈ پر ہیں مجھے اٹھنے دیں وہ میرے بازو میرے کپڑوں پر وہ۔۔۔

کچھ نہیں ہے عشال کچھ نہیں ہے دیکھو غور سے دیکھو یہاں کوئی شے نہیں ہے سب تمہارا وہم ہے پری۔۔۔اسے کندھوں سے جھنجھوڑتے وہ اتنی تیزی سے بولا چیختی چلاتی عشال وہی تھم گئی اسنے نظر اٹھا کر دیکھا وہ اسکا وہم تھا وہ ہوش کی دنیا میں آپہنچی کمرے میں کوئی ایسی شے نہیں تھی۔

پری۔۔۔اسکے بال سہلاتے ارشان شاہ نے نرمی سے اسے پکارا وہی لمحہ تھا عشال اسکی بازو پکڑے بلک بلک کے رو دی تھی اسکے رونے میں پہلی بار سے بھی زیادہ شدت تھی سہارا پاتے ہی وہ کرلا اٹھی حسنہ بی کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

رونا بند کرو پری۔۔۔

آپ... آپ کیوں نہیں آئے بھائی۔۔۔۔نم آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ بھرائے ہوئے لہجے میں پوچھ رہی تھی

میں نے آپکو کتنی آوازیں دیں آپ نہیں آئے کوئی نہیں آیا بھائی میں وہاں اکیلی تھی اس کمرے میں ۔۔۔اس میں۔۔۔وہاں وہ۔۔۔وہ می۔۔میرے بب۔۔بازو۔۔۔روتے روتے وہ اشارے کرتی اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی مگر ہچکیاں بندھنے کی وجہ سے وہ بول بھی نہیں پا رہی تھی

بس بس چپ ہو جاؤ کچھ نہیں ہے تمہاری بازو پر۔۔۔تمہارا بھائی ہے یہاں اسے بولنے سے باز رکھتے ارشان نے اسے گھیرے میں لیا عشال تو چپ ہو گئی مگر اسکی آنکھوں سے گرتا گرم سیال اسکے بالوں میں جذب ہو رہا تھا حسنہ بی کو اشارہ کرتے وہ اسے بیڈ کی طرف لایا۔۔۔

» » » » » » » » » » » » » » » » »

گارڈ نے حویلی کا گیٹ وا کیا گاڑی پورچ میں رکی سفیان شاہ نے شال سنبھالتے قدم حویلی میں رکھا جب نظر سامنے بیٹھے دا جی بی جان اور ولید شاہ پر گئی تھی۔

عینا کہاں ہے ..؟

بغیر سلام کیے کسی دوسرے سوال کی زحمت کیے بنا ہی سفیان شاہ نے ایک بار پھر اس لڑکی کی عادتوں سے تنگ آکر خود پر زن مرید کا ٹیگ لگوایا تھا۔

بڑی غیرت دکھائی ہے تم نے سفیان شاہ۔۔۔ تالی بجاتے ولید شاہ نے ایک بار پھر اسکی ذات پر تیر چلایا۔۔۔ جمعہ جمعہ چار دن نہیں ہوئے تمہاری شادی کو اور اس لڑکی کا نشہ تمہارے سر چڑھ کر بولنے لگا۔

سپاٹ چہرے سے انہیں دیکھتے وہ طنزیہ ہنسا۔

کاش اتنی غیرت آپ نے بھی دکھائی ہوتی ابو تو آج میری ماں زندہ ہوتی۔۔۔وہ جملہ انہیں چابک جیسے لگا تھا وہ جواب دیتے مگر سفیان شاہ کے ایسے جواب کی توقع انہیں ہر گز نہیں تھی۔

وہ اپنے کمرے میں ہے بیٹا...

بی جان نے اس وہاں سے بھیجنا ہی مناسب سمجھا۔

اب تو چھوڑ دو یہ طنز طعنے کسنے بس کر دو ولید شاہ اور کتنی نفرت کرو گئے اپنی ہی اولاد سے۔۔۔

اسکے جاتے ہی بی جان ان پر برس پڑی۔۔۔بغیر کچھ بولے وہ اپنے کمرے میں جا بند ہوئے۔

دروازے کو لات مار کے کھولتے اس نے ویسے ہی ڈھرام کی آواز سے بند کر دیا۔۔۔واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی جوتوں سمیت بیڈ پر لیٹتے اسنے بازو آنکھوں پر رکھا۔۔۔گزرے دس منٹوں میں ہی شاور لے کے باہر آئی تھی اتنی دور سے لگاتار بھاگ کر آنے کی وجہ سے اس شدید ٹھنڈ میں بھی گرمی محسوس ہونے لگی تھی اس پر سے کپڑوں پر لگی مٹی اگر کوئی دیکھ لیتا تو مزید کوئی سوال اٹھتا حویلی میں آتے ہی اپنی واپسی کی خبر بی جان تک پہنچواتے وہ واشروم میں بند ہوئی تھی۔

ریڈ کلر کی سادہ سی قمیض شلوار میں لمبے گیلے بالوں کو تولیے میں لپیٹے وہ شیشے کے سامنے آرکی۔۔۔

وہ کیا اتنی ہی لاپرواہ تھی کہ ایک پورے بندے کی موجودگی کو فراموش کیے وہ خود میں مگن سی تھی۔

اسے دیکھتے سفیان شاہ نے تاسف سے سوچا پھر بیڈ سے اٹھتا وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔

اتنی لمبی مسافت طے کر کے آئی ہو تھک گئی ہو؟

کاٹ دار لہجے میں کہا گیا۔

جبکہ عینا کو تو وہاں سانس لینا محال لگ رہا تھا مگر فوراً ہی تاثرات چھپائے وہ پلٹی۔۔۔لمبی مسافت کیا مطلب ؟

بلکل ہی انجان بنتے عینا نے ہیئر برش اٹھائے خود کو مصروف سا دیکھانا چاہا مگر پھر سفیان شاہ کو بیڈ سے اٹھتے اور اپنی طرف آتے دیکھ اسکی ساری ایکٹنگ کنوئیں میں جا گری۔۔۔

کس سے ملنے گئی تھی وہاں؟

شیشے میں اسکا عکس دیکھتے نارمل انداز میں سوال کیا گیا

مگر آنکھوں میں جھلکتا غصہ اور ماتھے پر پڑے بل عینا کو صاف بتا رہا تھے یہ نارمل انداز بھی کچھ دیر کے لئے ہے۔

اپنے شوہر سے چھپ کر کس سے ملنے جاتی ہو؟

جھکی نظریں اٹھی تھی عینا پورا کا پورا گھومتے سفیان شاہ کے روبرو آئی اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو جواب دو کس سے چھپ چھپ کر ملنے جاتی ہو اور اب تک کتنی بار مل چکی ہو ..؟

اسکی کلائی مڑورتے اب کے بار وہ اتنی زور سے چیخا عینا کو لگا اسکے کان کے پردے پھٹ جائیں گئیں۔

آنکھوں میں نمی اترنے لگی اسکے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ سفیان شاہ کبھی شک کرے گا۔۔۔

مم..میں ...

چٹاخ۔۔۔بھاری ہاتھ کا تھپڑ عینا کے گال پر اسکے انگلیوں کے نشان چھوڑ گیا اس اچانک تھپڑ پر عینا کا سر ڈریسنگ ٹیبل پر جا لگا اسے پورا کمرہ اپنے نظروں کے سامنے گھومتا محسوس ہوا۔

جب میں نے منع کیا تھا کہ تم اس حویلی سے ایک قدم باہر نہیں رکھو گئی تو کس کی اجازت سے تم باہر نکلی۔۔۔

سوچا تو اسنے اس تھپڑ کے بارے میں بھی نہیں تھا مگر زندگی کب ہماری سوچ کے مطابق چلی ہے۔

اسکے ہونٹ سل گئے جسم میں کھڑے رہنے کی سکت نہیں تھی آنکھوں سے گرم سیال بہتا زمین بوس ہو رہا تھا آنکھوں میں ڈھیروں شکوے اور بے یقینی لیے وہ سفیان شاہ کو دیکھ رہی تھی مگر وہ کہاں اسکی تکلیف دیکھ پا رہا تھا۔۔۔

عزت کی زندگی دے رہا ہوں جب تو کیوں پھر بے عزتی کروانا چاہتی ہو اپنی۔۔۔غلط سوچتا تھا میں مجھے لگا مجھے تمہیں ایک موقع دینا چاہئیے تمہیں اپنے کمرے میں جگہ دی تمہیں ایک نوکرانی کو میں نے سفیان شاہ نے اپنے بیوی کا درجہ سونپا اور تم کیا کرتی پھر رہی ہو۔

عینا کو لگا اسے کسی نے دہکتے کوئلوں پر کھڑا کر دیا ہو۔۔۔کیا اسے اتنا سا بھی یقین نہیں تھا اس پر؟

آپ.. آپ غلط۔۔ سمجھ رہے ہیں۔۔۔

اسکی آواز رندھ گئی وہ بولنا چاہتی تھی مگر سفیان شاہ کی گرفت اور اسکی بے یقین نظریں اسے زمین میں گاڑھنے کے متمنی تھیں۔

حقیقت ہمیشہ غلط ہی لگتی ہے مگر تمہیں کیا پتہ حقیقت کا۔۔تمہیں اپنی حیثیت سے زیادہ مل گیا نا اسلئے تمہارے۔۔۔

چپ ہو جائے خدا کا واسطہ چپ ہو جائے۔۔۔

چٹاخ۔۔۔اسکا ہاتھ ایک بار پھر اٹھا اور اب اسکے چہرے پر چھپتے ہونٹ بھی زخمی کر گیا۔

خبردار اگر اج کے بعد میرے سامنے آواز اونچی کی تو یہی گلا دبا کے تمہارے سارے کھیل ختم کردوں گا۔۔۔ضبط سے کہتے نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

چہرے پر ہاتھ رکھے کھڑی عینا اپنی جگہ سن ہوگئی تھی وہ اسکے لفظوں پر روتی یا اس تھپڑ پر جو سفیان شاہ اپنے لفظوں سے اسکی روح پر لگا چکا تھا ٹھاہ کی آواز آئی تھی کمرے سے ملحقہ کمرے کا دروازہ بند کیے اسنے خود کو اندر قید کر لیا جبکہ عینا وہی فرش پر بیٹھتی اپنی اتنی محبت اور بے لوث وفا کو مٹی میں دفن کیے ان پر آنسو بہا رہی تھی۔

»»»»»»»»»»»»»»

انکا بہت سارا خیال رکھیں میں نے سکون کا انجیکشن انہیں دے دیا صبح تک یہ تروتازہ محسوس کریں گئیں بس آپ کوشش کیجئیے گا انکے پاس ہر وقت کوئی نا کوئی رہنا چاہئیے کیونکہ ابھی یہ جس ٹراما سے گزر رہی ہیں ایسے میں اگر یہ اکیلی رہیں یا اندھیرے میں تو انکی طبیعت زیادہ بگڑ سکتی ہے اسکے علاوہ اگر کوئی بھی اور مسئلہ بنتا تو آپ کسی بھی وقت بلا جھجک مجھے کال کر سکتے ہیں

بہت شکریہ۔۔۔نظریں ہنوز پری کے چہرے پر رکھے وہ بس اتنا ہی بول پایا۔۔

حسنہ بی انہیں باہر تک چھوڑ آئیں۔۔۔

ڈاکٹر انکے ساتھ نکلتی نظر بھر کر ارشان شاہ کو دیکھتے مسکرائی تھی جو حسنہ بی کی نظروں سے چھپا نہیں رہ سکا۔۔۔

جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پری میں تمہیں ایسی حالت میں نہیں دیکھ سکتا ... خشک ہوئیں آنکھیں ایک بار پھر سے نم ہوئیں ڈاکٹر کے کہے الفاظ ہی اس کے دماغ سے نہیں نکل رہے تھے

کہاں جا رہے ہو بچے..؟

پتھریلے تاثرات سجائے اسے کمرے سے نکلتے دیکھ حسنہ بی نے روکا تھا

اپنی بہن کی تکلیف کا ازالہ کرنے جا رہا ہوں بس دعا کیجئیے گا اللہ مجھے صبر دے اور میں اس شخص کو صرف اتنی تکلیف دوں جتنی میں اسکی سانسیں چلتی رہیں۔۔۔

اپنی بات کا مطلب سمجھاتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا

اللہ ان بچوں کی آزمائشیں ختم کر دے میرے مالک آخر اور کتنی آزمائشیں ہیں انکے نصیبوں میں۔۔۔
آنسوؤں سے چہرا تر ہوا وہ آہستہ قدم اٹھاتی عشال کی دائیں سائیڈ پر بیٹھے اس پر آیت الکرسی کا ورد کرنے لگی تھیں۔

کیا مصیبت ہے تمہیں... کیوں بار بار مجھے کالز کر رہے ہو نہیں کرنا چاہتی میں تمہارے ساتھ بات آخر یہ بات تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی۔۔غصے سے پاگل ہوتی وہ چیخ پڑی

شکر ہے تم نے آدھے گھنٹے بعد ہی سہی میری کال اٹینڈ تو کی۔

سامنے والا قدرے اطمینان سے بولا۔۔

جس پر وریشہ کو مزید غصہ آنے لگا۔۔کیا بکواس کرنی ہے فوراً بولو احد میرے پاس اتنا فضول کا ٹائم نہیں ہے

ہاں اب کہاں ہو گا تمہارے پاس ٹائم۔۔۔

بلکل تمہاری اوقات پتہ چل گئی نا ورنہ میں احمق لڑکی ابھی بھی تمہاری باتوں پر یقین کر رہی ہوتی۔۔۔ابھی صرف مجھے اتنا بتاؤ کہ تم مجھے کالز کیوں کر رہے تھے۔۔

ملنے آسکتی ہو ؟

نہیں!...

یک لفظی جواب دیتے اسنے بات ختم کر دی۔۔

مگر مجھے جو بات کرنی ہے وہ کال پر نہیں ہو سکتی ملنا ضروری ہے.

وہ منت کر رہا تھا

میں ابھی کچھ دن فری نہیں ہوں احد۔

میں کل تمہارا انتظار کروں گا بس ایک آخری بار آجانا۔۔۔اس محبت کی ہی خاطر جو تم مجھ سے کرتی تھی۔۔۔اسنے تھی پر زور دیا۔

ٹائم ملا تو آجاؤں گئی۔۔۔اتنا کہتے وریشہ نے کال کٹ کر دی۔

اور سوچیں پھر سے بھٹک کر عشال کی طرف چلی گئی احد اسکے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا تو وہ اسکی باتوں کے متعلق کیوں سوچتی

اسے بس عشال کی فکر تھی نمبر بھی نہیں تھا اسکی خیریت معلوم کر لیتی اچانک دل گھبرانے لگا دروازہ گیر کھڑکی کھولتے اسنے ٹھنڈی ہوا کو کمرے میں آنے دیا۔۔۔اور خود پرسکون سی رولنگ چیئر پر بیٹھی موبائل ہاتھ میں پکڑے گہری سوچوں کے بھنور میں ڈوب گئی۔

نظر موبائل سکرین پر ڈالی جہاں ابھی گیارہ بھی نہیں بجے تھے کال ہسٹری کھولے وریشہ نے وہاں اس ان نون نمبر پر آنکھیں جیسے جما لی اسنے اس تین سال کے عرصے میں خود سے کبھی اسفند شاہ کو کال نہیں کی تھی کال ہمیشہ وہی کرتا تھا اور نمبر ہمیشہ نیا ہوتا نمبر کو غور سے دیکھتے اسکی نقاب میں چھپی مسکراتی آنکھوں کا عکس اسکی نظروں کے سامنے لہرایا بےساختہ اسکے ہونٹ مسکرائے۔۔۔اسے خود پر حیرت ہونے لگی وہ آج اس سے بات کرنا چاہتی تھی مگر جھجک سی تھی دل میں ابھی بھی کچھ تھا جو اسے اسفند شاہ کی طرف بڑھنے سے روک رہا تھا اور پھر دیکھتے دیکھتے ہی آج پہلی بار وریشہ سلطان نے اپنی انا سمیت اپنی ضد بھی بالائے طاق رکھے اس آخری ان نون نمبر کو ڈائل کر دیا۔۔۔ مسلسل رنگ

ہوتی رہی مگر کال کسی نے نہیں اٹھائی آخر تنگ آتے موبائل بیڈ پر پھینکنے کے انداز میں وہ اٹھتی واشروم میں بند ہوئی ڈریس چینج کرے بالوں کا جوڑا بنائے وہ سونے کی نیت سے بیڈ کی طرف آئی جہاں سکرین پر کال شو ہو رہی تھی اور پھر اچانک کٹ گئی اسنے جھٹ سے موبائل اٹھایا وہاں تقریباً پندرہ مسڈ کالز شو ہو رہی تھیں وہ کچھ سوچتی یا کرتی ایک بار پھر سے سکرین پر نمبر شو ہوا اسنے نوٹ کیا تھا موبائل سائلنٹ پر تھا جو اسنے عادی کی کالز سے تنگ آکر سائلںٹ موڈ اون کر دیا تھا

کال یس کرے موبائل کان سے لگائے وہ خاموش ہی رہی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔تمہاری کال آئی تھی۔

Wareesha..! Are uh there?

کافی دیر کوئی جواب نا ملنے پر اسنے پھر سے پکارا۔۔

تم پریشان کیوں ہو..؟

ساری باتوں کو ایک سائیڈ رکھتے وہ قدرے پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

تمہیں ایسا کیوں لگ رہا...؟

سوال پر سوال کرتے اسفند شاہ کی آواز بھاری ہوئی۔

میں نے کبھی بتایا نہیں مگر میں لہجے سے دل کا حال جان لیتی ہوں.

تکیے پر بنے ڈیزائین پر انگلی پھیرتے اسنے سرگوشی کی۔

انٹرسٹنگ۔۔۔اور کون سے ہنر رکھتی ہو؟

اسنے وریشہ کا دھیان ہٹانے کو پھر سے سوال کیا

اداسی میں جینا بھی ایک بہت بڑا ہنر ہے ہر کوئی ایسا نہیں کر پاتا۔۔۔وہ سمجھ گئی تھی اسفند اسے اپنی پریشانی نہیں بتانا چاہتا اسنے بھی دوبارہ پوچھنے کی کوشش نہیں کی۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ ہر کوئی ایسا نہیں کر پاتا۔۔۔؟

اگر ہر کوئی ایسا کر پاتا تو موت پنکھوں سے لٹک کر یا زیر کھا کر کبھی وجود میں نا آتی۔۔۔ایسا صرف اللہ کے حکم سے ہوتا مگر کچھ لوگ اتنے بے بس اور لاچار ہو جاتے ہیں کہ۔۔۔

وہ بے بس اور لاچار نہیں ہوتے۔۔۔اسفند شاہ کی بھاری آواز سپیکر سے گونجی وریشہ کو چپ سی لگ گئی ۔۔۔

وہ مایوس ہوتے ہیں۔۔۔۔وہ لوگ مایوس ہوتے ہیں اللہ کی رحمت سے وہ صبر نہیں کرتے جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہوتا وہ ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بس لاحاصل کے پیچھے ڈورتے رہتے ہیں۔۔۔

وہ پل کو ٹھہر کے پھر بولا۔

اور مایوسی کفر ہے۔۔۔

اسکے رازدانہ انداز سے کہنے پر وریشہ کا دل زور سے ڈھرک۔

تو مطلب میں یہاں بھی گناہ کر رہی ہوں۔۔۔

سرگوشی سے بھی کم آواز میں کہتی وہ خود سے ہمکلام ہوئی

میں بچپن سے لے کر صرف خود کو اور اپنی بُری قسمت کو کوستی آئی ہوں میں خود کو ہی بدعائیں دیتی رہی ہوں میں اپنی ایسی زندگی پر روتی رہی ہر وہ کام کیا جس سے اللہ نے منع فرمایا۔۔اسکی آواز رندھ گئی۔۔۔مطلب میں نے تو زندگی کے ہر موڑ پر گناہ ہی کیا ہے۔۔کیا وہ مجھے بخش دے گا۔۔

ٹرانس کی کیفیت میں بولتی اسکی آواز میں نمی گھلنے لگی اپنی گزشتہ زندگی میں وریشہ کو پہلی بار خوفِ خدا محسوس ہوا۔۔ندامت صرف آواز سے ہی نہیں اسکے آنسوؤں سے بھی جھلک رہی تھی

وہ رحم کرنے والا رحیم ہے وہ بخشنے والا مہربان ہے وہ کہتا ہے تم سمندر کی جھاگ جتنے گناہ کر کے میرے سامنے سر جھکاؤ مجھ سے معافی مانگو میرے سامنے رو کر معافی مانگو۔۔میں معاف کردوں گا ایمان کے جذبے سے چور لہجے میں کہتے اسفند شاہ اس ذات کا دل ہی دل میں شکر ادا کرنے لگا۔۔

اسکا لہجہ وہ ساحرانہ کامل یقین سے بھرپور آواز پل کو اسے ساکت کرگئی وہ اسے جانتی نہیں تھی مگر اسکی باتیں تھیں جو وریشہ کی الجھنوں کو ہمیشہ سلجھا دیتی اسے ہر پریشانی سے نکلنے کا ایک نیا راستہ دیکھاتی۔۔۔ان کچھ ہی لمحوں میں وریشہ کو اسفند شاہ اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہونے لگا۔

میرا ذہن الجھنوں سے بھرا پڑا ہے اور یقین کرو تم وہ واحد انسان ہو جس کے پاس میرے ہر سوال کا جواب ہوتا ہے"...

ان تین سالوں میں وہ پہلی بار اسکی تعریف کر رہی تھی اسفند شاہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

انسانوں کے دیئے جوابوں سے زیادہ بہتر اس کتاب میں لکھا پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرو یقین مانو۔

کوئی الجھن تمہارے قریب بھی نہیں آئے گئی۔۔۔

کونسی کتاب...؟ وہ مشتعل ہوئی۔۔۔!

وہی کتاب جسے ہم انسان قرآن مجید کہتے ہیں جو ہم انسانوں کی رہنمائی کے لئے ہماری بہتری کے لیے اس روحِ زمین پر اتاری گئی۔

جس کی حفاظت کا ذمہ خود میرے اللہ نے اٹھایا ہے ہم پر صرف اتنا فرض کیا کہ ہم اسے پڑھیں اور اپنے دلوں میں دفن کر لیں جسکے نور کی روشنی صرف ہمارے دلوں کو نہیں چہروں کو بھی روشن کرتی ہے

وہ سانس لینے کے لئے رکا۔۔۔

میں یہ سب تمہیں اسلئے نہیں بتاتا کہ تمہاری نظروں میں بہت اچھا اور اسلامی بن جاؤں۔۔۔نہیں ایسا کبھی نہیں سمجھنا۔۔۔میں بھی ایک بشر ہوں عام بشر۔۔۔خطاؤں کا پتلا۔۔۔مگر اپنے اللہ پر پورا یقین رکھتا ہوں اور دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس ذات پر یقین رکھے بغیر اس دنیا میں جینا مشکل نہیں ناممکن ہے مجھے تم سے محبت ہے اور میری محبت پاک ہے میں چاہتا ہوں جو میری محرم ہو وہ ایسی ہو کہ اگر اسکے سامنے موت بھی کھڑی ہو اسے اپنے اللہ پر کامل یقین ہو وہ جانتی ہو کہ اگر آج اس پل اسکی موت نہیں لکھی تو دنیا کی کوئی طاقت اسکا بال بھی باکا نہیں کر سکتی۔

مگر میں ایسی نہیں ہوں... میں بہت گنہگار ہوں میں مایوس ہوتی ہوں جو کہ کفر ہے۔۔۔بھاری آواز میں کہتی وہ بلاشبہ رو رہی تھی

اگر نہیں ہو تو بن جاؤ گئی۔۔۔اگر گنہگار ہو تو معافی مانگ لو پاک ہو جاؤ گئی۔۔۔مایوس ہونے کی بجائے صبر کر لیا کرو اور صرف اس ذات سے امیدیں وابستہ کر لو۔۔۔سب بہتر ہو جائے گا اور پھر میرا اللہ جسے چاہے اسکے دل کو اپنے دین سے منور کر دے اور مجھے یقین ہے تم ایسی ضرور بنو گئی مجھے اس دن کا شدت سے انتظار رہے گا۔۔۔

فی امان اللہ۔۔۔ !

کال کٹ چکی تھی مگر اسکے ہاتھ ابھی بھی کان کے ساتھ ٹکے تھے ذہن میں اسفند شاہ کی باتیں گونج رہی تھیں وہ صاف لفظوں میں نہیں کہتا تھا مگر وہ اسے نماز اور قرآن کی طرف راغب کر رہا تھا وہ اسے اللہ کے قریب کر رہا تھا اسے سیدھا راستہ دیکھانے کی سعی میں تھا۔۔۔تو کیا ساری محبتیں ایسی ہی ہوتیں ہیں؟

کیا ہر مرد اسفند شاہ کی طرح اپنی محرم کو اپنے اللہ کے قریب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔؟

مگر میں اسکی محرم نہیں ہوں وہ میرا کچھ نہیں لگتا۔۔

یہ سب تو قسمت کے کھیل ہیں ... میں خود کو اسکے خواب ہر گز نہیں دکھا سکتی جن کو وہ بعد میں روند کر چلا جائے ... مگر۔۔۔

کیا میں کبھی اسفند جیسی بن پاؤں گئی اسکے جیسا کامل یقین کبھی میرے نصیب میں ہو گا۔۔؟

آخر ذہن ان سوالوں پر آ رکا۔۔

موبائل ٹیبل پر رکھے بیڈ پر چت لیٹتے وہ سوچ رہی تھی

» » » » » » » » » » » » »

فل نشے میں دھت وہ لنگڑاتی چال چلتے ہوئے پیدل اس انسان سڑک پر چل رہا تھا وہاں سے اسکا فلیٹ تقریباً آدھے گھنٹے کی دوری پر تھا

وہ گنگناتا فلیٹ کی چابی انگلی پر گھماتے چلتا دروازے کے سامنے آرکا ابھی اسنے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا جب پیچھے سے کسی نے سر پر بھاری شے سے وار کیے اسی وہی ڈھیر کر دیا بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ اسنے اپنے خون بہتے سر کو ہلکا سا چھوا اور پھر محسوس کیا جیسے کوئی اسے گھسیٹ کے لے جا رہا ہو۔۔۔

ہاں تیرا کام ہو گیا۔۔۔اڈا وہی پرانا۔۔۔بندہ حاضر ہے تم بھی آجاؤ۔۔۔

اسے رسیوں سے چیئر پر باندھتے اسنے موبائل اس کمرے میں موجود ٹیبل پر پھینک دیا۔۔۔

» » » » » » » » » » » » » »

وہ انتہائی غصے سے سیکریٹ روم سے نکلتا اپنی گاڑی کی طرف آیا تھا موبائل کان سے لگائے وہ سامنے والے کے کال اٹینڈ کرنے کے انتظار میں گاڑی سٹارٹ کرتا روڈ پر ڈال چکا تھا۔

اسلام علیکم۔۔۔تقریباً تین رنگ جانے کے بعد مقابل نے کال اٹینڈ کی۔

تمہیں کس لئے بھیجا تھا میں نے وہاں سوئے پڑے تھے تم یا اندھے ہو گئے تھے دھیان کہاں تھا تمہارا ۔۔۔اتنا سب کچھ ہو گیا اور تم کچھ نہیں کر سکے۔۔۔۔بغیر سلام کا جواب دیئے وہ بپھرا شیر بنا دھاڑا۔

وہ جو کوئی بھی تھا تمہاری آنکھوں کے سامنے سے اسے لے گیا اسے ٹارچر کرتا رہا اور تم کچھ نہیں کر سکے اسکے پیسے دے رہا ہوں میں تمہیں۔۔۔سوالیہ انداز میں کہتے اسنے ڈیش بورڈ پر پڑی تمام چیزیں

ہاتھ مار کر نیچے پھینک دی جس کی آواز موبائل کے اس پار مقابل نے باخوبی سنی وہ اسکے غصے کا اندازہ لگا سکتا تھا اور شاید اسکے لہجے میں جھلکتے خوف کو بھی پہچان گیا۔

یہ کام اگر میں صرف پیسے کے لئے کرتا تو کب کا ان محترمہ پر لائن مار چکا ہوتا۔۔انتہائی اطمینان سے کہتے ابتسام نے مقابل کو مزید آگ لگا دی۔

جسٹ شٹ اپ ... وہ پھر سے دھاڑا۔

تمہاری اتنی جرات۔۔۔

میری سنیں گئیں آپ۔۔؟

دبے دبے لہجے وہ اتنی دیر بعد چیخ پڑا تاہم مقابل کو بھی ذرا دیر خاموش ہونا پڑا۔

میں آپ کی ڈس ریسپیکٹ نہیں کرنا چاہتا مگر آپ اگر لمٹس میں رہ کر بات کرتے تو اچھا تھا میں شرمندہ ہوں کہ میں اپنا کام صحیح سے نہیں کر سکا اور اب وہی جا رہا ہوں اپنا کام سیٹ کرنے۔۔آپ کو بھی لوکیشن سینڈ کردوں گا آجایئے گا مگر اس سے پہلے ایک بات میں بتانا چاہتا ہوں میں یہ سب

پیسے کے لئے کر رہا ہوں یہ طعنہ دینے کے ضرورت نہیں ہے سر کیونکہ آپ ابھی میری اوقات سے واقف نہیں ہیں

وہ تب بھی ادب کا مظاہرہ کر رہا تھا جبکہ دوسری طرف موجود شخص چپ سادھے اسے سن رہا تھا۔

ہووو جانتا ہوں تم جیسوں کو۔۔۔اور پیسے کے لئے کس حد تک جا سکتے ہو تم چھوٹے لوگ یہ زیان حیدر سے بھلا بہتر کون جانتا ہو گا۔۔۔

تنفر سے کہتے زیان حیدر نے ساتھ ہنکار بھی بھرا۔

وہ اس بار بھی اپنی اتنی بے عزتی پر زخمی ہنسی ہنسے صبر کے گھونٹ بھر کے رہ گیا۔

مگر ایک بات یاد رکھنا اگر اس لڑکی کو کچھ ہوا میرے ہاتھوں بچ بھی گئے تو اس لڑکی کا بھائی تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔

ہو گیا یا اور کچھ بولنا باقی ہے ابھی سر ...؟

کم آواز میں نرمی سے پوچھتے وہ زیان حیدر کو حیران کر گیا

ابتسام ابراہیم چوہدری کام اپنے معیار کو دیکھ کر ضرور کرتا ہے مگر ہم جیسے چھوٹے لوگ پیسے اور اپنے سٹیٹس کی خاطر دوسروں کے گھر تباہ نہیں کرتے سر۔

لہجہ کسی بھی قسم کے طنز اور حقارت سے پاک تھا

زیان نے اپنا سر تھاما اسنے زندگی میں کبھی کسی کو اسکے پرسنل سٹیٹس کو لے کر ٹونٹ نہیں کیا تھا مگر جو کچھ اس لڑکی کے ساتھ ہوا اسکے غصے میں ناجانے وہ کیا کیا بول گیا۔۔

اسنے معافی مانگنے کا تہیہ کرتے بولنا چاہا جب ابتسام پھر سے بولا۔

اور یاد ہو تو سر زیان حیدر آپ نے اس چھوٹے انسان کو پیسے دے کر کراچی سے یہاں بلوایا تھا اس مشن کو ہینڈل کرنے کے لئے۔۔ جبکہ آپ یہی کام اپنے ڈیپارٹمنٹ کے کسی آفیسر سے بھی کرا سکتے تھے پر آپ نے مجھے ہی بلایا۔۔ اب کی بار وہ طنزیہ مسکرایا۔

کہتا کوئی نہیں ہے سر مگر ہم جیسے چھوٹے لوگوں کو پیسے دے کر آپ جیسے امیر لوگ ہی کام کرواتے ہیں اور ہم جیسے غریب لوگوں کو اسلئے چنا جاتا ہے کیونکہ ہم بھلے غریب سہی مگر عزت دار اور شریف لوگ ہوتے ہیں ہم ان امیر لوگوں کی طرح لوگوں کی عزتیں نہیں اچھالتے ، ذرا سی بات پر اپنی پاورز یوز کر کے موت کے گھاٹ نہیں اتارتے۔۔۔وہ اسے آئینہ دکھا رہا تھا ایسا زیان حیدر کو لگا مگر ابتسام کی اس بات میں کتنی سچائی تھی یہ اسے وقت بتانے والا تھا۔

خیر میں آپ کو ایڈریس سینڈ کرتا ہوں آ کے اپنے مجرم سے نمٹ لیں اللہ حافظ۔۔۔

اسنے موبائل پاکٹ میں رکھا پھر دیوار سے ٹیک ہٹاتے ایک کے ایک بعد اتنے مکے اس دیوار پر رسید کیے کے اس کے ہاتھوں کی انگلیاں اس ٹھٹھرتی ٹھنڈ میں سن ہو گئیں مگر اسے کہاں پرواہ تھی وہ جنونی بنا اپنے اندر اٹھتے طوفان کو خاموش کرنے کی سعی میں جابجا مکے مارتا جا رہا تھا آنکھیں اس حد تک سرخ ہو چکی تھیں اگر اسنے کچھ دیر اپنے غصے پر اور قابو کیا تو آنکھوں سے خون ٹپکنے لگے گا وہ پاگل ہو جائے گا سب برباد کر دے گا۔۔۔مگر نہیں اپنی منزل کے اتنے قریب آ کر اسے ہوش نہیں گنوانا تھا مکوں کی رفتار میں کمی ہونے لگی ہولے ہولے اسنے ہاتھوں کو کھول دیا دیوار پر ہاتھ رکھے سر دیوار سے ٹکائے اسنے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔

میں ماں بننے والی ہوں مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں اس بچے کو جنم دے دوں پھر بے شک آپ مجھے موت کے گھاٹ اتار دیجئیے گا رحم کریں مجھ پر نا سہی اس معصوم سی جان پر۔۔۔

کانوں میں وہ رحم بھری سسکیاں گونجنے لگی وہ مدد طلب نظریں وہ جڑے ہاتھ۔۔۔مگر پھر سب تباہ ہو گیا۔۔۔ہر طرف خاموشی چھا گئی۔۔۔ابتسام نے فوراً سے آنکھیں کھول دیں آنکھوں کے کنارے بھیگ چکے تھے وہ دھاڑے مار کر رونا چاہتا تھا وہ بولنا چاہتا تھا مگر وہ بے بس تھا۔۔۔خون رستی انگلیوں سے آنکھوں کو ملتے ہوڈی کو چہرے پر گرائے وہ ان بھیانک یادوں سے دور چل پڑا اتنا دور کہ اسے اب وہ آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھیں وہ رو بھی نہیں رہا تھا مگر آنکھوں میں بڑھتی سرد مہری اور بدلے کی آگ ابھی بھی ویسی کی ویسی تھی۔

» » » » » » » » » » » » »

ابادی سے تھوڑی دور وہ ایک جھونپڑی جیسی جگہ تھی چونکہ وہ آبادی سے دور اور گھنے جنگلوں کو پار کر کے آتی تھی اسلئے وہاں لوگ کم ہی جاتے تھے وہ چلتا اس جھونپڑی کے نزدیک آیا جہاں لکڑی کا دروازہ ادھ کھلا ہوا تھا دروازے کو مزید دھکیلتے وہ اس ایک کمرے والے گھر میں داخل ہوا جہاں نظر جاتے ہی ختم ہو جاتی کمرے کے وسط میں ریڈ کلر کا بلب لٹکا تھا جو وہاں موجود شخص نے خود لگوایا تھا بی کاز ہی لو ریڈ کلر۔۔۔ایک دیوار کے ساتھ ٹیبل جڑی ہوئی تھی جس پر کچھ بوکس رکھے ہوئے تھے

دوسری سائیڈ ایک چیئر تھی جس پر وہ نشے میں دھت بندہ بےہوش ہوا رسیوں سے بندھا پڑا تھا اسنے نظر مزید گھمائی جہاں کاشان چوہدری دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی چیئر پر بیٹھا گیم کھیلنے میں مصروف نظر تھا

ہاتھ کیا انگلی بھی نہیں لگائی۔۔۔صرف سر پر وار کیا تھا بےہوش کرنے کے لئے۔۔۔۔ابتسام کی نظروں کو سمجھتے کاشان فر فر بولتا اٹھ کھڑا ہوا۔

گڈ۔۔۔اسے پہلی اذیت جو ملے گئی صرف اور صرف ابتسام ابراہیم چوہدری کے ہاتھوں ہی ملے گئی ۔۔۔سرد لہجے میں سرخ آنکھوں سمیت اسے دیکھتے وہ کاشان کا دل دہلا گیا۔

اتنے غصے میں اکثر ہی وہ ابتسام کو دیکھتا تھا

ہوش میں لاؤ اسے۔۔۔سامنے رکھی چیئر پر براجمان ہوتے اسنے حکم دیا۔۔

کاشان نے پاس پڑی بالٹی اٹھائے اسکے سر پر انڈیل دی۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی خوفناک چیخ ابھری۔۔۔جس کی وجہ پانی میں ملائی گئی برف کا نتیجہ تھی ٹھنڈا ٹھار پانی اسکے سر کے زخم پر پڑتے ہی اسکا ذہن جیسے سن ہو گیا زخم آگ کی طرح جلنے لگا ۔۔۔جیسے ہی ٹھنڈے پانی کا اثر تھوڑا زائل ہوا وہ مکمل طور پر ہوش میں آگیا۔۔۔نظریں ارگرد ڈوراتے اسنے ایک ایک جگہ کا جائزہ لیا وہاں اس کمرے میں ایسا کچھ نہیں تھا جس سے وہ معلوم کر سکتا کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے اور کون لایا ہے۔۔۔کمرے میں پوری طرح خاموشی چھاگئی اسنے اپنے سامنے کچھ ہی قدم کی دوری پر بیٹھے شخص کو غور سے دیکھا بلیک ہوڈی چہرے پر گرائے وہ ٹانگ پر ٹانگ پر چڑھائے شان بے نیازی سے بیٹھا اسے ہی سرد نگاہوں سے دیکھ رہا تھا لمبے کالے سلکی بال ہوڈ کی وجہ سے ماتھے پر بکھرے تو کچھ آنکھوں تک آچکے تھے۔۔۔اسکی نظروں میں ایسا کچھ تھا چیئر پر رسیوں سے بندھے شخص کے جسم میں خوف سرائیت کر گیا اسنے بامشکل گردن موڑے دوسرے شخص کی طرف دیکھا جو جینز شرٹ میں ملبوس چہرے پر بلیک ماسک لگائے کھڑا موبائل میں گھسا ہوا تھا اسکے یوں دیکھنے پر کاشان نے آئی برو اچکائی۔۔۔

کک..کون ہو تم لوگ اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟

شکر ہے تم بولے تو سہی ورنہ مجھے تو لگا پانی اتنا ٹھنڈا تھا کہ تم بہرے ہی ہو گئے۔۔۔کاشان نے سر جھٹکتے اپنی کہے وہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا لی۔

مجھے نہیں بھائی اسے دیکھ وہ جو تیرے سامنے بیٹھا ہے اسکا مجرم ہے تو اسکے کہنے پر تجھے یہاں لایا گیا ہے۔۔۔پتھریلی نظریں ایک نکتے پر سجائے بیٹھے ابتسام کی طرف اشارہ کرتے کاشان نے اسے گردن موڑنے پر مجبور کیا۔۔۔

کون سا جرم ، کیسا مجرم اور کون ہو تم لوگ۔۔۔گردن اسکی طرف موڑتے وہ اب طیش میں آیا۔

تم لوگ مجھے جانتے نہیں ہو۔۔۔

ٹونی عرف آکاش اسلم عمر چوبیس سال باپ کا نام اسلم عمر سرکاری نوکری کرتا ہے گھر میں ماں باپ دو بھائی اور ایک بہن ہے۔۔۔

انگلیاں کھولتے اور بند کرتے اسنے دس سیکنڈ میں اسکی شناخت اسکے سامنے کھول کر رکھ دی۔

آکاش منہ کھولے بے یقینی سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھنے لگا جو ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔۔

تت... تم کیسے ... جانتے ہو اتنا سب میرے بارے میں۔۔۔

"جہاں بات بدلے کی ہو وہاں مقابل کے ویک پوائینٹ سے لے کر اسکے سر کے بال کے کلر تک کو یاد رکھتا ہوں میں"۔

اور تم تو پھر میرے جانی دشمنوں میں سے ایک ہو۔۔۔تمہاری ہسٹری تو ازبر یاد ہے ابراہیم چوہدری کو ۔۔۔اور بھی بہت کچھ معلوم ہے مجھے کہو تو بتاتا ہوں۔

وہ بولتا ٹیبل کے پاس جا رکا۔

تم کون ہو۔۔۔میں کسی۔۔ابراہیم چوہدری کو نہیں۔۔۔جانتا اور کس بدلے کی بات کر رہے ہو تم۔۔۔ کم آواز میں لہجے کو مضبوط بنائے وہ پوچھ رہا تھا مگر زبان کی ہکلاہٹ اور جسم میں ہوتی لرزش اسکے خوف میں مبتلا ہونے کی نشاندھی کر رہی تھی

ہاتھ میں پکڑے بوکس اپنی چیئر پر رکھے وہ اسکے عین سامنے آرکا

عشال ولید شاہ کو تو جانتے ہی ہو گئے تم...؟

وہ جو اسکا چہرا دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا عشال کا نام سنتے ہی اپنی جگہ برف کی طرح جم گیا۔

نہی.. نہیں میں کسی عشال کو۔۔۔

چٹاخ ... وہ تھپڑ اتنا زور دار اور اچانک تھا آکاش چیئر سمیت زمین بوس ہو گیا۔

تمہیں یہاں گیمز کھیلنے کے لئے بلایا ہے میں نے ....

اسکی سخت گرجدار آواز پر کاشان ہڑبڑا کر سیدھا ہوتا اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔او سوری بھائی وہ لڈو کا آخری راؤنڈ چل رہا تھا تو سارا دھیان اسکی طرف ہی۔۔۔اسکی چیئر کو سیدھا کرتے بات اُدھوری چھوڑ کر دانتوں کی نمائش کرتے وہ دوبارہ سے پیچھے ہٹ گیا۔۔۔

مجھے جھوٹ سے اس حد تک نفرت ہے کہ میں تمہیں تمہارے جرم کی سزا دیئے بنا ہی ایک سیکنڈ کے اندر اوپر پہنچا دوں گا اور مجھے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہو گا کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔

اسلئے اب اچھے بچوں کی طرح وہ بتاؤ جو میں پوچھ رہا ہوں

خوف کے مارے اسکے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے آکاش نے تھوک نگلتے اسکی طرف دیکھا۔

مم..میں نہیں جانتا کھولو مجھے جانے دو میں نے کچھ نہیں کیا۔

ابتسام کے ماتھے پر بل ان گنت بل نمودار ہوئے۔

چٹاخ۔۔۔وہ ایک بار پھر زمین بوس ہوا

کاشان نے فوراً سے اسکی کرسی اٹھائی۔۔۔اسکے دونوں گال سوجھ چکے تھے سر سے الگ خون بہنے لگا تھا۔

وہ بھی ایسے ہی چیخی چلائی ہو گئی نا۔۔۔

پتھریلے تاثرات سے اسے گھورتے ابتسام نے بازو فولڈ کیے جب اسکا R نام کا بریسلٹ کلائی پر آن گرا جسے آکاش نے نظر بھر کر دیکھا۔۔

اللہ کا واسطہ جانے دو مجھے میں کسی عشال کو نہیں ج..ا..نت...

اسکے الفاظ ٹوٹ پھوٹ گئے آواز حلق میں دب گئی اتنی ٹھنڈ میں بھی اسکے پسینے چھوٹنے لگے جسم پر لرزہ طاری ہوا تھا جب ابتسام نے ہاتھوں پر موٹے گلوز چڑھائے اس پاس رکھے بوکس میں سے بھورے اور کالے رنگ کی تقریباً ایک سے پانچ سینٹی میٹر لمبی مکڑی نکالی تھی وہ دیکھنے میں ہی اتنی بھیانک اور خوفناک تھی کہ آکاش کی آنکھیں کھلی رہ گئی وہ تقریبا کانپتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

میں بہت انصاف پسند ہوں مگر جہاں اذیت دینے کی بات آتی ہے میں اپنے دشمن کو اسکی دی گئی اذیت سے دوگنی تکلیف دینے کا متمنی ہوں تم نے اسکا ویک پوائنٹ یوز کرتے اس پر مکڑیاں پھینکی اِن ریٹرن مگر یہ عام مکڑیاں نہیں ہیں۔۔۔ہاتھ میں پکڑی مکڑی کو اسکی بازو پر رکھتے وہ ساتھ ساتھ اسکے متعلق بتا بھی رہا تھا

یہ میں نے خاص تمہارے لیے شورٹ نوٹس پر منگوائی ہے

Sydney funnel Web Spider...

نام تو سنا ہو گا کافی ریئر ہے مگر بہت خوفناک اور زہریلی بھی۔۔۔

ایک اور مکڑی اسکی دوسری بازو پر رکھتے ابتسام نے بات جاری رکھی جبکہ پیچھے کھڑا کاشان ہنوز گیم کھیلنے میں مصروف تھا جیسے اس سے امپورٹنٹ کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔

اور پھر ایک کے بعد ایک ساری مکڑیاں اسکے اوپر رکھے وہ پرسکون سا سامنے پڑی چیئر پر بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگا۔۔۔

ایک منٹ گزرا آکاش کی دل دہلا دینے والی چیخ اس کمرے میں گونجی جو اتنی اونچی تھی کہ گیم کھیلتے کاشان کے ہاتھ سے مقابل چھوٹتا زمین پر جا گرا۔۔۔وہ فوراً سے اسکے سامنے آیا جہاں مکڑی اسکی بازو پر اپنے نوکیلے دانت گاڑھے خون پی رہی تھی وہ الگ قسم کا عجیب کیڑا تھا اگر اسے انسانی جسم کے حصے سے الگ نا کیا جاتا نا ہی اسکو ہٹانے کی کوشش کی جاتی تو وہ وہی چپک جاتی اور دھیرے دھیرے اپنے دانت انسانی گوشت کے اندر گاڑھتی جاتی۔۔۔آکاش کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا چونکہ وہ رسیوں سے بندھا ہوا تھا وہ جسم ہلانے سے قاصر تھا جسکی وجہ سے وہ مکڑیاں جہاں جہاں ابتسام نے رکھی وہی وہ دانت گاڑھے چپک گئی اسکے سفید بازو پر سرخ اور نیلے رنگ کی وینز جیسی لائن ابھرنے لگی یقیناً انکا زہر اسکے جسم میں پھیل رہا تھا۔۔۔

مجھے معاف کر دو خدا کا واسطہ رحم کرو مجھ پر میں بتاؤں گا سب بتاؤں گا مجھے تکلیف ہو رہی ہے انکو ہٹاؤ۔۔۔

دھاڑے مار کر روتا وہ مسلسل گڑگڑا رہا تھا مگر سامنے بیٹھے پتھر دل شخص کے کان پر جوں تک نہیں رینگی تھی۔۔۔

کاشان کو اس پر ترس آیا وہ آگے بڑھتا جب ابتسام نے اسکی کلائی تھام لی!...

وہ معافی مانگ رہا ہے سب بتانے کو بھی تیار ہے ابتسام مجھے لگتا ہے..،

تمہیں جو بھی لگتا ہے اپنے تک رکھو جتنی اذیت اسنے محترمہ کو پہنچائی ہے اسکی آدھی بھی نہیں ملی ابھی اسے۔۔۔

سرد مہری سے کہتے ابتسام نے اسکی کلائی جھٹک دی۔

کاشان سے اسکی حالت اب اور نہیں دیکھی جا رہی تھی خود پر ضبط کرتا وہ اس جھونپڑی سے باہر نکل گیا۔۔۔

کمرے میں خاموشی چھا گئی ابتسام نے جوتوں سے نظر ہٹائے اسکی طرف دیکھا جس کا سر ایک طرف لڑکھا ہوا تھا مگر سانسیں ابھی بھی چل رہی تھیں

مم..میں ان سے..معا..ف.. مانگ لوں..گا ... پپ..پلیز ...مجھے چھوڑ دو..

اسکی بھاری ہوئی آواز ابتسام کے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔سرد مہری سے اس شخص کو دیکھتے ابتسام کو اس سے شدید نفرت محسوس ہونے لگی۔

م..مجھے معاف کر دو بھئی ... مم..میری بہن میرا ..انتظار کر رہی ہو...گئ مجھے ..جانے دو ... اللہ کا واسطہ ... مم..مجھے جانے دو...

ذرا سا سر اٹھائے وہ ابتسام کو دیکھتے روتا ہوا کہہ رہا تھا۔

اسکی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگی۔۔۔

وہ ساکت سا بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا اسکی سسکیاں اب اسے اڑیٹیٹ کرنے لگی لمبی سانس کھینچتے وہ اٹھا اور اسکے پاس آرکا۔

مم..میں نے یہ سب اح..د..احد کے کہنے پر.... کیا تھا مجھے ... چھوڑ دو

اسکے قریب آتے ہی وہ پھر سے گڑگڑانے لگا۔

جب ابتسام نے بغیر کوئی تاثر دیئے ایک ایک کر کے وہ تمام مکڑیاں اسکے جسم سے نوچ نوچ کر اتار دی۔۔۔جس کے دوران آکاش کی دل دہلا دینے والی چیخیں اس کمرے میں گونجتی رہیں۔۔۔

میں جانتا ہوں یہ سب احد نے کیا ہے ... اسکی رسیاں کھولتے وہ پرسکون سا بولا۔۔۔

جب جانتے تھے تو اسے کیوں اٹھوایا...؟

اپنے عقب سے کاشان کی آواز سنے وہ ہنوز اپنے کام میں مصروف رہا۔۔

کروایا اسنے تھا مگر یہ حرکت کی تو اسنے تھی نا... محترمہ کو تکلیف اس شخص نے پہنچائی تھی جس کا بدلہ اسے چکانا تھا۔

جواب دیتے وہ ٹیبل کے پاس جا رکا۔

کاشان ، آکاش اور انکے علاوہ ایک اور بھی تھا جو بہت غور سے اسکی باتیں سن رہا تھا

اسکی لوجک پر کاشان کا دماغ گھوم گیا

تم پاگل ہو گئے ہو.. ہمیں اسے پکڑنا ...

ہاں ہو گیا ہوں پاگل یہی سمجھ لو میں پاگل ہو گیا مجھے میری اذیت معاف مگر اسکی تکلیف معاف نہیں کروں گا۔۔کاشان سے زیادہ اونچی آواز میں کہتے وہ پھر سے اسکے پاس آیا مگر اب ہاتھ میں ایک انجیکشن تھا

یہ..یہ کیا ہے..؟ وہ بدحواس سا بولا۔

بغیر کچھ بولے ابتسام نے وہ انجیکشن اسکی بازو گھوپ دی!...

اینٹی ڈوٹ ہے مرنے سے بچا رہا ہے تجھے...

کاشان کی طنزیہ آواز نے آکاش کی جان میں جان بخشی۔

عجیب پاگل انسان ہے پہلے اتنی اذیت دیتا کہ بندہ مرنے والا ہو جائے اور پھر جب سانسیں خشک ہونے لگیں تو اسے بچا لیتا ہے۔۔۔

اسنے پھر سے تبصرہ کیا۔

"جلتی آگ میں ننگے پاؤں بندے کو کھڑا کر کے پھر اسے برف جیسی ٹھنڈک سے روشناس کروانے میں مجھے بہت مزہ آتا ہے"...

اسکے طنز کا بڑے تحمل سے جواب دیتے ابتسام سوالیہ نظروں سے آکاش کو دیکھا۔۔

کیسی لگی جہنم کی سیر...؟

ادھ موئے ہوئے اس چیئر پر بیٹھے بندے کو اسنے نفرت سے گھورتے تنفر سے استفار کیا۔

جنت جیسی لگی ہو گئی نا...کاشان جل کر بولا۔۔۔

تو چپ رہ سکتا ہے کچھ دیر کے لئے ... اب کی بار اسکی آواز اونچی ہوئی تو کاشان کو بھی چپ رہنا پڑا۔

اب باقی کی جو سیر ہے تمہیں وہ شخص کروائے گا ...

آدھے کھلے دروازے کی طرف اشارہ کیا گیا جہاں کسی کی پرچھائی نظر آرہی تھی کاشان نے فوراً دروازہ کھولا وہاں زیان حیدر کو دیکھ کر جہاں کاشان حیرت کے سمندر میں ڈوبا تھا وہی آکاش پولیس کی وردی میں ملبوس پولیس آفیسر کو دیکھ مزید خوف میں ڈوب گیا

یہ رہا آپ کا مجرم سر...؟

اسے سیلوٹ کرتے ابتسام نے اشارہ کیا۔۔۔

جبکہ کاشان تو حیرت کے مارے وہ بھی کرنا بھول گیا

یہ اسکی ایسی حالت تم نے کی ہے...؟

اسکے چہرے ہاتھوں بازوؤں پر سرخ رنگ کی لائنز اور کسی شے کی کاٹنے کے نشان دیکھ اور اسکے سوجھے چہرے کو دیکھ زیان نے اس نوجوان کی طرف دیکھا۔

یہ میں نے نہیں ان زہریلی مکڑیوں نے کیا ہے سر!...

انتہائی اطمینان سے جواب دیا گیا

اسکے جواب پر وہ دونوں عش عش کر اٹھے۔

کاشان اسے ہوسپٹل بھیجنے کا انتظام کرواؤ۔۔۔!

سر جھٹکتے زیان وہاں سے باہر نکل گیا مگر ابتسام کی باتیں اور اسکا رویہ اسے حیرت میں ڈال رہا تھا میں اسی دن سمجھ گیا تھا کہ تم کوئی عام شخص نہیں ہو ابتسام ابراہیم چوہدری مگر میں نے اگنور کر دیا مگر اب اس گھتی کو سلجھانے کا وقت آگیا۔۔۔اسے خیالوں میں مخاطب کرتے وہ جیپ سٹارٹ کر چکا تھا

یہ ہے وہ جس کے لئے تو کام کر رہا ہے..؟

زیان حیدر کے وہاں سے جاتے ہی کاشان کی حیرت میں ڈوبی آواز وہاں گونجی تھی

آہستہ بول کمینے بہرا نہیں ہوں میں... اسنے دانت پیستے کہا

بتا نا یار کیا زیان حیدر سلطان ہے وہ جس کے لئے تو اس پر نظر رکھ رہا تھا۔۔

یہی سمجھ لے۔۔۔اتنا کہتے ابتسام جھونپڑی سے باہر نکل گیا

مگر کیوں انکا اس لڑکی سے کیا تعلق ہے؟اسنے پھر سے سوال کیا

وقت آنے پر سب پتہ چل جائے گا ابھی وہ کر جو وہ بول کے گئے ہیں

ابتسام کی نظروں کے مفہوم کو سمجھتے مجبوراً کاشان کو خاموش ہونا پڑا تھا

» » » » » » » » » » » » » » »

آج پھر اسکی آنکھ اذان کی آواز سے کھلی تھی اذان کے پہلے لفظ سے لے کر حرفِ آخر تک اسنے آنکھیں میچے اذان سنی مگر بیڈ سے اٹھنے یا نماز پڑھنے کی زحمت نہیں کی تھی رات کا ایک ایک منظر اسکی نظروں کے سامنے لہرانے لگا اذان کو ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا وہ اٹھتا واشروم میں بند ہوا

زری جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ بھائی اٹھ گیا ہو گا تمہارا، اسے ناشتہ دینا بھی ہے یا نہیں۔۔۔

اسکی سستی پر چوٹ کرتی وہ اسکے قریب ہی چولہے پر چائے کا پانی چڑھانے لگی جب ہاتھ زری کے ہاتھ سے ٹچ ہوا۔۔۔

زری میری بچی تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔۔۔

ٹھیک ہوں میں مما ..

نہیں تم ٹھیک نہیں ہو چہرا دیکھو پیلا زرد پڑ رہا تم یہاں بیٹھو میں یہ سب دیکھ لوں گئی۔۔۔

ارے کیا ہوا مما... آپ اتنی پریشان کیوں ہیں...؟

وہ جو ناشتے کی غرض سے کچن کی طرف آیا تھا فوراً سے انکے قریب آرکا۔۔۔

ابتسام ڈاکٹر کو بلاؤ زری کی طبیعت خراب ہے...؟

کیا ہوا زری کو۔۔۔وہ اسکی طرف پلٹا جو بخار کی حدت سے تپ رہی تھی

اسے تو بہت تیز بخار ہے آپ اسے روم میں لے کر جائیں میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔۔۔سائیڈ پر ہوتے اسنے فوراً سے سیل نکلا اور ڈاکٹر کو کال ملائی۔۔۔

» » » » » » » » » »

اسکی عادت بن چکی تھی وہ فجر کا اٹھتا ٹھنڈے پانی سے باوضو ہو کر نماز ادا کر کے ان کچے راستوں پر نکل پڑتا تھا پھر تقریبا کچھ گھنٹوں پیدل اس مسافت کو طے کرتے ساتھ کچھ پرانی یادوں کو بھی تازہ کیا جاتا۔۔۔ایسا کر کے اسے سکون ملتا تھا روز کی زندگی سے دور لوگوں کی جانچتی حسد بھری نظروں سے فاصلہ طے کر کے اس سفر پر تنہا چلنا سید سفیان ولید شاہ کے لئے زندگی کے ایک مقصد جیسے بن

گیا تھا "زندگی بھی بلکل وقت کی مانند ہے جو اگر چلتی رہے تو چلتی رہے گئی اور جب رفتار پکڑے گئی تو اپنے ساتھ صرف وقت نہیں جانے کتنی سانسوں کو بھی وقت کے پہیے پر بٹھا کر لے جاتی ہے" سفیان شاہ کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا زندگی وہی تھی مگر وقت نے پاسا پلٹا تھا اور اسکی سب سے قیمتی شے کو اپنے ساتھ لیے اسے اس اذیت ناک ہجر میں مبتلا کر گیا زندگی میں دو چیزوں کی آس کبھی نہیں لگانی چاہئیے ایک وقت کے بدلنے کی اور دوسرا گزرے وقت کے بدلنے کی۔۔۔وقت بدلنا ہم انسانوں کے اختیار میں نہیں ہے مگر ہم انسان گزرے وقت کو بدلنے کی ہزار جستجو کرتے ہیں مگر ایک طرف سے دیکھا جائے تو یہ غلط ہے کچھ انسان سمجھتے ہیں کہ گزرا وقت بدل لینے سے وہ اپنی غلطیاں سدھار لیں گئیں کچھ چہروں پر خوشیاں بکھیر لیں گئیں یا کھوئی چیزیں واپس حاصل کر لیں گئیں مگر در حقیقت ایسا ناممکن ہے کیونکہ غم دینے کے بعد جتنے بھی خوشی دی جائے انسان کے اندر سے وہ غم کی شدت کو کم کیا جا سکتا مگر ختم نہیں کیا جا سکتا ویسے ہی کھوئی چیزیں کبھی نہیں ملتی ہمیں ہی راضی ہونا پڑتا ہے اللہ کی رضا میں ہمارے ہی کوئی بہتری ہو گئی یاں اللہ کی مصلحت سمجھ کر آگے بڑھنا پڑتا۔۔۔گھڑی کی سوئیاں الٹے رخ گھمانے سے وقت بدل نہیں جاتا ویسے ہی اپنے ماضی کو بار بار کوسنے سے وہ بدل نہیں جاتا۔۔۔مگر یہ بات شاید سفیان شاہ کے لئے زہر پینے کے مترادف تھی چوبیس سال کا عرصہ گزر چکا تھا مگر وہ انوشے شاہ کو بھلانے میں ناکام رہا تھا وہ ضدی اڑیل خود سر جابر ظالم حاکم کی محبت بھی اس جیسی ضدی ہی ثابت ہوئی تھی جو اس ایک شخص کے لئے وقف ہو چکی تھی۔۔۔

ڈیرے سے ہوتے اسنے قدم حویلی کی طرف اٹھائے جب پلر کی آڑ سے کسی کی چور نظر خود پر محسوس کرتے وہ نامحسوس طریقے تک وہاں پہنچا۔۔۔

تم پیچھا کر رہی ہو میرا..؟

مخصوص رعب دار آواز میں کہتے وہ چھوٹی کو یکدم اچھلنے پر مجبور کر گیا وہ جو اپنی ہی دھن میں کھڑی اسے ڈھونڈ رہی تھی اچانک سے اپنے پیچھے سے سفیان شاہ کی آواز سنتے جھٹکا کھا کر پلٹی تھی۔۔۔

نہی.. نہیں چھوٹے سائیں... مم..میں تو بس جا ...رہی تھی

چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اپنے ماتھے سے ننھے پسینے کے قطرے صاف کرتی وہ سفیان شاہ کو چھوٹی سی ڈرپوک عشال لگ رہی تھی

وہ مسکراتا کچھ بولے بغیر ہی پلٹ گیا۔۔۔

چھوٹی نے اسے جاتے دیکھا دل کی بات دل میں نہیں رکھ سکتی تھی مگر سفیان شاہ کا خوف اسقدر حاوی تھا کہ وہ بولنے سے بھی گھبرا رہی تھی اسی جھنجھلاہٹ میں اسنے رونا شروع کر دیا۔۔۔ آواز یکدم اونچی ہونے پر سفیان شاہ چونکتے پلٹا اسے روتا دیکھ وہ فوراً سے اسکے قریب آرکا

کیا ہوا بیٹا کیوں رو رہی ہو آپ...؟

گھٹنوں کے بل اسکے پاس ہوتے وہ نہایت نرمی سے پوچھ رہا تھا

وہ ابھی رونے میں مصروف تھی ورنہ سفیان شاہ کی اتنی نرمی پر ضرور غش کھا کر زمین بوس ہو جاتی ۔۔۔

رونا بند کرو بچے بتاؤ کیا ہوا ہے کیوں ایسے رو رہی ہو کسی نے کچھ کہا ہے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں ہوں یہاں اوکے مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے.؟

اسکے سر پر رکھے چھوٹے سے ڈوپٹے کو ہولے ہاتھوں سے سیٹ کرتے وہ ایک ہی سانس میں بولتا جا رہا تھا کسی بچے کے ساتھ وہ پہلی بار ڈیل کر رہا تھا۔۔۔

مم..مجھے بات کرنی ہے!...

اسے دیکھنے سے گریز کرتی چھوٹی نے بھرائی آواز میں کہا۔

کس بارے میں بات کرنی ہے... لہجہ ہنوز نرم تھا۔

ع..عینا آپی...! نام لیتے اسنے پھر سے رونا شروع کر دیا تھا

خاموش ہو جاؤ مجھے بتاؤ عینا آپی نے کچھ کہا ہے!...

نہیں ...! اسنے ذرا سی گردن اٹھائی۔۔۔

پھر ...

وہ دو قدم دور ہٹ گئی ... اسکے ردعمل پر سفیان شاہ حیرت سے اسے تک رہا تھا اسکے چہرے پر پھیلا خوف دیکھ اسنے نظریں چرا لیں۔

آپ ... آپ نے عینا دی کو مارا ...

سرعت سے گردن اٹھائے اسنے چھوٹی کو دیکھا جو چہرا جھکائے کھڑی رو رہی تھی ماتھے پر بل پڑے تھے ضبط سے مٹھیاں بھینچے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ کل وہاں آپ کو دیکھنے آئی تھیں۔۔۔

وہ مڑ چکا تھا مگر قدم وہی رک گئے چھوٹی کے منہ سے نکلے الفاظ اور سامنے کھڑے وجود کو دیکھتے سفیان شاہ نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔ حقیقت سے پردہ اٹھا تھا۔

میں نے منع کیا تھا مگر وہ آپ کو دیکھنا چاہتی تھیں۔۔ایک اور سچائی سے پردہ ہٹا تھا سفیان شاہ کو ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا وہ آج خود ہی اپنی نظروں میں گر گیا۔۔۔

اسکے آنسو بہہ نکلے۔۔۔وہ ساکت ہوئے سامنے موجود اس سفاک شخص کی نظروں میں اپنی رت جگے کی سرخ نظریں گاڑھے اسے دیکھ رہی تھی مگر اسنے تو خود کو نظر ملانے کے بھی قابل نہیں چھوڑا تھا

۔۔۔

مجھے یہ سب عینا آپی نے نہیں بتایا کل بی جان نے کہا آپ کو دودھ کا گلاس دے آؤں تب میں نے آپ کی باتیں سن لیں مجھے معاف کردیں اسکے آنسو بہنا بند ہو چکے تھے خشک ہوئیں آنکھیں اسنے اس ساری صورتحال میں پہلی بار اٹھائی تھی اور اپنے سامنے پیٹھ کیے پتھر کا مجسمہ بنے کھڑے سفیان شاہ اور اسکے سامنے ساکت روتی کھڑی عینا شاہ کو دیکھ وہ کچھ بھی بولے بغیر وہاں سے نکل گئی۔۔۔

اسنے نظر اٹھائی تھی مگر آج پیروں تک نہیں آج اسنے آنکھوں تک نظریں اٹھائیں۔۔۔ مگر ان خالی ویران آنکھوں کو دیکھ سفیان شاہ کے دل پر کسی نے زور دار گھونسا مارا تھا۔۔۔ زبان کو جیسے لقوہ مار گیا ۔۔۔وہ بھی آنسو پونچھتی سب کی نظروں سے بچتی جیسے آئی تھی ویسے ہی کمرے میں بند ہو چکی تھی۔

آگئے تم.. بیٹھو ناشتہ لگ گیا سب تمہارا اور عینا کا انتظار کر رہے ہیں پتہ نہیں کہاں رہ گئی روز تو فجر وقت کی اٹھی ہوتی ہے معلوم نہیں آج کمرے سے ہی نہیں نکلی۔۔۔

ڈائیٹنگ ہال کے وسط میں کھڑے سفیان شاہ نے ان کی طرف بے تاثر نگاہ ڈالی۔۔۔ جہاں دا جی بی جان ولید شاہ اسکے بولنے کے ہی انتظار میں کھڑے تھے۔۔۔ اچھا تم بیٹھو میں عینا کو دیکھ کر آتی ہے۔۔۔

اسنے سرعت سے گردن انکی طرف موڑی۔

آپ بیٹھیں میں بلاتا ہوں اسے ... کہتے ہی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

جب وہاں سب اسکے انجانے رویے پر حیران پریشان سے اس راہ کو تک رہے تھے۔۔۔

لمبے لمبے سانس لیتی اوندھے منہ بیڈ پر گرے وہ بچوں جیسے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔مگر تکلیف کی شدت تھی جو کم ہونے کی بجائے بڑھتی جا رہی تھی وہ آنسو اس سفاک شخص کی بے اعتباری کے نہیں تھے وہ تو اپنے ساتھ محبت کے نام پر ہوئے مذاق پر رو رہی تھی وہ محبت جو اسے کسی کانچ کے ٹوٹے ٹکرے کی طرح سنبھال کے رکھی تھی جو آج کرچی کرچی ہو چکا تھا جس سے کسی اور کا تو نہیں اسکا وجود ضرور چھلنی ہوا تھا۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ جھٹ سے سیدھی ہوتی بیڈ کے کونے پر ٹک گئی آنے والے کو دیکھنے کی زحمت نہیں کی گئی تھی۔۔۔سفیان شاہ چلتا اسکے برابر میں آبیٹھا۔۔۔وہ اپنے کیے پر شرمندہ تھا معافی مانگنا چاہتا تھا مگر کیا کہتا۔۔۔کون سے ایسے الفاظ بولتا جس سے اسکا دکھ کم ہو جاتا۔۔۔

مجھے معاف کر دو... آخر کمرے میں پھیلا سکوت ٹوٹ گیا۔

پندرہ منٹ کی مسلسل خاموشی کے بعد سفیان شاہ کے منہ سے وہ الفاظ نکلے جو آج تک کسی کے لئے ادا نہیں ہوئے تھے

کر دیا !...

آنسوؤں پر بندھ باندھے کہتی وہ بیڈ سے اٹھتی الميرا کے پاس جا رکی۔۔

جبکہ وہ ششدر کھڑا اسے دیکھتا رہا

میں واقع میں شرمندہ ہوں!...

اسکے پیچھے رکتے سفیان شاہ نے دل پر پڑے بوجھ کو کم کرنے کے لئے ایک بار پھر ارضی دی۔۔۔

ہمم ... عینا نے ذرا سا سر کو خم دیا

مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم وہاں۔۔۔

بس کریں چھوٹے سائیں کیوں اپنے عہدے سے چھوٹی باتیں کر رہے ہیں آپ تو اس حویلی کے مالک میرے حاکم ہیں آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔۔۔وہ بنا پلٹے کاٹ دار لہجے میں بول رہی تھی۔

جبکہ اس چھوٹے سائیں لفظ پر سفیان شاہ نے سرخ ہوتی نظروں سے اسکی پیٹھ کو دیکھا۔۔۔

اور مجھ جیسی آپ کے جوتی برابر نوکرانی کی کیا حیثیت جو آپ مجھ سے معافی مانگ رہے۔۔

کلائی سے پکڑے اسے کھینچتے سفیان شاہ نے اسکا رخ اپنی جانب پھیرا جب عینا بروقت خود کو سنبھالتی اسکے اور اپنے بیچ فاصلہ بنا گئی تھی۔۔۔

بہت بول لیا تم نے اور بہت سن لیا میں نے۔۔۔اب میری بات سنو ... اسکی کلائی چھوڑتے وہ مضبوط لہجے میں بولا۔

مجھے واقع میں معلوم نہیں تھا کہ تم وہاں۔۔۔

مجھے تو معلوم تھا نا مجھ سے پوچھ لیتے۔۔۔مزید دوری بنائے وہ روتی ہوئی چیخ پڑی۔۔۔پلو سر سے سرکتا کندھے پر گرا تھا

ایک بار پوچھتے لیتے بیوی کی حیثیت سے نہیں کنیز کی حیثیت سے پوچھ لیتے کہ بتاؤ تم وہاں کیوں آئی تھی میں بتا دیتی مجھ سے قسم لے لیتے اگر یقین نہیں تھا تو۔۔۔مگر نہیں آپ کیوں پوچھتے۔۔۔

ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑتی وہ طنزیہ ہنسی۔

وہ دم سادھے اس ٹوٹی بکھری لڑکی کی سسکیاں اسکے رونے سن رہا تھا

آپ کی شان میں فرق آجاتا نا۔۔۔آپ کو تو صرف فیصلہ سنانے کی عادت ہے سچ جھوٹ کیا ہے آپ کو کیا فرق پڑتا۔۔۔آپ تو حاکم ہیں نا میرے۔۔۔جیسا چاہیں سلوک کریں !...

اسکے دل پر پے در پے کوڑے برساتی عینا نے اپنی ساری بھڑاس نکال ڈالی تھی۔۔۔

تمہارا مجرم ہوں اور تمہارے سامنے ہوں جو بولوں گئی سنوں گا جو سزا دو گئی قبول کروں گا۔۔۔مگر بغیر معاف کیے مت جاؤ ورنہ تم سے زیادہ اذیت میں رہوں گا۔۔۔جاتی عینا کی کلائی تھامے وہ سر جھکائے شرمندگی سے بھرپور لہجے میں کہہ رہا تھا

دل توڑنے کی کوئی سزا نہیں ہے میری نظر میں۔۔۔اگر معافی چاہئیے تو روزِ محشر کا انتظار کریں۔۔۔ سفاکیت سے کہتے عینا نے اپنا ہاتھ جھٹک لیا۔۔۔

وہ سرد آہ بھر کے رہ گیا۔

بی جان ناشتے پر بلا رہی ہیں تمہیں۔۔۔ساتھ سے گزرتے اسنے جانا چاہا جب عینا اسکے راستے میں حائل ہوئی

کیا چاہتے ہیں اس چہرے کے ساتھ باہر جاؤں۔۔۔اپنے چہرے کے ارگرد انگلی گھما کے کہتے اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں

اسکی برداشت کی حد سوا ہوئی وہ اب مزید اسکی دل جلا دینے والی باتیں اور آنسو نہیں برداشت کر سکتا تھا کچھ بھی کہے بغیر وہ کمرے سے نکل گیا۔

عینا کہاں ہے سفیان....؟

وہ نظر بچا کر جانا چاہتا تھا مگر بی جان کی آواز پر رک گیا۔

اسے بھوک نہیں ہے۔۔۔

اچھا آؤ تم تو کچھ کھا لو۔۔۔

انہوں نے پھر سے پکارا

مجھے بھی بھوک نہیں ہے بی جان۔۔!

کہتا وہ مزید کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا تھا اسلئے ڈیرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ان چاہے رشتوں میں یہ سب تو ہوتا ہے .... اس مخصوص چھیڑتی طنزیہ سرگوشی نے ان سب پر چھائے سکتے کو توڑا تھا

واقع....؟

داجی کے ایک لفظ نے ولید شاہ کے تن بدن میں جیسے آگ لگا دی داجی کی تمسخر اڑاتی نظروں کو دیکھتے وہ پلیٹ دور کھسکائے اٹھتے وہاں سے غائب ہو گئے۔۔

» » » » » » » » » » » » » »

گڈ مارننگ ڈیڈ!...

گڈ مارننگ مائے پرنس ... وہ مسکرائے تھے

آج آپ آفس نہیں گئے ...؟

کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھتے وہ ساتھ ساتھ اپنا بریک فاسٹ بھی کر رہی تھی

آج کوئی ضروری میٹنگ نہیں تھی اسلئے نہیں گیا۔۔

تو آج کہیں باہر ڈنر کا پلان بنائیں ... وہ جھٹ سے بولی۔

جیسے آپ چاہو... اپنی پرنسس کو مسکراتے دیکھ وہ بھی مسکرا اٹھے

اوکے تو میں ریزرویشن کروا لیتی ہوں وہ بھی ہمارے فیورٹ ہوٹل میں۔۔۔

تین سیٹ ریزور کروایئے گا۔۔۔

خوشی سے چہکتی وریشہ کے ہونٹ سکڑ گئے۔

تیسرا کون ہے ڈیڈ...؟

اپنے شک کو درست ثابت کرنے کے لئے اسنے پوچھ لیا۔

زیان ... اسے بھی ساتھ لے جائیں گئیں اور...

مجھے ضروری کام یاد آ گیا ہے پھر کبھی چلیں گئیں ڈیڈ!....

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی موڈ بری حد تک بگڑ چکا تھا

اچھا بیٹھیں تو!...

وہ رکی مگر بیٹھی نہیں۔

کیا آپ کے ضروری کام کے ختم ہونے کے بعد زیان نے غائب ہو جانا ہے؟

انکے عجیب و غریب سوال پر وریشہ نے انہیں گھورا۔

ایسا کچھ نہیں ہونا بچے تو پھر آپ کیوں اس بیچارے بچے...

وہ آپ کا بیچارا بچہ نہیں ہے انتہائی قسم کا بدتمیز ،خود سر اور منہ پھٹ انسان ہے جسے بات کرنے کی بلکل تمیز نہیں ہے۔۔۔

ایک ہی سانس میں بولتی وہ ایکدم پھٹ پڑی ابھی تو وہ اس رات کے اسکے کلمات نہیں بھولی تھی پھر اسکی تعریفوں کو کیسے برداشت کرتی۔۔۔اتنا بولنے کے بعد وریشہ نے انکی طرف دیکھا جو کانوں میں انگلیاں گھسائے بیٹھے تھے۔

آپ بولتی نہیں چیختی ہو بیٹا میرا کیا قصور ... اپنی پرنسیس کی خفگی بھری نظروں کو خود پر ٹکے دیکھ وہ معصومیت سے بولے۔

اچھا بیٹھ جائیں مجھے اپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔

چیئر واپس دھکیلتی کافی کا مگ اٹھائے وہ واپس بیٹھ گئ۔

جی کہیں ... کافی کے سپ بھرتے وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

آپ نے شادی کے بارے میں کیا سوچا؟

بہت کچھ سوچا ہے ڈیڈ!...

مثلاً...؟

اسکے فوراً جواب پر وہ خوش ہوئے تھے مگر وہ خوشی محض کچھ وقت کی ہی تھی

دبئی سے شاپنگ کروں گئی ڈریم ویڈنگ ہو گئی میری ، وینیو مینیو میں خود ڈیسائیڈ کروں گئی مہندی مجھے پسند نہیں تو وہ کینسل اور شادی سے پہلے اپنے سسرال جا کر اپنا کمرہ خود سیٹ کروا کر آؤں گئی اور اسکے علاوہ ایک کنٹریکٹ سائن کرواؤں گئی اور میرے ہونے والے شوہر۔۔۔میرا مطلب ہے آپ کے داماد صاحب ... ایک نظر اپنے ڈیڈ پر ڈالتے اسنے بات جاری رکھی۔۔۔اگر اسنے ایک بھی شرط ماننے سے منع کیا تو اپنا بیگ پیک کر کے پیلیس اپنے ڈیڈ کے پاس واپس آجاؤں گئی۔۔۔ہاتھ جھلا جھلا کر بڑے مزے سے وہ احمد سلطان کو اپنے خرافاتی پلانز بتا رہی تھی۔

میرا مطلب تھا بیٹا شادی کب کرنی ہے؟

وہ جو اتنے مزے سے اپنے پلانز گنوا رہی تھی سرسری سی نظر احمد سلطان پر ڈالے پھر سے شروع ہو گئی۔

شادی میں تب کروں گئی جب مجھے کھانا بنانا آجائے گا...

مطلب...؟

مطلب ڈیڈ۔۔۔کافی کا سپ بھرتے وہ پوری کی پوری انکی طرف مڑ گئی۔

مطلب جو آپ کا داماد ہو گا وہ ایلین تو نہیں ہو گا نا اسکے بھی موم ڈیڈ ہوں گئیں۔۔۔تو جو میری ساس صاحبہ ہو گئیں انکے سامنے نمبر بڑھانے کے لئے کھانا بنانا تو آنا چاہئیے نا۔۔۔ورنہ وہ کیا کہیں گئیں احمد سلطان نے اپنی نکمی بیٹی کو کچھ سکھایا ہی نہیں۔۔۔انتہائی رازدانہ انداز میں کہتے وہ چیئر کی پشت سے واپس ٹیک لگا گئی جیسے کوئی مارکہ سر کر آئی ہو۔

جبکہ احمد سلطان سر تھامے اپنی بگڑی اولاد کو دیکھ رہے تھے

ڈیڈ ...؟

ہووو۔۔۔

آپ نے ایک سوال تو پوچھا ہی نہیں؟

لمبی سانس کھینچتے انہوں نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا

یہی کہ مجھے کیسا لڑکا چاہئیے.؟

یہ بھی آپ خود بتا دیں یقیناً اس بارے میں بھی کچھ اسپیشل سوچ رکھا ہو گا آپ نے!...

ہاں وہ تو ہے مگر آپ پوچھیں نا میں پھر بتاؤ گئی ایسے مزہ نہیں آتا..

انکی خفا نظروں کو نظر انداز کرتی وہ باضد ہوئی تو احمد سلطان کو بھی ہار مانتے پوچھنا پڑا۔۔

وریشہ مائے پرنسس کیسا لڑکا چاہئیے آپ کو؟

پنک کلر کا..." احمد سلطان کو ایسے جواب کی توقع بلکل نہیں تھی

کچھ ہی لمحے بعد دونوں کے چھت پھاڑ قہقہے وہاں گونجے۔

اب ڈھونڈ کے لائیں ایسا لڑکا۔۔ہنسے ہنستے وہ انہیں چیلنج کر گئی

اگر ڈھونڈ لائے تو ...آپ کو شادی کرنی پڑے گئی۔

ہنستی ہوئی وریشہ کو چپ لگ گئی سیریس انداز میں انہیں دیکھتی وہ اٹھی۔۔۔شادی بہت بورنگ ہوتی ہے ڈیڈ اگر آپ مجھے کسی اور کی شادی اٹینڈ کروانے کے لئے لے جانا چاہئیں تو آئی ایگری بٹ آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ اِن دِس جھنجھال۔۔۔

جھنجھال سے کیا مطلب ہے آپ کا؟

شادی کا دوسرا نام جھنجھال ہوتا ہے ڈیڈ جس میں ایک سیاپہ ختم نہیں ہوتا تو دوسرا شروع ہونے کے لئے کے انتظار میں ہوتا۔۔۔

(on your mark get set and go)

بلکل ایسے۔

سیر سیلی ڈیڈ ایسے مت دیکھیں۔۔۔انکی خفگی بھری نظروں سے خائف ہوتی وہ ان کے قریب آئی۔۔۔ ویسے بھی اگر میں آپ کی شادی کے وقت ہوتی تو آپ کو اس جھنجھال میں پڑنے سے ضرور روکتی۔ کھلکھلاتی آواز میں سرگوشی کرتے وہ اپنے کمرے کو بھاگی اور پیچھے احمد سلطان مسکراتے سر پکڑ کے بیٹھ

گئے وہ خوش تھے انکی بیٹی خوش تھی مگر وہ شادی کی بات پر ہمیشہ انہیں باتوں میں گھوما پھیرا کر بھاگ جاتی تھی آج بھی وہی ہوا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » » » » »

مما کیوں پریشان ہو رہی ہیں ڈاکٹر نے کہا تو ہے ٹھنڈ کی وجہ سے ٹمپریچر ہوا ہے ٹھیک ہو جائے گی زری پلیز آپ ٹینشن نہیں لیں ورنہ آپ بھی بیمار پڑ جائیں گئ‍ںں پھر میری ٹینشن بھی دوگنی ہو جائے گئ۔۔۔ معصومیت بھرے لہجے میں کہتے وہ رونی صورت بنا گیا جبکہ نگہت بیگم اپنے بیٹے کی معصوم سی صورت ہر ہی صدقے واری ہوتیں ہنس دی تھیں۔

ہائے میری پیاری مما کتنی کیوٹ لگتی ہیں آپ ہنستے ہوئے۔۔۔ماشاءاللہ ماشاءاللہ کسی کی نظر نا لگے۔۔۔

ہٹ پاگل۔۔۔اسکے ہاتھ اپنے گالوں پر سے ہٹاتے وہ ہنستی کچن کی طرف چل دی تھیں ناشتہ بنا رہی ہوں جلدی آجاؤ۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے مما مجھے آپ سے بات کرنی تھی وہ بھی بہت ضروری۔۔انکے پیچھے کچن میں آتے وہ سیریس انداز میں بولا

بولو بیٹا میں سن رہی ہوں ... دھیان چولہے کی طرف رکھے وہ اپنے بیٹے کی طرف ہمہ تن گوش تھیں۔

مما وہ کاشان اور چاچو چاچی آنا چاہتے ہیں رخصتی کی ڈیٹ لینے کے لئے۔۔۔وہ تھوڑا ہچکچایا۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے لڑکی جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائے اچھا ہے۔۔۔

تو آپ کو کوئی مسئلہ تو نہیں ہے۔۔۔وہ پھر پوچھ رہا تھا

نہیں مجھے کیا مسئلہ ہو گا نکاح کو تین سال گزر چکے ہیں اب تک تو رخصتی ہو جانی چاہئیے۔۔۔۔

چلیں آپ ایک بار زری سے بھی بات کر لیجئیے گا باقی شام میں وہ سب آ ہی رہے ہیں۔۔۔چائے کا کپ اٹھاتے اب وہ مطمئن لگ رہا تھا

اسے کیا مسئلہ ہو گا بچے اکیس سال کی ہو گئی ہے ماشاءاللہ سے اب تو رخصتی ہو جانی چاہئیے اور ہاں تم مجھے شام کے لئے سامان لا دینا

ابتسام کی طرف سے کوئی جواب نا پا کر وہ اسکی طرف مڑی جہاں وہ یک ٹک انہیں دیکھ رہا تھا

ایسے کیا دیکھ رہے ہو بیٹا..؟۔وہ مسکراتی پھر سے پلٹ گئ

دیکھ رہا ہوں آج میری پیاری مما اتنے دن بعد کھل کر مسکرائی ہیں

پراٹھا بیلتے انکے ہاتھ تھم گئے۔

تم جاؤ جلدی سے فریش ہو کر آؤ پھر مجھے سامان بھی لا کے دینا۔۔

آنکھوں میں آئی نمی کو بامشکل پلکوں کی باڑ پر روکے کہا تھا

» » » » » » » » » » » » » »

حسنہ بی پری کے ساتھ کون ہے باہر...؟

گاڑی پورچ میں کھڑی کرتے وہ سرسری سی نظر لان میں بیٹھی عشال اور اسکے ساتھ لڑکی پر ڈال کچن کی طرف آگیا جہاں حسنہ بی لوازمات کی ٹرے سجائے باہر نکل رہی تھی۔۔۔ہاتھوں میں پکڑے بیگز ٹیبل پر رکھتے وہ وہی بیٹھ گیا۔

عشال کی دوست آئی ہیں۔۔۔عائشہ ... یہ سب انہی کے لئے لے کر جا رہی ہوں۔۔۔کہتے وہ لان کی طرف بڑھ گئی

عشال کیسی ہے اب.. طبعیت ٹھیک ہے اسکی...؟

انکو واپس آتے دیکھ ارشان شاہ نے سرعت سے سوال کیا۔۔

کہاں ٹھیک ہیں صبح سے ایک لفظ نہیں بولیں گم سم سی اپنے کمرے میں بیٹھی رہیں نا کوئی بات کرتی ہیں نا کسی بات کا جواب دیتی ہیں ۔۔۔انکی آواز بھرا گئی۔۔

تسلی رکھیں حسنہ بی ہم دونوں اسے پہلے جیسا کر دیں گئیں...

انکا ہاتھ تھامے اپنے پاس بٹھائے وہ مضبوط لہجے میں بولا۔۔۔

وہ پھر سے پہلی جیسی عشال بن گئی ہے میں اسے اس حال میں نہیں دیکھ سکتی بچے میں ہار گئی ہوں میری ہمت ٹوٹ رہی ہے اتنے غم دیکھ چکی ہے وہ بچی کہ اب اسے کس منہ سے دلاسہ دوں سمجھ نہیں آتی۔۔۔کوئی ایک ظلم نہیں ہوا ان پر بچے میں نے اس حویلی میں سب دیکھا ہے انکے ساتھ ہوتا ہر سلوک میری ان آنکھوں نے بہت ضبط سے دیکھا ہے بیٹا مگر میں ٹھہری ایک ملازمہ کیا کہتی کسی کو۔۔۔ضبط کے باوجود انکے آنسو لڑیوں کی صورت میں بہہ نکلے

مگر میں اب اپنی بچی کو اور ان آزمائشوں میں نہیں دیکھ سکتی بیٹا مجھے کچھ نہیں چاہیئے بس میری بچی کو پہلا جیسا کردو ارشان بیٹا میری اپنی کوئی بچی نہیں ہے مگر اسکا دکھ مجھے محسوس ہوتا میرا دل چھلنی ہوتا مگر میں بے بس ہوں ... وہ زاروقطار رو دی تھیں

ارشان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچے ماتھا سہلایا تھا۔

روئیں تو نہیں نا بی پری نے دیکھ لیا تو وہ بھی رونا شروع کر دے گئی جانتی تو ہیں آپ کتنے چھوٹے سے دل کی پری ہے وہ۔۔۔

ارشان شاہ کی بات پر پھیکا سا مسکراتے انہوں نے سر کو خم دیا۔

"اللہ کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں کرتا وہ بس آزماتا ہے اور صبر کرنے والوں کو میٹھا پھل دیتا ہے "

قرآن کی آیت سناتے وہ ذرا سا مسکرایا!...

مگر ہر بار صبر صرف میرے ہی حصے میں کیوں آتا ہے بھائی!...

ارشان شاہ سمیت حسنہ بی نے بھی داخلی راہ کی سمت نظر اٹھائی جہاں وہ بجھے چہرے اور سوجھی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی

ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے ارشان شاہ نے اسکا بازو تھام لیا۔

عشال۔۔۔

کیا عشال بھائی۔۔۔کیا۔۔۔آج تو بولنے دیں کب تک خاموش رہوں آخر کب تک۔۔۔اپنی بازو آزاد کرواتی وہ رو پڑی تھی۔

خدا کی قسم بھائی تھک گئی ہے آپکی عشال چپ رہ رہ کر ان دکھوں کو دل میں رکھ کر۔۔ آخر اور کتنا صبر لکھا ہے بھائی میری قسمت میں اللہ پاک کیوں میری آزمائشیں کم نہیں کرتے۔۔۔ میرا دل مر رہا ہے۔۔اسکی آواز رندھ گئی تھی اسکی بازو پکڑے وہ بچوں جیسے روتی بلکتی اپنے دکھ اسے سنا رہی تھی ان بیس سالوں کے دکھ جو وہ دل میں پالتی آئی تھی وہ دکھ جن کی آنسوؤں کو وہ سجدوں میں بہا کر دنیا کے سامنے مسکراتی تھی۔

"مجھ سے میری ماں چھین لی گئی اور کہا گیا صبر کرو میں نے کر لیا"... "مجھ سے میری بہن دور کر دی گئی اور کہا صبر کرو میں نے تب بھی صبر کر لیا" ... اور میں نے تب بھی صبر کیا بھائی جب میرے ساتھ ناانصافی ہوتی رہی جب مجھے کسی اور کے گناہوں کی سزا دی جاتی رہی جب میری عزت کو یوں ۔۔ایک پل میں مٹی میں ملا دیا گیا آخر اور کتنا صبر۔۔۔اور کیسے۔۔۔اسکی آواز اونچی ہونے لگی سسکیاں رونے بڑھنے لگے وہ زمین پر بیٹھتی دھاڑے مار مار کر رو دی.

پری میری جان ... مت رو تمہارے بھائی کو تکلیف ہو رہی ہے بچے۔

نم آنکھوں سے اسے دیکھتا وہ منتوں پر اتر آیا۔

روتی حسنہ بی وہی کھڑی بس اسے سن رہی تھیں آج ان میں دلاسہ دینے کی ہمت نہیں تھی

مم۔۔میری تکلیف کا کیا بھائی میری تکلیفوں کا ازالہ کون کرے گا میں یہ دکھ کیسے سہوں میں تھک گئی ہوں۔۔۔وہ حلق کے بل چلائی۔

بھائی۔۔۔جب کچھ یاد آنے پر اسنے فوراً سر گردن اٹھائی۔۔۔

اسکے پکار پر پاس ہی بیٹھے ارشان شاہ نے اپنی سرخ ہوتی نظریں اسکے چہرے پر گاڑھ دیں۔

بھائی مجھے چھپا لیں کہیں مجھے اس دنیا سے کہیں دور بھیج دیں بے شک مما کے پاس...،

عشال۔۔۔وہ تڑپ اٹھا اسکے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھے ارشان شاہ نے نفی میں سر ہلایا جب عشال روتی سسکتی اسکی پناہ میں آتی بلک اٹھی۔۔

اس ذات کو مجھ پر رحم کیوں نہیں آتا بھائی کیا میں اتنی بُری ہوں کہ وہ ایک کے ایک بعد مجھ پر آزمائشیں ڈالتے ہیں پہلے بابا اور اب...

ششش چپ ہو جاؤ۔۔۔میری پری بُری نہیں ہے وہ تو اللہ کے پسندیدہ بندوں میں سے ہے اور جانتی ہو پری۔۔۔اسکے آنسو صاف کرتے وہ دھیمی آواز یں بول رہا تھا۔

جو اللہ کے پسندیدہ لوگ ہوتے ہیں نا اللہ ان پر آزمائشیں ڈالتے ہیں تاکہ میرا بندہ میرے اور قریب ہو جائے مجھے یاد کرے وہ رحم کرتا ہے پری بس کبھی کبھار ہماری زندگی ہمیں بُرے اور کٹھن وقت سے گزارتی ہے تاکہ ہم مضبوط اور بہادر بن سکیں۔۔۔

آنسو ابھی بھی آنکھوں سے بہتے گال پر پھسل رہے تھے وہ خاموش سی یک ٹک اسے سن اور دیکھ رہی تھی جیسے کچھ بولنا چاہتی ہو مگر کہہ نہیں پا رہی تھی اور وہ کہنا بھی نہیں چاہتی تھی اسنے پھر سے سر جھکا دیا۔۔۔ارشان شاہ باخوبی اسکے تاثرات نوٹ کر رہا تھا مگر وہ اسے مزید بولنے دینے کا روادار نہیں تھا۔

حسنہ بی عشال کو اپنے کمرے میں لے جائیں۔

مجھے حویلی جانا ہے...فرش سے اٹھتی وہ بے تاثر لہجے میں بولی.

ارشان شاہ سمیت حسنہ بی بھی اسکی اچانک حویلی جانے کی فرمائش پر حیرت میں مبتلا ہوئے تھے

اور کل ہی جانا ہے..."" وہ پھر سے بولی اور کمرے میں چلی گئی

موبائل کی رنگ پر ارشان شاہ اپنے خیالوں کو جھٹکتے باہر نکل گیا

« « « « « « « « « « « « «

پاتال میں بھی چھپ کر بیٹھا ہو تو وہاں سے بھی ڈھونڈ کر لاؤ اسے مجھے احد ارسلان ہر حال میں چاہئے اسکے گھر پر ریڈ ڈالو باپ کو اندر کردو اسکے، جب باپ جیل جائے گا تو بیٹا خود سامنے آجا گا۔

صحیح انفارم کرتے رہنا مجھے میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔۔

اپنی پری کے ایک ایک آنسو کا گن گن کے بدلہ لوں گا میں تجھ سے احد تو واقف نہیں ہے ابھی مجھ سے بہت شرافت دیکھ لی تو نے میری اب تجھے معلوم ہو گا سید ارشان شاہ سے ٹکر لینے کا نتیجہ کیا ہوتا۔۔موبائل پر گرفت سخت کرتے وہ واپس سے گھر کے اندر چلا گیا۔
ڈیڈ میں تھوڑی دیر کے لئے باہر جا رہی ہوں.. گلے میں پڑا مفلر سیٹ کرتی وہ مصروف سے انداز میں بولتی چلتی جا رہی تھی جبکہ احمد سلطان اپنی بیٹی کو پہلی بار ڈوپٹہ گلے میں ہی سہی مگر ڈوپٹے سمیت باہر

جاتے دیکھ رہے تھے وہ بہت انہماک سے دیکھ رہے تھے جب وریشہ کوئی جواب نا پا کر واپس پلٹ آئی اسے اندیشہ تھا کہ وہ اسکی شادی والی ڈسکشن پر ناراض ہیں۔۔۔

ڈیڈ......

میری پرنسس بہت کیوٹ لگ رہی ہیں آپ"...

اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ بول اٹھے۔

جب وریشہ انکی نظر اپنے ڈوپٹے کی طرف دیکھ ہلکا سا مسکرا دی۔

اچھا میں فرینڈ کے گھر جا رہی ہوں اسکی عیادت کرنے کے لئے ...

شام تک واپس آجاؤں گئی اور ہاں میں نے وہ ریزرویشن کروا دی تھی وہ بھی تین لوگوں کی ... تو آپ اپنے اس شریف پولیس والے کو بھی بلا لیجئیے گا۔۔۔ میسج پر کچھ ٹائپ کرتے وہ احسان کرنے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔۔

جبکہ اسکے اسقدر زیان کے لئے رکھا پن دیکھ انہیں تاسف ہوا تھا

اوکے بیٹا خیال رکھئیے گا اپنا اور جلدی آجانا"..

اوکے ڈیڈ اللہ حافظ!...

وہ ایک بار پھر حیران ہوئے ... وہ جا چکی تھی اور احمد سلطان اسکے آخری کلمات پر حیران تھے وہ ان سب سے کافی دور تھی سلام کرنا اور اللہ حافظ کہنا کبھی اسنے ضروری سمجھا ہی نہیں تھا مگر اس میں دن بدن بڑھتی تبدیلیاں احمد سلطان کو خوش کرنے کے ساتھ ٹینشن بھی دے رہی تھی۔

« « « « « « « « « « « « « «

ہاں وہ اپنی کسی فرینڈ کی طرف جانے کا کہہ رہی تھیں۔۔۔لوکیشن ٹریس کرتے رہنا تم باقی میں خیال رکھوں گا میرے بھائی تو فکر نا کر..

فکر کیسے نا کروں حسیب وہ لڑکی مجھے میری سانسوں سے زیادہ ضروری ہے اور اس احد کا بھی کچھ پتہ نہیں چلا مجھے ڈر ہے وہ اسے کوئی نقصان نا پہنچا دے ... بس تو خیال رکھنا میرے بھائی میں اس لڑکی پر آنچ بھی برداشت نہیں کر پاؤں گا!...

خاموش کیوں ہے جواب تو دے!...

خاموش نہیں ہوں یار کچھ سوچ رہا ہوں ... نظر سامنے کھلے گیٹ پر رکھے حسیب گہری سوچ میں مبتلا بولا۔۔۔

کیا سوچ رہا ہے...؟

یہی کہ تو وہی زیان حیدر ہے جس کو میں پچھلے کوئی آٹھ سالوں سے جانتا ہوں آج پہلی بار تیری آواز میں ہی نہیں لہجے میں بھی خوف محسوس کر رہا ہوں ... ایسے جیسے کچھ کھو جانے کا خوف نہیں ہوتا کسی کو ویسا خوف"...

زیان کیا وہ لڑکی اتنی امپورٹنٹ ہے تیرے لیے...؟

اپنی بات مکمل کرتے اسنے فوراً سے سوال کیا۔۔۔جس پر مقابل بس گہری سانس کھینچ کے رہ گیا ...

وہ لڑکی امپورٹنٹ نہیں ہے میرے لیے ... وہ پل کو ٹھہرا۔۔۔

صرف وہ لڑکی نہیں اسکا ہونا بھی امپورٹنٹ ہے میرے لیے۔۔۔لڑکیاں بہت مل جاتی ہیں مگر مزہ تب ہے جب آپ کو وہ ملے جس کو آپ ہر دعا میں مانگتے ہو۔۔۔اور میں گنہگار شخص اس لڑکی کے لئے تہجد گزار بن چکا ہوں ... وہ دھیما سا مسکرایا۔

انشاء اللہ مل جائے گئی ... اچھا چل بھابھی آرہی ہیں اللہ حافظ...

اسنے مسکراتے کال کٹ کر کے موبائل فوراً سے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا

چلو ڈرائیور ... ایڈریس یاد ہے نا جو میں نے بتایا تھا۔

جی میڈم ... ادب سے کہتے وہ گاڑی روڈ پر ڈال چکا تھا۔

« « « « « « « « «

ہیلو ... ہمم وعلیکم السلام!...

مجھے ایک لڑکے کی انفارمیشن چاہیئے ...

From bith to this day..

اوکے میں تمہیں اسکی پک سینڈ کرتا ہوں مگر یہ کام جلد ہو جانا چاہیئے۔۔۔

اور اسنے کال کٹ کرتے موبائل ٹیبل پر رکھ دیا۔

» » » » » » » » » » » »

جی بوس وہ لڑکی اپنے ڈرائیور کے ساتھ ابھی نکلی ہے...

بس ٹھیک ہے تو نظر رکھ اس پر ... پہلے صرف مجھے اس سے بدلہ لینا تھا مگر اب جو بے عزتی اسکے کزن نے میرے ڈیڈ کو جیل میں ڈال کر کی ہے اسکا حساب بھی یہی لڑکی چکائے گئ...

جی بوس جیسا آپ کہیں!...

کال کٹ کرتے اسنے بائیک سٹارٹ کرتے گاڑی کو فالو کرنا شروع کیا تھا۔۔۔

اب تم دیکھتے جاؤ انسپکٹر زیان حیدر میں تمہاری عزت کا جنازہ کیسی دھوم دھام سے نکالتا ہوں۔۔۔

اس اندھیرے میں ڈوبے کمرے میں موجود شخص کی طنزیہ سرگوشی ہوا میں تحلیل ہوئی۔

» » » » » » » » » » » » »

تم جاؤ میں کال کروں گئی تب مجھے لینے آجانا ...

کار سے اترتی ڈرائیور کی طرف دیکھنے سے گریز کرتی وریشہ نے میں گیٹ پار کر لیا مگر گھر کی اندرونی دہلیز کے شروع ہونے سے پہلے ایک گیٹ مزید تھا جس پر کھڑا گارڈ اسے دیکھتے چوکنا ہو گیا۔۔۔

جی بی بی آپ کون ہیں..؟

ہاتھ میں پکڑا موبائل ہینڈ بیگ میں رکھے وہ کنفیوز سی آگے آئی۔۔

جی دراصل میں عشال کی فرینڈ ہوں مجھے ان سے ملنا ہے کیا وہ گھر پر ہیں ...؟

اسکے تعارف پر گارڈ نے فوراً سے گیٹ وا کر دیا

کنفیوز سی قدم گھر کی دہلیز پر رکھتے وریشہ نے پہلے ہر جگہ کا جائزہ لیا وہ چھوٹا سا مگر بہت خوبصورت سا گھر تھا اس نفاست سے سجائے لان سے ہوتے وریشہ وہاں بنی راہداری پر چلتے اس شیشے کے دروازے تک پہنچی تھی جس کے اندر کیا ہو رہا نظر نہیں آتا تھا وہ کافی عرصے بعد کسی کے گھر گئی تھی وہ بُری حد تک کنفیوز سی ہوتی اس شیشے کے سلائیڈ ڈور کو ہٹاتے اندر آئی جہاں سامنے خوبصورت سا لاونج سیٹ تھا وہ مزید آگے آتی جب وریشہ کے کانوں میں کسی کی آواز پڑی تھی۔۔۔

جی کون ہیں آپ ..؟

وریشہ نے غور کیا آواز دور سے سامنے نظر آتے کچن کاؤنٹر کے پاس سے آئی تھی۔

وہ دو قدم مزید آگے آئی!...

جی وہ مجھے عشال سے ملنا تھا...

انگلیاں چٹختی وہ کافی نروس لگ رہی تھی

حسنہ بی نے سر تا پیر اس خوبصورت سی لڑکی کو دیکھا جس نے پرپل کلر کی شورٹ فراک پر لانگ کوٹ پہنے گلے میں مفلر کو نفاست سے سیٹ کیا ہوا تھا بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے میک اپ سے پاک چہرے پر شفاف رنگت وہ نروس سی کھڑی لڑکی حسنہ بی کو اچھی لگی تھی۔۔۔

بیٹا آپ عشال کی فرینڈ ہیں...؟

وہ اسکے قریب آرکی...،

جج..جی میں عشال کی فرینڈ ... اس نئے تعارف پر وریشہ کو مزید شرمندگی نے آن گھیرا۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے بچے آپ اوپر جا کر دائیں روم میں چلی جائیں۔۔۔عشال اپنے کمرے میں ہو گئی...

شکریہ ... ذرا سا مسکراتی وریشہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

اسنے دو بار دروازہ نوک کیا مگر کوئی رسپانس نا ملنے پر وریشہ نوب گھماتی کمرے میں اینٹر ہوئی...

اتنا زیادہ رونے کے بعد اسکے سر میں شدید درد اٹھنے لگا آج بھی اسکے دل میں رکھی کئی باتیں دل میں ہی رہ گئی تھیں عشال نے افسوس سے سر جھٹکتے باوضو ہوتے عصر کی نماز کی نیت باندھ لی۔۔۔ابھی اسنے پہلا رکوع ہی کمپلیٹ کیا ہو گا کہ دروازے پر دستک ہوئی وہ ہنوز نماز میں مگن رہی جب دوسرے رکوع کے مکمل ہوتے پھر سے دستک ہوئی۔۔۔پھر دستک نہیں ہوئی نماز ادا کرتی عشال جائے نماز وہی چھوڑے دروازے کی طرف آتی جب اسکے پہنچنے سے پہلے سے دروازہ کھل چکا تھا آنے والی ہستی کو دیکھ عشال کو قدرے حیرانگی نے آن گھیرا۔۔۔مگر وہ خاموش کھڑی رہی۔۔۔کمرے میں آتے ہی وریشہ کی پہلی نظر جس پر پڑی تھی وہ سامنے نماز اسٹائل میں سر پر کیے ڈوپٹے میں کھڑی اس من موہ لینے والی لڑکی پر پڑی تھی سردی کی وجہ سے اسکی سفید دودھیا رنگت گلابی ہو رہی تھی گھنی پلکوں کے سائے میں وہ جھیل جیسی براؤن آنکھیں بہت پرکشش تھیں وہ خوبصورت ہونے

کے ساتھ اٹریکٹو بھی تھی وریشہ کو اپنا آپ اسکے سامنے کم تر محسوس ہونے لگا۔۔ مگر پھر وہ نروس سی ادھر ادھر دیکھتی جلدی میں بولی...

مجھے عشال سے ملنا تھا وہ کہاں ہیں..؟

وریشہ کے سوال پر اس سارا دن میں عشال کے چہرے پر پہلی بار مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا...

اسکی مسکراہٹ غضب کی تھی۔۔۔وریشہ مبہوت سی اسے دیکھنے لگی

میں ہی عشال ہوں ...

اب ان آنکھوں میں حیرت کا سمندر لیے وریشہ اسے پھر سے تکنے لگی۔

آپ آئیں بیٹھیں...

اسکی آواز پر وریشہ ہوش میں آتی اسکے اشارے پر صوفے پر ٹک گئی

عشال بھی اسکے پاس ہی بیٹھ گئی۔۔۔

تم عشال ہو ... کچھ سیکنڈز بعد وریشہ پھر سے بولی...

جی میں ہی ہوں ... کیوں مجھے نہیں ہونا چاہئیے تھا

جواب کے ساتھ سوال کرتے وہ ایک بار پھر مسکرا دی!...

نہی... نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔وہ خجل سی ہوتی پہلو بدل کے رہ گئی

ویسے مجھے بھی آپ سے ملنا تھا آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس دن آپ نے عائشہ کی ہیلپ کی ورنہ۔۔۔آسودہ سا مسکراتے عشال کا چہرہ تاریک ہوا۔۔۔جسے وریشہ بھانپتی سر جھکا گئی۔

وہ سب تو میں نے محض معافی کے لئے کیا تھا۔۔۔اسکے لہجے میں شرمندگی ہی شرمندگی تھی

میں نے تمہارا دو بار دل دکھایا مجھے معاف کر دو عشال میں اپنی دنیا میں مست خود کو پتہ نہیں کیا سمجھنے لگی تھی خود کو سب سے بہتر سمجھتے میں نے معلوم نہیں کتنوں کا دل دکھایا ہے مگر مجھے افسوس

سب سے زیادہ تمہارا ہے کیونکہ میں نے تمہارا صرف دل نہیں دکھایا تمہارے پردے پر طنز بھی کیا ۔۔۔تت .. تم مجھے معاف کر دو گئی...

اسکی ساری باتیں بجا مگر لہجے میں گھلتی نمی محسوس کرتے عشال حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی یونیورسٹی کی سب سے خوبصورت مغرور لڑکی جو انسانوں کو اپنے سامنے کیڑے مکوڑوں کی طرح سمجھتی تھی اسکے سامنے بیٹھی معافی مانگ رہی تھی ساری حیرانگی ہوا ہوئی جب عشال کی نظر اسکے جڑے ہاتھوں پر گرتے گرم سیال پر پڑی تھی۔۔۔

یہ .. یہ آپ کیا کر رہی ہیں ... پلیز روئیں نہیں مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے ... اسکے ہاتھ تھامے عشال جلدی سے بولتی اسے رونے سے باز رکھنا چاہتی تھی

تت.. تم..

پری"...

وریشہ اسکے آگے کچھ بولتی پیچھے دروازہ کھلنے اور کسی مرد کی آواز پر بوکھلاہٹ کا شکار ہوتی چہرا موڑ گئی چونکہ اسکی پیٹھ تھی اسلئے وہ آنے والی ہستی کو دیکھ نہیں سکی تھی۔

جی بھائی ... عشال دروازے کے پاس جا رکی۔۔۔

ایم سوری مجھے معلوم نہیں تھا کے تمہارے روم میں کوئی ہے تم فری ہو جاؤ میں پھر آؤں گا ...
دروازے سے سائیڈ پر ہوتے وہ دھیمی آواز میں بولتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

حسنہ بی پری کے کمرے میں کون ہے؟

چائے کی ٹرے لے کر آتے حسنہ بی کو دیکھتے وہ وہی ٹھہر گیا۔۔۔

بیٹا اسکی فرینڈ آئی ہے نام تھوڑا مشکل تھا وری.. ہاں... وریشہ نام تھا انکا...

اوہ اچھا ... بہرحال جیسے وہ جائیں تو مجھے بتایئے گا پری سے ضروری بات کرنی ہے!...

جی ٹھیک ہے بچے ... وہ مسکراتی کمرے میں آگئی...

سوری میں نے تمہیں ڈسٹرب کر دیا نا ... عشال نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جو کھلی پڑی جائے نماز کے گرد محو تھیں

نہیں آپ نے مجھے ڈسٹرب نہیں کیا میں نماز ادا کر چکی تھی۔۔۔

وہ مسکراتی دروازے کی طرف آئی جہاں حسنہ بی بڑی سی ٹرے لیے اندر آئی تھیں

یہ مجھے دے دیں بی آپ نے کیوں تکلیف کی میں خود آ رہی تھی۔۔۔

آپکی طبیعت پہلے نہیں ٹھیک بچے آپ ریسٹ کرو اور یہ سب کوئی اتنا مشکل کام نہیں تھا میری بچی ... اسکے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھے وہ مسکرا دی۔

اوکے اب آپ جائیں آپ بھی ریسٹ کریں اور کوئی کام نہیں کرنا میں دیکھ لوں گئ سب!...

پری ... وہ جاتی ہوئی پلٹ پڑی۔۔۔

ٹیبل پر رکھی ٹرے سے نظر ہٹائے جہاں عشال نے انکی طرف دیکھا وہی اس تمام گفتگو میں پہلی بار وریشہ نے بھی نظر اٹھائی۔۔۔

آپ کے بھائی بلا رہے ہیں آپ کو فری ہو کر انکی بات سن آیئے گا!...

وہ کہتی کمرے کا دروازہ بند کرتے جا چکی تھیں

عشال بھی اثبات میں سر ہلاتی چائے تیار کرنے لگی۔۔۔

آپ کتنے چمچ چینی لیتی ہیں..؟

اسکی آواز پر وریشہ ایک بار پھر خیالوں سے باہر آتی اسکی طرف متوجہ ہوئی!...

ایک چمچ"...

وہ کون تھیں..؟

عشال کے جھکے سر کو دیکھتے اسنے آہستگی سے پوچھا۔۔

وہ حسنہ بی ہیں ... کہنے کو میری کیئر ٹیکر ہیں مگر محبت اپنی اولاد کی طرح کرتی ہیں...

اوہ اچھا مجھے لگا وہ تمہاری مما ہیں...

چائے کا کپ پکڑتے وریشہ اپنی غلط فہمی پر ہلکا سا بولی۔

عشال کی گرفت کپ پر سخت ہوئی تھی۔۔۔

تم اپنی مما کے ساتھ نہیں رہتی...؟

میری مما نہیں ہیں میں یہاں اپنی بی اور بھائی کے ساتھ رہتی ہوں

کپ سے اٹھتی بھاپ کو دیکھتے وہ ہلکی آواز میں کہہ رہی تھی

چائے کا گھونٹ بھرتی وریشہ کے ہاتھ تھم گئے وہ کچھ خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی...

پھر تو تم بھی میری جیسی ہوئی ... زخمی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اسنے عشال کا ہاتھ تھاما...

مم.. مطلب!...

آپ کی مما کی بھی...

ارے نہیں نہیں وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھیں ابھی کہاں ہیں کیسی ہیں مجھے کچھ نہیں معلوم"...

وہ جتنے ضبط سے بتا رہی تھی عشال کو اسکے اندر اتنی توڑ پھوڑ ہوتی محسوس ہوئی وہ اسکا غم سمجھ سکتی تھی وہ خود بھی تو اسی فیز سے گزری تھی---

میں یہاں پڑھنے کے لئے آئی ہوں باقی فیملی رخشاں حویلی میں ہوتی ہے یہاں بس میں بھائی اور حسنہ بی رہتے ہیں میری پڑھائی کے بعد ہم سب واپس چلے جائیں گئیں...

اس غم کے اثر کو تھوڑا سا کم کرنے کو عشال نے بات کا رخ بدل دیا جس پر وریشہ بھی خود کو کمپوز کرتی چائے پیتے اسکی باتیں سننے لگی تھی مگر حویلی کے ذکر پر اسکے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

اچھا تو وہ جو آئے تھے کچھ دیر پہلے وہ تمہارے بھائی تھے...؟

چائے کا گھونٹ بھرتے وہ نارمل انداز میں بولی

جی وہ ارشان بھائی تھے...

اسے اچھو کہ لگا ایکدم سے کھانستی وریشہ نے کپ ٹیبل پر رکھ دیا۔

اللہ خیر کیا ہو گیا آپ کو ... اسکی پیٹھ سہلاتی عشال نے فوراً سے پانی کا گلاس اسکے آگے کیا...

کیا نام لیا تم نے ابھی...؟

رکا سانس بحال کرتی اب اسنے حیرانی سے پوچھا۔

ارشان...

شاہ...؟

جی ارشان شاہ... آپ جانتی ہیں بھائی کو ...؟

اسکے بگڑے تاثرات دیکھتے عشال نے پوچھا

جی .. نہیں بلکل نہیں میں اسے نہیں جانتی ...

وہ جز بز سی ہوئی۔۔۔

اوکے !...

ویسے تم یونی کب سے آرہی ہو..؟

وہ پہلی بار کسی سے اتنے سوال کر رہی تھی وریشہ خود بھی حیران تھی وہ اتنے سے وقت میں ہی عشال کے ساتھ کافی گھل مل گئی تھی

یونی کے ذکر پر عشال کی رنگت اڑی تھی۔

ڈرو نہیں عشال ... جتنا تمہارے بھائی کے بارے میں سنا ہے اب تک اس لڑکے کو وہ اچھی خاصی سزا دے چکا ہو گا۔۔۔

یا شاید قتل کر چکے ہوں"...

دل میں ہی کہتے عشال نے ذرا سی سر کو جنبش دی۔

عشال... تم سے ایک سوال پوچھوں...؟

جی پوچھیں!...

تمہیں کبھی کسی سے محبت ہوئی ہے..؟

نہیں ... اسنے دو ٹوک الفاظ میں جواب دیا...

رئیلی...؟

اسکی آواز میں حیرت تھی کیونکہ اسکے مطابق اتنی پیاری لڑکی سے تو کسی کو بھی سیکنڈز میں محبت ہو سکتی تھی مگر سامنے بیٹھی لڑکی ایسا کچھ نہیں چاہتی تھی کیونکہ وہ محبتوں کے بری انجام دیکھ چکی تھی

جی... یک لفظی جواب دیتے عشال نے کپ ٹرے میں واپس رکھے

آپ پریشان ہیں..؟

سچی محبت کسے کہتے ہیں..؟

مجھے اس سوال کا جواب چاہئیے... وہ سوال اسکے لئے اتنا اہم نہیں تھا مگر اسکے چہرے پر پھیلی الجھن دیکھ عشال نے بولنا چاہا

جو محبت پاک ہوتی ہے وہ سچی ہوتی ہے ... میرے مطابق...

اسنے ساتھ تہمید بھی باندھی۔۔۔

اور پاک محبت کونسی ہوتی ہے؟

پاک محبت وہ ہوتی ہے جو آپکو اللہ کے قریب کر دے ... عموماً آجکل کے لوگوں نے ہوس اور ٹائم پاس کو محبت کا نام دے رکھا ہے مگر وہ محبت نہیں ہوتی اصل محبت وہ ہے جو آپ کو پاکیزہ بنائے اس نامحرم کی چاہ میں اللہ کے قریب کردے نا کہ فیاشی اور غلط کاموں کی طرف راغب کرے...

دم سادھے وریشہ اسے سن رہی تھی مگر نظریں سامنے اونچے ریک پر رکھے قرآن مجید پر تھی

موبائل کی آواز نے کمرے میں پھیلے سکوت کو ختم کیا

ہیلو جی ڈیڈ ... اِن فائیو منٹ ڈیڈ ... پرامس ... یس لو یو ٹو بائے ٹیک کیئر ... تمہارے ساتھ بات کرتے وقت کا پتہ بھی نہیں چلا ایکچولی مجھے ڈیڈ کے ساتھ باہر ڈنر کرنے جانا تھا۔۔

موبائل بیگ میں رکھے وہ اٹھ کھڑی ہوئی

مجھے بھی آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔۔عشال بھی اسکے احترام میں اٹھی تھی

میں چلتی ہوں تمہاری کچھ باتوں نے ہی میری کئ الجھنیں سلجھا دی ہیں اپنا خیال رکھنا پری!...

عشال نے چونکتے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

تم واقعی پری ہو!...

وہ مسکرا دی جس پر عشال بھی مسکرا اٹھی۔

مجھے انتظار رہے گا ہماری دوبارہ ملاقات کا... اللہ حافظ۔۔۔

وریشہ نے قدم باہر کی طرف بڑھائے جس پر عشال بھی آخری کلمات کہتے اسکے ساتھ باہر لان تک آئی تھی۔

» » » » » » » » » » » »

جی بھائی اپ نے بلایا تھا !...

کمرے کے دروازے پر کھڑی عشال نے وہی سے سوال کیا تھا وہ جو چیئر پر بیٹھا لیپ ٹاپ میں بزی تھا گردن موڑے پیچھے داخلی دروازے پر کھڑی پری کو دیکھا۔

اندر آجاؤ پری....

وہ بھی چپ چاپ وہاں رکھے صوفے پر آ بیٹھی وہ الگ بات تھی وہ اس ایک مہینے میں پہلی بار ارشان شاہ کے کمرے میں آئی تھی اسلئے وہ قدرے ہچکچاہٹ کا آشکار ہوئی....

تم حویلی واپس کیوں جانا چاہتی ہو عشال...؟

اسکے سامنے صوفے پر براجمان ہوتے اسکا انداز سیریس تھا

یہاں ڈرنے لگی ہو کیا...؟

یا پڑھائی سے بھاگ رہی ہو...؟

اسکے آخری سوال پر عشال نے ڈبڈباتی آنکھیں اٹھائے اسے خفگی سے دیکھا جیسا کہنا چاہتی ہو آپ کو ایسا لگتا ہے..؟

بتاؤ عشال میرا کونسا سوال درست ہے...اسکی ناراضگی کو نظر انداز کیے وہ ایک بار پھر بولا...

آپ .. آپ کا پہلا اور دوسرا سوال دونوں غلط ہیں بھائی۔۔۔میرے پاس بھائی ہے میرا تحفظ اسکے ہوتے مجھے ڈر نہیں لگتا اور میں پڑھائی سے بھی نہیں بھاگ رہی۔۔۔وہ بول رہی تھی جب ارشان شاہ ہاتھ تھوڑی تلے رکھے اسے مسلسل دیکھ رہا تھا

مم...میں بس کچھ دن کے لئے واپس جانا چاہتی ہوں مجھے وہاں سب کی یاد آرہی ہے...

مجھے تمہارے فیصلے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے پری مگر یہ بات دماغ میں رکھنا کہ میں تمہیں کتنی محنت اور کتنے جھوٹ بول کر وہاں سے نکال کر لایا ہوں...

مجھے سب یاد ہے بھائی اور آپ یقین رکھیں میں اپنی پڑھائی ضرور پوری کروں گئ ... وہ ایک عزم سے بولی!...

ڈیٹس مائے بریو پری... ارشان شاہ مدھم سا مسکرایا...

مگر بھائی ابھی فرسٹ ٹرم چل رہا ہے جس کے دوران چھٹیاں نہیں مل سکتی۔۔۔اسنے اپنی پریشانی واضح کی...

کوئی بات نہیں پری ہم کوئی سیریس مسئلہ بنا دیں گئیں۔۔۔

آپ کا مطلب ہم جھوٹ بولیں گئیں...؟

نہیں پری ہم بہانہ بنائیں گئیں ... ارشان شاہ اسکی معصومیت پر مسکرائے بنا نا رہ سکا۔۔۔

اچھا اچھا ... تو پھر آپ مجھے کل لے جایئے گا کیونکہ پرنسپل سے سائن میں نے کروانے ہیں اور میرے بھی سائن ہوں گئیں تو میرا جانا بھی ضروری ہے ...

اوکے میں لے جاؤں گا اور ہم صرف دو دن کے لئے جائیں گئیں۔

اسنے بتانا ضروری سمجھا...

جی ٹھیک ہے بھائی دو دن ہی کافی ہیں ... وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی اب آپ جاؤ ریسٹ کرو شب خیر ...

شب خیر بھائی"...

میں ابھی یہاں سے نہیں جا سکتا مگر تمہاری ضد پر جانا پڑ رہا ہے پری ... بس دعا ہے میرے پیچھے کچھ غلط نا ہو ... اللہ جی خیر کرنا ... کھڑکی سے آسمان کی طرف دیکھتے لمبی سانس کھینچتے اسے ہوا کے سپرد کیا....

» » » » » » » » » »

طبیعت بلکل ٹھیک تھی اسکی اور وہ جو چوٹ لگی تھی سر پر زیادہ گہری تو نہیں تھی اور پوچھا اس سے یونی کب آئے گئی۔۔۔

سانس لے لو ابتسام ... اسکے اتنے سوالوں سے چڑتے عائشہ جھنجھلا اٹھی ... میں نے تمہیں نمبر دیا تھا اسکا خود بات کیوں نہیں کر لیتے اس سے ...

تم کیوں مجھے مروانے پر تلی ہوئی ہو ... تم کیا چاہتی ہو اپنا مشن کمپلیٹ ہونے سے پہلے ہی اللہ کو پیارا ہو جاؤں۔۔۔

تو تمھیں کیا لگتا ہے دل میں اسکے لئے جذبات لے کر کیا تم زندہ بچ جاؤ گئے...؟

ابتسام نے محسوس کیا تھا جیسے وہ طنزیہ مسکرا رہی ہو

ایسا کچھ نہیں ہے میرے دل میں اسکے لئے کوئی جذبات نہیں ہیں۔۔۔سپاٹ انداز میں کہتے اسنے کال کٹ کر دی۔

عجیب لڑکی ہے کچھ بھی بولتی ہے

وہ آگے بڑھتا جب موبائل پھر رنگ ہوا کچھ سوچتے اسنے کال یس کر دی۔۔۔

سن تو لو پوری بات پہلے ہی کال کٹ کر دی... وہ پر سکون سا بولی

ابتسام کو اسکے ارادے کچھ غلط لگے تھے۔

بولو سن رہا ہوں!...

وہ حویلی واپس جا رہی ہے ... کل آئے گئ یونی پرنسپل سے بات کرنے!...

چلتے ابتسام کے قدم رک گئے اسکے جانے کی خبر سنتے ہی ناجانے کیوں اسکا دل زوروں سے ڈھرکا تھا۔

مگر کیوں وہ واپس کیوں جا رہی ہے ابھی تو اسکی سٹڈی بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی اور وہ واپس جانا چاہتی ہے اور تم نے اسے سمجھایا نہیں۔۔۔اسے بتانا تھا کہ اب اسے کوئی...

اور یہ بندہ کہتا ہے میرے دل میں اسکے لئے ایسا کچھ نہیں ہے

طنزیہ انداز میں کہتی وہ ہنس دی...

خیر ان سارے سوالوں کے جواب تم کل خود اس سے پوچھ لینا اللہ حافظ ... اسنے کال کٹ کر دی۔

ایسے کیسے جا سکتی ہے وہ ... نہیں میں اسے نہیں جانے دوں گا عجیب ہے میں خود اس سے بات کروں گا وہ نہیں جائے گئی ...

وہ خود نہیں جانتا تھا وہ کیوں اور کس حق سے اسکے متعلق ایسی باتیں کر رہا تھا مگر عشال کی جانے والی خبر پر اسکا دل دکھا تھا

لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ گھر میں داخل ہوا جہاں اسکے چاچا چاچی اور انکا نوابزادہ کاشان چوہدری اسکے منتظر تھے۔۔۔

اسلام علیکم چاچی چاچا .... کیسے ہیں آپ دونوں...؟

کوششوں کے باوجود بھی وہ مسکرا نہیں سکا

ہم تو ٹھیک ہیں بیٹا جی مگر تم تو ہمیں بھول ہی گئے ہو

زندگی کی مصروفیات اتنی بڑھ گئی ہیں چاچی کہ ٹائم نہیں ملتا صبح کا گیا رات کو گھر واپس آتا ہوں ...

بچہ صحیح کہہ رہا ہے آپ کا مما بیچارا واقعی میں بہت بزی ہوتا ہے کیک سے صلح کرتے کاشان نے تبصرہ کیا تھا

تیری طرح ویلا بھی تو نہیں ہوں نا کہ ہر وقت گھر ہی پڑا رہوں۔

وہ ایکدم سے چڑ گیا تھا

اب تم دونوں شروع نہیں ہوجانا۔۔نگہت بیگم کے کہنے پر ابتسام منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا رخ موڑ گیا۔

اور ہماری بہو کہاں ہے اسے تو بلائیں کتنی دیر ہوگئی وہ آئی ہی نہیں ابھی تک!....

اسکو بخار ہے چاچی اپنے روم میں سو رہی ہے...

اور یہ بات تو اب بتا رہا ہے۔۔ان میں سے کوئی کچھ کہتا کاشان غصے سے کہتا کمرے کی طرف بھاگ گیا۔۔

مجھ سے پوچھا ہی کب جو میں بتاتا عجیب پاگل انسان ہے ... چائے پیتے ابتسام نے کندھے اچکائے۔

زیادہ طبیعت تو خراب نہیں ہے ....

نہیں بھابھی اللہ کا شکر ہے پہلے سے بہتر ہے یہ بدلتا موسم ایسا ہے کہ بخار ہونا عام سی بات ہے۔۔۔

بلکل بھابھی ایسا ہی ہے اللہ ہماری بچی کو کھلی صحت و تندرستی عطا کریں آمین....

آمین بھائی صاحب وہاں سب نے بیک وقت آمین کہا۔

ہاں تو پھر نگہت میرے خیال سے اب شادی کی ڈیٹ فکس کر لی جائے

جی بلکل بھابھی جان بسمہ اللہ کریں۔۔۔

» » » » » » » » » » »

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی وہ اندھا دھند اندر داخل ہوا جب سامنے کھڑے وجود کے ساتھ اچانک ہوئی ٹکر پر دونوں سر تھامے دو دو قدم کی دوری بنا گئے۔

اندھے ہو گئے ہیں کیا آپ حد ہے میری ناک توڑ دی....

اتنی بڑی لڑکی نظر نہیں آئی آپ کو .... ناک پر ہاتھ رکھے وہ سرخ مرچی بنی غصے سے لال پیلی ہو رہی تھی۔

جبکہ کاشان تو اسکا چہرا اور اسکی باتیں سن ہی حیران تھا

تمہیں تو بخار تھا نا...؟اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھے پوچھا گیا

ہاں تھا تو!...

تو اتنے تیز بخار میں بھی تم اتنی فر فر زبان کیسے چلا لیتی ہو مجھ سے آنکھیں تک نہیں کھلتی۔۔۔

آنکھوں کی جگہ بٹن جو فکس کیے ہوئے ہیں آپ نے کہاں سے کھلیں گئیں اس پر میری ناک الگ سوجھا دی

ہوا میں ہاتھ جھلا جھلا کر کہتی کاشان کو وہ فل لڑاکا عورتوں جیسی لگی۔

افففف ناک سوجھی ہے نا اتر تو نہیں گئی جو اتنا واویلا مچا رہی ہو

وہ تپ کر بولا۔

ڈریسنگ کے پاس کھڑی زری جگ سے پلٹتی اسکی طرف خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی اور پھر کچھ بھی کہے بغیر واپس مڑ گئی

کاشان اسکی ناراضگی نوٹ کرتا چلتا اسکے عقب میں جا کھڑا ہوا جسے وہ فل اگنور کرتی بال بنانے میں مصروف تھی

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی مجھے بتایا کیوں نہیں تم نے!...

وہ کافی حد تک سیریس ہوا تھا

کیوں آپ ڈاکٹر ہیں...؟

سینے پر ہاتھ باندھے وہ اسکی طرف متوجہ ہوئی

تمہارے بھائی کا بھی ڈاکٹر نہیں ہوں میں اسکی بار تو فوراً کال کر کے بلا لیتی ہو اور اپنی بار پر تم سے ایک کال نہیں ہوئی۔۔۔

مجھے لگا میں آپ کو ڈسٹرب نا کردوں اسلئے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔

وہ طنز کر رہی تھی کاشان اسکے جملے کا مطلب سمجھتا طیش میں آتا اسکی بازو پکڑے رخ اپنی طرف موڑ چکا تھا

کہاں بزی ہوتا ہوں میں بتاؤ مجھے ایسی کونسی مصروفیات ہیں میری جو مجھے نہیں معلوم البتہ تم جانتی ہو۔

اسکے چہرے پر اپنی گرم سانسوں کی تپش بکھیرے وہ غرایا زری اس گرفت اور لہجے پر یکدم سہمتی چہرا جھکا گئی تھی

ادھر دیکھو اب اور بتاؤ مجھے کہاں بزی ہوتا ہوں میں۔

چھ.. چھوڑیں مجھے درر ہو رہا ہے۔۔اسکی گرفت میں مچلتی زری کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے

میں نے کتنی بار کہا ہے زری تمہاری ہر غلط بات بھی برداشت کر لوں گا مگر میری محبت پر کبھی شک نہیں کرنا یہ چیز میری برداشت سے باہر ہے مجھے اپنے ساتھ سختی کرنے پر مجبور مت کرو بہتر ہے تمہارے لیے!....

کچھ دیر پہلے والا کاشان کہیں گم ہو گیا تھا اسکا غصہ اور تحکمانہ آمیز لہجہ زری کو خوف کے ساتھ غصہ بھی دلا رہا تھا مگر وہ اتنی بھی بہادر نہیں تھی کہ اسکے سامنے کسی بات کا جواب دے پاتی۔۔۔

باہر مما بابا آئیں ہیں آ کے مل لو ان سے ...

لہجے میں ڈھیروں ناراضگی سموئے کہتا وہ کمرے سے ہی نہیں گھر سے بھی چلا گیا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

دیکھ لیے آپ نے اپنے شریف بیٹے کے کام ... آپ کے بلانے کے باوجود بھی وہ نہیں آیا ...
ریسٹورنٹ سے باہر نکلتے وریشہ ایک بار پھر اسکی برائیاں کرنے میں مصروف ہو چکی تھی

مجھے تو آپ کی سمجھ نہیں آتی پرنسیس آپ کیوں اس بیچارے کے پیچھے پڑی رہتی ہیں اور اسنے نہیں آنا تھا وہ شام میں ہی مجھے بتا چکا تھا۔۔۔

بس کریں ڈیڈ سارے اسکے بہانے ہیں ...

احمد سلطان نے تاسف بھری نگاہوں سے اپنی بیٹی کو دیکھا

آپ کبھی کبھی اسکے ساتھ ایسا بیہیو کرتی ہو بیٹا جیسے زیان کے ساتھ آپکی کوئی پرانی جنگ چل رہی ہو ۔۔۔

اب میں اتنی بھی فری نہیں ہوں ڈیڈ کے آپ کے اس شریف بیچارے آفیسر کے ساتھ کسی جنگ عظیم کا علان کروں۔

ہاں مگر اسکی ٹانگ ضرور کھینچتی رہتی ہیں۔۔۔انہوں نے فوراً سے جملہ ایڈ کیا۔

ہاں وہ تو پھر اسکی عادتیں ہی ایسی ہیں نا ڈیڈ میرا کیا قصور ... مطلب کچھ بھی ہو جاتا وہ یہاں خود کو ہرا نہیں سکتی تھی پھر چاہے سامنے زیان حیدر ہوتا یا اسکی حمایت میں بولتے اسکے اپنے ڈیڈ ... وہ زیان حیدر کی اولین ترین دشمن تھی اور رہے گئی۔

اسوقت آپ کہاں جا رہی ہیں ...؟

اسے اپنی کار میں بیٹھتے دیکھ احمد سلطان اسکی طرف آئے

ڈیڈ اسوقت کا کیا مطلب ... ابھی صرف نو بج رہے ہیں اور میں جلدی واپس آجاؤں گئی ایک فرینڈ سے ملنا ہے کافی دنوں سے پیڈنگ تھا تو سوچا آج مل لوں۔۔۔ڈونٹ وری اپنا خیال رکھیئے گا میں جلدی واپس آجاؤں گئی ... وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی جب کہ احمد سلطان وہی سڑک پر کھڑے کافی دیر اسے جاتا دیکھتے رہے۔

»»»»»»»»

اب اگر مجھے تمہاری کال آئی تو میں اپنا ڈیسیجن چینج کر دوں گئ

دھمکی بھرا میسج سینڈ کرتے اسنے سر سیٹ کی پشت پر ٹکا دیا

کچھ ہی سیکنڈ بعد پھر سے موبائل بیپ ہوا جہاں عادی کے نام کا میسج شو ہو رہا تھا۔۔وریشہ نے لاک سکرین سے ہی میسج پڑھتے موبائل پھر سے سائیڈ پر رکھ دیا۔۔

چہرے پر پھیلی بیزاریت اسکے موڈ خراب ہونے کی نشاندھی کر رہی تھی آنکھیں موندے اس بات سے بے خبر کہ اس پل اٹھانے والا اسکا یہ قدم اسکی زندگی کس طرح سے بدل کے رکھ دینے والا ہے وہ بظاہر پرسکون سی بیٹھی تھی دل گھبرا رہا تھا اسکا احد سے ملنے کا کوئی موڈ نہیں تھا مگر اسکی لاتعداد کالز اور منتیں سن وریشہ نے آخری بار اس سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔آنکھیں ہنوز بند کیے وہ بیٹھی تھی جب نظروں کے سامنے نقاب کے پیچھے سے مسکراتی وہ پرکشش آنکھیں اسے بھی مسکرانے پر مجبور کر گئی اسفند شاہ کے خیال پر اسکی دل کی دنیا نا صرف چہرے پر پھیلی بیزاریت بھی پل میں غائب ہو چکی تھی مگر وہ سب ہونا وریشہ کے لئے کوئی پوزیٹو سائن نہیں تھا وہ جس گھر میں آنے سے

بچتی تھی آج زندگی اسے اسفند شاہ کے ذریعے وہی کھڑا کر گئی تھی۔۔۔میری بے زخی ،نفرت ،غصہ یوں کہوں میری لاکھ کوششوں کے باوجود بھی تم میرے دل میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو گئے ہو اسفند شاہ افسوس مجھے تم سے محبت ہونے لگی ہے جو کہ مجھے نہیں ہونی چاہیئے تھی مگر اس دل پر کس کا اختیار ہے ہوتا تو وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہو تمہارا میری زندگی میں آنا اور میرے لیے گائیڈر بننے کے علاوہ اتنا ضروری بن جانا میں نے ایسا کب سوچا تھا یا چاہا تھا یہ سب تو طے شدہ تھا۔۔۔زندگی میں پہلی بار اسنے اپنی زندگی میں ہونے والی تبدیلیوں کو قسمت کا لکھا مانا تھا مگر میری دعا ہے میرا نصیب میری ماں جیسا نا ہو میں پوری کوشش کروں گئی کہ میں ان جیسی کبھی نا بنوں مگر میری دعا یہ بھی ہے کہ تم کبھی مجھے دھوکہ نا دو اگر ایسا ہوا تو سب ختم ہو جائے گا میں ختم ہو جاؤں گئی اور تمہیں بھی ختم کر دوں گئی۔

گاڑی جھٹکے سے رکی تھی وہ بھی خیالوں سے باہر آتی موبائل اٹھائے کار سے نیچے اترتی ڈرائیور کی طرف آئی۔۔۔تم یہی رکو میں اپنی فرینڈ سے مل کر آتی ہوں...

اوکے میڈم ...

اور وریشہ سلطان قدم اٹھاتی اپنی بربادی کی پہلی سیڑھی پار کر گئی تھی

» » » » » » » » »

آج پنچایت نہیں بیٹھنی تھی آج اسے زمینوں پر بھی نہیں جانا تھا نا ہی گاؤں کا چکر لگانا تھا مگر پھر بھی وہ سارا دن حویلی سے باہر مارا مارا پھرتا رہا وہ ظالم حاکم آج پہلی بار اپنے کیے ظلم سے منہ چھپاتا پھر رہا تھا صبح کا کچھ بھی کھائے بغیر حویلی سے نکلا وہ رات کے دس بجے واپس آیا تھا وہ جانتا تھا آج بھی وہ بیوقوف لڑکی اسکا انتظار کر رہی ہو گئی مگر وہ اسے کوئی آس نہیں دلانا چاہتا تھا "سفیان شاہ مر سکتا تھا مگر انوشے شاہ کے علاوہ کسی سے محبت نہیں کر سکتا تھا"

"تو پھر کیوں وہ اپنا آپ اسکے نزدیک رکھتا اسے اپنی موجودگی کا احساس دلانا بھی سفیان شاہ کو انوشے کی حق تلفی لگتی تھی"

اسلام علیکم سائیں!...

وعلیکم السلام"...

خادم کو اسوقت حویلی کے باہر کھڑے دیکھ وہ مشتعل ہوا

سائیں وہ بڑے سائیں نے آپ کے لئے حکم جاری کیا ہے...

کیسا حکم ...؟

سائیں انکا حکم ہے جیسے ہی آپ حویلی لوٹیں سب سے پہلے انکے کمرے میں آئیں وہ ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔

ٹھیک ہے تم جاؤ ... حویلی کی دہلیز پار کرتے وہ حکم کے مطابق دا جی کے کمرے کی طرف آیا۔ہلکی سی دستک دیتے اسنے کمرے میں قدم رکھا جہاں سامنے بیڈ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے دا جی اور ساتھ صوفے پر پریشان سی بیٹھی بی جان کو دیکھتے سفیان شاہ کو کچھ کھٹکنے لگا۔

اسلام علیکم کیسے ہیں آپ دونوں...

دونوں نے بیک وقت سامنے اپنی پوری آن بان کے ساتھ کھڑے سفیان شاہ کو نفرت بھری نگاہ سے دیکھا۔

دروازہ بند کرو اور یہاں آؤ...

دا جی کے حکم پر وہ دروازہ بند کرتا دو ہی قدم اگے آیا تھا جب بی جان کے سیدھے ہاتھ کا تھپڑ پہلی بار سید سفیان ولید شاہ کے چہرے کی زینت بنا اور وہ تھپڑ اتنا سخت تھا کہ بی جان کی انگلیوں کے نشان اسکے سفید گال پر واضح ہونے لگے۔

سفیان شاہ بے یقینی کی کیفیت میں بنا پلکیں جھپکائے انہیں دیکھنے لگا ... یہی دن دیکھنا باقی رہ گیا تھا سفیان شاہ ... اسی دن کے لیے ہم دونوں ابھی تک زندہ ہیں .... دا جی کے جملے پر اس پر چھایا سکتہ ٹوٹا تھا۔

آخر ہوا کیا ہے کوئی مجھے بتائے گا آپ دونوں کس بات پر اتنا ناراض ہو رہے ہیں مجھ سے ..؛ انکے نزدیک آتے سفیان شاہ نے بی جان کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا جسے وہ جھٹکتی نم آنکھوں سے اسے دیکھ چہرا موڑ گئیں...

بی جان ... بے یقینی کے عالم میں اسکے منہ سے صرف اتنا ہی نکلا

مت کہو مجھے بی جان کچھ نہیں لگتی میں تمہاری۔۔۔تم نے آج تک کتنے ظلم کیے ان گاؤں والوں پر بے جا ظلم توڑے ہیں تم نے سفیان شاہ مگر پھر بھی میں خاموش رہی اور اللہ کے حضور تمہاری بخشش کے لئے دعائیں مانگتی رہی...

بی جان کے الفاظ تھے یا چابک سفیان شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچے پیچھے پشت پر باندھے خود کو انکے ہر کڑوے اور زہریلے وار کے لئے تیار کیا تھا

تم ایک ظالم حاکم ہو سفیان شاہ اور ہوتے بھی کیوں نہیں آخر ولید شاہ کے بیٹے ہو انکا خون تمہاری رگوں میں ڈورتا ہے ان جیسا ہی ہونا تھا تم نے صحیح کہتے ہیں لوگ جیسا باپ ویسا بیٹا ...

اسنے زور سے آنکھیں میچی دماغ کی شریانیں پھٹنے کو آئی تھی

مگر اب نہیں میں تمہیں اس بچی پر ظلم نہیں کرنے دوں گئی سفیان میں نے اسے تمہارے نکاح میں اسلئے نہیں دیا تھا کہ تم اس پر بھی ظلم کے پہاڑ توڑو .... عینا کی تکلیف یاد کرتے انکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آواز بھرا گئی۔۔۔سفیان شاہ نے آنکھیں کھولیں تعجب سے انکی طرف پھر دا جی کی طرف دیکھا جو غصے سے بھرے کھڑے تھے

آپ پلیز روئیں نہیں ... جھکے چہرے سے مدھم سی سرگوشی کی گئی

مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی سفیان کیوں کیا تم نے اس بچی کے ساتھ ایسا تمہیں کیا لگا تھا کہ وہ کمرے سے باہر نہیں آئے گئی تو کسی کو معلوم نہیں ہو گا۔۔

بند انکھیں کھولے وہ پھر سے انہیں دیکھنے لگا .... تو کیا وہ اسکی غیر موجودگی میں جاسوسی کرتی تھیں ۔۔۔وہ صرف سوچ کے رہ گیا بولنے کی کیا جرات کرتا کیا ہے ایک بار پھر تھپڑ پر جاتا تو!...

میں اسکا چہرا دیکھ کر حیران ہوئی تھی سفیان مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکی ایسی حالت تم نے کی ہے ۔۔۔

بی جان آپ نے اس سے میرے اس حرکت کی وضاحت نہیں مانگی...

طنزیہ لہجے میں کہتے وہ جھکے سر سے بولا۔۔

اس بات سے فرق نہیں پڑتا سفیان شاہ بات یہاں آرکتی ہے کہ تم نے اسے بُری طرح مارا ہے جانتے بھی ہو اگر یہ بات حویلی سے باہر نکل گئی تو کیا ہو گا ...؟

اگ کی طرح بھڑکتے دا جی اسکے سامنے آر کے!...

اسکا جھکا سر مزید جھک گیا"...

اگر تم یتیم سمجھ کر اس پر مردانگی دیکھا رہے ہو تو بھولو مت سفیان شاہ کہ اسکے والی وارث ہم ہیں۔

بس بہت ہوا دا جی اب ... بس ایک لفظ اور نہیں ... وہ جو کب سے ان کو سن رہا تھا ایکدم بھڑک اٹھا مگر تب بھی تمیز کے دائرے کو برقرار رکھا۔۔

میں ان بے غیرت مردوں میں سے نہیں ہوں دا جی جو اپنی بیوی پر طاقت آزماتے ہیں مگر میں ان غیرت مند مردوں سے بھی نہیں ہوں جن کی بیویاں انکی اجازت کے بغیر ہر جگہ دندناتی پھرتی ہیں اور وہ زبان پر فقل لگا لیتے ہیں۔

جیسے بھی ہوا مگر اب وہ میرے نکاح میں ہے سید سفیان ولید شاہ کی بیوی ہے وہ اور میں یہ بات ہرگز برداشت نہیں کروں گا کہ وہ میری اجازت کے بغیر اس حویلی سے تو کیا اس کمرے سے بھی

قدم باہر نکالے۔۔۔اور میرا حکم نا ماننے کی صورت میں وہ دیکھ چکی ہے کہ اسکے ساتھ کیا سلوک ہو گا۔۔۔

کہتا وہ رکا نہیں تھا لہجے کے ساتھ چہرے پر بھی سختی در آئی تھی دا جی بی جان چپ چاپ نشست سنبھالے آنے والے کل کے متعلق سوچنے لگے تھے۔

« « « « « « « « « « « « « « « « «

اسنے ہوٹل کے اندر قدم رکھا اور یہ اسکا بردبادی کی طرف دوسرا قدم تھا اور چلتے چلتے موبائل پر لکھے روم نمبر کو دیکھتے اسنے سامنے دروازے کے اوپر لگے چھوٹے سے بورڈ پر دیکھا جہاں 503 لکھا تھا اسکی بردبادی کی اخری منزل ، وہ دلدل جس کے بعد وریشہ سلطان کے پاس کچھ بھی نہیں بچنے والا تھا جس کے بعد وہ آپنا سب کچھ کھونے والی تھی۔۔۔ذرا سا ڈور نوک کرتے اسنے کمرے میں قدم رکھا جس میں ملجگہ سا اندھیرا پھیلا تھا اسنے مزید دو تین قدم اندر رکھے۔۔۔

Hello, ahad are you there…?

اسنے ایک قدم اور بڑھایا۔۔۔جب کمرا یکدم روشنی میں نہا گیا دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی وریشہ جھٹکے سے پلٹی تھی پیچھے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے احد کو دیکھ اسکے ماتھے پر بل پڑے تھے ... بتاؤ کیوں بلایا ہے مجھے یہاں..؟

کیا ضروری بات کرنی تھی تمہیں ...؟

میں تم سے بات کر رہی ہوں احد جواب دو یو ایڈیٹ!...

اسے یوں ہی دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے مسکراتے دیکھ وریشہ کا غصہ ساتویں آسمان کو جا پہنچا تھا جس کی لگاتار کالز کے بعد تنگ آکر وہ یہاں اس سے ملنے آئی تھی اور اب وہ سامنے کھڑا اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

ابھی مجھے جی بھر کر دیکھنے دو پھر بات کرتے ہیں نا...؟

ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرے وہ یونہی کھڑا رہا۔۔۔

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی جیسے کہنا چاہتی ہو تم نے مجھے یہاں دیکھنے کے لیے بلایا ہے....

No, You get me wrong sweetheart...!

ہلکی آواز میں سرگوشی کرتے وہ اسکے قریب آرکا۔۔۔

تمہیں نہیں اپنی جیت کو تھوڑی دیر اپنے سامنے خاموشی سے دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہوں۔۔۔اپنے اتنے دن کی محنت کو۔۔۔جس کے نتیجے میں آج تم یہاں میرے سامنے مطلب۔۔۔وہ ذرا آگے کو جھکا ۔۔۔اپنی بربادی کے سامنے کھڑی ہو!...

اسکے کان کے قریب مدھم سی سرگوشی کیے احد کا قہقہہ کمرے کی خاموش فضا میں گونجنے لگا

بربادی مائے فٹ ... ایکدم سے چیختی وریشہ نے اسے زوردار دھکا دیا اس اچانک افتاد پر احد پیچھے پڑے صوفے پر جا گرا۔۔۔

تم جیسا گھٹیا انسان میری بربادی کا سبب بنے گا اپنے گناہوں کا تو کفارا ادا کر لو پہلے احد ارسلان پھر میری بربادی کا شوق بھی پورا کر لینا اگر زندہ رہے تو .... ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتی وریشہ دروازے کی طرف لپکی ...

ہاہاہاہا کیا ہوا بے بی دروازہ کھل نہیں رہا کیا .... چابی انگلی پر گھماتے اسکی شیطانی ہنسی پھر سے گونجی۔۔

یو باسٹرڈ دروازہ کھولو!...

اسکے سامنے آتی وریشہ اسکا گریبان پکڑے خونخوار شیرنی بنی اس پر دھاڑی۔۔۔

اور میں اپنی اتنے دن کی پلاننگ اور محنت کو ضائع ہوتا دیکھتا رہوں۔۔۔بہت پاپڑ بیلے ہیں وریشہ سلطان اس دن کو دیکھنے کے لئے اور تم چاہتی ہو میں تمہیں جانے دوں یہ تو آج کی رات ناممکن ٹھہرا ۔۔۔ہوس زدہ نظروں اسکے وجود پر گاڑھے وہ طنزیہ مسکرایا۔۔۔کیونکہ ابھی تو تمہیں اپنے لفظوں کا بدلہ چکانا ہے اور اپنے اس کزن کی حرکت کا بدلہ بھی تو تم ہی چکاؤ گئ نا میری جان...

اسکے ہاتھوں کو گریبان سے جھٹکتے احد نے اسے پیچھے پر بیڈ پر دھکا دیا۔۔۔وہ اس حملے کے لئے تیار نہیں تھی اچانک دھکا لگنے پر وریشہ بیڈ پر اوندھے منہ جا گری احد کی نظروں میں جھلکتی ہوس دیکھ اسکے رونگھٹے کھڑے ہوئے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے تھے۔۔۔

اللہ جی مدد کریں .... بے ساختہ اسکے منہ سے الفاظ ادا ہوئے وریشہ کو پہلی بار کسی مصیبت میں خدا یاد آیا تھا

بہت غرور ہے نا تمہیں اپنے حسن پر وریشہ سلطان آج تمہارا یہ غرور ٹوٹے گا تمہاری عزت خاک نا کردی تو میں بھی احد ارسلان نہیں...

شرٹ کے بٹن پر ہاتھ رکھے وہ تنفر سے کہتا آگے بڑھنے لگا

دد..دور رہو مجھ سے تم گھٹیا انسان ... اسے نزدیک آتے دیکھ وہ چیخ پڑی جبکہ احد کے قدموں میں مزید تیزی آگئی۔۔۔

« « « « « « « « « « « « « « « « « « «

اسکی جیپ کے ساتھ تین وین اور تھیں جو آگے پیچھے اس حدود میں داخل ہوتی ایک سائیڈ پر لگ گئی ... تم سب اس طرف سے جاؤ اور تم چار مین ڈور کو کور کرو مگر دھیان رہے کسی بے قصور کو آنچ تک نہیں آنی چاہیئے ... اِز ڈیٹ کلیئر ...؟

یس سر ..... وہ سارے یک زبان میں بولے...

اوکے گو میں اڑیسٹ ہم... اجازت ملتے ہی وہ دس کے قریب آفیسرز ہاتھوں میں گنز پکڑے اس ہوٹل پر چھاپا مار چکے تھے زیان خود بھی آگے بڑھتا جب اسکی نظر پارکنگ سے تھوڑی ہٹ کر پارک ہوئی گاڑی پر پڑی اسے وہ وریشہ کی گاڑی لگی تھی اور تھوڑا آگے آتے ہی اسکا شک یقین میں بدل گیا جہاں حسیب موبائل کان کے ساتھ لگائے کسی سے محو گفتگو تھا۔

حسیب تم یہاں کیا کر رہے ہو اور یہ وریشہ کی گاڑی یہ تمہارے پاس کیوں ہے ..؟

ایک ساتھ اتنے سوال کرتے ساتھ زیان کے دماغ میں کئی بُرے خدشات نے جنم لیا تھا

میں بعد میں بات کرتا ہوں ... موبائل جیب میں واپس رکھتے وہ حیرت سے سامنے یونیفارم میں کھڑے زیان حیدر کو دیکھنے لگا

یار مانا وہ تیری بیوی ہے مگر اب اتنی بھی کیا انسیکیوڑٹی کہ تو پیچھے پیچھے ہی آگیا۔۔وہ ذرا سا ہنسا

کک... کیا کہہ رہا ہے تو حسیب وریشہ یہاں آئی ہے؟

اسکو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی زیان کا بس نہیں چل رہا تھا کیسے بھی کر کے اپنے کہے جملے کو حقیقت کا روپ دھارنے سے روک لیتا

ہاں وہ کچھ دیر پہلے ہی اندر گئی ہیں انکی کوئی فرینڈ...

مگر حقیقت کب بدلتی ہے کانوں کو بند کر لینے سے یا آنکھوں پر ہاتھ رکھ لینے سے حقیقت خواب نہیں بن جاتی۔۔۔

اسکے آدھی بات ہی سنتے زیان ماؤف ہوتے ذہن کے ساتھ ہوٹل کے اندر بھاگا تھا۔۔اسکی اڑی رنگت اور کھوئے حواس تو حسیب کو پہلے ہی شک میں مبتلا کر رہے تھے مگر اب اسکا یوں بھاگنا حسیب کو کسی انہونی کا اندیشہ ہوا تھا اپنی چھپی ہوئی گن نکالے وہ بھی زیان کے پیچھے بھاگا تھا

آخر ہوا کیا ہے ایسے کیوں بھاگ رہا ہے اور کسے ڈھونڈ رہا ہے کچھ بتائے گا۔۔۔

وہ...وہ کس کمرے میں گئی ہے کچھ معلوم ہے تجھے ... ایک ہاتھ میں گن پکڑے وہ بدحواس سا بھاگتا ہر کمرے کا دروازہ کھولے اسے ڈھونڈ رہا تھا۔۔ارگرد اکا دکا گزرتے لوگ عجیب نظروں سے اس دیوانے کو دیکھ رہے تھے

نہیں مجھے نہیں معلوم مگر بتا ...

کیا بتاؤں وہ بیغرت احد اسی ہوٹل میں ہے ... ایکدم سے چیختا اسکے ہاتھ جھٹکتے زیان پھر سے بھاگتا تمام کمروں کو چیک کرنے لگا

"اگر میری بیوی پر ایک خراش بھی آئی تو یاد رکھنا کسی کو نہیں بخشوں گا.."طیش کے عالم میں کہتا پاس پڑے سٹینڈز کو ٹھوکر مارتے وہ آگے بڑھ گیا

حسیب کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھی یہ بات ... اسے وریشہ سے زیادہ زیان کی فکر ہونے لگی اگر اسے کچھ ہوا تو زیان کی شکل میں اٹھنے والے طوفان کو قابو کرنا مشکل نہیں ناممکن ہو جائے گا ۔۔۔اسکی حالت بھی اب زیان جیسی ہی تھی دونوں ہی بھاگتے ایک کے بعد ایک کمرہ چیک کر رہے تھے

زیان یہاں نہیں ہیں وہ اوپر چل وہ شاید اوپر ہوں گئیں۔۔۔

ہانپتے ہوئے کہتے وہ دونوں ہی زینوں پر چڑھنے لگے جب اگلے ہی لمحے زیان کو اپنی زندگی کی دوسری بڑی غلطی یاد آئی فوراً سے ہی زینوں کے وسط میں رکتے اسنے کان میں لگائے بلوٹوتھ پر ہاتھ رکھا

اگلے ایک سیکنڈ کے اندر ہوٹل خالی کردو جو جہاں ہے اسے وہی رہنے دو تم سب ہوٹل سے باہر نکل جاؤ آئی ریپیٹ تمام آفیسرز ہوٹل سے باہر نکل جائیں۔۔۔انتہائی اونچی آواز میں وہ دھاڑتا اندھا دھند کمروں کو طرف بھاگا۔۔۔جب اسکی نظر زمین پر گری ائیر رنگ پر پڑی وہ وریشہ کی تھی وہ ایک سیکنڈ میں بتا سکتا تھا

مم..مجھ سے دور رہو ... میں نہیں جانتی تم کس بدلے کی بات کر رہے ہو پر اگر تم نے مجھے چھونے کی بھی کوشش کی تو تم جان سے جاؤ گئے۔۔۔بد حواس سی کہتی وہ پیچھے کو ہوتی بیڈ کی دوسری سائیڈ سے نیچے اتر گئی تھی جب ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے احد نے اسکے گلے میں پڑے سکارف کو بے رحمی سے کھینچتے اس سے سے دور اچھال دیا۔۔۔

میں بھی دیکھتا ہوں کون مارتا ہے مجھے...

چٹاخ .... وریشہ کا دایاں ہاتھ اسکے گال پر نشان چھوڑ گیا۔۔۔

اسکی اتنی جرات پر احد گنگ سا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جب وریشہ نے موقع پاتے ہی اسکے سائیڈ سے بھاگنا چاہا مگر اپنی کلائی کسی مضبوط گرفت میں دیکھ اسکی سانسیں رک گئ

تمہاری اتنی جرات تم نے مجھے تھپڑ مارا ... اسکی کلائی مڑورتے احد نے جھٹکے سے اپنے قریب کیا

نہی.. نہیں دور ہو جاو مجھ سے میں کہہ رہی ہوں قریب مت آنا میرے ورنہ ... اسنے پھر سے تھپڑ مارنا چاہا جب احد نے اسکی دونوں کلائیوں کو تھامے صوفے پر گرا دیا۔۔۔

یہ غلطی دوبارہ مت دوہرانا بے بی ورنہ استعمال کرنے کے بعد جان سے بھی ماردوں گا۔۔۔غلاظت بکتے احد نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکے شرٹ کی بازو چاک کردی۔۔۔

چھوڑو مجھے گھٹیا انسان ورنہ میں تمہارا قتل کردوں گئ چھوڑو مجھے۔۔۔ہاتھ پاوں چلاتی وریشہ نے پیچھے پڑا گلدان اٹھائے اسکے سر میں دے مارا۔۔۔۔احد کے سر سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے سر پر ہاتھ رکھے وہ اس سے پیچھے ہو گیا جب وریشہ خوفزدہ سی کبھی اسے تو کبھی پانی کی طرح بہتے خون کو دیکھتی رونے لگی تھی اور اگلے ہی پل دھڑام کی آواز سے وہ نیچے گرتا بےسدھ ہو گیا۔۔۔

یہ.. یہ کیا کر دیا میں نے .. مم.. میں نے تم سے .. کہا تھا دور ...رہو مجھ سے .. نہی.. نہیں میں نے کچھ نہیں کیا... سب تمہاری... غلطی ہے

فرش پر اوندھے منہ گرے احد کو دیکھ وریشہ کے الفاظ ادا ہونے سے انکاری تھے وہ خود کو اس سب کا قصوروار نہیں مانتی تھی

چڑ چڑ کی آواز پر خوفزدہ سی اسنے نظریں احد کے وجود سے ہٹائے ارگرد دیکھا اور پھر دروازے کی طرف بھاگتی جب کسی نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھے اسے وہی بیہوش کر دیا اس بےہوش ہوئے وجود کو کندھے پر ڈالے وہ شخص جیسے آیا تھا ویسے ہی کھڑکی سے باہر کود گیا۔۔۔

زیان ایک سائیڈ کے رومز جبکہ حسیب دوسری سائیڈ کے رومز چیک کر رہا تھا وہ آگے بڑھتا جب اسکے کانوں میں کمرے سے آتی چیخوں کی آواز پڑی ... وہ آواز وریشہ کی تھی ... اسنے مڑ کر دیکھا زیان سامنے نہیں تھا اگر وہ چلاتا تو اندر موجود شخص چوکنا ہو جاتا اسلئے اسنے فوراً سے موبائل نکالے روم نمبر اسے سینڈ کرتے گن تھام کر دروازے پر لات ماری مگر وہ دروازہ اندر سے لاک تھا لاک پر شوٹ کرتے حسیب نے دروازہ کھولا مگر سامنے کا منظر دیکھ اسکا دماغ ہی گھوم گیا ...

کہاں ہے وریشہ کہاں ہے..؟

وہ آگے بڑھتا جب ہانپتا ہوا زیان اس سے پہلے کمرے میں داخل ہوتا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔۔

وریشہ ... وریشہ کہاں ہو تم ... زمین پر گرے پڑے احد کو فراموش کیے وہ دیوانہ وار بھاگتا ہوا اسے پکار رہا تھا مگر جواب ندارد۔۔۔

وہ وہاں ہوتی تو جواب دیتی۔۔۔

وہ یہاں نہیں ہیں زیان میں یہاں آیا تو صرف یہی تھا

یہاں نہیں ہے تو کہاں گئی وہ اسی کمرے میں آئی تھی ... تو اب کہاں گئی ... بپھرا شیر بنے وہ غرایا۔۔۔

جب حسیب کی نظر کھلی کھڑکی پر پڑی...

یہ کھڑکی کھلی ہوئی ہے مجھے لگتا ہے زیان وہ یہاں سے باہر بھاگ گئی ہیں۔۔۔وہ دونوں ہی کھڑکی کے پاس پہنچے۔۔۔

صحیح کہہ رہے ہو اونچائی بھی اتنی نہیں ہے وہ بآسانی بھاگ سکتی ہے تم اسے لے کر ہمارے خفیہ اڈے پر پہنچو میں وریشہ کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں زیادہ دور نہیں گئی ہوگئی ...

مگر زیان ... اسکے آگے ایک لفظ نہیں حسیب پہلے ہی میرا بہت ںقصان ہو چکا ہے مزید مجھے مشکل میں مت ڈالو اور ہاں باقی آفیسرز کو بھی واپس بھیج دینا!...

وہ پھر سے بھاگتا ہوا اسکی کھوج میں لگ گیا۔۔۔

ویسے ماننا پڑے گا ہماری بھابھی بھی کافی بہادر ہیں...

فرش پر پڑے احد کو ٹھوکر رسید کرتے حسیب نے تعریفی انداز میں اسے مخاطب کیا تھا۔

« « « « « « « « « « « «،،

اسنے موندی موندی سی انکھیں کھولنا شروع کیا اسکا ذہن ابھی بھی سو رہا تھا جو کے اس نشہ آور دوا کو سونگھنے کی وجہ سے ہوا اسنے ماتھے پر ہاتھ لگایا اتنی ٹھنڈ میں بھی اسکا ماتھا پسینے سے بھیگ چکا تھا کچھ دیر وہی بیڈ پر چت لیٹے وہ چھت کو گھورتی رہی وہ اسکا کمرہ نہیں تھا پہلی بات جو اسکے ذہن میں آئی تھی وہ کوئی حرکت کرتی گزرے لمحوں میں ہوا سب کچھ اسکی نظروں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگا ۔۔۔اا..حد .. خون... وہ... مر ... گیا ...

بد حواس سی اپنے ارگرد کا جائزہ لیے بنا ہی وہ ایکدم چیخ پڑی۔۔۔

"گھٹیا لوگ اتنی جلدی نہیں مرتے""...

کمرے کی خاموش فضا میں نیم ہلکی سی سرگوشی ہوئی جیسے کسی نے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا ہو۔۔۔

وہ جو بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے رونے میں مصروف تھی سرعت سے گردن اٹھائے اس اندھیرے والی جگہ پر دیکھا یوں تو سارا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا مگر بیڈ کے سامنے والا حصہ کالی سرد رات جیسا منظر دے رہا تھا۔

کک..کون ہے وہاں... اس..اسفند تم .. ہو وہاں..؟

سسکتی بولنے کی کوشش کرتی وہ دبے دبے قدم اٹھاتی آواز کی سمت آئی ... اب وہاں سے صرف چیئر ہلنے کی آواز آرہی تھی

پپ..پلیز .. جواب دو ... مم..مجھے ڈر.. لگ رہا ہے!...

آنسوؤں میں روانی آئی تھی وہ بے ربط جملے بولتی اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

کمرے میں خاموشی تھی وہ دونوں خاموش تھے ایک خوفزدہ سی سسکیاں لے رہی تھی جبکہ دوسرا شاید خاموش رہ کر اپنے اشتعال پر قابو پا رہا تھا۔۔۔کچھ ہی پل بعد اسے گہری سانس بھرنے کی آواز سنائی دی ... اور تب ہی مقابل نے گہرا سانس بھرتے پاس دیوار پر لگے بورڈ پر ہاتھ رکھا جس سے پورا کمرہ سیکنڈز میں روشنیوں میں نہا گیا۔۔۔اسکی آنکھیں چندھیا گئیں ... بے ساختہ بازو آنکھوں کے گرد رکھے اسنے زور سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔جبکہ مقابل نے چپ سادھے ساکت نظروں سے اپنے سامنے سسکتے لرزتے وجود پر طائرانہ نظر ڈالی

اسکی اوڑھی گئی شال کندھوں سے سرک گئی تھی جسکی وجہ سے اسکا برہنہ کندھا نظر آنے لگا بکھرے بالوں میں بکھرا حولیہ چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان اور ہلکی ہلکی سسکیوں کی آتی آوازیں۔۔۔ وہ سب اسکے ضبط کا کڑا امتحان لے رہے تھے مگر وہ پھر بھی خاموش سا بیٹھا اسے دیکھتا رہا...

لمحے بعد اسنے آنکھوں سے بازو ہٹائے سامنے پوری شان و شاکت سے براجمان نقاب پوش کو دیکھا ۔۔۔وہ نظریں پھیر کر بیٹھا تھا۔۔وہ اسے کیوں نہیں دیکھ رہا تھا؟۔۔۔اسکے ساتھ جو کچھ بھی ہوا کیا اسے معلوم نہیں تھا؟۔۔۔کیا وہ اسے دلاسے کے دو بول بھی نہیں بولے گا۔۔۔؟ وریشہ کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی اسے اسفند شاہ یہاں لے کر آیا ہے مگر اسے یقین ضرور تھا کہ جب بھی وہ مصیبت میں ہو گئی وہ انجان شخص اسکو بچانے آئے گا آج بھی وہی ہوا ہمیشہ کی طرح آج بھی اس انجان شخص نے اسکی جان بچالی تھی مگر اب کی بار وہ اسکی عزت کا بھی محافظ ٹھہرا تھا۔۔۔اسے دیکھنے سے پہلے ہی وہ پورے یقین سے اسکا نام پکار چکی تھی۔۔۔

تت..تم مجھے یہاں لے کر آئے...؟

ایک قدم آگے آتے اسنے بامشکل سسکیوں پر بندھ باندھے پوچھا۔

اسفند ... جواب دو کچھ پوچھ رہی ہوں میں ... یہ کونسی جگہ ہے اور تم لے کر آئے مجھے یہاں ....؟

آواز یکدم تیز ہوئی وریشہ اسکی نظروں کے سامنے آتی پھر سے پوچھنے لگی۔۔۔

اسکے جواب کے انتظار میں وہ خاموش ہوگئی مقابل ایک نظر اس پر ڈالے اسکے روبرو ہوا۔۔۔

چٹاخ ... کمرے کی خاموش فضا میں تھپڑ کی گونج اٹھی۔۔۔وریشہ کے لیے وہ سب اتنی اچانک ہوا کہ اسفند کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ برداشت نا کرتے وہ بیڈ کے ساتھ فرش پر جا گری...

اسکو اسفند سے ایسے ردعمل کی توقع ہرگز نہیں تھی ساکت نظروں سے چہرے پر ہاتھ رکھے وہ بےیقینی سے اسے دیکھنے لگی

وہ کچھ کہتی ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے اسفند شاہ نے اسکی بازو سے پکڑے اپنے سامنے کھڑا کیا
۔۔۔

کیوں گئی تھی وہاں ... کیوں گئی تھی اس شخص سے ملنے بولو جواب دو۔۔۔کیوں گئی تھی وہاں تم۔۔۔ اسکو بازوؤں سے جھنجھوڑتے وہ اتنی زور زور سے چیخا کی وریشہ کو لگا اسکے کان کے پردے پھٹ جائیں گئیں۔۔۔اسفند شاہ کا یہ روپ اسکے لئے نیا اور خوفزدہ تھا

کیا بکواس کر رہا ہوں میں اب زبان کہاں گئی تمہاری جواب کیوں نہیں دے رہی۔۔کیوں گئی تھی اس نامحرم سے رات کے اس پہر اس ہوٹل کے کمرے میں ملنے ... آگ سی تپش لیے وہ اسکے چہرے پر غرایا۔

اپنی نمائش کرتے دل نہیں بھرا جو ہوٹل کے کمرے تک پہنچ گئی تم...

بس خاموش ہو جاؤ ... ایک لفظ اور نہیں سنا تم نے ... اب اپنی گندی زبان سے میرے کردار کے لئے ایک لفظ اور مت نکالنا اسفند شاہ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔خود کو اسکی گرفت سے آزاد کرواتی وہ اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چیخی تھی

تمہارا کردار رئیلی میڈم وریشہ سلطان ... تنفر سے کہتا وہ واپس سے چیئر پر جا بیٹھا۔

وریشہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم جیسی بدکردار لڑکی اپنی نمائش کروانے والی کا بھی کردار ہے... جو کسی کے ایک بار بلانے پر ہی ڈوری ڈوری ہوٹلوں کے کمرے میں پہنچ جاتی ہے اسکا کردار ہے...؟

چھناک کی آواز آئی تھی وریشہ کو اپنے اندر بہت کچھ ٹوٹتا محسوس ہوا۔۔آنسو بنا بندھ کے بہنے لگے وہ بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی

سامنے بیٹھا شخص اسے بدکردار کہہ رہا تھا جس کے لئے وہ خود کو ڈھکنے لگی تھی وہ شخص اسے اپنی نمائش کروانے کا طعنہ دے رہا تھا

تت..تم .. مجھ..ے ... بد کردار ... کہہ رہے ہو... می..میں ... تمہارے .. لیے ...

میرے سامنے اپنی اس جھوٹی انا اور پارسائی کے رونے تو تم بلکل مت رونا وریشہ سلطان ... دیکھ چکا ہوں میں کیسی لڑکی ہو تم ... تحقیر آمیز لہجے میں کہتا وہ اس کے عین سامنے آرکا

وہ سانس روکے اس شخص کی لفظوں میں چھپے تنقید ،طنز سے خود کو لہو لہان ہوتا محسوس کر رہی تھی

ارے میں ہی پاگل تھا جو سمجھتا رہا کہ تمہیں بدل دوں گا میرا ہی دماغ خراب ہو گیا تھا جو پچھلے تین سال سے تم جیسی لڑکی پر وقت ضائع کرتا رہا .... ٹیبل پر پڑی تمام چیزوں کو زمین بوس کرتے وہ پاگلوں جیسے چیخنے لگا۔۔۔

"تم جیسی" وریشہ انہی دو لفظوں پر اٹک گئی۔۔۔

اس میں اس شخص کو دیکھنے کی ہمت نہیں تھی نا اسکے لفظوں کو سہنے کی سکت تھی مگر اسے لگا وہ دلدل میں کھڑی ہے اسکا وجود پتھر کا ہو گیا وہ ہل نہیں پا رہی تھی

برباد کر دیا تم نے مجھے۔۔۔میرا سکون ، میری محبت ، میری عزت سب کو آگ میں جھونک دیا تم نے ... تم عزت کے لائق ہی نہیں تھی تم جیسی لڑکیاں عزت کے لائق نہیں ہوتیں ... اور اسکے لفظوں نے آخری کیل بھی ٹھوک دی۔۔۔ٹرانس کی کیفیت میں وہ اسے دیکھ رہی تھی جو اسکے کردار پر ضرب پر ضرب لگاتا اسے منو مٹی تلے اتار گیا تھا

میں بدکردار ہوں ... میری جیسی لڑکی عزت کے لائق نہیں ہے میں ... وہ روتی ہکلانے لگی مگر بات ادھوری نہیں چھوڑی۔۔۔

میں نامحرم کے ... ساتھ ہوٹل ... کے کمرے میں ... آگے وہ خاموش ہو گئی خود کے لئے ایسے لفظ اپنی زبان سے ادا کرنا اسکے لئے مرنے کا مقام تھا۔۔

تو تم کیا ہو تم بھی تو نامحرم ہو نا .... تم کیوں لائے مجھے یہاں رات کے اس پہر اس کمرے میں ... بولو جواب دو کیوں لائے مجھے یہاں...

وہ ہذیانی انداز میں چیختی اس سے پوچھنے لگی

اسکے سوالوں کو سن وہ طنزیہ ہنسا۔۔اگر میں آج تمہیں وہاں سے نا لاتا تو جو تمہاری رہی سہی عزت تھی نا وہ بھی اب تک خاک ہو چکی ہوتی ...

میری عزت رہی سہی نہیں ہے سنا تم نے ... اسکے سینے پر ہاتھ دھرے خود سے دور دھکیلتے اسکی آواز رندھ گئی

میں بدکردار نہیں ہوں میں وہاں اس سے ملنے گئی تھی مگر میں صرف اسکی بات سننے گئی تھی مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ میرے ساتھ ایسا کچھ کرنے والا ہے۔۔بھرائی آواز میں بولتی التجائیہ لہجے میں کہتے وہ اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی سعی میں تھی

ویلڈن ویری ویلڈن۔۔۔اسکے لہجے کے ساتھ چہرے پر بھی بیزاریت در آئی۔

اور تم تو بچی ہو تمہیں سمجھ نہیں ہے کہ رات کے اس پہر وہ شخص اگر تمہیں بلا رہا ہے تو کیوں بلا رہا ہے کہتے ہیں عورت مرد کی نظر سے ہی پہچان لیتی ہے تم کیسی عورت ہو جسے یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ وہ گھٹیا شخص تمہیں کس مقصد سے وہاں بلا رہا ہے۔۔۔یا یوں کہوں کہ تم اپنی رضا سے وہاں گئی

انتہائی سفاکیت سے کہتے اسفند شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

مم..میں ... نہی.. نہیں ... جانا۔۔۔

بس بہت ہوا۔۔۔بہت تم نے تماشا بنا لیا اپنا بھی اور میرا بھی۔۔۔اور بہت سہہ لیا میں نے۔۔۔اسکی بھیگی آنکھوں میں اپنی سرخ انگارہ ہوتی نظریں گاڑھے وہ دبے دبے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

اب اپنے کیے کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔اسکی بازو پر گرفت سخت کرتے اسکے لہجے میں سرد مہری اتر آئی

گردن اٹھائے وریشہ نے سوالیہ نظروں سے اس ظالم شخص کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے اسفند شاہ کی بات کا مطلب سمجھتی اسکی روح فنا ہونے کو تھی

نہی.. نہیں مجھے جانا ... ہے می.. میں تم ... سے نکاح ... نہیں کروں گئی ... اسکی گرفت میں مچلتی وریشہ خود کو آزاد کروانے لگی

بہت سمجھدار ہو مگر اب یہی تمہارا مقدر ہے اسلئے چاہے رو ، تڑپو یا مر جاؤ ... ہو گا وہی جو اب میں چاہوں گا

ٹھہر ٹھہر کر اسکی روتی نظروں کو اگنور کیے جملہ پورا کرتے وہ اٹھ کھڑا ہوا

اسے خود سے دور پٹختے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا

کہاں وہ محبت میں اس پر جان چھڑکنے والا اور اب کہاں وہ سفاکیت کی حد کر گیا تھا لوگ بدل جاتے ہیں اسنے سنا تھا اسفند شاہ بھی بدل جائے گا ان تین سالوں میں ایسا کوئی خیال بھی کبھی اسکے ذہن میں نہیں آیا تھا۔۔۔

اللہ جی یہ سب کیا ہو گیا میں بد کردار نہیں ہوں آپ تو جانتے ہیں نا ....مجھے بچا لیں پلیز اللہ جی ... مجھے یہ نکاح نہیں کرنا ... اسکی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگی۔۔۔۔مجھے ایسی سزا سے بچا لیں جسکے بعد مجھے خود سے ہی نفرت ہونے لگے میں جانتی ہوں میں نے آج تک آپکی نافرمانی کی ہر غلط کام کیا مگر میں بدل لوں گئی خود کو مجھے اس بار موقع دیں مجھے اس وقت بچا لیں مجھے اس گڑھے میں گرنے سے بچا لیں ...

گھٹنوں میں سر رکھے وہ سسکتی اپنے رب سے ہمکلام تھی اس بات سے بے خبر سامنے کھڑا وجود بغور اسے دیکھ اور سن رہا ہے

تمہیں اس سے ڈر لگتا ہے...؟

لڑکی کی آواز پر اسنے جھٹ سے سر اٹھایا جیسے اسکی دعا پوری ہو گئی مگر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ اسے حیرت کا شدید ترین جھٹکا لگا تھا اسکے ہاتھوں میں پکڑی چیزوں کو نظر انداز کرتی وہ فوراً سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

تم .. تم یہاں کیا کر رہی ہو ... سامنے موجود ہستی کو دیکھتے وریشہ کو جیسے صحرا میں پانی نظر آیا تھا

مجھے بچا لو پلیز میری یہاں سے نکلنے میں مدد کرو۔۔ہاتھ جوڑے وہ اسکے سامنے گڑگڑانے لگی

سامنے موجود لڑکی ہک دک سی اسے اور اسکے جڑے ہاتھوں کو دیکھنے لگی کیا بےبسی یہ سب بھی انسان سے کرواتی ہے اگر ہاں۔تو کیا وریشہ جیسے انسان بھی اس زمرے میں آتے ہیں...؟

دیکھو میں کچھ نہیں کر سکتی تمہارے لیے بہتر یہی ہے تم یہ نکاح کر لو کیونکہ اسفند شاہ تمہیں یہاں سے کبھی جانے نہیں دے گا۔۔

اسکی قید میں رہنے سے بہتر ہے اس نکاح کو قبول کر لو...

وہ نرمی اور تحمل سے اسے سمجھا رہی تھی

بکواس بند کرو تم ... اگر مدد نہیں کر سکتی تو فضول کے مشورے بھی مت دو سمجھی تم ... ہاتھ مار کر تمام چیزوں کو زمین بوس کرتی وہ ہذیانی انداز میں چلا اٹھی۔

جیسے تمہاری مرضی ... پیر پٹختی وہ غصے سے باہر نکل گئی

وریشہ پھر سے اسی حالت میں زمین پر بیٹھتی چلی گئ

آپ کی بیوی بہت ہی نخرے والی ہے افسوس مجھ سے تو اپنے نخرے برداشت نہیں ہوتے تو اسکے کیسے کروں..؟

سامنے بیٹھے اسفند شاہ کو دیکھتے اسنے انتہائی اہم بات بتائی۔

جا کر خود ہی سنھبال لیں اپنی بیوی کو اور اسکے نخروں کو ... پیر پٹختی جیسے وہ ائی تھی ویسے ہی کچن کی طرف چلی گئ

پیچھے بیٹھے دونوں مردوں نے ایک کے بعد اس دوسری آفت کو دیکھتے تاسف سے سر جھٹکا۔۔رومال واپس سے چہرے پر باندھے وہ کمرے میں چلا گیا۔

کلک کی اواز سے دروازہ کھلا اب کی بار اسنے دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔وجہ پوچھ سکتا ہوں اس بدتمیزی کی ..؟

اسکے سر پر کھڑے رعبدار آواز میں استفار کیا گیا

مجھے یہ نکاح نہیں کرنا!..

وہ جھکے سر سے بولی۔۔

وجہ..؟

بہت سی ہیں ...؟

کوئی ایک...؟

مجھے تم سے نفرت ہے!...

جو منہ میں آیا اسنے بول دیا۔۔

اسکے علاوہ ...؟

اسکے نزدیک وہ وجہ کوئی معنی نہیں رکھتی تھی وریشہ نے گردن اٹھائی۔۔

"شکر ادا کرو کہ تم سے وجہ پوچھ رہا ہوں ورنہ جیسی حرکت تم کر کے آئی ہو تمہیں دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوں میں"...

تو نکاح کس خوشی میں کر رہے ہو..؟

وہ چیخ پڑی۔۔

تمہارے جنم دن کی خوشی میں ...

اسنے نظریں اٹھائی دیوار پر لگی گھڑی پر بارہ بج چکے تھے۔۔۔وہ بندہ اسکی برتھڈے کی خوشی میں اس سے نکاح کر رہا تھا۔۔۔سوچتے ہی وریشہ کو انتہائی کوفت محسوس ہونے لگی۔

مجھے نہیں کرنا یہ نکاح سمجھے تم۔۔۔ !

وہ انتہائی قسم کی ڈھیٹ لڑکی تھی اس میں کوئی شک نہیں تھا

تیار ہو جاؤ یہ کپڑے بدلو .. نکاح خواں آنے والا ہو گا

وریشہ نے اسکی طرف دیکھا جو بے تاثر نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

میں یہ نکاح نہیں کروں گئی...

یہ جوڑا پہن لو وہ لڑکی تمہیں لینے آئی گئی اور بغیر زبان چلائے نکاح ہونا چاہیے۔۔۔اسکی بات اگنور کیے وہ اپنی بولتا اٹھ کھڑا ہوا

Over my dead body…!

وہ ابھی مڑتا اسکے کانوں سے طنزیہ سرگوشی ٹکرائی

کمرے کی فضا میں ٹھاہ کی آواز کے ساتھ وریشہ کی دلخراش چیخ گونجی۔۔۔خون رستے بازو پر ہاتھ رکھے وہ بھیگی بے یقین نظروں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔۔گولی اسکی بازو کو چھو کر گزر گئی تھی

میرا دماغ اتنا گھوما پڑا ہے کہ تمہارا یہ "over my dead body" کا شوق پورا کرنے میں ایک منٹ بھی ضائع نہیں کروں گا

چپ چاپ یہ پہنو...

نہیں کروں گئی میں یہ نکاح مار ڈالو بیشک مگر میں کبھی تم سے نکاح نہیں کروں گئی۔۔۔درر کی شدت کو نظر انداز کیے وہ ہذیانی انداز میں کہتی چیخ پڑی

اب بھی نہیں کرو گئی ...؟

اسکی تمسخر اڑاتی آواز وریشہ کے کانوں میں پڑی اسنے اسفند شاہ کے ہاتھ میں پکڑے موبائل سکرین پر دیکھا جہاں ایک نقاب پوش اسکے ڈیڈ کے سر پر گن رکھے کھڑا تھا

اسکی دنیا پل کو تھم گئی سانسیں رک گئی وہ بے یقینی سے کبھی اپنے ڈیڈ تو کبھی طنزیہ مسکراتے اسفند شاہ کو دیکھنے لگی

سیکنڈ سے بھی کم وقت اور میرے ایک حکم کی دیر ہے تمہارے ڈیڈ نیند میں ہی.....

نہی... نہیں منع کرو اسے ... گولی مت چلانا .. ڈیڈ ... ڈیڈ کو کچھ نہیں کرنا .. می.. میں کروں گئ نکاح ... پپ..پلیز اسے منع... وہ بھاگتی اسفند شاہ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"جب تک نکاح نہیں ہو جاتا تب تک یہ بندہ یہاں سے ہلے گا بھی نہیں"...

"تم پچھتاؤ گئے اسفند شاہ ... تمہارا یہ فیصلہ تمہیں کبھی راس نہیں آئے گا"..

روتی تڑپتی درد کی شدت سے دلبرادشتہ ہوتے وہ پھر سے زمین پر بیٹھ گئی۔

"تم سے محبت کر کے پچھتا ہی رہا ہے اسفند شاہ" ... اسکے علاوہ تم مجھے راس آتی ہو یا نہیں اس بات کی فکر تم مت کرو۔۔۔کیونکہ مجھے چیلنجز پسند ہیں...،

اسکے لہجے میں بیزاریت تھی جسے محسوس کرتے وریشہ کو اپنی آنے والی زندگی کٹھن اور مشکلات سے بھرپور نظر آرہی تھی۔

انکے کمرے سے نکلتے ہی وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کرتے وہ بیڈ کے طرف جاتا جب نظر اندر داخل ہوتی سیدھ میں فرش پر سوئی عینا پر پڑی جو اب اتنی زور سے دروازہ بند ہونے کی وجہ سے آنکھوں میں نیند کا خمار لیے اٹھ بیٹھی تھی

اسکی معصومیت سے بھری نظروں کو خود پر محسوس کرتے اسفند شاہ نے بےساختہ نظریں چرا لیں ۔۔۔غصہ جاگ کی طرح بیٹھ گیا حالانکہ اس سب میں عینا کا کوئی قصور نہیں تھا پھر بھی اسے عینا پر ہی غصہ تھا

عادت سے مجبور آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ جوتوں سمیت ہی بیڈ پر لیٹ گیا۔۔اپنی جگہ سے اٹھتی عینا اسکے جوتوں کے قریب آرکی۔

آج کا دن بغیر کام کیے ہی وہ تھک گیا تھا مگر آج اسے جسمانی نہیں ذہنی تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی وہ چپ چاپ لیٹا تھا جب اپنے پیروں پر نرم اور گرم ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے وہ اپنی جگہ ساکت ہو گیا وہ اسکے جوتے اتار رہی تھی جیسا کہ اسنے حکم دیا تھا مگر وہ یہ سب کیوں کر رہی تھی وہ کیا کچھ کر چکا تھا اسکے ساتھ۔۔اس پر الزام تراشی کی ہاتھ تک اٹھایا اور وہ تب بھی اسکے جوتے اتار رہی تھی اسکا کہا حکم مان رہی تھی۔۔۔"وہ لڑکی واقعی عجیب تھی سفیان شاہ کے لئے وہ پہیلی جیسی تھی جسے وہ جتنا سلجھاتا وہ خود اتنا الجھ جاتا"..

وہ کچھ کہتا عینا جوتوں سمیت اسکے موزے بھی اتار چکی تھی

آپ منہ ہاتھ دھو لیں میں کھانا لگاتی ہوں ...

تقریباً پندرہ منٹ گزر چکے تھے اسے کمرے میں آئے اور اتنی دیر میں وہ عینا کے زبان ہوا پہلا جملہ تھا وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا اسکے چہرے پر پھیلی خاموشی اور انتہا کا سکون اسکو بے سکون کر رہا تھا وہ چپ تھی مگر اب سفیان شاہ کو اسکی خاموشی بھی چبھن کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔۔۔اسنے محسوس کیا تھا وہ اسکی طرف دیکھ نہیں رہی تھی اسکے اندر درد کی لہر اٹھی۔۔۔اسے خود عجیب لگ رہا تھا اسے کیوں عینا کی خاموشی اور اسے نظر انداز کرنا برا لگ رہا تھا۔۔۔وہ سوچتے بیڈ سے اٹھا تھا جب اسکے منہ سے ذرا سی آواز نکلی۔۔۔وہ واپس سے بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔عینا کو کمرے سے باہر جا رہی تھی فوراً سے مڑتی اسکی طرف آئی تھی۔۔

کیا ہوا آپ کو ... کبھی اسے تو کبھی اسکے پاؤں کو دیکھتی عینا بے حد پریشان لگ رہی تھی

وہ فرش کافی ٹھنڈا تھا اچانک پاؤں رکھا تو جیسے کرنٹ لگ گیا... شرمندگی اور معصومیت سے بیان کرتے سفیان شاہ نے نظریں چرائی۔

عینا ہکا بکا سی ہونکوں کی طرح منہ کھولے بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔سفیان شاہ اسکے یوں دیکھنے پر خجل ہوا۔۔۔

می..میں جوتے لے کر آتی ہوں۔۔۔وہ بھاگتی بیڈ کی دوسری سائیڈ سے اسکے جوتے اٹھا کے اسکے پیروں میں رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی

میں کھانا لاتی ہوں ... وہ بولتی کمرے سے باہر نکل گئی

سفیان شاہ اٹھتا واشروم کی طرف جاتا جب اسکی نظر فرش پر لگے عینا کے بستر پر پڑی۔۔۔چھنگ جیسی چادر پر تکیے کی جگہ شال پڑی تھی اور اوپر اوڑھنے کو ایک اور چادر رکھی تھی۔۔۔جس فرش پر ذرا سا پاؤں رکھنے پر اسکے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل پڑی اسی ٹھنڈے فرش پر وہ لڑکی ساری رات کیسے سوتی ہو گئی...؟

"سفیان شاہ کو اپنے آپ پر دکھ ہونے لگا وہ سہی کہتی تھی سفیان شاہ ظالم حاکم ہے"....

بھاری ہوتے سر کے ساتھ وہ واشروم میں بند ہو گیا۔۔۔پانچ منٹ بعد وہ کمرے میں آیا عینا ابھی تک نہیں آئی تھی سفیان شاہ نے المیرا ایک حصے کو کھولتے اس میں بنے لاکر کو کھول کر اس میں پڑی چابی نکالی تھی۔۔۔اور پھر المیرا کے ساتھ والی دیوار جس پر ہمیشہ پردہ گرا رہتا تھا اس پردے کو ہٹائے وہاں بنے دروازے کو ان لاک کرتے کمرے میں داخل ہو گیا۔۔۔وہ صرف کمرہ نہیں تھا وہ اسکی یادوں سے بھری حسین دنیا تھی جو صرف اسکی تھی جس پر صرف سفیان شاہ کا حق تھا جسے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا تھا "آج اسے گم ہوئے اکیس سال گزر گئے تھے مگر ابھی تک وہ اسکی یادوں سے باہر نہیں نکل پایا تھا اس سے کئے عشق سے کیسے جان چھڑواتا"..

"اسے لگنے لگا تھا وہ نہیں ملے گئ تو سفیان شاہ مر جائے گا"

وہ اتنا بڑا کمرہ نہیں تھا مگر صاف ستھرا اور خوبصورت سا کمرہ تھا ایک طرف شو ریک تھا تو دوسری طرف ایک بڑی سی ٹیبل اسکے دائیں سائیڈ پر رکھے صوفے پر سکول یونیفارم کے ساتھ سکول بیگ اور شوز رکھے تھے۔۔۔اس کمرے میں اسکے علاوہ کوئی نہیں آتا تھا یاں یوں کہا جائے کہ کسی کو اجازت نہیں تھی۔۔۔اسنے اس سکول بیگ کو چھوا۔۔آنکھوں پر نمی محسوس ہونے لگی۔۔وہ آگے بڑھا ٹیبل پر پڑے چھوٹے سے بے بی پنک فراک کو چھوتے آنسو گال سے لڑکھڑتا فراک پر گرا۔۔۔وہ مزید آگے بڑھا اسکے قدم تھم گئے وہ پتھر کا مجسمہ بنا اس جھولے کو دیکھ رہا تھا جس میں چھوٹی سی بچی تالیاں بجاتی ہنستی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی وہ پلکیں جھپکنا بھول گیا۔۔۔انو..شے .. وہ دیوانہ وار آگے

بڑھا اسے اٹھانا چاہا مگر وہ پل میں غائب ہو گئی ... سفیان شاہ کو لگا اسے سانس نہیں آئے گی آنسو بہتے ڈارھی میں جذب ہو رہے تھے وہ گہرے گہرے سانس بھرتا سر ہاتھوں میں تھامے کھڑا تھا جب اسے اپنے کندھے پر کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا اسنے آنکھیں کھولے ذرا سی گردن موڑی۔۔۔وہاں عینا کھڑی تھی اسکے دل کو کچھ ہوا۔۔۔آنسوؤں میں تیزی آگئی وہ بغیر کچھ بولے اسکے کندھے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔۔۔عینا کا جسم پتھر مانند ہو گیا وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی آج پہلی بار وہ سفیان شاہ کو روتے دیکھ رہی تھی اور وہ بھی اپنے کندھے پر سر رکھے روتے دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکی دل چیرتی سسکیاں عینا کا دل چھلنی کر رہی تھی اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ سفیان شاہ کے سارے غم لے لیتی اپنے حصے کی خوشیاں بھی اسکے حصے میں ڈال دیتی۔۔۔آج وہ پہلی بار اسکے اتنے قریب کھڑا تھا دھڑکنوں میں شور برپا ہوا تھا عینا اسے چھونا چاہتی تھی مگر وہ کسی اور کی امانت تھا اسنے سفیان شاہ کو چھونے سے گریز کیا بس اسے روتا سسکتا سنتی رہی اسکی برداشت کی حد سوا ہوئی اسکے دل میں اتنے غم تھے جو وہ رویا تھا تو چپ نہیں ہو رہا تھا سوچتی آخر کو وہ بھی رو پڑی۔۔۔

وہ مم..مجھے ... نہی.. نہیں... ملتی ...وہ...مجھے کیوں... نہیں ملتی..؟

میں اور اسے کتنا ڈھونڈوں ... دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جہاں میں نے اسے نہیں ڈھونڈا مگر وہ نہیں ملتی میں کیا کروں عینا میں کہاں جاؤں ... اسکے کندھے پر سر رکھے وہ دھاڑے مار مار کر روتا اسے پکار رہا تھا جو خود اسکی جانلیوا اذیت پر آنسو بہا رہی تھی

"میرا دل مر رہا ہے مجھے وہ چاہئیے ... سفیان کے لئے وہ ضروری ہے "

لہجے میں ضد تھی...

وہ مجھے نہیں ملے گئی تو میں پاگل ہو جاؤں گا میں اور صبر نہیں کر پارہا میں تھک گیا ہوں ... اسے ڈھونڈ دو۔۔۔وہ تڑپنے لگا ...

تت..تم ...دعا کرو ... وہ ... مجھے مل جائے۔

کانچ کا ایک ٹکڑا جو اسکے دل کی جگہ پر رکھا تھا آج وہ بھی ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا وہ جس سے محبت کرتی تھی وہ جسکے نکاح میں تھی وہ اسکا شوہر تھا نام کا ہی سہی وہ اسکا تھا۔۔۔وہ جانتی تھی سفیان شاہ کبھی اسکا نہیں ہو سکتا وہ کسی اور کا تھا اسے کسی اور سے محبت تھی وہ ہر بات سے واقف تھی مگر آج وہ اذیت کے گہرے سمندر میں ڈوب چکی تھی اسکا شوہر اسے اپنی محبت کے مل جانے کی دعائیں کروا رہا تھا اس سے منتیں کر ریا تھا کہ اسکے لئے دعا کر دے اسکی محبت مل جائے اسکی کھوئی محبت اسے واپس مل جائے۔۔۔عینا کو لگا اسنے سب پا کر بھی کھو دیا ہو اسنے دور ہونا چاہا اسکے جسم میں لرزش محسوس کرتے سفیان شاہ جیسے ہوش میں آیا۔۔۔

سوری میں تھوڑا جذباتی ہو گیا تھا آنکھوں کو ملتے وہ عینا سے دور ہو گیا۔۔عینا نے اسکی طرف دیکھا اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں

تم یہاں کیسے ... میرا مطلب...

رخ مکمل موڑے وہ اسکی طرف پیٹھ کر گیا

جی وہ دروازہ کھلا تھا میں کھانا لے کر آئی تھی۔۔۔آپ یہاں تھے۔وہ جانتی تھی اس کمرے میں آنے کی اجازت کسی کو نہیں ہے تو ضرور سفیان شاہ اب اس پر غصہ کرے گا مگر وہ حیران ہوئی جب اسے آواز اپنے عقب سے سنائی دی۔

باہر آجاؤ مجھے روم لاک کرنا ہے ...

اسنے گردن موڑی جہاں سفیان شاہ دروازے کے پاس کھڑا اسے باہر جانے کو بول رہا تھا عینا نے محسوس کیا وہ اسے دیکھنے سے گریز برت رہا ہے۔۔۔وہ سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گئی اور اسکے پیچھے سفیان شاہ بھی کمرہ لاک کرتے صوفے پر جا بیٹھا۔۔۔

صبح بی جان آئی تھیں ...؟

چادر درست کرتے عینا کے ہاتھ تھم گئے اسے صبح کا منظر یاد آیا جب بی جان اسکے باہر نا آنے پر کمرے میں آئی تھیں اور اسکا چہرہ دیکھ انہی قدموں پر پلٹ گئیں۔۔۔

کچھ پوچھا ہے میں نے...؟

جی..جی آئیں تھیں مگر یقین کریں میں نے نہیں بلایا تھا وہ خود ہی آئیں اور پھر چلی بھی گئی!...

اسکے لہجے میں خوف تھا جسے محسوس کیے سفیان شاہ سر جھٹکتے وہی صوفے پر دراز ہو گیا ...

صحیح .. تم یہی سو جاؤ بیڈ پر میں یہاں سو جاؤں گا!...

آنکھوں پر بازو رکھے ہی کہا گیا

عینا دم سادھے اسکے بدلتے روپ کو دیکھ حیران پریشان سی کھڑی تھی۔۔۔

مم.. مگر ... میں یہاں...

اسکے آگے عینا نہیں بولی اسنے محسوس کیا وہ سو چکا تھا اسے ہلکے ہلکے سانس لیتے دیکھ اسنے ایک نظر ڈھکے ہوئے کھانے پر ڈالی تھی جو ویسے ہی پڑا تھا اسنے خود بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا اور نا ہی سفیان شاہ نے کچھ کھایا تھا

کھانا واپس کچن میں رکھتی عینا اس والی سائیڈ سے قدرے دور ہو کر دوسری سائیڈ پر لیٹے آنکھیں موند گئی تھی

ذہن میں ابھی بھی سفیان شاہ کی بھرائی آواز میں کی گئی منتیں اسکی سسکیاں گونج رہی تھیں۔۔۔

"ہائے کتنی خوش نصیب ہیں آپ انوشے جن سے سفیان شاہ جیسا شخص محبت کرتا ہے اور کتنا بدنصیب ہے سفیان شاہ جسکی اتنی سچی اور پاک محبت کے باوجود بھی آپ انہیں نہیں ملی"

دل ہی دل میں ان دونوں سے ہمکلام ہوتی وہ اداسی سے مسکرا دی جب آنکھوں کے سائیڈ سے بہتا گرم سیال تکیے میں جذب ہو رہا تھا

» » » » » » » » » » » » » » » »

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ کمرے میں واپس آیا جہاں وہ اسکی ہونے والی کو دولہن کو سجا کم اور نہار زیادہ رہی تھی۔

جو سادے سے وائیٹ کلر کے شورٹ شرٹ اور شرارے میں سر پر سرخ چنری اوڑھے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکی بازو کی پٹی پہلے ہی ہو چکی تھی مگر درد کی شدت ویسی ہی تھی جو اسکے چہرے پر صاف عیاں تھی مگر بقول اسفند شاہ کے وہ ڈھیٹ تھی برداشت کرنا اسے آتا تھا

اگر تیاری ہو گئی ہے تو باہر لے آؤ اسے نکاح خواں آ چکے ہیں۔۔۔

وہ کہتا جانے لگا جب وریشہ کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔۔۔

رکو ...

اور وہ رک گیا ... وریشہ نے ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھا جو اسکی بات کا مطلب سمجھتی کمرے سے باہر جانے لگی

آپکی دولہن بہت پیاری ہے اور غصے والی بھی اللہ آپ پر رحم کریں میری خاص دعا ہے...

وہ کہتی چلی گئی جب دروازہ بند ہونے کی آواز پر وریشہ اسکی دو قدم کی دوری پر آرکی ...

مجھ جیسی بدکردار لڑکی سے نکاح کیوں کر رہے ہو تم..؟

وہ واقع میں اس سوال کا جواب چاہتی تھی

میں اپنا حق نہیں چھوڑتا پھر تم تو میری محبت ہو تمہیں اسفند شاہ کیسے چھوڑ سکتا ہے۔

دوٹوک لہجے میں جواب دیا گیا

مجھے ڈیڈ سے بات کرنی ہے!...

اسکے لہجے میں ضد کے ساتھ حکم جیسا تاثر تھا

نہیں کر سکتی بات تم کم از کم جب تک میں نا چاہوں تب تک نہیں کر سکتی اور نا یہاں سے باہر قدم رکھ سکتی ہو ...

تم مجھے قید نہیں کر سکتے؟

چیلنج کر رہی ہو... ایک قدم کا فاصلہ چھوڑے وہ اسکے قریب آیا

چیلنج نہیں کر رہی صبر کر رہی ہوں اللہ کے فیصلے پر مگر اس دن کا انتظار کروں گی جب تم سے مجھ پر لگائے گئے جھوٹے الزاموں کا بدلہ لیا جائے گا۔۔۔

جس نے تمہیں اس راستے پر چلایا اسے ہی تم اللہ کا خوف دلا رہی ہو ... سینے پر بازو باندھے اسفند شاہ نے نرمی سے کہا مگر وریشہ کا صبر دیکھ اور اسکے منہ سے ایسی بات سن کر اسے خوشی ہوئی جسے اسنے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا

وہ طنز نہیں کر رہا تھا مگر وریشہ کو لگا جیسے وہ احسان جتا رہا ہو..

ڈیڈ کو میری فکر ہو رہی ہو گئی پلیز میری بات کروا دو!...

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی...

جاتے وہ پھر رک گیا۔۔وہ ٹھیک ہیں اور انہیں بھی بتا دیا گیا ہے کہ تم اپنی فرینڈز کے ساتھ مری کی طرف گئی ہو دو تین دن تک واپس آجاؤ گئی۔۔۔

اس بار پلٹے بنا ہی جواب دیئے وہ باہر چلا گیا

» » » » » » » » » » » » » »

ہیلو یار کہاں ہے تو کب سے تیرا تھانے میں انتظار کر رہا ہوں دو گھنٹے گزر چکے ہیں اور تیرا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے ...

زیان کے کال اٹھانے کی دیر تھی وہ ایک ہی سانس میں جانے کتنے سوال پوچھ گیا۔۔۔

میں جہاں ہوں وہاں کا تجھے نہیں پتہ ....

تو بتا دے نا میں آجاتا ہوں... حسیب اسکی بات کاٹتے بولا۔

ویسے میں نے تجھے یہاں بلانے کے لئے ہی کال کی تھی ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں جلدی پہنچ ...

اوکے تو کر میں یہاں سے نکل رہا ہوں۔۔۔ جتنی اسے زیان کی فکر ہو رہی تھی اسکا بس چلتا تو اڑ کر زیان کے پاس پہنچ جاتا۔

موبائل ڈیش بورڈ پر رکھے اسنے گاڑی روڈ پر ڈالی!...

« « « « « « « « « « «

اور اگلے دس منٹ بعد وہ پھر سے اسکے سر پر سوار تھی وریشہ اسے کمرے میں آتے دیکھ اٹھ کھڑی ہوئی...

انگلیاں چٹختے سر جھکائے وہ کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی

میں آپ کو لینے آئی ہوں چلیں ... اسکے تھوڑی قریب آتے اسنے اپنا ہاتھ آگے کیا۔۔۔وریشہ نے اپنا لرزتا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھے اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اللہ کے ہر فیصلے میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے ... آپ رو مت اللہ سب بہتر کرے گا ... بھیگی پلکیں اٹھائے وریشہ نے اسکی طرف دیکھا وہ اسے عشال کی طرح لگتی تھی

میری قسمت میں کچھ بہتر نہیں ہوتا اندازہ اس رشتے کی شروعات سے ہی لگا لو ... وہ روہانسی ہوئی۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی دروازے تک پہنچی پھر ایک لمبی سانس اندر لی۔۔۔یا اللہ سب تیرے حوالے۔۔۔منہ میں ہی بڑبڑاتے وریشہ اسکا ہاتھ تھامے اس چھوٹے سے لاونج میں آئی جہاں نکاح خواں کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔

وہ بلکل انجان لوگوں کے درمیان میں خود کو اکیلا محسوس کرنے لگی اسے خوف محسوس ہونے لگا نظریں یونہی جھکائے وہ صوفے پر آکر بیٹھی جس کی دوسری سائیڈ پر اسفند شاہ بیٹھا تھا۔۔۔اسنے سوچا تھا کیونکہ ایسا ہی ہوتا ہے دولہن کی دوسری سائیڈ دولہا ہی بیٹھا ہوتا ہے وہ اندازے لگا رہی تھی مگر

نظریں نہیں اٹھائی تھی جو اسکی انا کے لئے شاید صحیح نہیں ہوتا۔۔۔وہ مان گئی تھی نکاح کیلئے یہی وریشہ سلطان کا احسان تھا اس پر۔۔۔وریشہ نے سوچتے سر مزید جھکا لیا۔۔۔

جبکہ اسفند شاہ کے ساتھ دو اور لوگوں نے بڑی حیرانی سے اس نکاح کی دولہن کو دیکھا جس کی خاموشی انہیں کسی طور ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

نکاح شروع کریں مولوی صاحب...،

اور اس جملے کے ساتھ وریشہ کی سانسیں بھی رک رک کر چلنے لگیں

نکاح خواں اسفند شاہ کی سائیڈ پر بیٹھے تھے نکاح شروع ہو چکا تھا وریشہ کے دماغ میں ایک دن پہلے کی اپنی اور احمد سلطان کی گفتگو چلنے لگی۔۔۔شادی کے متعلق رکھی گئی اسکی ہر ایک شرط رد ہو چکی تھی اسکی ڈریم ویڈنگ کے خواب ، وہ کنٹریکٹ ، اسکا پنک کلر کا دولہا کچھ بھی اسکے خوابوں جیسا نہیں ہوا تھا۔۔"تو آج سے طے ہوا تھا دولت سے سب خریدا جا سکتا ہے یہاں تک کے خواب بھی مگر قسمت دولت کی محتاج نہیں ہوتی ... وہ اسی رخ چلتی ہے جہاں وہ ذات اسکا رخ موڑ دے" اور یہ بات وریشہ سلطان کے ذہن میں اس ایک پرانے منڈلاتے سائے کے جیسے چپک گئی۔۔۔

کندھے پر کسی کا لمس اور کانوں میں پڑتے مولوی صاحب کے الفاظ اسکی روح جھنجھوڑ گئے تھے۔۔۔

"نہیں رہنا چاہتی میں تمہارے ساتھ مجھے ڈائیورس چاہئیے تم سے"

"میں تمہاری دی گئی ایسی کوئی چیز اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتی جس کے ذریعے بعد میں تم میرے سامنے آؤ یا مجھ سے ملنے کی کوشش کرو" .... "اسلئے اپنی بیٹی بھی تم اپنے پاس رکھو"

وہ الفاظ اسکے کانوں میں تیر جیسے چبھ رہے تھے دل چھلنی ہوا تھا رکے آنسو پھر سے بہنے لگے ... وریشہ کو اس کمرے میں گھٹن محسوس ہونے لگی۔۔۔بازو میں اٹھتے درد سے زیادہ اسے اپنے دل میں اٹھتا درد ناقابلِ برداشت لگ رہا تھا۔

مولوی صاحب کی طرف دھیان دیں ...

پیچھے کھڑی لڑکی نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔۔وہ خالی ذہن کے ساتھ سامنے پڑی ٹیبل کو دیکھنے لگی اس طرف نکاح ہو چکا تھا اب اسکی باری تھی اسنے وہ قبول کرنا تھا جو اسکے لئے کبھی ناقابلِ قبول بات تھی۔۔۔

وریشہ سلطان ولد احمد سلطان آپ کا نکاح باعوض طے پائے گئے حق مہر پچاس لاکھ اور ان گواہوں کی موجودگی میں سید ارشان اسفند شاہ ولد عدیل حیدر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

"کیا آپ کو قبول ہے؟"

اسے لگا تھا اس کمرے کی چھت اسکے سر پر آن گری ہے۔۔۔ار...شان شاہ ... زیرِ لب اسکا نام بڑبڑاتے وریشہ نے سرعت سے گردن اٹھائی اور پھر وہ پلکیں جھپکنا بھول گئی۔۔۔سامنے گواہوں میں بیٹھے لوگوں کو دیکھ اسکا دماغ گھومنے لگا۔۔۔سارا کمرہ اسکی نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا وہ بے یقینی کی کیفیت میں اس نقاب پوش کو دیکھنے لگی اور پھر اسے وہ آفس میں بیٹھا شخص یاد آیا تھا

وریشہ جواب دو .... سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔

وہ اس سے آگے کچھ سوچ نہیں سکی۔۔۔پیچھے کھڑی لڑکی کی پکار کسی پگھلے ہوئے سیسے کی مانند اسکے کانوں میں پڑی

اسنے شکایتی نظریں اسفند شاہ کی طرف اٹھائی جو پرسکون سا اسے ہی دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین ہو کہ وہ اسے قبول ضرور کرے گئی

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

مولوی صاحب نے دوسری بار پوچھا...

وہ اب بھی خاموش نظروں سے اسفند شاہ کو اور اسفند شاہ پرسکون سا اسے دیکھ رہا تھا۔

وہاں موجود تمام لوگ انتہائی تجسس کا شکار ہوئے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے اگر وہ ڈھیٹ تھی تو مقابل بھی اپنی بات منوانے والوں میں سے تھا آگے کیا ہونے والا تھا وہاں سب لوگ ہی ٹکٹکی باندھے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے

"کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

"قبول ہے"

اور آج یہاں بھی وریشہ نے دل مار کر وہ قبول کر لیا تھا جو اسے پسند نہیں تھا۔۔مولوی صاحب نے اسکے سامنے نکاح نامہ رکھا۔۔

اپنے نام والی جگہ پر لرزتے ہاتھوں سے دستخط کرتے ناجانے کتنے آنسو اس پیپر پر گر چکے تھے دستخط کرتی وہ اٹھتی آنا فانا کمرے میں جا بند ہوئی۔۔۔

»»»»»»»»»»»»

مبارک ہو میرے بھائی آخر تجھے اپنی منزل مل ہی گئی ... مگر مجھے ساری سٹوری تفصیلاً سننی ہے ... آخری جملہ قدرے آہستگی سے اسکے کان میں کہتے حسیب ہنس پڑا۔۔۔شک تو اسے تب ہی ہو گیا تھا جب زیان نے اسے نئے فلیٹ پر بلایا تھا

مبارک ہو۔۔۔اللہ آپ دونوں کو خوش رکھے ... وہ دعا اسنے کس دل سے اور وہ الفاظ ابتسام چوہدری کی زبان سے کیسے ادا ہوئے تھے صرف وہی جانتا تھا۔۔۔اور کوئی ہیلپ چاہئیے ہو تو بتا دیجیئے گا اب میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔۔۔

زیان عرف سید ارشان اسفند شاہ کو ہمیشہ کی طرح وہ لڑکا عجیب ہی لگا وہ ذرا سا ہنستا اسکے گلے لگا۔۔۔

کانگریٹس بھائی۔۔۔

بہت شکریہ بچے ... زیان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

ابتسام...؟

جی سر... وہ گھر کی دہلیز پار کرتا زیان کی آواز سن کر گیا

میری بہن کو باحفاظت گھر ڈراپ کر دینا ... عائشہ کو ذرا سا دیکھتے اسنے ابتسام سے کہا!...

جی ٹھیک ہے...

وہ دونوں انہیں اللہ حافظ کہتے وہاں سے نکل چکے تھے جبکہ حسیب وہی رکھے صوفے پر بیٹھا گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔۔۔

تو یہی بیٹھ میں آتا ہوں !...

زیان کہتے درست رومال کو مزید درست کیے کمرے میں داخل ہوا جہاں وریشہ بدستور فرش پر بیٹھی سر گھٹنوں میں رکھے غیر مرئی نقطے کو تک رہی تھی۔

یہاں کیوں بیٹھی ہو اٹھو بیڈ پر جاؤ... اسکے سر پر کھڑے اسفند نے قدرے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔

میں تم سے بات کر رہا ہوں وریشہ اٹھو اور جاؤ بیڈ پر...

اسکی طرف سے کوئی جواب نا پا کر وہ پھر سے بولا مگر اس بار لہجے میں سختی تھی

تم کون ہو...؟

اسی پوزیشن میں بیٹھے وہ ٹرانس کی کیفیت میں بولی...

"میں انسان ہوں"...

اسفند شاہ نے اسکے قریب پنجوں کے بل بیٹھتے دھیرے سے رازدانہ انداز میں بتایا...

کیا میں تمہیں جانتی ہوں...؟

اسکے بے تکے جواب کو نظر انداز کیے وریشہ نے پھر سوال کیا

"ہاں تم مجھے ... مجھ سے زیادہ جانتی ہو"...

اگر میں تمہیں جانتی ہوں تو تم مجھ سے اپنا چہرا کیوں چھپاتے ہو؟اور میرا ڈرائیور وہ لڑکی عائشہ ، وہ ابتسام وہ سب کون ہیں تم کیسے ان سب کو جانتے ہو۔۔۔

اور اگر میں تمہیں جانتی ہوں تو میں تمہیں دیکھ چکی ہوں۔۔۔سرخ متورم سوجھی آنکھیں اسکی کالی بے تاثر نگاہوں میں گاڑھے وریشہ کی آواز نارمل سے اونچی ہوئی۔۔۔

اگر تم ارشان شاہ ہو تو میں تمہیں مل چکی ہوں تمہارے آفس ...

"نہیں میں وہ نہیں ہوں"...

وہ مزید کچھ بولتی اسفند شاہ نے اسے ٹوک دیا

تو وہ کون تھا اور تم کون ہو...؟

وہ الجھی الجھی سی اکتاہٹ کا شکار ہونے لگی

اسفند شاہ اسے یوں خود میں دلچسپی لیتے جی جان سے مسکرایا..

"جس کو تم آفس میں ملی اور جس کو تم اپنے سامنے دیکھ رہی ہو وہ دونوں ایک ہی شخص تھے بس فرق اتنا ہے کہ اس وقت چہرے پر چہرہ تھا اب ایسا نہیں ہے"

مگر میں پھر بھی تمہیں اپنا چہرہ ابھی نہیں دیکھا سکتا!...

"مجھے تمہیں دیکھنے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے"...

اسکے اچانک رویہ بدلنے پر اسفند شاہ لمحے کو چونکا... وہ لڑکی پل میں موڈ بدلتی تھی

اوکے نا رکھو ایسا شوق ابھی تو اٹھو بیڈ پر چلو اور ریسٹ کرو... اسکی بازو کو تھامے اسفند نے اسے اٹھانا چاہا

ہاتھ مت لگانا مجھے ورنہ حولیہ بگاڑ دوں گئی تمہارا ...

اسکا ہاتھ جھٹکتے وریشہ مزید دوری بنا گئی

اسکی اونچی آواز اسفند شاہ کو غصہ دلا رہی تھی

"پہلی بات آج کے بعد میرے سامنے تمہاری آواز اونچی نا ہو اور دوسرا تمیز سے جواب دینا سیکھو شوہر ہوں تمہارا"...

"گن پوائنٹ پر بنے زبردستی کے شوہر"

جیسے بھی بنا ہوں اب تمہارا شوہر ہوں...

"ہو گئے مگر میں خود کو تمہاری بیوی نہیں مانتی"

بہت بکواس ہو گئے...

ہاں میں بھی یہی کہنے والی تھی بہت بکواس کر لیے تم نے اب دفع ہو جاؤ یہاں سے!...

دوبدو جواب دیتے وریشہ سلطان اپنی ٹون میں واپس آ چکی تھی

اللہ تم جیسی بدتمیز بیوی کسی کو نا دے!...

اپنی اتنی بےعزتی پر وہ جل کر بولا

"تم نہایت لگانا بھول گئے"

طنزیہ کہتے اسنے ہنکار بھرا۔۔

"بقول تمہارے مجھ جیسی صرف ایک ہی ہے جسے تم نے خود زبردستی گن پوائنٹ پر اپنے نکاح میں لیا ہے"

ایک کے بعد ایک طنز کے تیر چلاتی وریشہ سمجھ رہی تھی وہ اسے زچ کر رہی ہے مگر مقابل پرسکون سا اسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا!...

"کچھ طعنے کل کے لئے بھی بچا لو آج ہی سارے مار لو گئی"

ہلکا سا مسکراتے کہا گیا۔

کل تک کی میں نوبت ہی نہیں آنے دوں گئی!..

وہ ہنوز رخ پھیر کر بیٹھی تھی

اسکے مسکراتے لب سکڑے تھے اسفند شاہ کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

"میری نرمی کا اتنا فائدہ اٹھاؤ وریشہ جتنا میں آرام سے برداشت کر لوں اور جتنا تم بعد میں سہہ بھی سکو"...

اسکی بازو کو دبوچے دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا

بہت بول لیا تم نے اٹھو میں کھانا بھجوا رہا ہوں وہ کھاؤ پین کلر لو اور ریسٹ کرو...!وہ اسکے پاس سے اٹھ گیا۔

"مجھے بھی تم اتنا ٹیز کرو اسفند شاہ جتنا تم برداشت کرسکو کیونکہ جب میری برداشت کی حد سوا ہوئی تو میں یہ بھی نہیں دیکھو گئی کہ تمہارا نقصان کر رہی ہوں یا اپنا"..

بکھرے حولیے میں ڈوپٹے سے بے نیاز بکھرے ہی بالوں میں وہ بپھری شیرنی بنی اس پر دھاڑی...

پتہ ہے تم مجھے کیوں پسند ہو ...؟

پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ شان سے اسکے سامنے کھڑا پوچھ رہا تھا جب وریشہ نے اس سوال پر اپنی سرخ پڑتی آنکھوں کا زاویہ بدل لیا...

"مجھے مشکل چیزیں پسند ہیں اور تم میری جان ایک مشکل پہیلی کی طرح ہو جسے اسفند شاہ سلجھانے کے لئے کسی بھی حد تک جائے گا"

وہ جنونی انداز میں کہتا دلکشی سے مسکرا دیا...

"تمہارا یہ شوق دنوں میں ہی اڑن چھو نا کیا تو میرا نام بھی وریشہ احمد سلطان نہیں"

وہ جتنا اس سے نرمی سے بات کرتا وہ اتنی بگڑتی جاتی اسفند شاہ نے اسے کچھ دیر اکیلے ہی چھوڑنا مناسب سمجھا اور کوئی بھی جواب دیئے بنا کمرے سے باہر نکلتا اس سے پہلے ایک طائرانہ نظر اس پورے کمرے پر ڈال کر پھر باہر نکل گیا۔۔وریشہ ہنوز اسی حالت میں فرش پر بیٹھی رہی...

بھابھی کیسی ہیں..؟

وہ ابھی لاؤنج میں پورا داخل بھی نہیں ہوا حسیب نے جھٹ سے پوچھا۔۔

بیٹھنے تو دے !...

بیزاریت سے کہتے زیان دھپ سے صوفے پر بیٹھ گیا

اب بتا کیسی ہیں وہ...؟

ضدی ہے وہ ... تھکے ہوئے لہجے میں کہا گیا...

حسیب مسکرا دیا...

""یار میں نے اتنی ضدی عورت اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھی ہے""

اسنے پھر سرگوشی کی۔۔،

اتنی جلدی ہار مان لی؟

ہارنا نہیں سیکھا میں نے مگر وہ خود کو کوئی نقصان نا پہنچا لے مجھے صرف اس بات کا ڈر ہے .... اسکے لہجے میں خوف تھا جو حسیب کے لئے حیران کن بات تھی

"عورت چاہے جتنی بھی ضدی اور سر پھری کیوں نا ہو زیان وہ رہتی عورت ہی ہے اور عورت کو اللہ نے بہت حساس بنایا ہے اسکی بے رخی کا جواب تم پیار سے دو کیونکہ عورت محبت کی زبان سمجھتی ہے اس پر جتنا غصہ کرو گئے وہ اتنی ہی تم سے دور ہوتی جائے گئ"

وہ اسکو پریشانی میں نہیں دیکھ سکتا تھا حسیب کی باتوں سے اسے تھوڑی دھاڑس ملی تھی چہرے پر چھائے پریشانی کے بادل بھی کچھ کم ہوئے مگر وہ تب بھی گہری سوچ میں ڈوبا تھا

اب مجھے شروع سے لے کر آخر تک بتا یہ ماجرا کیا ہے سید ارشان اسفند شاہ کون ہے اور اگر تو ہے تو زیان حیدر کون ہے؟

مجھے بتا ورنہ میں نے سوچ سوچ کے مر جانا!...

اسکو یونہی خاموش بیٹھے دیکھ حسیب نے اب منت کی...

کیا کیا بتاؤں گا یار ... وہ اکتا گیا۔۔۔

سب بتا۔۔۔مجھے سب جاننا ہے تو زیان سے اسفند شاہ کیوں بنا!...

ہمم بہت لمبی کہانی ہے!...

کوئی نہیں رات اپنی ہے تو بتانا شروع کر"...

اسکی اتنی ضد پر زیان حیدر نے سر جھٹکا لمبی سانس بھرتے ہوا کے سپرد کر کے وہ ذرا کو آگے جھکا ....

لال حویلی ... یہ نام لیتے زیان نے کرب سے آنکھیں میچ دیں

یہ وہ حویلی ہے جس میں رہنے والوں نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ماں باپ میرا بچپن سب کچھ !...

آج سے چوبیس سال پہلے میرے مما اور بابا نے کورٹ میرج کی تھی وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھیں مگر حویلی میں رہنے والوں نے اور خاص کر میرے ماموں ولید شاہ نے انہیں اتنا مجبور کر دیا کہ انکو یہ قدم اٹھانا پڑا۔۔چوبیس سال پہلے انہوں نے عدیل حیدر سلطان کیلیے اس حویلی کی چوکھٹ پار کی تھی

حویلی والوں سے دشمنی مول لے کر انہوں نے یہ قدم اٹھا تو لیا مگر ساری زندگی اپنے اس قدم کی سزا بھگتی رہیں ... اسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی ...

عدیل سلطان اور احمد سلطان وہ یہاں کے مشہور بزنس مین تھے کچھ زمینوں کے سلسلے میں وہ رخشاں گئے جب انکی سرسری سی ملاقات رخسانہ سے ہوئی اور وہ کچھ لمحوں کی ملاقات عدیل سلطان کے لئے ہر شے سے امپورٹنٹ ہو گئی انہیں اس کچھ لمحوں کی ملاقات نے اپنے سحر میں جکڑ لیا وہ ہر حال میں رخسانہ شاہ سے شادی کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے وہ واپس رخشاں گئے جہاں ہمیشہ کی طرح وہاں موجود باغ میں انکی ملاقات ایک بار پھر رخسانہ سے ہوئی ملاقاتیں بڑھتی گئیں رخسانہ شاہ بھی عدیل سلطان کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھیں مگر ایک دن یہ خبر حویلی پہنچ گئی ولید شاہ نے رخسانہ کا حویلی سے باہر نکلنا بند کر دیا تب عدیل سلطان احمد سلطان کے ہمراہ اپنی شادی کا پروپوزل حویلی لے کر آئے۔۔۔وہ ایک بار نہیں دس بار حویلی اسکا ہاتھ مانگنے گئے مگر ہر بار ولید شاہ نے انہیں انکار کر دیا اور آخری بار دھمکی بھی دے ڈالی کہ اگر اب عدیل سلطان یہاں آیا تو وہ اسکو مروا دے گئیں احمد سلطان کو اپنا بھائی جان سے پیارا تھا انہوں نے جیسے تیسے انہیں روک لیا انکے قدم پیچھے کر لیے مگر یہ سب بھی زیادہ دیر تک نہیں ہو سکا رخسانہ کی شادی کی خبر عدیل سلطان تک پہنچ چکی تھی وہ بپھرا شیر بنے حویلی جا پہنچا اور ولید شاہ کو دھمکی دی کہ اگر اسکی شادی عدیل سلطان سے نہیں ہو گئی تو کسی سے نہیں ہو گئی اس بات پر ولید شاہ طیش میں آگیا اسنے اب رخسانہ کی شادی کو اپنی ضد بنا لیا اس بیچ رخسانہ نے سبحان شاہ اور انکی بیگم ملکہ شاہ کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر وہ دونوں بھی

برداری سے باہر رشتے پر راضی نہیں تھے رخسانہ اس وقت کیلئے خاموش ہو گئی مگر جب اسے محسوس ہونے لگا کہ وہ اپنی زندگی برباد کر رہی ہیں وہ اس ان چاہے رشتے کو نبھا نہیں پائے گئی تو نکاح سے ایک دن پہلے ہی وہ رات کے اندھیرے میں عدیل سلطان کے ساتھ حویلی کی دہلیز پار کر گئی یہ سانحہ حویلی والوں کے لئے قیامت کی طرح تھا انکا حسب ونسب، عزت، وقار رخسانہ شاہ جاتے جاتے سب اپنے ساتھ لے گئی سارے گاؤں والے ان پر تھو تھو کرنے لگے سبحان شاہ اور ملکہ شاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا کہ اگر وہ رخسانہ کی بات مان لیتے تو آج انہیں یہ دن نا دیکھنا پڑتا مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا وہی دوسری طرف ولید شاہ بدلے کی آگ میں جلنے لگا اسنے اسلام آباد شہر کا کوئی کونہ نہیں چھوڑا جہاں اسنے انہیں نا ڈھونڈا ہو مگر وہ دونوں انہیں نہیں ملے۔۔۔اسکے علاوہ وہ ہر جگہ سبحان شاہ کی اجازت کے بغیر انہیں تلاش کرواتے رہے کیونکہ وہ اب مزید بدنامی نہیں چاہتے تھے اسلئے رخسانہ کو وہ جائیداد سے عاق کیے بھلا چکے تھے مگر ولید شاہ اپنی بے عزتی کسی طور نہیں بھولا پا رہا تھا اسے بدلہ چاہئے تھا جب احمد سلطان تک یہ بات پہنچی کہ لال حویلی والے اب عدیل اور رخسانہ کو نہیں ڈھونڈ رہے تو انہوں نے دونوں کو لندن سے واپس اسلام آباد بلا لیا۔۔۔شادی کے دو سال بعد انکے ہاں ایک خوبصورت شہزادے نے آنکھ کھولی جس کا نام عدیل سلطان کے مطابق زیان حیدر جبکہ رخسانہ کی پسند کے مطابق اسفند زیان حیدر رکھا گیا تھا وہ دونوں اپنی اپنی پسند کے نام سے اسے پکارتے تھے مگر ڈاکومنٹس میں اسکا نام زیان حیدر سلطان ہی درج کروایا گیا تھا وہ دونوں اپنی زندگی میں خوش تھے اور اولاد جیسی نعمت ملنے کے بعد تو انکی خوشیاں آسمان کو چھونے لگی اتنے عرصے میں رخسانہ کو کبھی اپنے فیصلے پر دکھ نہیں ہوا مگر وہ شرمندہ تھی وہ حویلی والوں سے اپنے ماں باپ

سے معافی مانگنا چاہتی تھی جس کے متعلق اسنے عدیل سلطان سے بات کی مگر اسنے صاف لفظوں میں منع کردیا وہ اب مزید اپنی زندگی میں کوئی مشکلات نہیں چاہتے تھے کیونکہ وہ وہاں اسلام آباد میں ہیں یہ خبر لال حویلی والوں تک ابھی نہیں پہنچی تھی مگر رخسانہ نے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر حویلی کال کی جو ملکہ بیگم نے اٹینڈ کی وہ اس سے ناراض تھیں جو انکا حق بھی تھا مگر وہ ماں تھی انکی بیٹی اپنے گھر میں خوش تھی انہیں اور کیا چاہئے تھا انہوں نے رخسانہ کو معاف کردیا اسکے دل کا بوجھ بھی کچھ کم ہو گیا اس دوران احمد سلطان کی شادی اپنے آفس میں کام کرتی ایک عام سے گھرانے میں رہنے والی سادہ سی لڑکی سے ہوگئی ان دونوں کی بھی پسند کی شادی تھی شادی کے ایک سال بعد اللہ نے انہیں بیٹی جیسی رحمت سے نوازا جس کا نام وریشہ سلطان رکھا گیا وہ انتہائی خوبصورت تھی پانچ سال کے زیان نے جب پہلی بار اس مخملی سے کمفرٹر میں لپٹی اس دودھ جیسی رنگت رکھنے والی پریوں جیسی بچی کو دیکھا تو بےساختہ اپنا ہاتھ دل پر رکھ دیا۔۔۔

یہ فیری میلی ہے ... (یہ فیری میری ہے) آمنہ کی گود سے اس بچی کو اچکے زیان نے اسے اپنی گود میں رکھ لیا وہاں موجود سب لوگ اسکی حرکت پر حیرت سے ہنس دیئے وہ بڑے انہماک سے اپنی گود میں رکھے روئی جیسے وجود کو ہلکے ہلکے ہاتھوں سے چھوتے محسوس کر رہا تھا اسے چھوتے ہی زیان کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ آجاتی وہ ابھی اسے مزید دیکھتا جب اس چھوٹی سی آفت نے ذرا سی آنکھیں کھولیں اور پھر کچھ منٹ ٹکٹکی باندھے وہ زیان حیدر کو دیکھتی رہی زیان بھی اسے دیکھ رہا تھا جب وریشہ نے نچلا ہونٹ اندر لیے آنکھیں سیکڑتے رونے کی تیاری پکڑی اور وہ اتنی زور سے روئی

زیان حیدر اسے گود سے نیچے رکھتا پریشان سا اسے دیکھنے لگا اسکے رکھنے کی دیر تھی اور وریشہ میڈم نے رونا بند کردیا تھا وہاں سب ہی وریشہ کی حرکت پر مسکرا رہے تھے جبکہ زیان منہ کے زاویے بگاڑتا اسے دیکھ رہا تھا جو بری سی شکل بنائے اسے ہی دیکھ رہی تھی زیان نے اسے پھر سے اٹھانا چاہا یہ دیکھتے ہی وریشہ کی رونے کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگی۔۔۔اسنے پھر سے اسے بیڈ پر اچھال دیا

جب وہاں سب کے قہقہے گونجنے لگے

مما یہ فیری دندی ہے مڈے نئ ٹھانا (مما یہ فیری گندی ہے مجھے نہیں اٹھانا) وہ معصوم سی شکل بنائے کہہ رہا تھا رخسانہ بیگم اپنے بیٹے کی معصومیت پر صدقے واری ہوئی تھیں

نو مما کے بیٹے فیری کیوٹ ہے وہ ابھی چھوٹی ہے نا اسلئے روتی ہے جب بڑی ہوگئی نا تو آپ کے ساتھ کھیلا کرے گئی...

رسانیت سے اسے سمجھاتے رخسانہ بیگم کے ساتھ آمنہ بیگم بھی مسکرا دی جب عدیل سلطان اور احمد سلطان انکی باتیں سن مسکرا رہے تھے۔

مگر بات وہی تک نہیں تھی زیان کو وریشہ نکچڑی لگتی تھی مگر وہ اسے بہت پیار کرتا تھا وریشہ اسکے قریب آتے ہی رونے لگتی مگر زیان زبردستی اسے اٹھائے اسکے ساتھ کھیلتا تھا زیان کی عادت تھی وہ اسکے گول مٹول گال کھینچتا تھا اور پھر وریشہ کے رونے کی آوازیں پورے پیلیس میں گونجتی تھیں اسے کسی کے ہاتھ لگانے سے مسئلہ نہیں تھا اسکی دشمنی صرف زیان حیدر سے ہی تھی اور پھر وقت پر لگا کر اڑ گیا وریشہ پانچ سال کی تھی زیان دس سال کا ہو چکا تھا اس دوران سبحان شاہ اور ملکہ بیگم سے اسکی بات ہوتی رہتی تھی وہ دونوں اسے معاف کر چکے تھے مگر پھر ایک دن انکے رابطے کی خبر ولید شاہ کے کانوں میں پڑ گئی گنڈوں سمیت وہ اسلام آباد کیلئے نکل پڑا۔۔اس شام وہ سب لاؤنج میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے زیان ہمیشہ کی طرح وریشہ کو کسی نا کسی بات پر ڈانٹ رہا تھا اور وریشہ منہ پھلائے کبھی اسے دیکھتی تو کبھی اپنے مٹی سے بھرے ہاتھوں کو دیکھتی۔۔بھابھی مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے !...

بچوں کو دیکھتے رخسانہ بیگم کسی گہری سوچ میں مبتلا بولی جب پاس ہی بیٹھے عدیل اور احمد سلطان بھی انکی طرف متوجہ ہوئے

ہاں ہاں بولو ...

بھابھی مجھے آپ کی فیری اپنے بیٹے کے لئے چاہئیے ... وہ سیدھی مدعے پر آئی تھی آمنہ بیگم انکی بات سن کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں

یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے رخسانہ میں تو خود یہی چاہتی ہوں

انہوں نے خوشدلی سے کہا۔۔۔

آپ دونوں کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے...؟

رخسانہ سامنے بیٹھے اپنے شوہر اور دیور کو دیکھتے دھیمی آواز میں پوچھ رہی تھی

نہیں بھابھی ہمیں کیا اعتراض ہو گا بلکہ مجھے تو میری بیٹی کیلئے آپ کا شہزادے جیسا زیان ہی بہترین لگتا ہے

وہ اپنی خوشی کا اظہار کرتی جب باہر کھڑا گارڈ لہو لہان ہوا انکی چئیر کے نزدیک آگرا آمنہ بیگم کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی چونکہ رخسانہ بیگم نے حویلی میں ہمیشہ یہی سب کچھ دیکھا تھا اسلئے وہ خاموش

تھیں مگر حیرت کے پہاڑ انکے سر پر ٹوٹے جب سامنے کھڑے ولید شاہ کو دیکھا۔۔بھائی آپ یہاں ...

اندر جاؤ رخ بھابھی آپ بھی جائیں بچوں کو لے کر!...

کوئی کہیں نہیں جائے گا اگر کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلا تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔۔

ولید شاہ نے غضب ناک تیوروں میں کہا

تمہاری لڑائی مجھ سے ہے ولید شاہ عورتوں اور بچوں کو جانے دو

عدیل سلطان اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔

لڑائی نہیں عدیل سلطان تم نے جو کیا ہے اسکے بعد ہماری تمہاری دشمنی ہے وہ بھی کبھی نا ختم ہونے والی۔۔اور آج اس دشمنی کو میں ختم کر کے رہوں گا۔۔ولید شاہ نے اسکے سر پر گن رکھی

نہی... نہیں بھائی ایسا مت کریں وہ...وہ شوہر ہیں میرے!...

رخسانہ بھاگتی ہوئی عدیل سلطان اور ولید شاہ کے درمیان آرکی

آگے سے ہٹ جاؤ تم پہلے تمہارے اس شوہر سے نمٹ لوں پھر تمہیں دیکھوں گا ...

پاگل ہوگئی ہو تم جاؤ اندر رخ میں سنبھال لوں گا یہاں سب کچھ ... اسکی بازو کو تھامے عدیل سلطان نے اسے سائیڈ کرنا چاہا مگر رخسانہ کے قدم وہی کے وہی جم گئے

نہیں عدیل سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔آپ کو مارنا ہے نا بھائی مجھے ماریں غلطی میری ہے میرے شوہر کی نہیں۔۔۔عدیل کے سر سے اسکا گن والا ہاتھ ہٹائے رخسانہ اپنے سر پر رکھ چکی تھی

رخ پاگل ہوگئی ہو ہٹو سامنے سے ... اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا زیان کا کیا ہو گا۔۔۔جاؤ اندر .... اب کی بار وہ چیخ پڑا۔

احمد سلطان آمنہ کے پیچھے اور عدیل سلطان کے ساتھ کھڑے تھے اتنی تیز آواز پر روتی وریشہ نے آمنہ کے پلو میں اپنا آپ چھپایا تھا جب زیان اسکو اپنے ساتھ لگاتا چپ کروانے لگا۔۔۔

سمجھ نہیں آرہی آپ لوگوں کو میرے بابا کیا کہہ رہیں ہیں چلیں جائیں آپ یہاں سے میری فیری کو ڈر لگ رہا ہے آپ سے ...

روتی وریشہ کو ساتھ لگائے دس سال کا زیان حیدر اپنے بابا کے سامنے آئے ولید شاہ کے آگے ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔

ولید شاہ اس چھوٹے سے لڑکے کی بہادری پر دنگ کھڑا تھا۔

زی..زیان ...زیان پیچھے ...

ارے ایسے کیسے پیچھے .... رخسانہ اسکو پیچھے کرتی اس سے پہلے ہی ولید شاہ نے اسکی بازو پکڑے اپنی طرف کھینچ لیا

نہی... نہیں بھائی میرے بیٹے کو چھوڑ دیں...می...میرا زیان اسے چھوڑیں۔

چھوڑو میرے بیٹے کو ولید شاہ ورنہ۔۔۔

ورنہ کیا عدیل صاحب ہاں ورنہ کیا۔۔۔ولید شاہ زیان کا ہاتھ چھوڑے عدیل کے گریبان کو پکڑ گیا۔

تب ہی زیان اور وریشہ کا ہاتھ تھامے آمنہ اندر کی طرف بھاگ گئ

پیچھے ہٹو ولید شاہ یہ کیا ڈرامہ لگا رکھا ہے ایسے کسی کے گھر میں گھس کر ہاتھا پائی کرنے کا مطلب جانتے بھی ہو یہ تمہاری حویلی نہیں ہے یہ ہمارا اسلام آباد ہے ایک کال اور ساری زندگی کے لئے جیل میں بیٹھ کے چکی پیسو گئے۔۔۔احمد سلطان انتہائی غصے سے دھاڑتے ولید شاہ کے ہاتھ عدیل کے کالر سے جھٹک چکے تھے

تم .. تم لوگ مجھے جیل بھیجو گئے زندہ بچو گئے تو جیل بھیجو گئے نا ... ولید شاہ نے گن عدیل کے سر پر تانی۔۔۔مجبوراً احمد سلطان کو پیچھے ہونا پڑا۔۔۔

نہیں نہیں چھوڑو اسے گن ہٹاؤ ولید شاہ تم غلط کر رہے ہو۔۔۔

بھائی ... بھائی چھوڑ دیں انہیں پلیز پلیز بھائی۔۔۔ہاتھ جوڑے گڑگڑاتی کبھی رخسانہ تو کبھی احمد سلطان اسکی منتیں کر رہے تھے مگر ولید شاہ کے سر پر جیسے خون سوار تھا وہ ابھی ٹریگر دباتا جب عدیل نے

گن اسکے ہاتھ جھپٹی تھی ابھی وہ گرفت مضبوط کرتا ولید شاہ نے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ دیئے .... گن اب عدیل سلطان اور ولید شاہ کے ہاتھوں میں تھی۔۔۔

عدیل گن چھوڑ دو ... گن چھوڑ دو گولی چل جائے گئ بھائی ...

بھائی خدا کا واسطہ .... عدیل آپ... باقی کے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہ گئے آوازیں آنا بند ہو گئیں گولی چلنے کی آواز پر وہ سب جہاں تھے وہی رک گئے احمد سلطان نے عدیل اور ولید شاہ کو الگ الگ کیا رخسانہ منہ پر ہاتھ رکھے سکتے کی حالت میں وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔پھر دھڑام کی آواز آئی ۔۔۔گولی عدیل سلطان کو پیٹ میں لگی تھی ولید شاہ کے ہاتھ خون سے رنگ گئے تھے آمنہ گولی کی آواز سنتی زیان سمیت بھاگتی باہر آئی۔۔۔

عد..عدیل ... احمد سلطان آگے آتے اسکے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھے اور پھر باہر گاڑی کی طرف بھاگے تھے رخسانہ ٹرانس کی کیفیت میں عدیل کو تو کبھی فرش پر پڑے اسکے خون کو دیکھ رہی تھی

کچھ ہی لمحے بعد اس خاموش فضا میں تیز تھپڑ کی آواز گونجی

رخسانہ کا سکتہ ٹوٹا اسنے نظریں اٹھائی جہاں سبحان شاہ غیض و غضب کے عالم میں ولید شاہ کا گریبان دبوچے کھڑے تھے ایک کے بعد ایک اکٹھے چار تھپڑ اسکے چہرے پر رسید کیے۔۔۔

میں نے منع کیا تھا یہاں آنے سے۔۔۔ منع کیا تھا اسکی زندگی میں دخل اندازی کرنے سے تو کیا سوچ کے تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی ہے ولید شاہ۔۔۔ انہوں نے ایک تھپڑ مزید اسکے چہرے پر لگا دیا

انہیں گاڑی میں بیٹھاو جلدی بھابھی بیٹھیں گاڑی میں ... احمد سلطان ان سب کو لیے ہوسپٹل کی طرف روانہ ہوئے

جب سبحان شاہ اور ملکہ بیگم بھی گاڑی میں بیٹھتے انکو فالو کرتے ہوسپٹل پہنچ گئے۔

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے حسیب نے اسے دلاسا دینا چاہا۔۔۔

زیان نے گہری سانس بھرتے سر اثبات میں ہلایا اور بات پھر سے جاری رکھی۔۔

پیشنٹ کی حالت کافی کریٹیکل ہے آپ انکے لئے دعا کریں...

رخسانہ کے آنسو زاروقطار بہہ رہے تھے آمنہ اسے چپ کرانے میں ہلکان ہو رہی تھی احمد سلطان زیان کا ہاتھ تھامے اپنی جگہ پریشان سے کھڑے تھے یوں اچانک انکی ہنستی بستی زندگی اجڑ گئی تھی اسکا دل چاہا تھا وہ دھاڑے مار مار کر روئے۔۔۔

وہ دونوں بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئے جہاں وہ بارہ برس بعد اپنی بیٹی کو دیکھ کر جیسے جی اٹھی تھیں مگر اسکی اجڑی بکھری حالت ان دونوں کے دلوں پر گراں گزری۔۔۔وہ آگے آتے جب رخسانہ نے نظر اس طرف پھیری۔۔۔جہاں سبحان شاہ اور ملکہ شاہ کھڑے اپنے جگر کے ٹکڑے کو نظریں بھر کر دیکھ رہے تھے ایک ہی تو بیٹی تھی انکی کیا ہوتا اگر وہ اسکی بات مان لیتے تو آج وہ بھی اپنے گھر خوش ہوتی اور انکا بیٹا بھی بدلے کی آگ میں نا جلتا مگر کیا ہوا سب برباد ہو گیا تھا۔۔۔اسکے آنسوؤں میں روانی در آئی ... اپنے بھرے وجود کو سنبھالتے وہ اپنے ماں باپ کی طرف بڑھی جب اچانک قدم رک گئے پیچھے آتے ولید شاہ کو دیکھ رخسانہ کی آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر گھومنے لگا ---

آپ سب یہاں ایسے کیوں کھڑے ہیں۔۔۔ان تینوں کو باری باری دیکھتے رخسانہ خالی نظروں سے انہیں دیکھتے بولی

آمنہ کو وہی زیان کے پاس چھوڑے احمد سلطان انکے پیچھے آئے

آپ کیا دیکھانے آئے ہیں مجھے ابو کہ آپ کو بہت دکھ ہے اور آپ امی کیا دیکھ رہی ہیں ایسے مجھے۔ ارے آپ دونوں تو خوش ہو جائیں آپ لوگوں کا بدلہ پورا ہو گیا آپ لوگوں کی خواہش پوری ہو گئی ۔۔۔یکدم وہ چیخ پڑی۔۔۔ سبحان شاہ اور ملکہ بیگم چپ چاپ کھڑے اسکے بدلے روپے کو دیکھ تھے زندگی میں پہلی بار انکی بیٹی نے ان سے اونچی آواز میں بات کی تھی

ارے بھائی وہاں کیوں کھڑے ہیں ادھر آئیں نا ... انکی سائیڈ سے ہوتی رخسانہ ولید شاہ تک جا پہنچی ۔۔۔دیکھیں آپ کی بہن برباد ہو گئی ہے جائیں جشن منائیں آپ کی کھوئی عزت لوٹ آئی ہے آپ کی بہن کے شوہر کو مار کر آپ کی عزت واپس آگئی بھائی۔۔۔ولید شاہ کے بازو کو جھنجھوڑتے وہ ہذیانی انداز میں چیختی بول رہی تھی

بیٹا ... میری بچی اللہ اسے زندگی دے گا تم کیوں ...

کونسی زندگی امی کونسی زندگی ... انکی طرف مڑتے وہ چیخ پڑی

آپ کے بیٹے نے چھین لی زندگی امی آپ کے بیٹے نے سب برباد کر دیا اپنی جھوٹی انا کی تسکین کے لئے وہ حاکم بن گیا، میرا وہ خدا بن بیٹھا ہے وہ بدلے لیتے پھر رہا تھا امی ... میں کہاں جاؤں گئی اگر

عدیل کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گئی۔۔۔ابو .. ابو آپ بتائیں میں کیا کروں گئی۔۔۔میرا بیٹا اسکا کیا قصور ہے میرا کیا قصور ہے صرف یہی کہ میں نے پسند کی شادی کی۔۔۔پسند کی شادی کی اجازت تو اسلام بھی دیتا ہے نا ابو۔۔۔آنسو ٹپ ٹپ کرتے رخسانہ کے ہاتھوں پر گر رہے تھے جب وہ خود روتی انکے ہاتھوں کو پکڑے بچوں جیسے پوچھ رہی تھی

بولیں نا اب چپ کیوں ہیں بولیں اب کہاں گئے آپ کے فیصلے اب کہاں گئی آپ کی باتیں۔۔۔اب کچھ نہیں کہیں گئیں آپ اپنے بیٹے کو۔۔۔کیا آپ کے سارے اصول سارے فیصلے صرف بیٹیوں کے لیے تھے۔۔۔بولتے کیوں نہیں ہیں ابو۔۔۔انکے ہاتھ پکڑے وہ روتی انہیں پکار رہی تھی جو سر جھکائے کھڑے اپنی بیٹی کی تکلیف محسوس کرتے آنسو بہا رہے تھے

اب .. اب کوئی نہیں ... بول رہا ... اب .. کوئی کچھ ... کیوں نہیں بول .. رہا۔۔۔وہ روتی زمین پر بیٹھتی چلی گئی ملکہ بیگم فوراً سے بھاگتی اپنی بیٹی کے پاس بیٹھی تھیں

امی دیکھیں نا اب ابو کچھ نہیں بول رہے انہوں نے مجھے خود سے اپنی محبت سے آپ سے سب سے عاق کر دیا میں صبر کرتی رہی میں نے کیا بگاڑا تھا آپ لوگوں کا امی ... بھائی نے کیوں میری زندگی اجاڑ دی۔۔۔انکے کندھے پر سر رکھے وہ دھاڑے مار مار کر رو دی۔

اسے کچھ نہیں ہو گا اللہ اچھے لوگوں کے ساتھ کبھی برا نہیں کرتا۔۔۔

روتی بلکتی رخسانہ نے سر اٹھائے اپنے ابو کی طرف دیکھا جو نم آنکھوں سے اسے دیکھتے اسکے سر پر ہاتھ رکھے پر شفقت انداز میں کہہ رہے تھے

ٹھیک ہے ابو آج یہ بھی مان لیتی ہوں میں۔۔۔مگر میری ایک بات آپ دونوں یاد رکھئیے گا۔۔۔ میرے لیے عدیل میرا سب کچھ ہیں اگر انہیں کچھ ہوا تو میں آپ کے بیٹے کو کبھی معاف نہیں کروں گئی مجھے بے سکون کر کے آپ کا بیٹا بھی کبھی سکون سے نہیں رہ پائے گا۔۔۔

بولتے اسکی ہچکی بندھ گئی وہ دونوں چپ چاپ سن رہے تھے ولید شاہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

ایسی حالت میں تمہارا رونا پریشان ہونا صحیح نہیں ہے بچے چپ ہو جاؤ۔۔۔عدیل ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اسے کچھ نہیں ہو گا

انہیں میرے لئے اپنے بچوں کے لئے ٹھیک ہونا پڑے گا امی اگر انہیں کچھ ہوا تو میں بھی مر جاؤں گئی ...

مما پلیز مت روئیں کچھ نہیں ہو گا بابا کو پلیز مما چپ ہو جائیں ورنہ پری بیمار ہو جائے گئی۔۔۔کب سے خاموش بیٹھا زیان انکے پاس آیا اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کے پیالے میں اسکا چہرا بھرے بھیگے لہجے میں کہنے لگا۔۔۔وہ بہت شرارتی تھا جس پر آمنہ نے اسے کہا تھا کہ اگر وہ اپنی مما کو تنگ کرے گا یا وہ روئیں گئیں تو انکی آنے والی پری بیمار ہو جائے گئی۔۔۔جس خدشے کے برعکس اب وہ کیسے بھی کر کے اپنی مما کو رونے سے منع کرنا چاہتا تھا رخسانہ سمیت سبحان شاہ اور ملکہ بیگم بھی اس اتنے سے بچے کی ماں کیلئے فکر دیکھ نہال ہو رہے تھے۔۔۔

بھابھی ... رخسانہ سمیت وہ سب احمد سلطان کی آواز پر مڑے۔۔۔

بھابھی مبارک ہو بھائی ٹھیک ہیں اللہ نے ہماری سن لی۔۔۔

وہ خوشی سے چہکتے زیان کو گود میں اٹھائے چومنے لگے

آپ۔۔آپ سچ کہہ رہے ہیں نا بھائی وہ اب ٹھیک ہیں۔۔

جی بھابھی میں بلکل سچ کہہ رہا ہوں آئیں میں آپ کو ان سے ملاتا ہوں۔۔۔

رخسانہ بیگم انکے ساتھ جاتی جب ملکہ بیگم نے اسکا ہاتھ تھام لیا

حویلی نہیں آؤ گئ ... انکے لہجے میں شرمندگی کے ساتھ دکھ بھی تھا

اگر عدیل نے اجازت دی تو ضرور آؤ گئ امی۔۔۔

اسکے جواب پر وہ غمگین ہوئیں

بچی ٹھیک کہہ رہی ہے بیگم اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر اسے کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہئیے۔۔۔ سبحان شاہ نے انہیں دکھی ہوتے دیکھ فوراً سے کہا۔۔۔

ابو... اسکے آنکھیں بھر آئیں

سبحان شاہ اسے گلے سے لگاتے رو پڑے

تم فکر نہیں کرنا میں ولید کو سمجھاؤں گا اب وہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا۔۔۔ان کے یقین دلانے پر رخسانہ اثبات میں سر ہلاتی دونوں سے آخری بار مل کر اس روم میں چلی گئی جہاں عدیل کو شفٹ کیا گیا تھا۔

« « « « « « « « « «

مگر یار مجھے سمجھ نہیں آتی اگر تیرے داجی اور بی جان کو کوئی مسئلہ نہیں تھا تو پھر تیرے ماموں کو کونسی آگ لگی ہوئی تھی۔

انکی بہن نے انکی مرضی کے بغیر اپنی مرضی سے شادی کی یہ بات انہیں سکون سے رہنے نہیں دے رہی تھی۔

گہری سانس بھرتے زیان نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی۔۔۔

دن گزرتے گئے بابا بلکل ٹھیک ہو چکے تھے سب کچھ پھر سے معمول پر آچکا تھا بابا نے ولید ماموں کے خلاف کوئی کیس نہیں کیا تھا وہ اب مزید انکا یا اپنا تماشا نہیں بنانا چاہتے تھے مما کے ساتھ کبھی کبھی میں بھی داجی اور بی جان سے فون پر بات کر لیا کرتا تھا ولید ماموں نے پھر کوئی ویسی حرکت

نہیں کی تھی بی جان نے مجھے بتایا تھا کہ انکا ایک پوتا ہے جو مجھ سے کچھ سال ہی چھوٹا ہے اسکا نام سفیان ولید شاہ ہے وہ جب بھی اسکے بارے میں بات کرتی میں کال کٹ کر دیتا تھا مجھے ولید ماموں کے ساتھ ساتھ انکے بیٹے سے بھی نفرت ہونے لگی تھی پھر وقت کا پہیہ چلتا گیا اور وہ دن آیا جس دن میرا اور وریشہ کا نکاح تھا۔

اس دن وریشہ کی برتھڈے تھی وہ چھ سال کی ہو چکی تھی سب کی مشترکہ ہاں پر میرا اور وریشہ کا نکاح ہونا تھا جس میں ہم صرف فیملی والے ہی تھے

وریشہ نے کیک کٹ کیا سب نے اسے گفٹس دیئے تب مما اسکے پاس گئی...

ہیپی برتھڈے فیری!...

تھنک ... یو ... چاچی ... اسکے اٹک اٹک کر بولنے پر رخسانہ بیگم مسکرا دیں

میلا گف...(میرا گفٹ)۔۔۔اسنے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ آگے کیے

جب رخسانہ بیگم نے زیان کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں رکھ دیا۔۔۔

نئ مڈے گف چاہی زان نئ(نہیں مجھے گفٹ چاہیے زیان نہیں(

میں اپنی فیری کو گفٹ بھی دوں گئ مگر آج میں آپ کو اپنا شہزادہ بھی دے رہی ہوں آج سے زیان حیدر صرف وریشہ سلطان کا ہے آج سے زیان صرف آپ کا دوست ہو گا۔۔۔

نئ مڈے زان نئ چاہی(نہیں مجھے زیان نہیں چاہیے(

سر دائیں بائیں ہلاتے وہ خفگی سے بولی۔۔۔

ارے کیوں نہیں چاہئیے میری پرنسیس کو۔۔زیان تو اتنا اچھا دوست ہے آپ کا۔۔۔احمد سلطان اسے گود میں بیٹھاتے پیار سے پوچھنے لگے

جبکہ دور کھڑا زیان مسکراتے اپنی چھوٹی سی فیری کی باتیں بہت مزے سے انجوائے کر رہا تھا

زان مڈے اڈے کتا(زیان مجھے ایسے کرتا)۔۔۔منہ کے زاویے بگاڑتی وہ زیان کو دیکھتے بتا رہی تھی ۔۔۔وریشہ نے پروپر احمد سلطان کے گال کھینچتے بتایا تھا جس پر عدیل کے ساتھ احمد سلطان کا قہقہہ بھی بےساختہ تھا

اچھا اب نہیں کرے گا زیان ایسے ... آپ اس سے دوستی کر لو۔

پومس...(پرامس)۔۔۔

پکا پرامس کیوٹ فیری! ...

رخسانہ بیگم نے اسکے بال سہلاتے پیار سے کہا اور پھر سادگی سے ان دونوں کو نکاح جیسے پاک بندھن میں باندھ دیا گیا۔۔۔

مطلب میرے بھائی ہماری بھابھی بچپن سے ہی نخرے والی تھیں

ہاں ...زیان ہنس دیا

وہ سب کی لاڈلی تھی میں تو اسکے لاڈ اٹھاتا تھا مما بابا چاچو چاچی وہ سب کو تگنی کا ناچ نچاتی تھی ذرا سا کوئی چیز لیٹ ہو جاتی تو وہ رونے بیٹھ جاتی یا منہ پھلا لیتی اور سب سے خاص بات جو تھی غصہ کسی کا بھی ہوتا اسے غصہ نکالنے کے لئے زیان حیدر ہی چاہئیے ہوتا تھا وہ میرے بال کھینچا کرتی غصہ نکالنے کیلئے کبھی اپنے چھوٹے چھوٹے دانت میری بازو میں گاڑھے مجھے چیخنے پر مجبور کر دیتی۔۔۔ان خوبصورت یادوں کو یاد کرتے وہ دلکشی سے مسکرانے لگا

آہاں تو مطلب تجھ پر ابھی سے نہیں بچپن سے ظلم ہو رہے ہیں۔۔۔

وہ کافی سیریس انداز میں بولا مگر چہرے پر بکھری شرارتی مسکراہٹ دیکھ زیان بھی سر اثبات میں ہلاتے ہنس دیا

ہمارے نکاح کے کچھ دن بعد ہی چاچو چاچی اور وریشہ کو لاہور انکی نانو کی طرف جانا پڑا۔۔۔اس دن وریشہ مجھ سے ناراض تھی کیونکہ اسے میں نے بہت بری طرح ڈانٹا تھا وہ مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی جب یہ سب مما نے دیکھا تو اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔

فیری کیا ہوا آپ زیان سے بات کیوں نہیں کر رہی؟

چچی زان مڈے کا سل پل بٹہ ٹرو(چاچی زیان مجھے کہتا سر پر دوپٹہ کرو(

می بول ڈی پھل زان نے مڈے مالا(میں بھول گئی پھر زیان نے مجھے مارا(

اس ییئے می زان کٹی(اسلئے میں زیان سے ناراض ہوں(

وریشہ کو وہ تین جملے بتانے میں کوئی آدھا گھنٹہ لگا تھا جبکہ رخسانہ بیگم حیرت سے اسکی باتیں سن رہی تھی

اچھا آپ جاؤ کھیلو میں اسے سمجھاؤں گئی اب وہ آپ کو نہیں مارے گا۔۔۔اسکا ماتھا چومتی رخسانہ بیگم اپنا بھاری بھرکم وجود سنبھالے اپنے شہزادے کے کمرے میں گئی جہاں وہ بیٹھا پڑھائی کر رہا تھا

زیان...

جی مما آئیں یہاں بیٹھیں ... آپ کو کوئی کام تھا تو مجھے آواز دے دیتی آپ خود کیوں آئیں!...

وہ صرف گیارہ سال کا تھا اور انکا خیال بڑوں جیسے رکھتا تھا

میں ٹھیک ہوں زیان آپ یہاں آئیں میرے پاس بیٹھیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔

جی مما۔۔۔انکے پاس ہی صوفے پر بیٹھے زیان نے پیار سے اپنی کل کائنات کو دیکھا۔۔۔

آپ نے وریشہ کو ڈانٹا..؟

"جی مما تھوڑا سا ڈانٹا"""..

وجہ کیا تھی زیان..؟

وہ تنگ کر رہی تھی مما بس اسلئے.." اسنے جھوٹ کہا۔۔

آپ نے ڈوپٹہ اوڑھنے کیلیئے کہا اور وریشہ نے ایسا نہیں کیا آپ نے اسے ڈانٹ دیا ... میں صحیح کہہ رہی ہوں...؟

انہوں نے اسکی طرف دیکھا جو انہیں دیکھتا بلکل بھی شرمندہ نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

جی!.

یک لفظی جواب پر رخسانہ بیگم کو حیرت کا جھٹکا لگا

بیٹا وہ ابھی صرف چھ سال کی ہے ...

""وہ لڑکی ہے مما چاہے چھ سال کی ہی کیوں نا ہو""...

ان پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا وہ اپنی عمر سے بڑی باتیں کر رہا تھا

آپ کو یہ باتیں کون سکھاتا ہے زیان...؟

انکا لہجہ سخت ہوا ...

""میں قرآن پاک پڑھتا ہوں مما ترجمہ بھی پڑھتا ہوں""

ماں کے لہجے کی سختی محسوس کرتے وہ مسکرا دیا

میں نے اسے چھوٹا سا حجاب لا کر دیا تھا مما کہ جب بھی وہ باہر نکلے اسے اوڑھ کر نکلے ... میں نے اسے کتنی بار یہ بات سمجھائی بھی ...

وہ ابھی ان سب باتوں کیلئے بہت چھوٹی ہے زیان آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔

"میں جانتا ہوں مما مگر میں اسے ابھی سے اس سب کی عادت ڈالنا چاہتا ہوں تاکہ جب وہ بڑی ہو تو اسے معلوم ہو کہ اچھی لڑکیاں خود کو چھپا کر رکھتی ہیں"

انہیں محض گیارہ سال کے بچے سے ایسی گفتگو کی توقع ہرگز نہیں تھی۔۔۔

آپ فکر نہیں کریں میں اسے منا لوں گا ...

کب...؟ وہ ناراضگی سے پوچھ رہی تھیں

جب وہ واپس آجائے گی تو میں اسے پکا منالوں گا۔۔۔

اپنی مما کا ماتھا چومتے وہ مسکرا دیا جب رخسانہ بیگم بھی جی جان سے مسکرا اٹھی۔۔۔میرا سمجھدار بیٹا وریشہ مجھے بہت عزیز ہے زیان اسکا ہمیشہ خیال رکھنا۔۔۔ناجانے کیوں مگر وہ یہ بات بولنے سے خود کو روک نہیں سکی...

پرامس مما!...

انکا ہاتھ تھامے وہ لاؤنج میں آیا جہاں وریشہ آمنہ بیگم اور احمد سلطان جانے کیلئے تیار کھڑے تھے ۔۔۔

بہت جلد ملاقات ہو گئی ...

انشاللہ بھائی خیال رکھیئے گا اپنا!...

اللہ حافظ !...

اللہ حافظ ... فیری کو اللہ حافظ کہتے زیان نے اسکے گال کھینچے جس پر وہ منہ بناتی آمنہ بیگم کے کندھے سے لگی آنکھیں موند گئی

اسنے گہری سانس اندر لی اور آنکھیں کھول دیں۔

مگر وہ وقت کبھی نہیں آیا سب کچھ وقت کے ساتھ چل پڑا مگر نا وریشہ واپس آئی اور نا ہی زیان اپنی ماں کا وعدہ پورا کر سکا۔

میں اسے کبھی نہیں منا پایا!...

اتنے ضبط کے باوجود بھی اسکی آنکھ سے دو موتی ٹوٹ کر گال پر لڑکھتے ڈارھی میں جذب ہو گئے

آخر ایسا کیا ہوا تھا زیان...؟

اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے حسیب کی آواز بھاری ہوئی تھی

انکے جانے کے ایک دن بعد ہی مما کی طبیعت خراب ہو گئی میں بابا انہیں لے کر ہوسپٹل کیلئے نکلے تھے بابا نے راستے میں چاچو کو کال کر دی کہ ہم مما کو لے کر ہوسپٹل جا رہے ہیں۔۔۔ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ بابا کو محسوس ہوا جیسے کچھ گاڑیاں ہماری کار کو فالو کر رہی ہوں انکو اندیشہ لاحق ہوا انہوں نے چاچو کو کال کی۔۔۔

ہیلو بھائی ... بھائی مجھے لگتا کچھ غلط ہونے والا ہے بھائی میری بات سنیں میری بیوی اور بچوں کا خیال رکھئیے گا میرے بعد میں یہ زمہ داری آپ کو دے کے جا رہا ہوں۔

ہوا کیا ہے عدیل کیوں بول رہے ہو ایسے ... کچھ ہوا ... ولید شاہ کیا اسنے...

احمد سلطان آگے کچھ بولتے انکے کانوں میں زور دار دھماکے کی گونج پڑی ... عدیل سلطان کی گاڑی پر چاروں اطراف سے اندھا دھند فائرنگ ہو رہی تھی۔۔۔گاڑی الٹ چکی تھی

ہیلو عدیل ہیلو تم سن رہے ہو ... عدیل میرے بھائی کیا ہوا ہے۔۔جواب دو بھائی ...

وہ بولتے رہ گئے مگر دوسری طرف سے کوئی جواب وصول نہیں ہوا۔۔۔

تقریباً تین گھنٹے بعد وہ ہوسپٹل پہنچے جہاں سے انہیں کچھ دیر پہلے کال آئی تھی...

ڈاکٹر .. ڈاکٹر میں عدیل سلطان کا بھائی احمد .. احمد سلطان ہوں

وہ ہکلاتے بے ربط بول رہے تھے ذہن میں اٹھتے کئی برے خیال انکی جان کو آرہے تھے۔۔۔

جی سر آپ کو بھلا یہاں کون نہیں جانتا مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے ہم آپ کے بھائی کو نہیں بچا سکے ... ڈاکٹر کی آواز قدرے دھیمی ہوئی

احمد سلطان کو جھٹکا لگا آنکھوں میں نمی اترنے لگی انہیں بس ڈاکٹر کے ہونٹ ہلتے نظر آرہے تھے آس پاس سے بے خبر وہ زمین پر بیٹھتے چلے گئے اور وہی لمحہ تھا احمد سلطان اپنے بھائی کا نام لیتے بلک بلک کر رو دیئے تھے پوری دنیا میں صرف ایک ہی تو رشتہ تھا انکے پاس وہ بھی چھین گیا تھا وہ روتے روتے زمین پر مکے رسید کرنے لگے جب اپنے کندھے پر مانوس سا لمس محسوس کرتے انہوں نے سرخ بھیگی آنکھیں اٹھائیں جہاں روتا ہوا زیان کھڑا انہیں ہی دیکھ رہا تھا

زیان میرے بچے ... ہوسپٹل کے وارڈ میں ان دونوں کے رونے کی آوازیں گونجنے لگے ایک اپنے بھائی کی موت پر رو رہا تھا تو دوسرا اپنے بابا کی دوری پر...

زیا..زیان مما کہاں ہیں مجھے بتاؤ ... وہ .. وہ کیسی ہیں۔۔۔

اس سے الگ ہوتے دونوں ہاتھوں کو تھامے انہیں اپنے بھائی کے آخری الفاظ یاد آئے تھے جس کے تحت انہوں نے اب ذمہ داری اٹھانی تھی

آنسو صاف کرتے زیان نے اس وارڈ کی طرف اشارہ کیا جہاں اسکی ماں زیرِ علاج تھی

وہ بھاگتے اس وارڈ کی طرف گئے ڈاکٹر کو بلایا۔۔۔

می..میری بھابھی ڈاکٹر...

اللہ کا شکر ہے سر کہ انہیں کوئی گولی نہیں لگی مگر سر کے پچھلے حصے میں کانچ کے کچھ ٹکڑے اندر تک گھس چکے ہیں اور اس پر انکی پریگنینسی...

فیری... فیری ڈاکٹر بچہ ... وہ ٹھیک ہے۔۔۔اتنی پریشانی میں تو وہ انکی حالت تک بھول گئے تھے

سر انکا آپریشن چل رہا ہے بچے کی حالت ابھی تک تو نارمل ہے مگر ماں کی کنڈیشن بہت نازک ہے ہم اپنی پوری کوشش کریں گیئں آپ بس دعا کریں...

شکستہ قدم واپس لیے وہ وہاں صوفے پر زیان کے پاس آبیٹھے جو کسی گہری میں سوچ میں تھا

میں بدلہ لوں گا چاچو... اسکی سرگوشی پر احمد سلطان نے دھیرے سے سر اٹھایا

تم جانتے ہو وہ لوگ کون تھے...؟

""ہاں ولید شاہ""..

اسنے ماموں نہیں کہا تھا اتنی سی دیر میں احمد سلطان کو وہ اپنی عمر سے کافی بڑا لگنے لگا

تم کیا کہنا چاہتے ہو زیان...؟

وہ کوئی جواب دیتا جب وہ دونوں بھاگے بھاگے اندر آئے تھے

میری بچی کہاں ہے وہ.. اور عدیل۔۔۔زیان کچھ تو بولو۔۔بیٹے آپ!

عدیل اب اس دنیا میں نہیں رہا ... بھابھی کا اندر آپریشن چل رہا ہے

ہارے ہوئے لہجے میں کہتے وہ ہنس دیئے

جبکہ سبحان شاہ اور ملکہ بیگم اسکا رویہ دیکھ حیران تھے

ایسے کیوں بات کر رہے ہو ...؟

آپ لوگوں کو یہاں کس نے بلایا..؟

انکا سوال نظر انداز کرتے احمد سلطان نے اپنا سوال کیا

ہمیں..

ضرور آپ کے بیٹے نے بتایا ہو گا آخر یہ سب اسکا ہی تو کیا دھرا ہے..

سبحان شاہ جواب دیتے وہ خود ہی جواب دیتے پھر طنزیہ ہنسے

کہنا کیا چاہتے ہو تم احمد سلطان میں ابھی حویلی سے یہاں آرہا ہوں ایسا الزام لگانے کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی

وہ جو ابھی گاڑی پارک کر کے آیا تھا ایکدم احمد سلطان پر چڑھ ڈورا

وہاں موجود کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

چپ ہو جاؤ سب ... سبحان شاہ کی روعب دار آواز پر سب اپنی جگہ رک گئے۔۔

گریبان چھوڑو احمد کا ولید شاہ۔۔۔انکی آواز پر ولید شاہ انکا گریبان جھٹکتے پیچھے جا کھڑے ہوئے سب لڑنے میں مصروف تھے جبکہ زیان حیدر دور اکیلا بیٹھا منہ لٹکائے اپنی ہی دنیا میں مگن تھا

جب ملکہ بیگم اسکے پاس جا کر بیٹھی

ان کو میں نے یہاں بلایا ہے چاچو ... بابا کے بعد یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہمارا خیال رکھنا ہے میں چاہتا ہوں کہ میں مما اور پری انکے ساتھ حویلی میں رہیں ... وہ ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات مکمل کر کے سبحان شاہ کی طرف دیکھنے لگا۔

ایسا نہیں...

وہ تمھاری ہی حویلی ہے تم آسکتے ہو جب تمھارا دل چاہے!...

ولید شاہ کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے سبحان شاہ کی اجازت کے بعد وہ اب کیا بولتے۔۔۔ مگر غصیلی نگاہ زیان حیدر پر ڈالنا نہیں بھولا جس پر زیان حیدر نے واپس سے طنزیہ نظروں سے انہیں دیکھتے رخ موڑ لیا۔

بھابھی اور بچے وہاں نہیں جائیں گئیں بھائی مجھے انکی ذمہ داری سونپ کر گئے ہیں میں اپنی زمہ داری سے پیچھے نہیں ہٹوں گا

یہ میرا آخری فیصلہ ہے چاچو اور میں ایسا ہی چاہتا ہوں اسلئے اپ پلیز مجھے اور مما کو یہاں رکنے پر مجبور مت کریں۔

اسنے انتہائی ادب سے کہا

اسکے اچانک بدلے روپے پر احمد سلطان بے حد حیرت اور پریشانی کا شکار تھے۔۔۔

پھر تم وہاں گئے ...؟

حسیب نے سوال کیا

ہاں انوشے کی پیدائش کے فوراً بعد ہی ہم تینوں حویلی چلے گئے ہم سب اسی رات حویلی کیلئے نکل گئے مگر ولید ماموں اس فیصلے سے بلکل راضی نہیں تھے

مگر تم نے اچانک وہاں جانے کا فیصلہ کیا کیوں..؟

حسیب مشتعل سا بولا۔

مجھے میرے بابا کے قاتلوں تک پہنچنا تھا اور اسکے لئے ضروری تھا کہ میں انکے درمیان رہوں مگر ---

مگر کیا...؟

مگر یہ میری زندگی کی پہلی غلطی تھی جس کے گلٹ سے میں آج بھی نہیں نکل پایا ... آنسوؤں کی رفتار میں تیزی آگئی

حسیب کو اس پر ترس آنے لگا۔

چاچو نے ہم سے سارے رشتے توڑ دیئے میں وریشہ سے ملنا چاہتا تھا مگر انہوں نے ایسا نہیں ہونے دیا ---

مگر میں پھر بھی دل مار کر وہاں رہتا رہا کیونکہ مجھے سچائی جاننی تھی۔۔۔وقت گزرتا گیا مما ویسی ہی بے سدھ بستر پر لیٹی رہیں

وہ قومہ میں چلی گئیں تھیں۔۔۔

پانچ سال گزر گئے ... مما ویسی ہی دنیا سے بیگانہ رہیں

انہیں تو اپنی بیٹی کی بھی پرواہ نہیں تھی بابا کو تین گولیاں لگی تھیں جس کی وجہ سے وہ ہمارے سامنے ہی دم توڑ گئے مما کی نظروں نے سب دیکھا پھر وہ بھی آنکھیں بند کر گئیں اور میں اکیلا تنہا انوشے کو سنبھالتا رہا کہ جب مما اٹھیں گئیں تو انہیں بتاؤں گا میں نے اپنی فیری کا خیال رکھا اس سب میں حسنہ بی نے ہماری بہت ہیلپ کی وہ بہت اچھی تھیں سفیان شاہ ولید ماموں کا بیٹا وہ بھی بہت اچھا ہے میری سوچ سے بلکل مختلف تھا وہ اپنے خود غرض باپ کی طرح نہیں تھا ... وہ انوشے میں کافی انٹرسٹ لیتا تھا اسکو سنبھالنا ،اسکے ساتھ کھیلنا ،اسکی مما بھی اچھی تھیں سب اچھے تھے سوائے وقت اور ولید شاہ کے۔۔۔اس دوران میں حویلی سے کبھی باہر نہیں نکلا سارا دن انوشے کے ساتھ گزارتا اور ساری رات سرد خانے میں....

اسکے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ ابھری۔

سرد خانہ مطلب...؟ حسیب کو شوک لگا

ماموں کو نفرت تھی اپنی بہن سے، انکے بچوں سے پہلے انہوں نے بابا کا دیا نام چھینا میرا نام سید ارشان اسفند شاہ رکھ دیا پھر طرح طرح کے ظلم ... نوکروں کے باوجود وہ مجھ سے کام کرواتے چھوٹی سی غلطی پر مارتے پھر بھی دل نہیں بھرتا تو ساری رات سرد خانے میں چھوڑ دیتے اور پھر صبح دا جی(سبحان شاہ) کے اٹھنے سے پہلے مجھے میرے کمرے میں چھوڑ جاتے۔۔۔مجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی کیونکہ زندگی نے مجھے اتنی سی عمر میں اتنے دکھ دے دیئے تھے جسکے آگے مجھے اپنی تکلیفیں محسوس ہی نہیں ہوتی تھیں فکر تھی تو صرف انوشے کی مگر خدا کا شکر تھا میری غیر موجودگی میں سفیان شاہ اور حسنہ بھی اسے سنبھال لیتی تھیں اور صبح سارا دن وہ بی جان(ملکہ بیگم) کے پاس ہوتی تھی۔۔۔

انوشے اور سفیان کا نکاح کروا دیا گیا مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ وہ انوشے سے بہت محبت کرتا ہے

کرتا ہے مگر زیان تو نے تو کہا...؟

حسیب کو پھر کنفیوژن ہوئی۔

صبر... سر اثبات میں ہلاتے اسنے حسیب کو رکنے کا اشارہ دیا

وہ پانچ سال کی تھی تب میں اسے روز مما کے پاس لے کے جاتا ان سے باتیں کرتا پھر واپس لے آتا پھر ایک دن اسکی طبیعت خراب ہو گئی وہاں بہت علاج کروایا مگر ڈاکٹر نے کہا اسے شہر لے جائیں

میں سفیان اور ماموں اسے علاج کیلئے اسلام آباد ہوسپٹل میں لے آئے وہ بہت بیمار ہو گئی تھی ڈاکٹر نے کہا اسکا بچنا ناممکن ہے کیونکہ اسکی دیکھ بھال اسکی ماں نے نہیں کی اسلئے وہ بہت کمزور ہے اسکے بچنے کے چانسزز کم ہیں پھر میں نے سفیان شاہ کو روتے دیکھا وہ محض آٹھ نو سال کا تھا اسنے لمبی لمبی نمازیں پڑھیں میں نے اسے انوشے کیلئے روتے تڑپتے دیکھا تھا مگر وہاں بھی قسمت نے مجھے دھوکہ دیا۔

ہم ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے جب اچانک ہوسپٹل کی لائٹس آف ہو گئیں اور پھر وہ ہوا جو مجھ سے میرا بچا کچا سب چھین کے لے گیا۔

جب لائٹس اون ہوئیں تو وہاں انوشے نہیں تھی کوئی اور بچی تھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ میری انوشے نہیں تھی مگر ماموں نے پوری کوشش کی ہم اسے نا دیکھیں اور وہاں جو بچی تھی اسے انوشے مانا جائے وہ مر چکی تھی یہاں بھی ماموں نے چال چلی مگر میں اور سفیان ان سے لڑتے رہے انکی بات پر یقین نہیں تھا ہمیں .. مگر وہ کہتے تھے انوشے مر گئی ہے خیر مجھے تو وقت کے ساتھ یقین

آگیا کیونکہ مجھے انوشے کہیں نہیں ملی مگر سفیان شاہ قسمت کا مارا اسے آج بھی یقین ہے کہ اسکی انوشے زندہ ہے وہ واپس مل جائے گئ اسے۔۔۔

چہرے پر ہاتھ پھیرتے زیان نے آنسو صاف کیے اور لمبی سانس بھرے پھر سے بولنا شروع کیا

کوئی کیسے اتنا سفاک ہو سکتا ہے ... روتے ہوئے زیان کو دیکھ حسیب نے انتہائی ضبط سے ولید شاہ کے بارے میں سوچا تھا

ہم حویلی پہنچے مجھے ایک اور جھٹکا لگا مما کو ہوش آچکا تھا جب میں انکے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے بہت پیار کیا پھر مجھ سے انوشے کے بارے میں پوچھا ... پوچھ تو سب ہی رہے تھے کیونکہ ماموں اسے وہی اسلام آباد میں دفن کر آئے تھے۔۔۔ مما کے بارہا دفعہ پوچھنے پر میں نے انہیں بتا دیا اور پھر وہ ہوا جو میری زندگی کو اندھیروں میں دھکیل گیا۔

مما کو جیسے معلوم ہوا کہ انکی بیٹی مر چکی ہے اور ماموں اسے دفن بھی کر آئے ہیں تو انہوں نے نم آنکھوں سے مجھے دیکھا اور وہی آنکھیں موند دیں اور پھر وہ کبھی نہیں اٹھیں میں چیختا رہ گیا انہیں پکارتا رہا مگر انہوں نے اپنے زیان کو نہیں دیکھا بابا انوشے اور پھر مما سب چھوڑ گئے مجھے۔۔۔ میں انہیں کہتا رہا کہ مجھے چھوڑ کے نا جائیں مجھے انکی ضرورت ہے میں انہیں کہتا رہا کہ یہاں مجھ پر ظلم

ہوتا مگر وہ پھر بھی نہیں اٹھی۔۔۔وہ سسک اٹھا میں نے اپنے زخموں سے چور بازو انکے سامنے کیے اپنے جسم کے وہ حصے انہیں دیکھائے جہاں ماموں مجھے اذیت دینے کیلئے جلی سگریٹ لگاتے تھے مگر انہوں نے آنکھیں نہیں کھولی انہوں نے نہیں دیکھا میری طرف میں انکے ہاتھ پکڑے روتا رہا بلکتا رہا میرا فیصلہ غلط ثابت ہوا میرا سب کچھ کھو گیا اس حویلی نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا اور میں اتنا بد نصیب ہوں آج تک یہ بات ثابت نہیں کر سکا کہ وہ سب ماموں نے کیا۔۔۔وہ بچوں جیسے دھاڑے مار مار کر رو دیا حسیب کو اسکی تکلیف محسوس ہو رہی تھی مگر اسکے پاس الفاظ نہیں تھے جن کو وہ کہتا اور اسکی تکلیف کا اثر کچھ زائل کر پاتا۔۔۔

اور مجھ سے زیادہ بد نصیب تو وہ ماں تھی جو اپنی ہی بیٹی کو ایک بار بھی نہیں دیکھ پائی جو اسکا لمس تک محسوس نہیں کر پائی ...وہ حسیب کو دیکھتا روتے ہوئے کہنے لگا

اور وہ چلی گئی میرے اندر سے یہ تکلیف نہیں جاتی کہ میری ماں اپنی بیٹی کو ایک بار گود میں ہی نہیں لے سکی انکی ترستی آنکھیں ترس گئی مگر انکی بیٹی کو بھی چھین لیا گیا۔

بالوں کو مٹھیوں میں لیے وہ بے بسی کی انتہا پر پہنچا شدت سے رونے لگا

سنبھال خود کو زیان ورنہ میں نے ابھی جا کر تیرے ماموں کے ٹکرے ٹکرے کر دینے ہیں۔۔۔تو جانتا ہے نا میں تجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا پلیز میرے بھائی چپ ہو جا... اسکو کس کے گلے سے لگائے حسیب کا لہجہ نم پڑا اسکا بس نہیں چل رہا تھا ولید شاہ کو جان سے مار دے۔

میری یہ تکلیف ہوک کی طرح یہاں بسی ہے اول تو بھولتی نہیں اور جب بھی یاد آتی ہے تو دل درد کی شدت سے پھٹنے لگتا... کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے حسیب کیسے...؟

اسکے بازو کو پکڑے وہ بچوں جیسے روتے پوچھ رہا تھا

اللہ پر یقین رکھتا ہے نا تو تو بس صبر کر میرے بھائی تو دیکھنا وہ ایسا بدلہ لے گا کہ تیری ساری تکلیفیں ختم ہو جائیں گئیں۔۔۔اسکے آنسو پونچھے وہ زیان کو یقین دلانے والے انداز میں سمجھانے لگا

سر ہاتھوں میں گرائے زیان حیدر لمبی سانس اندر لیتا پیچھے ہوتا صوفے سے ٹیک لگا گیا

اس دوران سفیان شاہ کی والدہ بھی رضائے الہی سے اس دنیا سے کوچ کر گئی تھیں

داجی بی جان کو سب معلوم ہو گیا تھا کہ ولید ماموں مجھے کیسی کیسی سزائیں دیتے رہے ہیں انہوں نے فیصلہ کیا کہ میں اسلام آباد واپس جاؤں گا اور اپنی پڑھائی کانٹینیو کروں گا

وقت گزرتا گیا میں واپس اسلام آباد آچکا تھا مگر چاچو وریشہ چاچی سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی وریشہ کو تو ہمارا نکاح بھی یاد نہیں تھا نا کبھی چاچو چاچی نے اسے یاد دلایا کیونکہ وہ میرے فیصلے کے بعد وہ نکاح بھی ختم کرنا چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ وریشہ کو ہمارے نکاح کا نہیں معلوم۔۔۔پھر بہت کچھ ہوا چاچو نے چاچی کو طلاق دے دی ادھر ولید ماموں نے دوسری شادی کر لی۔۔۔

میں تب بھی کسی سے نہیں ملا نا حویلی گیا نا پیلیس...

میں وریشہ کو کالز کرتا تھا مگر وہ ہر بار ایک ہی بات کرتی تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے وہ مجھ سے خفا تھی اور وقت گزرنے کے ساتھ اسکی ناراضگی نفرت میں بدل گئی۔

پھر ایک دن ہوسٹل میں مجھ کال آئی کہ ماموں کے ہاں دو جڑواں بیٹیاں ہوئی ہیں۔۔۔اور پتہ ہے حسیب جب میں نے یہ خبر سنی تو میرے زہن میں پہلا خیال کیا آیا...

کیا...؟

مکافاتِ عمل ... اسنے نم آنکھوں سے کہا۔

مگر حسیب جب میں حویلی گیا نا دو سال بعد اور جب میں نے پہلی بار ان دو پریوں کو دیکھا تو میں نے تاسف سے ماموں کی طرف دیکھا اور اس دن میں نے خود سے عہد کیا کہ میں ماموں کے گناہوں کی سزا مکافات عمل کے روپ میں کبھی ان دونوں پر نہیں آنے دوں گا سفیان شاہ بھی ان سے بہت پیار کرتا ہے وہ دونوں تھی ہی اتنی پیاری سی ایک کا نام عشاء ولید اور دوسری پری کا نام عشال ولید رکھا گیا سفیان شاہ کیلیئے وہ سب سے عزیز تھیں مگر وہ انوشے کو نہیں بھولا پارہا تھا وہ پہلے ہی خاموش طبعیت کا مالک تھا تب تو وہ ایسے ہو گیا جیسے اسکا اس دنیا سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے خیر وقت گزرتا گیا میں وہاں کبھی کبھی جاتا تھا وہ دونوں پانچ سال کی ہو چکی تھی جب ایک دن رات کی ٹھٹھرتی ٹھنڈ میں ہمیں حویلی کے دروازے پر ایک بچی ملی وہ محض دس سال کی بھی نہیں تھی مجھے اسے دیکھتے ہی انوشے کا خیال آیا میں اسے حویلی لے آیا اور حکم دیا کہ وہ میری بہن ہے اسکا نام عینا شاہ رکھا اور وہ یہی حویلی میں رہے گئی کسی کو اعتراض نہیں تھا سوائے ماموں کے مگر کسے پرواہ تھی اسوقت سفیان شاہ مجھ سے لڑائی کرتا تھا کہ میں اسے انوشے سے کمپیئر نا کروں وہ اسے لے کر اتنا پوزیسو ہے کہ اسکا نام میرے منہ سے بھی سننے کا روادار نہیں ہے۔۔۔اسکی جنونیت کو سوچتے وہ ہلکا سا ہنس دیا۔

پھر وقت مزید گزرا۔۔چاچو نے میری نسبت عشاء سے طے کر دی تھی جس سے نا میں راضی تھا نا عشاء مگر ماموں تھے نا کیسے اپنے حکم کی خلاف ورزی برداشت کرتے میں بھی خاموش ہو گیا انہیں اپنے نکاح کے متعلق نہیں بتایا۔۔اسکے بعد ایک بار پھر قیامت ٹوٹی لال حویلی پر اور اس رات عشاء کے ساتھ انکی والدہ بھی وفات پا گئی زیان نے بات گھما دی تھی

خیر وقت مزید گزرا اور میں تین مہینے پہلے حویلی گیا جب ماموں نے کہا کہ عشاء کی جگہ اب عشال کی شادی مجھ سے ہو گئی میں نے صاف انکار کر دیا مگر پھر مجھے وہ معلوم ہوا جو میری روح تک کو جھنجھوڑ گیا اور پھر میں نے ماموں کو دھوکہ دینے کے بارے میں سوچا اور وہاں کہا کہ میں عشال سے شادی کروں گا اگر اسکی سٹڈی کمپلیٹ ہو گئی مجھے میرے معیار کی لائف پارٹنر چاہیئے۔۔دل پر پتھر رکھے سب عشال کے باہر جا کر پڑھنے پر راضی ہو گئے

اس حقیقت کے بارے میں صرف میں اور عشال جانتے ہیں کیونکہ ایسے ماموں کبھی اسے حویلی سے نا نکلنے دیتے اسکی پڑھائی کبھی کمپلیٹ نا ہوتی اور مامی کا خواب ، خواب ہی رہ جاتا۔۔

عشال اور حسنہ بی یہاں آگئی میرے ساتھ ...

دوسری طرف میں پیلیس واپس جانے لگا چاچو کو میں نے سب کلیئر کر دیا کہ میں وہاں کیوں گیا تھا انوشے اور مما کی ڈھیت کا انہیں بہت افسوس ہوا پھر چاچو اور میرے بیچ سب سولو آؤٹ ہو گیا مگر وریشہ مجھ سے بد زن ہو چکی تھی اسکا لہجہ ہی نہیں اسکا رہن سہن اٹھنا بیٹھنا وہ پوری کی پوری بدل گئی تھی اسنے اسلام آباد جیسا عیاش ماحول اپنا لیا۔۔۔سب ٹھیک تھا مگر جب اسنے یونی میں ایڈمیشن لیا تو مجھے اسکی مزید فکر ہونے لگی میں پل پل اس پر نظر رکھنے لگا اسکا آجانا اسکے دوست یہاں تک کے اسکی کالز ریکارڈنگ تک میرے پاس ہوتیں تھیں اسکے کتنے لڑکے دوستوں کو میں نے ڈرا دھمکا کر اس سے دور کیا تھا مگر پھر احد اسکی زندگی میں آیا۔۔۔

وہ کوئی ڈھیٹ انسان تھا مجھے وہ ایک نظر نہیں بھاتا تھا وہ ایک گھٹیا قسم کا عیاش اور بدتمیز بندہ تھا جو صرف لڑکیوں کا استعمال کرتا تھا اس طرف سے عشال اور دوسری طرف وریشہ۔۔۔وہ ویسے تو میری سنتی نہیں تھی اسلئے مجھے اسفند شاہ بننا پڑا اور اسے کالز کرنے لگا اسکی تاک میں رہتا۔۔پہلے پہل میں نے اسے گن سے ڈرایا جب وہ پارٹی میں گئی پھر اسکے بعد میں اسے ڈراتا رہا اس پر نظر رکھتا وہ جب بھی کسی سے ملتی یا کوئی الٹی حرکت کرتی تو میں اسے سزا دیتا اسے سمجھاتا رہا اسے اسلام کی طرف لانا چاہتا تھا اور مجھے یہ سب کل تک ناممکن لگتا تھا مگر آج مجھے لگتا میں اپنے ایک مشن میں کامیاب ہوا ہوں وہ پوری نا سہی پر بدل گئی ہے

اسکے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی۔

دوسری طرف جب چاچو کو معلوم ہوا کہ میں عشال کو یہاں لے آیا ہوں تو انہوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ اسے واپس بھیج دوں مگر میں نے انکی نہیں سنی وہ ڈرتے تھے کیونکہ عشال بہت معصوم ہے چاچو اسکی معصومیت دیکھ کر ڈرتے تھے کہ اسے کوئی نقصان نا پہنچا دے انکی بات بھی ٹھیک تھی پھر میں نے ابتسام کو بلایا۔۔ابتسام ابراہیم چوہدری۔۔۔

وہ پل کو رکا۔۔۔یار وہ ایک شارپ کھلاڑی ہے وہ لڑکا جتنا سادہ اور خاموش لگتا ہے اتنا ہی شاطر ہے

کس شعبے سے تعلق رکھتا ہے؟

اس کی آنکھوں میں ابھری چمک کو حسیب نے دیکھ اشتیاق سے پوچھا۔۔

یار وہ... زیان سر کھجاتے تھوڑا آگے کو جھک آیا۔

ہاں وہ کیا ...؟

وہ غنڈہ ہے۔۔کراچی کا جانا مانا سیریل کلر۔۔۔

کیاااا... حسیب کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی

تو نے .. تو نے اپنی بہن کے حفاظت کے لئے ایک غنڈے کو ہائیر کیا

وہ بے یقینی کی اتھاہ گہرائیوں میں تھا

یار تو آرام سے بول ابھی میری بیوی اٹھ گئی تو تیرے ساتھ میرا ابھی بھرتا بنا دے گئی۔۔۔زیان نے معصومیت سے کہا

یار وہ غنڈہ ہی سہی مگر وہ بہت شریف ہے میں نے اسے دیکھ بھال کر ہی عشال کیلئے رکھا ہے اور اسنے ثابت بھی کیا ہے کہ وہ کوئی عام غنڈہ نہیں ہے اسنے کچھ دن پہلے ہی عشال پر ہوئے حملے کی تہہ میں جا کر اس بندے کو سزا دی ہے یار میں تجھے کیا بتاؤں وہ اگر ہمارے شعبے میں ہوتا تو کیا ہوتا ۔۔۔مگر وہ جتنا سیدھا دکھتا اتنا ہی ٹیڑھا ہے۔۔۔اسکی کچھ دن پہلے والی باتوں کو یاد کرتے زیان گہری سوچ میں مبتلا بولا۔

حسیب کی گھوری کو اگنور کیے وہ بولتا جا رہا تھا

اچھا آگے بول ختم کر یہ ابتسام کا تعریف نامہ!

وہ چڑ گیا جس پر زیان بھی سر جھٹکتے دوبارہ بولنے لگا

پھر سب صحیح چلنے لگا مگر اس احد نے کھیل کھیلا اسنے عشال سے بدتمیزی کی جس پر میں نے اسے مارا اور پھر ارشان شاہ سے بدلہ لینے کیلئے اسنے وریشہ کا استعمال کیا اور کہا میں صحیح انسان نہیں ہوں

وہ بھی پاگل لڑکی میرے آفس تک پہنچ گئی تاکہ دیکھ سکے کہ میں کیسا انسان ہوں ... وہ سوچتا مسکرا اٹھا۔۔۔اور مزے کی بات ارشان شاہ کی ساری انفارمیشن اسنے زیان حیدر سے اکٹھی کروائی۔۔۔یار وہ لڑکی توبہ آفت ہے پوری... اسکی حرکتیں سوچتا زیان حیدر دلکشی سے مسکرا دیا

مگر تو تو وہاں تھا میرے ساتھ پھر آفس میں بھابھی سے کون ملا اور اگر تو ملا تھا تو انہوں نے تجھے پہچانا کیوں نہیں ...؟

میں نے نقلی ڈارھی مونچھ لگا لی جس کی وجہ سے وہ مجھے پہچان نہیں سکی اور رہی بات وہاں تیرے ساتھ ہونے کی تو میرے آفس میں ایک سیکریٹ روم ہے جو فرسٹ فلور سے لاسٹ فلور پر صرف پانچ منٹ کی دوری پر کھلتا ہے اسلئے میں اس سے پہلے باہر آگیا

مگر تیری آواز ... حسیب پھر سے کنفیوز ہوا

یار پولیس والا ہوں بڑے ہتھکنڈے ہیں اپنے پاس آواز بدلنے کے...

انتہائی اطمینان سے اسنے اپنا کارنامہ بتایا

لال حویلی والوں کے مطابق میں اسلام آباد میں کسی کیلئے جوب کرتا ہوں اور یہاں وریشہ کیلئے میں پولیس انسپکٹر ہوں۔۔۔دونوں سچ ہے کیونکہ میں یہاں اپنا بزنس کرتا ہوں ساتھ پولیس انسپکٹر بھی ہوں

اور ایک اور حقیقت!..

حسیب جو اسے بہت غور سے سن رہا تھا آنکھیں سکیڑتے دیکھنے لگا جیسے کہنا چاہتا ہو اور کتنی حقیقتیں کھلنا باقی ہیں

یہ آخری اور دھماکے دار ہے... اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے زیان نے آرام سے کہا

بتا پھر....؟۔وریشہ کے ڈیڈ میرے چاچو سب جانتے تھے یوں سمجھ وہ میرے کرائم پارٹنر ہیں

کیا جانتے ہیں احمد انکل ...؟ اسنے تعجب سے پوچھا

یہی کہ میں ہی اسفند شاہ ہوں اور انکی بیٹی کو کالز کر کے تنگ کرتا ہوں ان فیکٹ وہ یہاں آئے تھے وریشہ اور میرا نکاح انکی موجودگی میں ہی ہوا بس وہ سامنے نہیں آئے۔۔۔وہ جتنے اطمینان سے بتا رہا تھا حسیب کا منہ ویسے ویسے کھلتا جا رہا ہے

یار کیا چیز ہے تو ...؟

حسیب تاسف آور لہجے میں بولا

انسان ہوں یار کس کس کو بتاؤں ابھی تیری بھابھی بھی یہی پوچھ رہی تھی کیا ہو گیا سب کو !...

وہ اکتا گیا۔

اچھا اب مجھے یہ بتا بھابھی کو کیسے بتائے گا کہ تو زیان ہے؟

یار میں اسے بتانے والا تھا مگر وریشہ کی حرکت نے میرا دماغ گھما دیا اس دن جب میں وہاں اسے ڈھونڈ رہا تھا تب مجھے اسکا ایئر رنگ ملا مجھے یقین تھا وہ اسی کمرے میں ہے تب میں نے ابتسام کو کال کی کیونکہ اس وقت مجھے اسکے علاوہ کوئی قابلِ اعتبار بندہ نظر نہیں آرہا تھا جو میرے بعد وریشہ کو وہاں سے سیفلی یہاں لے آتا میں نے اسفند بن کر تمہارے آنے سے پہلے وریشہ کو بے ہوش کر کے گاڑی میں بٹھا دیا جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر ابتسام تھا اور میں حیران ہوا تھا حسیب جب میں نے ابتسام کے ساتھ گاڑی میں عائشہ کو دیکھا میں یہ تو نہیں جانتا عائشہ کو وہ کیسے جانتا ہے مگر مجھے خوشی ہوئی تھی یہ دیکھ کر کے ابتسام دوسروں کی عزتوں کی اپنی گھر کی عزت جیسے احترام کرتا وہ عائشہ کو ساتھ لایا کیونکہ وہ وریشہ کو اپنے ساتھ اکیلے فلیٹ تک نہیں لے جانا چاہتا تھا اور میرا وہاں سے نکلنا اس وقت مشکل تھا۔

امپریسو...! حسیب صرف اتنا ہی بول سکا

"وہ وہاں احد سے ملنے گئی مجھے اس بات کا غصہ تھا اسلیئے میں نے اس سے غصے میں نکاح کر لیا"..

پھر ...""حسیب نے جیسے یاد دلانا چاہا

"ہاں وہی یار پہلی بار اٹھارہ نومبر کو اسنے غصے میں مجھ سے نکاح کیا اور آج اٹھارہ نومبر کو بیس سال بعد میں نے اسے سزا دینے کیلئے اس سے دوبارہ نکاح کر لیا فرق اتنا ہے تب وہ پانچ سال کی تھی آج بھی وہی پانچ سال کی بچی جیسی حرکتیں ہیں بس عمر بڑھ گئی ہے"زیان کے تفصیلی جواب پر حسیب ہنس دیا!...

یار زیان تجھے دیکھ کر کبھی مجھے ایسا نہیں لگا کہ تو نے اتنی مصیبتیں جھیلی ہوں گئیں کہ تیرے دل میں اتنے دکھ ہو گئیں جنہیں تو خود تک ہی رکھ کر بیٹھا ہے۔۔۔

"میرے پاس دل نہیں ہے حسیب ... میرا دل تو اسی دن مر گیا جس دن میری بہن میری نظروں کے سامنے غائب کر دی گئی اور میں بے بس کھڑا دیکھتا رہا۔۔۔"

اسکی واز بھاری ہوئی انگلیوں کے پوروں سے آنکھیں ملتے زیان کے چہرے پر کرب کے سائے لہرانے لگے

ہم مل کر انہیں ڈھونڈیں گئیں زیان ہماری بہن مل جائے گئ

حسیب کے ہماری بہن کہنے پر زیان نے جھٹکے سے گردن اٹھائے اسکی طرف دیکھا۔۔اور پھر نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔

میں ساری امیدیں چھوڑ چکا ہوں کیونکہ اگر یہ واقعی ماموں نے کیا ہے تجھے لگتا ہے جو بندہ میرے بابا کی نفرت میں انہیں قتل کروا سکتا اسنے میری بہن کو زندہ رکھا ہو گا۔۔

"مجھے ایسا بلکل نہیں لگتا مگر سفیان شاہ آج بھی پاگلوں کی طرح معجزے کے انتظار میں ہے اسے لگتا ہے کسی دن اسکی دعاؤں پر کن فرما دیا جائے گا اور انوشے عدیل سلطان اسکے سامنے زندہ کھڑی ہو گئ"بولتے وہ زخمی سا مسکرایا جیسے ایسا ممکن نہیں تھا

حسیب کچھ بول نہیں پایا یاں اسکے الفاظ ختم ہو گئے تھے

"""مگر میں ماموں کو سزا دلوا کے رہوں گا وہ میرے ماموں سہی مگر میں اپنے بابا کے قتل ،بہن کو اغوا کرنے اور میری ماں کو بن موت مارنے کا جرم کبھی معاف نہیں کروں گا"""

اسکے لہجے میں ضد کے ساتھ بدلے کا جنون در آیا۔

زیان یار!...

وہ کچھ اور بولتا زیان کے فون کی گھنٹی بجی!..

ایک منٹ میں یہ کال سن کر آتا ہوں...

زیان اٹھتا باہر چلا گیا۔۔۔

ہاں بول کیا بول رہا تھا تو ... وہ تقریباً پانچ منٹ بعد واپس ایا

صبح کے چار بج گئے یار ہم نے ساری رات باتوں میں گزار دی ہمیں تو ابھی بھی پتہ نا چلتا اگر پری کی کال نا آتی ... موبائل ٹیبل پر رکھ وہ صوفے پر بیٹھ گیا جب دوسری طرف مسلسل خاموشی پر زیان نے حسیب کی طرف دیکھا۔۔۔

جس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں وہ بہت پریشان نظر آرہا تھا

کیا ہوا حسیب سب ٹھیک ہے اتنا پریشان کیوں لگ رہا ہے...؟

زیان کو فکر لاحق ہوئی۔۔

وہ گہری سوچ میں مگن تھا بار بار وہ منظر اسکی نظروں کے سامنے آرہا تھا

کک..کچھ نہیں ہوا مجھے کیا ہونا ... ایکچولی میرا بہت ضروری کام تھا جسے میں بھول گیا ہوں وہی کرنا تھا مگر اب ٹائم نکل گیا۔۔۔

اسکے لہجے میں افسوس محسوس کرتے زیان کو بھی افسوس ہوا

کیا بہت ضروری کام تھا؟

نہیں اب اتنا بھی خاص نہیں کہ روگ لگا کر بیٹھ جاؤں۔۔۔زبردستی کا مسکراتے حسیب اسکے پاس سے اٹھ گیا

میں چلتا ہوں تھانے میں ملاقات ہوتی ہے اللہ حافظ... اسکے گلے لگے وہ بھاگنے کے انداز میں چلتا فلیٹ سے باہر نکل گیا

اگر زیان کو معلوم ہو گیا یہ... نہیں نہیں میں اسے کھو نہیں سکتا ... مگر میں کیا کروں !...

وہ خود سے ہی باتیں کرتا گاڑی ان لاک کرتے اس میں بیٹھ چکا تھا

عجیب پاگل بندہ ہے ... زیان نے سر جھٹکتے فلیٹ کا دروازہ بند کیا وہ فریش ہونے کی نیت سے واشروم میں جاتا جب وریشہ کے خیال پر چہرے پر رومال باندھے کمرے میں گیا۔۔۔

دھیرے سے نوب گھماتے اسنے دروازہ کھولا جہاں وہ مزے کی نیند سو رہی تھی مگر فرش پر ... اسکے ماتھے پر بل پڑے مگر پھر لمبی سانس بھرے زیان اسے گود میں اٹھاتا بیڈ پر لٹا چکا تھا۔

"بہت ضدی ہو تم بیوی"اس پر کمفرٹر درست وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا ...

"یہ دل کمبخت ہمیشہ تمہاری ہر ضد کے آگے سر جھکا دیتا"

دل کے مقام پر ہاتھ رکھے زیان نے اسے نظر بھر کر دیکھا

اس سے پہلے وہ جاگ جاتی اسفند زیان شاہ واشروم میں جا بند ہوا

» » » » » » » » » » »

پورچ میں گاڑی روکے وہ چلتا لان عبور کیے لاونج میں پہنچا وہ مزید آگے بڑھتا جب اسکے کانوں میں کچن سے آتی آوازیں پڑی۔۔۔
وہ کمرے کی بجائے کچن کا رخ کر گیا
اسلام علیکم کیسی ہیں آپ دونوں..؟
اسنے سب سے پہلے ہمیشہ والا سوال پوچھا۔۔۔
بھائی ... وعلیکم السلام ... ارشان شاہ کو دیکھتے وہ بچوں جیسی خوش ہوتی اسکے پاس آرکی!...
جی بھائی کی جان ... اسکے سر پر ہاتھ رکھے وہ مسکرا دیا
کل کی بانسبت پری اسے خوش اور فریش سی لگ رہی تھی یہ دیکھ کر اسے خوشی ہوئی تھی۔
بھائی آپ کل رات گھر کیوں نہیں آئے آپکو پتہ مجھے آپکی کتنی فکر ہو رہی تھی اور ہاں حسنہ بی کو بھی ۔۔۔وہ بچوں جیسے شکایت کرتی ساتھ ساتھ منہ کے ڈیزائین بھی بنا رہی تھی
کل میں دوست کی طرف رک گیا تھا نا پری اسلئے نہیں آیا...
اب آپ جلدی سے تیار ہو جاؤ کیونکہ ہم پہلے یونی جائیں گیئں آپکی لیو کمفرم ہونے کے بعد ہم دا جی بی جان اور باقی سب کیلئے شاپنگ کریں گیئں اور پھر حویلی کیلئے نکل جائیں گیئں
سچی ... خوشی کی انتہا سے عشال چیخ پڑی۔
مچی ... اسکا گال کھینچتا ارشان شاہ بھی دل کھول کر مسکرا دیا

اوکے آپ بیٹھیں میں ناشتہ لگاتی ہوں پھر یونی کیلیئے نکلیں گئیں

آپ جاؤ یونی کیلیئے ریڈی ہو جاؤ بچے میں ناشتہ لگاتی ہوں

کب سے ان دونوں بہن بھائیوں کی میٹھی گفتگو سنتی حسنہ بھی بول پڑی۔۔۔

اوکے بی ... وہ کمرے کی طرف چلی گئ

بیٹا آپ ٹھیک ہیں نا...؟

موبائل یوز کرتے ارشان شاہ نے سوالیہ نظروں سے حسنہ بی کی طرف دیکھا ...

جی اللہ کا شکر ہے بی آپ کیوں پوچھ رہی ہیں ...

یونہی آپ کو کبھی اتنا مسکراتے نہیں دیکھا نا اسلئے!...

انہوں نے صاف گوئی سے کام لیا

تو اب آپ اپنے بیٹے کو ہمیشہ ایسا ہی مسکراتا دیکھتے رہنے کی عادت ڈال لیں بی... زیان کہتا دلکشی سے مسکرایا

میری تو یہی دعا ہے اللہ آپ تینوں کو ہمیشہ ایسے ہی خوش رکھیں آمین!...

تینوں کے ذکر پر جہاں ارشان شاہ کے چہرے کا رنگ اڑا وہی سیڑھیوں سے نیچے آتی عشال کے قدم بھی ڈگمگائے ...

اچانک ماضی کی بند کتاب کھلی اور سیدھا وہی صفحہ اسکی نظروں کے سامنے آرکا اسنے کرب سے آنکھیں میچی اور وہی سیڑھیوں پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

شادی کی ڈیٹ ایک مہینے بعد کی ہے میرے بھائی ہم ابھی سے شاپنگ پر کیوں جا رہے ہیں...

گاڑی چلاتے کاشان نے بیزاریت سے پوچھا

میں نے کب کہا ہم شاپنگ کرنے جا رہے ہیں ... نظریں موبائل پر جمائے ابتسام نے اسے گڑکا۔

تو اتنی صبح کس خوشی میں تو مجھے اٹھا کر یہاں خالی روڈ پر خواری کروا رہا ہے ... اچانک سے بریک لگائے وہ اسکی ڈھیٹائی پر تپ گیا

"بس یونہی دل کیا تھوڑی خواری کر لوں تو تجھے بھی لے آیا ساتھ"

تو پٹے گا مجھ سے ابتسام۔۔۔بریک پر پاؤں رکھے اب وہ چیخ پڑا

جب نظر موبائل پر پڑی تو ابتسام کو دیکھا۔

یہ کس کا نمبر ہے کل سے دیکھ رہا ہوں یہی نمبر اوپن ہے سکرین پر نا کال کرتا ہے نا بیک کرتا ہے

... کیا نمبر یاد کر رہا ہے ؟

اتنا سب کہنے کے بعد کاشان نے سوالیہ انداز سے پوچھا

گاڑی یونی کی روڈ پر ڈال!...

اسکے سوال کو مکمل نظر انداز کرتے ابتسام نے موبائل اوف کر دیا

ویسے کس کا نمبر ہے؟

وہ اب بھی باز نہیں آیا تھا

محترمہ کا!..

اگلے آدھے گھنٹے کے سفر میں وہ دماغ کی دہی کرتا ابتسام نے بتانا ہی مناسب سمجھا۔

صحیح ...
ابتسام ایک بات کہوں اگر برا نا مانو تو..؟
میں نے برا مان بھی لیا تو کون سا تو نے چپ ہو جانا۔۔بول ... اسنے پھر موبائل اون کر لیا تھا
یار تو اس لڑکی میں اتنا انٹرسٹ مت لے میرے بھائی ...
حرکت کرتے ہاتھ تھم گئے ابتسام نے کن اکھیوں سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔۔جیسے کہنا چاہتا ہو
واقعی..؟
دیکھ میں تیری پرسنل لائف میں انٹرفیئر نہیں کرنا چاہتا مگر یار تو سر زیان کو نہیں جانتا وہ اپنی بہن کو لے کر بہت ٹچی ہے اور اگر اسے معلوم ہوا تیری فیلنگز کے بارے میں اور پھر وہ لال حویلی والے وہ بھی تو ہیں نا یار ...
بات کو آدھا ادھورا چھوڑے کاشان اسے اپنا اصل مقصد سمجھانا چاہتا تھا مگر اسکی لاپرواہی دیکھ وہ سب ہوتا کاشان کو نظر نہیں آرہا تھا
"مجھے بلکل بھی فرق نہیں پڑتا کاشان کہ تمہارے سر زیان کیسے ہیں کیسے نہیں۔۔۔مجھے صرف میری ذات سے فرق پڑتا اور ابتسام کی ذات کیلیئے محترمہ حرفِ آخر کی طرح لازم ٹھہری ہے ابھی صرف محبت ہے اگر کوئی روکاوٹ بنا تو ضد بننے میں دیر نہیں لگے گئ"
دو ٹوک لہجے میں کہتے ابتسام نے سگریٹ سلگائی۔
تو تو نے سوچ لیا کہ تو ماضی میں ہوئی غلطی دوہرائے گا؟
وہ قدرے سیریس انداز میں بولا

ہاں ... اور اس بار مات حویلی والوں کو ہو گئی!...
اسکے لہجے میں پنپتی جنونیت دیکھ کاشان نے تاسف سے اسے دیکھا
اگر اس بار بھی ایسا ...
نہیں کاشان اسکے آگے ایک لفظ نہیں ... وہ پوری قوت سے دھاڑا۔
"اگر اب کی بار ایسا ہوا تو یاد رکھنا آگ لگا دوں گا اس حویلی کو بھی اور اس میں رہنے والوں کو بھی مگر پیچھے نہیں ہٹوں گا"
شدت سے کہتے ابتسام نے جبڑے بھینچے۔
اوکے ریلیکس ...
بس یہی گاڑی روک دے آگے سے میں پیدل چلا جاؤں گا
اسکے کہنے پر کاشان نے گاڑی روک دی۔
اپنے سر سے کہنا ابتسام ابراہیم چوہدری کے بارے میں جاننا ہے تو مجھ سے خود آکر پوچھ لیں یوں بیکار میں پیسہ اور وقت ضائع نا کریں
کہتا وہ نکل گیا جبکہ کاشان نا سمجھنے والے انداز میں اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔وہ بندہ اس جنم میں تو اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

» » » » » » » » » » »

آج اسکی آنکھ دیر سے کھلی تھی جاگے پانچ منٹ گزر چکے تھے مگر وہ ہنوز اسی پوزیشن میں لیٹا گہری سوچ میں ڈوبا تھا کل رات کا منظر بار بار آنکھوں کے سامنے لہرانے لگتا ... مجھے کیا ہوا گیا تھا کل

رات ... میں اسکے سامنے کیوں رویا ... جب مزید کچھ یاد آنے پر سفیان شاہ فوراً سے اٹھ بیٹھا۔۔۔
میں نے اس سے انوشے کے متعلق بات کی اسکے لئے دعا کرنے کو کہا ... اسے کتنا برا لگا ہو ... ایسا نہیں تھا کہ سفیان شاہ کوئی بہت رحم دل انسان تھا نہیں وہ ایک ظالم حاکم تھا مگر جہاں بات محبت کی ہوتی تھی وہاں سید سفیان ولید شاہ کا دل موم سے بھی زیادہ نرم پڑ جاتا۔۔۔ آخر اسنے بھی تو اسی جادو کے اثر میں اپنی زندگی کے تئیس سال گزارے تھے آخر اسے کیسے معلوم نا ہوتی وہ تڑپ جو محبوب کو نا دیکھنے پر ہوتی ہے وہ اذیت جو محبوب کی دوری پر کاٹتی ہے اسنے بھی تو انوشے شاہ کا ہجر کاٹا تھا تنہا ،خود سے لڑتے ، وقت سے لڑتے ... تو آج اسے کیسے اس لڑکی کی تکلیف محسوس نا ہوتی جو جانے انجانے میں ہی سہی مگر اسکی طرف راغب ہو چکی تھی اسکی محبت میں پور پور بھیگ چکی تھی
وہ واقف تھا اس دکھ سے ... سفیان شاہ نے وہ دکھ جھیلا تھا مگر کل رات شاید غم کی شدت تھی جو اسے عینا کے سامنے رونے پر مجبور کر گئی۔۔۔وہ سوچ رہا تھا جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی...
آپ اٹھ گئے ... میں آپ کے جاگنے کا ہی انتظار کر رہی تھی

کیوں ...؟

سر تا پاؤں اسے دیکھتے سفیان شاہ نے گہری نظروں سے اسکی طرف دیکھا جیسے کچھ جاننا چاہتا ہو

"جی وہ باہر سب آپ کا ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں اسلئے"

اسکی نظروں کی تپش خود پر محسوس کیے عینا کنفیوز ہونے لگی

تم جاؤ میں آتا ہوں... وہ اس سے ناراض نہیں تھی سوچتے ہی سفیان شاہ کو تھوڑا سکون ملا تھا

میں جانتی ہوں آپ مجھے ایسے اسلئے دیکھ رہے تھے تاکہ جان سکے کہ میں ناراض ہوں یا نہیں مگر میں کیوں ناراض ہوں گئی آپ سے ... بھلا میرا رشتہ ہی کیا ہے میں کل تک سوچتی تھی کہ جب آپکی زندگی میں آؤں گئی تو آپ سے اتنی محبت کروں گئی کہ آپ اپنے سارے دکھ بھول جائیں گئیں مگر میں بھول گئی تھی کہ میں انوشے شاہ نہیں ہوں میں تو عینا شاہ ہوں جس کی ایک طرفہ محبت آپ کو کبھی نہیں بدل سکتی آپ کے دل پر صرف انوشے شاہ کی محبت کی مہر لگی ہے جسے یہ بد بخت عینا شاہ کبھی ختم نہیں کر پائے گئی

دروازے میں کھڑی وہ کتنی دیر اسکے متعلق سوچتی رہی جب واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ جھٹ سے آنسو صاف کرتی کچن کی سمت بھاگ گئی۔

عشال اور ارشان بھائی واپس آرہے ہیں شام تک پہنچ جائیں گئیں

ناشتے کی ٹیبل پر آتے ہی اسنے سلام کیے لال حویلی والوں کو جیسے خوشخبری سنائی تھی۔

یا اللہ تیرا شکر میری بچی اتنے دنوں بعد واپس لوٹ رہی۔۔۔بی جان مسکراتی اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔

ارشان کی کال آئی تھی؟

جی!..

یک لفظی جواب پر دا جی سفیان شاہ کی طرف دیکھنے پر مجبور ہوئے۔۔۔

کل رات کو کال آئی تھی ... چائے کا گھونٹ بھرتے کہا۔

اور تم اب بتا رہے ہو..؟

ہاں کیونکہ کل رات آپ دونوں مجھے ڈانٹنے میں اتنے مصروف تھے کہ میری سنی ہی نہیں ... پہلے بی جان اور پھر دا جی کی طرف شکایتی نظروں سے دیکھتے اسنے پراٹھے رکھتی عینا پر بھی سرسری سی نظر ڈالی۔

بچی کو مت گھورو سفیان شاہ ... اسکا کوئی لینا دینا نہیں ہے.

توبہ کریں بی جان میں نے کب اسے گھورا ہے ... سفیان شاہ کو اچھوکہ لگا۔۔

ہاں ہاں سب دیکھ رہی ہوں میں ... وہ اپنی بات پر ڈٹ گئی۔

عینا نا سمجھی سے ان تینوں کو دیکھتی سفیان شاہ کو دیکھنے لگی جس نے اسے پھر سے گھورا اور عینا شاہ کی سٹی گم ہوئی وہ تیز قدم اٹھاتی کچن میں چلی گئی کیونکہ یہاں بی جان کی چل جاتی مگر کمرے میں تو سفیان شاہ نے ہی اس سے حساب لینا تھا اور اسے اپنی شامت لانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔

دیکھو بھگا دیا نا بچی کو گھور کر ... ایسے تو تمہیں ڈانٹ نہیں پڑتی سفیان شاہ تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہیں بی جان آج شاید اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں لگ رہی تھی

جب سفیان شاہ نے قدرے حیرانگی سے انہیں دیکھتے مدد طلب نظروں سے دا جی کو دیکھا۔۔جو کندھے آچکاتے پراٹھوں سے انصاف کرنے لگے۔

صحیح ہے جا رہا ہوں میں بٹھا لیں یہاں اپنی بچی کو ... چائے کا گھونٹ بھرے وہ غصیلی نگاہ سب پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا۔

جب اسکے جاتے ہی عینا سکھ کا سانس بھرتی پھر سے ڈائیٹنگ ہال میں آئی۔۔بی جان عشال آرہی ہے اور ارشان بھائی بھی ... وہ خوشی سے چہکتی انکے کندھے سے آ لگی۔

دا جی اسے اتنا خوش دیکھ مسکرا دیئے.

ہاں میری بچی۔۔۔

اب آپ مجھے جلدی سے بتائیں میں کھانے میں کیا کیا بناؤں

انکی بازو پکڑے وہ بچوں جیسے خوش ہو رہی تھی آپ کو پتہ بی جان میں عشال کو اتنا مس کر رہی تھی

اور ہاں بی جان میں عشال کے ساتھ ہی رہوں گئ جب تک وہ یہاں رہے گئ ... اسنے بڑے رازدانہ انداز میں بی جان کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔جب مانوس سی قدموں کی چاپ سنے عینا کی بولتی پھر سے بند ہو گئ۔

میں اپنا والٹ بھول گیا تھا۔۔۔ٹیبل سے والٹ اٹھاتے ایک نظر پھر عینا پر ڈالے وہ نکل گیا۔۔۔جب عینا کی رکی سانس کے ساتھ زبان بھی پھر سے چل پڑی۔۔۔

اتنا مت ڈرا کرو سفیان شاہ سے بہو وہ شوہر ہے تمہارا!...

دا جی اسکا سفیان شاہ کے نام پر ہی خوف سے زرد پڑتا چہرا دیکھ کر تاسف سے کہہ رہے تھے

دا جی میں کیا کروں ...! ہاتھ ہوا میں اٹھاتی عینا نے مسکین سی شکل بنائی۔۔۔

آپ کا پوتا اتنا کھڑوس ہے دا جی انہیں دیکھتے ہی مجھے ڈر لگنے لگتا"

آپ کو پتہ دا جی وہ مجھے دیکھتے نہیں ہیں وہ مجھے گھورتے ہیں اور بات تو وہ مجھ سے کرتے ہی نہیں ہیں وہ صرف مجھ پر حکم چلاتے ہیں .... عشال کے آنے کی خوشی تھی یا کوئی اور وجہ آج عینا شاہ نے اپنا انجام سوچے بغیر سفیان شاہ کی نقل اتارتے ہر بات کہہ ڈالی تھی۔۔

ایسے مت دیکھیں دا جی مجھے بی جان نے کہا تھا کہ میں انکو کھڑوس بول سکتی ہوں ہاں!...

ناک سکیڑتی وہ دا جی اور بی جان کو ہنسنے پر مجبور کر گئی
ہاں ہاں میں نے ہی اجازت دی تھی میری بچی کو... کسی کی کیا مجال جو کوئی کچھ کہے ... آخری بات
بڑے رعب سے کہتے بی جان اور عینا دونوں ہنس دی۔
بس بیٹا اپنی بی جان جیسی بن جاؤ اور سفیان شاہ پر حکم چلایا کرو ... دا جی نے قدرے ہنستے کہ۔
میری تو انکے سامنے زبان نہیں چلتی دا جی حکم خاک چلاؤں گئی
وہ بیچاری سوچ کے رہ گئی۔۔۔
اوکے میں شام کی دعوت کی تیاری کر لوں... وہ مسکراتی کچن کی طرف چلی گئی
آج لگتا میری حویلی کی رونقیں واپس آگئی ہیں۔۔بی جان انہیں دیکھتے خوشی اور دکھ کے ملے جلے
تاثرات میں بولی
بس یہ رونقیں ایسی ہی رہیں۔۔۔آمین۔۔دوںوں نے بیک وقت آمین کہا
آپ ولید شاہ کو کال کر کے بتا دیں کہ عشال اور ارشان آرہے ہیں
اپنی نشست سے اٹھتی وہ یاد کروانے والے انداز میں بولی۔
وہ کہاں گیا ہے ؟
دانیال بھائی کی طرف گیا ہے ...
صحیح ویسے اسے بتانے کی کیا ضرورت ہے اسے کونسا خوشی ہونی ہے اسکے لئے اسکی بیٹیوں کا ہونا نا ہونا
برابر ہے۔
دا جی کے لہجے میں کڑواہٹ گھل گئی

بی جان کے چہرے پر اچانک خوشی کی جگہ کرب نے جگہ لے لی۔

سفیان شاہ کو زہر دینے کی کوشش جس لڑکی نے کی تھی اسکا کچھ پتہ چلا ...؟

ہاں ... دا جی ایک لفظی جواب دیتے اٹھ کھڑے ہوئے

کون ہے وہ بد بخت جس نے میرے بچے کو تکلیف دینی چاہی!..

بی جان نے انتہائی غصے سف استفار کیا

ایک ہی ہے ہمارے خاندان کا جانی دشمن ... دا جی ڈھکے چھپے لفظوں میں کہتے وہاں سے واک آؤٹ کر گئے

جب کہ بی جان کو اس شخص کو سوچتے ہی نفرت کے ابال پڑنے لگے

اللہ پوچھے گا تجھے دلاور شاہ!...

بھیگے لہجے میں کہتی وہ کچن کی طرف چل دی۔

مگر انہیں کب خبر تھی انکے خاندان کا دشمن صرف دلاور شاہ نہیں ہے

» » » » » » » » » » » »

کیا بات ہے پری میں کب سے نوٹ کر رہا ہوں تم بہت چپ چپ ہو...؟

گاڑی میں پھیلی خاموشی ٹوٹی تھی عشال ذرا سا رخ پھیرے ارشان شاہ کو دیکھنے لگی۔

"اسلام آباد بھی میرے زخموں کو نہیں بھر سکا"..

کافی دیر کا چھایا سکوت عشال کے اس کرب زدہ جملے نے توڑ دیا

اسکے لہجے کی تکلیف محسوس کرتے ارشان شاہ نے شدت سے اسٹیرنگ وہیل پر گرفت مضبوط کر دی۔

تمہیں معلوم ہے عشال میں پولیس انسپکٹر کیوں بنا..؟

آنسو پونچھتے عشال نے اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا

کچھ دن پہلے ہی سید ارشان اسفند شاہ نے خود عشال اور حسنہ بی کو اپنی سچائی کے متعلق بتایا تھا کہ وہ یہاں کسی کیلیئے جاب نہیں کرتا بلکہ ایک پولیس انسپکٹر ہے حسنہ بی اسکے اتنے رسکی شعبے میں جانے پر خفا ہوئی تھیں خفا تو وہ بھی تھی مگر عشال کو خوشی بھی ہوئی یہ سوچ کر کے کوئی تو تھا جو اسے اسکی ماں کو انصاف دلائے گا

کیوں..؟

"کیونکہ مجھے میرے بابا کے قاتلوں کو پکڑنا تھا پتہ ہے عشال اگر آج میرے بابا زندہ ہوتے نا تو میری مما بھی میرے پاس ہوتی اور میری بہن بھی۔۔۔مگر شاید میں اتنا بد قسمت ہوں عشال کہ بابا کے جاتے ہی مما اور پھر انوشے دونوں مجھے چھوڑ کر چلی گئی ایک اس دنیا سے چلی گئی اور دوسری اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی غائب ہو گئی"

بڑے ضبط سے کہتا وہ زخمی مسکرایا۔

عشال یہ دنیا ہے یہاں سب عارضی ہے دولت ،خوشی ، غم ،رشتے اور ہم انسان بھی !...

ایک دن ایسا آنا اس دنیا کی بھیڑ میں ہمارے سب اپنے کھو جائیں گئیں اور ہم اکیلے رہ جائیں گئیں ہمیں کسی کی پہچان نہیں ہو گئی ہمیں صرف خود سے غرض ہو گا ... جانتی ہو وہ دن کونسا ہو گا؟

اسنے اسے بغیر دیکھے سوال کیا جبکہ عشال چپ سادھے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"وہ دن قیامت کا دن ہو گا پری ... اسکی خاموشی پر ارشان شاہ خود ہی بول پڑا۔۔۔پر اگر کوشش کی جائے نا وہ دن ہم آج بھی بنا سکتے ہیں پری مگر صرف اتنا ہے کہ ہمیں دل پر پتھر رکھنا پڑتا اور زندگی میں آگے بڑھنے پڑتا کبھی اپنوں کو چھوڑ کر تو کبھی اپنوں کے ساتھ"

ہم اپنوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں بھائی؟

میرے خیال سے سب چھوٹ جاتا ہے مگر سگے رشتے نہیں چھوٹتے ... پھر چاہے وہ لاکھ ہم سے بے رخی برتیں ، ہمیں دھتکاریں حتی کہ ہمارے زندہ وجود کو اپنے آپ پر مردہ کر لیں!...

شیشے کے اس پار دیکھتے وہ شدتِ ضبط سے کہہ رہی تھی

اسکی دلیل سن ارشان شاہ مسکرا دیا۔۔۔

پھر مجھے ایک بات بتاؤ پری؟

جی بھائی!..

اتنے دکھوں کے ساتھ انسان زندہ کیسے رہ لیتا ہے؟

"کیونکہ ہم صبر کرتے ہیں اسلئے"..

اسنے جذب سے کہا...

تو پھر جب ہم صبر کر ہی لیتے ہیں تو کسی شے یا انسان سے یہ توقع کیوں رکھنی کہ وہ ہمارے زخم بھر دے گا...؟

اس سوال پر عشال خاموش ہو گئی اسکے پاس جواب نہیں تھا

آپ نے کیسے اتنے دکھوں پر صبر کر لیا بھائی ... پہلے پھوپھا جی پھر پھپھو اور پھر انوشے دی سب ہی چلے گئے۔۔۔ میرے پاس تو آپ ہیں مجھے سنبھالنے کیلئے...

آپ کے پاس کون تھا؟

میرے پاس بھی میں ہی تھا پری!...

انسان ایک مٹی کا پتلا ہے پری اسے اس دنیا میں جہاں خوشیاں ملیں گئیں وہی غم بھی ملیں گئیں جہاں ان خوشیوں پر شکر ادا کرنا فرض ہے وہی ان غموں پر صبر کرنا بھی ہم پر فرض ہے۔۔۔اسلئے زندگی میں کبھی کسی انسان یا شے سے ایسی امید مت رکھنا، خود کیلئے خود ہی کافی بنو ... ضروری نہیں کہ کوئی شخص ہمارے ارگرد ہو گا تب ہی ہم سروائیو کر پائیں گئیں ،خود کو بہادر نا سہی مضبوط بنا لو تاکہ جب کوئی غم ملے تو رونے کیلئے کسی کے کندھے کی ضرورت نا پڑے کیونکہ اللہ کی ذات کے علاوہ ہمارے آنسوؤں کی قدر کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔وہ بغور اسے دیکھتے سن رہی تھی جب ارشان شاہ پل کو رکا

بالفرض پری اگر میں مر جاتا ہوں...

اللہ نا کرے بھائی کیا ہو گیا آپ کو ایسے تو نہیں بولیں.. ایکدم سے چیختی وہ رونے لگی

اللہ جی آپ کو میرے بھی زندگی لگا دیں ... اسکی ہچکی بندھ گئی

ارے ارے میری پری بچے میں نے کہا بالفرض....

نہیں کرنا مجھے ایسا کچھ فرض سمجھے آپ ... روتے روتے وہ غصہ کرنے لگی۔۔۔

ارشان شاہ نے پہلی بار اسے غصہ کرتے دیکھا تھا

ایک آپ ہی تو ہیں میرے پاس اللہ نا کرے آپ کو کچھ ہوا تو میرا کیا ہو گا بھائی ... عشال کو تو یہ دنیا بعد میں پہلے اسے اپنے ہی زندہ درگور کر دیں گئیں ... وہ زاروقطار رونے لگی

ارشان شاہ کو واقع اب اپنے کہے جملے پر افسوس ہونے لگا تھا

میری پری کو کوئی ہاتھ لگائے اس سے پہلے ہی ارشان شاہ اسکے ہاتھ دھر سے الگ کر دے گا ...

اسنے دو ٹوک لہجے میں کہا

اسے غصہ کرتے دیکھ عشال بھی خود میں ہی سمٹ گئی...

جاؤ تم لیو جیسے ہی کنفرم ہو جائے مجھے کال کر دینا میں آجاؤں گا اور ڈرنے کی ضرورت بلکل نہیں ہے

...

گاڑی روکتے وہ ہدایات دینے لگا جبکہ عشال بیگ پر گرفت مضبوط کرتی قدرے ہمت کر کے گاڑی سے نیچے اتری تھی

وہ گاڑی سے اترتی اندر جاتی جب سامنے کھڑی عائشہ اس سے پہلے ہی اس تک پہنچ گئی۔۔۔

کب سے انتظار کر رہی ہوں تمہارا ... کہاں رہ گئی تھی؟

اسکی بازو کو پکڑے وہ اپنے ساتھ گھسیٹتے لے جارہی تھی

جب عشال نے ایک نظر پیچھے دیکھا جہاں ارشان شاہ مسکراتے اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ بھی سر اثبات میں ہلاتی یونی کی حدود میں داخل ہو گئی۔۔۔

ٹریفک کافی زیادہ تھا اسلئے لیٹ ہو گئی .... تم کیوں آئی یونی تم نے تو کہا تم آج نہیں آؤ گئی ...؟

اسکے سوال کا جواب دیتے عشال نے ساتھ اپنا سوال بھی کیا

میں تمہاری وجہ سے آئی ...

میری وجہ سے مگر کیوں ...؟

عشال رکتے اسے دیکھنے لگی جبکہ عائشہ اپنی زبان کے اتنے تیز چلنے پر افسوس کرنے میں مصروف ہوئی

نہیں..میرا مطلب.. تم... وہ دیکھو!...

وہ کنفیوز سی بے ربط جملے بولتی ایکدم چیخ پڑی

دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی عشال نے اسکے اشارے کی سمت دیکھا

کیا ...؟

عشال نے قدرے تعجب سے پوچھا کیونکہ وہاں دیکھنے لائق کچھ نہیں تھا

پرنسپل کا آفس!...

جاؤ تمہیں بات کرنی ہے نا جا کے بات کرو میں یہی ویٹ کر رہی ہوں

اسکی اتنی اہم بات پر عشال آنکھیں سکیڑتے اسے دیکھنے لگی وہ عجیب بیہیو کر رہی تھی

وہ سر جھٹکتے آفس میں چلی گئی اور دو منٹ بعد ویسے ہی منہ اٹھا کر واپس بھی آگئی

ارے تم واپس کیوں آگئی ..؟

عائشہ جو رک کر اسکا وہی انتظار کرنے والی تھی فوراً سے اسکے قریب آتی پوچھنے لگی...

سر ابھی میٹنگ میں ہیں تھوڑی دیر لگے گی انہیں اسلئے میں واپس آگئی۔۔۔

اچھا چلو کوئی نہیں ... کافی پیو گئی ..؟

عائشہ نے موبائل پاکٹ میں رکھتے اسکی طرف دیکھا جس کی متلاشی نظریں کسی اور کو ہی ڈھونڈ رہی تھیں

کسے ڈھونڈ رہی ہو عشال..؟

نہی.. نہیں کسی کو بھی نہیں ...

ابتسام کو ڈھونڈ رہی ہو...؟

عائشہ نے صاف گوئی سے سوال کیا

ان.. نہیں.. می.. میں.. اسے....

اوہ ہو ریلیکس ہو جاؤ لڑکی کیا ہو گیا ایسا کیا پوچھ لیا میں نے تم سے .... عشال کی ابتر ہوتی حالت دیکھ عائشہ نے اسکے ہاتھ سہلانے شروع کر دیئے۔

جبکہ دور کھڑا کوئی ٹھنڈی ریلنگ پر ہاتھ رکھے وہ منظر کافی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا عشال کا کنفیوز ہونا پھر اسکا بوکھلانا اس شخص کو عجیب سا سکون بخش رہا تھا

تم حویلی سے کب واپس آؤ گئی...؟

عشال کو تھوڑا ریلکس ہوتے دیکھ عائشہ نے پھر سے سوال کیا

دو تین دن تک واپس آجاؤں گئی... سر جھکائے نظر اپنے سرد پڑتے ہاتھوں پر گاڑھے وہ کچھ پریشان سی لگ رہی تھی اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی وہ ابتسام کے نام پر اتنا وئیرڈ بیہیو کیوں کر رہی ہے

عشال ایوری تھنگ اِز آل رائیٹ...؟

وہ پوچھے بنا نا رہ سکی۔۔

عشال نے نظر ہاتھوں سے ہٹائے اسکی طرف دیکھا جو مہویت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

نہیں میں ٹھیک نہیں ہوں!...

اسنے سچ کہا۔۔

عجیب سی وحشت ہے دل میں .. سمجھ نہیں آرہا مجھے میرے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے بظاہر پرسکون ہوں میں مگر دل میں کھلبلی سی مچی ہوئی ہے مجھے خود کو معلوم نہیں مجھے کیا ہوا ... میں کیا چاہتی ہوں مجھے کیا کرنا چاہئے سوائے اسکے۔۔۔کہ مجھے الجھن ہو رہی ہے فقط .... اور گہری سانس بھرتے وہ خاموش ہو گئی

فقط...؟

اسنے فوراً سے پوچھا

وہ جواب دیئے بنا ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

فقط کیا عشال...؟

مجھے نہیں معلوم عائشہ ... میں خود نہیں واقف ایسا کیا ہے جو مجھے بے سکون کر رہا ہے جو اس فقط کے آگے خالی جگہ کو پُر کرے گا ... آہستگی سے سرگوشی نما انداز میں کہتی عشال کی نظر آسمان کی طرف اٹھی۔۔۔کسی کی خاموش نظروں کی تپش تو وہ کب سے خود پر محسوس کر رہی تھی وہاں ابتسام ابراہیم چوہدری کو کھڑے دیکھ عشال کی سانسیں پل کو تھم کر چلی۔۔۔وہ بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی اسکی نظروں کا زاویہ یکدم بدل گیا جب نظر ابتسام کے دوسرے ہاتھ میں رکھی جلی ہوئی

سگریٹ پر پڑی۔۔۔وہ سموکنگ کر رہا تھا عشال سرسری سی بیزار نظر اس پر ڈال کر چہرہ جھکائے دوسری طرف چل پڑی۔۔۔

عشال رکو بات سنو میری،۔۔

وہ مزید کچھ بولتے اسکے پیچھے جاتی اس سے پہلے موبائل رنگ ہوا عائشہ جھنجلاہٹ کا شکار ہوتی موبائل پر آتی کال کٹ کر کے آگے بڑھتی اس نے سکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھ فوراً سے سائیڈ پر ہوتے کال یس کر چکی تھی۔

زیادہ اسکی ہمدرد مت بنو ورنہ پکڑی جاؤ گئ!...

اسکی سرسراتی آواز عائشہ کے سر پر لگی تھی

تم نے جو کہنے کیلئے کال کی ہے نا وہ بولو مجھے مت سمجھاؤ!..

تم تو کاٹ کھانے کو ڈورتی ہو!...

اسکے نئے تبصرے پر عائشہ نے زور سے پاؤں زمین پر مارا

مسٹر ابتسام ابراہیم چوہدری عرف دو نمبری غنڈے!...

وہ جل کر بولی۔

جی فرماؤ...! اسکا سکون مزید گہرا ہوا

تم فرماؤ اس سے پہلے میں تمہیں بتا دوں کہ اسکا بھائی تمہیں میرے ساتھ دیکھ چکا ہے تمہارا یوں محترمہ کے ساتھ اتنے کم وقت میں فرینک ہونا اسے شک میں ڈالے گا۔۔۔پھر ہے بھی پولیس والا تو ذرا مہربانی کرو ... ابتسام نے تقریباً تحمل سے ہی بولا

اگر اسے معلوم ہو گیا کہ تم عشال کے ساتھ اسکی سو کالڈ حویلی کے راز جاننے اور گھتیاں سلجھانے کیلیئے چل رہی ہو تو تمہارا تو بائیکاٹ ہو گا ہی ساتھ میرا بھی کروا دو گئی۔۔۔

اب کی بار اسکے لہجے میں تیز طنز تھا جسے محسوس کرتے عائشہ نے سامنے ٹیرس پر کھڑے بندے کو گھوری سے نوازا۔

اور ہاں ...

اب کیا ہے گیان ختم نہیں ہوا تمہارا!...

معلوم نہیں اسے ابتسام سے اتنی چڑ کیوں تھی وہ اس بندے سے آرام سے بات کرنا اپنی توہین سمجھتی تھی

ٹیرس پر کھڑے ابتسام نے ناپسندیدہ نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا

سنبھل کر رہو مس عائشہ ... یہاں کوئی ہے جو مجھ پر نظر رکھ رہا ہے کوشش کرنا تم مجھ سے مت ملو!...

اب کون آگیا یہاں ...؟

کیا ہم دونوں کافی نہیں تھے ... اس کے اندر دھواں بھرنے لگا

تمہارے اس دو دن پہلے بنے پرانے بھائی نے میری جاسوسی کیلیئے اسے میرے پیچھے لگایا ہے

اور تم یہ بات جانتے ہوئے بھی اتنے پرسکون کیسے ہو؟

اسکے اطمینان پر عائشہ عش عش کر اٹھی

"بس یہی اسٹائل ہے میرا ... مجھے پسند ہے وہ وقت جس میں لوگ مجھے جاننے کیلئے در در کی خاک چھانتے ہیں مگر انکے ہاتھ آتا کچھ نہیں ہے ... " تنفر سے کہتا وہ ہنس دیا۔۔۔

ٹھیک ہے میں برا ہوں پر اتنا بھی نہیں اگر وہ خود آ کر مجھ سے کہیں کہ بھئی ہمیں بتاؤ ابتسام ابراہیم چوہدری کون ہے تو ایک سیکنڈ کی دیر کیے بنا میں انکے سامنے اپنا آپ کھول کر رکھ دوں"

مگر یہاں تو سب کو ہیرو بننا ہے تو بس ٹھیک ہے میری بلا سے دس جاسوس لگائیں میرے پیچھے مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔وہ پرسکون سا بولا

اور اگر انہیں تمہارے خلاف کچھ مل گیا تو؟

ناممکن ہے جب تک میں خود نہیں چاہوں گا تب تک کوئی مجھ تک نہیں پہنچ سکتا ... اسنے مغروریت سے کہا۔

اتنا غرور آخر کس بات کا ہے تمہیں...؟

اپنی عقلمندی کا اور اب تھوڑی سی عقلمندی تم بھی دیکھا لو۔

دوبدو جواب دیتے اسنے ساتھ تیلی بھی لگائی ... جو لگ بھی گئی

بھاڑ میں جاؤ تم اپنی عقلمندی کے ساتھ سمجھے تم...

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی

اور میں تمہاری طرح اتنی مین نہیں ہوں میں عشال کے ساتھ صرف اس حویلی کے راز جاننے کے لئے نہیں ہوں میں اسے اچھی دوست سمجھتی ہوں تمہاری طرح نہیں ... سیلفش اپنے مقصد کیلئے اسے استعمال کر کے...

بکواس بند کرو تم... وہ اتنی زور سے چیخا عائشہ کے ہاتھ سے موبائل چھوٹا زمین پر جا گرا مجھے میرے مقصد تک پہنچنے کے لیے کسی عورت کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے سمجھی تم۔۔۔اور جو تم اتنا اڑ رہی ہو نا اسکی ہمدردی میں اگر اتنی ہمدرد ہو تو جاؤ جا کر بتاؤ اسے تم کیوں ہو اسکے ساتھ ... پتہ نہیں سمجھتی کیا ہے خود کو ... بدتمیز عورت۔۔۔

اور اسنے کھٹک کی آواز سے کال کٹ کر دی۔

عائشہ نے اسکی محبت کو گالی دی تھی ابھی تو وہ اس "محبت" لفظ سے اس سے جڑے احساسات سے صحیح طرح واقف بھی نہیں ہوا تھا اور لوگوں نے اس بُرے انسان کی محبت پر انگلی اٹھانا بھی شروع کر دیا تھا۔۔۔ ٹیرس پر چکر لگاتے ابتسام انتہائی ضبط سے خود پر کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ عائشہ ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھتی بدتمیز عورت پر اٹک گئی۔۔۔اسنے تیکھی نظریں ریلنگ کی طرف اٹھائی۔

میں عورت نہیں لڑکی ہوں سمجھے تم بلڈی دو کوڑی کے غنڈے .

وہی درخت کے پاس کھڑے اسنے اتنی اونچی آواز میں چلا کر کہا ابتسام کے ساتھ اس پاس کھڑے لڑکے لڑکیاں بھی حیرت سے اس پاگل لڑکی کو دیکھنے لگے

افففف یہ عورتیں... ٹیرس پر کھڑے ابتسام نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔۔۔

پتہ نہیں کون سی منحوس گھڑی تھی جو اسکو ساتھ رکھ لیا۔۔۔ منع کیا کسی کے سامنے مجھ سے بات نا کرنا اور یہ لڑکی ساری یونی کے سامنے چلا چلا کر مجھے غنڈہ کہہ رہی ہے

کیا بنے گا ان عورتوں کے جذباتی پن کا... سگریٹ کا کش لگاتے وہ خود سے ہی ہمکلام ہوا۔۔جب کسی کے قدموں کی آواز پر ابتسام جھٹکے سے مڑا وہاں عشال کو کھڑے دیکھ وہ پل کو ٹھٹکا مگر پھر عشال کے ہاتھوں میں پکڑے اپنے پزل بوکس کو دیکھتے اسکے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔۔

وہ میں کل واپس جا رہی تھی تو سوچا آپ کو آپکی امانت واپس دے جاؤں!..

ابتسام اسے دیکھنا نہیں چاہتا تھا مگر اسکی معصومیت اسکی نظروں میں جھلکتی پاکیزگی اسے مجبور کرتی تھی وہ اس سے نظریں نہیں ہٹا پاتا تھا اور آج بھی ابتسام ابراہیم چوہدری خود کو بےبس محسوس کر رہا تھا

تم چاہو تو اسے رکھ سکتی ہو!..

نظریں بامشکل ارگرد کے منظر پر رکھے اسنے نرمی سے کہا

نہیں مجھے نہیں چاہئیے ... عشال نے ذرا آگے آتے وہاں رکھی چیئر پر پڑے بیگ پر اسے رکھا اور ایک خفگی بھری نظر وہاں رکھے سگریٹ بوکس اور لائیر پر ڈال کر مڑ گئی

محترمہ!...

جی!...

کہاں جا رہی ہیں آپ؟

حویلی واپس جا رہی ہوں ... اسنے بنا پلٹے بتایا

ابھی کہاں جا رہی ہیں؟

پرنسپل کے آفس!...

اس میں تو ابھی دیر ہے ...

میں انتظار کر لوں گئ ... وہ ابھی بھی رخ موڑ کر کھڑی تھی

یہاں بیٹھ کر بھی آپ انتظار کر سکتی ہیں محترمہ!...

وہ سیریس ہوا

مجھے سگریٹ کی سمیل نہیں پسند!...

میں کچھ دیر سگریٹ نہیں پیوں گا... ،

کچھ دیر ہی کیوں ... ہمیشہ کیلئے کیوں نہیں..؟

اب وہ پلٹی تھی مگر لہجے میں انجان شخص سے بات کرنے کا خوف اور طبیعت میں گھبراہٹ ہنوز قائم تھی

آپ ایک بار کہہ دیں پھر ابتسام کی مجال جو وہ سگریٹ کو چھو بھی لے!...

اسکی طرف دیکھے بنا وہ اٹل لہجے میں بولا---

"Have a seat...!"

اسنے خالی پڑی چیئر کی طرف اشارہ کیا جس پر عشال جھجھکتی ہوئی اسکی چیئر سے تھوڑی دور رکھی چیئر پر بیٹھ گئی

ٹیرس کا دروازہ بند تھا وہ کوئی اتنی بڑی جگہ نہیں تھی ایک سائیڈ پر رکھی دو چیئرز پر وہ دو الگ الگ منزل کے مسافر اپنی اپنی ہی سوچ میں مگن بیٹھے تھے ابتسام کی نظر چاروں اطراف میں گھوم رہی تھی وہ کیسے بھی کر کے ساتھ بیٹھی لڑکی کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اسکے چہرے سے ٹکراتا گزر گیا عشال نے بے ساختہ نظر پھیری جہاں اسکی نظر ابتسام کی نظروں کے تعاقب میں گئی وہ کوئی

کپل تھا جو ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے محبت سے ایک دوسرے کو دیکھتے باتیں کر رہا تھا۔۔۔ عشال خجل سی ہوتی فوراً سے نظروں کا رخ بدل گئی۔۔۔

یوں چپ بیٹھنے سے بہتر عشال کو بات کرنا لگا تھا وہ کیا بات کرے ابھی یہی سوچ رہی تھی جب نظر پھر سے سگریٹ پر پڑی۔

آپ سموکنگ کیوں کرتے ہیں؟

ویسے ہی!..

اسنے مختصر سا جواب دیا

نہیں کیا کریں!..

کیا مچھلی پانی کے بغیر رہ سکتی ہے؟

عشال بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی جبکہ ابتسام پہلے ہی اسے باور کروانے والے انداز میں دیکھ رہا تھا اسکے لئے سگریٹس اتنی ضروری تھیں کیا وہ عشال سے کیا وعدہ نبھائے گا...؟عشال سوچتی سر جھٹک کے رہ گئی

مگر تم سے کیا وعدہ ضرور نبھائے گا ابتسام ... فکر نہیں کرو

وہ ہلکا سا مسکرایا...

جواباً عشال نے ذرا سا سر کو خم دیا اور پھر وہی خاموشی چھا گئی

عشال...؟

اب کی بار ابتسام نے اسے مخاطب کیا

جی!...

کیا تکلیفیں دل میں رکھ لینے سے ختم ہو جاتی ہیں؟

سامنے کھڑی اونچی بلڈنگ کو دیکھتے اس کی آواز بھاری ہوئی تھی

نہیں!...

ٹیرس سے نیچے جھانکتے عشال نے سرگوشی میں کہا

پھر تم کیوں اپنی تکلیفیں دل میں رکھتی ہو؟

عشال نے اسے دیکھا جس کی نظر ہنوز سامنے بلڈنگ پر جمی تھی

کسی سے کچھ کہتی کیوں نہیں؟

وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی آج پہلی مرتبہ کوئی اس سے دل میں رکھی باتوں کے متعلق پوچھ رہا تھا

کہتی ہوں... اسکا لہجہ بھیگ گیا

کس سے؟

اللہ سے"...

وہ صرف مسکرایا۔

اور؟

کسی سے نہیں!...

عشال نے نفی میں گردن ہلا دیا

ہمم ... وہ کچھ سوچنے لگا
معلوم ہے میں نے جب پہلی بار تمہیں دیکھا تھا نا تب تم مجھے
پراسرار لگی تھی مطلب تم وہ نہیں ہو جو دکھتی ہو تم کچھ اور ہو!..
اسنے سنجیدگی سے کہا
جبکہ عشال اسے تعجب اور حیرت سے دیکھنے لگی وہ اسے نوٹ کرتا تھا اسکے لئے اس یہ راز حیران کن تھا۔۔۔
تو بتاؤ کون ہو تم...؟
ابتسام نے اسکی طرف گردن موڑی عشال نے بےساختہ نظریں پھیر دیں
"میں وہی ہوں جو آپ کے سامنے ہوں میرا لہجہ ،میرا رویہ،میری شخصیت سب کھرا ہے سو فیصد سچ"..
اور دل...؟
وہ چپ ہو گئی
ابتسام بھی خاموش ہو گیا
بتاؤ محترمہ ...؟
پانچ منٹ بعد وہ پھر بولا
کیا؟
کون ہو تم...؟

آپ کیوں جاننا چاہتے ہیں ... تھکے ہوئے لہجے میں کہا گیا

میں تمہارے لیے ایک انجان شخص ہوں اور میں نے پرکھا ہے انسان اپنوں کی نسبت انجان شخص سے کھل کر بات کرلیتا ہے کیا پتہ اسی بہانے میں بھی تمہیں کچھ اپنے بارے میں بتا سکوں جس سے میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے

وہ بول رہا تھا عشال اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی۔۔۔کیا اسکے پاس بھی دکھ تھے وہ صرف سوچ سکی اگر اسکے دکھوں کی مقدار دیکھ لیتی تو شاید عشال اپنے دکھ بھول ہی جاتی۔۔۔

میں کون ہوں..؟

اسکا سوال دھراتے ہی عشال کی آنکھیں بھیگ گئی

"میں ایک بدنصیب ماں کی بد بخت اولاد اور ایک ظالم حاکم کی بیٹی ہوں"

"میں وہ ہوں جس کو کسی اور کے گناہ کی سزا دی جاتی تھی..

وہ رکی .. اسکو اپنے گلے میں پھانس سی اٹکی محسوس ہوئی

"میں وہ ہوں جس کی ہر رات سرد خانے میں قید گزرتی تھی"

آنسو موتیوں کی صورت میں اسکی پلکوں پر چمکنے لگے ابتسام نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا

"میں وہ ہوں جس کا باپ اور بھائی اس پر یقین نہیں کرتے "

"میں وہ لڑکی ہوں جس کا نصیب کسی کی چھوڑی ہوئی محبت بنی" .... آنکھوں سے گرتا گرم سیال بہتا حجاب میں جذب ہونے لگا

اسنے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں،

مجھے کبھی کچھ میرا ملا ہی نہیں مجھے سزا بھی کسی اور کے حصے کی ملی اور محبت بھی کسی اور کی !...
ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتے وہ بچوں جیسے روتی شکوہ کر رہی تھی۔۔
ابتسام نے بامشکل نظر اسکی بھیگی ہتھیلوں سے ہٹائے آسمان پر ڈالی اسکی آنکھیں حددرجہ سرخ ہو رہی تھیں
میں کون ہوں ... میں وہ مٹی کا پتلا ہوں جس کی ڈور اسکے اپنوں کے سخت گرفت میں بند ہے جس کو وہ اپنی مرضی کے اشاروں پر کٹ پتلی کی طرح نچاتے ہیں
"ایک ماں تھی، جو تھی تو لگتا تھا دنیا کی ہر شے میرے پاس ہے مگر وہ غرور بھی خاک ہو گیا ... ماں بھی چھین لی گئی"
وہ ہچکیاں لیتے رو رہی تھی جب ابتسام تقریباً رخ موڑ گیا اسکا ذہن اس سرد خانے پر ہی مفلوج ہونے لگا تھا
آپ کو پتہ ہے سب سے زیادہ تکلف دہ لمحہ کون سا ہوتا؟
ہچکیوں پر قابو پاتے اسنے دیکھے بنا سوال کیا
ابتسام چوہدری کے حلق سے آواز نہیں نکلی وہ صرف اسکے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جس پر آنسو ٹپ ٹپ کرتے گر رہے تھے
انسان کی سب سے قیمتی شے عزت ہوتی ہے جسے پائی پائی کر کے ہم دن رات کی محنت مشقت کے بعد جوڑتے ہیں اور تب انتہا کی تکلیف ہوتی ہے جب کوئی آتا اور پل میں ٹھوکر مار کر آپکی بنائی

عزت کو مٹی میں ملا جاتا۔۔۔میں نے یہ لمحہ جیا ہے یہ۔۔۔یہ وقت۔۔۔مرنے جیسا۔۔۔ بلکل ایسا۔۔۔ جیسے کوئی۔۔۔ ہم سے ہماری۔۔۔ قیمتی شے۔۔۔ چھین کے۔۔۔ لے گیا ہو۔۔۔

وہ بے ربط جملے بولتی منہ پر ہاتھ رکھے اسکی جانب پیٹھ کر گئی

ابتسام بس نم آنکھوں سے اسکی پیٹھ دیکھتا اسکے حوصلے کو سراہا رہا تھا وہ لڑکی جتنی معصوم تھی اس سے کئی زیادہ مضبوط تھی اسکی دبی دبی سسکیاں ٹیرس پر گونجنے لگی ابتسام کے کانوں میں وہ پگھلے ہوئے سیسے کی مانند پڑ رہی تھی مگر وہ بے بس سا بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا وہ کس حق سے ،کیا بول کر اسے دلاسہ دیتا۔۔۔وہ تو اسے چھو بھی نہیں سکتا تھا ۔۔۔ سوچتے ابتسام نے زور سے آنکھیں میچ لیں

تم..تم پلیز رونا بند کرو ورنہ تمہارا بھائی مجھے سولی پر لٹکا دے گا

اسے کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو جو منہ میں آیا وہی بول دیا

وہ خود کو کمپوز کر چکی تھی مگر ابتسام کی بات اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی

تم بہت بہادر ہو محترمہ ۔۔۔ وہ کافی دیر بعد بولا!

اتنی بہادری سے تم اپنوں کی دی تکلیفیں سہی گئی ورنہ انسان تو پل میں مر جاتا۔۔۔

میں بہادر نہیں صابر ہوں ۔۔۔ جو ماں سے وراثت میں ملے صبر کی لاج رکھتی ہر دکھ، تکلیف اور زیادتی سہہ جاتی ہے۔۔۔وہ جھکی نظروں سے بولتی ایک بار پھر سامنے بیٹھے شخص کو لاجواب کر گئی

تمہیں سب سے زیادہ اذیت دہ کیا لگتا؟

بنا آواز کے رونا.. وہ آنسو بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں جو خاموشی سے بہتے ہیں

اور آپکو؟

محتاجی "...

وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی

میں کار ایکسیڈنٹ میں تین ماہ کیلئے محتاج ہو گیا تھا اور تب مجھے دنیا کی سب سے اذیت ناک تکلیف محتاجی لگتی تھی اسلئے نہیں کہ میرے پاس کوئی خیال رکھنے والا نہیں تھا بلکہ اسلئے کہ محتاجی انسان کو مزید بے بس بنا دیتی ہے اور مجھ سے زیادہ بے بس بھلا کون ہو گا جس نے اپنی ہی نظروں کے سامنے کچھ اپنوں کو جل کر خاک ہوتے دیکھا اور کر کچھ بھی نہیں سکا۔۔

چہرے پر کرب کے سائے لہرانے لگے، لہجے میں صدیوں پرانی اذیت پھر سے جھلکنے لگی۔۔

بہت افسوس ہوا سن کر ... وہ قدرے افسوس سے بولی.

"آپ کے اپنے" عشال کو اسکی تکلیف محسوس ہونے لگی

"ہاں میرے اپنے" اور میری روح ... گیلی سانس اندر کھینچتے وہ زخمی سا مسکرایا۔۔

اس رات بھڑکتی آگ میں میری روح بھی جل کر خاکستر ہو گئی

عشال نے محسوس کیا وہ آنسو پینے کی کوشش کر رہا ہے

"آپ رونا چاہیں تو رو سکتے ہیں میں کسی کو نہیں بتاؤں گئی کہ آپ جیسا مضبوط انسان بھی روتا ہے"

ابتسام اسکی بات سن کر مسکرا دیا۔۔ دونوں ہاتھوں کی مدد سے چہرے کو صاف کرتے اسنے ساتھ بیٹھی لڑکی کو پہلی بار محبت کی نظر سے دیکھا تھا

"مگر میرے خیال سے انسان کو وہاں رونا چاہیئے محترمہ جہاں اسے امید ہو کہ سامنے بیٹھا شخص اسکے آنسو پونچھ لے گا اور اسے سکون بخشے گا"

چہرا ہلکا سا اسکے قریب کرتے اسنے رازدانہ انداز میں سرگوشی کی۔۔۔

"تو پھر آپ کو نماز پڑھنی چاہئیے ... اللہ جی آنسو بھی پونچھ دیں گئیں اور آپ کو سکون بھی مل جائے گا"

عشال اسے دیکھتے بتا رہی تھی جب ابتسام نے اسکے مشورے پر سر جھٹک دیا

"تم واقعی بہت معصوم ہو محترمہ میری پسندیدگی کے اظہار کا رخ ہی موڑ دیا تم نے"..

گہری نظروں سے اسے دیکھتے ابتسام کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

اسکے دماغ میں ایک نیا سوال ابھرا جسے عشال فوراً سے زبان پر بھی لے آئی

آپ نماز پڑھتے ہیں؟

وہ چپ رہا"

آخری بار آپ نے کب نماز پڑھی تھی؟

وہ تب بھی چپ رہا"

آج صبح..؟

اس نے خود سے اندازہ لگایا مگر ابتسام ہنوز چہرا موڑے روٹھے ہوئے بچے کی طرح بیٹھا تھا

آپ نماز نہیں پڑھتے؟

نہیں"..

اب کی بار وہ بول پڑا اور رخ عشال کی طرف پھیر دیا۔

وہ دکھ اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی

کوئی دعا قبول نہیں ہوئی آپ کی؟

اکثر وہ دیکھتی تھی لوگ نماز پڑھنا چھوڑ دیتے تھے پوچھا جاتا نماز کیوں چھوڑی تو جواب آتا میری دعا ہی قبول نہیں ہوتی تو میں نماز کیوں پڑھوں ... ابتسام کے فیس ایکسپریشنز اسے ویسی ہی کسی کہانی کا گمان دے رہے تھے

یہ پوچھو کونسی دعا قبول ہوئی ہے؟

تنفر سے کہتا وہ ہنس دیا

وہ خاموش ہو گئی!

تمہیں مجھ سے نفرت محسوس نہیں ہوئی؟

اسے چپ بیٹھا دیکھ ابتسام نے تعجب سے استفار کیا

نہیں ... اس نے معصومیت سے سر نفی میں ہلا دیا

وجہ؟

ہلکی سی سرگوشی ہوئی

"نفرت کرنے کی بھی تو کوئی وجہ ہونی چاہئیے ... اور کیا پتہ آپ اللہ کو مجھ سے زیادہ پیارے ہوں"

میں نماز نہیں پڑھتا کیا یہ وجہ کافی نہیں ہے؟

یہ آپ کا اور اللہ کا معاملہ ہے اس میں، میں آپ سے کیوں نفرت کروں"

اس لڑکی کے پاس اسکے ہر سوال کا جواب موجود ہوتا تھا

مگر باقی سب تو مجھ سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ میں نماز نہیں پڑھتا،غلط کام کرتا ہوں، نشہ کرنا، سگریٹ پینا وغیرہ وغیرہ

اسکا لہجہ دھیما پڑ گیا

انسان میں لاکھ برائیاں سہی مگر اس میں اچھائیاں بھی ہوتی ہیں اور ایسا مجھے لگتا ہے آپ میں بہت سی اچھائیاں ہیں" کہتے وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

تم پہلی لڑکی ہو محترمہ جس کو مجھ میں کوئی اچھائی نظر آئی ہے!..

وہ کھکھلا کر ہنس دیا۔

ویسے اچھائی کون سی ہے مجھ میں؟

وہ قدرے انہماک سے پوچھنے لگا

"آپ کی اچھائی یہ ہے کہ آپ کو دوسروں کی عزتیں اپنی عزت جیسی عزیز ہیں"

وہ اب بھی مسکراتے ہوئے بول رہی تھی

اور تمہیں ایسا کیوں لگا میں؟

"کیونکہ میں نے ایسا محسوس کیا آپ باقی لڑکوں جیسے نہیں ہیں ... میں نے آپ کی نظروں میں ہمیشہ اپنے لیے عزت اور احترام ہی دیکھا ہے"

"ایسا رویہ میرا صرف تمہارے ساتھ ہے اسلئے بہتر ہے مجھے اتنا اچھا مت سمجھو کہ جب میری حقیقت تم پر کھلے تو تم بھی مجھے نفرت کے قابل سمجھنے لگو"

اسکے کان کے قریب سرگوشی نما آواز میں کہتے اسکے لہجے میں خود کیلئے ناپسندیدگی در آئی۔

اسکی آواز اتنے قریب سے سنتے ہی عشال سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس سے دوری بنا گئی جبکہ اسکا پراسرار لہجہ اور آنکھوں میں جھلکتی بے اعتنائی اسے خوف میں ڈھال رہی تھی

"میں زیادہ نہیں مگر صرف اتنا کہنا چاہوں گئی کہ دیری کے ڈر سے اللہ کے در کو مت چھوڑیں کیا پتہ وہ آپ کیلیئے ہو ہی نا جس کی آپ تمنا کر رہے ہیں ، اور کیا پتہ آپ کے لئے وہ منتخب ہو جسے پا کر آپ کی ساری زندگی شکر کرنے میں گزر جائے ... ہم انسان اس ذات کی مصلحتیں نہیں جانتے اسلئے بہتری اسی میں ہے کہ بادل چاہے دکھ کے ہوں یا خوشی کے ہر حال میں اللہ سے جڑے رہیں"

ٹھہر ٹھہر کر کہتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی ...

"آپ کی ہر بات بجا مگر مجھ میں آپ جتنا صبر نہیں ہے محترمہ"..

عشال نے اسکی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

یہ صبر ہی ہے محترم جو آپ یہاں آج مجھ سے ہمکلام ہیں ورنہ جس آگ میں جلتے اپنوں کو آپ نے دیکھا تھا اس درد کی شدت سے ہی آپ اب تک پاگل ہو چکے ہوتے"

جاتے جاتے وہ پھر رک گئی

میں دعا کروں گئی اللہ آپ کی دعاؤں پر کن فرما دیں!...

مسکرا کر کہتی وہ زینے اتر گئی جبکہ ابتسام چوہدری ٹکٹکی باندھے اسی راستے کو دیکھنے میں محو تھا جس سے وہ گئی تھی۔۔۔

)دیری کے ڈر سے اللہ کے در کو مت چھوڑیں، اب تک آپ پاگل ہو چکے ہوتے) ... عشال کے کہی باتیں اسکے دماغ میں گردش کر رہی تھیں وہ لڑکی ہمیشہ اسے لاجواب کر جاتی تھی وہ ایسا کچھ بول جاتی تھی جسکے بعد ابتسام چوہدری کے پاس الفاظ جیسے ختم ہو جاتے تھے

اسنے گردن گھمائی جہاں نظر بیگ پر گئی وہاں سگریٹ موجود نہیں تھی ... بے ساختہ اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے

کیا مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے؟

اسکی حرکت پر مسکراتے خود سے کیے سوال پر ابتسام کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی

"وہ لال حویلی کی امانت ہے" مسکراہٹ تھم گئی ابتسام کو اپنے دائیں کان میں سرسراتی سرگوشی سنائی دی۔

دور اندر کہیں کنڈلی مارے بیٹھے خوف سے لرزتے پرانے ماضی والے

ابتسام کی گونج ابھری تھی جو اسے اس راہ پر چلنے نہیں دینا

چاہتا تھا جس پر برس پہلے کبھی چل کر وہ بہت بڑی خطا کھا چکا تھا

"مگر مجھے اس سے محبت ہے" بائیں کان میں ہوئی سرگوشی پر وہ پھر سے مسکرا دیا۔

"وہ محبت نہیں دشمن ہے تمہاری خوشیوں کی دشمن وہ اس لال حویلی سے تعلق رکھتی ہے جس نے تم سے تمہارا سب کچھ چھین لیا ہے" ایک بار پھر سرگوشی ہوئی

"محبت کب تعلق دیکھتی ہے وہ تو ہو جاتی ہے،وہ لال حویلی کی امانت سہی مگر اب وہ اس دل میں محبت کے مرتبے پر فائز ہو چکی ہے "

"اسکی چاہ تمہیں برباد کر دے گئ"
وہی طنزیہ سرگوشی نما آواز میں کہا گیا.
"برباد ہونے کو اب بچا ہی کیا ہے؟"
"اسکی چاہ تم سے تمہارا سب کچھ چھین لے گئ"
"اب ابتسام چوہدری کے پاس کھونے کو کچھ نہیں بچا"
وہ زخمی سا مسکرایا
"اب یہ دل اور یہ بندہ ایک بار پھر برباد ہو گا فرق اتنا ہے پہلے دنیا کی چاہ تھی اب اس محترمہ کی چاہ ہے"
اٹل لہجے میں کہتے بیگ پر پڑے پزل باکس اور بیگ کو اٹھاتے وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا۔۔وہ عشال کی تاک میں نکلا جب اسکی نظر دور سے ہی دودھیا رنگت کی کمزور سی کلائی پر بندھی گولڈن کلر کی ورسٹ واچ پر رک گئ یکدم نظروں کا زاویہ بدلا اور دوسرے ہاتھ پر گیا۔
جن میں وہ سگریٹ اور لائیٹر موجود تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسنے وہ سگریٹ کی ڈبی اور لائیٹر ٹریش بن میں پھینک دی وہ عشال سے دس قدم کی دوری پر تھا وہ ہنوز مسکراتے جا رہا تھا وہ آگے بڑھ کر دل میں رکھی بات اسے کہنا چاہتا تھا اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس دنیا کی واحد لڑکی ہے جس نے ابتسام چوہدری سے نفرت نہیں کی جس نے اس بُرے انسان کو سمجھا ہے عشال ہنوز اسکی جانب پیٹھ کر کے کھڑی تھی ابتسام نے قدم اٹھایا اب وہ اسکے سات قدموں کی دوری پر تھی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی وہ مزید آگے بڑھتا جب قدم وہی کرسٹل کی مانند جم گئے ابتسام کے قدم اسکے آگے اٹھنے سے

انکاری تھی مسکراہٹ تھم گئی ماتھے پر بے شمار بل پڑے آنکھیں ضبط کے مارے سرخ انگارہ ہونے لگی تھی

عشال آگے بڑھتی جب اسکی نظر سامنے سے آتے گارڈز کے ہمراہ ارشان شاہ پر پڑی وہی رعب دبدبہ وہی شان وشوکت اسکی چال اسکی سحر انگیز شخصیت جانے کتنوں کو وہاں اپنا دیوانہ کر گئی تھی مگر وہ ہنوز نظریں جھکائے چلتا ہوا عشال کے سامنے آرکا عشال اسے کچھ دیر پہلے ہی میسج کر چکی تھی وہ اسے کچھ کہتا جب ارشان شاہ کی نظر عشال کے عقب میں شل کھڑے ابتسام چوہدری پر پڑی جو اسے ہی سرخ ہوتی آنکھوں سے دیکھ کم اور گھور زیادہ رہا تھا عشال نے بےساختہ ارشان شاہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا ابتسام کو وہاں کھڑے دیکھ اسے اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی وہ منجمند کھڑی کبھی ارشان شاہ کو تو کبھی ابتسام کو دیکھتی جو انتہائی غصے اور ضبط سے مٹھیاں بھینچے ارشان شاہ کو ہی دیکھ رہا تھا اسکی سمجھ سے باہر تھا ابتسام کا رویہ سمجھ میں تو ارشان شاہ کو بھی کچھ نہیں آرہا تھا۔۔۔

"میں وہ ہوں جس کی ہر رات سرد خانے میں قید گزرتی تھی"

اسے دیکھتے ہی ابتسام کو کانوں میں عشال کی سسکی بھری پکار سنائی دی ...

کاشان صحیح کہتا تھا یہ حویلی والے اسے کبھی سکون سے جینے نہیں دیں گئیں ارشان شاہ کی نظروں میں عشال کیلئے جھلکتا خوف اور اپنے لیے بے اعتباری دیکھ ابتسام کا رواں رواں ان دیکھی آگ میں جل رہا تھا ایسا نہیں تھا اسے ارشان شاہ کا کوئی ڈر تھا مگر یہ بات طے تھی کہ لال حویلی والے کبھی اسے اتنی آسانی سے عشال تک نہیں پہنچنے دیں گئیں

بھائی چلیں!...

اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔

جب ابتسام پاس رکھی چیئرز کو زور دار ٹھوکر مارتے صبر کے کڑوے گھونٹ بھرتا ان سے پہلے ہی وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

ارشان شاہ عشال کی آواز پر مڑتا جب کانوں میں کسی شے کے زور سے گرنے کی آواز پر وہ دونوں ہی جھٹکا کھا کر پلٹے تھے عشال کا دماغ تو ماؤف ہونے کو تھا اتنی سی دیر میں ابتسام کا بدلہ رویہ اسے خوف کے ساتھ پریشانی میں بھی مبتلا کر گیا تھا

» » » » » » » » » » » »

دوپہر ہو چکی تھی عینا جتنی جلدی ہاتھ چلا رہی تھی اسے سب اتنا ہی لیٹ ہوتا نظر آرہا تھا وہ کم از کم رات کے کھانے کیلئے پانچ سے زائد ڈشیز تیار کر رہی تھی جس میں اسکی چھوٹی موٹی مدد ملازمہ کروا رہی تھیں مگر عینا سب کچھ خود کرنا چاہتی تھی آخر اسکا بھائی اور بہن آرہی تھی وہ خوشی کی انتہا پر تھی سیلڈ بناتے وہ سوچوں میں گم کھڑی کام میں مصروف تھی۔۔۔

کھانا نہیں بنا کیا ابھی تک؟

وہ اس قدر کام میں مگن تھی کہ اچانک اپنے عقب سے اتنی تیز آواز سنتے عینا ایکدم سے اپنی جگہ سے اچھلتی پیچھے ہوئی جب ہاتھ میں پکڑی چھری زمین بوس ہو چکی تھی

دل کے مقام پر ہاتھ رکھے عینا شکایتی نظر اس پر ڈالے چھری دوبارہ اٹھا چکی تھی

آج پھر سفیان شاہ نے ناگواریت سے اسکے چہرے پر لہراتے خوف کو دیکھا وہ ہمیشہ اسے دیکھتے ایسا ہی خوفناک ساری ایکٹ کرتی تھی اگر بات کر رہی ہوتی تو خاموش ہو جاتی، یاں جہاں وہ نظر آتا وہاں سے راستہ بدل لیتی مگر قسمت نے عجیب کھیل کھیلا تھا اور اسے ہمیشہ کیلئے سفیان شاہ کی نظروں کے سامنے لاکھڑا کیا تھا جس کے بعد وہ چاہے جتنا بھاگ لیتی واپس تو اسے سفیان شاہ تک ہی آنا تھا سوچتے وہ مبہم سا مسکرا دیا

پھر اپنی ہی حرکت پر حیرت سے شرمندہ ہوتے سفیان شاہ نے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا جو پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی جیسے اس سے زیادہ کوئی کام امپورٹنٹ ہے ہی نہیں ...

میں نے کچھ پوچھا ہے شاید؟

بازو فولڈ کرتے اب ذرا آواز آہستہ رکھی گئی

اور سارے ملازم کہاں ہیں داجی بی جان اور ابو جان سب کہاں گئے کوئی نظر کیوں نہیں آرہا..؟

وہ ایک کے بعد ایک اتنے سوال پوچھ چکا تھا

عینا نے پھر بھی اسکی طرف نہیں دیکھا

کھانا ابھی نہیں بنا... اور ملازم سارے یہی حویلی میں ہی ہیں داجی پنچایت میں گئے ہیں بی جان اپنے کمرے میں اور ابو... چاچو ... اسنے فوراً تصحیح کی ... وہ شکار پر گئے ہوئے ہیں

ہمم ... اسنے سر ہلایا۔

کھانا کیوں نہیں بنا ابھی تک؟

ضبط آمیز لہجے میں پھر سے پوچھا گیا

کافی ساری ڈشیز بنانی تھی اسلئے دیر ہو گئی آپ تھوڑا سا انتظار کریں میں آپ کے لئے کھانا بھجواتی ہوں ... فریج کا دروازہ کھولے سبزیاں نکالتی وہ مصروف سے انداز میں جواب دے رہی تھی اسنے اب بھی سفیان شاہ کی طرف نہیں دیکھا۔

کتنی دیر؟

کرخت لہجے میں پوچھتے وہ جیسے آخری موقع دے رہا تھا

آدھا گھنٹہ !...

اور اب کی بار برداشت جواب دے گئی ایک ہی جھٹکے میں اسکی بازو دبوچ اپنے انتہائی قریب کھڑا کرتے سفیان شاہ نے اسکی شیشے جیسی آنکھوں میں اپنی سرخ آنکھیں گاڑھ دیں

نظر انداز کیوں کر رہی ہو مجھے؟

غصے کی شدت سے وہ چیخ پڑا

عینا ہونکوں جیسے منہ کھولے بے یقینی سے اس بندے کو دیکھ رہی تھی

می..میں نے..کب نظ.... سسی... درد کی شدت سے بات اُدھوری رہ گئی

خبردار جو ایک لفظ بھی تمہارے منہ سے نکلا ... اسکی مڑوڑی کلائی پر مزید گرفت سخت کرتے سفیان شاہ اسے رونے پر مجبور کر گیا

اسنے بھیگی پلکیں اٹھائے سفیان شاہ کو دیکھا جس کی نظروں میں پہلے دن جیسی وحشت اور ویرانگی محسوس کرتی عینا شاہ کے آنسو ٹپ ٹپ کرتے گرنے لگے

آئندہ اگر مجھے نظر انداز کرنے کے بارے میں سوچا بھی تو اپنا انجام سوچ لینا تمہارے ہوش ٹھکانے لگانے میں ایک سیکنڈ نہیں لگے گا مجھے ... کلائی پر گرفت نرم کرتے ایک ایک لفظ چبا کر کہا گیا۔

اسکی سانسوں کی گرم تپش سے عینا کو اپنا آپ جھلستا محسوس ہوا مگر ضبط کے کڑوے گھونٹ پیتے اسنے سر اثبات میں ہلا دیا

کیا ہو رہا ہے یہاں ...؟

سفیان شاہ کی بات وہ پہلے سن چکی تھیں عینا کو روتے دیکھ بی جان کا پارہ مزید ہائی ہو گیا تھا

انکی آواز پر عینا سمیت سفیان شاہ بھی ہڑبڑاتے دوری بنا گئے تھے

رو کیوں رہی ہو تم؟

رکو تم یہی!...

عینا جو آنسو پونچھ رہی تھی بی جان کی آواز پر پھر سے آنکھیں نم ہونے لگی تھیں سفیان شاہ وہاں سے نکلتا اس سے پہلے بی جان کے سخت لہجے پر وہ رک گیا

اسنے کچھ کہا ہے مجھے بتاؤ عینا کیوں رو رہی تھی تم؟

عینا کے سامنے کھڑی وہ اس سے سوال کر رہی تھی سائیڈ میں پشت پر ہاتھ باندھے سفیان شاہ بظاہر مطمئن کھڑا تھا مگر نظروں کے سامنے بی جان کے کل رات والا تھپڑ والا سین گھوم رہا تھا

عینا نے نظر اپنی کلائی پر ڈالی جہاں اس دودھیا رنگت والی بازو پر سفیان شاہ کی انگلیوں کے نشان واضح ہو رہے تھے

بی جان اسکی کلائی دیکھتے سفیان شاہ کی طرف آئی۔۔۔بے ساختہ اسنے دو قدم پیچھے کو اٹھائے کیا پتہ بی جان اسے پھر سے تھپڑ مار دیتی تو کیا عزت رہ جاتی اسکی اپنی بیوی کے سامنے ... سفیان شاہ ہچکچاتے سر جھکا گیا۔۔۔

اس حرکت کی وجہ پوچھ سکتی ہوں میں؟

سخت لہجے میں سوال کرتی وہ سفیان شاہ کو حیران کر گئی۔۔۔کہاں انہوں نے کبھی اسے خفگی سے دیکھا بھی نہیں تھا اور آج کہاں وہ سفیان شاہ کو اس لڑکی کی وجہ سے تھپڑ مار چکی تھی اور اب ایک بار پھر اسے وہی سب ہوتا نظر آرہا تھا

کیا ہو گیا بی جان آپ اس لڑکی کی وجہ سے مجھے ڈانٹ رہی ہیں

وہ خفگی سے بولا۔۔

یہ لڑکی اس لال حویلی کی بہو ہے سفیان شاہ بھولا مت کرو یہ بات اور مجھے وجہ بتاؤ اس جلاد پن کی ..

کیا تمہیں یہی لڑکی ملتی ہے اپنا غصہ اتارنے کیلیئے!...

عینا سر جھکائے آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ سفیان شاہ دانت پیستے عینا پر غصیلی نگاہ ڈالتا بی جان کو دیکھنے لگا

یہ مجھے دیکھ نہیں رہی تھی۔۔۔اسکے ظلم کرنے کی اتنی اہم اور عظیم وجہ پر بی جان نے حیرت سے رعب دار شخصیت رکھنے والے جاگیردار کو دیکھا۔۔۔جو بچوں جیسی شکل بنائے اسکی شکایت کر رہا تھا

تو اسکا کیا مطلب ہے تم اسکے ساتھ ایسا سلوک کرو گئے تمہاری اتنی مجال... بی جان نے ہنسی چھپاتے اسکا کان مڑوڑ دیا۔۔

آہ... بی جان کان چھوڑیں درد ہو رہا ہے۔۔۔

پہلے مجھ سے وعدہ کرو سفیان کہ تم اب عینا کو تکلیف نہیں دو گئے

نہیں میں وعدہ نہیں کروں گا بی جان ... وہ ضدی بچے کی طرح بولا

عینا چپ کھڑی اسکی حرکتوں پر ہونکوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی

یہ مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں اسکے ساتھ سختی کروں یہ ہر بار ایسی کوئی نا کوئی حرکت کر دیتی ہے کہ میں اسے تکلیف دیتا ہوں

اسلئے آپ اپنی بہو کو سمجھائیں مجھے نہیں۔۔۔

اپنا کان چھڑواتے تیز نظر خوف کے سائے میں کھڑی عینا پر ڈال کر وہ کچن سے باہر نکل گیا

یہ نہیں سدھر سکتا میں کیا کروں اس لڑکے کا!...

بی جان نے اپنا سر تھاما۔

اگلے پانچ منٹ کے اندر کھانا لے کر کمرے میں پہنچو ورنہ اپنا حال سوچ لینا ... کچن کے دروازے سے ہانک لگاتے کہا گیا

اگر بچی کو ذرا سی بھی تکلیف دی تو تم اپنا حال سوچ لینا سفیان شاہ ... بی جان بھی اسی کے انداز میں بغیر ملازموں کا خیال کیے اونچی آواز میں بولی تھی

افففف بی جان آپ کو انہیں نہیں ڈانٹنا چاہئیے تھا

انگلیاں چٹختی وہ پھر سے رونے کی تیاریوں میں تھی

تم چپ کرو یہ بہت بگڑ گیا ہے دیکھو میں اسے کیسے سدھارتی ہوں

وہ غصے سے بولی جب عینا انہیں غصہ کرتے دیکھ مزید سہم گئی

اور مجھے یہ بتاؤ کیوں تم نہیں دیکھ رہی تھی اسے اگر سفیان کی حرکتیں الٹی ہیں تو تم بھی کوئی کم نہیں ہو اس سے، کیوں پنگے لیتی ہو اس سے .... وہ اب اس پر چڑھ ڈوری عینا کا تو دماغ گھوم رہا تھا

بی جان مجھے کیا پتہ تھا آپ کا پوتا جو مجھے بیوی نہیں مانتے وہ میرے صرف انہیں نا دیکھنے پر اتنا مسئلہ بنا دیں گئیں۔

جنھجھلا کے کہتی عینا اپنا سر ہاتھوں میں گرا گئی

بی جان مسکرانے لگی

اب آپ ہنس کیوں رہی ہیں؟

اداسی سے کہتے وہ ناراضگی سے پوچھنے لگی

"عادت بہت بری شے ہے بچے ناپسندیدہ شے کی بھی ایک وقت آتا جب عادت ہو جاتی ہے" اور پھر تم تو سفیان کی بیوی ہو دونوں کے درمیان پاکیزہ رشتہ ہے میں نہیں مانتی کہ اسے تم سے کبھی محبت نہیں ہو سکتی ... وہ اٹل لہجے میں بولتی مسکرا دی۔

جب نظر عینا پر پڑی وہ لاپرواہ سی کھڑی اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی جیسے اسکے لئے یہ باتیں کوئی معنی ہی نہیں رکھتی

مجھے انہیں کھانا دینا ہے بی جان آپ جائیں ریسٹ کریں پھر میں کھانا لگا دوں گئی۔۔۔وہ کہتی کھانے کی ٹرے اٹھا کر کچن سے باہر نکل گئی۔

میں جانتی ہوں عینا سفیان شاہ آج بھی انوشے سے محبت کرتا ہے مگر میں نے اسکے لہجے میں، اسکی آنکھوں میں جھلکتی تمہارے لیے پسندیدگی دیکھی ہے وہ ذات جو چاہے کر سکتی ہے بیشک وہ ہر شے پر قادر ہے "دلوں کے محبت ڈالنے سے لے کر محبت ختم کرنے تک ہر شے پر وہ قادر ہے"۔۔بی جان مسکراتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی

« « « « « « « « « « «

کیا ہوا اتنے غصے میں کہاں جا رہے ہو؟

کمرے کی طرف جاتے دا جی نے اسے وہی روک دیا

کمرے میں جا رہا ہوں ... کہتے وہ پھر سے جانے لگا جب دا جی نے اسکی بازو تھام لی

کیا ہوا ہے کیوں اس قدر غصہ کر رہے ہو؟

مجھے کیا ہونا دا جی اپنی بیوی سے جا کر پوچھیں پتہ نہیں کیا ہو گیا انہیں ہر وقت ڈانٹتی رہتی ہیں کل تھپڑ مار دیا آج کان پکڑ کر مڑوڑ دیا۔۔۔ایک ہی سانس میں بولتے وہ کسی روٹھے ہوئے بچے کی طرح ایک کے بعد ایک شکایتیں لگا رہا تھا

برخودار ... دا جی اسکا پھولا ہوا منہ دیکھ کر ہنس دیئے۔

یہ تو بتاؤ تم نے کیا کارنامہ سر انجام دیا جو میری بیگم نے تمہیں ڈانٹ دیا۔۔

انکو ہنستا دیکھ سفیان شاہ خفگی سے انہیں گھورتا وہی رکھے صوفے پر جا بیٹھا۔۔

انکی بہو کو ڈانٹا تھا میں نے اسلئے...

دانت پیستے سفیان شاہ نے مٹھی بھینچ لی۔

سفیان شاہ انہیں ہی دیکھ رہا تھا جیسے امید ہو وہ اسکی فیور میں کچھ بولیں گئیں جب دا جی اسکے کندھے پر ہاتھ دھرے اسکے قریب ہی بیٹھ گئے

پتہ ہے سفیان شاہ اگر اس وقت میں وہاں ہوتا نا جب تمہاری بی جان تمہیں دانٹ رہی تھیں وہ صرف تمہیں ڈانٹتی مگر میں نے دو تین جڑ بھی دینی تھیں۔۔۔قدرے تحمل سے اپنی عظیم سوچ اسکے سامنے کھولے دا جی مسکرا دیئے

آپ سب کو ہو کیا گیا ہے؟

حیرت کے پہاڑ تلے دبے وہ چیخ پڑا۔

آپ سب لوگ اس لڑکی کی وجہ سے...

وہ لڑکی تمہاری بیوی ہے سفیان۔۔۔اسکی بات کاٹتے دا جی تیزی سے بولے۔۔۔

کیا تمہیں اس لڑکی کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ محبت نظر نہیں آتی؟

انہوں نے تاسف سے پوچھا۔

کیا آپ سب کو میری آنکھوں میں انوشے کیلئے تڑپ اور محبت نظر نہیں آتی؟

وہ ہارے ہوئے لہجے میں پوچھ رہا تھا

دا جی ... اسنے انکی طرف دیکھا جو سر جھکائے بیٹھے تھے

میں تھک گیا ہوں دا جی میں اس لڑکی کو بیوی والے حقوق نہیں دے سکتا نا اس نکاح میں میری کوئی رضامندی تھی مگر پھر بھی آپ سب کی باتیں مجھے ایسا محسوس کراتی ہیں جیسے میں اس لڑکی کے ساتھ

ظلم کر رہا ہوں اسکی حق تلفی کر رہا ہوں ... تھکے ہوئے لہجے میں کہتے وہ داجی کو دیکھ رہا تھا جب دا جی ہنوز خاموش بیٹھے کسی گہری سوچ میں مگن تھے

انوشے میری پہلی بیوی ہے داجی وہ میری پہلی اور آخری محبت ہے مجھے اسکے علاوہ کسی اور لڑکی میں دلچسپی ہو سکتی ہے مگر ویسی محبت نہیں ہو سکتی وہ جاتے جاتے اس دل پر تالا لگا گئی ہے جو اسکے سوا اب کسی پر نہیں کھل سکتا۔۔۔رہی بات اس لڑکی کی تو میں اسکے ساتھ نارمل رہنے کی کوشش کر رہا ہوں ... وہ پل کو رکا۔۔۔میرے ان جڑے ہاتھوں کا واسطہ آپ سب کو ... اسنے باقاعدہ داجی کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔۔۔ایسی باتیں کر کے مجھے ذہنی اذیت مت دیا کریں میں خود کو گنہگار سمجھنے لگتا ہوں ... آنسو گال سے لڑکھڑتا ڈارھی میں جذب ہوا داجی نے اسکے ہاتھ تھام لیے مگر کچھ بولے نہیں ... آنکھیں زور سے میچے چہرے پر ہاتھ پھیرے سفیان شاہ وہاں سے اٹھتا کمرے میں جا بند ہوا ۔۔۔داجی جاتے اسکی پیٹھ دیکھتے رہ گئے۔۔۔کاش میں تمہیں حقیقت بتا سکتا میرے پوتے ... ناجانے ایسا کونسا دکھ تھا انکے دل میں آنسو زاروقطار بہنے لگے تھے وہ اٹھتے بوجھل ہوتی طبیعت کے ساتھ اپنے کمرے میں چلے گئے

» » » » » » » » » » » »

جاؤ گاڑی میں بیٹھو تم!...

گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ارشان شاہ وہی سڑک کے کنارے کھڑا رہا

جب مخصوص دس رنگز کے بعد دوسری طرف سے کال اٹھا لی گئی

دنیا کے کس حصے میں جا کر چھپ گئے ہو تم صبح سے دس کالز کر چکا ہوں میں تمہیں ایک کا بھی تم نے جواب نہیں دیا آخر وجہ کیا ہے اس لاپرواہی کی ...؟

حسیب کے کال اٹھاتے ہی وہ بپھرا شیر بنے اس پر دھاڑا۔

رئیلی سوری زیان وہ میں ...

وہ میں..وہ میں ... کیا ...؟

غصے کی شدت سے وہ چیخ پڑا

ایم سوری ... جواباً وہ بس اتنا ہی بولا۔

لیو اِٹ مجھے یہ بتاؤ میں نے جو کام دیا تھا اسکا کیا بنا؟

لہجہ ہنوز سخت تھا

بس میں وہی کیلیئے نکل رہا ہوں کچھ دیر تک ساری انفارمیشن دیتا ہوں ... وہ فر فر بول رہا تھا

صیح ہے میں انتظار کروں گا مجھے شام میں حویلی کیلیئے نکلنا ہے اس سے پہلے تو فلیٹ پر پہنچ جانا مجھے ضروری بات کرنی ہے

فلیٹ پر نہیں آسکتا میں؟

وہ جلدی سے بولا۔

صیح ہے سیکریٹ روم میں ویٹ کروں گا تمہارا ...

مزید کچھ سنے بغیر زیان نے کال کٹ کر دی۔

اس ابتسام پر دھیان دوں یا تیرے عجیب بیہویر کا نوٹس لوں

ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی دوسری پہلے گلے پڑنے کو تیار کھڑی ہوتی ہے ... خیالوں میں حسیب کو مخاطب کرتے وہ بڑبڑاتا گاڑی کی طرف آتا ڈرائیونگ سیٹ سنھبال چکا تھا۔

اسنے عشال کی طرف دیکھا جو آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی

عشال...؟

اسنے فوراً سے آنکھیں کھول دیں

جی بھائی!..

تم اس لڑکے کو جانتی ہو؟

بنا کوئی تہمید باندھے دو ٹوک لہجے میں پوچھا گیا

عشال جہاں تھی وہیں رہ گئ ہاتھ پیر پھولنے لگے تھے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا جواب دے اس پر سے ارشان شاہ کے پتھریلے تاثرات اسے مزید خوف میں انڈیل میں رہے تھے

جواب دو پری؟

اگر وہ اس سے بھی ڈرنے لگتی تو وہ اکیلی ہو جائے گئ ارشان شاہ نے سوچتے اس بار نرمی سے سوال کیا...

جج...جی ....بب..بس ایک...دو بار...بات ہوئی...

گیلی ہتھیلیوں کو رگڑتے وہ ہکلانے لگی

کوشش کرنا آئندہ اس سے دور رہو وہ اچھا انسان نہیں ہے!...

ارشان شاہ کے جملے پر عشال کے دل میں درد کی لہر اٹھی تھی اسنے منع کر دیا تھا تو اب وہ چاہ کر بھی ابتسام سے بات نہیں کر سکتی تھی سوچتے ہی عشال پر اداسی کے گہرے بادل چھانے لگے اس سب سے بے خبر کہ یہ سب اسکے ساتھ کیوں ہو رہا ہے وہ پھر سے آنکھیں موند گئ۔۔۔تم گھر جاؤ جو پیکنگ رہ گئی وہ کرو اور تھوڑا آرام بھی کر لینا مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔

میں چار بجے تک آجاؤں گا پھر شاپنگ کر کے حویلی کیلئے نکل جائیں گئیں ... روڈ پر دھیان رکھے وہ اسے آگے کا پلین بتا رہا تھا جسے سنتے عشال سر اثبات میں ہلا گئی

ارشان نے نوٹ کیا تھا وہ کچھ بول نہیں رہی تھی اسکے دماغ نے دل میں پلتے خیال پر درست ہونے کی مہر لگائی تھی

» » » » » » » » » » » » » » » »

کمرے میں آتے اسنے بیڈ پر رکھے تمام کشن اور تکیے ایک بعد ایک زمین پر پٹخ دیئے جب ایسے بھی غصہ کم نہیں ہوا تو سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی پرفیومز کی بوتل اور دیگر چیزوں کو اسنے زمین بوس کر دیا

بیڈ پر چت لیٹتے اسنے آنکھیں موند لی... (ساہ میلا اے) شاہ میرا ہے!..

انوشے کی مدھم ،پیاری سی پکار اسکے کانوں میں پڑی ... اور سفیان شاہ اپنی بے بسی پر زاروقطار رو دیا

ہلکا سا دروازہ نوک کرتے وہ کمرے میں آئی تھی کھانے کی ٹرے وہاں موجود ٹیبل پر رکھے عینا ابھی پلٹی تھی جب اسکے کانوں میں سسکیاں گونجنے لگی وہ فوراً سے پہلے بیڈ کی دائیں جانب پہنچی جہاں سفیان شاہ بیڈ کے قریب زمین پر بیٹھا سر گھٹنوں میں دیئے سسک رہا تھا۔۔اسکی ایسی حالت دیکھ کر عینا کا کلیجہ منہ کو آیا تھا

شش...شاہ... آپ..کیوں رو رہے ہیں...شاہ.... وہ اسے چھونے سے کترا رہی تھی مگر پھر اسکی سسکیاں بڑھنے لگی عینا نے اسکی بازو پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

کک..کیا ہوا ہے شاہ؟

آنسوؤں سے تر چہرا اٹھائے سفیان شاہ نے اسکی طرف دیکھا

انوشے ... ایک لفظی جواب دیتے وہ زاروقطار رو دیا۔

عینا کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے

می..میری صبر کی حد..اب ختم ہو..رہی ہے..مم..میں اندر ہی اندر گھٹ رہا ہوں وہ مجھے کیوں نہیں مل رہی ... بالوں کو مٹھیوں میں دبوچے وہ بے بسی کی انتہا پر کھڑا تھا۔۔

عینا وہی فرش پر اسکے قریب بیٹھے اس جوان مرد کو ایک عورت کیلیئے روتا سسکتا دیکھ رہی تھی وہ کسی اور کیلیئے رو رہا تھا مگر دل عینا کا پھٹ رہا تھا۔

ایسے نہیں کریں شاہ ... پلیز روئیں مت ... بالوں کو اسکی مٹھیوں سے آزاد کرواتے عینا نے اسکے سر دتھام لیے۔

اور کیا کروں میں ... سرخ سوجھی انکھیوں سے اسے دیکھتے وہ بچوں جیسے پوچھنے لگا

تمہیں پتہ ہے عینا ... ہتھیلی سے نم آنکھیں رگڑے اسنے عینا کی طرف رخ موڑ لیا۔۔میں نے ایسا کوئی دربار، مسجد کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں اسکے نام کے دھاگے نا باندھے ہوں جہاں اسکے واپس ملنے کی دعائیں نا مانگی ہوں مگر وہ پھر بھی نہیں آتی ... وہ نہیں آتی میں تڑپ رہا ہوں مگر وہ نہیں آتی واپس ... وہ کیوں نہیں آتی.؟

اسکی کلائیوں کو تھامے وہ جوان مرد دھاڑے مار مار کر روتے پوچھ رہا تھا پاؤں زور زور سے زمین پر مارتے شاید وہ تکلیف کی شدت میں کمی کرنے کی سعی میں تھا۔۔۔میں مر جاؤں گا میں اور کتنا روؤں اسکے لئے اور کتنا مانگوں اسے ... وہ شدت سے کہتا رونے لگا ... عینا آج دوسری بار اسے روتا دیکھ رہی تھی اور اسے لگا تھا وہ دوسری بار مری ہے سفیان شاہ کی تکلیف اسے سانس نہیں لینے دے رہی تھی وہ سسک رہا تھا وہ اس قدر رو رہا تھا کہ اسکی سانسیں اٹکنے لگی تھی عینا پر چھایا سکتہ ٹوٹا تھا بے ساختہ اسنے سفیان شاہ کو سہارا دیا اور وہی لمحہ تھا جب سفیان شاہ اسکو گلے سے لگائے شدت سے رو دیا وہ خود پر کنٹرول کر رہی تھی مگر اسکی سسکیاں بڑھنے لگی تھی سفیان شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسنے اسے دلاسہ دینا چاہا

می..میں دعا..کروں گئی...میں دعا کروں گئی...انوشے آپ کو مل جائے گئی...پپ..پلیز آپ..رونا بند کردیں شاہ... پلیز... روتے روتے اسکا وجود ہولے ہولے لرزنے لگا۔۔۔وہ اپنی محبت کیلئے رو رہا تھا اور عینا اسکی محبت کی دیوانگی دیکھ رو رہی تھی۔۔۔یہ صرف عینا شاہ جانتی تھی کے کس دکھ کو اندر دبائے اسنے سفیان شاہ کو تسلی کے یہ بول بولے ہیں۔۔۔وہ خاموش ہو گیا تھا مگر سسکیاں ابھی بھی کمرے میں گونج رہی تھیں۔۔۔کچھ پل بعد وہ عینا سے دور ہٹتے اسکی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو گیا ۔۔۔منہ پر ہاتھ رکھے عینا نے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹنا چاہا۔۔۔وہ ظالم حاکم جس کے ایک حکم پر سر دھڑ سے الگ کر دیئے جاتے تھے جسے رخشاں کے گاؤں والے ظالم،سفاک جاگیراد کے نام سے جانتے تھے جس کے چہرے پر عینا نے کبھی سخت سے سخت فیصلہ سناتے وقت بھی ایک جھرجھری

نہیں دیکھی تھی وہ شخص اندر سے اتنا کھوکھلا تھا کہ اگر ایک ٹھوکر صرف ایک ٹھوکر اسکے وجود کو انوشے کے نام کی لگتی تو وہ زمین بوس ہو جاتا، ہمیشہ کیلئے مٹی میں مل جاتا...

یہی سوچ رہی ہو نا میرے جیسا ظالم شخص بچوں کی طرح روتا ہے...؟ رونے کی وجہ سے اسکی آواز بھاری ہو رہی تھی

عینا اپنے ذہن میں چلتی بات سفیان کے منہ سے سن کر ذرا کو سر جھکا گئی تھی۔

میں روتا ہوں... سفیان شاہ ہر روز روتا ہے، جب جب نماز پڑھتا ہے سجدہ کرتا ہے، تہجد پڑھتا ہے، اُس کمرے میں جاتا ہے، جب جب انوشے یاد آتی ہے سفیان شاہ روتا ہے اور ایسے روتا ہے کہ اسکا سانس بند ہو جائے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں مگر پھر وہ سانسیں چل پڑتی ہیں دماغ بھی پرسکون ہو جاتا ہے ... نم آنکھیں رگڑتے وہ زخمی سا ہنس دیا ... اور یہی سائن ہوتا کہ میری انوشے زندہ ہے ... اسکے لہجے میں یقین تھا جسے محسوس کرتے عینا نے اسکی طرف نظر اٹھائی تھی جو بیڈ پر بیٹھا نظر اپنے پاؤں پر رکھے کسی گہری سوچ میں ڈوبا تھا

تمہیں معلوم ہے میں تم سے نکاح کرنے کے حق میں کیوں نہیں تھا؟

عینا نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں جیسے کوئی تلخ حقیقت کھلنے والی ہو ...

میں سفیان شاہ ظالم حاکم جسے یہ گاؤں والے سفاکیت کا مجسمہ کہتے ہیں جب اس لڑکی یادوں سے لڑتا ہے نا تو ایسے ٹوٹتا ہے کہ اپنا آپ ہی چبھنے لگتا اور پھر میں خود کو اس چار دیواری میں بند کر لیتا ہوں اور اتنا روتا ہوں، اتنا روتا ہوں ... مگر پھر ان دو آنکھوں سے بھلا میں کتنا رو سکتا ہوں آخر یہ بھی دکھنے لگتی ہیں جیسے کہنا چاہتی ہوں بس کرو اور کتنا روؤ گئے۔۔۔وہ خود پر اپنی مجبوری پر ہنس دیا۔۔۔

عینا دم سادھے اس بندے کو دیکھ رہی تھی تو ضبط کی آخری انتہا پر کھڑا شخص سفیان شاہ جیسا ہوتا تھا اسکی تکلیف اس اذیت کا مقابلہ اسکی نظر میں دنیا کا کوئی رنج نہیں کر سکتا تھا جسے نا صبر آتا تھا اور نا سکون ملتا ہے۔

مجھے لگتا مجھے گاؤں والوں کی بدعائیں لگ گئی ہیں ... اسلئے اللہ میری نہیں سنتا اسلئے میری فریاد میں کوئی دم نہیں ہے ... وہ خود سے ہی اپنے اندیشوں کو درست ثابت کرتا عینا کے وجود کو فراموش کر چکا تھا۔

نہیں آپ کو کسی کی بدعا نہیں لگی...کیونکہ آپ میری دعاؤں کے حصار میں ہیں ... آخری جملہ اسنے دل میں کہا۔

اسکی مدھم سرگوشی پر سفیان شاہ نے سے سر جھٹک دیا جیسے کہنا چاہتا ہو ناممکن ہے یہ!...

انکے لئے سفیان شاہ ایک ظالم شخص ہے جو بنا قصور کے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے جس نے بنا قصور کے اس ماں سے اسکے جوان بیٹے کو چھین لیا جس نے بنا قصور کے اس تاجر کی زبان کٹوا دی اور ناجانے ایسی کتنی ہی۔۔

نہیں یہ سب بنا قصور کے نہیں ہوا...

اسکی بات کاٹتے عینا فوراً سے بول پڑی

وہ لڑکا اسنے اپنے چار دوستوں کے ساتھ مل کر ایک لڑکی کے ساتھ زیادتی کی تھی اور وہ تاجر اسنے جج.. جھو...ٹ...

سفیان شاہ کی تیکھی نگاہ خود پر دیکھ عینا کی زبان لڑکھڑا گئی

جاسوسی کرتی ہو میری؟

اسکے قریب رکتے سینے پر ہاتھ باندھے پوچھا گیا

عینا کے رہے سہے حواس بھی جانے کو تھے

نہی.. نہیں... مم..میں ...

میں میں کرنا بند کرو اور مجھے بتاؤ کون بتاتا ہے تمہیں یہ سب باتیں... کچھ دیر پہلے کی چھائی کیفیت اڑن چھو ہوئی تھی

اسکے سر پر کھڑے وہ دھاڑا تھا

میں نہیں بتاؤں گئی ... وہ بدحواس سی بولی

آپ.. آپ اسے ڈانٹیں گئیں میں نہیں بتاؤں گئی...

سفیان شاہ کی غصیلی نظروں کو دیکھتے وہ ممنائی.

مطلب تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گئی اور پھر مجرم میں بن جاتا ہوں دا جی بی جان کی نظروں میں .... رکو ایک منٹ ... کچھ یاد آنے پر وہ فوراً سے عینا کے سامنے آر کا.

تم نے یہ سب گاؤں میں تو کسی کو نہیں بتایا نا...؟

بولو جواب دو؟

اسکی دونوں بازوؤں کو تھامے وہ چیخ پڑا۔

عینا نے زور زور سے گردن دائیں بائیں ہلا دی جس پر سفیان شاہ سکھ کا سانس بھرتے اس سے دور ہٹتا جب اسکی نظر عینا کے گردن کے رائیٹ سائیڈ کے تل پر پڑی وہ کچھ جز بز سا ہوا مگر پھر نظریں جھکائے وہ بیڈ پر جا بیٹھا۔

آپ کیوں گاؤں والوں کو سچ نہیں بتاتے کیوں انکی نظروں میں خود کو برا بناتے ہیں؟

سفیان شاہ کی نظروں سے خائف ہوتی وہ پلو سنھبالتے خفگی سے پوچھنے لگی۔۔۔

میرے مرضی!...

پتھریلے لہجے میں کہا گیا۔

جاؤ اور یہ کھانا گرم کر کے لاؤ ... حکم جاری کرتے وہ واشروم میں جا بند ہوا۔

» » » » » » » » » » » » » »

وہ عشال کو گھر ڈراپ کر چکا تھا اب بیکری سے کیک لینے کے بعد زیان حیدر نے گاڑی کا رخ فلیٹ کی جانب موڑ دیا "اب میں اپنی بیوی سے ملنے جا رہا ہوں" خود سے یہ الفاظ کہتے ہی اسکے ہونٹوں پر گہرا تبسم پھیل گیا ... یہ دو دن اور پھر میں تمہیں ساری حقیقت خود ہی بتا دوں گا ... اسنے گہرا سانس بھرا ... جس کے بعد مجھے یہ معلوم نہیں کہ تم میرے ساتھ رہنا پسند بھی کرو گئی یا نہیں ... اسکی مسکراہٹ تھم گئی وہ پل کو سانس نہیں لے سکا اسکا ماضی جتنا خوفناک اور دردناک ٹھہرا تھا مگر وہ مرد تھا اسکے مطابق وہ سخت جان تھا اسلئے وہ وقت اور اپنوں کے دیئے سارے ستم باآسانی سہہ گیا

مگر وریشہ اسکے متعلق سوچتے ہی زیان حیدر کی روح فنا ہونے لگتی تھی وہ جب حقیقت جانے گئی تو کیسا ری ایکٹ کرے گئی وہ ابھی صرف اپنی ماں سے نفرت کرتی ہے مگر پھر اسکی نفرت کا دائرہ بڑھ جائے گا وہ کسی کو قبول نہیں کرے گئی حتیٰ کہ زیان حیدر کو بھی نہیں ... یہ صرف اسکی سوچ تھی اور زیان حیدر کا سارا جسم مفلوج ہونے لگا تھا۔۔ مگر وہ حقیقت جاننا بھی اسکے لئے ضروری تھا وہ چھپا نہیں سکتا تھا اسنے گاڑی روک دی مگر باہر نہیں نکلا۔۔ آسمان کی طرف نظر اٹھائے زیان حیدر نے مدد طلب نظروں سے اوپر دیکھا ... "اسے ہمت دینا میرے مالک کہ وہ اس سچائی کو قبول کر سکے اور مجھے ہمت دینا کہ میں اسکو تکلیف میں دیکھ کر اپنی تکلیف برداشت کر سکوں "

بیک سیٹ سے تمام چیزیں اٹھاتے وہ فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

» » » » » » » » » »

ہاں یونی پہنچو میں ویٹ کر رہا ہوں تمہارا!..

کال کٹ کرتے اسنے موبائل پاکٹ میں رکھ دیا... اسکے پہنچنے تک وہ تقریباً چار چکر کینٹین کے لگا چکا تھا مگر پھر ویسے ہی الٹے پاؤں لوٹ آتا ... عشال کو ارشان شاہ کے ساتھ دیکھ کر ابتسام کو اپنے اندر آگ بھڑکتی محسوس ہو رہی تھی وہ سموکنگ کرنا چاہتا تھا اسے سگریٹ کی طلب ہو رہی تھی مگر محترمہ

سے کیا وعدہ اسکی طلب کے بیچ آرہا تھا ... اور پھر دل مضبوط کرتے ابتسام چوہدری لمبے لمبے ڈگ بھرتا یونی کی حدود سے باہر نکلتا چلا گیا

» » » » » » » » » » » » »

زیان حیدر کی گاڑی وہاں سے نکلتے ہی ایک گاڑی اور نکلی تھی جو عائشہ ذولفقار کی تھی ... جب تک یونی میں ابتسام تھا وہ وہاں قدم نہیں رکھنا چاہتی تھی اسلئے باہر ہی گاڑی میں بیٹھ کر وہ عشال پر نظر رکھتی رہی جیسے ہی عشال ارشان شاہ کے ہمراہ گھر کیلئے نکلی وہ بھی گاڑی روڈ پر ڈالتی گھر کیلئے نکل گئی تھی مگر ہائے رے بد قسمتی گاڑی بیچ روڈ پر ہی خراب ہو گئی ...

افففف یہ نئی مصیبت وہ ایک منہ پھٹ کافی نہیں تھا۔

اللہ میری تو قسمت ہی خراب ہے ... ایک زور دار ٹھوکر گاڑی کو رسید کرتے بڑبڑاتے وہ چیخ پڑی۔

جب بھی یہ بندہ میرے منہ لگتا تب تب میرے ساتھ کچھ برا ہوتا کیا منحوس وقت تھا جو اسکے ساتھ کام کرنے کیلیئے تیار ہو گئی تھی

وہ مسلسل بڑابراتے اس دھند سے بھرے خالی روڈ کو دیکھ رہی تھی

غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا۔

وہ موبائل نکال کر کسی کو کال کرتی اچانک ہی ایک گاڑی اسکی گاڑی کے قریب آرکی... عائشہ کو یاد آیا تھا یہ وہی کار تھی جو اسنے کچھ دیر پہلے ہی یونی کے باہر دیکھی تھی اس میں سے نکلتے بندے کو دیکھ عائشہ کو ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی تھی

What a pleasure surperise Miss Ayesha Zulfiqar...!

مقابل نے گاڑی سے نکلتے انتہائی خوش دلی سے کہا۔

Really...?

وہ خوشی سے چہک پڑی

But not for mine...!

اس خوشی کو پل میں اڑن چھو کرتی وہ تنک کر بولی.

اسکے اتنے سیدھے جواب پر حسیب اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

یہ تو میری سوچ سے زیادہ ٹیڑھی ہے ... وہ سوچنے پر مجبور ہوا.

جب عائشہ کی آواز کانوں میں پڑی تو ایک بار پھر سے ٹرائی کرنے کا سوچا۔

آپ کی گاڑی خراب ہو گئی ہے اگر آپ کہیں تو میں دیکھ دیتا ہوں۔

مؤدبانہ انداز میں کہا گیا۔

عائشہ نے بیزار نظر موبائل سے ہٹا کر سامنے کھڑے بندے پر ڈالی۔

وائیٹ شرٹ میں بلو جینز کے ساتھ وائیٹ کلر کا ہی اون کا کوٹ زیب تن کر رکھا تھا نفاست سے جیل سے سیٹ کیے ہیئر اسٹائل میں وہ اپنی رعب دار شخصیت میں عائشہ کو زیادہ نہیں مگر کچھ حد تک ٹھیک ہی لگا تھا۔

پہلی بار کوئی لڑکی اسے یوں دیدے پھاڑے چیک آؤٹ کر رہی تھی حسیب نروس سا ہوتا پہلو بدل کے رہ گیا۔

ماشاءاللہ... اسنے بے ساختہ کہا۔

حسیب نے حیرت سے گردن موڑی۔

آپ کی تیاری کو دیکھ کر کہہ رہی ہوں ماشاءاللہ ...

اور اگلے ہی لمحے اس لڑکی نے اسکی حیرت پر پانی پھیر دیا

آپ میری گاڑی کو مت دیکھیں جہاں جا رہے تھے وہاں جائیں ... اسکی تیاری پر چوٹ کرتے وہ ایک بار پھر بولی۔

حسیب کو وہ لڑکی کم اور آفت کی پڑیا زیادہ لگی تھی جو ایک پولیس والے سے اتنی بدتمیزی کر رہی تھی

میرے خیال سے آپ بھولی نہیں ہیں کہ آپ ایک پولیس والے کے سامنے کھڑی ہیں ... وہ اس پر تھوڑا رعب جمانا چاہتا تھا۔

اور میرے خیال سے اس پولیس والے کو میں نے نہیں بلایا تو اپنی اس خدمتِ خلق کو لے کر کہیں اور جا کر ٹرائی ماریں ...

جھٹکے سے اسکی طرف مڑتے وہ پہلے سے بھی زیادہ تیکھے لہجے میں بولی۔

دیکھیں میڈم میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں ...

اپنی اتنی عزت افزائی پر وہ دھواں دھواں ہوتے بولا

تو آپ بھی دیکھیں مسٹر آپ ایسے ویسے ہوں یا ویسے ویسے ہوں ،جیسے بھی ہوں یہاں سے تشریف لے جائیں۔

نپے تلے انداز میں کہتی وہ کافی روڈ ہو گئی تھی

وہ کافی بولڈ تھی حسیب کو بات کرتے وقت اسکے لہجے میں ذرا سی بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوئی وہ کافی متاثر ہوا تھا۔

مگر وہ اسکے لئے کافی خطرناک لڑکی ثابت ہوئی تھی اس سے بات کرنا ایسے تھا جیسے بجلی کی تار کو کسی غلط تار سے جوڑ دیا ہو اور اس نتیجے میں جو ہوتا وہ سامنے دیکھ رہا تھا

"آپ ہمیشہ سے ہی اتنے غصے میں رہتی ہیں یا آج آپکی امی نے کڑیلے بنائے تھے؟"

"آپ ہمیشہ سے ہی اتنی بک بک کرتے ہیں یا آج کوئی نئی بات ہے؟"

وہ جل کر بولی۔

سنیں مس عائشہ...

آپ سنیں میری بات مسٹر حسیب مجھے آپکی ہیلپ کی ضرورت نہیں ہے اور نا ہی میں آپ سے بات کرنے میں انٹرسٹڈ ہوں اسلئے آپ کی عزت اسی میں ہے کہ آپ یہاں سے جائیں ... ہاتھوں کہ مدد سے اسکی گاڑی کی طرف اشارہ کرتے وہ بامشکل متوازن لہجے میں بول رہی تھی

نظریں اسکی بلیک شال پر ٹکائے وہ گہری چپ کے ساتھ کھڑا اسے سن رہا تھا۔

I said go...!

اسے وہی جما دیکھ عائشہ اکتا گئی۔

کیا پرابلم ہے اور تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

حسیب کوئی جواب دیتا اپنے عقب سے آتی جانی پہچانی آواز پر اسنے سرعت سے گردن موڑی جہاں ابتسام چوہدری کے ساتھ کاشان بھی کھڑا تھا۔

اسکی شکل دیکھ کر عائشہ کو اپنے اندر دھواں بھرتے محسوس ہونے لگا وہ حسیب کا لحاظ کیے چپ کھڑی تھی ورنہ وہ اینٹ کا جواب پتھر کے مطابق دینے کا ہنر رکھتی تھی

گاڑی خراب ہو گئی ہے ... بتاتے وہ رخ موڑ گئی۔

کاشان چیک کرو!...

ابتسام کی آواز پر کاشان گاڑی کا بونٹ کھولے اسے چیک کرنے لگا۔

آپ یہاں کس سلسلے میں تشریف لائیں ہیں؟

اب وہ حسیب کی طرف مڑا۔

جو مزے سے اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا...

مجھ سے مخاطب ہیں؟

سینے پر انگلی رکھے وہ مسکرایا۔

جی مجبوراً!...

مقابل کی مسکراہٹ تھم گئی۔

اس کے دو ٹوک جواب پر عائشہ سمیت کاشان بھی اپنی ہنسی چھپانے لگے۔

میں تو عائشہ جی کو یہاں کھڑے دیکھ رک گیا تھا کہ شاہد انہیں کوئی ہیلپ چاہئیے ہو!...

وہ کندھے اچکاتے بولا۔

نہیں اسے کوئی ہیلپ نہیں چاہئیے آپ جا سکتے ہیں!..

یہی بات اگر مس عائشہ کہہ دیں تو میں چلا جاؤں گا ...

ابتسام نے کہہ دیا نا سمجھیں میں نے بھی کہہ دیا۔

اسکے جواب پر ابتسام پرسکون سا کھڑا اسے دیکھنے لگا۔

"میری بہن کا جواب آپ سن چکے ہیں تو میرا نہیں خیال اب آپ کو یہاں مزید رکنا چاہئیے"

ابتسام نے مزید آگ لگائی۔

حسیب دانت پیس کر رہ گیا.

اور ہاں ... کچھ یاد آنے پر ابتسام نے اسے پھر سے پکارا

حسیب کے بڑھتے قدم رک گئے۔

جی...؟

اسے تھوڑا زیادہ بولنے کی عادت ہے تو اسلئے اگر کوئی بات بری لگی ہو تو اسکی طرف سے میں معذرت چاہتا ہوں ... پزل بوکس ہاتھوں میں گھماتے اسے اطمینان سے کہتے وہ کہیں سے بھی معزرت خواہ نہیں لگ رہا تھا

خود پر ہوئے عظیم انکشاف پر رخ موڑتے عائشہ نے تیکھی نظروں سے اس پرسکون چہرے کو دیکھا۔

ارے نہیں یہ تو بہت کیوٹ ہیں ... اسنے دل رکھنے کو کہا

اسی کیوٹنس،کیوٹنس کے چکر میں آپ کا سر پھاڑ دے گئی اور آپ کو پتہ بھی نہیں چلے گا ... وہ بڑبڑایا

مگر اسکی آواز اتنی کم بھی نہیں تھی کہ ساتھ کھڑے عائشہ اور حسیب سن نا سکتے۔

گاڑی ٹھیک ہوگئی ہے ... کاشان کی آواز پر وہ تینوں اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

اللہ حافظ ... حسیب گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے نکل گیا

جب عائشہ ابتسام کی طرف لپکی۔۔۔

"اپنی زبان کے جوہر دکھانے سے تم باز نہیں آتے نا"

بلڈی غنڈے ...

تن فن کرتی وہ تقریباً چیختی ہوئی گاڑی میں سوار ہوتی دھول اڑاتے وہاں سے نکل گئی۔

یار تم دونوں کی بھی سمجھ نہیں آتی اسکے سامنے بہن بھائی اور اسکے بعد ایسے جیسے جانی دشمن ...
کاشان تاسف سے بولا۔

تجھے سمجھ آئے گئی بھی نہیں ...

چل گاڑی گھر کی طرف گھما۔

» » » » » » » » » » » » »

رات ساری اسکی سوچوں میں بھٹکتی گزر گئی اور پھر کب آنکھ لگی اسے معلوم ہی نہیں ہوا صبح اپنے قریب مانوس سی خوشبو محسوس کرتے اسکی نیند کا خمار ٹوٹا تھا مگر آنکھیں ہنوز بند ہی رکھی جس سے وہ اسفند شاہ کی کہی ہر ایک بات باخوبی سن چکی تھی بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنائے وہ قریب بارہ بجے کے قریب کمرے سے باہر نکلی تھی وہ کوئی اتنا بڑا فلیٹ نہیں تھا ایک کمرہ اسکے دائیں سائیڈ پر کچن تھا جس میں ہر شے ترتیب سے رکھی ہوئی تھی اسے بھوک کا احساس ہوا مگر پھر کھانے کا سوچتے ہی اسکی بھوک اڑن چھو ہو گئی وہ یونہی سلپرز پاؤں میں اڑسے کمرے کی بائیں سائیڈ پر آئی جہاں چھوٹا سا لاؤنج تھا باقی گھر کی طرح وہ بھی کافی نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا اس جگہ کو دیکھتے وریشہ کے دماغ میں کل رات کے نکاح کے بول گونجنے لگے اسنے سختی سے آنکھیں میچ دیں بے ساختہ اسکا وہاں دم گھٹنے لگا ساتھ ہی لگے گرل ڈور کو کھولے وہ باہر چھوٹے سے لان میں آ نکلی ... اس کھلی فضا میں وہ تروتازہ محسوس کر رہی تھی پاؤں سلپرز سے باہر نکالے وہ ننگے پاؤں اس گیلی گھاس پر چہل قدمی کرنے لگی پل کیلئے خود کو تمام وسوسوں اور پریشانیوں سے نجات دلا کر وریشہ گہرا سانس اندر کھینچتی خود کو پرسکون کر رہی تھی۔۔۔"مگر سوچیں کب رکتی ہیں وہ تو بے لگام ہوتی ہیں دل کے جیسے سوچوں پر بھی ہمارا اختیار نہیں ہوتا یہ کہیں بھی جا اٹکتی ہیں اور پھر مسلسل اسی کو سوچتی رہتی ہیں جس کو نہیں سوچنا چاہیئے"

انہی سوچوں میں غرق وریشہ وہی لان میں بنی کناری کے قریب چھوٹے سے بنچ نما جگہ پر بیٹھ گئی دسمبر کے اویل دن تھے سردی اپنے زورو شور پر تھی اور وہ لڑکی ہر چیز سے بے نیاز کاٹن کی سادہ سی قمیض شلوار میں چھوٹے سے ڈوپٹے کو کندھوں پر رکھے بغیر جوتوں کے وہ گیلی گھاس پر بیٹھی تھی وہ ویسے ہی سٹل بیٹھی رہتی مگر اپنے پیروں میں کسی کا سایہ لہراتے دیکھ وہ چونک کر مڑی وہاں اسفند شاہ کو چہرے چھپائے کھڑے دیکھ اسکی نظروں میں بیزاریت ابھر آئی وہ دوبارہ سے رخ موڑ گئی ...

یہاں اتنی ٹھنڈ میں کیا کر رہی ہو؟

وہ اسکے آگے آ کھڑا ہوا جب نظر سفید ست سرخ ہوتے پاؤں پر پڑی۔

تمہارے جوتے کہاں ہیں وریشہ پاگل ہوگئی ہو کیا اتنی ٹھنڈ میں ننگے پاؤں بیٹھی ہو ... وہ اپنا سر تھامے پریشانی سے بولا۔

وریشہ نے چہرے کا رخ دوسری طرف موڑ دیا

اسکی حرکت پر اسفند بھی اسکی دائیں طرف نظروں کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

میں تم سے بات...

وہ ابھی بول رہا تھا جب اسنے چہرے کا رخ بائیں طرف موڑ دیا۔

اسفند شاہ بھی اسی طرف آکھڑا ہوا۔

کیوں زچ کر رہی ہو؟

اسفند نے تنگ آکر پوچھا۔

اب کی بار وریشہ یونہی سپاٹ چہرے کو نیچے کی طرف جھکا گئی

اسکے جھکے سر کو تاسف سے دیکھتے اسفند مسکراتا گھٹنوں کے بل جھکتا اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

وریشہ کو اسکی امید نہیں تھی وہ شوکڈ ہو گئی

"تمہاری نظروں کے سامنے رہنے کیلئے اگر مجھے جھکنا پڑے تو اسفند شاہ وہ بھی کر جائے گا ، اور اگر تمہارا نظرِ کرم یونہی مجھ فقیر پر پڑتا ہے تو یہ بھی منظور"

اسے نظروں کے حصار میں باندھے وہ انتہائی محبت سے بولا تھا

اسکی محبت سے لبریز نظروں سے خائف ہوتی وہ رخ موڑتی اس سے پہلے ہی اسفند اسکے جبڑے پر اپنی پکڑ سخت کرتے اس کے قریب آگیا۔

کیوں تنگ کر رہی ہو؟

"وہ خاموش رہی"

اور ایسے ہی باہر کیوں آگئی جوتے بھی نہیں پہنے ... اسکے ٹھنڈے یخ پڑتے پاؤں اپنی گود میں رکھتے وہ برہم ہوا۔

وہ تب بھی سپاٹ چہرا لیے خاموش بیٹھی رہی۔

"میں نے شال نکال کر رکھی تھی تمہاری وہ کیوں نہیں اوڑھی اگر ٹھنڈ لگ گئی تو" ... چہرے پر آتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے وہ پھر شکوہ کناں ہوا۔

"وہ ہنوز خاموش بیٹھی تھی"

"میں بریک فاسٹ بنا کے گیا تھا تمہارے لیے... کھایا تم نے؟"

"وہ مکمل چہرا پھیرے لاتعلق بنی رہی "

مگر اسکی لو دیتی نظریں ،میٹھا لہجہ اپنے پیروں پر سرائیت کرتے اسکے گرم ہاتھ وریشہ بامشکل خود پر اپنی منتشر ہوتی دھڑکنوں پر ضبط کیے چپ بیٹھی تھی

اسکی اتنی محنت کے بعد بھی وہ اسے دیکھنا گوارا نہیں کر رہی تھی ... وہ اداسی سے مسکرا دیا۔

اوکے چلو کمرے میں آؤ میں تمہارے لیے شاپنگ کر کے آیا ہوں وہ بھی دیکھاتا ہوں اور ایک چھوٹا سا سرپرائز بھی ہے

کہتے ساتھ ہی اسفند شاہ نے اسکے پیروں میں اپنے شوز پہنا دیئے اور اسکے چہرے پر گرفت بھی ڈھیلی کر دی

جوتے پہنانے کی دیر تھی وریشہ وہاں سے اٹھتی کمرے میں چلی گئی

وہ بھی چپ چاپ اسکے پیچھے کمرے میں آ گیا ... جہاں وہ بیڈ پر پاؤں نیچے لٹکائے بیٹھی تھی ... جیسے اسکا ہی انتظار کر رہی ہو۔

شاپنگ بیگز اسکے سامنے رکھتے اسفند نے اسکے پیروں سے جوتے اتارتے بیڈ پر بٹھائے اس پر کمفرٹر اوڑھ دیا۔۔۔

کہاں وہ اپنے اشاروں پر دنیا کو چلانے والا مرد جس کے ارگرد ہر سیکنڈ لڑکیاں رنگ برنگیاں تتلیوں کی مانند منڈلاتی رہتی تھیں جن کو وہ نظر بھر کر دیکھنا بھی توہین سمجھتا تھا وہ اسفند شاہ اس لڑکی کے قدموں میں بیٹھا اسکے جوتے اتار رہا تھا وہ لڑکی جو اسے دیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھتی تھی

تم یہ شاپنگ دیکھو میں آتا ہوں صرف دو منٹ میں ... کہتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

وریشہ یک ٹک سامنے رکھے بیگز کو گھورنے لگی ...

ٹرے میں کیک سجائے ایک ہاتھ میں گلدستہ پکڑے وہ دس منٹ بعد خوشی سے کمرے میں آیا جہاں وہ ویسے ہی بت بنی بیٹھی تھی جیسا وہ اسے چھوڑ کے گیا تھا۔

اوکے تم یہ شاپنگ ابھی نہیں دیکھنا چاہتی تو کوئی بات نہیں ... اسنے بیگز سائیڈ پر کر دیئے

تم یہ کیک کٹ کرو آج تمہاری برتھڈے ہے نا ... اور یہ تمہارے لیے...

سرخ گلاب کے پھولوں کا فریش گلدستہ اسکی گود میں رکھے اسفند نے کیک والی ٹرے اسکے قریب کھسکائی تھی۔

دل پر پتھر رکھے اسنے ایک ہی جست میں چھری اٹھائے کیک کٹ کیا اور گلدستہ سائیڈ پر رکھ دیا۔

اسکی خوشی ماند پڑ گئی وہ کچھ منٹ اسے خاموش نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر بولا۔

"میں نے تمہیں بولنے سے منع کیا تھا زبان پر قفل لگانے کو نہیں کہا تھا مائے کوئین"

اسکی تھوڑی کو پکڑے چہرے کو اپنے سامنے کیے وہ اب بھی نرمی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"وریشہ نے نظریں جھکا دیں"

وہ مسکرا دیا۔

" صحیح ہے مطلب اب تم اس خاموشی سے تڑپاو گئی پہلے کڑوا بول کر دکھ دیتی تھی اور اب چپ رہ کر اذیت دے رہی ہو ، ڈیٹس اوکے مائے کوئین جیسے تمہیں خوشی ملے"

زخمی سا مسکراتے اسکے لہجے میں بے پناہ اذیت در آئی ... اسفند شاہ نے اسکی تھوڑی چھوڑ دی۔

مگر وہ دیکھ رہی تھی وریشہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوئی تھی وہ کھوجتی نظروں سے اسکی آنکھوں میں اپنا مقام ڈھونڈ رہی تھی وہ اسکی نظریں پڑھنے میں اس قدر گم ہوئی کہ اسفند شاہ کی نظروں میں جھلکتی محبت دیکھ کر بھی نظریں نہیں جھکا پائی ...

"میں تم تک بے پناہ صبر اور مصیبتوں کو جھیل کر پہنچا ہوں"

اسکے لہجے میں نمی گھل گئی۔

"تم سے محبت میری کمزوری ہے اور تمہاری دوری میری جان کا وبال"

"تم میرے لیے ضروری ہو ، تمہارا مجھے دیکھنا، سننا، مجھ سے بات کرنا ضروری ہے"

منتشر ہوئی سانسوں کو سنبھالے وہ حق دق سی اسے دیکھ رہی تھی

"اور تمہاری خاموشی میرے لیے عذاب کی مانند ہے"

پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھتے وہ اس ایک ایک لفظ کو بغور سن اور اس میں جھلکتی محبت سمیت تکلیف کو بھی محسوس کر پا رہی تھی

مگر میں ابھی بھی ثابت قدم رہوں گا اور تب تک رہوں گا جب تک تم سٹیبل نہیں ہو جاتی ...
اسفند شاہ نے مسکراتے اسکے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی!..

زور سے آنکھیں میچتے وریشہ نے سانس روک لی وہ خود کو جتنا نارمل شو کرواتی اسفند شاہ کی نظریں ، اسکا لہجہ اسے کئی زیادہ نروس کر رہا تھا اور اب وہ نرم گرم سا لمس پاتے ہی وہ جی جان سے لرز اٹھی ... پیچھے ہٹتے وہ اسے محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگا جب وریشہ نے گردن کو مزید جھکا دیا۔

اپنا خیال رکھنا اور سب ایسی کوئی حرکت نہیں ہونی چاہیے

اسکے پیروں پر کمفرٹر درست کرتے اسفند نے وارننگ دی تھی

اور پھر اٹھتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

گود میں رکھے ہاتھوں پر قطرہ قطرہ کر کے آنسو گرنے لگے وہ اس وقت جس کیفیت کے زیرِ اثر تھی اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے تکلیف اسفند شاہ کیلیئے ہو رہی ہے اور وہ خود پر ترس کھاتے رو رہی ہے

» » » » » » » » » » » » » » » » »

ہاں میں نکل چکا ہوں بس دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا تم وہی رکو۔

موبائل کان سے ہٹاتے وہ گیٹ پار کرتا ہوہاں موجود گارڈ کو دیکھ رک گیا۔

میڈم کا خیال رکھنا میں کچھ دن نہیں آ پاؤں گا۔

بے فکر رہیں سائیں میں اپنی جان گنوا دوں گا مگر بی بی جی پر آنچ تک نہیں آنے دوں گا .... وہ ایک جذب سے بولا ... وہ کوئی عام گارڈ نہیں تھا وہ ارشان شاہ کا خاص گارڈ تھا جو حویلی سے اسکے ساتھ یہاں آیا تھا اور اب تک یہی اسکے ساتھ تھا۔

بہت شکریہ انور ... یہ رکھو اور کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کال کر لینا اور میری غیر موجودگی میں کسی کو یہاں آنے کی اجازت نہیں ہے نا میڈم کو باہر جانے کی ... خاص یہ بات یاد رکھنا

اسکے ہاتھ میں پانچ ہزار کے چند نوٹ رکھتے وہ ہدایات دیتا اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے اسے گاڑی کو روڈ پر ڈالے جب موبائل ایک بار پھر بجا تھا ... چاچو کالنگ دیکھ زیان حیدر نے فوراً سے کال یس کرتے موبائل کان سے لگایا۔۔۔

اسلام علیکم چاچو ... کیسے ہیں آپ؟

وعلیکم السلام... مجھے چھوڑو زیان یہ بتاؤ میری بیٹی کہاں ہے تم نے تو یار نکاح کر کے چھپا ہی لیا ہے میری بیٹی کو!...

انکی بات سنتے ہی ارشان شاہ کا مدھم قہقہہ گاڑی میں گونجا۔

آپ کی بیٹی وہاں ہے چاچو جہاں اسے ہونا چاہئیے تھا وہ میری دسترس میں ہے اسی گھر میں جہاں اسے رکھنا میری خواہش تھی

اسکو سوچتے ہی زیان حیدر کے ہونٹوں پر گہرا تبسم پھیل گیا

وہ سب تو ٹھیک ہے بیٹا مگر مجھ سے ملانے کب لا رہے ہو میری پرنسیس کو؟

چاچو ابھی دو تین دن مشکل ہے کیونکہ ابھی میں عشال اور حسنہ بی کو لے کر حویلی جا رہا ہوں!..

"سب خیریت ہے نا زیان"..

جی جی سب خیریت ہے چاچو وہ بس عشال ملنا چاہتی تھی سب سے اسلئے باقی آپ کی پرنسیس اور میری کوئین وہاں بلکل ٹھیک اور محفوظ ہے آپ فکر نہیں کریں میں وہاں ہوں گا مگر سارا دھیان یہاں ہو گا!...

بلکل بے فکر ہو جائیں ... وہ انکی ہر طرح سے تسلی کرنا چاہتا تھا

مشکل ہے بیٹا مگر چلو میں دو دن اور انتظار کر لوں گا۔

انکے لہجے میں اداسی در آئی۔

آپ مس کر رہے ہیں اسے؟

یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے زیان میں اپنی پرنسیس کو حد سے زیادہ مس کر رہا ہوں ... انکے لہجے میں اسکے لئے محبت ہی محبت تھی

مس تو میں بھی کر رہا ہوں مگر ہائے رے قسمت وہ ظالم دیکھتی بھی نہیں ... سرد آہ بھرتے وہ بڑبڑایا تھا۔

تم نے کچھ کہا بیٹا ...

نہیں چاچو میں بس کہہ رہا تھا کہ آپکی پرنسیس کو بہت جلد لے کے آؤں گا آپکے پاس ... آپ اداس نہیں ہوں ورنہ اس جرم کی سزا بھی بھگتنی پڑے گئ آپ کے زیان کو!...

اسکی دہائیاں سنتے احمد سلطان کو وہ گیارہ سال کا زیان یاد آگیا جو انکی پرنسیس کی بے جا ضد اور شرارتوں سے تنگ آ کر اپنا سر پکڑے کونے میں منہ لٹکائے بیٹھا ہوتا تھا

بے ساختہ انکے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

اچھا... اپنا خیال رکھنا اور پری کا بھی اللہ تم سب کو اپنی امان میں رکھیں ...

آمین چاچو ... اسنے کال کٹ کرتے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

» » » » » » » » » » » »

ڈبلیکیٹ کیز نکالے اسنے دروازہ کھولا اور اس اندھیرے میں ڈوبی جگہ پر قدم رکھا کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی تھیں وہ ضرور کچن میں تھا وہ بغیر شور کیے چلتا ہوا لاؤنج میں رکھے صوفے پر آبیٹھا سامنے دیوار پر لگی ایل سی ڈی کو اون کیے وہ وہی دراز ہو گیا...

چینل سرچ کرتے وہ بوریت کا شکار ہونے لگا گھڑی پر ٹائم دیکھا تو ابھی چار بجنے میں کچھ وقت باقی تھا وہ آنکھیں موند گیا ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی جب مخصوص آوازیں آنا بند ہو گئ اور قدموں کی چاپ اسکی جانب بڑھنے لگی اسنے گن پٹی سہلاتے آنکھیں کھول دیں جب سامنے شل کھڑے حسیب پر پڑی ایک ہاتھ میں چائے کا مگ اور دوسرے میں سینڈوچ کی ٹرے پکڑے رف سے حولیے میں وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا

تم کب آئے ...؟

ٹرے ٹیبل پر رکھے وہ بوک ریک کے پاس جا کھڑا ہوا۔

زیان نے نوٹ کیا وہ اسے اگنور کرنے کی مکمل کوشش کر رہا ہے

وہ خاموش تھا جس پر حسیب بک ہاتھ میں پکڑے مڑا۔

وہ جانچتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

میں تجھے کاٹ نہیں رہا یہاں آ کے بیٹھ ... وہ غصے سے بولا۔

تیرا کیا بھروسہ اگر کاٹ لیا تو ... سامنے بھی حسیب تھا الٹی بات کا الٹا جواب!

تو چپ چاپ یہاں آ اور مجھے بتا کے تیرے ساتھ کیا مسئلہ ہے ورنہ اگر میں آگیا تو پانچ لگاؤں گا اور دس سناؤں گا!..

مطلب زیان کو پتہ چل گیا کہ وہ اس سے کچھ چھپا رہا ہے حسیب کیلئے یہ خطرے کی بات تھی۔

ارے مجھے کیا مسئلہ ہونا ہے ... وہ جھنجھلاتے ہوئے کہتا صوفے پر دھپ سے بیٹھا۔

اس لڑکی نے آدھے گھنٹے کی ملاقات میں دماغ کی دہی کر دی اتنا بولتی ہے یار زیان وہ میرے تو سر میں درد ہونے لگ گیا ہے

بیچاری سی شکل بنائے وہ بچوں جیسے منہ بناتا کہہ رہا تھا

عائشہ کی بات کر رہے ہو؟

نام مت لے یار اسکا میرے سامنے ،میرا آج تک اس جیسی سرپھری لڑکی سے واسطہ نہیں پڑا آفت ہے پوری وہ!..

زیان بےاختیار ہنس دیا۔

ہاں وہ دوسری لڑکیوں جیسی نہیں ہے وہ بہت بولڈ اور بہادر لڑکی ہے

زیان نے اسکی تصیح کی۔

اسکی بات پر حسیب نے نفی میں سر ہلایا۔

یار بات بولڈ تک ٹھیک ہے مگر وہ لڑکی مجھے کہتی ہے کہ میں اپنی خدمتِ خلق لے کر کہیں اور جا کے ٹرائی ماروں۔

یار سیریسلی میں کوئی ایسا ویسا لڑکا ہوں جو اس پر ٹرائی ماروں گا

ہاتھ ہوا میں جھلاتے اس بندے کا بس نہیں چل رہا تھا کیا سے کیا کر دے۔

اوکے کول ڈاؤن ... زیان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

کوئی کول ڈاؤن نہیں یار میری بات کان کھول کر سن لے میں اب اس آفت جیسی لڑکی سے بات نہیں کروں گا!..

کیوں نہیں کرے گا بات؟

"وہ میری انسلٹ کرتی ہے نا"

اسکا سخت لہجہ محسوس کرتے حسیب نے رونی شکل بنائی۔

تھوڑا سی انسلٹ برداشت کر لے کچھ نہیں ہوتا!..

حسیب اسکا ہاتھ جھٹکتے دور کھسک گیا جس کا مطلب صاف تھا وہ ناراض ہو گیا ہے

میری بات سمجھ میرے بھائی مجھے اسکی انفارمیشن چاہیئے میں تیرے علاوہ یہ کام اور کسی کو نہیں سونپ سکتا۔

وہ لڑکی ذات ہے اور میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں۔

"طوفان کا دوسرا رخ ہے تیری وہ لڑکی ذات"

وہ تڑخ کر بولا۔

"اتنا کمزور مت سمجھ تو اسے میں بات کر کے آرہا ہوں نا مجھے پتہ چل گیا اگر کبھی بلفرض میں نے اس لڑکی کو نظر بھر کر دیکھ بھی لیا نا تو مجھے اتنا یقین ہو گیا کہ اگلے پانچ دن میں اپنی ٹوٹے پھوٹی ہڈیوں کے ساتھ ہسپتال کے کسی کمرے میں پڑا ہوا ہوں گا"

سر جھٹکتے ساتھ اسنے زیان کی طرف دیکھا جو چہرے پر بیزاریت لیے اسے ہی گھور رہا تھا

"ٹھیک ہے میں کر لوں گا اس سے بات مل جائے گئ تجھے انفارمیشن"

مگر میری ایک بات یاد رکھنا ... اسنے وارن کرنے والے انداز میں کہا

یہ آخری بار ہے میں آئندہ زندگی میں کبھی کسی لڑکی کی انفارمیشن اکٹھی نہیں کروں گا ...

ٹھیک ہے نہیں کرنا!

ہاں کبھی نہیں کروں گا ... وہ نروٹھے پن سے بولا

اور وہ ابتسام ... یاد آنے پر حسیب کی تیوری چڑھ آئی۔

اسنے زیان کی طرف گردن موڑی مگر اسے اپنی چائے پیتے دیکھ اسکا منہ بن گیا۔۔

اب کیا کیا اسنے؟

چائے کا گھونٹ بھرتے پوچھا گیا

پتہ نہیں وہ بندہ خود کو کیا سمجھتا ہے عائشہ کے لئے وہ ایسے پوزیسو ہو رہا تھا جیسے اسکا سگا بھائی ہو اور میں کوئی دو نمبری عاشق موالی ٹائپ لڑکا جو اسکی بہن پر لائن مار رہا ہو۔۔۔

ایسا کریکٹر تجھ پر ویسے سوٹ کرے گا۔

زیان قہقہ لگاتے بولا تھا

زیادہ ہنس نہیں اگر میں اس کریکٹر میں گھس گیا نا تو پھر ان سر پھرے عاشقوں کی طرح اپنی محبت کو حاصل کر کے ہی دم لوں گا بہت ہلکے میں لے رہو تم سب ابھی حسیب خان کو۔۔۔بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ خود پر مان کرتے اسے بتا رہا تھا

تو ان سے بھی دو ہاتھ آگے ہو گا فکر مت کر ... زیان پھر ہنسا۔

تُو تو رہنے دے زیان حیدر میں جو بھی بن جاؤں مگر تیرے جیسا پاگل عاشق نہیں بن سکتا تو جو جو چکر چلائے پھر رہا ہے جس دن بھابھی....

اچانک اسکی بولتی بند ہو گئی

زیان جو اسکے لگائے الزام مسکراتے سن رہا تھا ایکدم سے خاموش ہونے پر وہ تشویش میں مبتلا ہوا تھا

میں اپنے لیے چاہے بنا کر لاتا ہوں ... وہ ابھی اٹھتا زیان نے اسکی بازو تھام لی۔

یہی بیٹھ اور مجھے بتا کیا پرابلم ہے کیوں اتنا عجیب مشقوق سا رویہ ہو گیا تیرا اور جھوٹ تو بلکل مت بولنا مجھ سے حسیب کیونکہ میں جانتا ہوں ایسی کوئی بات ہے جو تجھے پریشان کر رہی ہے

وہ دعویٰ سے بولا تھا۔

مما کی طبیعت خراب ہے بس اسلئے پریشان ہوں

سر ہاتھوں میں گرائے وہ بھاری ہوتے لہجے میں اسے بتانے لگا

اور یہ بات تو مجھ سے چھپا رہا تھا... زیان کی آواز میں غصہ در آیا

یار تو پریشان ہوتا تیری پہلے پریشانیاں کم ہیں جو یہ بھی بتاتا تجھے۔

مجھے لاکھ پریشانیاں سہی حسیب مگر وہ صرف تیری ماں نہیں ہے۔۔۔غصے کی زیادتی سے وہ تیز لہجے میں بولا

تو کل ہی انکے پاس واپس جا رہا ہے بعد میں ہوتے رہیں گئیں یہ کام

زیان نے آخری فیصلہ سنایا۔

ابھی بہتر ہیں پہلے سے، میں یہ کام ختم کر کے فوراً ہی انکے پاس چلا جاؤں گا تو فکر نہیں کر

تو شیور ہے؟

اسے تسلی نہیں ہوئی تھی۔

ہاں ہنڈرٹ پرسینٹ شیور ہوں میرے بھائی ... مسکرا کر کہتے حسیب نے اسے کس کے لگایا تھا۔

کاش میں تجھے سچ بتا سکتا زیان ... دکھ اور افسوس سے سوچتے حسیب نے آنکھیں موند دیں

میں جانتا ہوں تو ابھی بھی مجھ سے جھوٹ بول رہا ہے حسیب مگر میں انتظار کروں گا جب تو خود آ کر مجھے سچائی بتائے گا

اسکا سر تھپتھپاتے زیان اٹھ کھڑا ہوا

میں جا رہا ہوں کچھ دن بعد ملاقات ہو گئی۔

انشاللہ میرے بھائی۔

بس تو موبائل پر میرے ساتھ ٹچ میں رہنا۔

زیان نے اسکی منت کی تھی

ہاں ہاں فکر مت کر میں تجھے کال کر کے یہاں کی ساری اپ ڈیٹس دیتا رہوں گا۔

اوکے خیال رکھنا اپنا۔۔اسے ایک بار پھر گلے لگاتے زیان وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

» » » » » » » » » » » » » » »

جی میں ابھی بلا کر لاتی ہوں ... حکم کی بجا آوری کرنے کیلیئے وہ کمرے کی سمت چل پڑی ... دروازہ کھلا تھا اسنے کمرے میں قدم رکھا جہاں نظر سب سے پہلے فرش پر بچھائے جائے نماز پر سجدے میں

جھکے سفیان شاہ پر گئی تھی اسنے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز جاری رکھی عینا وہی کھڑے حیران سی اسے نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی آج وہ پہلی بار سفیان شاہ کو نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی یاں یوں کہا جاتا آج سفیان شاہ پہلی بار اسکے سامنے نماز پڑھ رہا تھا وہ یک ٹک اسے مبہوت سے دیکھ رہی تھی نظر گیلی ڈارھی سے ہوتے بند ہوئے کف پر پڑی وہ ایک بار پھر سجدے میں جھکا اور عینا کا سانس بھی رک گیا ... وہ اسکی ذات پر اس قدر اثر رکھتا تھا کہ اسے محض سجدے میں جھکے دیکھ کر بھی عینا کی سانسیں رکتی تھیں وہ اسے خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے دیکھ سفیان شاہ پر صدقے واری جا رہی تھی ۔۔۔وہ اسے دیکھنے میں گم تھی جب سفیان شاہ نے سلام پھیرتے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تھے۔

وہ ابھی بھی ویسے ہی پتھر کا مجسمہ بنے کھڑی اسے نہار رہی تھی

اور پھر وہ کافی دیر دعا مانگتا رہا ... عینا پہلی بار کسی مرد کو اتنی لمبی دعا مانگتے دیکھ رہی تھی جانے وہ کیا مانگتا تھا محض اسکے دل میں خیال نے جگہ بنائی تھی۔

تم یہاں کوئی کام تھا کیا؟

وہ دعا بھی مانگ چکا تھا جب خود کو کسی کی نظروں میں حصار میں بندھے دیکھ سفیان شاہ نے اسی حالت میں ذرا سی گردن موڑے پوچھا تھا۔

نہی... نہیں...ہا..ہاں ... جی میرا مطلب ہے ہاں جی وہ ... وہ بی جان آپ کو بلا رہی تھیں۔۔۔اپنی حرکت پر خجل سی ہوتی عینا نے جملے کو توڑتے ہوئے مکمل کیا تھا۔

سفیان شاہ پھر سے گردن موڑ گیا مگر اسکی نظروں میں وہ حیرانگی اور عجیب سی کیفیت کو وہ بھانپ گیا تھا

یہی سوچ رہی ہو نا کہ مجھ جیسا شخص بھی نماز پڑھ سکتا ہے کیا؟

جی... نہیں ... بلکل نہیں ... میں ایسا ہرگز نہیں سوچ رہی تھی

عینا پھر سے بوکھلاہٹ کا شکار ہوتی غلط بول گئی۔

سفیان شاہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں بس آج تک کسی کے سامنے نہیں پڑھی میرا مطلب ہے میں کمرے تک ہی محدود رہ کر نماز پڑھتا ہوں"

مجھے خوشی ہوئی سن کر کہ آپ باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں۔

اسکی خوشی لہجے سے ہی جھلک رہی تھی

تمہیں پتہ ہے میں نے ابھی کیا دعا مانگی؟

وہ جو کل تک اسکی شکل دیکھنے کا روادار نہیں ہوتا تھا آج خود اس سے سوال پر سوال کرتا باتیں کر رہا تھا عینا خود کو کسی خوش فہمی میں نہیں رکھنا چاہتی تھی مگر سفیان شاہ کا دھیما نرم لہجہ اسے خواب اور حقیقت کے فرق کو بھولنے کو کہتا تھا اسے اکساتا تھا کہ وہ سفیان شاہ سے محبت کرے اسے سوچے اسے چاہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اسے قبول نہیں کرے گا اسکا کبھی نہیں ہو سکتا وہ پھر بھی ایسا کرنا چاہتی تھی وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھی وہ بے بس تھی مگر آگے ساری زندگی پڑی تھی جس کا سوچتے ہی عینا خود کو اس یکطرفہ عذاب سے رہائی دلانا چاہتی تھی جو مشکل تھا مگر ناممکن نہیں۔

تم نہیں پوچھنا چاہتی مجھ سے؟

وہ عام سے لہجے میں پوچھ رہا تھا

جی کیا دعا مانگی آپ نے؟

بامشکل خود کو نارمل رکھتے اسنے جواب دیا۔

"میں نے دعا مانگی کے عشاء مل جائے"

وہ دعا تھی یا گزری قیامت جس کو وہ واپس لانا چاہتا تھا عینا کے چہرے پر خوف کے سائے رقص کرنے لگے تھے

سفیان اسکی حالت دیکھتا جائے نماز طے کر کے اٹھتا اسکے قریب آ کھڑا ہوا۔۔میں جانتا ہوں اسنے غلط قدم اٹھایا مگر یہ بھی ہماری ہی غلطی تھی اگر ہم اسکی بات مان لیتے تو آج وہ بھی ہمارے ساتھ ہوتی

اسکی آنکھیں اپنی بہن کی جدائی پر نم ہوئی تھیں

میں آج بھی اسے ڈھونڈ رہا ہوں اور جس دن وہ مجھے مل گئی نا اس دن میں اسے واپس حویلی لے آؤں گا اسے معاف کر دوں گا میں۔

بھیگی پلکیں اٹھائے وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

میری دعا ہے عشاء جلدی مل جائے اور ... اسکے ہونٹ جیسے سِل گئے

اور کیا؟

سفیان نے اسکی طرف دیکھا۔

"اور میری دعا ہے کہ انوشے بھی آپ کو جلدی مل جائیں"

تکلیف کے آثار چہرے پر نمایاں تھے مگر وہ پھر بھی مسکرا رہی تھی سفیان شاہ نے بےساختہ نظریں پھیر دیں جیسے وہ خود کو اسکا مجرم مانتا ہو۔

آپ کو بی جان بلا رہی ہیں۔۔۔انکا حکم دیتی وہ کمرے سے نکلتی چلی گئی جب سفیان شاہ بھی چہرے پر ہاتھ پھیرتے گہرا سانس اندر کھینچتے بی جان کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

» » » » » » » » » » » » » »

وہ کچھ دیر پہلے ہی مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں چہرے پر پریشانی کے آثار تھے وہ چلتی انکے پیروں کے قریب آبیٹھی جب دا جی انہیں اپنے پاس بیٹھتے دیکھ اٹھ کر بیٹھ گئے۔

کیا ہوا بیگم کافی پریشان نظر آرہی ہیں؟

انکے جھریوں زدہ ہاتھوں کو تھامے وہ محبت سے پوچھ رہے تھے

بی جان اتنی پریشانی میں بھی مسکرا دی۔

پریشان تو آپ بھی ہیں دوپہر سے دیکھ رہی ہوں آپ کمرے میں بند ہیں کھانا بھی نہیں کھایا۔

الٹا سوال ان پر ڈالتی بی جان انہیں گڑبرانے پر مجبور کر گئی

ایسی.. ایسی تو کوئی بات نہیں ہے بیگم آپ زیادہ سوچ رہی ہیں۔

آپ کو بھی سفیان کی فکر ہو رہی ہے نا؟

انکے ہاتھوں پر گرفت سخت کرتی وہ یقین سے پوچھ رہی تھیں

مجھے میرے بچے کی خوشی بہت عزیز ہے بیگم مگر ہم اتنے بے بس ہیں اسکے لئے کچھ نہیں کر سکتے ۔۔۔وہ آبدیدہ ہوگئے۔

میں نے اسے کئی بار روتے دیکھا ہے ، راتوں کو اکیلے حویلی میں بھٹکتے دیکھا ، تنہا سوچوں سے لڑتے دیکھا ہے بیگم اور تنہائی انسان کو اندر سے کھا جاتی ہے مجھے ڈر ہے ہمارا بچہ ہم سے دور ہو جائے گا۔۔یہ میں جانتا ہوں بیگم کے میں اپنی بیٹی کی جدائی کیسے برداشت کر گیا لوگ کہتے ہیں لال حویلی والے پتھر دل ہیں، سفاک ہیں، ظالم ہیں ... آنسو لڑیوں کی صورت میں انکی آنکھوں سے بہنے لگے تھے

لوگ کیسے بول لیتے ہیں یہ بات بیگم کیا لال حویلی میں انسان نہیں رہتے؟ ... انکے پاس دل نہیں ہیں کیا؟

ہم اپنے ریت رواجوں سے پیچھے نہیں ہٹتے ، ہمیں اپنی عزتیں جان سے زیادہ پیاری ہیں ہم غیرت مند ہیں تو کیا ایسے میں ہم سفاک اور ظالم حاکم بن گئے۔۔۔وہ ان سے پوچھ رہے تھے جو خود برسوں سے ان سوالوں کے جواب تلاش کر رہی تھیں۔

میں کیا کہوں سائیں میں تو خود اتنی بے بس ہوں کہ اپنے بچوں کی خوشیوں کی دعائیں مانگنے سے پہلے اسکی بدعائیں کانوں میں گونجنے لگتی ہے میں اپنے پوتے پوتیوں، نواسے کیلیۓ دعا مانگتی ہوں تو میری روح مجھے جھنجوڑتی ہے مجھے ایسا لگتا جیسے میں نے میری بچی کے ساتھ نا انصافی کی۔۔۔ہم ظالم حاکم ہی تو ہیں سائیں لوگ صحیح کہتے ہیں لال حویلی میں سفاک اور ظالم لوگ بستے ہیں ہم حاکم بن گئے تھے سائیں ... انکے ہاتھوں پر گرفت ڈھیلی کرتے وہ بھی رونے لگی تھی۔۔۔ہمارا اپنا بیٹا حاکم بن گیا ، ہم خدا بن گئے تھے سائیں ہمیں نے حال دیکھنا شروع کر دیا تھا ہم نے اس ذات پر یقین رکھ کر چلنے کی بجائے خود سے فیصلے کرنے شروع کر دیۓ ہم نے اپنے بچوں کی زندگیاں خود اپنے ہاتھوں سے آگ میں جھونک دیں ... بیٹی چھوڑ کر چلی گئ اور بیٹا سارا دن بے سکون زندہ لاش کی طرح بھٹکتا رہتا ہے ۔۔۔اس وقت اگر ہم ایک فیصلہ اپنے اللہ پر یقین رکھ کر کر لیتے نا سائیں تو آج ہمارا شیرازہ بکھرا نا ہوتا مگر ہم لال حویلی والے اپنی جھوٹی انا کی تسکین کی لالچ میں مالک بن گئے تھے

وہ ہچکیاں لیتے رونے لگی تھی وہ دونوں وجود جن کے چہروں پر اس عمر میں سکون اور خوشیوں نے ہونا تھا آج ان جھڑیوں زدہ چہروں پر کرب ،اذیت اور ماضی میں لیے ایک غلط فیصلے کے پچھتاوے رقص کر رہے تھے وہ دونوں وجود اس بند کمرے میں سسکیاں بھر رہے تھے جب باہر کھڑا شخص اپنے آنسو پر قابو نا پاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

میں بہت صبر سے سب برداشت کر گیا ہوں بیگم مگر اب میں اپنے پوتے پوتیوں کو اپنے نواسے کو نہیں کھو سکتا ... میں..میں اپنی بیٹی کی جدائی برداشت کر گیا مگر اب اور نہیں کر پاؤں گا مجھ سے سفیان کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔۔۔انکی آنکھیں پھر سے نم ہو گئیں۔۔۔بی جان نے انہیں دلاسہ دینے کیلئے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا مجھے یقین ہے اپنے اللہ پر وہ ٹھیک ہو جائے گا اسے عینا کی محبت ٹھیک کر دے گئ ... وہ مان سے بولی تھیں۔

"کچی عمر کی محبتیں بہت ضدی ہوتیں ہیں بیگم انکا اثر تو بڑھاپے میں بھی مدھم نہیں پڑتا "

وہ بی جان کو دیکھنے لگے۔

مگر مجھے آپکی بات پر بھی یقین ہے بیگم بیشک وہ ذات ہر شے پر قادر ہے وہی ہے جو اب ہم بے بسوں کی کشتی پار لگا سکتی ہے ہمیں ہمارے بچوں کو سکون دے سکتی ہے ... انکی بات پر وہ دونوں بیک وقت ہلکا سا مسکرا دیئے۔

دروازہ نوک ہوا تو بی جان نے آنے والے کو اجازت دی تھی

وہ دونوں جانتے تھے کون آیا ہو گا۔۔بدامی رنگ کے کلف لگے قمیض شلوار میں کندھوں پر گرم شال اوڑھے وہ شاہد ابھی نماز پڑھ کر آیا تھا چہرے پر مخصوص تاثرات تھے آنکھیں ہر احساس سے عاری ، لمبی گھنی مونچھوں تلے عنابی لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے چہرے پر حددرجہ سنجیدگی تھی ... جانے وہ کب اسکے چہرے پر خوشی دیکھئں گیئں؟

بی جان کو سامنے کھڑے اپنے خوبرو شہزادے جیسے پوتے کو دیکھ کر دل میں ٹیس سی اٹھتی محسوس ہوئی تھی

جی آپ نے مجھے بلایا تھا بی جان؟

بیٹھو سفیان شاہ!..

انکے کہنے پر وہ سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔

آج عشال آرہی ہے بیٹا ... انہوں نے بات کا آغاز کیا جبکہ بی جان خاموش بیٹھی تھیں۔

جی بلکل ... اسنے سر کو خم دیا۔

تو بیٹا میں اور تمہاری بی جان چاہتے تھے کہ اسکے سامنے تمہارے دلاور چچا اور تم پر ہوئے اس حملے کے متعلق کوئی بات نا کی جائے وہ ابھی بچی ہے خوامخواہ وہ فکرمند ہو جائے گئ۔

آپ نے بلکل بجا فرمایا دا جی میں خود اسی متعلق سوچ رہا تھا آپ دونوں بے فکر ہو جائیں اسکے سامنے ایسی کوئی بات نہیں ہو گئ

دا جی جواباً کچھ کہتے دروازہ پھر نوک ہوا۔انہوں نے آنے والے کو اجازت دی۔

ولید شاہ اندر آتے اپنے ماں باپ کے احترام میں سر کو ذرا سا خم دیتے سفیان شاہ کی مخالف سمت رکھے صوفے پر بیٹھ گئے

وہ ہمیشہ اپنے بیٹے سے دور ہی رہے تھے جسکی بڑی وجہ اسکی انوشے سے بے لوث محبت تھی مگر ہمیشہ کی طرح آج بھی سفیان شاہ کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا اسکے لئے اپنے باپ کی محبت اسی دن مر گئی تھی جس دن اسکے رونے تڑپنے کی فکر کیے بنا ہی وہ اسکی انوشے کو مٹی کے حوالے کر آئے تھے

اور ولید شاہ نظر ہی نہیں آتے تم اجکل!...

بس خود کو مصروف رکھنے کی کی کوشش کرتا ہوں ... وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولے۔

دا جی ،بی جان اور سفیان شاہ سر جھٹک کے رہ گئے تھے

وہ ولید شاہ کی عزت کرتے تھے مگر وہاں سب کو معلوم تھا کہ ارشان شاہ کے باپ کا قتل کروانے اور اسکی ماں کو بن موت مارنے والا اور کوئی نہیں ولید شاہ ہی ہے مگر وقت کی ستم ظریفی تھی آج تک کوئی بھی یہ بات ثابت نہیں کر سکا تھا خود ارشان اسفند شاہ عرف زیان حیدر بھی نہیں۔

میں نے تم دونوں کو دلاور کے متعلق بات کرنے کو بلایا تھا

وہاں موجود سب لوگ دا جی کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر کافی دیر ولید شاہ سفیان شاہ اور دا جی اس موضوع پر بات کرتے رہے مگر اسی دوران سفیان شاہ کسی گہری سوچ کا شکار نظر آیا تھا وہ کچھ پریشان سا دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔اسکو کسی گہری کشمکش میں الجھے دیکھ بی جان اسکے پاس جا بیٹھی۔

کوئی پریشانی ہے بچے؟

محبت سے پوچھتے انہوں نے شفقت سے اسکے بال سہلاتے تھے

نہیں بی جان پریشانی نہیں ہے ... اسنے جواباً انکے ہاتھ عقیدت سے چومے تھے

آپ دونوں بھی ہیں ابو جان بھی موجود ہیں تو میں سوچ رہا ہوں آپ سب کو اپنے فیصلے سے آگاہ کردوں ... باری باری وہاں موجود سب پر نظر ڈالتے سفیان شاہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا اطمینان سے بولا۔

کیسا فیصلہ سفیان؟

دا جی میں نے فیصلہ کیا ہے ... ولید شاہ پورے دھیان سے اپنے بیٹے کی طرف ہمہ تن گوش ہوئے تھے

میں نے فیصلہ لیا ہے دا جی کہ میں عشاء کو معاف کر کے دوبارہ حویلی واپس لے آؤں گا۔

وہ فیصلہ بجلی کی طرح ان تینوں نفوس پر گرا تھا وہ تینوں اپنی اپنی جگہ دم سادھے سفیان شاہ کو دیکھ رہے تھے ولید شاہ کی سوچ آج بھی سہی ثابت ہوئی تھی انکا بیٹا ہمیشہ سے انکے حکم کی خلاف ورزی کرتا آیا تھا اور آج بھی اسنے وہی کیا تھا

مگر سفیان عشاء تو نہیں...

دا جی کسی ٹرانس کی کیفیت میں بول رہے تھے جب سفیان شاہ نے انہیں چپ کرا دیا۔

میں ڈھونڈ لوں گا اسے دا جی ... اسکے لہجے میں پنپتے یقین کو محسوس کرتے ولید شاہ وہاں سے اٹھتے کمرے سے باہر نکل گئے

میں بہت خوش ہوں تمہارے اس فیصلے سے سفیان شاہ اللہ تمہیں خوش رکھے میرے بچے آباد رہو تم آمین ... اسکا ماتھا چومتے وہ اس پر صدقے واری ہوئیں

بگڑے فیصلوں کو جتنا جلدی سنوار لیا جائے اتنا ہی بہتر ہوتا ہے مجھے خوشی ہوئی تمہاری سوچ جان کر ۔۔۔دا جی اسکے بغل گیر ہوتے پیٹھ تھپتھپاتے بولے تھے

سفیان شاہ آرزدگی سے ہلکا سا مسکرایا تھا

اچھا بہت ہو گئی باتیں بی جان میں بتانا بھول گیا ابھی کچھ دیر پہلے کال آئی تھی آپ کے نواسے صاحب کی کہ وہ سب آدھے گھنٹے کے قریب حویلی پہنچنے والے ہیں ... آپ تیاریاں دیکھ لیں سب ...!

ہاں میں بس جاتی ہوں اور ساری تیاریاں دیکھتی ہوں ... خوشی سے چہکتی ہوئی وہ ان سے پہلے ہی کمرے سے باہر نکلتی کچن کی طرف چلی گئی۔۔۔جبکہ وہ دونوں انکی اتنی خوشی پر اللہ کا شکر ادا کرنا نہیں بھولے تھے

» » » » » » » » » » » » »

کیا ہوا ہے پری میں شام سے دیکھ رہا ہوں تم تمام شاپنگ کے دوران خاموش تھی اور اب بھی خاموش ہو؟

کوئی پرابلم ہے تو شیئر کرو مجھ سے بچے؟

نہیں بھائی مجھے کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے!...

نظر آتے جاتے مناظر پر ہی رکھے وہ معمولی سے انداز میں گویا ہوئی۔

تم یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہو یہ بات؟

ارشان شاہ کے لہجے میں ایسا کچھ تھا عشال اسکی طرف دیکھنے پر مجبور ہوئی جبکہ ارشان شاہ پہلے ہی جانچتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

آپ جیسا سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے بھائی!..

سرسری سی نظر بیک سیٹ پر سوئی حسنہ بی پر ڈالے اسنے ٹھوس لہجے میں کہا۔

اچھا کیسا سوچ رہا ہوں میں؟

اسکا انداز نارمل تھا عشال نے ڈرائیونگ کرتے ارشان شاہ سے نظر ہٹا لی۔

می..میں اس لڑکے کے متعلق بات کر رہی ہوں...وہ یونی والا لڑکا...

وہ ہچکچائی تھی مگر ارشان شاہ ابھی بھی ایسے پوز دے رہا تھا جیسے اسے بات کی سمجھ نہیں آئی۔

وہ تو میں سمجھ رہا ہوں مگر تم کہنا کیا چاہتی ہو وہ مجھے سمجھ نہیں آیا؟

وہ جانتے بوجھتے انجان بن رہا تھا

عشال کوفت کا شکار ہونے لگی

بے فکر رہیں بھائی مجھے کبھی کسی سے محبت نہیں ہو گئی نا اس لڑکے سے نا کسی اور سے ... وہ ایک ہی سانس میں بولتی چہرا جھکا گئی۔

وہ یہی تو سننا چاہتا تھا ... بےساختہ اسکے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

تم کسی سے محبت کر بھی لو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا پری

مگر کم از کم وہ "کسی" ابتسام نہیں ہونا چاہئیے!...

کیوں؟

وہ لفظ بےساختہ تھا عشال نے جھٹکے سے گردن موڑ دی۔

ارشان شاہ نے اسکی طرف دیکھا تو کیا جو وہ سوچ رہا تھا ویسا ہی تھا ... وہ اپنی سوچ کو مسلسل نفی کر رہا تھا مگر عشال کا رویہ اسکا بدلا ہوا انداز اس نفی کو اثبات میں بدلنے کے درپے تھا۔

"کیوں کہ وہ بُرا انسان ہے"

وہ اٹل لہجے میں بولا تھا۔

"وہ بُرا نہیں ہے" اسکے دل نے دہائی دی تھی مگر پھر دل کب بھلا صحیح راہ دکھاتا ہے عشال نے بھی دل کا کہا ٹال دیا اور بھائی کی بات پر سر دھر دیا۔

آپ کو پتہ ہے بھائی!..

وہ کافی دیر بعد بولی تھی۔

کیا پری؟

میرے یہاں آنے سے پہلے میری اور عینا آپی کی ایک رات بات ہوئی تھی تو آپ کو معلوم ہے انہوں نے مجھ سے کیا کہا تھا؟

مجھے کیسے معلوم ہو گا پری!...

وہ مسکرایا۔

عینا آپی نے کہا تھا کہ "محبت لال حویلی والوں پر حرام ہے"

اسکے مسکراتے لب سکڑ گئے۔

مگر اب میں نے جب پرکھا ہے تو میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں بھائی کی عینا آپی غلط کہتی تھیں "محبت لال حویلی والوں پر حرام نہیں ہے"

ارشان شاہ کو لگا وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو گیا ہے

"سچ تو یہ ہے بھائی محبت لال حویلی میں بسنے والوں کیلیئے بنی ہی نہیں ہے" ماں باپ کی صورت میں ،نا بھائی کی صورت میں!

اسے لگا اسکے کانوں میں کوئی پگھلا سیسہ انڈیل رہا ہو بے ساختہ اسنے رخ پری کی جانب سے موڑ لیا۔

پتہ ہے بھائی جب میں اس حویلی کی چار دیواری میں رہتی تھی تو مجھے لگتا تھا ہاں سب ایسا ہی ہوتا ہے مطلب وہ زندگی جو میں جیتی تھی وہی زندگی ہوتی ہے یعنی بس حقیقت اور صرف حقیقت" میں نے وہاں رہ کر خود کو حقیقت پسند بنا لیا بھائی۔۔۔اسکے حلق میں معدوم سی گلٹی ابھری۔

مگر جب میں یہاں آئی تو میں نے جانا یہ دنیا اور وہ دنیا جہاں وہ لڑکی سانس لیتی تھی دو الگ جہاں ہیں پھر سمجھ آیا محبت کیوں حرام ہے ... "محبت حرام نہیں ہے ہم پر" نہیں ، نہیں بھائی ، محبت حرام نہیں ہے ہم پر ، حقیقت تو یہ ہے کہ محبت ہم جیسے ظالموں کیلیئے بنی ہی نہیں ہے ، مجھ جیسے میرے ابو جان جیسے لوگ۔۔۔اسکی آواز رندھ گئی وہ ہذیانی انداز میں بول رہی تھی ایسے جیسے عنقریب وہ پاگل ہو جائے گئی اس جھنجھال سے۔

میں یہاں آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حقیقت تو کچھ اور ہے مجھ پر حقیقت کھلی بھائی کہ خدا بس ایک ہے اسکی ذات واحد ہے وہ جمع نہیں ہو سکتا بس اس حویلی میں رہنے والے خود کو خدا مان بیٹھے تھے ... ("ہیں" اسنے خود کی خود ہی تصیح کی)۔

تنفر سے کہتی وہ دل کی بات آج زبان پر لے آئی تھی

ارشان شاہ ضبط سے ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست کیے اسے سن رہا تھا آنکھوں کی ساکت پتلیوں کے گرد سرخ ڈورے ابھرنے لگے وہ لاکھ کوشیش کر لیتا مگر وہ اس لڑکی کو ماضی کے تلخ واقعات سے رہائی نہیں دلا پا رہا تھا

"محبت تو رحمدل اور خوبصورت لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہے"

اور ہم تو ازل کے سفاک،بے رحم اور خود کو لوگوں کا حاکم ماننے والے انسان ہیں۔۔اسکی آواز کانپنے لگی تھی۔

سب ایک جیسے نہیں ہیں پری ... وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

عشال نے نم آنکھوں سے طنزیہ مسکراتے اسے دیکھا۔

بلکل صحیح کہا سب ایک جیسے نہیں ہیں ... ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑتی وہ پھر مسکرا دی۔

پھوپھا جی اور پھوپھو کی محبت سچی تھی مگر وہ دونوں بدقسمت تھے سفیان بھائی کی محبت سچی تھی مگر وہ بھی کھو گئی ، آپ کی محبت ... کہتے کہتے اسکی زبان پر جیسے تالا لگ گیا۔

"مجھے میری محبت مل چکی ہے الحمداللہ"

وہ مسکرایا نہیں مگر خوشی لہجے سے جھلک رہی تھی

عشال نے حیرانی سے اسکی طرف دیکھا۔۔۔تو کیا عشاء آپی

نہیں وہ نہیں ملی ابھی ... اسنے سیکنڈ سے پہلے بتایا۔

عشال نے اذیت سے نظریں پھیر لیں۔

اور میں نے پہلے بھی بتایا تھا پری کہ نا میں تمہاری آپی میں انٹرسٹڈ تھا نا تمہاری آپی مجھ میں یہ صرف ماموں کی زبردستی تھی جسے شاید میں قسمت کا لکھا سمجھ کر مان بھی لیتا مگر وہ ٹھوکرا کر چلی گئی ماموں کے فیصلے کو ... اور ایک طرح سے دیکھا جائے تو اسنے صحیح بھی کیا ہے

اسکا دماغ اس وقت اسقدر الجھا ہوا تھا کہ اسنے ارشان کی محبت والی بات پر غور ہی نہیں کر سکی مگر بیک سیٹ پر بیٹھی حسنہ بی پورے ہوش و ہواس میں سن چکی تھی۔

وہ خاموش ہو گئی تو ارشان شاہ بھی خاموش ہو گیا۔

موبائل رنگ ہوا تو عشال نے موندی آنکھیں کھولی۔

ابھی میں فیملی کے ساتھ ہوں بعد میں کال بیک کرتا ہوں۔

اسنے موبائل واپس سے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا عشال یونہی آنکھیں موندے آنے والی زندگی کے متعلق سوچتی رہی جو اسکی سوچ کے دس گناہ حصے بڑھ کر اسکے لئے مشکل ہونے والی تھی۔
وہ اضطرابی کیفیت میں کمرے میں اِدھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا وہ خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اندر بڑھتی گھٹن تھی جو بڑھتی جا رہی تھی اتنی ٹھنڈ میں بھی اسکا بدن پسینے سے بھیگا ہوا تھا بلیک کلر کی جیکٹ کو ایک جھٹکے میں جسم سے الگ کرتے وہ دور بیڈ پر اچھال چکا تھا چہرے کے خدو خال کافی حد تک بگڑ چکے تھے مگر وہ خود پر کنڑول کر رہا تھا جو اسے ابھی کیلئے ناممکنات میں سے لگ رہا تھا۔۔۔دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو اسنے پلٹ کر پیچھے کی طرف دیکھا جہاں سر پر دوپٹہ اوڑھے گلابی کلر کے سوٹ میں چہرے پر معصومیت سمیت پریشانی سجائے کھڑی زری اپنے بھائی کو کھوجتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

اسے دیکھتے ہی ابتسام نے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں چہرے کے تاثرات نارمل کر لیے ... "وہ ماہر تھا وہ لمحے میں موڈ بدلتا تھا"

آؤ اندر آجاؤ وہاں کیوں کھڑی ہو!...

خود صوفے پر بیٹھتے اسنے زدہ کو کمرے میں آنے کو کہا۔

وہ ذرا سا سر کو خم دیتی اسکے دائیں طرف رکھے صوفے پر آبیٹھی تھی ... جی بھائی آپ نے بلایا تھا۔

ہاں بلایا تھا وہ دراصل مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی۔

گردن دائیں بائیں اکڑاتے وہ بامشکل بول پا رہا تھا

زری کو اسکی حالت دیکھ کر تشویش ہونے لگی تھی

بھائی آپ ٹھیک ہیں؟

وہ پریشان سی ہوئی پوچھنے لگی

ہاں میں تھیک ہوں تمہارے سامنے ہوں بلکل ٹھیک مجھے کیا ہونا!...

وہ اس سے زیادہ خود کو اپنے ٹھیک ہونے کا یقین دلا رہا تھا

وہ الجھن کا شکار ہوئی تھی

تم اس رشتے سے خوش تو ہو نا؟

آنکھوں میں حیرت کا سمندر لیے وہ اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی جو اس سے تین سال پہلے ہوئے نکاح کی رضامندی آج پوچھ رہا تھا

اسکے لئے حیرت کا مقام تھا۔

نہی.. نہیں..وہ میرا مطلب تھا۔۔وہ بے ربط جملے بول رہا تھا

کہ تمہیں رخصتی والی بات سے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر تم رخصتی ڈیلے کروانا...

کیوں بے چین ہیں آپ؟

اسکی بات بیچ میں ہی ٹوکتے زری نے فکر مندی سے پوچھا۔

نہیں میں بے چین نہیں ہوں!..

اسکا لہجہ نارمل تھا مگر چہرا نہیں۔

جھوٹ ... صاف جھوٹ اپنا چہرا دیکھیں بھائی کوئی بھی بتا سکتا ہے کہ آپ کس قدر بے چینی کا شکار ہوئے ہیں!..

اففف زری ... ٹالنے والے انداز میں کہتا وہ ہنس دیا۔

اسے چپ لگ گئی۔

مگر اسکے ہاتھوں کی حرکت، انگلیوں میں ہوتی الجھی ہوئی جنبش، بائیں پاؤں کا بار بار ہلانا۔۔وہ سارے اشارے اس ایک لفظ کی طرف ہی تو اشارہ کر رہے تھے وہ بے چین تھا مگر مان نہیں رہا تھا کیوں بے چین تھا وہ پوچھتی تب بھی ابتسام اسے نہیں بتاتا وہ جانتی تھی

مما کو بتا دیں بھائی!..

بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھتے بے تاثر لہجے میں ہی مخاطب کیا گیا۔

کیا بتا دوں؟

"یہی کہ آپ کو اس لڑکی سے محبت ہو گئی ہے "

اسکا دماغ بھک سے اڑا اسکی بہن اتنا سب جانتی تھی اسنے تو ابھی خود سے بھی اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا کہ اسے محبت ہو گئی ہے وہ بُرا انسان تو خود کو بھی لاعلم رکھنا چاہتا تھا اُس جذبے سے جس سے اسکی بہن منٹوں میں اسے روشناش کروا گئی تھی

تنے نقوش کو ڈھیلا چھوڑے گہری سانس بھرے اسنے ٹیک لگا لی۔

ممانہیں مانیں گئیں!...

اسنے اپنا خدشہ بیان کیا۔

اصولاً انہیں ماننا بھی نہیں چاہئیے ... وہی بے تاثر لہجہ تھا

وہ حیران نہیں ہوا تھا کیونکہ اسے ایسے ہی ری ایکشن کی امید تھی۔

مگر ہم کوشش کر سکتے ہیں صرف اپکی خوشی کیلیئے!...

ہمم ... وہ اتنا ہی بول پایا۔

تم مجھے رہنے دو ابھی میں خود بات کر لوں گا ان سے،

تم بتاؤ..

وہ ابھی اپنی بات جاری رکھتا جب دونوں ہی کھٹ پٹ کی آواز پر

بیک ڈور کی طرف دیکھنے لگے جہاں سے کاشان چوروں کی طرح

اندر داخل ہو رہا تھا۔

یار کیا مصیبت اتنی ار...جن..ٹ...

سامنے ابتسام کے ساتھ زری کو بھی بیٹھا دیکھ کاشان کے باقی

کے الفاظ حلق میں ہی دم توڑ گئے۔

مگر ان دونوں بہن بھائیوں نے دوبارہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے

کی زحمت نہیں کی تھی۔

مجھے فائنل ہوئی ڈیٹ سے کوئی مسئلہ نہیں ہے...

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

مگر آپ کی بے چینی سے مسئلہ ضرور ہے اسکا حل جتنی جلدی

تلاش کر لیں بہتر رہے گا۔۔۔!!!

وہ پلٹے بغیر کہتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

پیچھے بیٹھا ابتسام لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتا آنکھیں موند گیا

اسکو سر میں شدید درد اٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اس سے ناراض تھی اسلئے اسکی طرف دیکھنے کی بھی زحمت

نہیں کر رہی تھی کاشان نے اسکی ناراضگی کا سوچتے سر جھٹک

دیا اور ابتسام کی طرف لپکا۔۔۔

یہ کونسی بے چینی کی بات کر رہی تھی۔۔۔ کیسا مسئلہ اور کہاں کا حل؟

وہ الجھن کا شکار ہوتا ایک ہی بار میں اتنے سوال پوچھ گیا۔

ابتسام نے آنکھیں گھماتے بیزاریت سے اسے گھورا تھا۔

یہ میری شکل پر نظر نہیں آرہا یہ جو بارہ بجے ہیں یہ ہے بے چینی

اس مسئلے کی بات کر رہی ہے ... اسکا حل تلاش کرنا ہے..؟

وہ اکتایا ہوا چیخ پڑا تھا۔

اوہووو کول ڈاؤن ریلکس ہو جا بھائی اتنا ہائیپر کیوں ہو رہا ہے؟

کاشان نے اسکا کندھا تھپتھپایا۔

جس پر ابتسام اسکے ہاتھ جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔

اتنی کیا بے چینی میرے بھائی سگریٹ پی لے تیری ساری بے چینی

منٹوں میں ختم ہو جانی ہے۔۔۔کش لگاتے کاشان نے جلی ہوئی

سگریٹ اسکی طرف بڑھا دی۔

نہیں پینی مجھے؟

ابتسام نے اسکا بڑھایا ہاتھ ایک بار پھر جھٹک دیا۔

نا کر .. ادھر دیکھ کیا کہا ہے تو نے۔۔۔؟

اسکا چہرا جبڑے سے تھام کر اپنی طرف موڑے وہ حیرت کے

مارے دنگ کھڑا تھا۔

کیوں نہیں پینی؟

نشہ چھوڑ دیا میں نے !..

بازو فولڈ کرتا وہ عام سے لہجے میں بتا رہا تھا

کاشان پورا منہ کھولے بے یقینی سے اسے تکنے لگا۔

کب سے اور یہ معجزہ کیسے ہوا؟

"محترمہ نے کہا سگریٹ پینا چھوڑ دو"

"اور تم نے چھوڑ دیا۔"

"ہاں ابتسام نے نشہ کرنا چھوڑ دیا"

بولتا وہ دیوار پر لگی پینٹنگ پر بنی ترچھی لائنز پر انگلیاں

پھیرنے لگا۔

ہمم ... آج اس محترمہ نے کہا ہے نشہ چھوڑ دو کل کو کہے گئی

جینا چھوڑ دو!۔۔۔اسنے نفرت سے ہنکار بھرا۔

بکواس بند کر!!!...

ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے وہ اس کے منہ پر دھاڑا تھا

آج کے بعد اسکے لئے ایسا لہجہ استعمال کرنے سے پہلے سو دفعہ

سوچ لینا ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گا ... اسکا گریبان پکڑے

ابتسام وحشت زدہ سا چیخا تھا۔

"اور اگر اسنے کہا نا کہ جینا چھوڑ دو تو ابتسام جینا بھی چھوڑ دے گا"

اسکی دہشت زدہ آواز اس چار دیواری میں گونجی تھی

اسکی آنکھوں میں عجیب سی جنونیت تھی لہجہ ایسا جیسے وہ

اسکو پانے کیلیئے سب تباہ بھی کر دے تو اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اور وہ تباہ ہی تو کر رہا تھا اس لڑکی کے عشق میں مبتلا کیے وہ

خود کو تباہی کے آخری دہانے پر لے آیا تھا جہاں سے واپسی نا ممکن

تھی اور جدائی وہ کسی قیمت برداشت نہیں کرنے والا تھا۔

تو پاگل ہو گیا ہے۔۔۔کاشان چیخ پڑا۔

"ہاں ہاں ہاں ہو گیا ہوں پاگل ، دماغ خراب ہو گیا میرا کیونکہ مجھے

وہ اچھی لگنے لگی ہے" "محبت کرنے لگا ہوں میں اس سے"

کیا کروں ،کیا چاہتے ہو تم سب مر جاؤں ،کیا میرا کوئی حق نہیں ہے

خوشیوں پر ، کیا میں انسان نہیں ہوں ، کیا میں محبت نہیں کر سکتا؟

بپھرا شیر بنے وہ چیختا کمرے کے ہر شے تہس نہس کر گیا تھا۔

سر کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ ہذیانی انداز میں

چیخنے چلانے لگا۔۔۔

کاشان کو اس سے ایسے ردعمل کی توقع ہرگز نہیں تھی.

وہ شل اپنی جگہ کھڑا اسکا جنونی انداز دیکھ رہا تھا۔

کمرے میں کچھ پل خاموش چھا گئی وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے

زمین پر بیٹھ گیا بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ نظریں زمین پر

گاڑھے گہرے سانس بھر رہا تھا۔

"وہ کہے گئی مر جاؤ تو ابتسام چوہدری خود کو مار دے گا"

وہ ٹرانس کی کیفیت میں کافی دیر بعد بولا تھا

ابتسام نے بیزار سی نظر سامنے کھڑے کاشان پر ڈال کر سر جھٹک دیا۔

تو آج وہ اتنی اہم ہو گئی تیرے لیے ؟

کہ تو اسکے لئے سب چھوڑنے کو تیار ہے آج نشہ چھڑوایا ہے کل مجھ

سے ماں اور بہن سے دور کر دے گئی اور پھر زندگی سے۔۔۔

تحقیر آمیز لہجے میں کہتا وہ تالی بجاتے زور سے ہنسنے لگا۔

مجھے سمجھ نہیں آتی تم سب کو کیا ہو گیا کیوں تم لوگوں کو وہ

غلط لگ رہی ہے۔۔۔ابتسام اٹھتا اسکے قریب آ کھڑا ہوا۔

دیکھ میرے بھائی وہ بہت معصوم ہے وہ ایسی نہیں ہے تو پھر کیوں

تم سب اسکو اسکے باپ کے کیے ظلم کی سزا دے رہے ہو جب میں

ایسا نہیں کر رہا تو تم سب کیوں؟

ٹوٹے بکھرے لہجے میں وہ سرخ ہوتی آنکھوں میں التجائیں لیے

اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

کاشان چپ کھڑا اسے سنتا رہا۔

ہاں اسنے نشہ چھڑوایا ہے تو کیا اسنے غلط کیا ،تو ہی کہتا تھا کہ وہ

لڑکی معصوم ہے اسے اپنے بدلے کے بیچ مت لانا ابتسام ،میں نہیں

لایا اور جب آج مجھے اس سے محبت ہو ہی گئی تو کونسی قیامت

برپا ہو گئی ہے؟۔۔۔پلکوں کی باڑ پر آتے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے

وہ بچوں جیسے شکوے کر رہا تھا۔

تجھے اس سے محبت ہو گئی ہے ... مسئلہ یہ نہیں ہے ابتسام!!...

"مسئلہ دراصل یہ ہے کہ تجھے سید ولید شاہ کی بیٹی سے محبت ہوئی ہے"

غیر مرئی نقطے کو تکتے وہ اسے سِکے کا دوسرا پہلو دیکھا رہا تھا

ارے کونسا جرم کر دیا... ہے می...میں ن..ے...

وہ ایکدم سے چیختا مڑا ہی تھا۔

جب دروازے میں کھڑی اپنی ماں اور بہن کو دیکھ ابتسام کا

آدھا جملہ حلق میں ہی کہیں دب گیا۔

کاشان نے بھی اسکے خاموش ہونے پر نظروں کے سمت دیکھا جہاں

نگہت بیگم اور زری پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں ہی دیکھ رہی

تھی البتہ زری کو اپنے بھائی کے اتنے تیز ری ایکشن پر حیرت تھی

مگر نگہت بیگم کو وہاں ہوتا سب کچھ اور سنا ہر ایک لفظ حیرانگی

کی اتھاہ گہرائیوں میں اتار گیا تھا۔۔

کونسے جرم کی بات کر رہے ہو ، کس سے محبت ہو گئی ہے تمہیں؟

پتھریلے لہجے میں سوال کرتی وہ اسکے روبرو آ کھڑی ہوئیں۔

انکی نظروں میں جھلکتی اذیت دیکھ ابتسام نے نظریں

جھکا دیں۔

"محبت کا بھوت سوار ہو گیا ہے آپ کے بیٹے کے سر پر"

پیچھے کھڑا کاشان طنزیہ مسکراہٹ سمیت بولا تھا۔

اسکا جھکا سر مزید جھک گیا۔

کاشان سچ کہہ رہا ہے ... نظریں اٹھاؤ ابتسام اور بتاؤ مجھے کیا

یہ سچ کہہ رہا ہے؟

جی!...

اسنے ذرا سی گردن اٹھائے کہا۔

وہ اپنی جگہ حق دق سی رہ گئی اگلا سوال پوچھنے کی

انکی ہمت نہیں ہو رہی تھی

کون ہے وہ لڑکی...؟

لہجے میں سخت پن ہنوز قائم تھا۔

ابتسام نے بمشکل ہمت کرتے نظریں اٹھائی اور انکی طرف دیکھا...

ضبط سے مٹھیاں بھینچے اسنے گہرا سانس بھرا اور۔۔۔

عشال ... ولید شاہ کی چھوٹی بیٹی اور لال حویلی کی آخری اولاد!

وہ ایک ہی سانس میں بول گیا۔

اور پھر خاموشی چھا گئی۔۔۔مگر وہ خاموشی زیادہ دیر کیلئے نہیں

تھی۔۔۔کمرے کی خاموش فضا میں زناٹے دار تھپڑ کی گونج ابھری

پیچھے کھڑا کاشان اور زری اپنی جگہ دنگ رہ گئے۔

دائیں گال پر ہاتھ رکھے ابتسام نے نم آنکھوں سے اپنی ماں کی

طرف دیکھا۔

"وہی لڑکی ملی تھی تمہیں اس ساری دنیا میں محبت کرنے کیلئے"

غصے کی شدت سے وہ چیخ پڑی۔۔۔

بولو .. جواب دو ابتسام تم بھول گئے وہ رات ... بھول گئے جب اسکے

باپ نے ہماری زندگیوں میں آگ لگا کر ساری زندگی کیلئے اندھیروں

سے بھر دی!!!...

اسکے کندھے جھنجھوڑتے وہ چیختی ہوئی اس سے جواب مانگ رہی تھی۔

اور وہ سر گرائے مجرموں کی طرح کھڑا آنسو بہاتا رہا۔

"میں اس سے محبت کرتا ہوں مما"

اسنے روتے ہوئے کہا۔

نگہت بیگم نے بھیگی آنکھوں سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

مگر میں کسی بھی ایسی لڑکی کو اپنے گھر کی بہو نہیں بناؤں گئی۔۔۔انکا لہجہ پتھر کی مانند ٹھوس تھا

"وہ کوئی ایسی لڑکی نہیں ہے ... وہ میری محبت ہے"

"وہ صرف میری ہے" ... وہ ایکدم سے ہذیانی انداز میں چیخ پڑا۔

"وہ صرف ابتسام کی ہے اور ابتسام صرف اسکا ہے"

رونے سے اسکی آواز مزید بھاری ہو گئی تھی

کمرے کی فضا میں ایک بار پھر تھپڑ کی آواز گونجی اور بولتے ابتسام کی زبان کو جیسے لکنیت پڑ گیا.

خبردار جو تم نے ایک لفظ اور نکالا اپنی زبان سے ابتسام میں بھول جاؤں گئی ... بھول جاؤں گئی کہ تم میرے لاڈلے بیٹے ہو۔

چہرے پر ہاتھ رکھے وہ بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا وہ لال حویلی والوں سے نفرت کرتی تھیں مگر انکی نفرت اس قدر سر چڑھ کر بولے گئی اسے اتنا معلوم نہیں تھا۔

"وہ ان جیسی نہیں ہے"

کمرے سے نکلتی نگہت بیگم کے قدم وہی رک گئے۔

"بھولو مت ابتسام اسکی رگوں میں اپنے باپ کا خون ہے"

"ایک بار میرا یقین کر لیں پلیز"

آنسوؤں میں روانی آئی تھی۔

"پہلے بھی کیا تھا مگر کیا ملا جدائی،اذیت اور کبھی نا ختم ہونے والی تکلیفیں "

"اب کی بار ... آخری بار یقین کر لیں مما اپنے بیٹے کی خاطر کر لیں"

انکے ہاتھ پکڑے وہ شدت سے رو دیا تھا۔

"اب اتنی ہمت نہیں ہے ابتسام تم پیچھے ہٹ جاؤ اسی میں سب کی بہتری ہے"

اسکے آنسو پونچھتے وہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی

"مگر میں اس سے محبت کر بیٹھا ہوں مما پلیز"

وہ روتا ہوا چیخ پڑا۔

"تو پھر سمجھو کہ وہ بھی اپنی بہن کی طرح...،

نہی... نہیں.. نہیں خدا کا واسطہ مما ایسی کوئی بات منہ سے مت نکالیے گا ... انکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ التجائیہ انداز میں بولا تھا

"تو پھر بھول جاؤ اسے"

"نہیں بھول سکتا مما مر جاؤں گا اسکے بغیر"

وہ سسک اٹھا۔

"تو پھر مر جاؤ"

"مگر وہ لڑکی نا تمہاری زندگی میں آئے گئی نا اس گھر میں"

انتہائی سفاکیت سے کہتی وہ اسکے ہاتھ جھٹکتی اپنے کمرے میں جا بند ہوئی۔۔۔

وہ تینوں نفوس دم سادھے ایسے کھڑے تھے جیسے پتھر کے مجسمے ہوں انہیں ابھی تک اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

بھائی .... زری اسکے قریب آئی۔

"تو پھر مر جاؤ"۔۔۔اسے اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے محسوس ہو رہے تھے چہرا خون چھلکا رہا تھا اسکی ماں نے اسے کہا کہ مر جاؤ...اسے اپنا دل چیرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

ابتسام!...

کاشان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

خالی نظروں سے ان دونوں کو دیکھتے وہ مفلوج ہوتے ذہن کے ساتھ جیکٹ اٹھاتا بیک ڈور سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

بھائی...بھائی... رک جائیں ... نہیں جائیں ہمیں ضرورت ہے آپکی۔۔۔

وہ پکارتی رہ گئی

مگر وہ تو ایسے گیا تھا جیسے کچھ سنا ہی نہیں جیسے اسکے جانے سے کسی کو فرق نہیں پڑتا۔

سنبھالو خود کو زری ... کاشان نے اسے دلاسا دینا چاہا

وہ سہارا پاتے ہی اسکے کندھے پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔کیسے سنبھالو خود کو اور ہمت نہیں رہی مجھ میں ... وہ اونچی آواز میں رونے لگی تھی

میرا بھائی تکلیف میں ہے کاشان اسے پلیز لے آئیں اسے واپس لے آئیں اب انہیں کھونے کی ہمت نہیں ہے آپ کو اللہ کا واسطہ مجھے میرا بھائی لادیں ... اسکے سامنے ہاتھ جوڑتی وہ روتی بلکتی زمین پر بیٹھ گئی ...

کاشان کی برداشت سے باہر تھا وہ منظر...وہ کم از کم اسے روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

میں وعدہ کرتا ہوں اسے واپس لے آؤں گا تم پلیز رونا بند کرو ... اسکے آنسو پونچھتے وہ تسلی آمیز لہجے میں بولا تھا

مگر وہ تو شاید صبر کی آخری حد پر تھی اسکے آنسو رکنے کے بجائے مزید بہنے لگے تھے

تم چاچی کے پاس جاؤ میں آتا ہوں۔۔۔وہ ابھی اسکے پاس سے اٹھا ہی تھا جب زری کو ماں کا خیال آتے ہی وہ بھاگتی انکے کمرے کی طرف گئی تھی۔۔

اسکا گھر ابتسام کے گھر سے پندرہ منٹ کی دوری پر تھا وہ بھاگتا اپنے گھر پہنچا وہ اپنی ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا رات کافی ہو گئی تھی اسکے ماں باپ کب کے سو چکے تھے اسے ابتسام کے پاس جانا تھا پر زری اور چاچی کو اکیلا چھوڑ کے جانا صحیح نہیں تھا اسلئے وہ اپنے بابا اور مما کو جگاتا ساری سچویشن سمجھاتے انکے گھر پر چھوڑے ابتسام کی تلاش میں جا چکا تھا آخر اسے وعدہ نبھانا تھا

»»»»»»»»»»»

گاڑی حویلی کے عالیشان گیٹ پر رکی وہ تین مہینے بعد حویلی واپس آئی تھی ارشان شاہ سے بات کرنے کے بعد اسنے باقی کا سفر سو کے گزارا تھا سر میں اٹھتے درد کی وجہ سے وہ نڈھال ہو چکی تھی آنکھوں میں ابھرے سرخ ڈورے اسے گہری نیند لینے کا کہہ رہے تھے مگر چہرے پر جھلکتی اپنوں سے ملنے کی تڑپ اور خوشی ہر شے پر بھاری تھی گاڑی گیٹ سے ہوتے حویلی کے عالیشان پورچ میں آرکی حسنہ بی ابھی گاڑی سے اتری ہی تھیں جب عینا بھاگتی ہوئی ان سے لپٹ گئی۔۔۔میری بی انکے ہاتھ چومتے عینا

خوشی سے رو دی۔۔۔میری بچی عینا کیسی ہے .. حسنہ بی نے اسکا چہرا تھامے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھائی تھی عینا انکی بیٹی نہیں تھی مگر بچپن سے اب تک عینا کو پالنے والی وہی تھیں یہی وجہ تھی عینا لال حویلی میں سب سے زیادہ انکے قریب تھی۔۔۔عینا کو جی بھر کر پیار کرنے کے بعد وہ حویلی کے باقی افراد سے ملنے کو آگے بڑھ گئی۔

ارشان شاہ نے عبائے میں الجھی عشال کو دیکھا اور پھر نظر گاڑی کی سائیڈ پر ڈالی جہاں حویلی کے تمام افراد چہرے پر بے پناہ خوشی کے تاثرات سجائے انکے ویلکم میں کھڑے تھے سوائے ایک کے۔۔۔ آنکھیں اٹھائے بغیر وہ بے دھیانی میں دروازہ کھولے اپنی سائیڈ سے ابھی نیچے اتری ہی تھی جب سامنے شان سے کھڑے سفیان شاہ کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی وہ ابھی قدم اٹھاتی اس سے پہلے ہی وہ آگے بڑھتا اسے اپنے محبت بھرے محفوظ حصار میں باندھ چکا تھا۔۔۔

میری چھوٹی پری... اسکے لہجے میں محبت ہی محبت تھی۔

عشال کے آنسوؤں میں روانی در آئی ... کتنا ترسی تھی وہ اپنی بھائی کی محبت کیلئے جو اسکی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا یہ سب سوچتے وہ کتنی اذیت سے گزرتی تھی۔۔۔

میں نے آپ کو بہت یاد کیا بھائی ... اسکی بازو کو پکڑے وہ سوں سوں کرتی معصومیت سے دوچار لہجے میں بتا رہی تھی

سفیان شاہ نے بے ساختہ اسکے بالوں میں لب رکھ دیئے۔

میں نے بھی اپنے چھوٹے ڈرپوک بچے کو بہت یاد کیا ... کہتا وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔

سب لوگ وہاں بھائی بہن کے اتنے پیار کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہو رہے تھے

دا جی بی جان نے شکر کا کلمہ پڑھا تھا دوری نے ہی سہی مگر وہ سمجھ گیا تھا کہ اسکی بہن کی کیا اہمیت ہے وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے اور سفیان شاہ خود کتنی محبت کرتا ہے۔

ارے ہم بھی یہاں ہیں پری ہم نے بھی مس کیا تھا اپنی بچی کو مگر ہمیں تو بھائی کوئی پوچھ ہی نہیں رہا ---

دا جی بچوں جیسے منہ بنائے شکوہ کناں ہوئے۔

ارشان شاہ تو باری باری وہاں سب سے مل چکا تھا ایک عشال شاہ تھی جو اپنے بھائی سے ملی تھی تو بس تب سے اسکے حصار میں ہی چھپی کھڑی تھی۔

دا جی کی بات سنتے عشال سفیان شاہ کو دیکھ کر مسکراتی ہوئی ان سے لپٹ گئی۔

میرے پیارے دا جی آپ میں تو عشال کی جان بستی ہے انکے دونوں گال پر بوسہ دیتی وہ انکے شفقت بھرے حصار میں چھپ گئی

بی جان ... ان سے ملنے کے بعد وہ بی جان کی طرف آئی جنہوں نے اسے حصار میں لیتے ہی چٹا پٹ چوم ڈالا تھا ... میری پوتی میں صدقے جاؤں اتنے دن بعد دیکھا ہے میری آنکھیں ترس گئی تھیں تم دونوں کو دیکھنے کیلئے ... ارے بی جان روئیں تو نہیں انکے آنسو پونچھتے عشال نے انکے کندھے پر سر رکھا جب نظروں کے سامنے اس چہرے کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔۔۔

عینا آپی ... وہ چیختی ہوئی ان تک پہنچی تھی وہ اسے گلے لگاتی جب عینا نے اسکے ہاتھ بیچ میں ہی روک دیئے اور آنکھوں سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔سب ہی اسکی حرکت پر حیران تھے پھر عشال کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے وہ سب پل میں ماجرا سمجھ گئے

مرے ہوئے قدم اٹھاتی وہ ان تک پہنچی تھی آنکھوں میں بھرا گرم سیال سامنے منظر کو دھندلا رہا تھا اسکا جسم خوف سے کانپنے لگا ارشان اور سفیان شاہ کو بے ساختہ اس پر ترس آیا تھا ابھی سب نارمل تھا مگر ماضی میں اسکے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا اس حویلی میں وہ اس شخص کے سامنے آنے سے بھی ڈرتی تھی مگر وہ اسکا باپ تھا وہ محبت کے ہاتھوں مجبور ہمیشہ انکے سامنے آتی تھی مگر وہ ہمیشہ اسے دھتکار دیتے تھے اسنے کمی محسوس کی تھی ایسا نہیں تھا اسے اپنے ابو جان کی غیر موجودگی کا پتہ نہیں چلا اسے معلوم تھا مگر وہ کیا کرتی جانتی تھی آج بھی ہمیشہ کی طرح ٹھکرائی جائے گئی۔

ابو جان... انکے قدموں میں بیٹھتی وہ زاروقطار رو دی۔

ولید شاہ نے سرسری نظر کتاب پر سے ہٹا کر اس پر ڈالی۔

کیسے ہیں آپ ابو جان... انکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتی عشال نے نم آواز میں پوچھا۔

ظالم حاکم..، جیسا پہلے تھا۔۔۔اسکے دونوں ہاتھ جھٹکتے وہ نفرت سے پھنکارتے وہاں سے واک آؤٹ کر گئے۔

وہی زمین پر بیٹھے وہ ہاتھوں میں چہرا چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔

جب سفیان شاہ اور ارشان شاہ وہ منظر دیکھتے بھاگتے اس تک پہنچے تھے اسکے قریب ہی گھٹنوں کے بل فرش پر دونوں اطراف میں بیٹھتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

ابو جان آج بھی ویسے ہی ہیں بھائی وہ ابھی بھی مجھ سے نفرت کرتے ہیں ... وہ روتی سفیان شاہ کے کندھے پر سر رکھ گئی

وہ آج بھی مجھے دھتکار کر چلے گئے وہ مجھے اپنی بیٹی تسلیم نہیں کرتے بھائی....وہ کیوں اتنی نفرت کرتے ہیں مجھ سے؟

میرا تو کوئی قصور نہیں تھا۔

اسکی بازو پر گرفت سخت کرتے وہ شدت سے روتی وہاں سب کی آنکھیں نم کر گئی۔

تم نے کچھ نہیں کیا پری رو مت پلیز تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گئی۔۔۔سفیان نے اسکے بال سہلاتے پیار سے آنسو پونچھے تھے

بھائی ... اسے پکارتی وہ پھر سے رو دی تھی۔

جب ارشان شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

وہ سسکنے لگی تھی جو اسکے دونوں بھائیوں کی برداشت سے باہر تھا

رونا بند کرو پری ورنہ میں ابھی ابو جان سے لڑائی کر لوں گا

وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا تھا جس کا اثر بھی فوراً ہوا پری نے آنکھیں رگڑتے انہیں دیکھتے نفی میں سر ہلایا۔

عینا ...؟

جی بھائی!...

پری کو کمرے میں لے جاؤ تھوڑی دیر ریسٹ کرے پھر کھانا ایک ساتھ کھائیں گئیں ہم سب...

وہ بامشکل نرم لہجے میں بولا۔

جی ٹھیک ہے بھائی ... عینا اسکے پاس آئی سفیان اور وہ دونوں پیچھے ہٹ گئے۔

عشال آنکھیں رگڑتی اسکے ہمراہ کمرے میں چلی گئی۔

اسنے شکایتی نظر پیچھے کھڑی بی جان پر ڈالی تھی جسے محسوس کرتی بی جان نم آنکھوں سے اسے دیکھتی سر جھکا گئی۔

میں یہاں اسے صرف آپ کیلیۓ لاتا ہوں ورنہ جہاں انکا سایہ بھی ہو میں وہاں سے پری کو کوسوں دور لے جاؤں !...

بیٹا ...

مجھے کچھ نہیں سننا بی جان میں پری کو صرف دو دن کیلیۓ لایا ہوں بہتر ہے ان کو کہہ دیں کہ اب ایسی کوئی بات نا کریں جس سے اسکا دل دکھے یا وہ روئے ورنہ اسکی شکل دیکھنے کیلیۓ آپ لوگ ترس جائیں گئیں۔۔۔دبے دبے لہجے میں غصے سے کہتا وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

اس ساری گفتگو میں سفیان شاہ سر دھرے چپ چاپ کھڑا رہا۔

جاؤ اسے سمجھاؤ سفیان شاہ اسکا غصہ کم ہو ورنہ خوامخواہ بدمزگی ہو گئی میں ولید شاہ سے بات کرتا ہوں۔

دا جی اسے رسانیت سے سمجھاتے بی جان کو اشارہ کیے ولید شاہ کے کمرے کی طرف چلے گئے اور سفیان شاہ ارشان شاہ کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد حویلی کے تمام افراد کھانے کی ٹیبل پر موجود تھے ولید شاہ کے علاوہ وہاں سب ہی خوشگپیوں میں مصروف تھے

کھانا بہت مزے کا بنایا ہے!...

عشال نے تعریفی انداز میں کہا۔

جس پر وہاں سب نے ہی اسکی ہاں میں ہاں ملائی صرف سفیان شاہ کے جو انتہائی مگن سے کھانا کھانے میں مصروف تھا۔

ہاں کھانا واقع بہت اچھا بنایا ہے میری بہن نے!..

ارشان شاہ کے لہجے میں مان تھا جسے محسوس کرتی عینا مسکرا دی تھی۔

عینا کو اپنی بہن کہنے پر سفیان شاہ نے کھانے سے ہاتھ روکتے اسے کن اکھیوں سے دیکھا کم اور گھورا زیادہ تھا

سب ہی کچھ نا کچھ کہہ رہے تھے مگر وہ ہنوز خاموش بیٹھا تھا عینا نے اسکی طرف دیکھتے اداسی سے سر جھٹک دیا اور پھر سے عشال کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔اسکا سفیان شاہ کو دیکھنا اور پھر اداس ہونا ارشان شاہ نے بہت باریکی سے نوٹ کیا تھا

سارے دن کی محنت ہے میری بچی کی... کھانا لذیذ کیسے نہیں ہوتا.؟

"بچی نہیں بیگم لال حویلی کی بہو کہو"

دا جی نے کافی بلند آواز میں کہتے ساتھ بیٹھی اپنی بیگم کی تصحیح کی تھی۔

انکی چالاکی دیکھتے وہاں سب مسکراتے چہرے جھکا گئے جبکہ سفیان شاہ ہنوز اپنے کام میں مصروف تھا۔

تم کچھ نہیں کہو گئے سفیان؟

کس بارے میں بھائی؟

وہ انجان بن گیا۔

جو کھا رہے ہو اسکے بارے میں... کہ میری بہن نے کیسا کھانا بنایا ہے؟

اسکی ایکٹنگ پر ارشان نے اسے گھڑکا تھا

جی اچھا بنا ہے روز کی طرح!...

عام سے لہجے میں کہا تھا۔

وہ جو ابھی صحیح طرح خوش بھی نہیں ہوئی تھی آخری لفظوں پر پھر سے منہ کے زاویے بگاڑنے لگ گئی۔

شکل اچھی نا ہو تو بندہ بات اچھی کر لیتا ہے سفیان شاہ!!!

دا جی کافی اطمینان سے نرم لہجے میں اسکی بےعزتی کر گئے تھے

وہ بھی کوئی اول درجے کا ڈھیٹ تھا پلیٹ پر سر جھکائے کھانا کھاتا رہا۔۔جیسے کہنا چاہتا ہو بولتے رہو میرا کیا ہے,...

میں آپکی بات سے ایگری کرتا ہوں دا جی۔۔

وہ کیوں پیچھے رہتا۔

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے ارشان شاہ اب آپ سب مل کر میرے پوتے کو تنگ نہیں کریں

...

"ہاں بھائی یہ شرف صرف ہماری بیگم کو حاصل ہے"

بی جان کو جواب دیتے دا جی ہنس دیئے اور پھر ان دونوں کی میٹھی میٹھی سی نوک جھوک پر وہاں سب ہی ہنستے مسکراتے رہے۔۔۔دو لوگ تھے جو مکمل خاموشی کا لبادہ اوڑھے بیٹھے تھے

سفیان شاہ نے عشال کی طرف دیکھا جو پلیٹ میں چمچ ہلاتی خیالوں کی دنیا میں ہی کہیں بھٹکی ہوئی تھی۔

کہاں گم ہو بچے کچھ بول کیوں نہیں رہی؟

یکدم وہاں سب خاموش ہو گئے پہلے سفیان اور پھر عشال کی طرف دیکھنے لگے جو سب کے ایک ساتھ یوں اپنی طرف دیکھنے پر گڑبراتی سیدھی ہو کے بیٹھی تھی

میں آپ سے ناراض ہوں بھائی؟

پانچ منٹ اسے دیکھنے کے بعد وہ انتہائی معصومیت سے بولی تھی

کیوں ناراض ہے میرا ڈرپوک بچہ؟

وہ اسکے ساتھ بچوں جیسے لاڈ کرتا تھا

ڈرپوک لفظ سن کر اسکا پھولا ہوا منہ مزید پھول کر غبارہ بن گیا۔

بے ساختہ ارشان شاہ کو سفیان پر رشک آیا تھا آج اگر اسکی بہن بھی زندہ ہوتی تو وہ بھی اس سے اتنی ہی محبت کرتا جتنی سفیان پری سے کرتا ہے ... وہ وقت سوچتے اسکی آنکھیں کب نم ہو گئیں اسے خبر ہی نہیں ہوئی۔۔نا محسوس سے انداز میں وہ آنکھیں صاف کرنے لگا جب نظر عینا پر پڑی جو نم آنکھوں سے مسکراتی اسے دلاسہ دے رہی تھی جیسے وہ اسکا حال اسکے چہرا دیکھ کر ہی سمجھ گئی ہو۔۔

دا جی بی جان سفیان اور پری کی طرف متوجہ تھے مگر ولید شاہ نے بغور اسے روتا دیکھا تھا انکے دل میں درد کی ٹیس سی اٹھی تھی۔

مگر پھر دل کو پتھر کیے وہ ان سب کی باتوں کی طرف متوجہ ہو گے۔

میں ڈرپوک نہیں ہوں بھائی؟

وہ خفا ہوئی۔

اچھا پھر کل میں لاؤں گا تتلی پتہ چل گا ... ڈرپوک بچہ کتنا بہادر ہے؟

سفیان شاہ کا منصوبہ سنتے ہی عشال خوف سے بڑی بڑی آنکھیں جھپکتی اسے دیکھنے لگی۔۔۔

ارشان شاہ سمیت وہاں سب مسکرا دیئے سوائے عینا کے ...

وہ سوالیہ نظروں سے بی جان کو دیکھنے لگی۔۔۔ تتلی والی کیا کہانی ہے بی جان؟

بی جان نے پری کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں ڈھیروں خفگی لیے سب کو باری باری دیکھ رہی تھی

بچپن میں سفیان شاہ نے ایک نیلے کلر کی خوبصورت سی تتلی پکڑی تھی۔۔۔اس جملے پر وہ سب ماضی کی خوبصورت یادوں میں کھو گئے تھے۔

وہ اتنی خوبصورت تھی کہ حویلی میں تمام لوگ اس خوبصورت سی تتلی کو دیکھ کر حیران رہ گئے تھے سوائے ہماری پری کے۔۔۔بی جان ہلکا سا ہنس دی۔

وہاں موجود تمام نفوس ولید شاہ سمیت بغور بی جان کو سن رہے تھے

جب سفیان شاہ نے اس نیلے پنکھوں والی تتلی کو آٹھ سال کی پری کو دیکھائی تو پوری حویلی چھوٹی پری کی چیخوں سے گونج اٹھی تھی ہماری چھوٹی پری کو وہ تتلی ، تتلی کم اور ایک بھیانک کیڑا زیادہ لگتی تھی جس کی دو چھوٹی چھوٹی آنکھیں تھیں اور وہ اڑتی بھی تھی اور پری کے مطابق جب وہ غصہ ہوتی ہے تو کاٹ لیتی ہے

بچپن میں پری کی بتائی گئی اہم انفارمیشن بی جان نے انہی سیم لفظوں میں سب کو بتائی تھی۔۔۔

عینا سمیت وہاں سب اسکی معصوم سی شکل دیکھ ہنس رہے تھے

اور پھر جب مجھے پتہ چلا کہ پری تتلی سے ڈرتی ہے تو میں اسے تتلی سے ڈرانے لگا یہاں زیادہ تتلیاں نہیں ہوتیں مگر مجھے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی تھی میں صرف تتلی بولتا تھا اور چھوٹے ڈرپوک بچے کی اس حویلی میں ڈوریں لگ جاتی تھیں

سفیان شاہ بھرپور قہقہہ لگاتا ان سب کو بھی ہنسنے پر مجبور کر گیا تھا۔

عشال نے خفگی سے اسے دیکھتے اپنا لال چہرا جھکا دیا۔۔۔آپ بہت گندے ہیں بھائی۔۔۔اسنے رونی صورت بنائی تھی

ارے ارے رونا نہیں پری ... اسے رونے کی تیاریاں کرتے تھے ارشان شاہ فوراً بولا تھا

تم بہت شرارتی ہو سفیان مت تنگ کرو میری بچی کو ورنہ مجھ سے مار کھاؤ گئے۔۔۔دا جی پری کی معصوم شکل دیکھ اسے ڈانٹنے لگے تھے۔

بی جان ان سب کو ہنستا مسکراتا دیکھ دل ہی دل میں اس ذات کا ڈھیروں شکر ادا کر رہی تھیں ناجانے کتنا وقت ہوا تھا وہ ایک ساتھ نہیں بیٹھے تھے وہ چھوٹی پری واقع اس لال حویلی کی رونق تھی بی جان نے بے ساختہ عشال کی بلائیں لی تھیں۔

اور یہ بھی تو بتائیں نا پھر آپ کو ابو جان سے کتنی ڈانٹ پڑتی تھی ہمیشہ وہی مجھے بچاتے آ..پ..س...

وہ خفگی بھرے لہجے میں بولتی جا رہی تھی جب اسے ولید شاہ کی موجودگی کا احساس ہوا تو جملہ ادھورا ہی چھوڑے سر جھکا گئی۔

ولید شاہ نے زور سے آنکھیں بند کیں اور پھر چیئر گھسیٹتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

بی جان اور دا جی کے چہروں پر مخصوص اداسی چھا گئی تھوڑی دیر پہلے جہاں سب کھکھلا رہے تھے وہاں اب مکمل خاموشی کا راج تھا

اسکے گلے میں پھانس سی اٹکی تھی ڈھیروں آنسوؤں کو آنکھوں کی باڑ سے پیچھے دھکیلتے لمبی سانس بھرتے وہ بھی خود کو کمپوز کرنے کی سعی کرنے لگی۔

معاملے کی سنگینی بھانپتے سفیان شاہ فوراً سے بولا تھا۔

اچھا پری تم نے بتایا نہیں کہ کیوں ناراض ہو مجھ سے؟

ہاں بچے بتاؤ وجہ اپنے بھائی جان کو جو مجھے بھی بتائی تھی

ارشان شاہ نے بھی مسکراتے لقمہ دیا تھا

عینا، دا جی اور بی جان بھی کشمکش کا شکار ہوتے عشال کو دیکھنے لگے۔

"آپ نے مجھے اپنے نکاح میں نہیں بلایا اسلئے میں ناراض ہوں"

سوں سوں کرتی وہ ممنائی تھی۔

سفیان شاہ کی نظر بےساختہ عینا کی طرف اٹھی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی اسکی نظریں خود پر مرکوز دیکھ عینا کے دل نے بیٹ مس کی تھی وہ نظریں جھکا گئی سفیان شاہ بھی گلا کھنگالتے نظریں پھیر گیا۔

مجھے خود کو اپنے نکاح میں نہیں بلایا گیا ... البتہ زبردستی گھسیٹا گیا تھا۔۔آخری جملہ آہستگی سے کہتے اسنے ارشان شاہ کی طرف دیکھا جو سخت تاثرات سجائے اسے ہی گھور رہا تھا

میرا مطلب ہے کہ یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ بلانے کا وقت نہیں ملا۔

وہ اتنی دور بھی نہیں بیٹھا تھا عینا سے کہ وہ اسکی زبردستی والی بات نا سن سکی ہو۔۔

میں برتن اٹھا لوں ... کہتی وہ کھانے کی ڈشیز اٹھاتی کچن کی طرف چلی گئی۔

تو پھر ٹھیک ہے اب ہم حویلی میں ایک فنکشن رکھیں گئیں اور اس میں سب رشتے داروں کو بھی بلائیں گئیں ...

عشال نے چہکتے ہوئے مشورہ دیا۔

ضرور کیوں نہیں بچے ہم ضرور رکھیں گئیں بلکہ ولیمے کی تقریب تو ابھی ہونی ہے۔۔

ایکسکیوز می مجھے ایک امپورٹنٹ کال کرنی ہے ... میں آتا ہوں۔

دا جی کی بات سنتے ہی وہ اٹھتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

چلو بھئی ارشان تم بھی آرام کر لو رات بھی کافی ہو گئی ہے سفر بھی کافی لمبا طے کر کے آئے ہو تھک گئے ہو گئے۔

جی دا جی تھک تو بہت گیا ہوں چلیں کل ملاقات ہوتی ہے

انشاء اللہ بچے... بی جان مسکرا دی۔

شبِ خیر!...

وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چلا گیا ساتھ ہی دا جی بھی اٹھ گئے

اب وہاں وہ تینوں ہی تھیں۔

بی جان آپ بھی آرام کریں میں عینا آپی کی ہیلپ کروا کر کمرے میں چلی جاؤں گئ

ٹھیک ہے بچے ...

صرف تم کمرے میں نہیں جاؤ گئی عشال میں بھی آؤں گئی آج میں تمہارے ساتھ ہی سو گئی تمہارے کمرے میں بہت سی باتیں کرنی ہیں تم سے ... برتن اٹھاتی وہ دونوں ہلکی آواز میں باتیں کرتی کچن سمیٹ کر کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » »

بھوک کی شدت تھی جو اب برداشت سے باہر تھی کھلی کتاب کو یونہی بیڈ پر الٹا کر کے رکھتی وہ بالوں کا جوڑا بناتے باہر نکلتی جب نظر شال پر پڑی جو اسفند اسکے لئے نکال کے گیا تھا وہ اسکی کتنی فکر کرتا تھا سوچتے ہی بے اختیار اسکے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا شال کو شانوں کے گرد اوڑھتی وہ کمرے سے باہر نکل آئی کچن کا رخ کیا۔۔۔

مجھے تو کھانا بنانا آتا ہی نہیں ہے ... اب کیا کھاؤں گئی۔۔۔ نظریں کچن کے چاروں اطراف میں گھماتے وریشہ نے فروٹس کا سوچتے فریج کھولا ہی تھا جب فریج میں رکھی ڈشیز دیکھ اسکا منہ حیرت سے کھل گیا ایک ایک کر کے اسنے ساری ڈشیز باہر نکالی اور انہیں چیک کیا ان تمام ڈشیز میں اسکے فیوڑٹ کھانے تھے جس میں سے ایک میں اسکی فیوڑٹ کھیر تھی۔۔۔وہ حیرت کے سمندر میں ڈوبی گئی۔

اسکو کیسے معلوم میری پسند کا؟۔۔۔وہ خود سے ہمکلام ہوئی۔

اس شخص کو سب معلوم ہوتا ہے۔۔خود کو خود ہی جواب دیتے کھانا پلیٹ میں نکالتی اسنے اون میں رکھ دیا۔

میں کیوں سوچ رہی ہوں اسکو ... جب مجھے اسے ہر گز نہیں سوچنا چاہئیے۔۔۔غیر مرئی نقطے پر نظر رکھے وریشہ پھر سے اپنے آپ سے باتیں کرنے لگ گئی۔

وہ آیا کیوں نہیں اسنے تو کہا تھا میں جلدی آؤں گا۔۔۔کیا میری بے رخی کے بعد وہ مجھ سے ملنے نہیں آئے گا؟

خود سے ہی سوچوں میں سے سوچیں نکالتی وہ روہانسی ہوئی۔

میں خود سے باتیں کیوں کر رہی ہوں؟ ...

کافی دیر بعد اسے اپنی بیوقوفی کا خیال آہی گیا۔

اور وہ شخص میرے حواسوں پر کیوں سوار ہو رہا ہے؟ ... میں کیوں بار بار اسی کو سوچ رہی ہوں یا اللہ کہیں میں پاگل تو نہیں ہو گئی...

اور اگر نہیں ہوئی تو یہ شخص مجھے پاگل کر دے گا۔

اپنا سر تھامے وریشہ وہی رکھی چیئر پر بیٹھ گئی۔

کھانا ابھی گرم ہو رہا تھا ذہن میں جھماکہ ہوا کندھوں پر رکھی شال سر پر اوڑھتی وہ صحن میں کھلتی گِرل ڈور کو کھولے باہر نکل آئی۔

انکل!...

ذرا سا آگے آتے وریشہ نے گارڈ کو پکارا تھا۔

جی جی میڈم جی!..

گارڈ بوتل کے جن کی طرح وہاں نمودار ہوا تھا۔

وریشہ انکے یوں اچانک نمودار ہونے پر خوفزدہ سی ذرا پیچھے ہوئی پھر خود کو تسلی دیتے وہ آگے آئی جہاں وہ چالیس عمر کے لگ بھگ کھڑا گارڈ نظریں جھکائیں اسکے اگلے جملے کے انتظار میں کھڑا تھا۔

یہاں تک تو آگئی تھی پکار بھی لیا تھا مگر اب وریشہ میڈم کی آنا گوارہ نہیں کر رہی تھی وہ وہاں ان سے اسفند شاہ کے متعلق پوچھنے آئی تھی مگر اب اسکا نام زبان پر آتے ہی وریشہ کو اپنی آواز حلق میں ہی رکتی محسوس ہونے لگی تھی

"جھجھک تھی یا انا پرستی" ... وہ اسکا نام لینے سے کترا رہی تھی۔

انکل..وہ.. میں نے ... پوچھنا تھا۔۔وہ سوچ سوچ کر بول رہی تھی

جی میڈم جی!...

افففف ہو انکل میڈم جی تو مت بولیں میں آپکی بیٹیوں جیسی ہوں بیٹی کہیں مجھے یہ میڈم ویڈم نہیں ۔۔۔ایک تو پہلے وہ انہیں پکار کر خجل سی ہو رہی تھی اور اس پر سے وہ میڈم لفظ وریشہ کا دماغ مزید خراب ہو رہا تھا مگر ان سے بات کرتے اسکے لہجے میں عزت و احترام قائم تھا۔

جی بیٹا جی!...

کہتے وہ ذرا سا مسکرائے تھے۔

وہ میں پوچھنے آئی تھی کہ آپ نے کھانا کھایا؟

بڑی ہوشیاری سے وہ بات بدل گئی تھی۔

نہیں بیٹا آپ کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا اسلئے کھانا نہیں کھایا مگر آپ فکر نہیں کرو کوارٹر میں کچھ فروٹس رکھے ہیں وہ کھا لوں گا!

انہوں نے تسلی دی تھی

تاہم وہ سر کو ہلکا سا خم دیتی واپس اندر چلی گئی۔

وہ بھی واپس سے گیٹ کے پاس رکھی چیئر پر جا بیٹھے۔

انکل۔۔۔ابھی کوئی دو منٹ ہی گزرے تھے جب انکے کانوں میں وہی مانوس سی اواز ابھری تھی۔

جی بیٹا ... وہ دیوار کی اوٹ سے اسکے سامنے آئے جہاں وریشہ ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے پکڑے کھڑی تھی

یہ آپ کیلئے انکل پلیز کھانا کھا لیجئے گا۔

کھانا وہاں بنے بنچ پر رکھتی وریشہ ابھی پلٹی ہی تھی جب انکی آواز سنے رک گئی۔

بیٹا صاحب جی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں دو دن بعد واپس آئے گئیں۔

کہتے وہ واپس مڑ گئے جب کہ وہ لڑکی وہی شل ہو گئی۔۔۔

کیا اسکے علاوہ اللہ جی نے سب کو چہرے پڑھنے کا ہنر دیا تھا اسفند شاہ اسکی آنکھیں پڑھ سکتا تھا وہ بندہ اسے وہ بتاتا تھا جو اسکے دماغ میں چل رہا ہوتا اور اب گارڈ انکل ... افففف میں یہ سب سوچ سوچ کر پاگل ہو جاوں گئی۔۔۔ سر تھامے وہ پیر پٹختی کمرے میں چلی گئی۔۔۔

» » » » » » » » » »

وہ کمرے میں سونے کی غرض سے آیا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے سفر کی تھکان سے اسکی کمر درد کے مارے ٹوٹ رہی ہو وہ ابھی بیڈ پر لیٹا ہی تھا جب اسے محسوس ہوا نیند اسکی آنکھوں سے کہیں دور بھاگ گئی ہے اگلے آدھے گھنٹے تک وہ سونے کی کوشش کرتا رہا مگر ندارد نیند نے تو جیسے ضد باندھ لی اسکے ساتھ ... اسے بے چینی ہونے لگی بے ساختہ وریشہ کا خیال ذہن کے پردوں پر جھلملایا اور سید ارشان اسفند شاہ سمجھ گیا کہ وہ بے چین ہے وہ بھی نہیں سو پا رہی سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھاتے اسنے نمبر ڈائل کیا۔۔۔جو پہلی ہی رنگ پر اٹینڈ بھی کر لیا گیا۔

اسلام علیکم!!...

وعلیکم السلام جی سائیں کیسے ہیں آپ؟

اس ذات کی مہربانی ہے میں ٹھیک ہوں!...

وہاں سب ٹھیک ہے؟

جی صاحب جی سب ٹھیک ہے ابھی کچھ دیر پہلے ہی میڈم جی آئیں تھیں آپ کا پوچھنا چاہتی تھی مگر شاید پوچھ نہیں پا رہی تھیں

اچھا... اسکے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی۔

جی سائیں تو میں نے میڈم جی کو بول دیا کہ آپ شہر سے باہر ہیں دو دن بعد آئے گئیں۔۔۔

اچھا تو انہوں نے کچھ کہا نہیں؟

نہیں سائیں جی!..

اسکا جواب سنتے وہ کچھ دیر کیلئے خاموش ہو گیا۔

انور..؟

جی سائیں!..

میری بات کرواؤ میڈم جی سے!...

جیسا حکم سائیں!..

وہ موبائل لیتا گھر کے اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں آتے ہی جوتوں کو پاؤں سے اتارنے کے بجائے ہوا میں اڑاتے وہ شال کو دور پھینکتی بیڈ پر دھپ سے لیٹ گئی۔۔۔

وہ دو دن بعد آئے گا ... شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔

ایسے کیسے وہ مجھے یہاں چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں جا سکتا ہے یہ تو سراسر ظلم ہے مجھ پر ... کمر پر ہاتھ باندھے وہ کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتی فل تپے ہوئے موڈ میں تھی۔

ویسے دیکھا جائے تو وہ دو دن کیلیئے باہر گیا ہے تو میں یہاں سے بھاگ سکتی ہوں ... ایک نیا منصوبہ بناتے وہ خوشی سے چہک اٹھی۔

مگر اگلے ہی لمحے اس خوشی پر پانی پھر گیا۔

میں یہاں سے بھاگ گئی تو بیچارے گارڈ انکل کو ڈانٹ پڑے گئی اور کیا پتہ وہ سڑیل اسفند شاہ اسے نوکری سے ہی نکال دے۔

سوچتے اسکی نظر کمرے میں رکھی ٹیبل پر رکھے کھانے پر پڑی تھی دل اداس ہو گیا تھا اسے وہاں پھر سے بے چینی محسوس ہونے لگی

آخر کب میں اس قید سے آزاد ہوں گئی؟ ... کب آپ سے ملوں گئی بابا؟

بھیگی آنکھوں کو رگڑتے وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

اسنے دیوار پر ٹنگی گھڑی کی طرف دیکھا جہاں رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے نیند بھی نہیں آرہی تھی اور وہ مزید کچھ سوچ کر پاگل بھی نہیں ہونا چاہتی تھی بیڈ پر چت لیٹے وہ چھت کو گھور رہی تھی جب کانوں میں عجیب سی آواز پڑی۔۔۔شال اوڑھتے وہ کمرے سے باہر نکلی دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی وہ مزید آگے آئی تھی جب نظر بند گرل ڈور کے اس پار کھڑے گارڈ انکل پر گئی

۔۔۔

ارے گارڈ انکل آپ کچھ چاہیئے تھا کیا آپ کو؟

گرل کھولتے وہ اپنی ہی رو میں بول رہی تھی

جب انہوں نے کچھ بھی کہے بغیر اپنا موبائل آگے بڑھا دیا۔

میں کیا کروں انکل؟

وہ ناسمجھی سے بولی تھی۔

میڈم جی....

یہی سٹاپ لگائیں انکل ... اسکے کہنے کی دیر تھی اور وہ خاموش ہو گئے

میں نے پہلے بھی کہا تھا میڈم نہیں بیٹی کہنا ہے مجھے!...

وہ چڑ گئی۔

فون کی دوسری سائیڈ موجود شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور چہرے پر حیرانگی چھا گئی۔۔۔وہ اسکے علاوہ سب سے اچھے سے بات کرتی تھی ایک اسکی ہی قسمت خراب ہے ... زیان نے تاسف سے سوچا تھا۔

جی بیٹا وہ صاحب کی کال ہے آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

وہ موبائل پکڑاتے جا چکے تھے اور وریشہ یونہی موبائل کو ہاتھ پکڑے حیرت سے دیکھ رہی تھی

کچھ بھی کہے بغیر وہ موبائل لیتی کمرے میں بیڈ پر آبیٹھی۔

مائے کوئین!...

وہی مخمور گھمبیر لہجہ وریشہ کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

ابھی بھی بات نہیں کرو گئی؟

وریشہ نے اسکے لہجے میں اداسی محسوس کی تھی۔۔۔بیڈ شیٹ پر بنے ڈیزائین پر انگلیاں پھیرتی وہ بھی اداس ہو گئی تھی

بیڈ پر چت لیٹتے اسنے موبائل کان سے لگا لیا اسکی چلتی سانسیں ہی زیان حیدر کیلیئے سکون کا باعث تھیں۔

پیروں پر کمفرٹر اوڑھتی وریشہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔موبائل ہنوز کان کے ساتھ لگا تھا

دونوں ہی ایک دوسرے کی چلتی سانسوں کو سننے میں مگن تھے یہی احساس ہی کافی تھا ان دونوں کیلئے کہ دور ہو کر بھی وہ ایکدوسرے کے اتنے قریب ہیں۔

تم سوئی کیوں نہیں ابھی تک؟

زیان نے پانچ منٹ بعد پھر سوال کیا۔

نیند نہیں آرہی تھی!..

دل کے کہے پر آمین کرتے اس بار وریشہ نے بھی خاموشی کا روزہ توڑ ہی دیا۔

اسنے گہرا سانس بھرا جیسے اسکے بولنے پر شکر ادا کیا ہو۔۔وہ اسکے بولنے پر بھی شکر ادا کرتا تھا اسکے ملنے پر کیا کچھ کرتا ہو گا۔

بے چین کیوں ہو؟

نہیں میں بے چین نہیں ہوں!..

تم جھوٹ بھی بولتی ہو"...

اسکی بات سنے وریشہ نے اسکی الحامیوں کو کوسا جو اسکی آواز سے ہی اسکا حال جان لیتا تھا۔

جھوٹ مت بولو مائے کوئین کیونکہ تمہاری وجہ سے یہاں میں بھی بے چین ہوا ہوں نیند بھی نہیں آرہی!...

وہ الجھا سا اسے بتا رہا تھا۔

اب تم کہنا چاہتے ہو کہ اس میں بھی میرا قصور ہے؟

وہ ناراضگی سے پوچھ رہی تھی۔

No..no my queen is all my fault not your's...!

)نہیں نہیں مائے کوئین سارا میرا قصور ہے تمہارا نہیں(

زیان نے فوراً سے بات سنبھالی تھی اسکا کیا پتہ کال کٹ کر دیتی ایک سیکنڈ میں۔

ہممم!...

مجھے نیند آرہی ہے میں کال کٹ کر رہی ہوں!..

پھر جھوٹ ... تمہیں نیند نہیں آرہی!..

وہ رسانیت سے بولا وریشہ کا دل چاہا اسکا نہیں تو اپنا ہی سر کسی دیوار میں مار لے۔

میں جھوٹ نہیں بولتی البتہ تم سے سیکھ جاوں تو وہ الگ بات ہے!

وریشہ کاٹ دار لہجے میں بولی تھی۔

میں نے تم سے کونسے جھوٹ بولے ہیں؟

اسکے طنز پر زیان پوچھے بنا نہیں رہ سکا۔

جھوٹ لفظ کم پڑتا ہے اس سب کیلئے جو تم میرے ساتھ کرتے آئے ہو دھوکہ کہو اسفند شاہ ... دھوکہ ... اسکے نام پر زور دیتی وہ شدت سے بولی تھی

دوسری طرف زیان اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی وریشہ تم کس بارے میں بات کر رہی ہو !..

اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وریشہ کا اس لہجے کے پیچھے کیا جواز ہے۔

وقت تمہیں سب سمجھا دے گا اسفند شاہ۔

صحیح میں اس وقت کا انتظار کروں گا۔

وہ دوبدو بولا تو وریشہ طنزیہ ہنس دی۔

زیان تو اسکے اسقدر ٹھنڈے رویے پر کنفیوز تھا۔

دونوں طرف خاموشی چھاگئی وہ کچھ دیر بعد پھر بولی۔

`مجھے بابا کی یاد آرہی ہے؟

اسکا لہجہ نم پڑ گیا۔

دوسری طرف بیٹھا شخص پل بھر کو خاموش ہو گیا اسکا بھیگا لہجہ ہی زیان کو تکلیف دے رہا تھا۔

ابھی میں وہاں نہیں آسکتا...

تم نا بھی آؤ تو مجھے فرق نہیں پڑتا!..

وہ قدرے خفگی سے بولی تھی۔

وہ بے اختیار ہنس دیا۔

"تمہارے پاس آنے سے تو تم خود بھی مجھے نہیں روک سکتی مائے کوئین"...

وہ مخمور سا ہنسا.

اسکی ہنسی سے وریشہ کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتے محسوس ہوئے تھے

اچھا اب تم کال کٹ کرو اس سے پہلے مجھے بتانا تھا کہ تمہارے روم میں جو واڈراب ہے اس کے فرسٹ بلاک میں ،میں نے تمہارے لیے کچھ رکھا ہے اور اسکی کیز تمہارے بیڈ کی سائیڈ ڈرار میں رکھی ہیں۔

"مجھے یقین ہے جب وہ چیز دیکھو گئی تو تمہاری ساری بے چینی پل میں ختم ہو جائے گئی"

اسکے لہجے میں یقین تھا جسے محسوس کرتی وریشہ کو تجسس سا ہوا وہ کال کٹ کرتی موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھے بیڈ سے اٹھی تھی۔

اللہ حافظ بھی نہیں بولا ... موبائل کو گھورتے زیان سخت بد مزہ ہوتا موبائل ڈور اچھال کر کمفرٹر میں گھس گیا۔

بیڈ سے اٹھتے اسنے کیز نکال کر وہ بلاک کھولا جس میں رکھی وہ تین چیزیں دیکھ کر وریشہ کی آنکھوں سے متواتر آنسو گرنے لگے۔

بلکل نئی پیک شدہ جائے نماز جس کے ساتھ ہی قرآن مجید رکھا تھا اور اسکے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے بڑی سی چادر نما گرم شال طے کر کے رکھی تھی۔۔۔

"میں خود کو کوستی ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہوگئی مگر میں غلط تھی مجھے تم جیسے انسان سے محبت ہونا ہی تھی کیونکہ تم واجب المحبت ہو"

وہ مسلسل روتی اسے ہی سوچ رہی تھی۔

مگر میں تمہیں پھر بھی معاف نہیں کر سکتی تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے ... اسنے سرد آہ بھری۔

آنسو صاف کرتی وہ واشروم میں جا بند ہوئی اب اسے اپنی بے چینی کو ختم کرنے کا حل مل گیا تھا اور حل بھی ایسا جسے پا کر ہی وریشہ کو اپنی ساری بے چینی دور بھاگتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔

« « « « « « « « « « « «

دو گھنٹے کی مسافت طے کرتا وہ اس سنسان جگہ پر پہنچا تھا جو اسلام آباد شہر اور آبادی سے دور واقع تھی گاڑی سے اترتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ٹھاہ کی آواز سے دروازہ کھولے اندر داخل ہوا کمرہ گھپ اندھیرے میں ڈوبا تھا اسنے نظر دوڑائی جہاں اس سرخ ٹمٹماتی روشنی کے نیچے پڑی چیئر پر وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح سر تھامے بیٹھا تھا دروازہ بند کرتے وہ ایک ہی جست میں اسکے قریب جا کھڑا ہوا۔۔۔

رات کے ڈھائی بج رہے ہیں جانتا بھی ہے میں نے تجھے کہاں کہاں ڈھونڈا پچھلے چار گھنٹوں سے گلی گلی خوار ہو رہا ہوں اور تو یہاں سکون سے بیٹھا ہے۔۔۔

وہ بپھرا شیر بنے ایک ہی سانس میں اتنا سب بول گیا جب ابتسام نے اسکے آخری جملے پر تمسخر اڑاتی نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو میرا حال دیکھو کہیں سے پرسکون نظر آرہا ہوں۔

کاشان نے سر تا پیر اس مجنوں کو دیکھا بکھرا حولیہ بکھرے بال سرخ پڑتی آنکھیں چہرا ایسے جیسے کسی لمبی بیماری سے اٹھا ہو۔

مجھ سے تیری تکلیف نہیں دیکھی جاتی بھائی...مت کر ایسے سنھبال خود کو میری جان!...

اسکے چیئر کے قریب بیٹھے وہ سرگوشی نما انداز میں بولا۔

نہیں سنھبال سکتا میں خود کو کاشی مجھے وہ چاہیئے ورنہ میں واقع میں مر جاؤں گا۔

ہارے ہوئے لہجے میں کہتے ابتسام نے اسکے ہاتھ تھام لیے۔

مار دیں گئیں وہ تجھے بھی سمجھتا کیوں نہیں ہے ولید شاہ کبھی اپنی بیٹی تجھے نہیں دے گا!..

وہ تحمل سے اسے سمجھانا چاہتا تھا۔

"مر تو میں اسی پل گیا تھا جب میری ماں نے کہا اسکو بھول جاؤ اور نہیں بھول سکتے تو مر جاؤ"

تلخی سے کہتے اس نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

کاشان خاموش ہو گیا تھا۔

"وہ میری ضد نہیں ہے بس وہ مجھے اچھی لگتی ہے اور مجھے وہ لڑکی چاہئیے ،کسی بھی قیمت پر چاہئیے"

قطرہ قطرہ اسکے آنسو کاشان کے ٹھنڈے ہاتھوں پر گرنے لگے اسکی تکلیف اسے خود پر گزرتی محسوس ہو رہی تھی۔

"میں بے بس ہوں اسکے معاملے میں ،میں صبر نہیں کر سکتا تم سب سمجھتے کیوں نہیں ہو؟"

اسکی سسکیاں بڑھنے لگی اور پھر وہ سسکیاں ہلکی ہلکی آواز میں تبدیل ہوئی۔

کاشان نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

اور پھر اس شخص کا ضبط ٹوٹ گیا سسکیاں آوازوں میں بدل گئی اور وہ رو دیا اور ایسی شدت سے رویا کہ کاشان کا دل پھٹنے لگا تھا اسکا رونا، آہیں اُس بلند آواز میں کمرے میں گونج رہی تھیں کہ سننے والے کے دل دہل جاتے۔۔۔

چپ ہو جا بھائی صبر کر میں تیرے ساتھ ہوں رونا بند کر میری جان!!

کافی دیر وہ اسکی پیٹھ تھپتھپاتے تسلی دیتا رہا۔۔۔آنکھیں خشک ہو گئیں تھیں مگر سسکیاں ابھی بھی اس کمرے میں گونج رہی تھیں۔

تو مما سے بات کرے گا نا...انہیں کہے گا کہ محترمہ کیلئے مان جائیں۔

آنکھیں رگڑتے اسنے امید سے پوچھا تھا۔

ہاں میں کروں گا بات وعدہ رہا بس تو ابھی رونا بند کر!..

بالآخر اسنے منت کی تھی۔

چل اٹھ گھر چلیں زری اور چاچی تیرا انتظار کر رہی ہیں...میں مما بابا کو انکے پاس چھوڑ کر آیا تھا۔

وہ سر پیچھے کو گرا گیا۔

کاشان نے اسے دیکھا۔

ماں کو بیٹے کی ضرورت ہے ابتسام اگر تو نہیں چاہتا وہ پھر سے ٹراما میں چلی جائیں تو اٹھ اور چل میرے ساتھ ورنہ ساری زندگی پچھتاتا رہے گا ... متوازن لہجے میں اسے سمجھاتے کاشان نے اپنے ساتھ اسے بھی اٹھایا۔

ابتسام کے دماغ میں اس وقت کئی سوچیں ایک ساتھ گردش میں تھیں وہ اپنی ماں کو بھی اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور وہاں جانا بھی نہیں چاہتا تھا مگر پھر دل کے مقام پر پتھر رکھے وہ کاشان کے ساتھ چل پڑا۔

وہ تقریباً گھسیٹتے ہوئے اسے اپنے ساتھ گاڑی تک لایا تھا اسکی حالت ایسی تھی جیسے اسنے شراب پی رکھی ہو اس لڑکی کے غم میں وہ بن پیئے ہی مد ہوش سا اپنی چال ڈھال ، دنیا سے بے خبر سب بھول گیا تھا اگر وہ اسے نا ملی تو کیا ہو گا ایسا سوچتے ہی کاشان کا دل کسی نے مٹھی میں لیا تھا۔

» » » » » » » » » » » » »

اٹھ جاؤ عشال ورنہ ابھی بی جان سے ڈانٹ پڑ جائے گئی۔

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اسے فجر کی نماز کیلئے اٹھا رہی تھی اور عشال تھی جو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے سوئی رہو جا رہی ہوں میں!...

وہ اس کے پاس سے اٹھتی جب عشال نے اسکی بازو تھام لی۔

ناراض ہو کر نہیں جائیں میری پیاری بھابھی جان ... دلکشی سے مسکرا کر کہتی وہ عینا کو بلش کرنے پر مجبور کر گئی تھی۔

اللہ اللہ آپ تو صرف اتنی سی بات پر بلش کر رہی ہیں۔

شرارتی لہجے میں کہتی عشال نے مدھم سا قہقہہ لگایا۔

عینا خفگی سے اسے دیکھتی ہاتھ جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

تم بہت شرارتی ہو گئی ہو پری اب اٹھو اور جا کر نماز پڑھ لو ورنہ بی جان نے ڈانٹنا نہیں مارنا بھی ہے۔

آپ کہاں جا رہی ہیں؟

میں کچن میں جا رہی ہوں بی جان اور دا جی کا ناشتہ بنانے۔

اچھا اوکے آپ چلیں میں بھی نماز پڑھ کر آتی ہوں۔

اوکے جلدی آجانا پھر مجھے تم سے کچھ پوچھنا بھی ہے۔

عینا بات ختم کرتے کمرے سے باہر چلی گئی اور عشال بھی ٹائم دیکھتی نماز کی نیت سے فوراً سے بیڈ سے اٹھی تھی۔

» » » » » » » » » » » » »

کچن میں آتے اسنے فوراً سے چائے کا پانی چولہے پر رکھا تھا وہ ابھی تک اس نماز اسٹائل میں کیے ڈوپٹے میں تھی چائے کا پانی رکھتے اسنے فریج کھولا انڈے اور دیگر چیزیں نکالتی وہ آملیٹ بنانے کی تیاری میں مصروف ہو گئی تھی۔

جائے نماز طے کر کے ابھی وہ اٹھا ہی تھا کہ سر میں اٹھتا شدید درد اسے نڈھال کر گیا۔۔ساری رات وہ بے سکون رہا تھا تمام رات اسنے جاگ کر گزاری تھی نا معلوم سی کیفیت تھی سفیان شاہ کو اس کمرے میں کمی سی محسوس ہو رہی تھی وہ شروع دن سے اکیلا ہی رہا تھا مگر اب اس کمرے میں وہ اکیلا پن اسے کھل رہا تھا اسکا عینا سے کوئی جذباتی تعلق نہیں تھا مگر اب سفیان کو اپنے کمرے میں اپنے ساتھ ایک اور وجود کی موجودگی کا احساس ہونے لگا تھا اسکی عادت ہونے لگی تھی اور جس کا نتیجہ اسنے ساری رات کانٹوں پر بسر کر کے گزاری تھی عینا پر اسے شدید غصہ تھا جو اس سے اجازت لیے بنا ہی عشال کے روم میں سونے چلی گئی ابھی وہ اسکی خبر لیتا اس سے پہلے اسے چائے کی طلب ہوئی جس سے سر درد بھی کچھ کم ہو جاتا۔۔ملازمہ سے چائے کا کہنے کیلئے وہ کمرے سے باہر نکلا اور کچن کی طرف گیا جہاں اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا وہ ابھی مزید قدم بڑھاتا جب اسے وہاں عینا کا گمان ہوا۔۔ہاں وہاں وہی تھی بے ساختہ سفیان شاہ کے قدم وہی رک گئے وہ کتنی دیر وہی

کھڑا بے خود سا اسے دیکھتا رہا۔۔۔سرخ رنگ کی پاؤں تک آتے فراک میں ہم رنگ ڈوپٹے کو نماز اسٹائل میں سر پر لپیٹے وہ اپنے کام میں مصروف تھی سفیان شاہ کی نظر اسکے نورانی معصوم چہرے پر ٹک گئ وہ بلا کی حسین نا سہی مگر اتنا حسن ضرور رکھتی تھی کہ کوئی بھی اسکی چاہ کرتا۔۔۔وہ اسے دیکھنے میں مصروف تھا جب عینا خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتی مڑی تھی وہاں سفیان شاہ کو سفید رنگ کے قمیض شلوار میں بکھرے بال، اتری رنگت اور سوجھی آنکھوں سمیت کھڑا دیکھ اسکا دل ڈوب کے ابھرا تھا۔

شاہ... اسکے لب ہلے مگر آواز نہیں نکلی مگر سفیان وہ لفظ بغور سمجھ گیا تھا۔

اسے سفیان کی کل رات والی باتیں یاد آئی تھی فوراً سے خود پر اپنی نظروں پر قابو پاتے کچھ قدم کا فاصلہ چھوڑے عینا اسکے قریب آ کھڑی ہوئی۔

کیا ہوا سائیں...کچھ چاہئیے تھا آپ کو..؟

بنا کسی تاثر کے اسنے سوال کیا تھا۔

سفیان شاہ اسکے بدلے لہجے اور رویے پر دنگ رہ گیا۔

اسنے بے ساختہ نظریں پھیر لیں۔

چائے بناؤ میرے لئے!..

وہ اگر سائیں بول رہی تھی تو سفیان شاہ بھی اسے ویسے ہی ٹریٹ کر رہا تھا جیسے وہ ملازموں کو کرتا تھا۔

عینا کے دل میں درد کی ٹیس اٹھی مگر پھر سر کو ذرا سا خم دیتی وہ چائے بنانے میں مصروف ہو گئی۔

اب چائے بنا تو رہی ہوں پھر میرے سر پر کیوں مسلط ہیں یہ ابھی تک؟۔۔دل میں ہو سوچتی اسکی مسلسل نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی۔

رات ساری کہاں تھی تم؟

اسکے لہجے میں سرد مہری تھی۔

عینا نے بے اختیار سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔۔سفیان شاہ کا جلالی روپ دیکھ اسکا ننھا دل خوف سے لرزا تھا

بلکل تم سے ہی پوچھ رہا ہوں کہاں تھی تم؟

آواز میں رعب و دبدبہ ہنوز قائم تھا۔

می..میں..عش..عشال کے...کمرے۔۔

وہ باقاعدہ خوف سے کپکپانے لگی تھی۔

کس کی اجازت سے گئی تھی؟

اسکے قریب آتے وہ دھاڑا تھا عینا نے نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔

بی جان نے...

وہ اسکے آگے کچھ بولتی جب سفیان شاہ نے اسکی کلائی تھامے اپنے انتہائی قریب کیے انگلی ٹھوڑی کے نیچے رکھے اسکا چہرا اوپر کیا تھا

میں تمہارا شوہر ہوں، بی جان نہیں!...

اسنے بےساختہ بھیگی پلکیں اٹھائے حیرت سے اسے دیکھا جو پہلی بار اپنے آپ کو اسکا شوہر صرف مان نہیں کہہ بھی رہا تھا۔

آئندہ اگر میری اجازت کے بغیر ایک قدم بھی اپنی یا کسی کی مرضی سے اٹھایا تو تمہاری خیر نہیں ہو گئی۔۔۔بازو جھٹکے سے چھوڑے وہ دور ہو گیا۔۔۔عینا اسکی اتنی بے رخی پر آنسو پیتی رہ گئی۔

اگلے دو منٹ میں چائے کمرے میں پہنچ جانی چاہئیے۔

نیا حکم دیتا وہ آنا فانا کمرے میں چلا گیا۔

اسکے جاتے ہی عینا کے رکے آنسو پلکوں کی باڑ توڑے زاروقطار بہنے لگے۔۔۔کوئی اتنا سنگدل کیسے ہو سکتا ہے جتنے آپ بن جاتے ہیں؟

میری مشکلیں کب ختم ہو گئیں اللہ جی؟

مجھ یتیم بے سہارا کو کب خوشیاں نصیب ہوں گئیں؟

وہ روئے جا رہی تھی جب کسی کے قدموں کی آواز سنے عینا جلدی سے آنسو پونچھتے چائے کپ میں ڈالنے لگی۔

آگئی تم ....

جی بھابھی ... وہی شرارتی سی مسکراہٹ سجائے عشال نے چہکتے ہوئے جواب دیا تھا

تم مار کھاو گئی مجھ سے عشال...

اچھا اچھا مجھے بعد میں ڈانٹنا ابھی بتائیں کیا بات کرنی تھی آپکو ؟

بریڈ کا پیکٹ اٹھاتی عشال بھی کچن میں اسکا ہاتھ بٹانے لگی تھی۔

وہ کل رات جب بی جان کمرے میں آئی تھیں اس سے پہلے تم بات کر رہی تھی کسی یونی کے لڑکے کا بتا رہی تھی نا تب بات پوری نہیں ہو سکی اسلئے اب پوچھ لیا۔

آملیٹ بناتی عینا نے مصروف سے انداز میں پوچھا تھا۔

عشال کے حرکت کرتے ہاتھ وہی رک گئے یونی کے لڑکے کے ذکر پر صرف ایک چہرا تھا جو اسکے حواسوں پر چھا جاتا تھا اور پھر وہ لاکھ کوشش کر لیتی عشال اسے اپنے ذہن سے نکال نہیں پاتی تھی وہ مسلسل اسی کو سوچتی تھی جسے اسے نہیں سوچنا چاہئیے تھا

اسے اپنی اور عینا کی کل رات کی گفتگو یاد آئی تھی

عشال تمہاری کوئی دوست نہیں بنی یونی میں؟

"عائشہ نام ہے اسکا آپی وہ بہت اچھی ہے"

ان پیکنگ کرتی عشال نے مسکراتے اسکا تعارف کروایا تھا۔

اسکے علاوہ..؟

نہیں آپی آپ تو جانتی ہیں مجھ جیسی بھولی لڑکی جسے دنیا کی کوئی خبر ہی نہیں جسے شوال میڈیا یوز نہیں کرنا آتا جو اوٹنگ پر نہیں جاتی۔۔۔جو اکیلی ہونے کے خوف سے بنا مطلب لوگوں کے ہجوم میں چلتی ہے۔۔۔آخر مجھ جیسی بوریت سے بھرپور لڑکی کو آخر کون دوست بنائے گا۔۔۔اپنا مذاق خود بناتے وہ مدھم سا ہنس دی۔

مگر اسکی مسکراہٹ میں اداسی کی رمق تھی جو عینا سے چھپی نہیں رہی سکی۔

کوئی بات ہوئی ہے پری؟

اسے اپنے پاس بیٹھاتے عینا نے نرمی سے پوچھا تھا۔

اسکے پوچھنے کی دیر تھی اور ذہن کے پردے پر ابتسام نامی اسیر نے اپنا ڈیرہ ڈالا تھا ان تین مہینوں میں ہوئی ابتسام سے ہر ایک ملاقات اسکے ذہن میں گردش کرنے لگی اور پھر سفر تمام ہو گیا وہاں جہاں اسے جواب دیا گیا تھا۔۔۔"(وہ بُرا انسان ہے")

اسنے زیرِ لب بڑبڑایا۔

عینا نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

کون بُرا انسان ہے پری؟

وہ مشتعل ہوئی۔

بھائی نے کہا کہ وہ بُرا انسان ہے۔

وہ ایک رو میں بولی تھی

کون بُرا انسان ہے؟

اسنے پھر پوچھا.

وہی یونی والا لڑکا!..

وہ ٹرانس کی کیفیت میں جواب دے رہی تھی

یونی والا لڑکا ... عینا پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹا وہ کسی لڑکے کی بات کر رہی تھی جس کے بارے میں ارشان شاہ بھی جانتا تھا

عشال ادھر دیکھو میری طرف کوئی پرابلم ہوئی ہے وہاں ... تم سے کسی نے کچھ کہا کیا؟

وہ پریشان ہوئی تھی اسکے لئے پریشانی کی بات تھی اگر بات ارشان شاہ تک جا چکی تھی تو مطلب بات کوئی چھوٹی یا معمولی نہیں تھی البتہ وہ عشال کی طرح معصوم بھی نہیں تھی وہ لال حویلی کی ان پڑھ یتیم لڑکی ہی سہی اسکو بات کی تہہ تک جانا آتا تھا

نہیں آپی پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے آپ پلیز ریلیکس کریں۔

اسے پریشان ہوتا دیکھ عشال نے فوراً تسلی دی تھی

عشال کہاں کھو گئی...جواب نہیں دیا تم نے؟

عینا کی آواز پر وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آئی تھی۔

جج..جی آپی...وہ کوئی اتنی امپورٹنٹ بات نہیں ہے رہنے دیں اسے۔

اسکی طرف سے رخ موڑے عشال بریڈ پر جیم لگانے لگ گئی۔

اسکی بدحواسی عینا کو کچھ اور ہی کہانی سنا رہی تھی

اچھا نام تو بتا دو اس بُرے انسان کا..؟

کن اکھیوں سے اسکے فیس ایکسپریشنز دیکھتے عینا نے لاپرواہ سے انداز میں پوچھا تھا۔

اسنے زور سے آنکھیں میچ لیں۔

مم..میں.. دا جی اور بی جان کو دیکھ کر آتی ہوں۔

پھر ناشتہ لگائیں گئیں۔۔۔تیز تیز قدم اٹھاتی وہ بولتے وہاں سے غائب ہو گئی۔

بات اتنی اہم نا سہی مگر اتنی معمولی بھی نہیں ہے پری کہ یوں ہی رہنے دوں ... اسکی بدحواسی اور بوکھلاہٹ دیکھ عینا کو مزید فکر لاحق ہوئی تھی۔

چائے کا کپ اٹھاتی وہ عشال سے بعد میں بات کرنے کا تہیہ کرتے سفیان شاہ کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

» » » » » » » » » »

یا اللہ ہم آپ کے بندے ہیں آپ سے سے رحم مانگتے ہیں میرے مالک ہماری پریشانیوں کو ختم کر دیں میرے مالک ہم پر رحم فرمائیں ہمیں بخش دیں ان آزمائشوں کو ختم کر دیں یا اللہ اب اور ہمت نہیں رہی ہم بندے تھک گئے ہیں اللہ ... سجدے میں گری وہ شدت سے روتی گڑگڑاتی دعائیں مانگ رہی تھی

ہم پر رحم فرمائیں آپ بخشنے والے ہیں، آپ بخش دے آپ اس قدر امتحان مت لیں مالک آپ تو سب کی سنتے ہیں نا میری دعا بھی سن لیں آپ کو اپنے رحیم ہونے کا واسطہ میری دعا سن لیں۔

مجھے میرا بھائی لوٹا دیں اب اسے مت چھینیں اللہ جی میں آپکے آگے بھیک مانگتی ہوں مجھے میرا بھائی چاہئیے میں میرے گھر والے ایک بار صبر کر گئے تھے بیشک آپ صبر دینے والے ہیں مگر اب یہ دل درد نہیں سہہ پائے گا میرا دل پھٹ جائے گا اللہ جی۔۔۔اتنے سخت امتحان مت لیں ،مت لیں بخش دیں رحم کریں پلیز اللہ جی۔۔۔دعا کرتے اسکی آواز کانپنے لگی تھی وہ سجدے میں سر رکھے ہی زاروقطار رونے لگی اگلے لمحے اسکی آواز بلند ہو گئی۔۔۔باہر صحن میں اپنے بیٹے کی تاک میں بیٹھی نگہت بیگم اور ثمینہ بیگم بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی تھی جہاں زری سجدے میں گری شدت سے روئے جا رہی تھی۔

زری میری بچی ... ایک ہی جست میں اس تک پہنچتی وہ اسے گلے سے لگا گئی تھیں رات سے باندھا صبر کا دامن لبریز ہوا اور اس چار دیواری میں ان دونوں ماں بیٹی کی رونے کی آوازیں گونجنے لگی۔

مم.. مما بھائی سے کہیں واپس آجائیں۔۔۔ مما انہیں کہیں آپ کو خدا کا واسطہ مما اب انہیں نہیں کھو سکتی میں۔۔۔ آپ .. آپ کی بات سنتے ہیں وہ مما پلیز آپ انہیں بولیں نا واپس آجائیں میں نہیں رہ سکتی انکے بغیر ... آپ نے کیوں اتنے سخت لہجے میں بات کی ان سے مما کیوں؟

وہ بے قابو ہوتی ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔

جب نگہت بیگم اسے کس کے سینے سے لگاتی خود بھی رو دی تھیں اگر میں اس سے ایسے بات نا کرتی وہ کبھی اپنی ضد سے پیچھے نہیں ہٹتا زری۔۔۔وہ خود بھی سسکنے لگی تھیں

سنھبالو خود کو میری بچی وہ واپس آ جائے گا کاشان لینے گیا ہے نا اسے!...

ثمینہ بیگم اسکے بکھرے بال سنوارتی ڈوپٹہ سر پر اوڑھتی دل برداشتہ ہوئ تھیں

مجھ سے ناراض مت ہو زری تم دونوں میں میری جان بستی ہے میں تم دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں کھو سکتی میری جان میری مجبوری کو سمجھو اپنی ماں سے منہ مت موڑو ...

اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرے وہ منت کر رہی تھی

اگر میں اسے سخت الفاظ نا کہتی تو وہ ظالم حویلی والے اسے بھی ویسے ہی۔۔۔

نہیں نہیں ... خدا کا واسطہ مما بھائی کے بارے میں ایسا ایک لفظ مت منہ سے نکالیے گا۔۔۔میں مر جاؤں گئ مما اب اور دکھ نہیں برداشت ہوں گئیں ان سے کہیں وہ اس لڑکی کو بھول جائیں۔۔۔ بھول جائیں اسے ہم اپنا بھائی نہیں کھو سکتے۔۔۔انکے کندھے پر سر رکھے وہ بلک بلک کر رو دی تھی۔

"میں بھول جاؤں گا اسے، تم رونا بند کرو"

وہ لفظ اسنے کیسے زبان تک لائے تھے اور پھر کیسے ادا کیے یہ صرف ابتسام ابراہیم چوہدری ہی جانتا تھا ۔۔۔دل کے لاکھ ٹکرے ہوئے تھے جانے کتنے خواب چُور ہو گئے ۔۔۔وہ لفظ اسکی روح کو زندہ درگور کر گئے تھے مگر وہ پھر بھی ضبط کر کے کھڑا تھا۔

زری سمیت ان دونوں نے بھی سرعت سے گردن اٹھائی تھی جہاں کاشان کے ساتھ ابتسام کمرے کی دہلیز پر کھڑا سرخ انگارہ ہوتی نظریں زمین میں گاڑھے انتہائی ضبط سے وہ الفاظ کہہ گیا تھا جو شاید وہ کبھی مر کر بھی منہ سے نا نکالتا مگر اپنی ماں اور بہن کی وجہ سے وہ ایک بار پھر قربانی دے گیا تھا۔

مگر اس بار کی قربانی اسکی جان کا عذاب بننے والی تھی

جو وہاں سننے والے تمام نفوس پر سکتہ طاری کرنے کا باعث بنا۔

اور پھر چند لمحے بعد سکتہ ٹوٹا اور وہ بھاگتی ہوئی ابتسام کے کندھے سے آ لگی۔۔۔کہاں چلے گئے تھے آپ ...؟

می..میں نے کتنی آوازیں دی آپ کو مگر آپ چلے گئے ...

روتی آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ شکوہ کر رہی تھی

آپ کک... کیوں گئے بھائی آپ جانتے ہیں ہم آپ کے بغیر نہیں رہ سکتے پھر بھی چلے گئے آپ کب سے اتنے پتھر دل ہو گئے!...

اسکی آواز بھر آئی۔

اب کبھی نہیں جاؤں گا معاف کر دو بھائی کو!...

سر تھپتھپاتے اسکا لہجہ بھی بھیگ گیا۔

پرامس کریں بھائی آپ کبھی نہیں جائیں گئیں۔
وہ شاید ابھی بھی مطمئن نہیں ہوئی تھی
"میں پرامس کرتا ہوں کبھی نہیں جاؤں گا"
کہتے ہی ابتسام نے اپنی دوسری بازو پھیلائی تھی جب روتی تڑپتی نگہت بیگم اپنے بیٹے کو حصار میں لیتی پھر سے رونے لگی تھی۔

ابتسام...
کچھ مت بولیں مما سب بھول جائیں، جیسے میں بھول گیا۔
وہ زخمی سا مسکرایا۔
کاشان کو بے ساختہ اس شخص پر ترس آیا تھا جو اپنی محبت اپنی ماں اور بہن کی محبت کی خاطر قربان کر چکا تھا۔
میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔۔بے تاثر لہجے میں کہتے وہ کمرے کی طرف چلا گیا۔
زری سمیت ثمینہ بیگم اور نگہت بیگم اللہ کا شکر ادا کرنے میں مصروف ہوئی تھیں۔

» » » » » » » » » » »

ایک تو ناجانے یہ کس دنیا کا باسی ہے ... اسنے دانت پیسے تھے
اور ایک بار پھر کال ملائی تھی۔
جب پانچویں بیل جانے پر کال اٹھا لی گئی۔

ہیل...و!...

نیند میں ڈوبی آواز سنتے ارشان شاہ کا خون کھولنے لگا تھا۔

اگر ابھی میں وہاں ہوتا نا تو ایک ہی کلک میں تیرا ٹکٹ کاٹ چکا ہوتا کمینے انسان۔۔۔وہ اتنی زور سے گرجا تھا مقابل موبائل سمیت بیڈ سے نیچے جا گرا۔۔۔

امی میری کمر... نیند بھک سے اڑی تھی کمر کو ملتے حسیب نے کارپٹ پر پڑا موبائل اٹھایا تھا

کیا ہے یار کیوں میری نیند کا دشمن بنا ہوا ہے؟

وہ چڑ گیا تھا۔

ارشان کی تیوری چڑھی تھی

بغیرت انسان ٹائم دیکھ کیا ہو رہا ہے تجھے نیند کی پڑی ہے کوئی کام دھندا کر لے یا تجھے مفت میں بیڈ توڑنے کے پیسے دیتا ہوں میں۔

غصیلے لہجے میں کہتا وہ حسیب کی بچی کچی نیند کو بھی اڑا گیا تھا اسنے فوراً سے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔۔

او یار آٹھ بج گئے۔

وہ افسوس سے بولا۔

نہیں پانچ بج رہے ہیں جا دوبارہ سو جا۔

فل تپ کر کہا تھا۔

یار اتنا غصہ مت کر بھائی میرا موبائل بھی ہیٹ اپ ہونے لگتا بیچارا۔

فضول بکواس بند کرو اور مجھے بتاؤ کام کہاں تک پہنچا؟

موبائل کان سے ہٹا کر حسیب نے بیزاریت سے اسے گھورا تھا جیسے زیان حیدر کر گھور رہا ہو۔

جانا ہے آج پھر سے ملنے!

انتہائی روکھے انداز میں کہا گیا۔

گڈ اور آج کا دن لاسٹ ہونا چاہیے مجھے آج ہی اسکی ساری انفارمیشن چاہئی۔

اور ابتسام کی انفارمیشن کا کیا بنا؟

حسیب کے سوال پر ارشان شاہ کو کل سفر کے دوران آنے والی کال یاد آئی تھی جو اسکے مخبر کی تھی۔

ہاں کل کال آئی تھی اسکی مگر تب میں فیملی کے ساتھ تھا اسلئے بات نہیں ہو سکی ابھی کال بیک کروں گا پھر بتاتا ہوں کیا بنا؟

ہاں...اوکے!...

وہ کچھ سوچتے جواب دے رہا تھا۔

زیان یار اچھا ہوا تو نے کال کر لی مجھے تجھ سے اہم بات ڈسکس کرنی تھی۔۔۔!

اسکا تشویش ناک لہجہ زیان کو بھی متفکر کر گیا۔

کس حوالے سے بات کرنی تھی؟

یار وہ لڑکا کیا نام تھا ہاں وہ احد ارسلان!...

وہ جھٹ سے بولا۔

کیا ہوا اسے؟

اسے کچھ نہیں ہوا یار وہ ابھی تک اپنی حراست میں ہے اور اسکا باپ ابھی بھی اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرتا پھر رہا تو میں سوچ رہا تھا کہ اسکا بھی کوئی حل سوچو اور معاملہ رفع دفع کرو۔

اگر معاملہ رفع دفع ہی کرنا ہوتا تو میں اسے پچھلے تین دن سے قید میں نا رکھتا۔۔وہ غضب ناک تیور لیے بولا تھا

باقی میں نے اسکا حل سوچ لیا تو فکر نہیں کر ابھی اسے وہی سڑنے دے واپس آکر اسے بھی رہائی دوں گا۔

زندگی سے یا قید سے؟

حسیب نے فوراً سے پوچھا تھا۔

دونوں سے.. مگر اسکی موت اتنی آسان نہیں ہوگئ اسنے مجھ سے میری زندگی چھیننے کی کوشش کی ہے اب میں اس سے اسکی ایک ایک سانس چھینوں گا وہ بھی اتنی اذیت سے کہ موت خود بھی کانپ اٹھے گئ۔۔وحشت زدہ سا کہتا وہ حسیب کو ٹھڑٹھڑانے پر مجبور کر گیا۔۔

یار تو اس سے بدلہ لینا مجھے کیوں ایسی باتیں کر کے ڈرا رہا ہے میرا ننھا سا دل ہے کل اس لڑکی نے تھوڑا ڈرایا جو آج تو بھی کسر پوری کر رہا ہے۔۔۔

"نہیں میں تجھے ڈرا نہیں سکتا"

وہ سادہ سے لہجے میں بولا۔

"اگر تو نے کبھی کوئی ایسی حرکت کی تو میں تجھے سیدھی گولی ماروں گا بجائے ڈرانے کے"

اسی انداز میں بات ختم کرتے وہ مقابل کے سکون کو اڑن چھو کر گیا۔
دوسری طرف حسیب پورا منہ کھولے پھٹی پھٹی آنکھوں سے موبائل کو گھور رہا تھا۔
کچھ باتیں مزید اسے کہنے کے بعد زیان نے کال کٹ کر دی۔
اور اتنی دیر میں حسیب کے منہ سے اف تک نہیں نکلی تھی کال کٹ چکی تھی وہ بھی اَن سیو نمبر پر میسج سینڈ کرتا فریش ہونے کی نیت سے واشروم میں جا بند ہوا۔

»»»»»»»»»»»

وہ سب کچھ دیر پہلے ہی ناشتہ کر کے فارغ ہوئے تھے داجی بی جان ولید شاہ اور ارشان شاہ کے ہمراہ لاؤنج میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔
بی جان سفیان کہاں ہے؟
چائے کا گھونٹ بھرتے ارشان شاہ نے انہیں مخاطب کیا۔
وہاں آتی عینا کے قدم وہی دہلیز پر ہی رک گئے اسے بے ساختہ سفیان کی صبح کی کہی باتیں یاد آئی تھیں۔
اپنے کمرے میں ہے سر میں درد ہے اسکے آرام کر رہا ہے۔
زیادہ طبیعت تو نہیں خراب...؟
پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہے بیٹا۔
بی جان مسکرا دیں۔

ولید شاہ اسکی اتنی فکر اپنے بیٹے کیلیئے دیکھ کر نخوت سے چہرا پھیر گئے۔

ارے بچے تم وہاں کیوں کھڑی ہو ... اندر آؤ!!!

اسے دروازے میں کھڑے دیکھ دا جی نے عینا کو پکارا جو خیالوں سے باہر آتی اندر آئی تھی۔

بی جان مجھے بتا دیں دوپہر کے کھانے میں کیا بناؤں؟

اندر آتے ہی اسنے فوراً سے پوچھا۔

تم کیوں بناؤ گئی بچے ملازمہ ہے نا وہ بنا دے گئی۔۔۔بی جان نے اسکی طرف دیکھا۔

میں اپنے بھائی اور بہن کیلیئے خود اپنے ہاتھوں سے کھانا بناؤ گئی بی جان مجھے خوشی ملے گئی۔

عینا مسکرا کر ارشان شاہ کو دیکھتی بولی تھی۔

اچھا جیسی تمہاری مرضی!..

بی جان نے گویا اجازت دی۔

ان کی پسند کا کچھ بی بنا لو بچے۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔عینا وہاں سے نکلتی جب ارشان شاہ کی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی۔

بچے پری کہاں ہے؟ ... صبح سے نہیں دیکھا اسے۔

بھائی وہ صبح میرے ساتھ ہی تھی پھر ناشتے کے بعد کمرے میں چلی گئی ... میں دیکھتی ہوں اسے!..

ہاں دیکھو اور بلاؤ اسے یہاں آ کے بیٹھے سب کے ساتھ۔

ویسے بھی صرف دو دن کیلیئے آئے ہیں۔۔۔پھر تو چلے ہی جانا ہے۔

جی بھائی میں بلا کر لاتی ہوں۔۔۔عینا وہاں سے عشال کے کمرے میں چلی گئی۔

صرف دو دن کیلئے ... کیوں؟

آخر ڈیڑھ دن بعد ولید شاہ نے بھی چپ کا روزہ توڑا تھا۔

موبائل میں مصروف ارشان شاہ نے سامنے بیٹھی ہستی کو دیکھا جو آنکھوں میں ڈھیروں نفرت لیے اسے ہی گھور رہے تھے۔

دا جی نے آنکھوں سے اسکی طرف اشارہ کیا گویا کہہ رہے ہوں تحمل کا مظاہرہ کرنا۔

ارشان شاہ نے ذرا سا سر کو خم دیا۔

وہ اسلئے ماموں کہ میرے کافی سارے کام ہیں جو پینڈنگ میں پرے ہیں اور!...

تو بس ٹھیک ہے تم اسے ہفتے کیلئے یہی چھوڑ جاؤ کام تمہارے پینڈنگ میں پڑے ہیں اسکا اتنی جلدی جانا ضروری نہیں ہے۔

اسکی بات بیچ میں ہی کاٹتے ولید شاہ انتہائی روکھے انداز مین بولا تھا۔

نہیں میں پری کو یہاں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا یہ آپکی بھول ہے۔

وہ اٹل لہجے میں بولا۔

ولید شاہ اسکی اتنی ہٹ دھرمی دیکھ طیش میں آیا تھا۔

وہ میری بیٹی ہے ارشان شاہ تم اسکے مالک مت بنو!..

وہ ایکدم سے دھاڑے تھے۔

آرام سے بات کرو ولید شاہ چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔

دا جی نے اپنی مخصوص رعب دار آواز میں کہا تھا۔

کیا آرام سے بات کروں ابو جان اس لڑکے کی ہمت نہیں دیکھ رہے آپ... یہ کس ٹون میں بات کر رہا ہے مجھ سے!...

غصے کی شدت سے وہ چیخ پڑے۔

میں اسی ٹون میں بات کر رہا ہوں جس میں آپ پری سے بات کرتے ہیں ماموں جان ... آخری دو لفظوں پر زور دیتے اسنے ایک بار پھر انہیں آگ لگائی تھی۔

خاموش ہو جاؤ تم دونوں ... ولید شاہ ابھی کوئی جواب دیتا بی جان نے دونوں کی طرف دیکھتے غصے سے کہا تھا۔

بیٹھ جاؤ ولید شاہ!...

دا جی کی آواز پر وہ ضبط سے اپنی نشست پر دوبارہ بیٹھ گئے۔

جبکہ ارشان شاہ ہنوز پر سکون سا اپنی جگہ بیٹھا تھا۔

ایسے تو کوئی دشمن بھی نہیں لڑتا جیسے تم دونوں لڑتے ہو۔۔اور باخدا دشمن کی بھی ضرورت نہیں ہے یہاں ... تم دونوں ہی ایک دوسرے کیلیئے کافی ہو۔۔

بس کرے ابو جان پہلے اپنے اس نواسے کو تمیز سکھائیں جو شہر میں رہ کر نجانے خود کو کیا سمجھنے لگ گیا ہے۔

عینا اور عشال جو لاؤنج میں ہی آرہی تھی ولید شاہ کی اتنی تیز آواز سن کر وہی رک گئی تھی۔

کبھی آجایئے گا شہر ماموں جان آپ کو بھی معلوم ہو جائے گا میں خود کو کیا سمجھتا ہوں۔۔

وہ دونوں پھر سے شروع ہو گئے تھے وہ ماموں بھانجا دونوں دنیا کی انوکھی مخلوق میں سے ایک تھیں دا جی اور بی جان سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے ان دونوں کے بس سے باہر تھے وہ دو انسان۔

آیا تھا میں شہر مگر افسوس وہاں ارشان شاہ کے متعلق کوئی ایک لفظ بھی نہیں جانتا تھا۔

تمسخر اڑاتا لہجہ تھا۔

وہاں تو لوگ ارشان شاہ نامی شخص کو جاننے سے ہی انکار کر گئے تھے۔

طنزیہ لہجے میں کہتے وہ زور دار سا ہنس دیئے۔

دا جی اور بی جان نے تاسف سے انہیں دیکھا تھا۔

وہ سب باتیں بعد میں ماموں مجھے پہلے ایک بات بتائیں۔۔؟

تحمل سے بات کرتے ارشان شاہ تشویش ناک لہجے میں کہتا آگے کو جھکا آیا۔

جب ولید شاہ سمیت وہاں موجود تمام لوگوں نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا۔

"آپ میری جاسوسی کرتے ہیں؟"

انگلی تھوڑی کے نیچے رکھے اسنے حیرانگی سے استفار کیا۔

ولید شاہ اپنی جگہ گڑبڑا گیا۔

تمہاری جاسوسی نہیں کرتا میں وہاں اپنی بیٹی سے ملنے آیا تھا۔

"جسے آپ بیٹی ہی نہیں مانتے"

وہ بیچ میں ہی بول پڑا۔

خاموش نہیں ہوں آگے بتائیں کیا کہہ رہے تھے آپ؟

ولید شاہ دانت پیس کر رہ گئے۔
تمہارا نام لے کر کافی معلوم کیا مگر مجھے کوئی ایڈریس نہیں ملا اسلئے واپس آگیا اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ تمہاری وہاں کیا اوقات ہے۔۔۔وہ طنز کا تیر چلانے سے باز میں آئے تھے۔
ارشان شاہ مدھم سا ہنستا دوبارہ سے ٹیک لگا گیا۔
بہت ہوا بند کرو اس موضوع کو ... بات مزید بگڑتی دا جی فوراً سے بولے تھے۔
ایسے کیسے دا جی ابھی مجھے میری اوقات تو بتانے دیں ماموں جان کو ... وہ کافی طنزیہ لہجے میں "ماموں جان" کہتا تھا جسے سن کر ولید شاہ کو اپنے اندر آگ کے شعلے بھڑکتے محسوس ہوتے تھے۔
پہلی بات ماموں جان اگر آپ وہاں تشریف لے ہی آئے تھے تو مجھے کال کر لیتے میں آپ کو خود لینے آجاتا۔۔۔ایک سیکنڈ مجھے میری بات ختم کرنے دیں ابھی۔۔۔
وہ کچھ بولتے ارشان شاہ نے انہیں وہی ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔
"اور رہی بات میری اوقات کی تو ماموں جان صحیح کہا آپ نے وہاں ارشان شاہ نامی شخص کو کوئی نہیں جانتا اور ایسا اسلئے ہے کیونکہ وہاں کسی ارشان شاہ نامی شخص کا وجود ہی نہیں ہے"
وہ جتنے تحمل سے بولا تھا سننے والے تمام افراد نے اتنی ہی حیرت سے اسے دیکھا۔
"ارشان شاہ میری جھوئی پہچان ہے ماموں جان جو مجھے زبردستی دی گئی تھی میری اصل پہچان"...
"میں زیان حیدر ہوں ... اسفند زیان حیدر ... سینیر انسپکٹر اسفند زیان حیدر"
اس تعارف پر وہاں موجود تمام نفوس کو سانپ سونگھ گیا۔

وہ زیان حیدر کے نام سے جانا جاتا ہے یہ دھماکہ کم تھا جس پر اسنے اپنے انسپکٹر ہونے کا بھی دھماکہ کر ڈالا تھا۔

وہاں کوئی کچھ بولنے لائق نہیں رہا تھا عینا سمیت جبکہ عشال نارمل سی کھڑی سب سن رہی تھی کیونکہ اسے اور حسنہ بی کو وہ پہلے ہی سب کچھ بتا چکا تھا۔

"اور رہی بات میری اوقات کی تو ماموں جان آپ بس وہاں کسی کے بھی سامنے میرا میرا نام لے لیجئیے گا ... لوگ آپ کو باعزت گھر تک چھوڑنے خود آئیں گئیں"

"الحمدللہ وہاں میری اتنی عزت ہے ماموں جان کہ آپکی یہاں جھوٹی شان وشوکت کو پل میں راکھ کے ڈھیر کے برابر کر دے گئ"

اسکے لہجے میں کوئی طنز نہیں تھا وہ عام سے لہجے میں بتا رہا تھا۔

اور وہ سب ہکا بکا اسے سن رہے تھے۔

وہ انہیں لاجواب کر گیا تھا ولید شاہ کے پاس اب طنز کے تیر نہیں بچے تھے اسکو اوقات یاد دلانے کی چکر میں وہ خود اپنی اوقات اچھی طرح جان گئے تھے۔

عینا نے حیرانگی سے عشال کی طرف دیکھا جس پر عشال اسکی بازو تھامتی کچن میں لے گئ۔

آخر تم نے اتنی بڑی بات ہم سے کیوں چھپائی ارشان شاہ؟

دا جی نے انتہائی غصے سے استفار کیا تھا۔

"میری مجبوری تھی دا جی میں معافی مانگتا ہوں آپ سب سے"

وہ شرمندہ ہوا۔

کیسی مجبوری؟

وہی سخت لہجہ تھا۔

"مجھے میرے بابا کے قاتل کو ڈھونڈنا تھا"

اسکے مختصر سے جواب پر داجی اور بی جان سمیت ولید شاہ کی رنگت بھی سفید پڑ گئی۔

اسکا مقصد سننے کے بعد آگے سوال جواب کرنے کی کسی بھی ہمت نہیں ہوئی تھی

"اتنی جلدی چونکنے کی ضرورت نہیں ہے آپ سب کو"...

وہ عام سے لہجے میں بولا تھا۔

مطلب ... کیا کہنا چاہتے ہو؟

اب کی بار سوال بی جان کی طرف سے ہوا تھا۔

مطلب یہ ہے کہ بی جان ابھی بہت سے راز دفن ہیں میرے دل میں ... میں وہاں کیا کام کرتا ہوں ماموں کو ہمیشہ تجسس رہا تھا خیر آپ سفیان شاہ سے پوچھ لیتے اسے میں بتا چکا تھا۔

ایک اور دھماکہ انکے سر ہوا اور ولید شاہ بس اسے دیکھتے رہ گئے۔

خیر ایک حقیقت اور ہے جو آپ سب پر کھلنی بہت ضروری ہے اور انشاء اللہ وہ بھی بہت جلد آپ سب کو بتادوں گا۔

ابھی مجھے کچھ کام ہے شام میں ملتے ہیں اللہ حافظ۔

ٹیبل پر پڑی چابی اور موبائل اٹھاتا وہ ان سب کو ہو کے عالم میں چھوڑ کر حویلی سے باہر نکل گیا۔

دا جی نے نم آنکھوں سے بی جان کی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہتے ہو تیسری قیامت بھی بہت جلد برپا ہونے والی ہے۔

»»»»»»»»»»

کھانا اسنے دل رکھنے کو کھایا تھا اب وہ ہرگز اپنی ماں بہن کو اپنی وجہ سے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا کاشان کے مما بابا واپس جا چکے تھے دونوں گھروں میں زری اور کاشان کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں ثمینہ بیگم اور نگہت بیگم شادی کی شاپنگ کرنے بازار گئی ہوئیں تھیں کاشان ابھی بھی اسکے پاس ہی موجود تھا وہ کسی حال میں اسے اکیلے چھوڑنے کا روادار نہیں تھا وہ بھی ایسی حالت میں تو اسکے لئے ناممکن تھا۔وہ کافی دیر سے خاموش بیٹھا تھا اور کاشان کو اسکی خاموشی زہر کی طرح لگ رہی تھی۔

سگریٹ پینی ہے؟

"نہیں"

یک لفظی جواب دیتے وہ پزل بوکس کو الٹ پلٹ کرنے لگا۔

کہیں باہر چلیں؟

"موڈ نہیں ہے"

زری کے ساتھ شاپنگ پر جانا ہے تم بھی ساتھ چلو موڈ فریش ہو جائے گا!..

اسنے ایک بار پھر کوشش کی۔

"میں یہی ٹھیک ہوں تم جاؤ"

یار چل نا سا.. تھ۔۔۔

ابتسام کی گھوری پر اسکی آدھی بات اُدھوری رہ گئی۔

خاموشی تو پہلے ہی اس کمرے کا رخ دیکھ چکی تھی تو بس کاشان چوہدری کو بھی مجبوراً خاموش ہونا پڑا تھا اور پھر دیکھتے دیکھتے پندرہ منٹ گزر گئے اتنی دیر خاموشی پر تو کاشان کے پیٹ میں مڑوڑ اٹھنے لگے تھے جبکہ وہ دوسری ہستی اس پزل بوکس کو ہی مسلسل گھور رہے جا رہی تھی۔

کاشان کے دماغ میں اچانک سے کچھ کلک ہوا جس پر اسنے سرعت سے ابتسام کی طرف دیکھا۔

ابتسام!...

جب دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تو اسے خود ہی بات کو جاری رکھنا پڑا۔

تم نے وہ کام چھوڑ دیا کیا؟

کونسا؟

تمہارے مطابق "سیریل کلر!..."

"ہاں چھوڑ دیا"

وہ بھی چھوڑ دیا ایک ساتھ اور کتنے دھماکے کرے گا میرے بھائی۔

کاشان نے قدرے حیرت سے پوچھا۔

ابتسام جواباً خاموش رہا۔

"ایک وقت تھا جب تو کہتا تھا کہ تجھے سکون کی نیند نہیں آتی، صبح سے بھوک نہیں لگتی جب تک تو کسی کی گردن نا کاٹ لے"

اور آج اچانک اتنا بدلاؤ۔

"لوگوں کو زندہ رہنے کے لئے سانس کی ضرورت ہوتی ہے اور میرے لیے سگریٹ اور نشے کی"

یہ بھی کہا کرتا تھا میں ... اسے دیکھا بنے ہی ابتسام سپاٹ لہجے میں بولا۔۔سب بدل جاتا ہے ،ویسے ہی میں بھی بدل گیا۔

"تو خود نہیں بدلا تجھے بدلا گیا ہے"

اس ساری گفتگو میں ابتسام نے پہلی بار اسکی طرف نظر اٹھائی۔

"بھول ہے تیری... میں اکیلا نہیں بدلوں گا سب کو ساتھ گھسیٹوں گا اس دائرے میں ... آخر اپنے دل کے ہوئے نقصان کی تلافی بھی تو میں نے خود ہی کرنی ہے"

اسکا پراسرار لہجہ کاشان کو متفکر کر گیا۔

اب وہ کیا سوچ رہا تھا ایسا کیا کرنے والا تھا..؟ اگر یہ بات کاشان جان جاتا تو اب تک ابتسام کا حولیہ بگاڑ چکا ہوتا۔

باہر کوئی لڑکی آئی ہے بھائی آپ کا پوچھ رہی ہے؟

زری کی آواز پر کاشان سوچوں سے باہر آتا ابتسام کی نظروں کا مفہوم سمجھے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسلام علیکم!...

کاشان کو آتے دیکھ اسنے فوراً سے سلام کیا۔

وعلیکم السلام ابتسام اپنے روم میں ہے!..

زری کی خونخوار نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتے اسنے معاملہ وہی سے ہی ختم کیا تھا۔

سر اثبات میں ہلاتی وہ اس کمرے کی طرف چلی گئی جس کی طرف کاشان نے اشارہ کیا تھا۔

کون تھی یہ لڑکی؟

اسکے جاتے ہی زری بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی تھی

وہ...وہ عائشہ تھی... ابتسام کی فرینڈ۔

اسکے تیور دیکھ وہ ہکلایا تھا۔

بھائی کی فرینڈ وہ بھی لڑکی؟

اسے تعجب ہوا تھا۔

ہاں میرا مطلب ہے کولیگ ہے اسکے ساتھ کام کرتی ہے۔

تم جاؤ اسکے لیے چائے بناؤ اچھا نہیں لگتا پہلی بار آئی ہے وہ۔

وہ مزید کوئی سوال جواب کرتی کاشان نے اسے ٹالنا چاہا۔

آپ فکر نہیں کریں پہلی بار آئی ہو یا دوسری بار ... آپ کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئیے۔

پاؤں پٹختی وہ تن فن کرتی کچن میں چلی گئی

اور وہ بیچارا اپنی سی شکل لے کر وہ غلطی ڈھونڈ رہا تھا جس کے تحت اسکی بیوی اسے اتنی سنا کر چلی گئی تھی۔

» » » » » » » » » » »

اسلام علیکم... اندر آتے عائشہ نے پہلی بار اسکے ساتھ انتہائی ادب سے بات کا آغاز کیا تھا۔

وعلیکم السلام... ابتسام اسے دیکھتے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

تم یہاں سب خیریت ہے؟

وہ سوال پوچھ رہا تھا اور عائشہ اسکی اجڑی حالت دیکھ حیران کھڑی تھی۔۔۔ابھی دو دن پہلے تو انکی ملاقات ہوئی تھی وہ بلکل ٹھیک تھا اور آج اسکی حالت دیکھ کر عائشہ کو تشویش ہوئی تھی بکھرے بال، آنکھوں کے گرد حلقے، بڑھی ہوئی شیو،زردی مائل رنگت چہرے پر وہ پہلے جیسا نور نہیں تھا اسکے خدوخال کافی حد تک بگڑ چکے تھے البتہ اسکے چہرے پر رہنے والی ازل کی سنجیدگی میں اضافہ ہوا تھا

کہاں کھو گئی ہو؟

اسکے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلاتے پوچھا تھا۔

نہیں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے اسلئے میں یہاں آئی ہوں۔

ہوش کی دنیا میں آتی وہ فر فر بولی تھی۔

ابتسام نے اسے اشارہ دیا جس پر عائشہ پیچھے پڑے صوفے پر بیٹھ گئی اور ابتسام خود بیڈ پر پاؤں نیچے لٹکائے چہرے جھکائے بیٹھا تھا ہاتھ ہنوز پزل بوکس کے ساتھ حرکت کر رہے تھے۔

میں تنگ آگئی ہوں اس شخص سے ابتسام تقریباً آج تیسرا دن ہے میں جہاں جاتی ہوں وہ آدمی میرا پیچھا کرتا ہے... لائیک ریئلی یار میں اکتا گئی ہوں میں نے ہر کوشش کر کے دیکھ لی اس سے پیچھا

چھڑوانے کی مگر مجال ہے جو وہ زیان بھائی کا مخبر پیچھا چھوڑ دے۔۔۔مجھے الجھن ہونے لگی ہے۔۔۔
جھنجھلا کر کہتی آخر اسکی آواز اونچی ہوئی گئی۔

اب تم بتاؤ میں کیا کروں؟

گھر بیٹھ جاؤں یاں برقع پہن لوں؟

سیکنڈ آپشن بیسٹ ہے۔

دانتوں کی نمائش کرتے وہ ہنستے ہوئے بولا تھا۔

عائشہ سمیت ابتسام نے بھی اندر آتے کاشان کو گھورتے سر جھٹک دیا۔

وہ ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔

گن ہے تمہارے پاس؟

اسنے قدرے سنجیدگی سے پوچھا۔

ہاں ہے!...

وہ جز بز سی ہوئی اس مسئلے میں گن کا کیا کام بھلا۔

چلانی آتی ہے؟

آف کورس!...

وہ ایک ادا سے بولی۔

اپنی ہے آئی مین لائیسنس بنا ہوا تمہارا؟

نہیں!...

ہمم ... وہ خاموش ہو گیا۔

کاشان..؟؟

اسنے اسے پکارا جو نا سمجھی سے انکی گفتگو سن رہا تھا سمجھ تو عائشہ کو بھی کچھ نہیں آرہا تھا مگر فلحال وہ خاموشی بیٹھی تھی

ہاں!...

میری گن لے کر آؤ!...

اسکے کہنے کے مطابق کاشان نے اسکی گن سیف سے نکالتے سامنے ٹیبل پر رکھ دی۔

یہ رکھ لو پاس!...

سرخ رنگوں کو ایک وسط میں جوڑتے ہوئے کہا گیا۔

مگر کیوں ... میرے پاس تو اپنی ہے!...

اسے لگا شاید ابتسام کو سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"اگلی بار وہ بندہ کہیں بھی نظر آیا تو اسے اس گن سے شوٹ کر دینا"

"اسے شوٹ کر کے گن وہی پھینک دینا اور کوئی پوچھے تو کہنا ابتسام نے کہا تھا"

اول تو پولیس تم تک پہنچے گئی نہیں کیونکہ اون دا سپوٹ جو انہیں گن ملے گئ وہ میری ہو گئ جس کا لائسنس بھی بنا ہوا تو وہ مجھے تلاش کریں گئیں اور اگر کسی بھول چوک کے تحت وہ تم تک پہنچ بھی جاتے ہیں تو صاف مکر جانا۔۔۔باقی میں ان پولیس والوں کو خود ہینڈل کر لوں گا۔۔۔!!!!

اسنے وہ سارا پلین ایسے سنایا تھا جیسے وہ کسی مووی کا ایکشن سین بتا رہا ہو وہ تو سنا کر خاموش ہو گیا تھا مگر عائشہ اور کاشان ہونکوں کی طرح منہ کھولے اس عقل سے فارغ انسان کو دیکھ رہے تھے جو خوامخواہ کسی کا قتل سر لینے کو تیار بیٹھا تھا۔

Are you in your senses ibtisaam???

وہ بے یقینی کی کیفیت میں پوچھ رہی تھی۔

Yes, I am...!!!

ٹکا سا جواب دیتے اسنے سرسری سی نظر اس پر ڈالی۔

اگر تم ڈر گئی ہو تو کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ کام کاشان کر لے گا میرا ابھی موڈ نہیں ہے باہر جانے کو ورنہ میں خود جا کر اسے ٹپکا آتا۔

میں کسی سے نہیں ڈرتی!..

میں کسی بے قصور کا قتل نہیں کروں گا!...

وہ دونوں بیک وقت بلند آواز میں بولے۔

جبکہ مقابل پرسکون سا اپنی جگہ بیٹھا ٹس سے مس تک نہیں ہوا۔

دروازے پر دستک ہوئی زری چائے اور دیگر لوازمات کی ٹرے لیے کمرے میں آئی۔۔وہ چائے سرف کر رہی تھی اور وہ دونوں کن اکھیوں سے اس پاگل انسان کو دیکھ رہے تھے جیسے کچا چبا جائیں گئیں۔

وہ چائے سرف کر کے جا چکی تھی۔

عائشہ گہرا سانس بھرتی خود کو ریلیکس کرنے لگی۔

میں ڈرپوک نہیں ہوں مگر دن دھاڑے کسی کا قتل کرنا اپنے گلے میں پھندا ڈالنے کے برابر ہے۔۔۔

اسنے اپنا خدشہ بیان کیا۔

اگر کچھ یاد ہو تو تم دونوں ایک پولیس والے کے سامنے بیٹھ کر کسی کے قتل کا پلان بنا رہے ہو ....

اپنی اتنی توہین پر کاشان جلا بھنا سا بولا تھا۔

عائشہ کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے اسے تو آج معلوم ہوا تھا کہ کاشان پولیس انسپکٹر ہے جبکہ ابتسام یونہی خاموش بیٹھا تھا

پانچ منٹ جب خاموشی کی نظر ہوئے تو وہ بولا ... پچھلے پانچ منٹ سے ہم خاموش تھے اب تو بتا تیرے پاس کیا ثبوت ہے کہ ہم کسی کے قتل کی پلاننگ کر رہے ہیں؟

وہ سمجھدار ہونے کے ساتھ چالاک بھی تھا عائشہ داد دیئے بنا نہیں رہ سکی۔

می..میں... وہ کچھ بولتا اس سے پہلے سوچنے پر مجبور ہوا۔

اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔

پولیس نامہ بند کر کے یہاں خاموشی سے بیٹھنا ہے تو ٹھیک ورنہ جا سکتے ہو!...

اسنے سپاٹ چہرے سے کہا۔

میرا جانا ہی بہتر ہے کیونکہ میں ایسے ظلم کا حصہ نہیں بننا چاہتا۔

تن فن کرتا وہ پاؤں پٹختے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ہمم کیا کہہ رہی تھی تم؟

وہ سیریس ہوا۔

میں کہہ رہی تھی کہ میں تمہارے جیسی پروفیشنل کلر نہیں ہوں۔

صحیح تو پھر برقع پہن لو!...

وہ اکتا گیا۔

اسنے کلس کر ڈھیروں غصہ اندر اتارا تھا کیونکہ وہ ابھی اسی کے آسرے تھی۔

تم نے کبھی دن دھاڑے کسی کا قتل کیا؟

عائشہ نے انہماق سے سوال کیا۔

"ہاں ... گیارہ لوگوں کو"..

انتہائی معصومیت سے جواب دیا گیا۔

اسکا چائے کا گھونٹ گلے میں ہی اٹک گیا۔۔ایکدم سے کھانستی عائشہ نے اسے دیکھا جو نظریں جھکائے پزل میں مصروف تھا۔

تم نے آج تک کُل کتنے قتل کیے؟

اکسٹھ اور شاید اس سے زیادہ!..

کتنے زیادہ..؟

جھرجھری سی لیتی اسنے پھر پوچھا۔

ابتسام سوچنے لگ گیا۔

تہتر!...

تم پہلی بار جیل کب گئے تھے؟

"ایسا موقع کبھی آیا ہی نہیں"

تم نے تہتر قتل کیے اور ایک بار بھی جیل نہیں گئے...؟

پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ بے یقینی کی اتھاہ گہرائیوں میں تھی۔

"ہاں کیونکہ کبھی کسی کو کوئی سراغ ہی نہیں ملا"

ابتسام نے لاپرواہ سے انداز میں اسے بتایا۔

تم میری سوچ سے زیادہ شاطر ہو!..

وہ بولے بنا نہیں رہ سکی۔

"جانتا ہوں اور مانتا بھی ہوں"

تم نے پہلا قتل کس کا کیا تھا؟

تم یہاں مجھ پر آٹو بائیو گرافی لکھنے آئی ہو؟

انتہائی روکھے لہجے میں استفار کیا گیا۔

اوکے نا بتاؤ غصہ کیوں ہو رہے ہو!...

عائشہ نے ناک سکیڑی تھی۔

ابتسام رخ بدل گیا۔

ایک لاسٹ سوال کا جواب دو گئے؟

اسنے گہرا سانس اندر کھینچا۔

پوچھو...؟

تم نے پہلا قتل کس کا کیا تھا؟

عائشہ نے پرانا سوال دوہرایا۔

آنکھیں گھمائے ابتسام نے ترچھی نظر سے اسکی طرف دیکھا۔

"کوئی مشہور سنگر تھا اسکا"

اب یہ نہیں پوچھنا کیوں کیا تھا... اسکا قتل کر سکتی ہو تو ٹھیک، نہیں کر سکتی تو شام تک میں خود اسے جہنم وصل کر دوں گا بے فکر رہو۔

"فی امان اللہ"

اسنے بات ختم کی اور بیڈ پر چت لیٹتے آنکھوں پر بازو رکھ لیا مطلب صاف تھا اب وہ مزید سر نہیں کھپا سکتا۔

وہ جو اتنی دیر سے ضبط کر کے بیٹھی تھی اسکے اتنے روکھے انداز پر عائشہ اپنا بیگ اٹھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

کوئی تمیز ہی نہیں ہے گھر آئے مہمانوں سے کوئی ایسے کہتا ہے بھلا۔۔۔غصے میں بڑبڑاتی وہ بیگ پکڑے کمرے سے اور پھر گھر سے ہی باہر نکل گئی۔

ابتسام نے سکھ کا سانس بھرا تھا جیسے کسی بلا سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہو۔۔۔پھر اس شخص کا خیال آتے ہی اسنے موبائل اٹھاتے نمبر ڈائل کیا۔

» » » » » » »

اسلام علیکم حسیب صاحب کیسے ہیں آپ؟

وعلیکم السلام انور چاچا میں خیریت سے آپ بتائیں!..

اللہ کا شکر ہے بیٹا کیسے آنا ہوا سب خیریت ہے؟

چاچا دراصل زیان نے بھابھی کیلئے کچھ چیزیں مجھے بولیں تھیں۔

ہاتھ میں پکڑا بیگ حسیب نے انکے ہاتھ میں تھمایا تھا۔

چاچا یہ بھابھی کو دے دیجئیے گا اور بولیے گا کہ صاحب نے بھجوایا ہے... اسنے ساتھ ہدایات بھی دیں۔

جی ٹھیک ہے میں یہ بی بی جی تک پہنچا دوں گا آپ بے فکر ہو جائیں۔۔۔ سر کو خم دیتے کہا گیا۔

ٹھیک ہے خیال رکھئیے گا اپنا بھی اور بھابھی کا بھی کوئی بھی پرابلم ہو تو مجھے کال کر دیجئیے گا میں یہی ہوتا ہوں۔

انکا کندھا تھپتھپاتے وہ گلاسز لگاتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

ہیلو ہاں میں نے بھابھی کو موبائل بھجوا دیا ہے۔

اور ابھی دوسرے کام کی طرف جا رہا ہوں بس دعا کرنا تیرا بھائی صحیح سلامت اپنے پیروں پر واپس آجائے۔۔۔

بیچارگی سے کہتے حسیب نے موبائل کان سے ہٹایا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

یہ ارشان بھائی کیا کہہ رہے ہیں پری؟

کیا وہ واقعی میں پولیس انسپکٹر ہیں؟

عشال کی دونوں بازو پکڑے اسنے تعجب سے پوچھا تھا

ہاں جی بھائی بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپی۔

سر اثبات میں ہلاتے اسنے درستگی دی تو عینا کا منہ کھلا رہ گیا

اتنا بڑا راز چھپایا بھائی نے ہم سے ... وہ بے یقینی سے بولی۔

چھپایا کہاں انہوں نے آپی ... کسی نے کبھی پوچھا ہی نہیں ان سے تو وہ کسی کو کیا بتاتے .... آلو کا چھلکا اتارتے اسکے لہجے میں سرد مہری اتر آئی۔

عینا چپ کھڑی اسے سن رہی تھی۔

آپ خود بتائیں مجھے آپی جب سے ارشان بھائی اس حویلی سے اسلام آباد باہر پڑھنے کیلئے گئے کوئی ایک دن ایسا بتائیں جس میں اس حویلی کے کسی ایک فرد نے بھی انکا ذکر کیا ہو یا انہیں کال کر کے خیریت ہی پوچھ لی ہو سوائے سفیان بھائی کی۔۔۔

عینا اسے دیکھ رہی تھی جو سپاٹ چہرے میں کھڑی بہت گہری باتیں کر رہی تھی اسکے چہرے پر عجیب سی الجھن تھی جیسے وہ اپنے اندر کوئی جنگ لڑ رہی ہے اسکے ہاتھوں کی لرزش اسکی بگڑی دماغی کیفیت کی خلاصی کر رہے تھی۔

اسکے پیچھے بھی کئی وجوہات رہی ہیں عشال بھولو مت۔

شام کے کھانے کی تیاری کرتی عینا سرسری سے انداز میں بولی تھی۔

ہاں وجوہات... وہ طنزیہ ہنس دی۔

عینا نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔

وجوہات نہیں تھیں آپی صرف ایک وجہ تھی اور وہ وجہ ابو جان تھے اور ہیں بھی انکو ارشان بھائی کا ذکر سننا کرنا نہیں پسند تو بس ہم سب پر بھی انکا ذکر حرام کر دیا گیا۔

اسکے گلے میں پھانس سی اٹکی تھی

عینا نے بےساختہ اسکی بازو پکڑے رخ اپنی طرف موڑا تھا

کیا ہو گیا پری کیوں اچانک ایسی باتیں کر رہی ہو ... کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ میری جان میں ہوں نا تمہارے لئے۔

اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرے عینا نے محبت سے استفار کیا۔

اور عشال شاہ کا ضبط ٹوٹ گیا اسکے گلے لگتی وہ ہچکیاں لیتی رو دی تھی۔۔عینا کو پریشانی ہونے لگی تھی

پری بچے کیا ہوا ہے کچھ تو بتاؤ کیوں رو رہی ہو ایسے؟

اسکے بال سہلاتے وہ پریشانی سے بولی تھی

آ.. آپی... اسکی آواز نہیں نکل رہی تھی۔

جی آپی کی جان بولو کیا ہوا۔

عینا نے اسکی کمر سہلائی تھی۔

آپی میں تنگ آگئی ہوں۔۔۔

کس سے تنگ آگئی ہو پری؟

وہ حیران ہوئی۔

آپی مم..میں یہاں کے گھٹے ماحول سے تنگ آگئی ہوں۔

می..مجھے سکون...چاہیئے آپی!...

اسکی آواز بھرا گئی۔

مم..مجھے سکون..نہی..نہیں ..ملتا آپی...

میرا دن رات بے سکون گزرتا ہے جب..جب سے... عشاء آپی گئی...ہیں میرے...ساتھ ایسا ہوتا ہے...

سر ہاتھوں میں گرائے وہ بس روئے جا رہی تھی۔

عینا اسکی کیفیت سمجھتی زخمی سا مسکرا دی۔

تمہیں معلوم ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟

عینا کے سوالیہ لہجے پر عشال نے بھیگی پلکیں اٹھائے نفی میں سر ہلایا۔

کیونکہ عشاء اور تم جڑواں ہو!...

اسکی تکلیف تمہیں محسوس ہوتی ہے اور اسے تمہاری۔

مطلب عشاء آپی تکلیف میں ہیں؟

اسنے سوں سوں کرتے پوچھا۔

شاید ایسا ہو!...

میں ایسا کیا کروں آپی... کہ عشاء آپی کی تکلیف ختم ہو جائے اور مجھے بھی سکون مل جائے۔۔۔

آنکھیں صاف کرتے نم آواز میں پوچھا تھا

پری ... دیکھو تم بے سکون ہو کیونکہ عشاء بے سکون ہے تمہیں لگتا وہ تکلیف میں ہو گئی اسلئے تم بھی بے سکون ہو ... تو پری جب تم روتی ہو اداس ہو جاتی ہو تو عشاء بھی اداس ہوتی ہو گئی نا تمہارے پاس تو ہم سب ہیں تمہیں سنبھالنے کیلئے اسکے پاس اسکی تکلیف ختم کرنے کیلئے پتہ نہیں کوئی ہوتا بھی ہو گا کہ نہیں۔

بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھتی وہ بغور سن رہی تھی

عشال تم جتنا خوش رہو گئی پرسکون رہو گئی عشاء بھی خوش رہے گئی کیونکہ تم دونوں جڑواں ہو جب ایک تکلیف میں ہو گا تو دوسرے کو بھی تکلیف محسوس ہو گئی اور جب تم پرسکون رہو گئی تو وہ بھی سکون سے رہے گئی۔

میں کوشش کروں گئی آپی کہ میں خوش رہوں تاکہ عشاء آپی بھی خوش رہیں ... وہ ذرا سا مسکرائی۔

انشاء اللہ... عینا بھی مسکرائی تھی کہ وہ اسکی بات سمجھ گئی ہے۔

» » » » » » » » » » » » »

رات والے ہی حولیے میں ملبوس وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا کمرے سے لاونج میں آیا تھا جہاں دا جی اور بی جان کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔

اٹھ گئے تم سفیان... طبیعت کیسی ہے اب بیٹا؟

بی جان اسے دیکھتے ہی متفکر سی پوچھنے لگی۔

ابھی بھی سر درد ہے بی جان ... وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

دا جی کوئی بات ہوئی ہے آپ پریشان لگ رہے ہیں؟

بی جان ابھی کچھ بولتی سفیان انکی پریشان صورت دیکھ قریب آ کھڑا ہوا۔

کچھ نہیں بیٹا صبح سے آرام نہیں کیا تمہارے دا جی اسلئے تھک گئے ہیں اور کوئی بات نہیں ہے۔

بی جان نے فوراً سے بات گھما دی۔

دا جی آپ جائیں ریسٹ کریں ایسے تو آپکی طبیعت خراب ہو جائے گئ۔

اسکے لہجے میں فکر در آئی۔

دا جی سمیت بی جان بھی مسکرا دی ... وہ نرم دل کا مالک تھا اپنے بڑوں کی عزت اور انکا خیال رکھتا تھا اپنے باپ سے الٹ۔

ہاں میں جاتا ہوں آرام کرنے مگر تم کوئی دوا لے لو بیٹا تا کہ تمہارا سر درد ختم ہو جائے۔۔۔

جی دا جی ٹھیک ہے.

تم کمرے میں جاؤ سفیان میں تمہارے لیے چائے اور دوا بھجواتی ہوں۔

نہیں بی جان آپ دا جی کو کمرے میں لے کے جائیں۔

میں عینا سے کہتا ہوں چائے اور دوا کا ...

وہ پلٹ گیا۔

عینا کچن میں ہو گئی بیٹا۔

بی جان نے وہی سے بتایا۔

جی اچھا... وہ کہتا کچن کی طرف چلا گیا۔

» » » » » » » » »

ویسے عینا آپی ایک بات تو بتائیں؟

پوری کی پوری اسکی طرف گھومے عشال نے بڑی دلچسپی سے سوال کیا تھا۔

کیا بتاؤ!...

یہی کہ آپکے اور بھائی کے درمیان سب ٹھیک ہے؟

عینا نے بغور اسکی طرف دیکھا جسکے چہرے پر شرارت کا کوئی عنصر نہیں تھا۔

کیا مطلب مجھے تمہارے سوال کی سمجھ نہیں آئی پری!..

وہ مکمل انجان بن گئی۔

کیا سمجھ نہیں آئی آپی... شیلف کے ساتھ ٹیک لگائے عشال نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں مزید بڑی کر لیں۔

جو تم پوچھ رہی ہو وہی..؟

اسی کے انداز میں جواب دیتی عینا رخ موڑ گئی۔

میں نے بہت سمپل سا سوال کیا ہے عینا آپی کہ آپ کے اور بھائی کے درمیان سب نارمل ہے کیا؟

اسنے سوال دوہرایا۔

نہیں کچھ بھی نارمل نہیں ہے!..

مطلب؟

عشال ٹیک ہٹائے آگے کو ہو کر کھڑی ہوگئی۔

مطلب کیا عشال ... جو مرد آج تک اپنی پہلی بیوی کو ہی نا بھلا سکا ہو بھلا وہ رشتہ نارمل ہو سکتا ہے؟

اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا تھا۔

جو مرد اپنی دوسری بیوی کے کندھے پر سر رکھ کر اپنی پہلی بیوی کیلیئے روتا ہو ... کیا وہ رشتہ نارمل ہو سکتا ہے؟

آنسو لکیر کی صورت میں اسکے گال پر بہنے لگے

عشال دم بخود سی اسے دیکھ رہی تھی۔

حیرت کا آشکار تو کسی اور پر بھی ہوا تھا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں آپی ؟

اسکی بازو پکڑے عشال نے اسکا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔

"مجھے تو بھائی نے کہا تھا کہ آپ کی اور بھائی کی پسند کی شادی ہے "

عینا نے پہلے حیرت اور پھر طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہنکار بھرا۔

"محبت ... "کیسی محبت؟ ... کونسی محبت؟ ارے کہاں کی محبت عشال؟..." روتے وہ چیخ ہی پڑی۔

تمہارا بھائی تو اپنا پہلا عشق نہیں بھلا پایا میری محبت کہاں نظر آئے گئی اسے اور پھر محبت بھی ایک یتیم ، بے سہارا اور لاوارث لڑکی کی ... وہ بے بسی سے ہنس دی۔

"انکی محبتوں کا کوئی وجود نہیں ہوتا پری جن کا اپنا کوئی وجود کسی کیلئے معنی نا رکھتا ہو"

باہر کھڑے سفیان شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی تھیں۔

عشال کی آنکھوں میں نمی ابھری تھی ... وہ تو ہمیشہ اپنے دکھ ہی اسے بتاتی رہتی تھی اسے خود سے کبھی اتنی بھی فرصت نہیں ملی کہ کبھی پلٹ کر عینا سے اسکا حال ہی پوچھ لیتی۔

میں دعا کروں گئی آپی سب ٹھیک ہو جائے گا آپ پلیز روئیں مت مجھے بلکل اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔

اسکے آنسو پونچھتے عشال بھی رو دی تھی۔

آنکھیں رگڑتی عینا کے گلے میں پھانس سی اٹکی تھی۔

دعا تو میں نے بھی کی ہے پری بس تم یہ دعا کرنا کہ میری دعا فوراً قبول ہو جائے!..

کونسی دعا آپی مجھے بتائیں میں ضرور دعا کروں گئی اللہ جی سے!..

اسے جیسے امید کی کرن ملی تھی۔

میں نے دعا کی ہے پری... اسکی آواز کانپنے لگی۔

"میں نے سفیان شاہ کیلئے انوشے اور اپنے لیے آسان موت مانگی ہے"

تت.. تم.. دعا...

ابھی وہ بول رہی تھی اور عشال نے اسکے ہاتھ جھٹک دیئے وہ بے یقینی اور اذیت سے اسے دیکھ رہی تھی باہر کھڑے شخص کی ہمت جواب دے گئ ضبط سے سرخ ہوتی آنکھیں زور سے میچے وہ دندناتا ہوا کچن میں داخل ہوا۔

سفیان شاہ کی موجودگی پر جہاں عینا کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے وہی عشال کی رنگت بھی سفید پڑی تھی۔

پری تمہیں بی جان بلا رہی ہیں جاؤ انکے پاس!..

سرخ نظریں اس کپکپاتے وجود پر گاڑھے وہ انتہائی ضبط سے بولا تھا

عشال یونہی سر جھکائے آنسو بہاتی وہاں سے اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئ تھی۔

اسکے جاتے عینا کی بازو کو اپنی لوہے جیسی سخت گرفت میں تھامے وہ اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لے گیا۔

وہ بھی چپ چاپ آنسو بہاتی اسکے ساتھ چلتی جا رہی تھی۔

کمرے میں آتے ہی اسے بیڈ پر پٹختے سفیان شاہ نے ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کیا تھا۔۔

عینا وہاں سے ابھی اٹھتی اس سے پہلے ہی اسکے انتہائی قریب آتے سفیان شاہ نے اسکا جبڑا اپنی سخت گرفت میں دبوچ لیا۔

اس قدر سختی پر عینا سسک اٹھی تھی۔

تم جیسی احسان فراموش لڑکی میں نے آج تک اپنی زندگی میں نہیں دیکھی ...

آنسوؤں سے ڈگمگاتی نظریں اٹھائے اسنے اس ظالم شخص کو دیکھا۔

تمہیں بیوی کا درجہ نا سہی مگر تمہیں اتنا درجہ ضرور دیا تھا سفیان شاہ نے کہ تم باآسانی مجھ سے بات کر سکو مگر تم اس لائق تھی ہی نہیں۔

بازو دبوچے وہ اسکے چہرے پر غرایا۔

تمہیں کیا لگتا سفیان شاہ اتنا گیا گزرا ہے کہ ہر کسی کے سامنے رونے لگ جاتا ہے ارے تمہیں میں نے اپنا سمجھا تھا۔

شدتِ ضبط سے وہ چیخ پڑا۔

اسکے جنونی انداز پر عینا اندر تک سہم گئی۔

تمہارے سامنے میں اپنی پہلی بیوی کیلئے نہیں رویا تھا۔

عینا نے اپنی آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اسکی سرخ انگارہ ہوتی نظروں میں دیکھنا چاہا مگر اسکی ہمت نا ہو سکی اور وہ چہرا جھکا گئی

میں اس غم کی شدت کی وجہ سے تمہارے سامنے رویا تھا جسکو برسوں تنہا سہنے کے بعد مجھے لگتا تھا کہ میرا دل پھٹ جائے گا میں پاگل ہو جاؤں گا اگر کسی کو بتاوں گا نہیں تو...،

اسکی آواز بھاری ہوئی تھی۔

وہ الفاظ تھے یا ہتھوڑے عینا کو اپنے ذہن پر برستے محسوس ہوئے۔

آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہنے لگے۔وہ ہنوز خاموش کھڑی تھی

بولو جواب دو خاموش کیوں ہو اب باہر تو میری عزت کا خوب تماشا لگا کر آئی ہو۔

ا..ایسے بات...مت کریں...مم..میں...بس اسے...بتا رہی..تت..تھی۔

خوف اور دکھ کے مادے اسکی زبان لڑکھڑائی تھی۔

تم بتا نہیں رہی تھی... اسکی بازوؤں کو دبوچے وہ چیخا۔

تم جتلا رہی تھی تم تماشا بنا رہی تھی سفیان شاہ کی بے بسی کا۔

شش..شاہ... عینا نے نفی میں سر ہلایا۔

کیا شاہ ہاں... کیا شاہ...؟

اب کی بار وہ اتنی زور سے چیخا عینا کو لگا اسکے کان کے پردے پھٹ جائیں گئیں۔

اسنے چہرا پیچھے کو کیا جب اسے دوبارہ سے بیڈ پر دھکا دیتے سفیان سر ہاتھوں میں تھامے کمرے کے چکر کاٹنے لگا۔

پتہ ہے اصل مسئلہ کیا ہے؟

وہ روتی سسکتی عینا کے قریب آیا۔

تم جیسی دو ٹکے کی نوکرانی کو جب اوقات سے زیادہ عزت دی جائے نا تو وہ سر چڑھ کر ناچتی ہے ...

حقارت سے کہتے سفیان شاہ نفرت سے پھنکارا تھا۔

تو آج اسنے آخری کیل بھی ٹھوک دی بیڈ پر بیٹھی سسکتی عینا نے خالی نظروں سے سامنے کھڑے وجود کو دیکھا۔

دل میں درد اٹھنے لگا بہتے آنسو خشک ہو گئے مگر پلکیں ہنوز گیلی تھی ٹرانس کی کیفیت میں بیڈ سے اٹھتی وہ مرے ہوئے قدم لیتی سفیان شاہ کے روبرو آئی۔

سرسری سی نظر اسکے سرخ پڑتے گیلے چہرے پر ڈالے وہ رخ پھیر گیا۔

اِس دو ٹکے کی نوکرانی کو آپ نے پورے ہوش و ہواس میں اپنے نکاح میں لیا تھا نا...یا کسی نے زبردستی کی تھی؟

اسکے رکے آنسو پھر سے بہہ نکلے.

تمہاری یہ مجال اب تم مجھ سے سوال کرو گئ..؟

وہ ایکدم سے دھاڑا۔

ان گرتے آنسوؤں کی وجہ بھی تو آپ ہی ہیں ،

اسکی آنکھوں میں جھلکتی اذیت دیکھ سفیان نے پھر نظریں پھیر لیں۔

دل میں اٹھتے درد کی وجہ بھی جب آپ ہیں تو سوال بھی آپ سے ہی کروں گئ!..

ادھر دیکھیں میری طرف شاہ ... مجھے دیکھ کر بتائیں۔

کیا آپکو کبھی اس دو ٹکے کی نوکرانی سے محبت محسوس نہیں ہوئی؟

کیا آپ کا کبھی ذرا سا بھی دل نہیں دکھا میرے لیے اتنے سخت الفاظ کہتے؟

تم جانتی بھی ہو کیا بول رہی ہو تم...دماغ درست ہے تمہارا؟

اسکی بازو کو دبوچے سفیان نے حیرت اور غصے سے پوچھا۔

جہاں اتنی توہین سہہ لی وہاں تھوڑی اور سہی... آج میں عینا شاہ اپنی انا اور عزت سائیڈ میں رکھتے آپ سے محبت کی بھیک مانگتی ہوں شاہ... مجھے قبول کر لیں آپ کو خدا کا واسطہ...میں مر جاؤں گئ...میں آپکی بے رخی مزید نہیں سہہ سکتی!!!..

اسکے قدموں میں گرتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

سفیان شاہ پر سکتہ طاری تھا وہ اسکے جزباتوں سے واقف تھا مگر کبھی ایسا بھی ہو گا اسکے وہم و گمان میں نہیں تھا۔

ایک بار صرف ایک بار مجھے موقع دیں...میں آپکے سارے زخم بھر دوں گئی میں کسی کی جگہ نہیں چاہتی بس مجھے تھوڑی سی جگہ اپنی زندگی میں دے دیں میں بھی جینا چاہتی ہوں مجھے بھی خوش ہونا ہے خود پر مان کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے میری محبت مل گئی ہیں..میں سجدے میں گر کر اپنے اللہ کے روبرو اسکا شکر ادا کرنا چاہتی ہوں کہ اسنے مجھے میری بچپن کی چاہت سے نواز دیا ہے۔

آخر کو اسکے پاؤں پکڑے وہ منتوں پر اتر آئی۔

سفیان پر چھایا سکتہ ٹوٹا تھا محبت اسکے دروازے ہر کھڑی دستک دے رہی تھی وہ کوئی عام محبت نہیں تھی بےلوث وفادار محبت تھی جو خود چل کر اسکے در پر آئی تھی۔۔۔وہ ٹرانس کی کیفیت میں ایک قدم پیچھے ہٹ گیا پھر جھکتا اسکے قریب زمین پر بیٹھ گیا۔

روتی تڑپتی عینا کو جیسے ایک دھاڑس ملی مگر پھر اگلے ہی لمحے اسکی وہ امید بھی چکنا چور ہو گئی۔

"میں تمہاری خواہش کا احترام کرتا ہوں مگر میں تم سے محبت نہیں کرتا...اور نا کبھی میں عینا شاہ سے محبت کر پاؤں گا"

وہ اسے کسی جھوٹی امید پر نہیں رکھنا چاہتا تھا۔

سفیان صرف انوشے کا ہے اور اسکے علاوہ وہ کسی کو اپنی زندگی کے دو پل بھی دینا حرام سمجھتا ہے"

عینا نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں سر جھکائے وہ زاروقطار رونے لگی تھی دل جیسے مردہ ہو گیا تھا اسکو اپنی روح مرتی محسوس ہوئی تھی۔

سنبھالو خود کو اور زندگی میں آگے بڑھنا سیکھو!..

اسکے جھکے سر کو دیکھ کر کہتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

کہنا بہت آسان ہے شاہ!...

تمسخر اڑاتا لہجہ۔

اگر زندگی میں آگے بڑھنا اتنا ہی آسان ہے تو آپ کیوں ابھی تک اپنے ماضی کے پہلے صفحے پر اٹکے ہوئے ہیں؟

دوسروں کو تسلی دینا بہت آسان ہے مگر جب خود پر گزرتی ہے تو معلوم ہوتا ہے بےبسی کسے کہتے ہیں پل پل خود کو کسی جھوٹی آس میں رکھنا کیسا ہوتا ہے؟

تنفر سے کہتی عینا نے اپنا آپ بازوؤں میں چھپا لیا۔

اسکے تلخ الفاظ سفیان کو مسکرانے پر مجبور کر گئے شاید وہ اپنی تکلیف میں بھول گئی تھی کہ وہ اس اذیت کا قیدی اپنی سات سال کی عمر میں ہی بن گیا تھا۔

کمرے میں اسکی سسکیوں کی آوازیں گونجنے لگی سفیان ان آوازوں سے تنگ آتا کمرے سے باہر نکلتا جب بیڈ پر پڑا اسکا موبائل بجا تھا اسنے کال یس کی اور جیسے جیسے وہ سن رہا تھا اسکا خون کھولنے لگا تھا ۔۔۔تم وہی رکو آج اسکے وجود کو میں نے گولیوں سے چھلنی نا کیا تو میرا نام بھی سید سفیان ولید شاہ نہیں۔۔۔غیض و غضب کے عالم میں کہتا وہ کمرے سے باہر نکلتا جب عینا بھاگتی اس تک پہنچی تھی۔

آپ... آپ... اتنے غصے میں کہاں جا رہے ہیں... کیا ہوا ہے؟

اسکو غصے میں دیکھ کر عینا کو فکر لاحق ہوئی تھی وہ رونا دھونا چھوڑتی اپنی اتنی بے عزتی کے بعد بھی اسکی فکر میں گھل رہی تھی سفیان کے دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔

زمینوں پر جا رہا ہوں۔

وہ مزید کچھ کہے بنا ہی باہر کو نکل گیا۔

اسے کسی انہونی کا خدشہ ہوا تھا عینا وہاں سے بھاگتی دا جی کے کمرے میں گئی تھی۔

دا جی ... دا جی ... نوک کیے بغیر ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی

اسے یوں روتے ہوئے آتے دیکھ داجی بی جان سمیت وہاں موجود عشال بھی پریشان سی ہوتی اسکے قریب آرکی۔

کیا ہوا ہے بچے سب ٹھیک ہے اور تم رو کیوں رہی ہو؟

بی جان...بی جان...وہ..وہ... مسلسل رونے کے باعث وہ بامشکل ہی بول پا رہی تھی۔

کچھ تو بولو بچے ہم پریشان ہو رہے ہیں۔

دا جی اسکے سر پر ہاتھ رکھے متفکر سے بولے۔

عشال نے اسکی پیٹھ سہلائی تھی۔

دا جی وہ شاہ ... وہ شاہ بہت غصے میں حویلی سے نکلے ہیں

انکو کال آئی تھی وہ اسے جان سے مارنے گئے ہیں دا جی ... دا جی میرا دل گھبرا رہا ہے انہیں کہیں واپس آجائیں ... مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے بی جان انہیں واپس بلائیں انہیں کال کریں۔

وہ ایکدم سے ہذیانی انداز میں چیخنے چلانے لگی

وہاں موجود تمام نفوس اسکی حالت دیکھ تڑپ اٹھے تھے

دا جی بی جان اسے سنبھالتے عشال فورا سے بھاگتی موبائل کی تلاش میں کمرے کی طرف گئی تھی۔

سنبھالو خود کو بچے...بی جان اسکے ہاتھ تھامتی دلاسے دیتی جب عینا کا وجود اچانک زمین بوس ہو گیا۔

وہ کب سے بے مقصد سڑک پر گاڑی گھما رہا تھا آج کئی مہینے بعد وہ اس جگہ پر آیا تھا جہاں پہلی بار اسکے ماما بابا ایک دوسرے ملے تھے گاڑی ایک سائیڈ پر روکتا ارشان شاہ گاڑی سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا کسی گہری سوچ میں مبتلا وہ آس پاس کے مناظر کو دیکھ رہا تھا انتظار اسے وریشہ کی کال کا تھا کل رات وریشہ نے جو باتیں اس سے کہیں تھیں ارشان کے دماغ میں کئی وسوسے تھے پہلے ٹینشنز کم تھیں اس پر وریشہ کا وہ لہجہ اسکی طنزیہ باتیں پھر ولید شاہ سے ہوئی بحث پر اسکا مزید دماغ خراب ہو رہا تھا۔

"میری مدد کر میرے مالک کئی مشکلوں میں الجھا ہوں"

منہ آسمان کی طرف پھیرے اسنے منت کی تھی۔

"ایک ظالم بیوی کم تھی ظلم کرنے کیلیئے جو ماموں بھی ہٹلر دے دیئے ..مجال ہے جو لڑائی کرنے اور طعنے مارنے کا کوئی موقع ہاتھ سے پیارے ماموں جان جانے دیں"

بڑبڑاتے اسنے دانت پیسے تھے۔

"انکے ہوتے پری کے شوہر کو کبھی ساس کی کمی محسوس نہیں ہو گئی یہ تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں"

ارشان شاہ نے اپنے پیارے ماموں جان کی پیاری حرکتوں پر ایک اور جملہ کسا تھا۔

ابھی وہ مزید انکے قصیدے پڑھتا جب موبائل بجا اور ارشان شاہ نے فوراً سے موبائل نکالا یہ سوچتے ہوئے کہ وریشہ کی کال ہو گئی مگر وہاں ابتسام کالنگ دیکھ ارشان شاہ کی ساری خوشی پر پانی پھر گیا اور شکل پر بارہ بج گئے۔۔۔ صحیح اکتائے ہوئے لہجے میں کال یس کرتے اسنے موبائل کان سے لگایا۔

وہ کچھ بولتا اس سے پہلے مقابل ہی بول پڑا۔

کیا حال ہیں سر جی۔۔؟

اسکی عجیب ٹون پر ارشان شاہ نے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا پھر کان سے لگا لیا۔

بات کا آغاز کرنے سے پہلے سلام کرتے ہیں ابتسام۔

وہ متوازن لہجے میں بولا۔

وہ کیا ہے نا سر جی ابتسام ابراہیم چوہدری دشمنوں کو سلام نہیں کرتا ... اسکے اپنے اصول ہیں۔

بڑے شاہانہ انداز میں وہ خود کا تعارف کروا رہا تھا۔

ارشان شاہ دم بخود سا کھڑا اسکے بدلے تیور دیکھ رہا تھا۔

تم نے پی تو نہیں رکھی ... یا دماغ پر کوئی چوٹ لگ گئی ہے؟

یہ کیا اول فول بک رہے ہو...؟

ارشان کے لہجے میں سختی در آئی۔

میں دشمن ہوں تمہارا بتانا پسند کرو گئے ہماری دشمنی کب سے ہوئی ہے؟

اسنے ضبط سے پوچھا۔

مقابل نے گہری سانس خارج کی۔

مطلب اب یہ بھی میں بتاؤں آپ کو زیان سر... اسنے لفظ سر پر زور دیا۔

ارشان نے ماتھا مسلا تھا۔

"دشمنی تو اسی دن شروع ہو گئی تھی سر جس دن آپ نے ابتسام کے پیچھے جاسوس لگایا تھا"

"آپ کو کیا لگا تھا مجھے معلوم نہیں ہو گا آپ میرے پیچھے میرے ہی ساتھ کیا گیم کھیل رہے ہیں"

"اپنی بہن کیلیئے بوڈی گارڈ کے طور پر ہائیر کیا تھا نا آپ نے اور پھر اپنے ہی بوڈی گارڈ کی جاسوسی شروع کر دی۔"

اسکا اس قدر گہرا طنز ارشان شاہ کو آگ میں جھونکنے کے برابر تھا

تم کہنا کیا چاہتے ہو ابتسام صاف صاف لفظوں میں بولو...؟

اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پاتے اسنے تحمل سے پوچھا۔

"کہنے سننے کا وقت اب ختم ہوا سر جی ... بہت غلط جگہ پنگا لیا ہے میری تو خیر تھی مگر میری منہ بولی بہن کے معاملے میں ابتسام ایسا کچھ برداشت نہیں کرے گا"

"آج شام سات بجے تک اپنے مخبر کی لاش سمیت میرا فل بائیو ڈیٹا آپ کے اڈے پر پہنچ جائے گا...جی بھر کے تسلی کر لیجئیے گا"

ابتسام تم غلط کر رہے ہو وہ بچارا بے قصور ہے اسکو اس سب میں مت گھسیٹو!...

وہ فوراً سے پہلے بولا تھا۔

"غلط صحیح آپکا مسئلہ ہے میرا مسئلہ اسکی لاش کو دیکھ کر

اپنی تسکین کرنا ہے"

وہ سفاکیت سے بولا تھا۔

ابتسام تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں نے اسے عائشہ کیلئے نہیں بھیجا تھا شاید وہ بےوقوف اسے تمہارے ساتھ دیکھ کر اسکے جاسوسی کر رہا ہے میں ابھی اسے منع کر دوں گا تم ایسی کوئی حرکت مت کرنا اسکے معصوم بچے ہیں سمجھو پلیز ... آخر کو ارشان شاہ منت سماجت پر اتر آیا

ابتسام کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

"میری انفارمیشن مجھ سے ہی مانگ لیتے میں کونسا آپ کو منع کرتا"

ابتسام ایسے بولا تھا جیسے اس سے بڑا سخی کوئی اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا

"خیر میں اس بارے میں سوچ کر جواب دوں گا...اللہ حافظ"

نگہت بیگم کو کمرے میں آتے دیکھ ابتسام کال کٹ کرتے اٹھ کر بیٹھا تھا۔۔۔

دوسری طرف ارشان شاہ ماؤف ہوتے ذہن کے ساتھ موبائل ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا اسنے ٹائم دیکھا جہاں ابھی دوپہر کے ایک بج رہے تھے۔۔۔اسنے فوراً سے اپنے مخبر کو کال ملائی اور گاڑی کی طرف چل پڑا تھا۔

ہیلو مشتاق ہاں یار جہاں کہیں بھی ہو فوراً سے ابھی اسی وقت انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ تمہاری جان کر خطرہ ہے۔۔!

مگر سر ہوا کیا ہے اور کس سے میری جان کو خطرہ ہے؟

ہے ایک سر پھرا انسان ... ابھی تم اس بات کو چھوڑو اور جو میں بول رہا ہوں وہ کرو اگر اپنی جان پیاری ہے۔

اسے ہدایات دیتے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھے ارشان گاڑی سٹارٹ کرتا جب ایک بار پھر موبائل کے بجنے پر ارشان نے موبائل اٹھایا وہاں پری کی کال دیکھ کر اسنے فون یس کیا تھا۔

ہیلو!....

وہ اسکے آگے کچھ بولتا دوسری طرف سے ملنے والی خبر پر ارشان شاہ نے موبائل ڈیش بورڈ پر پٹختے گاڑی فل سپیڈ سے بھگائی تھی۔

»»»»»»»»

زری بتا رہی تھی تم سارا دن اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلے ... طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟۔۔اسکے پاس بیٹھتے نگہت بیگم نے فکرمندی سے پوچھا تھا۔

ناراض ہو اپنی ماں سے؟

اسکے مسلسل خاموش رہنے پر نگہت بیگم کی آواز میں نمی اتر آئی۔

نہیں میں ناراض نہیں ہوں!..

وہ ہنوز چہرا جھکا کر بیٹھا تھا۔

تو پھر میرا بیٹا خاموش کیوں ہے؟

اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی وہ محبت سے بولی تھی

کیونکہ میں کچھ بولنا نہیں چاہتا مما!..

آنسو حلق میں اٹکے تھے۔

ابتسام ...

"مجھے ڈر ہے مما میں بات کروں گا تو میرا ضبط ٹوٹ جائے گا اور میں بُری طرح رو دوں گا"

وہ اسکے نام کے آگے کچھ بولتی ابتسام کی بھیگی آواز پر نگہت بیگم کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔

ابتسام ... انہوں نے اسکا چہرا اوپر کیا۔

"بے فکر رہیں ابھی نہیں رو رہا ابھی کچھ ضبط باقی ہے"

وہ زخمی سا مسکرایا۔

ایسے بات مت کرو اپنی ماں کو اتنی تکلیف مت دو میں تمہارا برا نہیں چاہتی میرے بچے ... وہ رو دی تھی۔

میں جانتا ہوں مما آپ پلیز روئیں مت!..

انکے آنسو پونچھتے ابتسام نے انکے ماتھے پر لب رکھے تھے۔

میں نہیں روؤں گئی پر تم پلیز خاموش مت رہو مجھ سے بات کرو زری سے بات کرو ایسے لاتعلق مت بنو ابتسام میرا دل دکھتا ہے۔۔انکی آنکھیں پھر سے نم ہوئیں تھیں۔

وہ انہیں کیا تسلی دیتا وہ تو خود بے بسی کی آخری حد پر کھڑا تھا۔

آپ روئیں نہیں میں بلکل ٹھیک ہوں آپ ہی تو کہتی تھیں کہ آپ کے بیٹا بہت مضبوط ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں رلا سکتی ... تو اب بھی بے فکر رہیں۔۔۔بس ایک گزارش ہے۔

مجھے کچھ وقت اکیلا چھوڑ دیں مما ...

"مجھے آپکا مان رکھنا ہے خود کو اتنا مضبوط بنانا ہے کہ میں خود کو یہ بات باور کروا سکوں..."کہ محترمہ میری نہیں ہو سکتی اور مجھے اپنی ساری زندگی اسکے بغیر گزارنی ہے" مجھے کچھ دیر تنہائی میں رہنے دیں تاکہ میں اس لڑکی کا عشق اپنی اپنی نس نس سے نکال دوں"

دو موتی ٹوٹ کر ڈارھی میں جذب ہوئے تھے۔

وہ ٹرانس کی کیفیت میں بھیگی آنکھوں سے اپنے مضبوط بیٹے کو آج ایک معمولی سی لڑکی کے عشق میں ٹوٹا بکھرا دیکھ رہی تھیں۔

وہ اسکے لئے اس قدر دیوانہ ہو جائے گا کہ اسے دنیا کا ہی ہوش نہیں رہے گا۔۔۔نگہت بیگم نے اذیت سے سوچا تھا۔

"مجھے صبر آ جائے... میرے لئے دعا کریں مما"

انکی گود میں سر رکھے وہ تڑپ اٹھا تھا۔

دعا کریں کہ میں خود کو ورغلا لوں ورنہ اسکی یادیں اسکی وہ پاکیزہ آنکھیں میرے ذہن پر اس قدر نقش ہو گئی ہیں مجھے لگتا میں پاگل ہو جاؤں گا۔

"میں دعا کروں گئی بیٹا کہ تم اس لڑکی کو بھول جاؤ"

ابتسام کو لگا تھا اسکے دل پر پاؤں رکھے کسی نے بے رحمی سے اسکو کچل ڈالا ہو... آنسوؤں کو بے دردی سے واپس دھکیلتے وہ اپنی ماں کو جاتا دیکھتا رہا۔۔وہ یہ تک نہیں کہہ سکا کہ آپ میرے ساتھ ناانصافی کر رہی ہیں وہ اپنے حق میں ایک لفظ نہیں بول پایا تھا وہ اپنی ماں سے شکوہ نہیں کر سکا تھا کیونکہ اسکی ماں اب اسے کھونے سے بھی ڈرتی تھی انکا ڈر واجب تھا مگر اسکی محبت کا کیا؟

ابتسام نے دل میں اٹھتے درد پر قابو پائے زور سے آنکھیں میچی تھیں۔

وہ رونا نہیں چاہتا تھا آنسو اسے کمزور بناتے تھے مگر وہ اب ضبط کرنے کے مراحل سے بھی بہت آگے نکل آیا تھا اسنے محسوس کیا تھا جیسی اسکے دل و دماغ کی حالت تھی اگر وہ مزید ضبط کرتا تو یقیناً وہ پاگل ہو جاتا۔

اذان کی آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی اسے لگا سب تھم گیا ہے وہ وقت ،لمحہ ،انسان سب کچھ سوائے اسکی سانسوں اور سننے کی حس کے... ناجانے وہ کیسی کیفیت تھی اذان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی اسکے رکے آنسو پھر سے بہہ نکلے تھے۔۔وہ مدہوش سا مؤذن کا کہا ایک ایک لفظ سن رہا تھا وہ مکمل ان لفظوں کے جال میں پھنس گیا تھا جب اچانک ازان ختم ہوئی تو اس پر چھایا سکتہ بھی ٹوٹ گیا۔

")دیری کے ڈر سے اللہ کے در کو مت چھوڑیں("

بے ساختہ عشال کے کہے جملے کی پکار اسے کانوں میں پڑی تھی۔

ایکدم سے اٹھتے ابتسام نے کمرہ لاک کرتے خود کو واشروم میں بند کیا تھا اور نماز کی نیت سے باوضو ہوتے ظہر کی نماز ادا کرنے کی تیاری کرنے لگا۔

جائے نماز بچھاتے سامنے کا منظر بار بار دھندلانے لگا تو ہاتھ کی پشت سے اسنے آنکھیں صاف کرتے نماز کی نیت باندھ لی۔ آنسو پوری روانی سے بہہ رہے تھے وہ آج ساڑھے تین سال بعد نماز پڑھ رہا تھا اس وقت جو اسکے دل کی حالت تھی وہ لفظوں میں بیان کرنا اس شخص کیلئے مشکل تھا جس نے بُرے سے بُرا وقت اکیلا کاٹا تھا دو ٹکے کے لوگوں سے دھوکے کھائے تھے اپنوں کو کھویا تھا محتاجی سہی تھی اپنی ماں کو دن رات روتے دیکھا تھا اسنے اس چھوٹی سی عمر میں سب اکیلا سہا تھا مگر وہ ٹوٹا نہیں تھا "بکھرنے کی بجائے زندگی کی دی ہر ٹھوکر پر وہ خود کو مضبوط بنانے والا شخص آج محبت کے شکنجے میں پھنسا پھر سے اسی در لوٹ آیا تھا جس سے وہ کبھی منہ موڑ کر چلا گیا تھا "

پینتالیس منٹ میں نماز ختم کرتے اسنے سلام پھیرا تھا باوضو ہونے سے لے کر سلام پھیرنے کے وقفے میں ایک لمحہ ایسا نہیں آیا تھا جس میں اسکی آنکھ خشک ہوئی تھی وہ مسلسل رو رہا تھا مگر تکلیف اتنی تھی کہ وہ جتنا روتا کم تھا."

اسنے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تھے سرخ متورم سوجھی آنکھیں اپنے کپکپاتے ہاتھوں پر جمائے اسکی آنکھیں اشک بار ہوئی تھیں ہاتھوں کو واپس گرائے وہ سجدے میں جھکا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا اور تب تک روتا رہا تھا جب تک اسکے دل کا غبار کچھ کم نہیں ہوا تھا۔

جب آنکھوں کی پتلیاں دکھنے لگیں اور دماغ کی رگیں پھٹنے کو آئی تو اسنے یونہی سسکتے سر سجدے میں رکھ دیا۔

مم..میں کیا مانگوں یا اللہ..؟

مجھے تو مانگتے ہوئے بھی شرم آتی ہے ... میں کس منہ سے مانگوں میں تو آپ سے مایوس ہو گیا تھا۔۔ آپ کا در چھوڑ کر چلا گیا۔

مٹھیاں بھینچے وہ بچوں جیسے رونے لگا۔۔۔

مجھ سے غلطی ہو گئی یااللہ مجھے معاف کر دیں میں صبر نہیں کر سکا اور خود کو آپ سے دور کر لیا ... مجھ سے صبر نہیں ہوا اور خود ہی اپنے لیے غلط فیصلوں کو صحیح سمجھنے لگا۔۔"

میں آج ساڑھے تین سال بعد پھر سے تیرے در آیا ہوں مالک اور مجھے نہیں معلوم یہ اس لڑکی کی جستجو ہے یا اِس غم کی شدت جو مجھے تیرے در تک لے آئی ہے"

آنسو قطرہ قطرہ کر کے جائے نماز میں جذب ہو رہے تھے۔

میں بہت بُرا انسان ہوں اللہ جی سب کہتے ہیں ابتسام بُرا انسان ہے مگر آپ تو سب جانتے ہیں مجھے بُرا بنانے والے بھی یہی اچھے لوگ تھے میں خود تو بُرا نہیں بنا تھا مجھے بنایا گیا تھا نا اللہ جی تو پھر آج کیوں یہ دنیا والے خود کو افضل مان رہے ہیں۔۔۔اسکی گھٹی گھٹی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

مجھے...مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے اللہ جی جس سے مجھے محبت نہیں ہونی چاہئیے تھی ... میں خود غرض نہیں ہوں یا اللہ مگر اسے میرے دل سے نکال دے میرا دل پر اختیار نہیں تھا مجھے اس سے محبت ہو گئی مگر میری محبت میری ماں کی تکلیف کا باعث بنتی ہے میں انہیں روتا نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ اور وہ خوبرو جوان مرد دھاڑے مار کر رو دیا تھا۔

مجھے ہمت دے دیں پلیز کہ میں اسے بھول جاؤں اسے اپنے دل و دماغ سے نکال سکوں ورنہ میں پاگل ہوں جاؤں گا میرا دل اس غم کی شدت سے پھٹ جائے گا مجھ پر رحم کھا میرے مالک مجھے اس عذاب سے نکال دے مجھے صبر دے کہ میں اپنا وعدہ نبھا سکوں۔

وہ اتنی شدت سے رویا تھا اسکی اگلی سانسیں سینے میں ہی اٹک گئی تیز تیز سانس لیتا وہ ہانپتا ہوا وہی فرش پر لیٹ گیا۔جب اسکی نظروں کے سامنے سایہ سا لہرایا تھا مگر وہ آنکھیں پھر بھی نہیں کھول پایا تھا۔

»»»»»»»»»

گاڑی پارکنگ ایریا میں کھڑی کرتی وہ گلاسز اتارتی اس کیفے میں داخل ہوئی جس کی لوکیشن کچھ دیر پہلے اسے سینڈ کی گئی تھی

وہ ابھی کیفے میں داخل نہیں ہوئی تھی جب کیفے کے اندر بیٹھے شخص نے شیشے کے پار اس سرخ رنگ کے لانگ کوٹ میں بلیک کلر کی شرٹ میں ملبوس بالوں کی پونی ٹیل بنائے اس سرخ مرچی کا بغور سر تا پیر جائزہ لیا تھا۔

کرو... کرو... فرصت سے چیک آؤٹ کرو مجھے۔

وہ وہاں کب آئی اور کب اسکے سامنے بیٹھی حسیب کو کچھ پتہ ہی نہیں چلا تھا۔

زبان کے ساتھ نظر بھی کافی تیز ہے میڈم کی!..

کان کھجاتے حسیب بڑبڑایا۔

اگر منہ ہی منہ میں بولنا ختم ہو گیا ہو تو مجھے بتاو کیوں بلایا مجھے یہاں میسج کر کے...؟

اسکے لہجے میں غصے کی رمق تھی۔

ایکسکیوزمی مس عائشہ ... یہ خوامخواہ کا غصہ کس بات کا دکھا رہی ہیں آپ مجھے؟

حسیب کی تیوری چڑھی تھی۔

ٹھیک ہے میں نے آپکو یہاں بلایا مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ آپ مجھ پر یوں بلاوجہ کا رعب جھاڑیں گئیں۔

یہ بلاوجہ کا رعب نہیں ہے مسٹر حسیب میں اپنے بزی شیڈیول سے وقت نکال کر یہاں آپ سے ملنے آئی ہوں۔

تو مطلب آپ احسان جتا رہی ہیں؟

ہاں جتا رہی ہوں۔

اور اب آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ کا روڈ بیہیویر ٹولریٹ کروں؟

جی بلکل میں ایسا ہی چاہتی ہوں.

دوبدو جواب دیتی عائشہ نے آنکھیں گول کیے اسے گھورا۔

جوابا حسیب بھی حیرت سے اس نک چڑھی لڑکی کو گھورنے لگا۔

دونوں مسلسل پانچ منٹ تک ایکدوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھورتے رہے ... اسکا تو پتہ نہیں مگر حسیب نے اپنا دل اسکی بھوری آنکھوں میں ڈوبنے سے بچانے کیلئے سر جھٹکتے تاسف سے گردن موڑ دی۔

عائشہ کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی۔

With a great respect Mr.Haseeb...Can uh please tell me... why you call me here?

آپ کی دی اتنی عزت بھی مجھے میری بے عزتی ہی لگتی ہے تو آپ پہلے جیسی ٹون میں ہی کانٹینیو کر لیں پلیز!...

اسکے سامنے ہاتھ جوڑے حسیب نے جیسے ہار مان لی۔

عائشہ کھکھلا کر ہنس دی۔

وہ کچھ پل محویت سے اسے دیکھتا رہا پھر نظروں کا زاویہ بدلے مدعے پر آیا۔

مجھے آپکے!...

سٹاپ اِٹ مسٹر حسیب!...

بیچ میں ٹوکنے کی وجہ؟

وہ جنھجھلایا۔

اٹس جسٹ بیکوز...میں جانتی ہوں آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟

کیوں بلایا ہے؟

میرے بارے میں جاننے کیلیئے!..

وہ ایک ادا سے بولی۔

وہ حیران ہوا تھا۔

جب جانتی ہیں تو پھر خود ہی بتا دیں اپنے بارے میں"..

حسیب نے خود کو کمپوز کرتے کہا۔

جبکہ عائشہ نے آنکھوں کو گول کیے ناک سکیڑتی اسے گھورا۔

آپ کیوں جاننا چاہتے ہیں میرے بارے میں؟

وہ سیریس ہوئی۔

میں نہیں جاننا چاہتا مجھ سے!...

زیان بھائی نے کہا ہے آپ سے۔

اسنے بات ہی ختم کر دی۔

حسیب بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

کسی گہری سوچ میں مگن وہ شیشے کے اس پار دیکھنے لگی۔

Are you interested in me?

Sorry...you are not my type...!

اس سوال پر حیران ہوئے بغیر عائشہ نے ہنوز باہر کی طرف دیکھتے جواب دیا۔

پھر یہاں میرا سر کھانے کیوں آجاتی ہیں؟

وہ برہم ہوا۔

یہ دیکھنے کیلئے کہ آپکی کتنی برداشت ہے۔

"میری برداشت کی بات آپ مت ہی کریں میری برداشت اتنی ہے کہ آپ جیسی چار کو ایک ساتھ ساری زندگی جھیل سکتا ہوں"

"دو نہیں تین بھی نہیں وہ ڈائریکٹ چار پر آکے رکا"

پہلے حیرت اور پھر بیزاریت سے اسے دیکھتے عائشہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میری جیسی چار تو کیا ایک بھی تمہارا نصیب نہیں بن سکتی"

وہ غصے سے پھنکاری۔

چیلنج کر رہی ہو؟

حسیب اسکے روبرو آ کھڑا ہوا۔

"جو سمجھو تمہاری مرضی"

"اگر چیلنج تھا تو اپنے لیے غلط کر رہی ہو کیونکہ میں ایک بار جسکے پیچھے پڑ جاؤں پھر قبر تک اسکی جان نہیں چھوڑتا"

"جاؤ جاؤ تمہارے جیسے جانے کتنوں کو رلا کر آئی ہوں"

بالوں کو جھٹکتی اسنے مغروریت سے کہا۔

جب آپ کو پتہ ہے میں نے آپکو یہاں کس وجہ سے بلایا ہے اور پھر آپ مجھ میں انٹرسٹڈ بھی نہیں ہیں... تو پھر کیوں ہر بار میری دماغ کی دہی کرنے آجاتی ہیں؟

یہ ڈائیلاگز بازی کہیں اور جا کر کرنا ابھی میری بات کان کھول کر سنو زیان بھائی سے جا کر کہہ دینا کہ انکی بہن کو میری وجہ سے کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گئ سو دو ٹکے کے گھٹیا جاسوس اور کچھ ویلے لوگوں سے کہیں کہ میرا پیچھا چھوڑ دیں اور مجھے سکون سے رہنے دیں۔

اسنے غصہ کیا نا وہ چیخی انتہائی ٹھنڈے مزاج میں کہتی وہ حسیب کو حیران کر گئ مگر اسکے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ حسیب کا دل دکھا تھا شاید وہ زیان کی حرکت پر ہرٹ ہوئی تھی۔

حسیب نے سوچتے موبائل ٹیبل سے اٹھاتے وہاں سے باہر کی راہ لی۔

کیونکہ وہ تو جا چکی تھی جسکے لئے وہ آیا تھا۔

» » » » » » » » » »

میں نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی مجھے کبھی کسی نے کہا ہی نہیں کہ نماز پڑھو قرآن پڑھا کرو سر پر چادر اوڑھ کر باہر نکلا کرو ... اللہ جی مجھے کبھی کسی نے یہ بتایا ہی نہیں کہ اس دنیا میں جانور بھی رہتے ہیں ان سے خود کی حفاظت کرنے کیلیئے عورت کو خود کو ڈھکنا پڑتا ہے مجھے کبھی کسی نے سکھایا ہی نہیں کہ جب دل پر اداسی چھا جاتی ہے تو موسیقی نہیں سنی جاتی بلکہ نماز پڑھی جاتی ہے۔مجھ سے کبھی کسی نے یہ بھی نہیں کہا اللہ جی کہ جب اپنی ہی چادر دیواری میں وحشت ہونے لگے تو ڈانس بار میں جانے کے بجائے قرآن کی آیتوں کو پڑھ کر دل کا بوجھ کم کیا جاتا ہے۔۔۔میں تو ازل سے غلط راستے پر ہی چلتی آئی ہوں اللہ جی .. میں بُری ہوں گنہگار ہوں میں جانتی ہوں ... سب میرا قصور ہے... مگر میرے والدین کا کیا اللہ جی ... سس..سارا قصور میرا نہیں ہے ... نہیں اللہ جی ... صرف میں گنہگار نہیں ہوں ... اسکے لب کپکپانے لگے وہ سسک اٹھی تھی۔

جس کی ماں اس سے بچپن میں ہی نفرت کا دعویٰ کر کے چھوڑ کر چلی گئ ہو وہ لڑکی مجھ جیسی ہی ہوتی ہے اللہ جی... ایک بیٹی کی اصل پرورش اسکی تربیت تو اسکی ماں کرتی ہے نا ... تو کہاں ہے میری ماں؟ ... کیوں نہیں کی اسنے میری تربیت ... صرف پیدا کرنا اس دنیا میں لانا انکا فرض تھا میری پرورش...وہ کس کے ذمے تھی مجھے اچھے غلط کی تمیز کس نے سکھانی تھی؟

آنسو لکیر کی صورت میں اسکے گالوں پر لڑھکنے لگے۔

مجھے کس نے بتانا تھا اللہ جی ... کہ بیٹیوں کی عزت شیشے کے کانچ جیسی ہوتی ہے ... وہ سفید کپڑے کی مانند ہوتی ہے جس پر پانی کا دھبہ بھی لگ جاتا ہے ... ہچکیاں بھرتے وہ ہاتھ اٹھائے آج اپنے دل میں رکھی تمام باتیں کسی انسان سے نہیں اپنے اللہ سے کہنے کے درپے ہوئی تھی وریشہ اپنے دل کے دکھ کہنے کو آئی تو ایک ہی بار بولتی چلی گئی۔۔۔ آنسو متواتر اسکے ہاتھوں پر گرتے انہیں بھیگو رہے تھے

مگر میں پھر بھی آپکا شکر ادا کرتی ہوں اللہ جی کہ مجھ جیسی لڑکی جو دنیا کی ہر نعمت سے مالامال ہونے کے باوجود اپنوں کی محبت اور انکے وقت کیلیئے ترستی رہی ... مجھ جیسی میرے شوہر کے بقول بے حیا لڑکی اُس فحاش ماحول کا کبھی حصہ ہونے کے باوجود بھی اپنی لمٹس سے باہر نہیں نکلی ... اس لڑکی نے ہمیشہ اپنی حد میں رہنا پسند کیا تھا مگر اس رات جو میرے ساتھ ہونے والا تھا اللہ جی وہ بھی میرے کسی گناہ کی سزا تھی مگر تب بھی آپ نے میری عزت بچالی اور مجھے بے آسرا نہیں چھوڑا۔۔۔اس رات کو سوچتے وریشہ کے ایک بار پھر رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے

بیشک اللہ جی میں نے ہر لمحہ مایوسی کا اظہار کیا آپ سے آپکی رحمت سے بدزن ہوتی دور ہو گئی میں نے آپ کو چھوڑ دیا تھا مگر آپ نے ہر وقت میرا ہاتھ تھامے رکھا ... می..میں...

اندر اٹھتے درد کی شدت نے اسے مزید کچھ کہنے لائق نہیں چھوڑا تھا وہ زاروقطار رو دی تھی۔

آنسو پونچھے وریشہ نے گن پٹی سہلائی تھی

میں آپ کی دی کسی بھی نعمت کی ناشکری نہیں کروگئ۔۔۔اسکے لہجے میں سرد مہری اتری تھی۔

مگر اللہ جی مجھے اس شخص کی محبت نہیں چاہیئے جس نے مجھے تین سال دھوکے میں رکھا ... وہ اٹل لہجے میں بولی تھی۔

آپ کے اس نیک بندے نے اللہ جی آپ کی اس راہ بھٹکی مخلوق کو صحیح راستہ دکھایا ... اسے اس سکون سے متعارف کروایا جو آپ کے ذکر میں ملتا ہے مگر آپ کے اس نیک بندے نے اللہ جی پتہ ہے کیا کیا؟

وہ بچو جیسی معصومیت لیے جائے نماز کو دیکھتی بولی تھی

"آپ کے اس نیک بندے نے جس نے مجھے آپ کے قریب کیا"... اسنے مجھے اپنے آپ سے دور کر دیا... اس نے مجھے دھوکہ دیا اللہ جی۔

وہ شکوہ کرتی اپنے دل کی تکلیف پر ایک بار پھر رو دی تھی

مجھے اس سے محبت ہونے لگی تھی مگر پھر اسنے مجھے محبت میں دھوکہ دیا اور میری محبت اس حادثے میں مر گئی۔

شدت سے کہتے اسنے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ لیا۔

آپ پلیز میرے اس فیصلے سے ناراض نہیں ہونا اللہ جی مگر میرا دل جو کبھی اس سے محبت کرنے لگا تھا اب وہ محبت، ان جذبات کو ماننے سے انکاری ہو گیا ہے۔۔۔اسنے گہری سانس بھری تھی۔

تھوڑی دیر وہ خاموشی سے جائے نماز کو تکتی رہی۔

مجھے سیدھا راستہ دکھائیں اللہ جی میں خود کو وقف کر کے آپ تک آنا چاہتی ہوں مجھے اپنا بنا لیں مجھ سے راضی ہو جائیں... ایک موتی آنکھ سے ٹوٹ کر بے مول ہوتا جائے نماز پر گرا تھا

وہ جائے نماز لپیٹتی اٹھی تھی جب باہر سے آتی آواز پر وریشہ کے قدم باہر کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

گارڈ انکل آپ ... اسلام علیکم !..

صحن میں آتے اسنے خوشدلی سے انہیں سلام کیا تھا۔

وعلیکم السلام بیٹا ... یہ آپ کیلئے حسیب صاحب دے کر گئے ہیں مدعے پر آتے انہوں نے بیگ وریشہ کے سامنے کیا۔

وہ میرے لیے ... کیوں..؟

وہ بیگ پکڑتی نا سمجھی سے بولی تھی۔

جی اس میں موبائل ہے صاحب نے انہیں کہا تھا آپ کو دینے کیلئے!..

انہوں نے حسیب کا کہا جملہ ویسے ہی دوہرایا تھا۔

وریشہ کے چہرے پر بیزاریت در آئی۔

ٹھیک ہے بہت شکریہ انکل۔

بامشکل مسکراتے وہ بیگ تھامے کمرے میں چلی گئی۔

تم چاہتے ہو اب میں تم سے رابطے میں رہوں ... بیڈ پر رکھے موبائل کو دیکھتی وریشہ نے ہنکار بھرا۔

میں ایسا ہر گز نہیں کروں گی۔

خیالوں میں اسے کہتے ڈوپٹہ کی پنز کھولتی وریشہ کچن کی طرف چلی گئی۔

» » » » » » » » »

گاڑی دھول اڑاتی اس ایریا میں پہنچی تھی جہاں پر ابھی سفیان شاہ کو ہونا چاہئیے تھا ارشان گاڑی میں سے اپنی گن نکالتا بھاگتا ہوا اس میدان کے ایک حصے میں پہنچا سامنے کا منظر دیکھ ارشان شاہ کا خون کھول اٹھا تھا وہ سارا منظر کسی میدانِ جنگ کا سماں دے رہا تھا وہاں تقریباً دس سے زیادہ خون سے لتھری لاشیں پڑی تھیں ہر طرف خون ہی خون تھا دور اسے ایک گاڑی کھڑی نظر آئی مگر گاڑی میں بیٹھے شخص کو وہ نہیں دیکھ سکا تھا اسنے نظر دوسری طرف دوڑائی جہاں سفیان شاہ اکیلا چار غنڈوں سے لڑ رہا تھا اسکے چہرے اور ہاتھوں پر چوٹوں کے نشان دیکھ وہ اپنے آپے سے باہر ہوتا فائرنگ کرتا بھاگتا اسکے پاس پہنچا جب فائرنگ کی آواز وہاں موجود تمام لوگ پل کو اپنی اپنی جگہ رک گئے سفیان نے پلٹ کر ارشان کو دیکھا اتنی تکلیف میں بھی اسکے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ آگئی وہ ارشان کو دیکھ رہا تھا جب پیچھے کھڑے ایک غنڈے نے چھپا ہوا چاقو نکالتے اس پر وار کرنا چاہا وہ منظر دیکھتے ارشان کی رفتار مزید تیز ہوئی تھی سفیان ابھی پلٹتا جب اسنے وار کیا گردن سے کمر تک ایک گہرا کٹ لگ چکا تھا اسکی قمیض چاک ہوچکی تھی وہ درد سے نڈھال ہوتا گرتا اسنے سامنے موجود غنڈے کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا اور وہ دور جا گرا سفیان خود بھی زمین بوس ہوا تھا جب وہ غنڈہ طیش کے عالم میں دوبارہ اٹھتا اسکی بازو پر وار کر گیا۔۔۔ارشان نے اس پر گولی چلائی جب وہ پیچھے کھڑی گاڑی فوراً سے نزدیک آتی ان غنڈوں کو ساتھ لیے نکل گئے۔

سس...سفیان... سفیان اسکے قریب آتے ارشان گھنٹوں کے بل بیٹھتا چلا گیا۔

تم ٹھیک ہو.... تمہیں تو بہت چوٹ لگی ہے سفیان ... اسکی کمر پر گہرے کٹ کے نشان دیکھتے ارشان کی آواز بھاری ہوئی تھی دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا ہو۔

مم..میں..ٹھیک..ہوں..بھائی.

وہ اٹک اٹک کر بولتا نم آنکھوں سے مسکرایا۔

جیسے اسے دلاسہ دینا چاہتا ہو ارشان بھیگی آنکھیں رگڑتا اسے سہارا دیتے گاڑی تک لایا اور گاڑی کا رخ حویلی کی جانب موڑ دیا۔

وہ نیم بیہوشی میں بھی مسلسل اسے ہی پکار رہی تھی پاس بیٹھی بی جان، حسنہ بی اور عشال کا اسکی حالت دیکھ دل دکھ رہا تھا بی جان کی آنکھوں سے اشک رواں تھے جبکہ باہر لاونج میں بیٹھے دا جی اور مسلسل چکر کاٹتے ولید شاہ کی جان الگ سولی پر لٹکی تھی سفیان یا ارشان میں سے کسی کی خبر ابھی تک حویلی نہیں پہنچی تھی سب ہی اپنی اپنی جگہ بےبس سے اللہ سے انکی خیریت کیلئے دعا گو تھے۔

شاہ..مت جائیں...رک..رکیں...نہی..نہیں..

نیند میں ہاتھ پیر چلاتی وہ بڑبڑا رہی تھی ماتھے پر چمکتے پسینے کے ننھے ننھے قطرے اسکے کسی خوفناک خواب کے زیرِ اثر ہونے کی علامت دے رہے تھے۔

سب ٹھیک ہے..بھائی بھی ٹھیک ہیں آپی... روتی عشال نے اسکے یخ پڑتے ہاتھ سہلائے تھے۔

نہی... نہیں..میری بات سنیں... شاہ ...مت جائیں.

اسکی نیند میں ڈوبی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگی اور پھر ایکدم سے وہ خواب سے حقیقت میں آتی چیختی ہوئی اٹھ بیٹھی۔

اسکی چیخ پر باہر بیٹھے دا جی اور ولید شاہ بھی بھاگتے اندر کی طرف آئے تھے۔

شاہ...شاہ کدھر ہیں...میرے شاہ کدھر ہیں؟

آپ سب خاموش کیوں ہیں بولیں جواب دیں بی جان کک... کہاں ہیں؟

وہ واپس کیوں نہیں آئے..؟

آنکھوں سے آنسو زاروقطار بہہ رہے تھے انکے ہاتھ پکڑے وہ منتیں کرتی پوچھ رہی تھی مگر انہیں تو خود کچھ معلوم نہیں تھا وہ اسے کیا دلاسہ دیتیں۔

عینا آپی سنبھالیں خود کو ارشان بھائی گئے ہیں انہیں لینے۔

نہی... نہیں عشال میرا دل گھبرا رہا ہے...وو...وہ ٹھیک نہیں ہیں۔

ان سے کہو جلدی واپس آجائیں میں انتظار کر رہی ہوں۔

دا جی... انہیں کمرے میں آتے دیکھ عینا سسکتی بھاگتی ہوئی انکی جانب لپکی تھی۔

دا جی...دا جی..کک..کوئی کچھ نہیں بتا رہا دا جی آپ بتائیں نا شاہ کہاں ہیں؟

دا جی بولیں نا دیکھیں میری حالت... مجھے سانس تک نہیں آرہی دا جی ...میرا دل گھبرا رہا ہے کچھ تو بولیں خدا کا واسطہ بتائیں نا ...

وہ ٹھک ہے بچے ارشان لا رہا ہے اسے سنھبالو خود کو۔۔۔

اسکے سر پر ہاتھ رکھے وہ غمزدہ ہوئے۔

وہاں موجود سب ہی ضبط کیے بیٹھے تھے ولید شاہ کو اسکی اتنی محبت دیکھ اپنے بیٹے پر رشک آیا تھا۔

دا جی نے اسے اپنے کمزور سے حصار میں چھپایا تھا جب عینا سسکتی ہوئی انکے کندھے سے لگی رہی۔

ولید کال کرو ارشان کو پوچھو کہاں ہیں وہ اور سب خیریت ہے نا؟

ولید شاہ سر کو خم دیتے ابھی موبائل نکالتے پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی تھی وہاں موجود کوئی ردعمل ظاہر کرتا عینا انکے حصار سے نکلی آنا فانا وہاں سے بھاگی تھی

آپی ...

عینا بچے رکو...

وہ سب پکارتے رہ گئے عینا شاہ کسی کی بھی پرواہ کیے بنا دیوانہ وار کمرے سے نکلتی لاؤنج میں آئی تھی ڈوپٹہ بیچ راستے میں ہی کہیں اٹکتا اسکے وجود سے علیحدہ ہو چکا تھا ہر شے سے بے نیاز وہ اس ظالم حاکم کے عشق میں ڈوبی کملی ہیر اس راہ پر آئی جہاں سامنے ارشان شاہ کی گاڑی کھڑی تھی وہاں موجود تمام ملازم اسے یوں بے پردہ دیکھ نظریں جھکاتے حویلی سے باہر نکل گئے وہی درد سے نڈھال ہوتے سفیان شاہ نے گاڑی سے باہر نکلتے اپنی جوگن کو دیکھا

کچھ لمحے پہلے تک سب ٹھیک تھا مگر جیسے ہی وہ گاڑی سے باہر نکلا اسکے کپڑوں پر لگا خون زخموں سے رستا خون چہرے اور ہاتھوں پر لگی چوٹیں دیکھ عینا کے مسکراتے لب سکڑ گئے اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں وہ بے یقینی کی کیفیت میں خون میں لتھڑے سفیان شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

اسنے مرے مرے قدم اسکی طرف اٹھائے پیچھے تمام حویلی والے بھی پہنچ چکے تھے بی جان حسنہ بی اور عشال کی چیخیں نکل آئیں سفیان شاہ کی ایسی ابتر حالت ان سب کی برداشت سے باہر تھی

وہ ٹرانس کی کیفیت میں قریب آئی تھی جب ارشان نے اپنے کندھے پر رکھی شال اسکے گرد اوڑھی تھی۔

یہ..یہ چوٹ کیسے لگی آپکو؟

می..میں نے منع کیا تھا نا...میں نے کہا تھا نا داجی روکیں انہیں کیوں نہیں سنی کسی نے میری بات۔۔ آپ نے بھی نہیں سنی میری بات۔۔آپ بھی چلے گئے۔

سنھبالو خود کو عینا میں ٹھیک ہوں... اتنی تکلیف کے بعد بھی وہ بامشکل ضبط سے اسے دلاسہ دے رہا تھا۔

آپ..آپ ٹھیک نہیں ہیں شاہ آپکو چوٹ لگی ہے ... یہ..یہ خون نکل رہا ہے .. آپ تکلیف میں ہیں شاہ ... ضبط گنوائے اسکے کندھے کو پکڑے وہ بلک بلک کر رو دی تھی۔

اسے اندر لے کر چلو ارشان۔۔میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں

بی جان آپ عینا کو سنھبالیں۔

ولید شاہ کی بات سنے ارشان نے بی جان کو اشارہ دیا کیونکہ عشال حسنہ بی کے آنچل میں چھپے زاروقطار رو رہی تھی۔

ہوش کرو بچے وہ آگیا ہے واپس ... دیکھو وہ ٹھیک ہے۔

اسے گلے سے لگائے بی جان نے سمجھانا چاہا۔

وہ ٹھیک نہیں ہیں بی جان انہیں چوٹ لگی ہے آپ سب دیکھ نہیں رہے انکے کپڑوں پر خون لگا ہے وہ تکلیف میں ہیں بی جان اور یہ دیکھ کر میرا دل پھٹ رہا ہے میں انہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی ۔۔۔ ہچکیاں بھرتی عینا بچوں جیسے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

آپ سب نے میری بات نہیں سنی... کسی نے انہیں نہیں روکا۔

اسکی آواز رندھ گئی جسم کانپنے لگا تھا حسنہ بی بھاگتے اسکے لئے پانی کا گلاس لے کر آئی تھیں۔

عشال نے گلاس اسکے ہونٹوں سے لگایا تھا۔

ڈاکٹر آگیا ہے نا آپی آپ پلیز رونا بند کریں ایسے تو آپ خود بھی بیمار ہو جائیں گئیں۔ پھر بھائی کا خیال کون رکھے گا۔۔

وہ...وہ ٹھیک ہو جائیں گئیں نا؟

شش...شاہ کو تکلیف نہیں ہو گئی نا؟

اسکے دونوں ہاتھ تھامے وہ روتے بچوں جیسے اس سے پوچھ رہی تھی

انشاء اللہ... سفیان بلکل ٹھیک ہو جائے گا بچے تم رونا بند کرو۔

ڈاکٹر کے آنے کے بعد اسے دا جی اور ولید شاہ کے پاس چھوڑے وہ خود عینا کے پاس آیا تھا ان سب کیلیئے اسکی حالت اس وقت قابلِ ترس تھی اور اسکی بےلوث محبت سفیان کیلیئے رشک کا باعث تھی۔

بھائی!...

بھائی کی پری۔

ایک ہاتھ عینا کے سر پر رکھے دوسرے بازو میں عشال کو اپنے حصار میں لیتے وہی ان دونوں کے لئے اس وقت مضبوط سہارا تھا۔

تم دونوں رونا بند کرو ورنہ دا جی اور بی جان بھی اداس ہو جائیں گئیں اور دیکھو اتنی پیاری پریاں روتے ہوئے اچھی بھی نہیں لگتی۔

عشال جاؤ عینا کا حولیہ درست کرو پھر ڈاکٹر جائے گا تو ہم سب سفیان سے ملنے جائیں گئیں۔

جی بھائی ... آنسو صاف کرتی عشال عینا کو لیے کمرے کی طرف چلی گئی۔

اسنے بی جان کی طرف دیکھا جن کو حسنہ بھی دلاسے دے رہی تھیں

سفیان بلکل ٹھیک ہے بی جان اسے آپکی دعاؤں کی ضرورت ہے رونا بند کریں وہ آپکو ایسے دیکھے گا تو اسے مزید پریشانی ہو گئی۔

ان دونوں کے بعد بی جان کے آنسو پونچھتے ارشان نے محبت سے انکے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

میرے اللہ کا شکر ہے بچے اسنے ہمیں کسی بڑی آزمائش سے بچا لیا ہے۔

بلکل بی جان شکر ہے اس ذات کا!...

انہیں حصار میں لیتے وہ ذرا سا مسکرایا۔

اس حادثے کی خبر پوری حویلی کو ہو چکی تھی حویلی میں پہلے جیسی خاموشی چھا گئی بی جان پری اور عینا کے ساتھ رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی دا جی اپنے کمرے میں آرام کر رہے تھے ولید شاہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسکے پاس سے اٹھ کے گئے تھے اسکی نظروں کے سامنے بار بار عینا کا وہ چیخنا چلانا وہ شدت سے رونے والا منظر آرہا تھا بازو میں اٹھتے درد کی پرواہ کیے بنا ہی سفیان نے بازو آنکھوں پر رکھ لی تھی۔

دروازے پر دستک دیئے بنا ہی وہ کمرے میں دبے پاؤں سے داخل ہوا اور اسکے قریب آ کر بیڈ پر بیٹھ گیا جب کسی کی موجودگی پر سفیان نے آنکھوں پر سے ہاتھ اٹھا لیا۔۔

میں ٹھیک ہوں بھائی فکر نہیں کریں اتنی!...

اسکے چہرے پر کرب کے سائے لہراتے دیکھ سفیان نے اسکی بازو پر ہلکا سا ہاتھ رکھے کہا۔

ارشان شاہ نے ذرا سا سر کو خم دیا جیسے اسے یقین دلانا چاہا ہو میں ٹھیک ہوں ...

وہ کس کے آدمی تھی سفیان..؟

اسنے نرمی سے استفار کیا مگر چہرے پر پھیلے پتھریلے تاثرات دیکھ سفیان شاہ نے چپ رہنا بہتر سمجھا تھا۔

تمہیں انوشے کی قسم مجھے بتاؤ سفیان وہ کس کے بندے تھے؟

اسے لاتعلق بنتے دیکھ ارشان نے نیا حربہ استعمال کیا۔

اور یہاں سفیان شاہ کی ساری سمجھداری ہوا ہو گئی اب قیامت بھی آجاتی تب بھی اسے ارشان شاہ کو بتانا ہی تھا آخر کو حوالہ انوشے شاہ کا تھا جس کے بعد تو سفیان شاہ جھکنے کو بھی تیار ہو جاتا، وہ تو پھر محض ایک نام تھا۔

بھائی میں ٹھیک ہوں زیادہ چوٹ نہیں آئی اور یہ سب تو اب معمول بنتا جا رہا ہے ... اسلئے آپ اس سب میں اتنا انولو نا ہوں۔

اسنے رسانیت سے پھر سمجھانا چاہا۔

ارشان شاہ نے آئی برو اچکائی جیسے کہنا چاہتے ہو قسم دی ہے میں نے.

سفیان نے گہری سانس اندر لیتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگانا چاہا مگر کمر پر لگی چوٹ کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر پایا تھا۔

بظاہر وہ ضبط دیکھا رہا تھا مگر اپنے بھائی کی ایسی حالت دیکھ ارشان کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا

یہ سب دلاور شاہ نے کروایا ہے!..

اس انکشاف پر ارشان شاہ اپنی جگہ دم بخود رہ گیا۔

اسکا ذہن پل کو ماؤف ہوا تھا۔

دلا..ور..شاہ ... اسنے بے یقینی کی کیفیت میں وہ نام دوہرایا تھا۔

آپ کو یاد ہے مجھے مارنے کیلئے زہر دیا گیا تھا اور وہ لڑکی جو مجھے مارنے کیلئے حویلی میں نوکرانی بن کر آئی تھی اسے بھی دلاور شاہ نے ہی بھیجا تھا۔۔۔

ارشان شاہ کو لگا تھا اس حویلی کی پوری چھت اسکے سر پر آن گری ہو۔۔۔اسنے آنکھوں میں حیرت کا سمندر لیے سفیان کی طرف دیکھا۔

میں بلکل سچ کہہ رہا ہوں بھائی۔۔۔ہم بھی ایسے ہی حیران ہوئے تھے جب ہمیں معلوم ہوا تھا کہ یہ سب کروانے والے اور کوئی نہیں ہمارے اپنے چاچو ہیں۔۔۔

وہ سوتیلے سہی مگر دا جی بی جان نے کبھی انہیں ایسا محسوس ہونے نہیں دیا میں نے البتہ اس حویلی کے ہر فرد نے انہیں ولید شاہ جتنی ہی اہمیت اور عزت دی تھی.

وہ ٹرانس کی کیفیت میں سفیان شاہ کا ایک ایک لفظ سن رہا تھا۔

اتنا سب ہو گیا اور ولید ماموں نے انہیں کچھ کہا کیوں نہیں ...؟

کیا کہتے بھائی کیونکہ ہمارے پاس کوئی ثبوت ہی نہیں ہے کہ وہ لڑکی دلاور چاچو نے بھیجی تھی اور نا ہی ہمیں وہ لڑکی دوبارہ ملی ناجانے آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی اسے۔

سفیان شاہ نے درد اور تاسف کی ملی جلی کیفیت میں سرد آہ بھری تھی۔

وہ خاموش سا ارشان شاہ کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں ہی خاموش ہو گئے تھے مگر ارشان شاہ کے دماغ میں اس وقت کئی سوال اٹھ رہے تھے پھر کمرے میں پھیلا سکوت ٹوٹا تھا۔

مگر سفیان مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی!..

اسکے چہرے پر نہیں لہجے میں بھی صاف الجھن واضح تھی۔

وہ کیا بھائی..؟

جہاں تک مجھے یاد ہے سفیان دلاور ماموں اور ولید ماموں ایک زمانے میں جگری یار مانے جاتے تھے صرف حویلی ہی نہیں یہ پورا گاؤں انکی دوستی کی مثالیں دیتا تھا پھر ایسا کیا ہو گیا کہ آج دلاور ماموں کو ایسا انتہائی اور گھٹیا قدم اٹھانا پڑا۔

آہ بھائی ... آہ بھرتے سفیان شاہ نے سر تکیے پر گرا دیا۔

یہ پیسہ بڑی فتنہ شے ہے بھائی...اس کے ہوتے اچھے اچھے اپنوں سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

تو تم کہنا چاہتے ہو دلاور ماموں یہ سب پیسے کیلیئے کر رہے ہیں؟

وہ جزبز سا ہوا کیونکہ جہاں تک اسے معلوم تھا دلاور شاہ اپنی جگہ کا رئیس تھا۔

نہیں بھائی پیسے کیلیئے نہیں دلاور چاچو یہ سب لال حویلی کی خاندانی زمین کیلیئے کر رہے ہیں وہ سو ایکڑ کی زمین جو ہمارے پرخوں کے وقت کی ہمارے پاس ہے۔۔۔

ارشان شاہ کو حیرت ہوئی تھی۔

جب انہوں نے اس زمین میں سے حصے کا مطالبہ کیا تو پہلے حویلی میں کہرام مچ گیا کہ اس زمین کا بٹوارہ کسی صورت نہیں ہو گا مگر پھر جب بات لڑائی جھگڑے پر پہنچی تو دا جی نے فیصلہ کیا کہ دلاور شاہ کو اس زمین کا آدھا حصہ دے دیا جائے دلاور شاہ تو خوش ہو گئے دا جی کے فیصلے سے مگر ابو جان نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو گا یہ زمین ہمارے پرخوں کی ہے اول تو اسکا بٹوراہ نہیں ہو گا وہ دا جی کے فیصلے سے بلکل رضامند نہیں تھے انہوں نے کہا کہ وہ زمین خاندان کے وارث کی ہے جو کہ ولید شاہ ہیں اور وہ اس زمین میں سے کسی کو حصہ نہیں دے گئیں تو دلاور شاہ نے غصے میں حویلی چھوڑنے کا فیصلہ کیا مگر جاتے جاتے انہوں نے ابو جان کو دھمکی دی کہ وہ اب اس زمین کو ان سے چھین لیں گئیں اب انہیں آدھا حصہ نہیں پوری کی پوری زمین اپنے نام چاہیئے ورنہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہیں ... وہ تو کھلی دھمکی دے کر جانے لگے جب سامنے سے آتے ولید شاہ نے انکا گریبان پکڑ لیا اور منہ پر مکا رسید کیا ... ابو جان اور انکے درمیان ہاتھا پائی شروع ہو گئی نوکروں اور دا جی نے بڑی مشکل سے ان دونوں کو الگ کیا۔دونوں کے چہرے خون سے رنگ چکے تھے تب دلاور چاچو نے ابو جان سے کہا کہ انکے بہت سے راز دفن ہیں انکے پاس اگر وہ نہیں چاہتے وہ کسی کو بھی معلوم ہوں تو وہ زمین انہیں دے دیں۔۔۔ہم سب نے بیک وقت ابو جان کی طرف دیکھا جن کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں شاید انہیں دلاور چاچو سے ایسے کسی عمل کی توقع نہیں تھی دا جی ابو جان کے پاس گئے اور پوچھا کہ ایسے کون سے راز ہیں جن کی بات دلاور شاہ کر رہا ہے تو انہیں جواب دینے کے جائے ابو جان نے دلاور چاچو کو جواب دیا کہ اگر وہ ان رازوں سے پردہ اٹھائیں گئیں تو اکیلے صرف وہ نہیں پھنسیں گئیں وہ دلاور شاہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر ڈوبیں

گئیں۔۔۔پہلے جو رد عمل ابو جان کا تھا اب وہی دلاور شاہ کا بھی تھا وہ غصے میں تن فن کرتے حویلی چھوڑ کر چلے گئے اور ابو جان بغیر داجی کی سنے کمرے میں بند ہو گئے پھر اس دن سے ان دونوں جگری یاروں کے درمیان نفرت اور کچھ ان کہے رازوں نے جگہ لے لی اور دشمنی بڑھتی بڑھتی آج اس مقام پر آگئی ہے کہ وہ مجھے مروانا چاہتے ہیں کیونکہ میرے بالغ ہونے کے بعد وہ زمین میرے نام ہونی تھی کیونکہ ابو جان کے بعد میں سرپرست ہوں ایسا انکا کہنا تھا میں نے اس زمین کی رکھوالی کیلئے کچھ گارڈز کو وہاں دن رات تعینات کر کے رکھا ہے مگر دلاور شاہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا ۔۔۔وہ روز اپنے گنڈے بھیجتا اور فائرنگ کرواتا جس کے جواب میں یہاں سے بھی فائرنگ ہوتی اور ہر دو دن بعد انکے اور ہماری طرف سے کئی لوگ موت کے گھاٹ اتر جاتے۔۔۔انہوں نے مجھ پر حملہ تب کروایا جب داجی نے مجھے سرپرستی سونپنے کا اعلان کیا مگر پھر انہوں نے شرط رکھ دی کہ جب تک میں عینا سے نکاح نہیں کروں گا وہ مجھے سرپرستی نہیں سونپے گئیں عینا کی اس رات وہ حالت اور پھر داجی کا فیصلہ مجھے بڑی مشکل میں ڈال گیا تب نا چاہتے ہوئے مجھے اسے نکاح میں لینا پڑا پھر سرپرستی مجھے سونپ دی گئی میں باقاعدہ طور پر سرپرست بن گیا جس کے بعد دلاور شاہ نے ابو جان کے بجائے مجھے دھمکیاں دینا شروع کر دی جن کو میں کسی خاطے میں نہیں لیتا تھا کیونکہ میں ابو جان کی طرح نا مجبور ہوں نا ہی میرے انکے پاس ایسے کوئی راز ہیں جن کی وجہ سے مجھے کوئی بھی ڈر ہو میں انکے بڑے ہونے کی خاطر عزت کرتا رہا اور حویلی میں کسی کو اس صورتحال سے آگاہی نہیں دی پھر کچھ دن خاموشی چھاگئی انکی طرف سے دھمکیاں وصول ہونی بھی بند ہوگئی مگر آج جب مجھے کال آئی خادم کی کہ اس زمین پر جتنے بھی لوگ تھے دلاور شاہ نے ان سب کو مار دیا تو میرا خون

کھول اٹھا آج میں انہیں جواب دینا چاہتا تھا اور میری قسمت اچھی تھی جب میں وہاں پہنچا تو وہ وہی موجود تھے اسکے آگے تو آپ سب جانتے ہیں بھائی کہ وہاں کیا ہوا تھا!...

بات ختم کرتے اسنے پانی کا گلاس اٹھایا اور اسے منہ سے لگائے ایک ہی سانس میں پی گیا۔

ہمم میں جانتا ہوں !..

وہ بہت کم آواز میں بولا تھا۔

آپ بھی میری طرح اس راز کے متعلق سوچ رہے ہیں؟

اسکو چپ بیٹھے دیکھ سفیان نے تکا لگایا تھا۔

ہاں ... ارشان نے گردن اسکی طرف موڑی تھی۔

میں سوچنے پر مجبور ہوں سفیان کہ ایسا کون سا راز ہے جس کی وجہ سے ماموں جان اپنے بیٹے کی ایسی حالت دیکھنے کے بعد بھی اپنی زبان پر چپ کا تالا لگائے بیٹھے ہیں۔

یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم بھائی۔۔۔

میں کچھ اور بھی سوچ رہا ہوں سفیان!..

وہ متفکر سا بولا۔

سفیان یار یہ آج کی بات نہیں ہے صرف... آگے پوری زندگی پڑی ہے مجھے لگتا ہے ہمیں دلاور ماموں سے بات کر کے اس معاملے کو ختم کرنا چاہئے۔

آپ کو کیا لگتا بھائی میں نے کوشش نہیں کی ہو گئی...؟

اسکا انداز سوالیہ ہوا۔

میں نے کوشش کی تھی بھائی مگر ابو جان کسی طور راضی نہیں ہیں میں نے اور دا جی نے تو انکے خلاف جا کر بھی کوشش کی مگر دلاور شاہ ایک ہی ضد پر اڑا ہے کہ اسے وہ پوری زمین اپنے نام چاہئیے.

ان دونوں کی ضد کا ہم کیا کریں سفیان اس میں تمہاری جان کو خطرہ ہے میرے بھائی... وہ ایکدم سے ہائیپر ہوا تھا۔

"جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے بھائی"

لاپرواہ سے انداز میں کہتے اسنے مدھم سا قہقہہ لگایا تھا

جس پر ارشان بھی پل کو مسکرا دیا۔

اللہ تجھے ہمیشہ اپنے امان میں رکھے ... اسکے سر پر چپت رسید کرے وہ اداسی سے بولا تھا۔

باقی اب دلاور شاہ سے میں خود بات کروں گا کیونکہ ماموں سے بات کرنا فضول ہے میں انکی ضد سے اچھی طرح واقف ہوں۔

جیسا آپ کو مناسب لگے بھائی!...

چلو میری نماز کا وقت ہو رہا ہے تم آرام کرو میں عینا سے کہتا ہوں تمہارا کھانا کمرے میں ہی لے آئے ...

اسکا ماتھا چومتے ارشان شاہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

جب سفیان مسکراتا ہوا اپنے بھائی کی سلامتی کی دعا مانگتا چت لیٹ گیا۔

« « « « « « « « « «

اسنے نماز ادا کی اور باہر کی راہ لی ہی تھی جب بی جان کی آواز پر وہ رک گیا۔۔

کہاں جا رہے ہو ارشان بیٹا کھانے کا وقت ہو رہا ہے!...

تھوڑی دیر میں واپس آتا ہوں بی جان کھانا آپ سب کے ساتھ ہی کھاؤ گا ... وہ مسکراتا انہی قدموں پر پلٹ گیا۔

بی جان کو فکر لاحق ہوئی تھی انہوں نے پاس کھڑے خادم کو آنکھوں کے اشارے سے اسکے پیچھے بھیجا تھا۔

وہ گاڑی نکالتا وہاں سے نکلتا جب خادم گاڑی کے سامنے سر جھکا کے کھڑا ہوا گیا۔۔۔مجھے بھی ساتھ لے جائیں سائیں .. بی سائیں نے آپکے ساتھ جانے کا حکم دیا ہے!...

خادم!...

سائیں میں انکی حکم عدلی نہیں کر سکتا"...

ارشان کے بولتے لب وہی بند ہو گئے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ دیتے وہ حویلی عبور کر گیا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

اسنے موندی موندی آنکھیں کھولی تھیں وہ پورا کمرہ اسے اپنی نظروں کے سامنے گھومتا محسوس ہو رہا تھا بے ساختہ اسنے اپنے ماتھے پر ہاتھ لگایا تھا جو بخار کی حدت سے تپ رہا تھا حلق میں کانٹے چبھتے

محسوس ہو رہے تھے ابتسام نے نظر اپنے دائیں طرف پھیری جہاں کاشان نے نماز ختم کرتے سلام پھیرا تھا اسے جاگا دیکھ وہ بھاگتے ہوئے اسکے پاس آیا تھا۔۔۔

اب کیسی طبعیت ہے ابتسام...؟

مجھے کیا ہوا تھا..؟

اسنے دماغ پر زور دیا مگر سر درد کی وجہ سے کچھ بھی یاد نہیں آرہا تھا۔

تم بےہوش ہو گئے تھے میں کمرے میں آیا جب تم مجھے جائے نماز کے قریب بےہوش پڑے ملے ... آنکھوں میں ڈھیروں فکر لیے وہ اسے بتا رہا تھا جب ابتسام کو وہ وقت یاد آیا تھا وہ اتنی شدت سے رویا تھا کہ اسکا سانس سینے میں ہی اٹک گیا تھا۔

میں ٹھیک ہوں اب ... اس سے نظریں چراتے ابتسام کمفرٹر اٹھائے بیڈ سے اترنے لگا تھا جب کاشان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

کہاں جا رہے ہو تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک!...

میں ٹھیک ہوں کاشان مجھے ضروری کام سے جانا ہے"...

اسکا ہاتھ ہٹائے وہ اب بیڈ سے ہی اٹھ گیا۔

تو مجھے بتا دے نا میں کر آتا ہوں تیرا کام!..

کاشان نے اب منت کی تھی۔

وہ ہر بات ان سنی کرتا جیکٹ اٹھائے بائیک کی کیز اٹھاتا باہر نکل گیا۔

کیا کروں میں اس لڑکے کا اللہ... کیوں یہ اتنا خود سر ہے..؟

چہرا آسمان میں اٹھائے کاشان نے دہائی دی تھی۔

وہ اسکے پیچھے بھی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ زری اسوقت گھر پر اکیلی تھی اسے اللہ کے امان میں دیتے وہ کمرے کی طرف چلا گیا۔

» » » » » » » » » » »

گاڑی ہوا میں اڑتی ہوئی دلاور شاہ کے شاندار بنگلے کے سامنے رکی تھی۔وہ ابھی گاڑی سے باہر نکلتا اندر کی طرف بڑھتا جب باہر گیٹ پر کھڑے گارڈ نے اسکو پہچانتے اپنی بندوق اس پر تانی تھی۔

کہاں جا رہے ہیں سائیں آپ کو نہیں پتہ آپ کا آنا یہاں منع ہے!..

وہ غصے میں مگر ادب کے دائرے میں رہ کر بولا۔

تیری یہ مجال تو نے سائیں پر بندوق رکھی ... خادم اپنی گن نکالتا اس کی طرف بڑھتا اس سے پہلے ہی ارشان شاہ نے اسے قابو کر لیا تھا۔

تم یہاں حکم کے تحت آئے ہو اسلئے چپ چاپ پیچھے کھڑے رہو آج ان سب سے زیان حیدر سلطان بذاتِ خود نمپٹے گا۔

آگ کی تپش لیے وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہتا خادم حسین کو اپنی جگہ ساکت کر گیا۔

وہ گارڈ کی طرف پلٹا۔

سید دلاور شاہ اندر ہے؟

اسکی رعب دار وحشت زدہ سی آواز پر گارڈ نے فوراً سے سر اوپر نیچے ہلایا۔

یہ دیکھنے کی دیر تھی ارشان شاہ اسکا گریبان پکڑے گھسیٹتے ہوئے دلاور شاہ کے بنگلے میں داخل ہو گیا اسکے سر پر جیسے خون سوار تھا وہ آگے تو بڑھ رہا تھا مگر نظروں میں اسکی سفیان شاہ کا خون سے لتھرا وجود ہی گھوم رہا تھا وہاں موجود اِکا دُکا ملازم نے آج پہلی بار سید خاندان کے کسی وارث کو دلاور شاہ کے بنگلے میں یوں داخل ہوتے دیکھا تھا وہ منظر دلاور ولا والوں کیلئے حیرت انگیز تھا حیرت میں تو کوئی اور بھی سر تا پیر ڈوبنے والا تھا۔

سر صوفے کی پشت سے ٹکائے پاؤں جوتوں سمیت سامنے پڑی ٹیبل پر رکھے وہ بڑی شان سے اپنے کارنامے کے بعد وہاں براجمان تھا جب اچانک دھپ کی آواز سے دلاور شاہ ہڑبڑاتا ہوا سیدھا ہوا۔

اسکی پہلی نظر ٹیبل کے قریب درد سے کراہتے گارڈ پر پڑی ابھی وہ نظر اٹھاتا جب ٹی وی لاؤنج کی فضا میں ایک ساتھ تین گولیوں کی آواز گونجی اور وہ گارڈ موقع پر ہی جان بحق ہو گیا۔

ادھر گولیاں چلیں اُدھر دوسری طرف دلاور شاہ ڈر کے مارے صوفے پر چڑھ گیا تھا گارڈ کے مردہ جسم سے نظر ہٹا کر اسنے سامنے کھڑے اس خوبرو نوجوان کو دیکھا۔۔ایک ہاتھ میں گن پکڑے وہ اپنی شعلہ بار نظریں اسکے غلیظ وجود میں گاڑھے ضبط کیے کھڑا تھا اسکی نظریں ایسی تھیں جیسے وہ دلاور شاہ کو زندہ جلا ڈالے گا۔

گگ.. گارڈ..

دلاور شاہ گارڈز کو بلاتا ارشان شاہ نے اس تک پہنچتے اسکی آدھی بات بیچ میں ہی اچک لی۔

اتر نیچے بغیرت انسان!..

گن اسکے سر پر رکھے ارشان دھواں دھار قسم کا دھاڑا تھا۔

اور دلاور شاہ خوف سے لرزتے ہوئے اچھے بچوں کی طرح صوفے پر بیٹھ گیا۔

اب بلا اپنے تمام آدمیوں کو...فوراً!...

ڈھارتے ہوئے اسنے نیا حکم دیا۔

گگ... گار..ڈز....

اسکی زبان سے الفاظ بڑی مشکل سے ادا ہوئے۔

مری ہوئی آواز میں انہیں پکارتا دلاور شاہ نے سرخ نظروں سے اپنے سر پر گن رکھے کھڑے ارشان کو دیکھا۔

تمہیں تمہاری اس حرکت کی بہت بھاری قیمت چکانی پڑے گئ سید ارشان اسف..ند۔

زیان حیدر سلطان...انسپکٹر زیان حیدر سلطان!...

اپنا تعارف کرواتے وہ اسکی چلتی زبان کو گنگ کر گیا۔

دلاور شاہ پورا منہ کھولے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

قیمت چکانے کی باری ابھی تمہاری ہے دلاور شاہ!...

اسکا کھلا منہ بند کرتے وہ دبے دبے لہجے میں غرایا۔

بندوقیں پکڑے وہاں دو گارڈز کو آتے دیکھ اسنے دلاور شاہ کی طرف دیکھا۔

اپنے کتوں سے بول اس کباڑ خانے میں جتنے کتے ہیں سب کو بلا کر لائیں... ابھی اسی وقت... ورنہ تیرا بھیجا اڑانے میں مجھے سیکنڈ بھی نہیں لگے گا۔

جج.. جاؤ.. جاؤ.. کھڑے کھڑے...میرا منہ کیا...د..دیکھ رہے ہو سالوں جاؤ سب کو بلا کر لاؤ۔

بے ربط لفظ بولتے دلاور شاہ کی سٹی گم ہوئی تھی۔

اگر بات دھمکیوں تک رہتی نا دلاور شاہ تو ٹھیک تھی مگر تو نے میرے بھائی پر حملہ کروا کر اپنے ساتھ بُرا کیا ہے۔

گن کی ٹھنڈی نال اسکے چہرے کے گرد گھماتے وہ اسے مزید خوفزدہ کر رہا تھا۔

اس..اسے..نن..نیچے کردو...مم..میں...تمہارا...ماموں ہوں۔

گن کی نال کے گرد آنکھیں گھماتے اسنے ہکلاتے ہوئے کہا۔

ارشان شاہ اسکی اسقدر ہوشیاری دیکھ حیران کن ہوا۔

خبردار...اگر اپنی گندی زبان سے ہمارے ساتھ کوئی رشتہ جوڑنے کی بات کی تو... غیض و غضب کے عالم میں گن کی نال اسکے منہ میں گھساتے ارشان اسکے منہ پر غرایا تھا۔

ننہ...نہی... ارشان کے اتنے غصے پر وہ بولنے سے بھی قاصر ہوا تو گردن پورے زوروں شور سے نفی میں ہلانے لگا۔

وہاں تقریباً پندرہ سے زیادہ گارڈز تھے جو آ کر لائن میں کھڑے ہو گئے۔

گن یونہی اسکے سر پر کھڑے ارشان انکی طرف مڑا۔

تم میں سے کس نے سفیان شاہ پر چاقو سے وار کیا تھا؟

وہ ایکدم سے دھاڑا۔

مم...میں نے!...

وہ گارڈ تھوڑا آگے کو آیا ہی تھا جب ارشان نے سیدھی گولی اسکے دل کے مقام پر ماری۔

وہاں موجود تمام لوگوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔

اب وہ کتے سامنے آئیں جو اس گیڈر کے ساتھ حملہ کرنے گئے تھے۔

اپنے لیے لفظ گیڈر سن کر دلاور شاہ کا خون کھول اٹھا تھا۔

میں نے کہا سامنے آؤ۔

اسکی رعب دار آواز پر تھر تھر کانپتے وہ چھ گارڈز سامنے آئے۔

کمرے کی فضا میں چھ گولیوں کی آواز گونجی۔

اور وہ چھ کے چھ گارڈز باری باری زمین بوس ہوتے گئے۔

اور پھر باقی بچے گارڈز کی جانوں کو بھی اللہ کے سپرد کرتے وہ دلاور شاہ کی طرف پلٹا۔

یہ میرے بھائی پر حملہ کروانے کی سزا۔۔اسنے چھ پڑے گارڈز کی طرف اشارہ کرتے بتایا۔

یہ میری بی جان اور بہنوں کو رلانے کی سزا۔۔باقی کے گارڈز کی لاشوں کی طرف اشارہ کرتے بتایا گیا۔

مگر میری تکلیف کا مداوا ابھی بھی نہیں ہوا... اسلئے اگر نہیں چاہتے کہ ان سے بھی بُدتر موت تجھے دوں تو آج کے بعد میرے بھائی اور اس زمین سے دور رہنا ورنہ اگلی بار بخشوں گا نہیں سیدھا اوپر پہنچا دوں گا۔۔۔ آگ بگولہ ہوتے ارشان شاہ نے طائرانہ مسکراہٹ سمیت اسے بہت پیار سے سمجھایا تھا۔

اللہ حافظ... اسکا گال تھپتھپاتے وہ ابھی باہر نکلتا پھر سے پلٹ آیا۔

ایک بات اور ... میں میرے پیارے ماموں جان کی طرح مجبور نہیں ہوں اسلئے ان دھمکیوں کو سیریس لینا وگرنہ مجھے ثبوت کی ضرورت نہیں پڑے گئ ... کیونکہ اسلام آباد بھی اپنا اور اس میں بنی اسپیشل جیل بھی اپنی ہے۔

کہتا وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

پیچھے غصے سے تلملاتے دلاور شاہ نے ایک نظر ان مردہ وجود پر ڈالے موبائل اٹھایا تھا۔

کل صبح ہونے سے پہلے تم مجھے یہاں حاضر چاہئیے ہو۔

مقابل کی سنے بغیر اسنے موبائل زور سے فرش پر پٹخ دیا۔

» » » » » » » » » » » » » »

آدھے گھنٹے کا کہہ کر وہ گھر سے نکلا تھا دو گھنٹے گزر گئے تھے۔

ہاں کہاں ہے وہ؟

اسنے موبائل کان سے لگایا۔

صحیح اللہ حافظ۔

موبائل پاکٹ میں رکھے وہ بائیک سٹارٹ کرتا نکل گیا۔

مطلوبہ ایڈریس کے سامنے اسنے بائیک روکی اترا بیل بجائی اور پاکٹ میں ہاتھ ڈالے کھڑا ہو گیا۔اسنے ارگرد نظر دوڑائی وہاں زیادہ مکان نہیں تھے اس گھر کے اوپر ایک چھوٹا پیلے رنگ والا بلب لگا تھا جس کے ذریعے اس کالی رات میں بھی اسکا چہرہ واضح ہو رہا تھا۔

اسنے ایک بار پھر بیل بجائی جب دوسری بار پر فوراً ہی دروازہ کھول دیا گیا اور سامنے موجود ہستی کو دیکھ ویسے ہی بند کرنے کی بھی کوشش کی گئی مگر اس نے وہی سے دروازے پر ہاتھ رکھے اندر آتے دروازہ بند کر دیا۔

چچچی ... گھر آئے مہمان ں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کیا؟

اسنے افسوس سے کہا۔

کوئی ایسے زبردستی کسی کے گھر میں داخل بھی تو نہیں ہوتا۔

وہ ڈرا ہوا سا بولا۔

مقابل نے جواباً کچھ نہیں کہا جیسے جواب دینا اسے ضروری نہیں لگا

اسنے سر تا پیر اس شخص کو دیکھا وہ اسے پہلی بار نہیں دیکھ رہا تھا مگر آج اسکے انداز بدلے ہوئے تھے اسکی آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی بلیک جینز شرٹ میں بلیک ہی جیکٹ میں ملبوس پیروں میں جوگرز پہنے وہ بڑے آرام سے صوفے پر براجمان تھا۔

تت..تم..یہاں..کک..کیا..کر رہے ہو؟

اسکا انداز دیکھ عمیر مشتاق پر خوف حاوی ہونے لگا۔

میں یہاں کیا کر رہا ہوں؟۔۔اسکا سوال دوہراتے وہ ہنس پڑا۔

تجھے تیرے سر نے نہیں بتایا کہ تیری جان کو خطرہ ہے۔

)تمہاری جان کو خطرہ ہے) اسے زیان کی فون کال یاد آئی تھی۔

تت..مجھے..کیوں...مارنا چاہتے ہو؟

تاکہ تم آئندہ مجھ جیسے شریف لوگوں کی جاسوسی نا کر سکو۔

عمیر نے ایک بار پھر اسے سر تا پیر دیکھا شریف تو وہ کہیں سے نہیں لگتا تھا۔

ضروری نہیں ہے کہ انسان کی حرکتیں صحیح ہوں تب ہی وہ شریف کہلایا جائے... اسے خود کا تسلی سے معائنہ کرتے دیکھ وہ جل کر بولا۔

اپنی حرکت پر شرمندہ ہوتا عمیر گڑبڑاتا فوراً سیدھا ہو گیا۔

تیز نگاہیں پورے کمرے میں ڈورائے وہ ہنوز پرسکون سا پھر بولا۔

تو بتاؤ کتنی انفارمیشن ملی ابھی تک میرے حوالے سے؟

نام کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہوا!..

وہ منہ بگاڑتا بولا۔

کیا نام ہے میرا؟

عمیر نے ذرا چونک کر گردن اٹھائی۔

نام کیا ہے میرا؟

"ابتسام ابراہیم چوہدری"

وہ جھٹ سے بولا۔

زندہ رہنا چاہتے ہو یا مرنا چاہتے ہو؟

اسنے اگلا سوال کیا۔

ز..زندہ...رہنا!...

کیوں...زندہ رہ کر کیا اکھاڑ لو گئے تم؟

گن پٹی سہلاتے پوچھا گیا۔

میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں..

اسنے وجہ بتائی۔

صحیح!...

ایک شرط پر میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں!..

مجھے آپکی ہر شرط منظور ہے.

گڈ ... وہ ہنس دیا.

عمیر کو اسکے ارادے خطرناک لگ رہے تھے۔

میں تمہیں میری جاسوسی کیلئے معاف کرتا ہوں مگر میری بہن کی جاسوسی کرنے کی سزا تمہیں ملے گئی۔

زیادہ سزا نہیں دوں گا بس اتنی سی ... اسنے انگلیوں کی مدد سے اسے سمجھایا۔

سر سے پیر تک خوف میں ڈوبے عمیر نے بامشکل تھوک نگلا۔

ایک پین اور پیپر لے کر آؤ!..

وہ دونوں چیزیں لے آیا۔

یہاں بیٹھو!..

عمیر اسکے پاس بیٹھ گیا۔

لکھو!...

اسنے پین کو پیپر پر رکھا۔

نام!..

عمیر نے نام لکھا۔

"ابتسام ابراہیم چوہدری"

اسنے نام لکھ دیا۔

پتہ!...

اسلام آباد۔

عمر!..

چوبیس سال۔

پیشہ!..

سریل کلر۔

ابتدائی وقت اور جگہ!..

لاہور،2021۔

پہلے قتل کی تاریخ!..

16 دسمبر 2021۔

ملزم کا نام!..

مشہور سنگر۔

وجہ!...

کوئی نہیں۔

عمیر کانپتے ہاتھوں سے بامشکل لکھ رہا تھا۔

آخری قتل کی تاریخ!..

9اکتوبر 2023۔

ملزم!...

پروفیسر۔

وجہ!..

کوئی نہیں۔

اسنے ڈیڑھ مہینے پہلے ہی قتل کیا ہے۔ عمیر کا دل چاہا تھا سب کچھ چھوڑے اور وہاں سے بھاگ جائے۔

کُل قتل!..

تہتر۔

وجہ!..

خود کی تسکین کیلئے۔

اس انوکھے اور شاہانہ جواب پر عمیر کا پورا منہ کھل گیا۔

لکھ لیا؟

موندی آنکھیں کھولے اسنے عمیر کی طرف دیکھا۔

جج..جی... لکھ لیا۔

یہی کام پہلے دن کر لیتے تو ابھی اتنے خوف میں نا بیٹھے ہوتے۔

اسکی گردن دبوچے ابتسام نے اپنے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ کہا۔

خوف سے آنکھیں جھپکتے اسنے سوالیہ انداز میں اس سر پھرے بندے کو دیکھا۔

ڈائریکٹ مجھ سے آ کر پوچھ لیتے۔

عمیر کو تو آج جھٹکے پر جھٹکے لگ رہے تھے آخر وہ کس مٹی کا انسان تھا جو خود اپنے منہ سے ہی اپنے کارنامے لکھوا رہا تھا وہ بھی اتنے سکون سے،

اب باری ہے شرط کی؟

وہ صوفے سے اٹھ گیا۔

جی!..

عمیر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

اس پیپر کو سنبھالو تمہاری آدھے گھنٹے کی محنت ہے۔

عمیر نے فوراً سے وہ صفحہ لپیٹتے پینٹ کی پاکٹ میں ڈال دیا۔

شاباش اب باہر جاؤ۔

وہ چلا گیا۔

ابتسام بھی باہر آگیا۔

یہ سائیکل لو اور بنا رکے یہ پیپر اپنے سر کو پہنچا کر آؤ۔

اسکی شرط سنے عمیر غش کھا کر گرنے کو تھا۔

سس...سائیکل پر۔

وہ رو دینے کو تھا کیونکہ یہاں سے رخشاں پانچ گھنٹے کی دوری پر واقع تھا۔

ہاں سائیکل پر تاکہ تمہیں اندازہ ہو جب کسی بھوکے کتے کی طرح دن رات لڑکی کے پیچھے بھاگو تو کیا انجام ہوتا ہے۔

وہ دبے دبے لہجے میں غرایا۔

ابتسام کے اس جواب کے بعد عمیر کی بولنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی

یاد رہے کوئی بے ایمانی مت کرنا کیونکہ مجھے بے ایمان لوگ نہیں پسند ... اسنے سخت تیوروں میں باور کروایا۔

میرا بندہ سارے راستے تم پر نظر رکھے گا۔

اور آخری بات یہ پیپر آج کی ڈیٹ میں تمہارے سر تک پہنچ جانا چاہئیے۔

اب جاؤ!...

اپنے سارے حکم سناتا وہ بائیک پر سوار ہو گیا۔

عمیر سائیکل پر سوار ہوتا اللہ کا نام لیتے چل پڑا۔

اسکے نکلتے ہی ابتسام بائیک وہی کھڑی کیے پیدل ہی چل دیا تھا۔

» » » » » » » » » » »

ایک گھنٹے سے زیادہ ہو گیا اور یہ لڑکا ابھی تک واپس نہیں آیا ... باہر کی طرف دیکھتے بی جان قدرے پریشان نظر آرہی تھیں۔

بی جان کیوں اتنا پریشان ہو رہیں ہیں آجائیں گئیں ارشان بھائی۔

صحن میں آتی عشال نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی دینے کو کہا۔

کھانے میں اور کتنی دیر ہے؟

وہی بارعب آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

جی..جی ابو بس لگانے..لگی ہوں۔

عشال کا جواب سنے ولید شاہ واپس اندر کی طرف چلے گئے۔

عشال نے سکھ کا سانس بھرا۔

پری عینا کہاں ہے؟

بی جان وہ دا جی کو بلانے کیلیئے گئی ہیں۔

آپ دونوں یہاں کھڑی کیا کر رہی ہیں؟

ارشان شاہ کی آواز پر ان دونوں نے بیک وقت حویلی کے گیٹ کی طرف دیکھا جہاں سے وہ نرم سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اندر داخل ہوا۔

تمہارا انتظار کر رہی ہیں اتنی فکر ہو رہی تھی تھوڑی دیر کا کہہ کر گئے تھے گھنٹہ گزر گیا۔

ارے ریلیکس ہو جائیں میری پیاری بی جان... آگیا ہوں میں واپس!..

انکی اتنی شکایتوں پر ارشان شاہ جی جان سے مسکرا اٹھا۔

پری جاؤ تم کھانا لگواؤ ... میں بی جان کو لے کر آتا ہوں۔

عشال وہاں سے چلی گئی جب ارشان شاہ بھی ان سے پیار سے مناتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ سب کھانے کی میز پر موجود تھے سوائے سفیان شاہ کے آج وہاں کل جیسی کھکھلاہٹیں اور مسکراہٹیں نہیں تھی سب کے ہی چہرے بجھے ہوئے تھے اسنے عینا کی طرف دیکھا جو بے حد اداس لگ رہی تھی۔اسے دکھ ہوا تھا وہ دونوں تقریباً کھانا لگا چکی تھیں۔

جب ارشان نے عینا کو پکارا۔

عینا بچے سفیان کو کھانا دے آؤ۔

جی بھائی...

مختصر سا جواب دیتے وہ اسکے لئے کھانا نکالنے لگی۔

اپنے لیے کھانا نکال لو اور سفیان کے ساتھ ہی کھا لینا بچے!..

اب کی بار بی جان بولی تھیں۔

لمحے کو عینا کے حرکت کرتے ہاتھ رکے تھے۔

ذرا سا سر کو خم دیتی وہ اپنے لئے بھی کھانا نکالنے لگی۔

******

ڈاکٹر کے جانے کے بعد تقریباً سب ہی آ کر اسکا حال چال پوچھ چکے تھے سوائے اسکے ... سر تکیے پر رکھے نظریں چھت پر ٹکائے وہ مسلسل اسی کو سوچ رہا تھا حویلی سے جانے سے پہلے عینا کی کہی ہر ایک بات اسکے دماغ میں واضح گردش کر رہی تھی وہ اسے جھکانا نہیں چاہتا تھا مگر وہ لڑکی اس وقت اپنی بے بسی اور محبت کی خاطر اسکے سامنے جھک گئی تھی اس سے اپنی محبت کی بھیک تک مانگ چکی تھی وہ دکھی تھا غصے میں وہ کچھ زیادہ بول گیا تھا مگر عینا کا شدید ری ایکشن سفیان شاہ کیلئے بہت شدید تھا وہ اس سے دیوانہ وار محبت کرتی تھی اس بات کی خبر تو کبھی سفیان شاہ کو ہوئی ہی نہیں تھی ہوتی بھی کیسے وہ ہمیشہ سے اپنی دنیا میں جو مگن رہا تھا وہ دنیا جو صرف اسکی بنائی ہوئی تھی جس میں اسکی انوشے اسکے پاس تھی۔

کھانے کی ٹرے لیے عینا سپاٹ چہرے کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی خود کو کئی تسلیاں دے کر اسنے کمرے میں قدم رکھا تھا اسے ہر حال میں خود کو مضبوط رکھنا تھا رونا نہیں تھا۔

اچانک آہٹ پر سفیان نے ہلکی سی گردن موڑی جہاں عینا سرخ چہرا لیے کھانے کی ٹرے پکڑے اندر آئی تھی۔

سفیان شاہ نے اسکی آنکھیں پڑھنا چاہی تھیں جن میں برسوں پرانی خاموشی چھپی تھی اب ان آنکھوں میں وہ درد اسے نہیں دکھتا تھا جسے کبھی دیکھ سفیان کو اپنا دل تکلیف میں محسوس ہوتا تھا شاید اس

پتھر دل کے ساتھ رہ کر وہ بھی اپنے درد چھپانا سیکھ گئی تھی شاید اسنے بھی دل پر پہرے بیٹھانے سیکھ لیے تھے۔

نظر آنکھوں سے ہوتی اسکے کپکپاتے ہاتھوں پر پڑی جو مسلسل لرز رہے تھے جسکی وجہ سفیان شاہ کو البتہ معلوم نہیں تھی۔

دسترخوان بیڈ پر بچھائے عینا نے کھانا لگایا وہاں سے اسکی طرف آتے عینا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جس کا مفہوم سمجھتے سفیان شاہ اپنا الٹا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھماتے بامشکل اٹھ کر بیٹھا تھا اسکے اٹھتے ہی عینا نے پیچھے تین سے چار تکیے رکھ دیئے تاکہ وہ باآسانی بیٹھ سکے مگر کمر میں اٹھتے درد پر سفیان شاہ نے چہرے کے تاثرات بامشکل نارمل رکھتے ہونٹوں کو سختی سے ایکدوسرے میں پیوست کیا تھا۔

آپکو تکلیف ہو رہی ہے؟

عینا نے بھیگی پلکوں سے پوچھا۔

نہیں!...

اسنے فوراً سے سر نفی میں ہلا دیا ڈر تھا کہیں وہ پھر سے نا رونے بیٹھ جاتی۔

سفیان شاہ ذرا سا ٹیک لگائے بیٹھ گیا عینا اسکے سامنے بیٹھتی کھانا نکالنے لگی کھانا پلیٹ میں نکالتے عینا نے نوالہ بنایا اور اسکی طرف بڑھایا۔

آپ کے سیدھے بازو میں چوٹ...

وہ ابھی بول رہی تھی جب سفیان نے ذرا سا سر آگے کرتے اسکے ہاتھوں نوالہ کھا لیا۔

جانتا ہوں تم یہ سب میری فکر میں کر رہی ہو۔

سفیان نے ذرا سا مسکراتے کہا مگر اسے کیا خبر تھی عینا اسکی بات کا رخ کس جانب موڑ دے گئی۔

عینا کا جھکا سر مزید جھک گیا آنسو جو اسکی حالت دیکھتے پلکوں کی باڑ پر بامشکل رکے ہوئے تھے سفیان شاہ کے جملے پر ٹپ ٹپ کرتے آنکھوں سے بہنے لگے۔

مگر اسنے اپنے ضبط کو ٹوٹنے نہیں دیا اور اگلا نوالہ بنایا۔

آپکو کیا خبر شاہ میں یہ سب صرف فکر میں نہیں محبت میں بھی کرتی ہوں۔

دل میں سوچتے عینا کے آنسوؤں میں روانی آئی تھی وہ ہنوز سر اتنا جھکا کر بیٹھی تھی کہ سفیان اسکا چہرا دیکھنے سے قاصر تھا

وہ نوالے بناتی ہاتھ آگے کرتی اور سفیان چپ چاپ کھا لیتا مزید پانچ سے دس منٹ ایسا ہی چلتا رہا جب عینا نے نوالہ بنائے آگے تو کیا مگر سفیان شاہ نے اسے کھایا نہیں تھا عینا نے ذرا سی نظریں اٹھائے سفیان شاہ کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں ڈھیروں خفگی لیے اسے ہی گھور رہا تھا۔

اسکا بھیگا چہرا سرخ سوجھی ہوئی آنکھیں اور مسلسل بہتے آنسو سفیان شاہ شدید جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا تھا۔

مرا نہیں زندہ ہوں ابھی!...

اللہ پاک آپکو میری بھی عمر لگا دیں۔

اسکے ہونٹوں پر ذرا دوری سے ہی ہاتھ دھرے عینا نے روتے کہا۔

رونا بند کرو ورنہ یہ کھانا اٹھا کر لے جاؤ۔

"مجھ سے آپکی تکلیف دیکھی نہیں جا رہی شاہ"

سوں سوں کرتے اسنے اپنے رونے کی وجہ بتائی تو شاہ کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔

وہ مزید برہم ہوتا عینا نے آنسوؤں پر بندھ باندھ لیا۔

مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے میں تمہیں کیسے سمجھاؤں؟

اسے پھر سے نوالہ بناتے دیکھ اسنے کہا۔

تم اتنی دعائیں کرتی ہو میرے لیے بھلا مجھ تک کوئی تکلیف کیسے آسکتی ہے۔

اسکے ہاتھ سے نوالہ لیتے سفیان پھیکا سا مسکرایا۔

نا نا کرتے بھی اسے ماننا پڑتا تھا وہ لڑکی پوری کی پوری اسکے عشق میں پاگل تھی۔

اسے آخری نوالہ کھلاتے عینا نے کافی دیر بعد اسے پھر پکارا۔

آپ میری ایک بات مانیں گئیں؟

جی!..

"آپ تھوڑی دیر مجھے اپنے حصار میں لے سکتے ہیں ،میں آپکو محسوس کرنا چاہتی ہوں"

گلا رندھ گیا، لہجہ بھیگ گیا۔

پہلے پہل تو سفیان شاہ حیران ہوا مگر پھر وہ نظریں پھیر گیا۔

مطلب جواب "نا" تھا اسکے دل پر گھونسا پڑا۔

عینا نے گہری سانس کھینچتے آنکھوں میں اُمڈتے آنسوؤں کو روکے وہاں سے اٹھنا چاہا۔

جب اگلے ہی لمحے سفیان شاہ نے اسکی کلائی کو تھامے اپنی جانب کھینچا اور اپنے حصار میں قید کر لیا۔

اسکا پورا وجود ہولے ہولے لرزنے لگا عینا اسکے بازو پر ہاتھ رکھے سینے پر سر رکھتی آنکھیں موند گئی جبکہ سفیان شاہ یونہی ساکت بیٹھا تھا اسنے پہلی بار اس سے کچھ مانگا تھا وہ اسے نا نہیں کر سکتا تھا اسے اپنے حصار میں تو اسنے لے لیا مگر سفیان شاہ نے اسے چھوا نہیں تھا وہ انوشے کے ساتھ بےوفائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"مجھ سے دور رہو عینا میں اور میری عادت تمہارے لیے دردناک عذاب کے سوا اور کچھ نہیں بن سکتے"

اسکے کان کے قریب سرگوشی نما انداز میں کہا گیا۔

"اپنا آپ مجھے سونپ دیں شاہ ... میں ہر عذاب سہنے کو تیار ہوں"

اسنے جیسے منت کی تھی۔

"میں ٹوٹا ہوا ہوں عینا ... میرے قریب مت آؤ تمہیں بھی زخمی کردوں گا"

"میں آپ کو اپنی محبت سے جوڑ دوں گئی بس ایک بار مجھ پر بھروسہ کریں"

وہ ایکبار پھر رونے لگی۔

"بھروسہ تو اب مجھے اپنی زندگی کا بھی نہیں ہے...

اسنے ہارے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ ایک ہوا کے جھونکے کی طرح میری زندگی سے غائب ہو گئی اور میں بس اسے ڈھونڈتا ہی رہ گیا ہوں مجھ میں اب مزید رشتے بنانے کی ہمت نہیں ہے عینا"...

سفیان نے اسے خود سے دور کیا۔

تم سے گزارش ہے مجھ سے ایسی باتیں کر کے مزید تکلیف مت دیا کرو۔

اسنے سر واپس سے تکیے پر گرا لیا۔

"میں آپکو کبھی تکلیف نہیں دے سکتی شاہ"

دل میں ہی کہتے عینا برتن سمیٹنے لگی اور کچن میں چلی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے میں واپس آئی جب اسکی نظر سفیان پر پڑی جو شاید سو چکا تھا واڈراب سے کمفرٹر نکالتی وہ فرش پر ڈالنے لگی جب سفیان شاہ کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

یہاں بیڈ کی دوسری طرف سو جاؤ۔

اسنے جیسے حکم دیا۔

عینا کے قدموں کے ساتھ سانسیں بھی منتشر ہوئیں۔

بی جان تہجد کے وقت مجھے دیکھنے آئی گئیں میں نہیں چاہتا تمہیں فرش پر سوتا دیکھ وہ مجھ سے خفا ہوں۔

اس گریز کی وجہ بیان کرتے سفیان نے بامشکل کروٹ لی۔

جب عینا کمفرٹر پکڑے بیڈ کی دوسری سائیڈ پر اس سے دوری بنا کر لیٹ گئی۔

« « « « « « « « « « « « «

بے مقصد وہ ان سڑکوں پر گھوم رہا تھا یہ بھی خبر نہیں تھی کہ گھر اسکی ماں اور بہن اسکا انتظار کر رہی ہیں مگر دل میں بڑھتی وحشت تھی جو اسے کہیں سکون سے نہیں رہنے دے رہی تھی وہ چار دیواری اسے کاٹ کھانے کو ڈورتی تھی۔ماں کا مان رکھتا یاں اپنی محبت کو بچاتا وہ زندگی کے اس

دوہرائے پر تھا جہاں اسے لگتا تھا اگر وہ ماں کی بات مان کر رک گیا تو اپنا سب گنوا دے گا ساری زندگی ان دیکھے عذاب میں جلتا رہے گا اور اگر دل کی مان کر چل پڑا تو اپنی ماں کو ایک بار پھر کھو دے گا۔وہ جو بھی قدم اٹھاتا اذیت اور جدائی نے اسکا ہی مقدر بننا تھا۔وہ چلتے چلتے رک گیا اسنے زور سے آنکھیں میچ لیں بخار کی حدت سے تپتا وجود اور جدائی کے ڈر سے بند ہوتا دل وہ شدید قسم کی اذیت کا شکار ہو چکا تھا۔

اسنے آنکھیں کھول دیں نظر آسمان کی طرف اٹھائی۔۔۔

"ہر بار جدائی میرا ہی مقدر کیوں بنتی ہے یا رب"

"کیا میں اتنا بُرا ہوں...کیا میں اسکی محبت کے لائق نہیں ہوں؟"

"میں ہی کیوں ہر بار اپنی من پسند شے پر قربانی دوں"

یکدم وہ چیخ اٹھا۔

"آزمائش ہمیشہ من پسند شے پر ہی آتی ہے پتر"

ابتسام نے اس مریل سی آواز کے تعاقب میں دیکھا جہاں کوئی ملنگ ٹھنڈی زمین پر بیٹھا ہاتھوں میں پکڑی تسبیح کے دانے گھما رہا تھا۔

"من پسند شے"۔۔۔اسنے زیرِلب بڑبڑایا۔

"کیا ابتسام ابراہیم چوہدری کے ہی نصیب میں ہمیشہ اپنی من پسند شے کا کھونا لکھا ہے؟"

نا یہ آزمائش صرف اللہ کے پسندیدہ لوگوں پر آتی ہے۔

سر کو جھلاتے وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"اللہ کا پسندیدہ بندہ اور وہ بھی میں"

اور پھر نا جانے کتنی دیر وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے قہقہے لگاتا رہا۔

اسکے وحشت زدہ سے قہقہے اس سنسان سڑک پر گونجنے لگے وہ اس ملنگ کی بات پر نہیں اپنی بے بسی پر ہنس رہا تھا اور اتنا ہنسا کہ ہنستے ہنستے رو پڑا۔

وہ مدہوش سا اپنے آپ میں مگن تھا جب ابتسام کافی دیر ہنسنے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرے وہی فرش پر بیٹھ گیا۔

نجانے کتنی دیر وہ اس ملنگ کو نم ہوتی آنکھوں سے دیکھتا رہا اسکے چہرے پر رقص کرتی مسکراہٹ سردی سے کپکپاتے مگر مسلسل ہلتے ہونٹ اور انگلیوں پر پھسلتے دانے وہ کسی اور ہی دنیا کا باسی لگ رہا تھا۔

آپ نے کبھی کسی کی جدائی کاٹی ہے؟

جانے اسکے دل میں کیا سمائی جو یہ سوال پوچھ لیا۔

ملنگ بابا نے مسکراتے گردن اثبات میں ہلائی۔

تو کیا آپ کو تکلیف نہیں ہوتی،... کک.. کیا اندر ہی اندر بڑھتی گھٹن سے آپکا دل نہیں گھٹتا ،لوگوں سے وحشت محسوس نہیں ہوتی، ہجوم سے ڈر نہیں لگتا کیا، کیا آپکا دل نہیں چاہتا کہ آپ چیخ چیخ کر روئیں اتنا چیخیں کہ دماغ کی شریانیں پھٹ جائیں یا دل بند ہو جائے۔

کیا.. کیا آپ کو ایسا کچھ محسوس نہیں ہوتا..؟

اسکی آواز کانپنے لگی، حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا تھا۔

نا ایسا کچھ نہیں ہوتا!..

تو پھر میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے یہ سب...میں وہ انسان جسکے سامنے اسکا سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا اسنے تب موت کی دعا نہیں مانگی وہ آج اس اذیت سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے موت کی دعائیں مانگ رہا ہے ... میرا دل کیوں یہ تکلیف برداشت نہیں کر پارہا؟

وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہا تھا۔

ادھر دیکھیں میری طرف ... اس ملنگ کا چہرا اپنی طرف موڑے وہ منت کرنے لگا۔

ادھر دیکھو چھوڑو. چھوڑو اس تسبیح کو چھوڑو مجھے جواب دو ... خدا کا واسطہ مجھے جواب دو مجھے بتاؤ میں کیا کروں...؟

اسکے ہاتھوں سے تسبیح چھینتا وہ جنونی انداز میں چیخنے لگا۔

تسبیح دے مجھے میری پاگل انسان!...

ملنگ بابا اسکے ہاتھ سے تسبیح واپس چھینتا رخ پھیر گیا۔

میں پاگل نہیں ہوں...سنا تم نے میں پاگل نہیں ہوں۔

اسکی رعب دار وحشت زدہ آواز اس سنسان سڑک پر گونجنے لگی

میں انسان ہوں،میں تیری طرح سنگدل نہیں بن سکتا مجھے تکلیف ہوتی ہے یہاں...یہاں تکلیف ہوتی ہے۔

دل پر ہاتھ رکھے درد کی شدت پر وہ دھاڑے مارتا رو دیا۔

پھر یکدم سے وہ بھاگتا اسکے قریب آیا۔

تم... تم میری مدد کرو مجھے کوئی دعا دے دو... تت.. تم لوگوں کی تو دعاؤں میں بہت اثر ہوتا ہے نا...
وہ شاندار مرد اسکے قدموں میں بیٹھا گڑگڑا رہا تھا۔
مجھے دعا دے دو کچھ ایسا منتر پھونک دو کہ وہ میری ہو جائے میں اسکا ہو جاؤں ... تت.. تم جتنے پیسے مانگو گئے میں تمہیں دوں گا۔
کچھ تو کرو... کوئی تو مدد کرو مجھے اس عذاب سے نکال دو خدا کا واسطہ... میں سب چھوڑ دوں گا میں اسکی خاطر سارے بُرے کام چھوڑ دوں گا بس اسے میرا کر دو!...
شدت سے روتا وہ اسکے پیروں تک کو ہاتھ لگا چکا تھا۔
میں اس سے محبت کرتا ہوں... وہ میری ہے،وہ صرف میری ہے... (مگر میں اسکا نہیں ہوں)۔
اپنے اندر سے آتی پکار پر اسکا دماغ سن پڑ گیا تھا آواز مانند پڑ گئی آنسوؤں کی رفتار میں کمی آگئی وہ وہی زمین پر لیٹتا چلا گیا۔
آنسو تھم گئے تھے اسکا حلق خشک ہونے لگا تھا ابتسام کو محسوس ہوا اسے اگلی سانس نہیں آئے گی۔
ملنگ بابا نے طائرانہ نظر اس کے چہرے پر ڈالی جو نیم غنودگی میں جاتا اسکے پاؤں کو پکڑے ہلا رہا تھا۔
"مم..مجھے وہ نہی.. نہیں... بھولتی می... میری... مدد کرو"
اسنے گہری سانس بھری۔
اپنی ماں کا لاڈلا بیٹا وہ ابتسام ابراہیم چوہدری وہ شاندار مرد جسکی چاہ کوئی بھی لڑکی کرتی آج اس عام سی لڑکی کے عشق میں پور پور ڈوبا اس سنسان سڑک پر لاوارثوں کی طرح پڑا تھا وہ رو رہا تھا گڑگڑا رہا تھا ایک ملنگ کے ترلے تک ڈال چکا تھا۔

میرے ترلے مت ڈال گستاخ مجھے واسطے دیتا ہے خدا کے!...

"ارے خدا کا واسطہ اس خدا کو دے...اس سے مانگ اپنا عشق"

اس سے...اس سے بھیک مانگ ... میرے سامنے ترلے ڈالتا ہے عجیب پاگل ہے...

"عشق میں ڈوبا مجھ سے محبت کے حصول کی باتیں کرتا ہے"

عجیب سا ہنستے اپنی چھڑی اٹھائے وہ بڑبڑاتا وہاں سے اگلی راہ پر چل پڑا۔

اور وہ عاشق اپنی ماں کا لاڈلا تنہا اس ٹھٹھرتی ٹھنڈ میں سنسان سڑک پر پڑا سسکتا رہا۔اسنے سانس لینے کی کوشش کی مگر وہ نہیں لے سکا ادھ کھلی آنکھیں بھی بند کرتا اسکا وجود ڈھیلا پڑ گیا۔

اسکی لوکیشن ٹریس کرتے وہ نگہت بیگم کے کہنے پر اسے ڈھونڈنے کیلئے نکلا تھا گاڑی کی سپیڈ بلکل سلو رکھے وہ اس لوکیشن پر اندھیرے میں بڑی مشکل سے اس سڑک پر دیکھ پا رہا تھا۔

کہاں چلے گئے ہو یار تم ابتس...ام۔

کاشان کے باقی کے الفاظ ادا ہونے سے قاصر تھے گاڑی کی ہیڈ لائٹس کی روشنی سڑک پر بے سدھ پڑے وجود پر پڑتے ہی اسکا دل مٹھی میں آیا تھا وہ اگنور کر بھی دیتا وہ آتے خیالوں کو جھٹلا دیتا مگر وہ کالی جیکٹ وہ جیکٹ جو ابتسام گھر سے لے کر نکلا تھا وہ اس وجود کے جسم پر تھی اب کیسے وہ جھٹلاتا... بے ساختہ کسی بُرے خیال کے تحت اسکے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی بریک پر پاؤں رکھے کاشان لاک کھولتا بھاگتے ہوا اس بے ہوش پڑے وجود کے پاس پہنچا۔

اسکا سارا وجود ہولے ہولے کانپ رہا تھا دل مضبوط کرتے اسنے جھکتے ہوئے اسکو سیدھا کیا... ایک آنسو آنکھ سے بے مول ہوتا ابتسام کے چہرے پر گرا تھا۔

ابتسام میرا بھائی... آنکھیں کھول میری جان اِدھر دیکھ۔

می..میں آیا ہوں کاشا..ن... اٹھ بھائی آنکھیں کھول کیا ہو گیا تجھے۔

جواب دے مجھے...بول کیوں نہیں رہے تم۔۔۔بخار کی حدت سے تپتے ہوئے اسکے چہرے کو تھپتھپاتے کاشان کا بس چل نہیں رہ تھا وہ اس کو اپنی سانسیں دے کر بھی ہوش میں لے آتا۔

وہ مکمل طور پر بےہوش تھا کاشان نے کچھ سوچتے فوراً سے اسے بازوؤں میں اٹھائے گاڑی کی بیک سیٹ پر لیٹایا تھا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی ہوسپٹل کے راہ پر گامزن کی تھی۔

» » » » » » » » » » »

افففف یار یہ لڑکی تو کسی عذاب کی طرح سر پر مسلط ہو گئی ہے۔

ایکدم سے بریک پر پاؤں رکھتے وہ چیخ پڑا۔

اسکی وہ اداس صورت ، ٹھنڈا لہجہ ، شکایتی نظریں حسیب کو سکون کا سانس نہیں لینے دے رہی تھیں۔

کیا یار اس جیسی نک چڑھی لڑکی کیلیئے میں یوں آوارہ عاشقوں کی طرح رات گئے سڑکوں پر بھٹک رہا ہوں۔۔۔اسنے خود کو جیسے ڈپٹا تھا۔

مگر سمجھ نہیں آرہا مجھے کیوں برا لگ رہا ہے حالانکہ غلطی ساری تو زیان کی ہے مجھے تو اس کمینے نے مہرے کی طرح استعمال کیا تھا

اب مصیبت میں اسی نے ڈالا ہے تو چھٹکارا بھی یہی دلائے گا۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسنے موبائل اٹھایا اور اسے کال ملائی۔

یار زیان یہ کونسی مصیبت میں پھنسا گیا ہے تو مجھے؟

اسکے کال اٹھاتے ہی حسیب نے رونی صورت بنا لی۔

اب کونسا موت کا فرشتہ اتر آیا تجھ پر؟

ایک ہی ہے ... مس نک چڑھی عرف عائشہ ذوالفقار!...

کہیں اب کی بار اسنے ہاتھ کا استعمال تو نہیں کر دیا؟

اسکے گہرے طنز پر حسیب تلملا اٹھا۔

اسکی زبان ماشاءاللہ سے ہاتھوں سے دو گناہ زیادہ تیز ہے۔

اور ہاتھوں کی نوبت آئی تو میں چپ نہیں رہوں گا۔

تو کیا تم اب اس پر ہاتھ اٹھاؤ گئے؟

اللہ معاف کرے .. میں تو بس گولی مارنے کی بات کر رہا تھا۔

زیان نے اپنا سر پیٹا...

دیکھ بھائی چپ چاپ گھر جا اور سو جا خود بھی سکون کر اور میری جان بھی بخش دے۔

میرا سکون تو وہ لے گئی ہے!...

شرم کر حسیب ... تو کسی کی بیٹی کے بارے میں ایسے بات کر رہا ہے.

ہاں تو کیا ... میں اس کسی کی بیٹی کو اپنی بیوی بنا لوں گا۔

اسنے حاضر جوابی سے کام لیا۔

مگر جلدی کے چکر میں وہ کچھ زیادہ بول گیا تھا ابھی وہ کال کٹ کرتا زیان کی غراہٹ اسکے کانوں میں پڑی۔

کمینے ،بغیرت تجھے میں نے اسکی انفارمیشن لانے کو بولا تھا

اور تو کیا کرتا پھر رہا ہے؟

زیان میرا نا موبائل آف ہونے والا ہے ... اسکی دھاڑ پر حسیب نے گڑبڑاتے کہا۔

تیری تو ...

پی ... پی ... پی!!!...

اور اسنے کال کٹ کر دی۔

موبائل بند ہو گیا... اسنے خود سے جھوٹ کہا اور تسلی دی۔

سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا گہرا سانس بھرا اور گاڑی سٹارٹ کی ابھی اسنے سپیڈ نہیں بڑھائی تھی جب اس خالی سنسان سڑک پر گاڑی کی ہیڈ لائیٹس کی روشنی کسی بھاگتے وجود پر پڑی ابھی وہ صحیح سے دیکھ بھی نہیں پایا تھا کہ اس لڑکی نے مدد کے لئے ہاتھ ہلانے شروع کر دیئے وہ ٹھہرا پولیس اہلکار گاڑی روک دی ابھی وہ خود اترتا اس سے پہلے ہی وہ لڑکی جس نے چہرے پر کالا سکارف لپیٹا ہوا تھا پھرتی دکھاتی اسکی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔

بہن جی ... آپ بھاگ...

وہ جھٹکے سے مڑی اور سکارف اتارا....

لاحول ولا قوۃ... اسکا وہ جملہ بے ساختہ تھا

حسیب نے دانتوں تلے زبان دی۔

عائشہ نے غصے سے اسے گھورا۔

رات کے اس وقت تم کیوں پاگلوں کی طرح بھاگ رہی ہو؟

کچھ کتے پیچھے لگ گئے ہیں.

کتے ... وہ حیرت سے بڑبڑایا۔

ہاں کتے!...

ارےے کہاں گئی وہ لڑکی ڈھونڈو اسے!...

دیکھو آ گئے وہ کتے.

عائشہ جھک گئی جبکہ حسیب حیرت سے ان چار سے پانچ کی تعداد میں بھاگتے گنڈوں کو دیکھ رہا تھا

یہ لوگ تو انسان ہیں ... وہ نا سمجھی سے بولا۔

گاڑی چلاؤ عقل کے اندھے انسان ورنہ یہ کتوں کی شکل میں انسان میرے ساتھ تمہارا بھی بھرتا بنا دے گئیں۔

ارے انسان کی شکل میں کتا کہنا تھا ... گاڑی ریورس پر ڈالتے حسیب چیخا تھا۔

ایک تو اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی دوسرا وہ لڑکی نے جلدی جلدی مچائی ہوئی تھی اسکا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا

بوس وہ رہی لڑکی اس گاڑی میں!...

ان میں سے ایک نے چیختے کہا۔

او تیری یہ کتے تو یہی آرہے ہیں ... اسنے ریس پر پاؤں رکھ دیا۔

انسان ہیں وہ ... اس پر طنز کرتی عائشہ نے ہاتھ باہر نکالا اور ان پر ان گنت فائرنگ کرتی واپس سے اندر کی طرف مڑ آئی۔

فل سپیڈ میں گاڑی چلاتا حسیب بوکھلاتا اسے اور اسکی حرکتوں کو دیکھ رہا تھا

اب کچھ دیر تک یہ کتے پیچھے نہیں آئے گئیں!..

اسنے قدرے تحمل سے کہا۔

کیا کہہ رہی ہو تم ... کیا ابھی انہوں نے اور بھاگنا ہے۔

ہاں ابھی انکی جوگنگ رہتی ہے نا ...

مگر وہ تمہارا پیچھا کیوں کر رہے ہیں؟

اسنے جھنجھلائے پوچھا۔

انکے باس کا سر پھاڑ کر آرہی ہوں اسلئے.

اسنے ایکدم سے بریک پر پاؤں رکھ دیا۔

گاڑی کیوں روکی ... گاڑی چلاؤ ورنہ مارے جائیں گئیں

موت کا اتنا ہی ڈر تھا تو ہاتھوں کا استعمال کم کرنا تھا نا۔

کسی نے مجھے گندی نظر سے دیکھا تو سر کیا میں اسکی جان بھی حلق سے نکال لوں گئی۔

وہ غصے سے پھنکاری۔

اچھا پھر خیر ہے ... انتہائی اطمینان سے کہتے اسنے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

ابھی وہ قدرے اطمینان سے بیٹھے ہی تھے جب فضا میں دھڑا دھڑ گولیوں کی آوازیں گونجنے لگی۔

لو آگئے باراتی!...

اسنے سپیڈ تیز کر دی۔

رائیٹ لو جلدی ورنہ اس بنا سسرالیوں کی دولہن سمیت تم بھی اوپر پہنچ جاؤ گئے ...

چپ رہو تم ان کتوں کو میں دیکھتا ہوں ... اسنے لیفٹ لیا۔

عائشہ بس اسے گھور کر رہ گئی

انکی گاڑی مسلسل انکے پیچھے تھے وہ فائرنگ کر رہے تھے حسیب گاڑی دائیں بائیں گھومتا بھگائے جا رہا تھا مگر وہ حیران ہوا تھا ساتھ بیٹھی لڑکی خاموش کیوں ہو گئی تھی پھر اسے اپنے حیرانگی کا جواب مل گیا چونکہ اسنے لیفٹ لیا تھا جس روڈ پر وہ اس وقت پہنچے تھے آگے کنسٹرکشن ورک کا بورڈ لگا تھا مطلب وہ راستہ بلاک تھا وہاں سے کوئی انسان پیدل گزر سکتا تھا مگر گاڑی کا وہاں سے گزرنا نا ممکن تھا انکی گاڑی رک گئی تو پیچھے والی گاڑی بھی رک گئی۔

حسیب نے ذرا سی گردن موڑے ترچھی نظر سے اسے دیکھا جو ایسے بیٹھی تھی جیسے ابھی غصے کی زیادتی سے پھٹ جائے گئی

سوری مجھے....

بھاڑ میں جاؤ سمجھے تم ... تن فن کرتی وہ غصے سے گاڑی کا دروازہ مارتے باہر نکل آئی۔

باہر خطرہ ہے یار کہاں جا رہی ہو؟

بکواس بند کرو اور دفع ہو جاؤ!..

وہ چیخ پڑی۔

تمیز سے بات کرو لڑکی!...

اے ے ے لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو۔

اسکے باراتی بھی پہنچ گئے تھے

چپ کرو تم کتے ... میں بات کر رہا ہوں نا ابھی۔

وہ چلایا۔

گنڈے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے

ہاں بتاؤ تم کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ ... کس بات کا رعب جھاڑتی ہو؟

تمہارے ساتھ کیا پرابلم ہے جب میں نے کہا کہ رائیٹ لو تو لیفٹ کیوں آئے؟

کیونکہ میرا دل نے کہا۔

تمہارے دل کی ایسی کی تیسی۔

میرے دل کو کچھ مت کہو.

دفع ہو جاؤ ورنہ تمہارے اس دل کی بوٹی بوٹی کر دوں گئ...

او بھئی نکل یہاں سے لڑکی ہمارے ساتھ جائے گئ

کیوں تو اسکا ماما لگتا ہے۔

وہ تڑخ کر بولا۔

کتا نا ہو تو ... چپ بیٹھ اب بھاؤ بھاؤ کیا تو جیل میں ڈال دوں گا۔

تجھے بھی اور تیرے ملک رحمان کو بھی۔

عائشہ نے حیرانگی سے گردن اٹھائی۔

تمہیں کیسے پتہ ... آئی مین میں نے تو تمہیں کچھ نہیں بتایا۔

چلو بتاتا ہوں ... ایکدم سے گن نکالتے اسنے انکے پیروں میں فائرنگ کی وہ سب اپنی جگہ سے پانچ فٹ کی دوری پر اچھلے تھے موقع کا فایدہ اٹھاتے وہ عائشہ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتا وہاں سے بھاگتا نکل گیا۔

اےے پکڑو انہیں ورنہ بوس مار ڈالے گا۔

وہ بھی پیچھے بھاگے تھے

ان گلیوں میں بھاگتے وہ بہت دور نکل آئے تھے عائشہ کا سانس پھولنے لگا تھا کمر پر ہاتھ رکھے وہ رک گئی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی

تم ٹھیک ہو...

اسنے بمشکل سر ہاں میں ہلایا۔

نہیں تم ٹھیک نہیں ہو ادھر آؤ تنگ سی گلی میں اس لاتے حسیب نے اسے ریلیکس کرنے کو کہا اور خود دوسری سائیڈ پر چل پڑا۔

تم کہاں جا رہے ہو؟

تمہارے لیے پانی لینے!..

ہم کسی فنکشن میں نہیں آئے۔

کبھی تو بحث نا بھی کیا کرو یار۔

وہ ذرا بیزاریت سے بولا۔

وہ خاموش ہو گئی۔

فکر نہیں کرو یہی ہوں میں ... ذرا سا مسکرا کر کہتے اسنے سامنے گلی میں ایک گھر کا دروازہ بجایا۔

وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی وہ اتنا برا نہیں تھا جتنا وہ اسے سمجھتی تھی یاں وہ بُرا تھا ہی نہیں۔۔۔وہ گہری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جب گھر کی دہلیز پر کھڑے بوڑھے شخص سے پانی کی بوتل لیتے اسنے مسکراتے عائشہ کی طرف اشارہ کیا۔

وہ تھوڑی کشمکش میں پر گئی

حسیب نے آتے پانی کی بوتل اسکی طرف بڑھائی۔

تم کیا کہہ رہے تھے ان انکل سے؟

پانی پیتے اسنے حسیب کو کن اکھیوں سے دیکھا۔

کچھ نہیں تم نہیں سمجھو گئی۔

کیوں نہیں سمجھو گئی میں؟

تمہیں فارسی آتی ہے؟

نہیں!...

پھر کہہ تو رہا ہوں تم نہیں سمجھو گئی۔

تمہیں اردو آتی ہے؟

ہاں۔

تو اردو میں ارشاد فرما دو عقل کے اندھے انسان۔

عقل کی بھی آنکھیں ہوتی ہیں؟

اسے تعجب ہوا

وہ انکل پوچھ رہے تھے لڑکی کون ہے؟

میں نے کہا بیوی ہے!..

وہ انتہائی اطمینان سے بتا رہا تھا

عائشہ کو پانی پیتے اچھوکہ لگا۔

کیا دماغ خراب ہو گیا تمہارا؟

چیخو نہیں ... وہ انکل مشقوق نظروں سے دیکھ رہے تھے

ہاں تو بہن بول دیتے ... بیوی کیوں کہا؟

استغفرُللہ... میری کوئی بہن نہیں ہے۔

اسنے منہ بنایا۔

تم بھی باقیوں جیسے ہی ہو لڑکی دیکھی نہیں لائن مارنی شروع کر دی۔

وہ صرف اسے دیکھ سکا۔

چاہتے تو وہی انہیں مار کر قصہ ختم کر سکتے تھے پر نہیں لڑکی کے سامنے ہیروگیری بھی تو دکھانی ہے نا تم نے!...

وہ طنز پر طنز کر رہی تھی

وہ چپ چاپ سنتا رہا۔

تبھی ان گنڈوں کی آواز سنائی دی۔

اوئے ادھر دیکھ وہاں تو نہیں چھپ کر بیٹھے۔

جس چہرے پر کچھ دیر پہلے غصہ تھا اب وہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔

اسنے مدد طلب نظروں سے حسیب کی طرف دیکھا بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھتے جیکٹ کو کندھوں سے اوپر اٹھاتا اسے اور خود کو اسکے اندر چھپائے دونوں ہاتھ اسکے دائیں بائیں ٹکاتے وہ اس پر جھک آیا اسکے انتہائی نزدیک آ کر رک گیا مگر اسے چھونے سے گریز برتا۔

تم پر ذرا سی خراش بھی آتی تو دل برداشت نا کر پاتا۔

ورنہ وہ چار کے آٹھ بھی ہوتے مجھے فرق نہیں پڑتا۔

آنکھیں موندے اسکے کان کے قریب سرگوشی نما آواز میں کہا۔

عائشہ کا دل رک کر پھر دھڑکا تھا

اسنے ذرا سی نظر اٹھائی وہ ہنوز آنکھیں موندے کھڑا تھا

اسے اپنے لفظوں پر شرمندگی ہوئی۔

جب قدموں کی چاپ دور سے سنائی دینے لگی تو وہ پیچھے ہٹ گیا

چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔

نہیں ... میں گھر نہیں جا سکتی وہ مجھے ڈھونڈنے وہاں آئے گئے۔

تو کہاں جاؤ گئی؟

جیکٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ ہنوز چلتا جا رہا تھا۔

پتہ نہیں؟

تمہاری مما کے کوئی ریلیٹوز؟

وہ گاؤں میں ہوتے ہیں جو یہاں سے بہت دور ہے

بابا کے؟

وہ سب باہر شفٹ ہیں۔

اسنے معصومیت سے بتایا۔

کیا مصیبت گلے پڑ گئی ہے۔

وہ جھنجھلاتے بڑبڑایا۔

عائشہ کے قدم رک گئے

اگر مصیبت ہوں تو یہی چھوڑ دو ... نہیں چاہئیے مجھے تمہاری ہیلپ۔

وہ رک گیا۔

بُرا لگا ...؟

وہ اسکی طرف مڑا۔

مجھے بھی ایسے ہی برا لگا جب تم نے مجھے ہر ایرے غیرے سے کمپیئر کیا۔

وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

ہاں تو تم نے مجھے بیوی کیوں کہا اس انکل کے سامنے؟

اتنا ہی برا لگ رہا ہے تو میں تمہیں سچی میں بیوی بنا لیتا ہوں۔

سمپل بات ختم۔۔۔

کہتے وہ مڑ گیا۔

عائشہ ہونکوں کی طرح اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

اب تمہیں انویٹیشن نہیں بھجواوں گا۔

میرے گھر چلنا ہے تو چلو ... صبح کوئی بندوبست کردوں گا۔

تمہارے گھر میں کون کون ہے؟

کوئی نہیں... وہی ٹکا سا جواب۔

وہ پھر رک گئی۔

ڈرو مت ... میری وہاں بہت عزت ہے۔

اسنے ڈھکے چھپے لفظوں میں کہتے اپنی بات کا مطلب سمجھا دیا

وہ صبر کے گھونٹ بھر کے رہ گئی۔

اتنی مہربانی کس خوشی میں کر رہے ہو؟

گاڑی میں بیٹھتے اسنے پوچھا۔

زیان تمہیں اپنی بہن کہتا ہے اسلئے۔

وہ حاضر جواب تھا

پھر تمام سفر وہ خاموش رہی۔
حسیب خان ان مردوں میں سے تھا جس کا اگر دل کسی بات پر دکھ جائے تو وہ بات کو نہیں بلکہ بندے کو ہی چھوڑ دیتا مگر سامنے وہ لڑکی تھی جس سے شاید اسے تھوڑی محبت ہونے لگی تھی۔
"وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا البتہ وہ خفا تو ہو سکتا تھا"

» » » » » » » » » » » » » » »

وہ کچھ دیر پہلے ہی عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی وہ لڑکی جسے کبھی یہ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کس نماز میں کتنی رکعتیں ہوتی ہیں آج وہ لڑکی پانچ وقت کی نمازی بن گئی تھی وہ لڑکی جس کے گلے میں کبھی چھوٹا سا کپڑے کا ٹکڑا بھی نظر نہیں آتا تھا آج وہ لڑکی اپنے سر سے چادر کو ذرا سا سرکنے بھی نہیں دیتی تھی۔
جائے نماز ایک سائیڈ پر رکھتی وریشہ نے قرآن پاک کھولا اور اپنی رکھی نشانی ڈھونڈ کر وہاں سے سے دوبارہ پڑھنا شروع کیا وہ ترجمے کے ساتھ قرآن پڑھتی تھی وہ ترجمہ کر رہی تھی جب وریشہ کی نظر اور زبان ایک لفظ پر آکر اٹک گئی ... اسنے رکوع ختم کیا اور قرآن مجید واپس سے المیرا کے سب سے اوپر والے حصے میں سنبھال کر رکھتی بیڈ پے آکر بیٹھ گئی ... وہ لفظ اسکے ذہن میں تب بھی گردش کر رہا تھا یکدم سے اٹھتی وریشہ نے لمبے لمبے سانس لینے کی کوشش کی اور خود کو کمپوز کرتے ٹیبل پر پڑا نیو موبائل اٹھایا۔

کھانا کھانے کے بعد حویلی کے تمام لوگ اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے دلاور شاہ کو لے کر وہ اب بھی مطمئن نہیں تھا دل اور دماغ کے بیچ ایک الگ جنگ چھڑی ہوئی تھی وہ بُری حد تک ڈپریسڈ ہو چکا تھا دوسری طرف سے وریشہ کی بھی کوئی خبر ابھی تک اسے نہیں ملی تھی وہ اسے خود کال کرنا چاہتا تھا مگر اس موبائل میں انسرٹ ہوئی نیو سم کا نمبر بھی اسکے پاس نہیں تھا اسکے لئے وہ حسیب کو کالز کر رہا تھا مگر جواب ندارد۔۔۔

ارشان شاہ کا دل چاہ رہا تھا حسیب اسکے سامنے ہو اور وہ اسکا سر پھاڑ دے۔

اضطرابی کیفیت میں کمرے میں ادھر ادھر چکر کاٹتے وہ بامشکل اپنے اندر اٹھتی بے چینی کو دبا رہا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی تو موبائل بیڈ پر اچھالتے وہ آگے بڑھا مگر دیوار پر ٹنگی گھڑی پر نظر ڈالنا نہیں بھولا۔

اتنی رات کو پریشان کرنے کیلئے معافی چاہتی ہوں بیٹا۔

سامنے حسنہ بی کو دیکھتے ارشان کو پریشانی لاحق ہوئی۔

کیا ہوا بی آپ رات کے اس وقت خیریت ہے نا؟

جی بیٹا سب ٹھیک ہے وہ خادم خود نہیں آسکتا تھا تو اسنے اپکے لئے پیغام بھجوایا ہے۔

کیسا پیغام حسنہ بی۔۔؟

بیٹا وہ باہر کوئی آپ سے ملنے آیا ہے خادم نے اسے منع کیا مگر اسکا کہنا ہے کہ اسکی جان کو خطرہ ہے وہ ابھی اسی وقت آپ سے ملنا چاہتا ہے۔

رات کے ساڑھے گیارہ بجے کوئی اس سے ملنے آیا ہے۔۔!

اسے بات ہضم نہیں ہوئی تھی۔

ٹھیک ہے بی آپ جا کر سو جائیں میں دیکھ لیتا ہوں۔

ٹھیک ہے بیٹا شب بخیر۔

شب بخیر بی ... صوفے پر پڑی شال اٹھائے ارشان شاہ کمرے سے مین گیٹ پر آیا جہاں پہلے سے ہی خادم کھڑا تھا۔

کون ہے خادم اور رات کے اسوقت کیوں آیا ہے؟

خادم نے اسے ساری بات تفصیلاً بتائی تھی۔

تم نے نام پوچھا اس شخص کا؟

جی سائیں وہ اپنا نام عمیر مشتاق بتا رہا ہے۔

نام سنتے ہی ارشان فوراً سے بھاگتا ڈیرے کی طرف گیا جہاں عمیر آدھ موئی حالت میں چارپائی پر پڑا تھا وہ پندرہ منٹ سے وہاں آگیا تھا مگر اسکی سانس ویسے ہی پھولی ہوئی تھی

زیان حیدر کو وہاں دیکھتے ہی عمیر بچوں جیسے رونے لگا۔

خاموش ہو جاؤ اور مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے اور یہ سانس کیوں پھولی ہے تمہاری؟

ارشان نے قدرے جھنجھلاتے ہوئے پوچھا۔

سر اس ابتسام نے ... اور وہ پھر رونے لگا۔

ارشان شاہ نے اپنا سر تھام لیا۔

پھر روتے روتے اسنے اپنی ساری آپ بیتی ارشان شاہ کو سنا دی جس پر ارشان کو اس پر ترس آیا تھا مگر غلطی اسکی بھی تھی اسے عائشہ کی جاسوسی نہیں کرنی چاہیئے تھی وہ تھوڑا ابتسام سے سہمت تھا مگر اتنی بے رحمی کی اسے ابتسام سے توقع نہیں تھی

مجھے اگر معلوم ہوتا آپ ایسے سر پھرے بندے کی مجھ سے جاسوسی کروا رہے ہیں تو میں کبھی نا کرتا۔

اسنے روتے شکوہ کیا۔

ارشان کچھ کہتا جب اس کاغذ کے یاد آنے پر عمیر نے جلدی سے پاکٹ سے نکالے وہ ارشان شاہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

یہ اس نے بھجوایا ہے آپکے لئے ساری انفارمیشن ہے اسکی۔

یہ میں بعد میں دیکھ لوں گا۔۔خادم تم اسکے یہاں رہنے کا انتظام کرو اور اسے کچھ کھانے کو بھی دو اور صبح اسے اسلام آباد واپس بھی چھوڑ آنا۔

جیسا حکم سائیں۔

اسنے سر کو خم دیا اور ڈیرے پر اسکے لئے کمرا کھولنے لگا۔

تم آج رات یہاں رہو اور ریسٹ کرو صبح یہ تمہیں آسلام آباد کے بس اسٹینڈ تک چھوڑ آئے گا۔

اوکے سر۔

اسے تسلی دیتے ارشان خادم کو سب سمجھاتے کمرے میں واپس آیا اسنے وہ صفحہ پڑھنے کی نیت سے ابھی کھولا تھا جب بے ساختہ اسکی نظر کمفرٹر کے ساتھ بلنک ہوتی روشنی پر پڑی۔۔

پیپر وہی ٹیبل پر پھینکتے ارشان موبائل کی جانب لپکا اور نمبر دیکھے بغیر ہی کال یس کرتے موبائل کان سے لگایا۔

میں کب سے کالز کر رہی ہوں آخر کہاں مصروف ہو تم؟

آخر بائیس گھنٹے بعد اسکی پیاسی سماعت کو تھوڑا قرار آیا تھا۔

میں اتنی فارغ نہیں بیٹھی یہاں کہ تمہیں دس دس کالز کرتی رہوں اور تم اپنی مرضی سے اٹینڈ کرو۔

اسکی سنے بغیر وہ بے دھڑک بولے جا رہی تھی۔

اب جواب دو گئے یا میں کال رکھ دوں؟

وہ غصے سے پھنکاری۔

میں تو تمہیں ہی سن رہا ہوں بولو تم!...

اسکے غصے کو کسی خاطر میں نا لاتے ارشان شاہ مخمور سا بولا۔

تم سننے کیلئے ضرور بیٹھے ہو گئے مگر میں تم سے بات کرنے کیلئے نہیں بیٹھی یہاں۔

مجھ سے بات نہیں کرو گئی تو اور کس سے بات کرنی ہے تمہیں۔

اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں کہتے وہ ایکدم بھڑک اٹھا۔

وریشہ پل کو خاموش ہو گئی۔

میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے اسفند شاہ۔

میں شوہر ہوں تمہارا مس وریشہ۔

اسنے جیسے یاد دلانا چاہا۔

ایک نقاب پوش کو میں اپنا شوہر نہیں مانتی۔

اسنے دوبدو جواب دیا۔

میں اس شخص کو شوہر مانوں جسکا چہرا ہی میں نے آج تک نہیں دیکھا تمہارا نام بھی صحیح ہے یا نہیں میں تو یہ تک نہیں جانتی

اور تم چاہتے ہو میں تمہیں شوہر کا درجہ دوں۔

نہیں تمہیں اتنا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اپنا حق لینا مجھے خود کو اچھی طرح آتا ہے۔

اسکی اتنی ہمت پر وریشہ نے بیڈ پر پڑے تمام کشن زمین پر پھینک دیئے۔

اور بہت سن لیے میں نے تمہارے طنز اور طعنے یار ایک حد ہوتی ہے۔

یہی تو میں بھی کہہ رہی ہو اسفند شاہ دھوکہ دینے کی بھی ایک حد ہوتی ہے

ارے کونسا دھوکہ دے دیا ہے تمہیں؟

کونسی تمہیں میری دوسری شادی کا معلوم ہو گیا جو تم تین دن سے مجھے دھوکہ دینے کے طعنے دے رہی ہو۔

سخت جھنجھلاہٹ کے باوجود بھی اسنے نرمی سے بات ہینڈل کی تھی

میں کچھ نہیں جانتی مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کسی بھی طرح کے رشتے میں نہیں رہنا چاہتی اسلئے جتنا جلدی ہو سکے

بکواس بند کرو وریشہ۔۔۔

اسکی بات بیچ میں ہی کاٹتے وہ یکدم سے دھاڑا۔

میری نرمی کا ناجائز فایدہ مت اٹھاؤ بہتر ہے تمہارے لیے۔

ضبط کے باوجود وہ چیخ پڑا۔

وریشہ کی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی موبائل کان سے ہٹاتے اسنے کال کٹ کردی۔

کال کاٹ دی افففف خدایا۔۔۔موبائل بیڈ پر پٹختے ارشان نے اپنے بال نوچ لیے۔

مجھے ایک بار وہاں آنے دو تمہارے پر ایسے کاٹوں گا مسز زیان حیدر کہ تم آئندہ ایسی بات کرنے سے پہلے سو بار سوچوں گئی

اسے خیالوں میں مخاطب کرتے ارشان بید پر لیٹ گیا

نیند تو اسے آنی نہیں تھی اس پر غصہ کرنے کے بعد ارشان کو اب اپنے آپ پر بھی غصہ آرہا تھا اور پھر اسکی ساری رات بےبسی کے مارے کل کے انتظار میں جاگتے گزر گئی۔

میں تمہیں کبھی اپنا شوہر تسلیم نہیں کروں گئی تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے اسکی سزا تمہیں ساری عمر بھگتنی پڑے گئی۔

زاروقطار بہتے آنسوؤں کو صاف کرتی وریشہ نے المیرا سے اپنا سوٹ کیس نکالا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

انسان سمجھتا ہے محبت ظالم اور نفس پرست جذبہ ہے جو انسان پر ظلم ڈھاتا، کہ انسان پھر اپنا بھی نہیں رہتا وہ صرف اپنے محبوب کو سوچتا ہے اسکی پرواہ کرتا۔ مگر یہاں معاملہ اور ہے در حقیقت ظالم محبت نہیں ہوتی ظالم انسان ہوتے ہیں ہم پر ظلم ہماری قسمت کرتی ہے ہم پر ستم ہم خود ڈھاتے ہیں...

" رتبہ عشق کا ہو یا محبت کا، اس میں آزمائشیں اٹل ہوتی ہیں"

"محبت کسی اندھیروں میں رہنے والے بُرے انسان کی ہو یا کسی لال حویلی میں رہنے والی اندھیروں سے خوف کھاتی معصوم لڑکی کی، یہ معیار دیکھتی ہے نا حالات، یہ بس سر چڑھ کر بولتی ہے"

"یہ محبت ہے اگر چھیننے کی کوشش کی جائے تو ابتسام جیسے دنیا کے اصولوں کو جوتے کی نوک پر رکھنے والے مرد بھی سڑکوں پر گِرے پڑے ملتے ہیں"

"یہ محبت ہے جو اس مرد کو ایک صفِ نازک کی جستجو میں اندھیروں سے خدا تک کا سفر کروا رہی ہے"

وہ اسے کچھ دیر پہلے ہوسپٹل سے گھر واپس لے کر آیا تھا وہ تب بھی نیم غنودگی کی حالت میں ہی تھا وہ اسے زری اور نگہت بیگم سے چھپا کر گھر لانا چاہتا تھا مگر اسکے گھر آتے ہی ان دونوں کو وہاں انتظار کرتے پا کر وہاں ایک بار پھر شور برپا ہو گیا تھا۔

ابتسام میرا بیٹا... کیا ہوا ہے اسے کاشان۔

بھائی بے ہوش کیوں ہیں؟

کیا ہوا ہے بھائی کو کاشان بتائیں... کیا ہوا ہے؟

کچھ بول کیوں نہیں رہے بیٹا؟

زری سنبھالو چاچی کو پلیز ابتسام کی طبیعت نہیں ٹھیک۔

وہ دونوں اسکے پیچھے پیچھے کمرے تک آئی تھیں جب کاشان کے بتانے پر زری نے روتی نگہت بیگم کو کندھے سے تھامے بیڈ پر ابتسام کے قریب ہی بیٹھا دیا تھا۔

مما پلیز چپ ہو جائیں ورنہ آپکی طبیعت بھی خراب ہو جائے گئی۔

زری آنسو پونچھتے انہیں دلاسہ دینے لگی۔

جب کاشان نے وہی پاس پڑی چیئر پر بیٹھتے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

کمرے میں مکمل خاموشی چھائی تھی جس کو کاشان کی سرد آواز نے توڑا تھا۔

ابتسام اس لڑکی کے بغیر نہیں رہ پائے گا چاچی۔

خالی نظروں سے بےہوش پڑے ابتسام کو دیکھتے وہ ٹرانس کی کیفیت میں بولا تھا۔

اس جملے پر زری سمیت نگہت بیگم نے بھی بیک وقت اسے شکایتی نظروں سے دیکھا۔

آپ دونوں مجھے ایسے مت دیکھیں ماضی میں جو کچھ ہوا میں بھولا نہیں ہوں ... انکی نظروں کا مفہوم سمجھتے اسنے تب بھی سرد لہجے میں کہا۔

مگر کیا آپ کو نہیں لگتا... آپ ابتسام کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہیں؟

اسکے الفاظ تھے یا چابک ... نگہت بیگم کو اپنا دل چھلنی ہوتا محسوس ہوا۔

تم مما سے اس طرح بات نہیں کر سکتے!...

زری غصے سے بولی جب ساکت بیٹھی نگہت بیگم نے اسے ہاتھ کے اشارے سے خاموش کروا دیا۔

ادھر دیکھو کاشان!...

کاشان نے سرخ پڑتی آنکھوں سے سامنے بیٹھی اپنی دوسری ماں کی طرف دیکھا۔

تمہیں لگتا ہے میں ابتسام کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہوں؟

سپاٹ لہجے میں انہوں نے اسکا ہی سوال دوہرایا۔

کاشان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ خاموش ہو گئیں۔

کمرے میں ایک بار پھر سوگواری چھا گئی تھی۔

سب خاموش تھے نگہت بیگم یک ٹک اپنے جگر کے ٹکڑے کو دیکھتی کسی گہری سوچ میں مگن تھیں۔

ٹھیک ہے میں اجازت دیتی ہوں ... انکی بھاری ہوتی آواز پر وہ دونوں بیک وقت انکی طرف متوجہ ہوئے۔

کس بات کی اجازت؟

پوچھنے والی زری تھی۔

مجھے منظور ہے ابتسام کی پسند...میں اجازت دیتی ہوں۔

نگہت بیگم اپنے سنائے فیصلے سے ان دونوں کو ساکت کر گئی تھیں

کاشان نے اپنی پتھریلی نظریں واپس پھیر لی۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مما...؟

وہ حیرت میں ڈوبی تھی جب نگہت بیگم نے اسکا سوال نظر انداز کرتے کاشان کو پکارا۔

میں ناانصافی کر رہی ہوں کاشان تو میں اجازت دے رہی ہوں بیٹا مگر اس سے پہلے مجھے ایک بات کلئیر کر کے دو۔

کونسی بات چاچی؟

یہی بات کہ کل کو اگر ابتسام کو بھی کچھ ہو...

خدا کا واسطہ مما... آپ کو خدا کا واسطہ .... انکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے زری نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے کہا۔

کاشان نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

تم دونوں کو سن کر تکلیف ہو رہی ہے بچے میں تو ماں ہوں یہ تکلیف اپنے دل پر سہہ کر بیٹھی ہوں .... انکی آواز میں نمی گھل گئی۔

میں ان سب کھو چکی ہوں اب اسے بھی نہیں۔۔۔ چہرے پر ہاتھ رکھے وہ زاروقطار رونے لگی جب کاشان اپنی جگہ سے اٹھتا انکے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا آنسو پونچھنے لگا۔

میرا مقصد آپکو ہرٹ کرنا بلکل نہیں تھا چاچی اگر آپکو میری بات بُری لگی تو میں معافی چاہتا ہوں۔

انکے ماتھے پر لب رکھے کاشان نے اپنے سرد پڑتے ہاتھوں میں انکے ہاتھ تھام لیے۔

"وہ بھول جائے گا اسے وہ میرا بیٹا ہے"

نگہت بیگم آنسو پیتی بامشکل بولی۔

کاش ... استہزائیہ ہنستے کاشان نے چہرا جھکا لیا۔

نگہت بیگم نا سہی مگر زری اسکاری ایکشن ضرور دیکھ چکی تھی۔

پھر کچھ سوچتے آخر وہ بول پڑا۔

آپ جانتی ہیں چاچی مجھے آپکا بیٹا کہاں سے ملا تھا؟

اسکے لہجے اور آنکھوں میں کوئی ایسا تاثر تھا جسے محسوس کر ان دونوں کا دل ہولنے لگا۔

کک.. کہاں ملے... آپ کو... بھائی؟

اسکی زبان لڑکھڑائی تھی۔

سڑک پر بے ہوش پڑا تھا۔

بے ساختہ انہوں نے اپنا دل تھاما۔

یہ.. کک.. کیا کہہ رہے ہو... سڑک پر.. مطلب؟

یہی نہیں چاچی جب میں اسے وہاں سے ہوسپٹل لے کر گیا تو سارے راستے وہ غنودگی کی حالت میں اس لڑکی کا نام پکارتا رہا ہے اور آپ کہتی ہیں وہ بھول جائے گا۔

ناچاہتے ہوئے کاشان کا لہجہ سخت ہوا تھا۔

وہ دونوں دم سادھے اسے سن رہی تھیں۔

میں جانتا ہوں ہم سب نے بہت تکلیفیں دیکھی ہیں مگر کیا ضروری ہے چاچی کہ اب بھی وقت ہمیں وہی سب دکھائے گا..؟

چلیں اس بات کو بھی آپ رہنے دیں میں آپکی ہر بات سے ایگری کرتا ہوں چاچی مگر میری ایک بات یاد رکھیئے گا "ابتسام اس لڑکی کو کبھی نہیں بھول پائے گا" ... باقی اسکی حالت آپکے سامنے ہے۔

سپاٹ لہجے میں کہتا وہ اٹھتا کمرے سے واک آؤٹ کر گیا۔

زری بھی اٹھتی اسکے پیچھے گئی تھی جبکہ نگہت بیگم یونہی شل بیٹھی رہ گئیں۔

وہ اپنے آنسوؤں کو روکنے کی بہت کوشش کر رہا تھا مگر وہ تھے جو باہر آنے کو مچل رہے تھے وہ ابھی اسی تگ ودو میں تھا جب اکیلے کھڑے کاشان کو اپنے کندھے پر کسی جانے پہچانے لمس کا احساس ہوا تو اسنے زور سے آنکھیں میچ لیں اور ایکدم سے مڑتے زری کے کندھے پر سر رکھے وہ سسک پڑا۔

اسکی ایسی حالت پر زری کا دل مٹھی میں آیا تھا بامشکل اپنے آنسوؤں کو پلکوں کی باڑ پر روکے وہ اسکی پیٹھ تھپتھپانے لگی۔

"آپ ہی یوں بکھر گئے تو مجھے کون سنبھالے گا"

اسنے روتی آواز میں سوال کیا۔

ہنوز اسکے کندھے پر سر رکھے کاشان نے گہرا سانس بھرا تھا۔

"میرا ضبط جواب دے رہا ہے زری ابتسام کی ایسی حالت میری برداشت سے باہر ہے"

اسکی تکلیف محسوس کرتے زری بھی بنا آواز کے رونے لگی۔

"آج مجھے وہ جس حالت میں اس سنسان سڑک پر پڑا ملا نا زری میرا حال ایسے تھا جیسے کسی نے میرے جسم سے روح کھینچ لی ہو"

ششش...اب آپ تو ایسی بات مت کریں۔

اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اسنے منت بھرے لہجے میں کہا۔

خالی نظروں سے اسکے زرد پڑتے چہرے کو دیکھ کاشان نے گہری سانس اندر کھینچی اور انگلی کے پوروں سے اسکی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو چننے لگا۔

تم رو مت مجھے مزید تکلیف ہو گئی۔

"میں نہیں رووں گئ پہلے آپ وعدہ کریں آپ بھی نہیں روئیں گئیں"

وعدہ لینے کیلئے ہاتھ آگے کرتی زری نے بھیگی پلکیں جھپکائی تھی۔

وہ کیوٹ تھی اور اسکی حرکتیں معصومانہ۔۔۔کاشان نے مسکراتے اسکے ماتھے پر لب رکھ دیئے۔

وعدہ رہا میری جان!..

اسے اپنے حصار میں لیتے کاشان کی مسکراہٹ بھی سمٹ گئی۔

وہ صرف اپنی زری کے سامنے بہادر تھا ورنہ وہ دکھ تو اسکی جان کو آتے تھے۔

رات کے دو بج گئے تھے کمرے میں موجود تمام نفوس اپنی اپنی جگہ ہی بے آرام سے سو گئے جبکہ انکی نظریں پتھر کی ہوئیں اپنے بیٹے کے چہرے پر جیسے جم گئی تھیں پچھلے چار گھنٹے سے وہ اسی پوزیشن میں بیٹھی اپنے لاڈلے بیٹے کو یک ٹک نہار رہی تھیں جو عشق کے روگ لگائے بے سدھ پڑا تھا۔

یا اللہ ہم پر رحم فرما... انکی آنکھیں بھر آئیں۔

میں اپنے بیٹے کے ساتھ آخر کیسے ناانصافی کر سکتی ہوں میں تو ماں ہوں اسکی میرے مالک...میں تو اسکی کروٹ کروٹ تکلیف سے واقف ہوں میں کب سکون میں ہوں میرے اللہ میرے بچے کی تکلیف میرا انگ انگ اذیت میں مبتلا کر دیتا ہے میں جانتی ہوں وہ اسے کبھی بھول نہیں پائے گا مگر میں ماں ہوں سب کچھ جانتے بوجھتے ایک بات پھر خود ان ہاتھوں سے وہی غلطی نہیں دوہرا سکتی جو تین سال پہلے دوہرائی تھی جسکی تکلیف آج بھی ہوک بن کر اس دل میں بسی ہے۔۔۔وہ بنا آواز روتی اس پہر اپنے اللہ سے ہمکلام تھیں۔

ہمیں ان آزمائش سے نکال دے میرے مالک.... مجھے میرے صبر کا پھل دے مجھے میرا یہ بیٹا تو کم از کم لوٹا دے... بیشک تو بہت مہربان ہے تو عطا کرے تو کوئی چھین نہیں سکتا، تو چھین لے تو کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ قرآن کی آیت دوہراتے انکی ہچکی بندھ گئی مگر وہ تب بھی بول رہی تھی

ہمیں سیدھا رستہ دکھا میرے بیٹے کو اس تکلیف سے نجات دلا دے ہماری سنیں ہم پر رحم فرما... وہ ہچکیاں لیتی رو دی اس بات سے بے خبر کہ انکی دعا بہت جلدی قبول ہونے والی ہے۔

وہ مسلسل اپنے اللہ سے ہمکلام تھیں جب انہیں محسوس ہوا جیسے ابتسام نیند میں کچھ بڑبڑا رہا ہو انہوں نے سننے کی کوشش کی وہ پانی مانگ رہا تھا نگہت بیگم اسکے پاس سے اٹھتی بھاگنے کے انداز میں پانی لینے کیلئے کمرے سے باہر نکلی جب اتنی ہڑبڑاہٹ میں کاشان اور زری کی بھی آنکھ کھل گئی۔ انکے یوں بھاگنے کی وجہ پر وہ دونوں ایکدم سے جیسے جی اٹھے تھے۔

کیسا ہے میرے بھائی.. تیری طبیعت کیسی ہے اب؟

اسکا گال تھپتھپاتے کاشان کی آواز بھر آئی تھی۔

مما بھائی کو ہوش آگیا ... وہ چہکتی ہوئی اندر آتی نگہت بیگم کو بتانے لگی جو ذرا سا مسکراتی پانی کا گلاس لیے ابتسام کے پاس آئی تھیں اسے تکیے کے ذریعے اٹھاتی پانی کا گلاس لبوں سے لگایا تھا۔

میں آپکے لئے سوپ بنا کے لاتی ہوں.

وہ چہکتی ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اپنے بیٹے کی حالت دیکھ نگہت بیگم کو اپنا دل چیرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا سرخ متورم آنکھیں، آنکھوں کی پپوٹے رونے کے باعث سوجھ چکے تھے بکھرے بال، بکھرا حولیہ، رنگت ایکدم پھیکی پڑ چکی تھی چہرا

بخار کی حدت کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا کالی سرد آنکھوں میں ویرانی چھائی تھی وہ یونہی پندرہ منٹ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتا رہا جیسے کسی گہری سوچ میں ہو کوئی ارادہ باندھ رہا ہو۔

کاشان!...

اسکی مریل سی آواز پر کمرے میں پھیلا سکتہ ٹوٹا تھا۔

ہاں .. وہ فوراً سے اسکے قریب ہوا

وہ بوکس...مجھے دو۔

نقاہت کی وجہ سے وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

جب کاشان اسکا جملہ سنے پہلے تو تھوڑا کشمکش میں مبتلا ہوا پھر ذہن میں آتے خیال کو جھٹک کر وہ اسکے کمرے میں رکھی المیرا کا سیف کھولے اس میں پڑا بوکس نکال کر لے آیا۔

ابتسام مزید اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اسنے اس بوکس کو کھولا اور اس میں رکھی چیزوں میں سے ایک انویلپ نکالا اور اب کی بار حیران ہونے کی باری نگہت بیگم سمیت کاشان اور کمرے میں آتی زری کی بھی تھی۔

وہ سب خاموشی سے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہے تھے

میں نے فیصلہ کیا ہے ... کچھ دو منٹ بعد ابتسام کی ہلکی سی آواز گونجی۔

ان سب کے سانس پل کو رکے۔

میں ان سے لیا وعدہ پورا کروں گا۔

ان تینوں کی سانسیں ایک بار پھر تھمی۔

میں لال حویلی جاؤں گا۔

اسنے فیصلہ سنا دیا۔

اور وہاں موجود تمام نفوس کو لگا جیسے اس کمرے کی چھت انکے سر پر آن گری ہے۔

تم ایسا کچھ نہیں کرو گئے۔

وہ ایکدم سے غصے میں چیخا۔

آپ وہاں نہیں جائیں گئیں بھائی۔

اسکی آواز میں نمی اتری۔

ایک خاموش تھیں تو نگہت بیگم۔

ابتسام وہاں ضرور جائے گا۔

اور اب کی بار ان دونوں سمیت ابتسام کو بھی سو والٹ کا جھٹکا لگا۔

یہ..یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مما؟

زری انکے قریب آئی۔

یہ اس لڑکی کی آخری امانت ہے جو وہ ابتسام کے پاس رکھوا کر گئی ہے کل کو وہ جب ہم سے اپنی امانت کے متلعق پوچھے گئی تو ہم کیا جواب دیں گئیں۔

باری باری زری اور کاشان کو دیکھتے وہ سمجھانے والے انداز میں بولی۔

مگر مما وہ اب یہاں!...

میں اسکے آگے ایک لفظ نہیں سننا چاہتی زری سوپ لے کر آؤ میں ابتسام کو پلا دوں۔

انکا لہجہ سخت ہوا تو زری سوپ کا باؤل وہی ٹیبل پر رکھے اپنی بھیگی خفگی بھری نظریں ابتسام اور پھر کاشان پر ڈالتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

کاشان نے نفی میں سر ہلایا جیسے کہنا چاہتا ہو یہ سب میری سمجھ سے باہر ہے۔

ابتسام نے اسے اشارہ کیا جس پر وہ اٹھتا زری کے پیچھے چلا گیا۔

نگہت بیگم اسے سوپ پلا رہی تھیں وہ چپ چاپ بس انہیں دیکھ رہا تھا۔

آپ مجھ سے ناراض ہیں؟

میں نے سب اللہ پر چھوڑ دیا ہے ابتسام۔

وہ اسکے سوال کا جواب نہیں تھا مگر نگہت بیگم کے چہرے پر سکون دیکھ وہ بھی کچھ حد تک مطمئن ہو گیا تھا

تم ریسٹ کرو صبح تم نے لمبے سفر پر جانا ہے۔

جی مما۔

وہ آسودہ سا مسکرایا۔

سوپ کا باؤل ٹیبل پر رکھتی انہوں نے اس پر کمفرٹر اوڑھا تو ابتسام بھی ذرا کو نیچے ہوتا آنکھیں موند گیا اسوقت اسے اپنا پورا جسم درد سے ٹوٹتا محسوس ہو رہا تھا۔اسنے آنکھیں موندی اور کچھ لمحے بعد ہی نیند کی دیوی نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

» » » » » » » » » » » » » »

فجر کی نماز ادا کرتے اسنے سلام پھیرا اور دعا کیلیئے ہاتھ اٹھائے۔

کل کی رات بہت عجیب تھی اللہ جی اور وہ خواب بہت بھیانک، ایسا خواب کبھی سچ نا ہو اسے اپنی امان میں رکھیئے گا اللہ جی پلیز... سر سجدے میں رکھے عشال گڑگڑائی تھی۔

اسے ہمیشہ اپنی امان میں رکھیئے گا پلیز!..

ہاتھ پھیلائے نظریں جھکائے وہ اداسی سے کہنے لگی۔

کس کیلیئے اتنی صبح صبح اللہ جی کو مسکا لگایا جا رہا ہے پری؟

بنا نوک کیے اندر آتے عینا شریر لہجے میں گویا ہوئی۔

اسکے سوال پر خجل سی ہوتی عشال جائے نماز طے کرنے لگ گئی۔

ارے ارے مانگو دعا میں تو بس مذاق کر رہی تھی۔

عینا کا شرارتی لہجہ محسوس کرتے اس کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہنے لگا۔

اسکا یوں رونا عینا کی جان پر بنا تھا

پری میں مذاق کر رہی تھی رونا بند کرو۔

اسے سینے سے لگائے عینا نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی۔

آپی میں نے کل رات اسکو اپنے خواب میں دیکھا۔

کس کو دیکھا عشال؟

عینا نے اسکا چہرا اپنے سامنے کیا۔

آپی اسی یونی والے لڑکے کو... انگلیاں چٹختی وہ رونی صورت بنائے بولی۔

تو اس میں رونے والی کون سی بات ہے پری خواب تھا خواب میں تو کوئی بھی آسکتا ہے۔

عینا نے اس معصوم پری کو سمجھانا چاہا تو ایک خواب کے زیرِ اثر

ڈری سہمی سی بیٹھی تھی۔

نہیں آپی امی کہتی تھیں کہ خواب میں صرف وہی لوگ آتے ہیں جن سے ہمارا کوئی گہرا تعلق ہوتا

ہے۔

بیڈ پر بیٹھتے عشال نے سر جھکا لیا جیسے کوئی جرم کر دیا ہو۔

تم نے خواب میں کیا دیکھا پری؟

خواب بہت بھیانک تھا آپی!...

آنسو آنکھ سے نکلتا گال پر لڑکھڑتا گیا۔

وہ اس شخص کو صرف خواب کی کیفیت میں دیکھ کر رو رہی تھی عینا نے جانچتی نظروں سے اسکی

طرف دیکھا۔

آپی وہ بہت زیادہ رو رہا تھا۔۔بتاتے اسکی آنکھوں سے جابجا آنسو بہنے لگے۔

وہ کالی سرد رات میں اس سڑک پر بیہوش ہو گیا کوئی اسکے پاس نہیں تھا نا کوئی اسکی ہیلپ کر رہا تھا۔

اسکے لہجے میں اذیت تھی جیسے وہ ابتسام کی تکلیف محسوس کرتی رو رہی ہو۔

عینا اس انکشاف پر حیران ہوئی مگر پھر اپنی سوچ کی نفی کرنے لگی

تم اسکے لئے صدقہ دے دو پری اس پر آنے والی تمام مصبتیں خود ہی ہٹ جائے گئ

اسکو اسقدر پریشان دیکھ عینا نے مشورہ دیا جس پر عشال اپنی بڑی بڑی آنکھیں جھپکتی اسے دیکھنے لگی پھر خوشی سے چہک اٹھی۔

یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا آپی...میں ابھی اسکا صدقہ دے کر آتی ہوں۔

عشال وہاں سے ایسے بھاگی تھی جیسے کسی خزانے کی چابی ہاتھ لگ گئی ہو۔

عینا تو اسکے بدلے تیور دیکھ حیران تھی۔

» » » » » » » » » » » »

اتنا سب کچھ ہو گیا بوس اور آپ نے سبحان شاہ کے نواسے کو ایسے ہی جانے دیا۔

اسنے غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات میں استفار کیا۔

تو تو کیا چاہتا ہے مجھے بھی وہ ان حرام زادوں کی طرح ٹھوک کر چلا جاتا ویسے بھی سبحان شاہ کا نواسا کوئی عام بندہ نہیں ہے جابر۔

کیوں بوس اسکے پاس کون سے اللہ دین کا چراغ ہے؟

اپنے مذاق پر وہ خود ہی ہنس دیا مگر پھر دلاور شاہ کو خود کو گھورتا پا کر اسکی ہنسی تھم گئی۔

نہی..نہیں میرا مطلب بوس ان راز سے تھا جو آپ اسے بتا سکتے تھے ولید شاہ اور سبحان شاہ کے نواسے سے ہمارا بدلہ پورا ہو جاتا۔

اسنے اپنا ذہن لڑاتے کہا۔

میں تیری طرح کم عقل نہیں ہوں جابر .... وہ گہری سوچ میں مگن بولا۔
اگر میں اسے اپنے سامنے اتنا بڑا راز بتاتا تو وہ سیدھا مجھے گولی مار دیتا۔
مگر میں بہت شاطر ہوں ایک تیر سے دو شکار کروں گا۔
وہ مکروہ ہنسی ہنسا۔
وہ کیسے بوس مجھے بھی بتائیں ...؟
جا میرا موبائل لے کر آ ابھی سمجھاتا ہوں۔
اسکے کہنے کی دیر تھی اور جابر اسکا بہت پرانا رازدار اور وفادار بندہ جس نے لا کر موبائل سامنے ٹیبل پر رکھا۔
موبائل اٹھاتے دلاور شاہ نے کانٹیکٹ لسٹ کھولی.
بوس سبحان شاہ کے پوتے کا کیا کرنا؟
کیا اب اس پر حملہ نہیں کروائیں گئیں؟
وہ کافی دور کی سوچتے پوچھنے لگا۔
اسکا انتظام بھی میں نے کر لیا ہے اب بس تو دیکھتا جا میں کیسے ان جاگیرداروں کا بینڈ بجاتا ہوں۔
وہ موبائل میں مصروف اسے اپنے شیطانی دماغ سے آگاہ کرنے لگا۔
اپنے کسی خاص بندے کو تیار کر جو سفیان شاہ کا قتل کرے گا.
مگر قتل ایسے ہو گا کہ کسی کا بھی ہم پر شک نہیں جائے گا۔

اسکے بعد اسے سارا پلان بتاتے دلاور شاہ موبائل میں پھر مصروف ہو گیا جب جابر کسی اور ہی سوچ میں الجھ گیا۔

بوس اپنے پاس کوئی ایسا خاص بندہ نہیں ہے جو سفیان شاہ کی ٹکڑ کا ہو مگر بوس میں ایک بندے کو جانتا ہوں

وہ آپ سے بھی بڑا شاطر کھلاڑی ہے بنا ہتھیار کے بندہ مارنا اسکے لئے مشکل نہیں ہے میں کہتا ہوں اس بار اس سے رابطہ کرنا چاہئیے۔

نام کیا ہے اسکا؟

دلاور شاہ نے قدرے تجسس سے پوچھا۔

بوس نام کا تو پتہ نہیں مگر لوگ اسے سیریل کلر کے نام سے جانتے ہیں۔

نام تو بڑا خطرناک ہے بندے کا...،

وہ مونچھوں کو تاؤ دیتے بولا۔

بندہ خود بھی بڑا خطرناک ہے بوس.

بہت سن رکھا ہے میں نے اسکے بارے میں۔

چل پھر دیر کس بات کی ہے نمبر ملا ہم بھی بات کریں اس سیریل کلر سے ہم بھی دیکھیں آخر کون سی توپ چیز ہے یہ بندہ۔۔۔

اسکی اتنی تعریفیں سن کر دلاور شاہ کا تجسس مزید گہرا ہوا۔

ضرور کیوں نہیں بوس۔۔۔ اسنے فوراً سے کال ملائی۔

» » » » » » » » » » » »

رات کی جاگی آنکھیں ان میں نیند کا خمار آنکھوں کی پتلیوں کے گرد ابھرتے سرخ ڈورے بکھرے بال آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے وہ ایک رات میں پھر سے وہی وریشہ سلطان بن گئی تھی مگر اب کی بار دل مضبول اور اسے سیدھی راہ معلوم تھی اب بس اسے اپنے بنائے منصوبے پر عمل کرنا تھا جسکے لئے اسے کافی ساری ہمت چاہئیے تھی فجر کا وقت تھا اپنا بیگ اٹھائے اوپر اچھے سے چادر لپیٹتی وریشہ دبے پاؤں کمرے سے باہر نکلی اور گیٹ کی طرف آئی جہاں اسوقت گارڈ موجود نہیں تھا اسکی قسمت اچھی تھی وہ اس وقت کواٹر میں نماز ادا کر رہے تھے بنا شور کیے وریشہ اس ہلکی سی روشنی میں گھر کی دہلیز پار کر گئی۔

مجھے آپکے لئے بہت برا لگ رہا ہے گارڈ انکل مگر میں اتنی آسانی سے اس دھوکے باز کو خود پر حق جمانے نہیں دے سکتی۔

تنہا اس راہ پر چلنے کے انداز میں بھاگتی وریشہ خود سے ہی باتیں کر رہی تھی جب اپنی بلائی کیب کو ایڈریس پر کھڑے دیکھ وریشہ فوراً سے اس میں بیٹھتی اپنی نئی منزل کی طرف گامزن ہو گئی یہ جانے بغیر کے اسکا یہ قدم اسے کیا کچھ دکھانے والا ہے۔

» » » » » » » » » » » »

صبح فجر پڑھ کر وہ کچھ دیر نگہت بیگم کے پاس بیٹھنے کے بعد اپنے سفر کیلئے نکلا تھا انکی دعائیں لیتا وہ گھر سے تو نکل پڑا مگر آگے زندگی اسے جو رنگ دکھانے والی تھی وہ ابتسام ابراہیم چوہدری کی زندگی کو بے رنگ کرنے والے تھے کاشان کی لاکھ منتوں کے بعد بھی ابتسام نے اسے ساتھ نہیں آنے دیا تھا وہ زیان کے ساتھ جوب کرتا تھا اور اپنی وجہ سے وہ کاشان کی جوب کو خطرے میں نہیں لا سکتا تھا مگر یہ بات اس اُلو کے دماغ میں کیسے بیٹھتی جو اپنے بھائی کیلئے جان دینے اور لینے کو تیار بیٹھا تھا۔

ابھی اسے سفر پر نکلے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا جب ابتسام کا موبائل بجا اسنے نمبر دیکھا وہاں کوئی ان نام نمبر تھا اس وقت اسکا کسی سے بات کرنے کو موڈ نہیں تھا اسنے موبائل کو بجنے دینا ہی ٹھیک سمجھا مگر شاید مقابل کوئی ڈھیٹ قسم کا بندہ تھا اسلئے کال پر کال کرنے لگا ابتسام نے کال اٹینڈ کی اور ڈرائیونگ کرتے موبائل کان سے لگایا۔

اسلام علیکم!...

مقابل نے خوشدلی سے سلام کیا۔

جو بات کرنے کیلئے کال کی ہے وہ کرو زیادہ وقت نہیں ہے میرے پاس۔

وہ تڑخ کر بولا۔

یہ تو کوئی بڑا ہی بدتمیز بندہ معلوم ہوتا ہے جابر۔

دلاور شاہ نے موبائل کان سے ہٹائے اسکو گھورتے کہا۔

جابر بس نظریں پھیر کر رہ گیا۔

ہمیں ایک بندے کی گردن کٹوانی ہے بھئی۔

وہ مدعے پر آیا۔

میں کوئی قصائی نہیں ہوں جو تمہارے لیے گردنیں کاٹتا پھروں۔

ابتسام نے پھر بیزاریت سے کہا۔

سیریل کلر تم ہی ہو نا بھئی...،

سوری رانگ نمبر!..

اسنے کال کٹ کرتے موبائل پاس ہی رکھ لیا۔

ہیں کال کٹ کردی اس کل کے بندے کی یہ مجال یہ دلاور شاہ کی کال کٹ کرے گا ... غصے سے پھنکارتے دلاور شاہ چیخ پڑا۔

بب..بوس وہ سیریل کلر ہے اتنا نخرہ تو بنتا ہے نا ںندے کا۔

جابر نے گڑبڑاتے اسے سمجھانا چاہا۔

کمینے انسان وہ رانگ نمبر بول کر کال کٹ کر گیا۔

جابر کی حکمت عملی سنے وہ آگ بگولہ ہوتے دھاڑا۔

بوس مجھے دیں موبائل میں کرتا ہوں بات!..

جابر نے اسکے ہاتھ سے موبائل اچک لیا۔

وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا جب ایک بار پھر موبائل بجا ابتسام نے نمبر دیکھا...وہی نمبر پھر سے ... اسکا دماغ گھومنے لگا۔گاڑی ایک سائیڈ پر روکتے اسنے کال اٹھائی۔

او بھئی دماغ میں بھوسا بھرا ہے کیا جب نہیں کرنا چاہتا میں بات تو کیوں پیچھے پڑ گئے ہو!...

"اسکا دماغ تو آجکل ویسے ہی شارٹ رہنے لگا تھا تو بس اسے کیا فرق پڑتا سامنے دلاور شاہ ہو یا اسکا باپ... ابتسام ابراہیم چوہدری جب بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہوتا تو وہ سیدھا قزمین پر پٹخ دیتا ہے"

سر میرے بوس دلاور شاہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں ایک منٹ بس انکی بات سن لیں ... اسنے جیسے ارضی دی۔

بکواس بند... وہ بولتے بولتے خاموش ہو گیا۔

ایک منٹ کیا نام لیا تم نے ابھی دوبارہ بول!..

اسکی آواز اونچی ہوئی۔

دد..دلاور شاہ!...

اسکی رعب دار آواز پر وہ لڑکھڑاتے بولا۔

وہ دشمن کے بالوں کے رنگ کی بھی پہچان رکھنے والا آخر دلاور شاہ کو کیسے نہیں جانتا ہو گا۔

اسکے لبوں پر جانلیوا مسکراہٹ آئی۔

بات کراؤ!..

جابر خوشی سے حیران ہوتا دلاور شاہ کو موبائل پکڑا گیا۔

میرا نام دلاور شاہ ہے۔

میں تیرے نام کا اچار ڈالوں۔

"اسکا نام بتا جس کا کام تمام کرنا ہے"

اتنی بدتمیزی پر دلاور شاہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

سید سفیان ولید شاہ!...

ابے تیری تو..مجھے میرے ہی سالے کی سپاری دے رہا ہے!...

ابتسام نے موبائل کو گھورا جیسے دلاور شاہ کو گھور رہا ہو۔

وجہ کیا ہے؟

وہ تیرا مسئلہ نہیں ہے۔

تو بس قتل کر اور مجھے کنفرم کر کے دے۔

سہی میں سوچ کر جواب دوں گا۔

ابتسام نے بات ختم کی۔

"اور اگر اس سے پہلے تیری کال آئی تو اس بندے سے پہلے میں تیرا کام تمام کرنے آجاؤں گا کیونکہ مجھے خوامخواہ پیچھے پڑنے والے لوگ نہیں پسند"

انتہائی نرم لہجے میں اسے دھمکی دیتے اسنے کال کٹ کر دی اور ڈرائیونگ پر فوکس کرنے لگا۔

یہ مجھے تیور دیکھا رہا ہے سالہ سمجھتا کیا ہے خود کو!...

دلاور شاہ نے موبائل زمین پر پٹخ دیا۔

بوس یہ کیا کیا...؟

جابر بھاگتا اپنے ٹوٹے موبائل کے حصے چننے لگا۔

میرا اتنا مہنگا موبائل توڑ دیا آپ نے؟

ری ری بند کر اپنی اور میرا موبائل لے کر آ دوسرا کھیل کھیلنے کا ٹائم آگیا۔

حقارت سے اسے دیکھتے دلاور شاہ نے نیا حکم دیا۔

« « « « « « « « « « « « « « « « «

عینا آپی!...

کچن کے باہر سے ہی ہانک لگاتی عشال اندر آئی تھی۔

کیا ہوا پری؟

آپی بھائی کو آپکو بلا رہے ہیں..؟

تمہیں کیسے پتہ وہ مجھے بلا رہے ہیں...؟

بدلے میں اس سے بے تکا سوال کرتی عینا اسے حیران کر گئی۔

نہیں میرا مطلب تھا کہ تم روم میں گئی تھی؟

عشال کی حیرت بھری نظروں سے گھبراتی عینا نے فوراً سے درستگی دی۔

جی بھابھی جان ... میں آپکے روم سے ہی آرہی ہوں۔

اسکی بےساختگی دیکھ عشال کو شرارت سوجھی تھی

عینا کے حرکت کرتے ہاتھ تھم گئے۔

پری تنگ نہیں کرو ورنہ میں ارشان بھائی سے تمہاری شکایت کردوں گئی۔
اسنے دھمکی دی۔
جس پر عشال کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔
اوہو بھابھی آپ شرما رہی ہیں..؟
عشال نے مدھم سا قہقہہ لگایا۔
عینا اسے دیکھ کر حیران تھی یہ وہی عشال تھی جو صبح ایک ذرا سے خواب پر بیٹھی رو رہی تھی اور اب اسکے تو مزاج ہی بدلے ہوئے تھے
عشال تم بہت بگڑ گئی ہو ... چمچ چولہے کے پاس رکھتی عینا غصے سے بولی۔
نہیں آپی آپ بھائی کی صحبت میں رہتی بہت کیوٹ ہو گئیں ہیں!...
مسکراتے ہوئے اسکا جملہ درست کرواتی عشال پھر سے ہنس دی تو عینا بھی تاسف سے سر جھٹکتی کچن سے نکل گئی۔
اس لڑکی سے تو بات کرنا ہی فضول ہے... وہ بڑبڑاتی کمرے میں آئی جب سفیان شاہ کو اسے پہلی بار غصے میں دیکھ کر تھوڑی تشویش ہوئی تھی
صبح اسکے جاگنے سے پہلے ہی وہ کمرے سے ناشتہ بنانے کی غرض سے باہر چلی گئی تھی اور تب تک حویلی کے تمام فرد اس سے آکر مل چکے تھے سوائے عینا شاہ جسے فرصت ہی نہیں تھی۔
کہاں مصروف ہو تم کب سے یہاں میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں؟

وہ جو اپنی ہی دھن میں کمرے میں آئی تھی بیزار سی شکل بنائے سفیان شاہ کو دیکھ عینا بھاگتی اسکے قریب آرکی۔

سوری میں ناشتہ بنا رہی تھی۔

میں نے تم سے وضاحت مانگی.

وہ روکھے لہجے میں بولا۔

عینا کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا۔

نہی... نہیں!...

پٹی چینج نہیں کی میری ناشتہ مجھے بی جان کرا کے گئی ہیں تمہیں کوئی فرصت ہی نہیں ہے۔۔۔ خفگی سے کہتا وہ بس بولے جا رہا تھا۔

مجھے یاد تھا میں بس آنے والی تھی ... وہ ممنائی۔

کب آنے والی تھی جب میں خود پیغام بھجواتا تب...؟

وہ ایکدم سے بھڑک اٹھا۔

ضبط کیے اسکے آنسو بہہ نکلے.

اگر تم نے رونا بند نہیں کرنا تو میرے کمرے سے باہر نکل جاؤ۔

نہی.. نہیں... میں چپ ہوں۔

وہ ایکدم سے بولی۔

سفیان کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ اُمڈ آئی۔

فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے وہ ذرا اسکی دوری پر بیٹھ گئی۔

سفیان نے شرٹ اتاری وہ بازو بینڈ نہیں کر سکتا تھا عینا نے اسے روکتے اسکے کندھوں سے شرٹ سرکائی اور اسے اتار دیا۔

سختی سے اسنے اپنے ہونٹوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر لیا اسکی تکلیف دیکھتے عینا نے زور سے آنکھیں میچی۔انتہائی سنجیدگی سے سفیان اسکے ایک ایک نقش اور حرکت کو بغور دیکھ رہا تھا

اسنے پہلے بازو کی پٹی کھولی، زخم صاف کیا اور اس پر نئی پٹی باندھ دی پھر ہاتھ کو پکڑا انگلیوں پر لگے زخموں پر مدھم سا اپنی انگلیوں کا لمس چھوڑا سفیان دم سادھے اسکی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا۔وہاں سے پٹی کرتے عینا نے اسکے چہرے کی طرف نظر اٹھائی وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا اسکی نظروں میں عجیب سا تاثر تھا عینا ایک بار پھر اسکی ان گہری درد بھری نظروں میں کھو گئی تھی۔

نامعلوم سا اسکی قربت کا اثر تھا جو وہ جب بھی اسکے قریب آتی تھی سفیان شاہ کے سر پر چڑھنے لگتا تھا

آپ کو تکلیف نہیں ہوتی؟

گال والے زخم پر اپنی دو انگلیاں مس کرتے اسنے اداسی سے پوچھا۔

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے آپکے زخم دیکھ کر!...

تمہیں اپنے لیے یوں روتا دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

"میرے لئے مت رویا کرو مجھے گنہگار کرتی ہو تم"

اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسنے التجا کی۔

سارے حق تو چھین چکے ہیں اب یہ حق تو مت چھینے.

زخم پر مرہم رکھتی وہ آرزدگی سے بولی۔

وہ خاموش ہو گیا۔

تم میری سمجھ سے باہر ہو.

میرا بھی اپنے بارے میں یہی خیال ہے۔

سرسری سی نظر ڈالے وہ مسکرائی۔

سفیان نے تاسف سے سر ہلایا۔

اسکے ہونٹوں کے ساتھ ہوئے زخم کو صاف کرتے عینا کے ہاتھ لرزنے لگے تھے پلکیں جھپکتی وہ بامشکل اسکے چہرے کے زخموں کو صاف کر رہی تھی وہ جتنی اسکی محبت میں دلیر تھی اس سے زیادہ اسکی قربت میں موم بن جاتی تھی۔

تمہارے کوئی خواب نہیں ہیں؟

اسے یوں ہی دیکھ کر عینا نے اسکی پشت دیکھی پھر ذرا سا مڑتے کمر والے زخم کی پٹیاں کھولنے لگی۔

اسنے پٹیاں کھولیں اور وہاں موجود گہرا کٹ دیکھ کر عینا کا دل رکا تھا۔کمر کے وسط میں ایک گہرا کٹ تھا جو اتنا گہرا تھا کہ عینا اسکی تکلیف کا سوچتے ہی اپنا ضبط کھو بیٹھی۔

تم نے جواب نہیں دیا؟

کک... کس بات کا؟

اسنے جلدی سے آنسو پونچھتے پوچھا

تمہارے کوئی خواب نہیں ہیں؟

نہیں .... اسنے یک لفظی جواب دیا۔

یہ تو نا ممکن سی بات ہے.

ہاں میری زندگی میں سب نا ممکن ہی ہے.

زخم صاف کرتے اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے

مثلاً...؟

اسنے دلچسپی سے پوچھا۔

"آپ کی لاحاصل محبت"

آنسو آنکھ سے لڑھکتا اسکی کمر پر گرا تھا۔

اسکے علاوہ...؟

"آپکی کھوئی محبت کو ڈھونڈنا"

آنسو جابجا بہنے لگے۔

سفیان نے گہرا سانس اندر کھینچا.

اسکے گرم آنسو اسے اپنی کمر پر گرتے محسوس ہو رہے تھے

خود سے متعلق کوئی خواب نہیں دیکھا کیا تم نے؟

"جب انسان محبت کر لیتا ہے تو اسے اپنے متعلق سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا"...

کب سے محبت کرتی ہو؟

وہ سوال اچانک تھا عینا کے حرکت کرتے ہاتھ تھم گئے۔

"بچپن سے "

اس دو لفظی جواب پر سفیان شوکڈ ہوا تھا وہ آج ایک نئی حقیقت سے آشنا ہوا تھا

کیوں کرتی ہو... کیا تم نہیں جانتی میں انوشے سے محبت کرتا ہوں اور اسی سے کرتا رہوں گا.. ،

آپ کا اپنے دل پر اختیار ہے کیا آپ مجھے اسکی جگہ دے سکتے ہیں ؟

سفیان اسکے جواب پر ٹھٹکا تھا۔

نہیں دے سکتے ... پل بھر کو رکتے وہ خود بولی۔

"جب آپ اسکی غیر موجودگی میں بھی اسکی جگہ کسی اور کو نہیں دے سکتے تو میں کیسے آپکی موجودگی میں آپ سے محبت کرنا چھوڑ دوں"

وہ بات الگ ہے کہ آپ مجھے حق نہیں دیتے مگر میرا بھی اپنے دل پر اختیار نہیں ہے۔

پٹی کرتے وہ تمام چیزیں سمیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی اسے وہی شل چھوڑے وہ کمرے سے باہر نکلتی جب عینا نے اسے پکارا

آپ کو کچھ چاہئیے؟

اسنے نفی میں سر ہلایا تو عینا بھی سر ہلاتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

» » » » » » » » » » » » » » »

پچھلے دنوں کی نسبت آج انکا دل کافی اداس تھا جس کی وجہ سے آج انہوں نے آفس سے آف لے لیا وہ کچھ وقت اکیلا رہنا چاہتے تھے کافی کا گھونٹ بھرتے انہوں نے نیوز پیپر کو الٹ کیا جب پاس پڑے لیپ ٹاپ کے ساتھ رکھا موبائل بجنے لگا کافی کا مگ اور نیوز پیپر سائیڈ پر رکھتے انہوں نے موبائل دیکھا جس پر کوئی نیا نمبر تھا وہ اس نمبر کے متعلق نہیں جانتے تھے پھر کچھ سوچتے انہوں نے کال اٹینڈ کر لی۔

کیسے ہو احمد سلطان!...

اسپیکر سے سرسراتی آواز ابھری۔

کون بات کر رہا ہے؟

ارے مجھے نہیں پہچانا سید دلاور شاہ کو اتنی جلدی بھول گئے تم۔

احمد سلطان کا رنگ فق ہوا تھا۔

جہاں تک میرا خیال ہے ہمارا تعلق ایسا ہے کہ تم مجھے تاعمر بھول نہیں پاؤ گئے۔

انہوں نے زور سے آنکھیں بند کر لیں چہرے پر کرب کے سائے لہرانے لگے۔

کیوں کال کی ہے تم نے مجھے ...؟

میری اور میرے بھائی کی زندگی برباد کر کے سکون نہیں ملا تم جاگیرداروں کو..؟

جو پھر سے آگئے ہو مگر اب یہ مت بھولنا کہ میں اکیلا ہوں اس بار میرا بھتیجا میری ڈھال ہے وہ تم سب کو کتے کی موت مارے گا۔

وہ ایکدم سے پھٹ پڑے۔

مقابل بس قہقہہ لگا کر رہ گیا۔

چچچ احمد سلطان تم کیا ہمیں اتنا گرا ہوئے سمجھتے ہو؟

وہ مصنوعی افسوس سے بولے۔

جن کا کوئی معیار ہی نا ہو انکو کیا گرا ہوا سمجھنا دلاور شاہ۔

وہ نفرت سے پھنکارے۔

تمہارا غصہ بجا ہے احمد سلطان مگر اس بار میں نے کسی دشمنی کے تحت تمہیں کال نہیں کی۔

وہ رسانیت سے بولے۔

تم جیسا دھوکے باز انسان کسی کا خیر خواہ بھی نہیں ہو سکتا۔

مگر اس بات تمہارے پیارے بھتیجے کے متعلق ہے میرا نہیں خیال کہ تم سننا نہیں چاہو گئے۔

اگر زیان کی بات کر رہے ہو تو خبردار اگر اسکے خلاف ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نکالا گدی سے زبان کھینچ لوں گا۔

انہوں نے اپنی مخصوص رعب دار آواز میں کہا۔

جو بتا رہا ہوں وہ سن ابھی... زبان گدی سے کس کی کھینچنی ہے یہ پھر تیرا بھتیجا ڈیسائیڈ کرے گا!..

اور پھر جو کچھ دلاور شاہ نے احمد سلطان کو بتایا وہ سنتے ہی احمد سلطان کا دل بند ہونے کے نزدیک تھا وہ دھپ سے صوفے پر گر گئے کال کٹ چکی تھی وہ اپنے حواس کھو رہے تھے جب بند ہوتی آنکھوں کے سامنے انکے ایک مانوس سا چہرا لہرایا تھا انہوں نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر اس سے پہلے ہی وہ بے ہوش ہو گئے وریشہ بیگز وہی پھینکتے بھاگتے ہوئے ان تک آئی تھی۔

» » » » » » » »

ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتے ابتسام نے دوسرے ہاتھ سے موبائل پر نمبر ڈائل کیے کان سے لگایا۔

دوسری رنگ پر ہی کال اٹھا لی گئی تھی۔

ہیلو سر جی!...

اور اس ٹون پر ارشان شاہ نے ماتھا مسلا تھا۔

بولو ابتسام کیوں کی ہے کال؟

روکھا سوکھا سا لہجہ تھا۔

سر جی آپ کا بندہ خیر خیریت سے پہنچ گیا وہاں۔

ناجانے کیوں ابتسام کو اسے زچ کرنے میں بڑا مزہ آتا تھا

ارشان کو محسوس ہوا جیسے وہ اسکا مذاق اڑا رہا ہو۔

وہ جس حالت میں یہاں پہنچا وہ ناقابلِ برداشت تھی میرے لیے ابتسام مگر ابھی میں اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔

تم مجھے صرف اتنا بتاؤ کال کیوں کی؟

ڈرائیونگ کرتے ابتسام کے چہرے پر چمک ابھر آئی۔

مجھے سپاری ملی ہے سر جی!..

وہ عام سے لہجے میں بولا۔

تو میں کیا کروں؟

نام نہیں پوچھیں گئیں کس کی سپاری ملی ہے مجھے؟

عجیب کوئی سر پھرا بندہ گلے پڑ گیا میرے!..

ارشان غصے سے بڑبڑایا۔

بولو کیا نام ہے؟

سپاری دینے والے کا نام پہلے بتاؤں یا جسکی ملی اسکا نام بتاؤں؟

ابتسام نے مزید اسے تپانا چاہا۔

جو تمہیں بہتر لگے وہی بتا دو مہربانی ہو گئی۔

ارشان نے دانت کچکچائے جیسے ان کے نیچے ابتسام کی گردن ہو۔

سپاری مجھے دلاور شاہ نے دی ہے۔

ارشان شاہ ایکدم سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

اور کس کی سپاری دی ہے اسنے؟

اسکے لہجے میں خوف نمایاں تھا۔

کوئی سید سفیان ولید شاہ ہے... وہ ایسے بولا جیسے اسکے متلعق کچھ نہیں جانتا ہو۔

نام سنتے ہی ارشان شاہ کے دماغ کی رگیں تن گئیں۔

تم دلاور شاہ کو جانتے ہو؟

اسنے کڑے ضبط سے پوچھا

جی آپکا سوتیلا ماماں جی ہے.

اور سید سفیان ولید شاہ کو جانتے ہو؟

وہ آپ کے دوسرے ماماں کا بیٹا ہے۔

وہ ہنوز اطمینان سے جواب دے رہا تھا۔

ارشان شاہ اپنی جگہ دنگ رہ گیا اسے اتنا سب کچھ معلوم تھا۔۔ مگر کیسے؟

آپ نے بتایا نہیں سر جی..،

کیا نہیں بتایا؟

ارشان نے تیوری چڑھا لی۔

یہی کہ بندے کو مارنا ہے یا چھوڑنا ہے؟

انتہائی معصومیت سے اسنے سوال کیا۔

جو ارشان شاہ کے تن بدن میں آگ لگا گیا۔

بکواس بند کرو ابتسام تمہاری اتنی جرات تم میرے بھائی کا قتل کرو گئے۔

میری جرات آپ نے ابھی دیکھی کہاں ہے ایس پی زیان حیدر سلطان جی۔

وہ مغروریت سے بولا۔

اسکے لہجے میں ایسا کچھ تھا بولتے زبان کو چپ لگ گئی۔

ابھی جرات آپ اپنے سوتیلے ماماں جی کی دیکھیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔باقی میں نے یہ سب کام چھوڑ دیئے ہیں اسلئے میری طرف سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپکو۔

اسنے احسان کرنے والے انداز میں بتایا اور کال کٹ کر دی

کال کٹ کرتے ہی گاڑی میں میں اسکے آسودہ سے قہقہوں کی آوازیں گونجنے لگی۔

وہ تھوڑا بہت مطمئن ہوا کیونکہ اب اسے ابتسام سے کوئی خطرہ نہیں تھا البتہ دلاور شاہ کا وہ کوئی پکا بندوبست کرنے کا سوچنے لگا۔

اور سوچتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

» » » » » » » » » » » » »

اسکی آنکھ کھلی حسیب کو اپنی کمر میں درد اٹھتا محسوس ہوا تھا اسنے نظر گھمائی وہ فرش پر پڑا تھا اسنے یاد کیا وہ رات کو صوفے پر سویا تھا پھر زمین پر کیسے آیا وہی سوچتے کل رات کے تمام منظر اسکی نظروں کے سامنے منڈلانے لگے۔

حسیب فوراً سے اٹھا اور اپنے کمتے کی طرف بھاگا جو اسنے عائشہ کو رات گزارنے کیلئے دیا تھا اور خود وہ باہر لاونج میں چھوٹے سے صوفے پر سو گیا تھا

نوب گھمائے وہ اندر داخل ہوا جہاں خالی کمرہ اسکا منہ چڑھا رہا تھا

وہ چلتا بیڈ کے قریب آیا جس کے تکیے پر ایک نوٹ پڑا تھا۔

میری مدد کرنے کیلئے شکریہ میں تمہارا احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گئ اور ہو سکے تو اب مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش مت کرنا اسلئے یہ نوٹ لکھ کر جارہی ہوں کہ تم مجھے کال مت کرو کیونکہ میں تم سے اب کوئی رابطہ نہیں رکھنا چاہتا۔

عائشہ ذولفقار!...

ناجانے کتنی بار اسنے وہ نام دوہرایا تھا حسیب نے ٹکٹکی باندھے اس خط کو دیکھا پھر غصے سے تلملاتے اسنے سارے تکیے زمین پر پٹخ دیئے۔

رابطہ اب میری طرف سے تو جڑ چکا ہے اور رہی بات احسان کی تو احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے اور وہ تمہیں اب چکانا پڑے گا۔

اسے خیالوں میں مخاطب کرتے حسیب نے موبائل اٹھایا۔

دیکھتا ہوں کہاں تک چھپتی ہو مجھ سے!...

موبائل کان سے لگائے وہ المیرا کی طرف بڑھ گیا۔

» » » » » » » » » » » »

دوپہر کے تین بجنے کو ہیں کیا ابھی تک کھانا نہیں بنا؟

باہر سے واپس آتے داجی نے صوفے پر بیٹھتے پوچھا۔

آج کھانا آپکی پری بنا رہی ہے داجی تو اسلئے تھوڑا صبر کریں!..

اندر آتی عینا نے دا جی اور اسی وقت آئے ولید شاہ کو دیکھتے بتایا۔

کیوں بچے عشال کیوں بنا رہی ہے کھانا..ملازمہ بنا لیتی نا؟

سفیان کے کمرے سے اس طرف آتی بی جان نے عینا سے سوال کیا۔

بی جان پری کا کہنا ہے کہ کل وہ واپس چلی جائے گئی اسلئے آج کا کھانا تو ہر صورت وہی بنائے گئی۔

اسکی بات پر جہاں دا جی اور بی جان مسکرائے وہی ولید شاہ کا بگڑا موڈ مزید بگڑ گیا۔

میں عشال کو دیکھ کر آتی ہوں کہتے ہی عینا کچن کی طرف چلی گئی۔

اچھا عینا بچے ارشان کو میرے پاس بھیجنا!..

بی جان نے جاتی عینا کو پکارا تو وہ سر کو خم دیتی اسکے کمرے کی طرف چلی گئی۔

اسنے دروازہ نوک کیا۔

آجاؤ... اندر سے آواز آئی۔

بھائی بی جان آپکو لاؤنج میں بلا رہی ہیں!..

ٹھیک ہے میں آتا ہوں۔

مختصر سا جواب سنے عینا وہی سے کچن کی طرف چلی گئی۔

سارا دن گزر گیا صبح ناشتے پر بھی تم نہیں تھے خیریت ہے بیٹا؟

اسے آتے دیکھ بی جان پریشانی سے استفار کرنے لگی

طبیعت کچھ خراب تھی بی جان اسلئے باہر نہیں آیا۔

اسنے صوفے پر بیٹھتے بتایا۔

کیا ہوا طبیعت کو اور یہ حولیہ کیسا بنا رکھا ہے؟

اب کی بار دا جی بولے۔

ولید شاہ چپ بیٹھے بس سب کی باتیں سن رہا تھا

اب آپکو کیا بتاؤں دا جی کہ آپکی بہو کال نہیں اٹھا رہی میری۔

وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا۔

کیا کہہ رہے ہو اونچا بولو بیٹا!..

کچھ نہیں بی جان بس سر میں درد ہے۔

آدھی رات کو تم سے کون ملنے آیا تھا ارشان؟

ولید شاہ نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

دا جی اور بی جان نے ارشان شاہ کی طرف دیکھا۔

رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے ماموں آدھی رات نہیں تھی

وہ بیزاریت سے بولا۔

جو بھی تھا مگر آیا کون تھا؟

میں آپکو کیوں بتاؤں جو بھی آیا تھا آپ کو اس سے مطلب..؟

ارشان نے انتہائی روکھے سے لہجے میں کہا۔

ہم حویلی کے بڑے ہیں اسلئے۔

انہوں نے اپنا رعب جمانا چاہا

تو میں کوئی دو سال کا بچہ نہیں ہوں ماموں اور یار مجھے بحث نہیں کرنی پہلے ہی سر میں شدید درد ہے

سو چپ رہیں۔

وہ اکا تکا سا کہتا آنکھیں موند گیا۔

ہماری تو کوئی عزت ہی نہیں ہے جس کا جو منہ آرہا وہی کرتا پھر رہا۔

ولید شاہ غصے کے مارے بڑبڑانے لگے۔

یہاں تو بیٹھنا ہی فضول ہے ... کشن زمین پر پٹختے وہ تن فن کرتا کمرے کی طرف چلا گیا۔

اسے کیا ہوا یہ تو ایسے ناراض ہو رہا ہے جیسے اسکی بیوی روٹھ کر میکے چلی گئی ہو!...

دا جی مذاق میں کہتے ہنس پڑے۔

بی جان بھی مسکرا دی۔

اب انہیں کیا خبر تھی کہ جس بات کو وہ مذاق میں کرتے ہنس رہے ہیں دراصل انکے نواسے کے بگڑے موڈ کی اصل وجہ وہی تھی۔

« « « « « « « « « « « «

اب آپکی طبیعت کیسی ہے ڈیڈ؟

انہیں ہوش میں آتے دیکھ وریشہ نے فکرمندی سے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں پرنسس۔

وہ مسکراتے ذرا آہستگی سے بولے۔

ڈیڈ کیا ہوا تھا آپکو ڈاکٹر کہہ کر گئے ہیں کہ آپ نے بہت زیادہ سٹریس لیا جسکی وجہ سے آپکا بی پی شوٹ کر گیا۔

کیا پریشانی ہے ڈیڈ۔۔مجھے بھی نہیں بتائیں گئیں؟

انکے ہاتھ تھامے وریشہ کی انکھ سے ننھا سا موتی نکلا انکی بازو پر گرا تھا۔

سب ٹھیک ہے پرنسس ... تم بتاو تمہارا ٹرپ کیسا رہا؟

بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے انہوں نے پوچھا۔

صحیح تھا ڈیڈ!..

اسکی آواز نارمل سے بھی کم تھی۔

احمد سلطان بامشکل سن پائے

آپ یہ میڈیسن کھا لیں ... میڈسن اور پانی کا گلاس انہیں پکڑاتی وریشہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

میں کچھ دیر ریسٹ کرنا چاہتی ہوں آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے کال کر دیجئے گا۔

انکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتی وریشہ انہیں ہدایات دے کر کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

باہر آتے ہی زاروقطار آنسو آنکھوں سے بہنے لگے مجھے یقین نہیں آتا ڈیڈ کہ آپ بھی میرے ساتھ دھوکہ کرتے رہے۔۔!

مرے ہوئے قدم لیتی وہ کمرے میں چلی گئی۔

****

دوپہر کا کھانا کھا کر وہ سب پھر سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے سفیان شاہ بیڈ ریسٹ پر تھا جبکہ ارشان شاہ نے اب تک خود کو کمرے میں بند کر رکھا تھا ولید شاہ اور دا جی ڈیرے پر تھے بی جان اپنے کمرے میں شام کی چائے پی کر آرام کر رہی تھیں۔

عشال عصر کی نماز کے بعد ناول پڑھنے کی غرض سے اپنے کمرے میں آگئی جب عینا بھی اسکے پیچھے پیچھے کمرے تک آئی۔

عشال تم فری ہو؟

جی آپی فری ہوں... کوئی کام تھا کیا؟

کام نہیں مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی!..

وہ کمرے میں داخل ہوتے عشال کے سامنے آبیٹھی۔

جی آپی کیا بات کرنی ہے آپکو؟

پاؤں سمیٹتی عشال نے مسکرا کر پوچھا!..

میں جو بھی پوچھوں مجھے اسکا جواب سچ میں چاہئے پری!..

انشاء اللہ آپی!..

عشال تم اس یونی والے لڑکے کو پسند کرتی ہو؟

وہ سیدھی مدعے پر آئی تھی

عشال کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں تھی۔

اسکے دل کی دھڑکن بےساختہ تیز ہو گئی جسکی وجہ سے وہ خود انجان تھی۔

آپ..یہ..کیا کہہ رہی ہیں...؟

اسکے ہوش اڑے تھے۔

کیونکہ وہ خود اپنے انڈر امڈتے ابتسام کیلئے جذبات سے ناواقف تھی

میں صحیح کہہ رہی ہوں عشال صبح تمہاری حالت دیکھنے کے بعد میں یہ سوال پوچھنے پر مجبور ہوئی ہوں۔

میں کیا اگر کوئی بھی تمہیں اس شخص کیلئے صرف ایک خواب کی بناء پر اتنا روتا دیکھتا تو پہلی بات یہی اخذ کرتا جو میں نے کی ہے۔

عینا نے صاف گوئی سے کام لیا۔

عشال کی آنکھیں چھلک پڑی۔

میرے دل میں اس شخص کیلئے ایسا کچھ نہیں ہے آپی۔

میں اسے پسند نہیں کرتی ... دور اندر کہیں اسکے دل نے اس بات پر اسے ملامت کی تھی مگر وہ سر جھکائے بول گئی۔

ایسا کبھی ہونا بھی نہیں چاہئیے پری کیونکہ تم پہلی محبتوں کے انجام جانتی ہو۔

عشال نے نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا جیسے کہنا چاہتی ہو وہ ان سب جیسا نہیں ہے مگر اسکا یہ مان بھی کب تک رہنے والا تھا خدا بہتر جانتا تھا۔

"جانتی ہوں محبت لال حویلی والوں پر حرام ہے"

وہ آسودہ سا مسکرائی اور بیڈ سے نیچے اتر گئی۔

میں شام کے کھانے کی تیاری دیکھ کر آتی ہوں پھر نماز کا وقت ہو جائے گا۔

کہتی وہ خود تو کمرے سے نکل گئی پیچھے بیٹھی عینا کو وہ فکروں کی گہرائیوں میں اتار گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » »

اسنے دروازہ نوک کیا...

کون..؟

روم سروس!...

عائشہ کے ماتھے پر بل پڑے تھے کیونکہ اسنے کسی کو نہیں بلایا تھا

گن نکالے اسنے پہلے کھڑکی کھولی اور پھر ہلکا سا دروازہ کھولا ابھی وہ ذرا سی گردن باہر کرتے سامنے موجود شخص کو دیکھتی مقابل دروازے کو لات مارتا ایکدم سے اندر دھڑام لگا تھا

حسیب نے اندر آتے فوراً سے دروازہ بند کیا تھا

ہاؤ ڈیئر یو ... یو ایڈیٹ ... اپنا ماتھا ملتے وہ ایکدم سے غرائی۔

یہ کونسا طریقہ ہے کسی لڑکی کے کمرے میں آنے کا ... اسے مسکراتے دیکھ وہ مزید غصے سے بولی

اور یہ کونسا طریقہ ہے کسی کے دل میں آکر پھر یوں چھپ جانے کا۔

اسی کے انداز میں پوچھتے حسیب نے بازو باندھے تھے

تم پاگل ہو گئے ہو یا اپنا دماغ کہیں گرا آئے ہو ...

دماغ کا تو پتہ نہیں مگر میرے دل پر تم نے ضرور قبضہ کر لیا ہے

دوبدو جواب دیتے وہ مسکرایا عائشہ کو اسکی مسکراہٹ شیشے کی مانند چبھی تھی

مجھے تمہاری اس بکواس کی بلکل سمجھ نہیں آرہی حسیب۔عائشہ نے تنگ آکر کہا

سادہ سے الفاظ میں کہہ رہا ہوں مس عائشہ مجھے تم پسند آگئی ہو کیا تم میری امی کی بہو بنو گئی...؟

تمہاری امی کی بہو کا تو پتہ نہیں مسٹر حسیب میں تمہیں جہنم ضرور بھجوا دوں گئی۔

غصے سے تلملاتے وہ چیخ پڑی

تم شادی کیلئے ہاں کرو جہنم کا ٹرپ میں خود تمہارے ساتھ ارینج کر لوں گا۔

افففف .. عائشہ نے اپنا سر پیٹ لیا۔

کیوں تنگ کر رہے ہو تم مجھے...؟ اب کے وہ دھیرے سے بولی

شروع کس نے کیا تھا..؟ وہ سنجیدہ ہوا

اسکے ماتھے پر پڑے بل اور سرد تاثرات عائشہ کو ذرا سے خوف میں ڈال گئے

میرا تمہارا کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے ...

تو رشتہ بنا لو مگر .... ایک ہی جست میں اس تک پہنچتے وہ سرد مہری سے بولا تھا

مگر آج کے بعد یوں مجھ سے دور جانے کا سوچنا بھی مت!...

میں تمہاری ملازمہ نہیں ہوں مسٹر حسیب ... اسکے سینے پر ہاتھ دھرے عائشہ اسکی اتنی اجارہ داری پر غصے سے پھنکاری

میں عائشہ ذولفقار ہوں اور میرا تم سے ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے جس کی بناء پر تم مجھ پر حکم چلاؤ گئے۔

میں حسیب خان ہوں ... اور تم میری پسند ہو اور بہت جلد بیوی بھی بن جاؤ گئی سو بہتر ہے ٹھنڈے دماغ سے سوچو...

پھر سے قریب آتے حسیب نے سختی سے کہا

بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارے یہ دو ٹکے کے خواب آئندہ میرے ساتھ ایسی کوئی بکواس کی تو سر پھاڑ دوں گئی تمہارا...

اسے باہر کی طرف دھکے دیتے عائشہ کا ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا

ابھی جا رہا ہوں مگر جواب کا انتظار ضرور کروں گا۔

باہر نکلتے حسیب نے ہانک لگائی

پھر اپنی موت تک کا انتظار کرو کیونکہ جواب تو تمہیں اس جنم میں نہین مل سکتا ... دانت پیس کر کہتے عائشہ نے دروازہ ٹھاہ کی آواز سے بند کر دیا۔

« « « « « « « « « « « « « « «

شام ڈھلنے کو تھی ایکبار پھر لال حویلی والے اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے اب کی بار عشال بھی ان سب کے بیچ دا جی کے ساتھ بیٹھی شرارتیں کرتی ہنس رہی تھی۔

عینا سفیان کو دوپہر کا کھانا کھلایا تھا بچے؟

جی بی جان انہوں نے کھانا کھا لیا تھا۔

وہ جو ولید شاہ کو پانی دینے آئی تھی انہیں بتانے لگی۔

اچھا میں اپنے بچے سے مل کر آتی ہوں۔

آپ کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے بی جان آپ کا بچہ یہی آگیا ہے ... ارشان شاہ کی آواز پر سب کے چہروں پر خوشی جھلکنے لگی۔سفیان شاہ کو کندھے سے تھامے وہ ان سب کے بیچ لے آیا تھا

عشال نے فوراً سے اسکے لئے جگہ بنائی اور اسکے ساتھ ہی ٹک گئی۔

کیسا ہے میرا ڈرپوک بچہ..؟

بھائی ... اسنے خفگی سے پکارا۔

وہاں موجود سب لوگ بیک وقت ہنس دیئے۔

پری ڈرپوک نہیں ہے سفیان!..

ارشان نے اسے ڈپٹا تھا۔

تو ٹھیک ہے بھائی میں کل تتلی منگواتا ہوں پھر پتہ چل جائے گا۔

اسکے سر پر ہلکی سی چپت رسید کرتے سفیان ہنس دیا۔

میں آپ سے بات نہیں کروں گئی!..

اسنے اپنے جیسی ہی معصوم سی دھمکی دی۔

کوئی میری پری کو نہیں ڈرائے گا...میں ہوں نا!...

اسکی رونی صورت بنتے دیکھ ارشان شاہ فوراً سے بول پڑا۔

سائیں ...؟

وہاں کوئی کچھ مزید بولتا باہر سے خادم کی آواز سنائی دی۔

کیا ہوا خادم!..

سفیان نے وہی سے جواب دیا۔

سائیں باہر کوئی لڑکا آیا ہے۔

تو اسے ڈیرے میں بیٹھاؤ خادم۔

سائیں وہ وہاں نہیں بیٹھنا چاہتا وہ یہاں ملکہ بیگم سے ملنے آیا ہے۔

اور کہتا ہے ڈیرے پر نہیں حویلی میں ہی انکے سامنے ان سے بات کرنا چاہتا ہے۔

خادم نے ساری تفصیل بتائی۔

اس وضاحت پر بی جان سمیت وہاں سب تشویش میں مبتلا ہوئے۔

نام کیا بتایا اسنے اپنا...؟

اب کی بار ارشان شاہ نے سوال کیا تھا۔

جی سائیں ابتسام نام بتا رہا ہے اپنا۔

جہاں ارشان شاہ حیرت کے سمندر میں غوطے کھانے لگا وہی عشال کا رنگ فق ہوا تھا۔

یہ کون ہے خبیث کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ ہم کسی بھی غیر کو حویلی میں آنے کی اجازت نہیں دیتے۔

ولید شاہ غصے سے استفار کرنے لگے۔

جی سائیں وہ!...

اسے اندر بھیج دو خادم۔

جی ٹھیک ہے سائیں۔

وہ تو چلا گیا مگر اسکے فیصلے پر وہاں موجود تمام نفوس دنگ بیٹھے تھے۔

بھائی آپ نے اسے اجازت کیوں دی؟

میں اسے جانتا ہوں سفیان فکر کی بات نہیں ہے۔

مگر میں یہ نہیں جانتا کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے ... وہ بھی سب کی طرح تشویش میں مبتلا تھا۔

یہ تو اسکے آنے پر معلوم ہو ہی جائے گا ... دا جی نے آہستگی سے کہا۔

ولید شاہ غصے سے بھرے بیٹھے تھے ایکبار پھر ارشان شاہ نے اپنی منمامی کی تھی۔

چلو بچے آپ اندر جاؤ...عینا تم بھی جاؤ!..

سفیان نے ان دونوں کو اندر بھیج دیا۔

اور وہاں موجود باقی سب قدرے تجسس سے آنے والی ہستی کا انتظار کرنے لگے جو وہاں اور کسی سے نہیں بلکہ ملکہ بیگم سے ملنے آیا تھا جو بات ان سب کو حیران کر رہی تھی۔

عشال لاؤنج سے تو باہر آگئی مگر اسکے قدم وہی رک گئے جب اسے وہی رکے دیکھ عینا اسکے قریب آئی۔

کیا ہوا عشال تم آ کیوں نہیں رہی؟

آپی میں یہی چھپ کر انکی باتیں سننا چاہتی ہوں۔

عینا نے حیرت سے اس پاگل لڑکی کو دیکھا۔

تم اسے جانتی ہو پری؟

آپی یہ وہی یونی والا لڑکا ہے.

عشال نے مدھم سی آواز میں کہا تو عینا کو بھی مجبوراً وہی رکنا پڑا۔

اپنی مخصوص شاہانہ چال چلتے وہ اس ہال نما لاؤنج میں داخل ہوا۔بلیک کلر کے تھری پیس میں ملبوس بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیے گلے میں بلیک کلر کی سگریٹ کی شیپ کا بنا لاکٹ لٹک رہا تھا ہاتھ میں گولڈن کلر کے R حرف کا بریسلٹ تھا چہرے کی مخصوص چمک واپس آگئی تھی جو شاید اس ہوا کے باعث تھی جس میں اسکی محترمہ سانس لیتی تھی سیاہ کالی آنکھیں، کھڑی ناک ،ہلکی ڈارھی، گھنی مونچھوں تلے عنابی لب جو سختی سے ایکدوسرے میں پیوست تھے اس خوبرو سنجیدہ مزاج والے نوجوان کو دا جی اور بی جان نے رشک سے دیکھا تھا۔

ابتسام نے اندر آتے باری باری سب کو دیکھا اور پھر اسکی نظر ایک چہرے پر آکے رک گئی۔

وہی ولید شاہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی تھیں انکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا انکا تین سال پہلے گزرا ماضی ایسے انکے سامنے یوں اچانک آکھڑا ہو گا۔

وہ حق دق سے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

جب ابتسام نے انکے بیچ آتے انہیں مخاطب کیا۔

پہچان تو لیا ہو گا!..

اور اسی لمحے سفیان اور ارشان سمیت سب نے ابتسام اور ولید شاہ کے چہرے کی طرف دیکھا۔

وہ اپنی جگہ پر سکون تھا مگر مقابل کے ہوش اڑ چکے تھے۔

تم ابو جان کو کیسے جانتے ہو...اور ہو کون تم؟

سفیان نے بیٹھے ہی سوال کیا تو ابتسام گنگ کھڑے ولید شاہ کو آنکھ مارتا انکی طرف مڑ گیا۔

میں آپ کے ابو جان کو کیسے جانتا ہوں ... میں کون ہوں۔

میں یہ سب بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔

اسنے انتہائی اکھڑے ہوئے انداز میں کہا۔

ارشان کے علاوہ وہاں سب اس کے انداز دیکھ حیران ہوئے تھے کیونکہ وہ تو پہلے ہی اسکے ہر انداز سے واقف ہو چکا تھا اور اسے سر پھرے کا لقب بھی دے چکا تھا۔

تم آرام سے بیٹھ جاؤ بیٹا اور بتاؤ تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟

بی جان کی بات پر ابتسام کے چہرے پر اس سارے وقت میں پہلی بار مسکراہٹ آئی تھی۔

وہ چلتا بی جان کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔

ارشان سفیان دا جی اور منجمند کھڑے ولید شاہ اب اسکے بولنے کے انتظار میں تھے۔

وہ صوفے پر بیٹھا۔ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اور مسکراتے بی جان کو دیکھا۔

بی جان میں ابتسام ہوں ... ابتسام ابراہیم چوہدری۔

بی جان اسکے مہذب انداز میں بتانے پر مسکرا دی۔

میں یہاں کبھی مر کر بھی قدم نہیں رکھنا چاہتا تھا مگر میری مجبوری سمجھ لیں جو میں یہاں آج آپکے سامنے بیٹھا ہوں۔

نفرت بھری نگاہ ولید شاہ کے چہرے پر ڈال کر اسنے انتہائی کڑواہٹ سے کہا۔

غرور کس بات کا ہے بھائی ہم نے تجھے اپنی حویلی کے اندر آنے کی اجازت دی ہے اور تو ہمیں ہی تیور دیکھا رہا ہے۔

سفیان شاہ اسکے انداز پر بھڑک اٹھا۔

خاموش رہو ذرا سفیان میں بات کرتا ہوں۔

ایک وہ اکیلا مرد تھا اور سامنے چار مرد جن کو وہ کسی خاطے میں نہیں لے رہا تھا. انھی کی حویلی میں کھڑا وہ بندہ ان سے ہی پنگے لے رہا تھا۔

بیٹا ہم آپکو نہیں جانتے۔

مگر میں آپ سب کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔

دا جی مسکرا دیئے۔

وہ کیسے بیٹا؟

دا جی وہ تو آپ اپنے نواسے اور بیٹے سے پوچھیں۔

وہ پرسکون تھا تو ارشان شاہ بھی پرسکون سا تھوڑی تلے ہاتھ رکھے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا مگر ولید شاہ کے چہرے پر تو ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔

تم کیسے جانتے ہو کہ میں دا جی ہوں؟

انہوں نے بتایا تھا۔

بولتے اسکے چہرے پر کرب کے سائے لہرانے لگے۔

اسکی بدلتی کیفیت دیکھ سب مشتعل ہوئے۔

کس نے بتایا؟

جس کی امانت میں آپکو دینے آیا ہوں۔

اسنے کوٹ کے اندر والی پاکٹ سے ایک خط نکالا۔

یہ کس نے دیا ہے بیٹا؟

بی جان نے خط لیتے اس سے پوچھا۔

آپ خود پڑھ لیں۔

ابتسام صوفے سے اٹھ گیا۔

پانچ منٹ گزر گئے سب بی جان کی طرف دیکھ رہے تھے جن کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہنے لگے۔

ارشان متفکر سا ہوتا سیدھا ہو بیٹھا وہی حال وہاں موجود سب کا تھا۔

تم اسے کیسے جانتے ہو بیٹا؟

ہنوز خط کو دیکھتی انہوں نے روتے ہوئے پوچھا۔

بھابھی ہیں وہ میری۔

ابتسام کی آنکھ سے ایک آنسو نکلتا انکے جھریوں زدہ ہاتھ پر گرا۔

انکے ہاتھ سے خط چھوٹتا زمین بوس ہو گیا وہ اسے دیکھتی ابتسام طوفان کی طرح وہاں سے غائب ہو گیا۔

ارشان انکی حالت دیکھتا بھاگتا ہوا ان تک آیا اور فرش پر پڑا خط اٹھائے اسے پڑھنے لگا۔

بھائی کیا ہے اس خط میں؟

دا جی آپ بتائیں کیا لکھا ہے اس میں؟

وہاں سے اب اسکی آوازیں نہیں آرہی تھی اسلئے عینا اور عشال بھی انکے پیچ آگئی تھیں۔

ارشان نے سپاٹ چہرے سے اندر آتی عشال کو دیکھا دا جی اپنا سر پکڑ کے صوفے پر گر گئے۔

عشال نے اسکے ہاتھ سے خط لیا اور سفیان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

جیسے جیسے وہ دونوں خط پڑھ رہے تھے انکی روح فنا ہو رہی تھی

عشال کا خط والا ہاتھ لڑکھ گیا تو عینا نے اسکے ہاتھ سے خط لے لیا۔

وہاں مکمل خاموشی چھا گئی۔

اسے بلاؤ ارشان... میری بچی... میری بچی انکے پاس ہے!..

بی جان کی آواز پر وہاں چھایا سناٹا پل کو ختم ہوا۔

وہ جا چکا ہے بی جان۔

اسنے سرگوشی نما آواز میں کہا۔

سفیان نے ہچکولے لیتے عشال کے وجود کو اپنے حصار میں لیا۔

اور وہی لمحہ تھا جب عشال اسکے حصار میں آتی اتنی شدت سے روئی کہ وہاں موجود سب کا سکتہ ٹوٹ گیا۔

سفیان اسے کیا تسلی دیتا وہ تو خود سر گرائے زاروقطار روئے جا رہا تھا۔

ہال کی فضا میں ایک ساتھ تین اکٹھے زناٹے دار تھپڑ کی گونج ابھری۔

سب نے اس طرف دیکھا جہاں بی جان نے ولید شاہ کو پے در پے تھپڑ مارے۔

کونسی کمی رہ گئی تھی میری تربیت میں ولید شاہ کیا کمی تھی جو تم انسان کے رتبے سے گر کر جانور بن گئے۔

اسکا گریبان پکڑے وہ چیختے پوچھ رہی تھیں۔

آپ کیا کہہ رہی ہیں بی جان مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا؟

انکے ہاتھ تھامے ولید شاہ نے سوالیہ انداز میں ان سے پوچھا۔

کہا کہہ رہی ہیں واؤ یہ کہا کہہ رہی ہیں یہ بھی اب ہم آپکو بتائیں کیا آپکو خود نہیں پتہ آپ نے کیا گناہ سر زد کیا ہے۔

ارشان ہذیانی انداز میں چیختا اس ٹیبل تک آیا اور وہاں پڑا خط اٹھاتے انکے اوپر پھینک دیا۔

اسے پڑھیں ماموں آپ کے کارنامے لایا تھا وہ شخص۔

اسنے سپاٹ چہرے سے کہا۔

ولید شاہ نے وہ خط پڑھا جیسے جیسے وہ خط پڑھتا گیا اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

آدھا خط ہی پڑھتے انہوں نے سر جھکا لیا۔

اب کیا کہیں گیئں آپ ماموں جواب دیں اب کیا جھوٹ بولیں گیئں۔

اس خطا میں عشاء نے صاف صاف لکھا ہے کہ اس رات آپ نے ممانی جان کو سیڑھیوں سے دھکا دے کر مار دیا اور یہی نہیں وہ آدھا گھنٹہ آپکے سامنے سسکتی رہیں مگر آپ بے حس بنے انکی موت کا تماشا دیکھتے رہے۔

یہ سب کہتے کب اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ارشان کو معلو ہی نہیں ہوا۔

عینا بی جان کو تھامے چپ کرانے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

جب دا جی اٹھتے اسکے سامنے اکھڑے ہوئے۔

ابو جان وہ لڑکا جھوٹ بول رہا ہے اور کیا ثبوت ہے اسکے پاس کہ یہ خط عشاء نے لکھا ہے۔

وہ ابھی بول رہے تھے جب دا جی کا ہاتھ اٹھا اور ولید شاہ کے دوسرے گال پر بھی نشان پڑ گیا۔

اور کتنی ذلت سے گزارو گئے تم ہمیں ولید شاہ۔

اسکا بازو پکڑے وہ رو پڑے تھے۔

ابو جان!...

مت کہو مجھے ابو نہیں ہوں میں تمہارا باپ ولید شاہ۔۔۔

اسکے گریبان کو پکڑے وہ چیخ پڑے۔

نہیں ہو تم میری اولاد ارے تم جیسی گندی اور بے حس اولاد کبھی میری... بولتے بولتے وہ کھانسنے لگے انکا سانس پھولنے لگا تھا۔

دا جی ... دا جی ... ارشان نے بھاگتے انکو تھام کر صوفے پر بٹھایا تھا اور پانی کا گلاس انکے منہ سے لگایا۔

اور کتنے سچ ہیں اور کونسے کونسے راز ہیں جو ہم پر ابھی آشکار ہونے باقی ہیں پتہ نہیں اور کتنی ذلتیں ہم نے ابھی سہنی ہیں۔

دا جی روتے روتے کہنے لگے۔

انکی باتیں ولید شاہ کے دل کو چبھی تھیں۔

بس کریں ابو آپ ایک انجان شخص کی بات کا یقین کر رہے ہے بجائے اپنے بیٹے کے ... وہ انکے قریب آئے۔

ابو میری بات سنیں یہ لکھائی عشاء کی نہیں ہے۔

وہ پورے یقین سے بولے۔

بس کریں ابو ، بس کر دیں ... ایکدم سے چیختی عشال انکے سامنے آرکی۔

اور کتنا جھوٹ بولیں گئیں ابو آپ ، یہ لکھائی میری بہن کی ہے ... یہ عشا آپی نے لکھا ہے ... بس کر دیں مت بولیں جھوٹ قبول کر لیں اپنا گناہ ... وہ ہذیانی انداز میں چیختی ان سے کہہ رہی تھی۔

اسکی چیخیں، اونچی آواز ولید شاہ کی برداشت سے باہر ہوئی۔

ہاں ہاں میں نے مارا ہے تمہاری ماں کو ... میں نے دھکا دیا تھا اسے سیڑھیوں سے ... وہ اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں دھاڑے۔

قبول کرتا ہوں میں اپنا گناہ ، کیا کر لو گئی تم!!...

اسکی سرخ متورم نظروں میں اپنی سفاک نظریں گاڑھے انہوں نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

وہاں موجود تمام نفوس انکے اعتراف پر اپنی اپنی جگہ دم بخود رہ گئے۔

عشال کو لگا وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گئی اسکا دل رکنے لگا آنسوؤں میں روانی آگئی۔

ا...ابو.. آپ...نے...می.. میری...ماں...کو مم..مار..دیا۔

دل کے مقام پر ہاتھ رکھے وہ بامشکل لمبے لمبے سانس لیتے بولنے کی کوشش کر رہی تھی

اسکی حالت دیکھ ارشان آگے بڑھنے لگا جب اسنے وہی ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

ہاں میں نے مارا تمہاری ماں کو اور تم کیوں رو رہی ہو اس جیسی بدکردار عورت۔۔۔

وہ بدکردار نہیں تھیں ... وہ بدکردار نہیں ہیں سنا آپ نے۔۔۔

انکا بازو تھامے ایک دم سے وہ چیخ پڑی۔

ولید شاہ کی زبان پر قفل لگ گیا۔انہیں یقین نہیں تھا عشال کبھی ان سے ایسے بات کرے گئی۔

آپ ایک بُرے باپ ہیں ایک ظالم شوہر۔۔۔میری ماں ایسی نہیں تھی نا ہے اپنے دماغ میں بٹھا لیں یہ بات۔

وہ میری ماں تھی ابو انہوں نے مجھے جنم دیا تھا کیسے اتنے سفاک بن گئے آپ ابو کیسے ... کیسے ؟؟؟ اپنا سر پیٹتے وہ اس کمرے کے وسط میں کھڑی وین کرنے لگی

آپ چاہتے تو انہیں بچا لیتے ... کیوں... کیوں مارا آپ نے کیوں؟ مجھے مار دیتے میری ماں کو اتنی اذیت کیوں دی... کیوں کیوں کیوں مجھے جواب چاہیئے ابو مجھے جواب دیں۔

بے سدھ کھڑے ولید شاہ کی بازو جھنجھوڑتے وہ شدت سے روتے چیختے ان سے جواب مانگ رہی تھی۔

جواب دیں ابو ... خدا کا واسطہ مجھے جواب دیں۔

انکے قدموں میں گرتی اسکی آواز رندھ گئی۔

جواب دیں ابو ... کیوں کیا آپ نے ایسا؟

صوفے پر نڈھال سے بیٹھے سفیان نے روتے ہوئے انہیں پکارا تھا۔

وہ تمہاری بہن کو اس حویلی سے بھگا رہی تھی وہ میری عزت مٹی میں ملانے والی تھی وہ میری عزت خاک کرتی میں نے اسے ہی اس دنیا سے دور بھیج دیا۔

سفاکیت کی انتہا کرتے انہوں نے تحمل سے وجہ بتائی۔

پیروں میں گری عشال نے اپنی سرخ ہوتی نظریں اٹھائے انہیں دیکھا جن کے چہرے پر بلا کا سکون تھا۔

آپی کو امی نے نہیں بھگایا تھا ابو ... عشال کی سسکیوں بھری آواز پر ولید شاہ سمیت سب نے حیرت سے اسے دیکھا

آپی کو اس حویلی سے بھگانے والے آپ تھے،

آپ کے وہ اصول تھے وہ حکم جو آپ ان پر زبردستی تھوپنا چاہتے تھے وہ بے جا رشتہ جو آپ نے۔۔۔

زبان کو لگام دو عشال ... بازو سے پکڑے اپنے روبرو کرتے وہ اسکے چہرے پر دھاڑے تھے۔

کیوں ابو سچائی اتنی کڑوی لگی آپکو ... میں تو سچ کہہ رہی ہوں وہ سچ جو پچھلے بائیس سالوں سے اس دل میں دفن کر کے بیٹھی ہوں۔

میں تم سے کہہ رہا ہوں خاموش ہو جاؤ۔

وہ ایک بار پھر چیخے۔

کیوں خاموش ہو جاؤں ابو ، آخر کیوں..؟

انکی آنکھوں میں آنکھے ڈالے وہ ایکدم پھٹ پڑی

میری ماں کو بھی آپ ایسے ہی مار پیٹ کر چپ کراتے تھے نا کیا مجھ پر بھی ہاتھ اٹھائیں گئیں۔۔۔ اٹھائیں ہاتھ ابو ... ماریں مجھے ...

وہ سسکنے لگی۔

میری ماں کو تو مار دیا مجھے بھی...

نہیں تھی وہ تمہاری ماں ، نہیں تھی میری بیوی ... نہیں مانتا میں تمہیں اپنی بیٹی ... کسی بے جان شے کی طرح اسے خود سے دور پھینکتے وہ بے تاثر لہجے میں چیخ اٹھے۔

بےساختہ دھکا لگنے کی وجہ سے عشال فرش پر گری اسکا سر ٹیبل کی سائیڈ پر جا لگا جہاں سے اب خون بہہ رہا تھا مگر اسے تکلیف نہیں ہو رہی تھی وہ رو بھی نہیں رہی تھی وہ تو بس رک رک کر چلتی دھڑکنوں میں سامنے کھڑے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی جو اسے بیٹی ماننے سے ہی انکار کر رہا تھا۔

اب..و...ابو... اسے لگا جیسے کسی نے اسے منوں مٹی تلے اتار دیا ہو۔

پری...ارشان بھاگتا اسکے پاس آیا۔

نہیں ہوں میں تمہارا ابو میرا صرف ایک بیٹا ہے اور وہ ہے سفیان شاہ تمہاری ماں سے شادی میری مجبوری تھی ایک بدلہ بس وہ میں نے پورا کیا تمہاری ماں جیسی عورت کبھی میری بیوی نہیں بن سکتی میری صرف ایک بیوی تھی تمہاری ماں سے میں نفرت کرتا ہوں بے پناہ نفرت اور میری نفرت تو اس دن مزید بڑھ گئی جس دن اسنے تم دونوں کی شکل میں اس حویلی میں منحوسیت اتاری تھی

ماموں ... ارشان شاہ نے رعب دار آواز میں انہیں پکارا۔

ا..ایک... منٹ بھائی... مجھے سننے دیں ... میں سننا چاہتی ہوں آج ... اسنے ارشان کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

میرا دل غم کی شدت سے پھٹنے کو ہے مجھے لگتا مجھے اگلی سانس نہیں آئے گی بھائی ... روتے اسکی آواز رندھ گئی۔

مگر میں سنوں گئی آج مجھے وہ حقیقت جان لینے دیں جسکی وجہ سے ابو کو ہم سے نفرت ہے۔

ارشان نے روتے نفی میں سر ہلایا جیسے کہنا چاہتا ہو مت سنو۔۔نہیں سہہ پاؤ گئی حقیقت ... مگر عشال آنکھیں رگڑتی ولید شاہ کو دیکھنے لگی۔

بولیں ابو... اسنے لمبی سانس بھری جیسے ڈر ہو وہ ابھی رو پڑے گئی۔

سفیان نے روتے پری کو دیکھا اور پھر ولید شاہ کے سامنے دائیں بائیں سر ہلانے لگا۔

مگر ولید شاہ سب اگنور کیے نفرت سے ہنکار بھرے چہرا ہی موڑ گئے۔جیسے انہیں فرق ہی نہیں پڑتا کوئی جیئے یا مرے۔

بتائیں ابو کیا ہے وہ حقیقت؟

وہ فرش پر ہی گری پوچھنے لگی۔

اپنے بھائی سے پوچھو جو ساتھ بیٹھا ہے تمہارے، تمہارا خیر خواہ بنتا ہے اس سے کہو تمہیں حقیقت بتائے ، تمہیں بتائے مجھے کیوں نفرت ہے "تمہارے وجود سے."

انہوں نے آخری کیل بھی ٹھوک دی.

عشال نے شاکی نظروں سے انکی طرف دیکھا۔

نن.. نفرت!...

بب..بھائی...ابو کک..کیا... کہہ رہے ہیں بتائیں مجھے وجہ بھائی...کیوں کرتے ہیں وہ مجھ سے نفرت؟

اور کونسے بدلے پر انہوں نے میری ماں سے شادی کی تھی؟

بولیں چپ کیوں ہیں بھائی جواب دیں مجھے بتائیں بھائی میرا دل رک رہا ہے مجھے وجہ بتائیں ... اسے کندھے سے پکڑے وہ پاگلوں جیسے چیخنے چلانے لگی۔

ارشان نے بےساختہ اسے اپنے ساتھ لگایا۔

خدا کا واسطہ بھائی مجھے کوئی دلاسہ نہیں چاہئے مجھے حقیقت بتائیں۔۔۔انکے حصار سے نکلی وہ بپھری شیرنی بنے دھاڑی۔

ماما...

ارشان نے آنسو پونچھتے اسے دیکھنے سے گریز برتتے زبان سے ایک لفظ ادا کیا۔

ہاں میری ماں کیا ... بتائیں..؟

اسکا چہرا پکڑے عشال نے منت کی۔

آمنہ شاہ تمہاری امی ... وریشہ کی بھی امی ہیں۔

ارشان نے بتاتے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

وو...ریشہ کی امی... عشال سناٹوں کی زد میں تھی۔

اسکا دل مٹھی میں آیا۔

بے ساختہ اسے اپنی اور وریشہ کی گفتگو یاد آئی۔

وہ..وہ وریشہ کی امی کیسے ہو سکتیں ہیں بھائی وہ تو میری امی ہیں نا صرف میری... ادھر دیکھیں نا بھائی مجھے بتائیں ... کہیں کہ آپ مذاق کر رہے ہیں بولیں ... بولیں کہ عشال وہ صرف تمہاری امی ہیں۔

بولیں بھائی میں سن رہی ہوں ہاں بولیں۔

وہ پاگلوں جیسے بول رہی تھی ارشان کو اسکا ذہنی توازن بگڑتا محسوس ہونے لگا۔

بولیں نا چپ کیوں ہیں بولیں ، کہیں عشال وہ صرف تمہاری امی ہیں بولیں خاموش کیوں ہیں..؟

اسکے دونوں کندھے تھامے ایکدم سے وہ ہذیانی انداز میں چیخنے لگی۔

نہیں ہیں ، نہیں ہیں عشال وہ صرف تمہاری امی نہیں ہیں بچے۔

اور عشال کو لگا اسکے کانوں میں کسی نے پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو وہ ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی اسے بس ارشان کے ہلتے لب نظر آرہے تھے باقی وہ اپنے حواس کھو چکی تھی۔

ماموں نے میرے بابا کے مرنے کے بعد بھی اپنے بدلے کی آگ کو بجھانے کیلئے انکے بھائی احمد سلطان یعنی کے میرے چاچو کا گھر تباہ کر دیا انکی بیوی کو زبردستی ان سے طلاق دلوا کر خود ان سے شادی کر لی۔۔۔کیوں ماموں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا اپنی انا کی تسکین کیلئے کیا تھا نا آپ نے یہ سب؟

اسنے بھیگے لہجے میں ان سے استفار کیا۔

ولید شاہ نے نفرت سے اسے دیکھتے منہ پھیر لیا۔

سفیان شاہ تو دکھ کے مارے نظریں تک نہیں اٹھا پا رہا تھا آخر کیسا شخص تھا اسکا باپ؟

عینا ، بی جان اور دا جی اپنی جگہ روتے رہ گئے تھے۔

عشال ٹرانس کی کیفیت میں فرش سے اٹھتی ایکبار پھر انکے روبرو ہوئی۔

اور کتنی زندگیاں برباد کی ہیں آپ نے اپنی انا کی تسکین کی خاطر؟

اسنے ابو نہیں کہا تھا۔وہ روئی نا اسکی زبان لڑکھڑائی ... وہ بے تاثر لہجے میں ان سے پوچھ رہی تھی۔

تمہاری یہ مجال تم مجھ سے اس لہجے میں بات کرو گئی.

اسکی ٹون پر آگ بگولہ ہوتے ولید شاہ کا ہاتھ اٹھا مگر اسے بیچ راہ میں ہی روک دیا گیا۔

اسکی گردن نہیں جھکی مگر اسنے نم نظریں موڑی جہاں سفیان ولید شاہ کا ہاتھ تھامے غضب ناک تیوروں میں انہیں گھور رہا تھا

وہ آپکی بیٹی نا سہی مگر میری بہن ضرور ہے خبردار جو اسے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی کی... سارے لحاظ بھول جاؤں گا۔

تم..تم اس بدکردار کی بیٹی کیلئے مجھ سے ایسے پیش آؤ گئے۔

ولید شاہ کو شوک لگا۔

"ایک بار اور اگر آپ نے میری ماں کو بدکردار کہا تو میں آپ کو جان سے مار دوں گئی"..

وہ اپنے آپے سے باہر نکل چکی تھی اسکے ضبط کا بھرا پیالہ اب بہنے کے درپے تھا اب وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

ولید شاہ نے طیش کے عالم میں اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھا۔

تم مجھے مارو گئی اپنے باپ کو..؟

وہ اسکی طرف لپکتے ارشان شاہ نے انہیں تھام لیا۔

میں ولید شاہ کو ماروں گئی، نہیں ہیں آپ میرے باپ ، سنا آپ نے میں یتیم ہوں آج سے کوئی نہیں ہے میرا اس دنیا میں ، مر گئے عشال شاہ کے ماں باپ , زندہ دفن کر دیا آپ نے مجھے اور میں نے آپکو۔

وہ ہذیانی انداز میں چیختی فرش پر گری بلک بلک کر رو دی۔

عشال میری بچی ... بی جان بھاگتے اسکے فرش پر گرے وجود کے پاس آئی تھیں۔

اتنی سفاکیت، اتنا ظلم... میں مر کیوں نہیں گئی بی جان میں کیوں زندہ ہوں یہ سب سننے سے پہلے میں مر کیوں نہیں گئی میرا دل کیوں نہیں پھٹ گیا بی جان۔۔۔اللہ، یا اللہ کیا اس دن کیلئے میری سانسیں چل رہی تھیں ... فرش پر گری وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی بوڑھی بی جان اسے سنبھالنے میں ہلکان ہونے لگی تو عینا دا جی کے پاس سے اٹھتی بھاگتے انکے پاس آئی تھی۔

میرا دل کر رہا ہے بی جان میری سانسیں رک جائیں یا میرا دل پھٹ جائے میں مر جاؤں بی جان مجھے موت دے دیں اللہ جی۔

وہ بن پانی کے مچھلی جیسے تڑپنے لگی۔

نا...نا میری بچی ایسا نہیں کہتے اللہ تمہیں میری بھی زندگی لگا دے میری جان ... اسکے الفاظ سن بی جان تڑپ اٹھی۔

نہی.. نہیں خدا کا واسطہ بی جان مجھے لمبی زندگی کی دعائیں مت دیں۔۔۔روتے اسنے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے۔

می..میرا دل چاہ رہا ہے بی جان میں اوپری منزل سے کود کر خودکشی کر لوں یا خود کو آگ لگا دوں ۔۔۔اتنی اذیت ، اتنی تکلیف میں کیسے زندہ رہوں گئی بی جان میں تو پل پل مروں گئی۔

انکے ہاتھ پکڑے وہ اپنے خدشے انہیں بتانے لگی۔

اسکی حالت دیکھ وہاں سب کے دل کٹ کے رہ گئے تھے۔

نہیں..می..میں زندہ نہیں رہ سکتی بی جان مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے..ہٹیں مجھے جانے دیں۔

انکو پرے دھکیلتی عشال لڑکھڑاتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

عشال رکو ...

میری بچی ایسا کوئی قدم مت اٹھانا۔

عینا اور بی جان کی بیک وقت آواز وہاں گونجی۔

وہ بے قابو ہوتی ان کے حصار سے نکلتی جب سامنے سے آتے ارشان اور سفیان نے اسے تھام لیا۔وہ جو ولید شاہ کو کمرے میں بند کر کے آئے تھے عشال کی باتیں سن تڑپ اٹھے تھے

کہاں جا رہی ہو پری؟

مرنے جا رہی ہوں بھائی!..

اسنے روتے ہوئے کہا۔

اللہ صبر دینے والا ہے پری۔

اسنے جیسے تسلی دی۔

نہی... نہیں بھائی مجھے صبر نہیں آئے گا... مجھ سے میری ماں چھین لی ، باپ نے اپنا نام چھین لیا ، بہن دور کر دی گئی۔۔۔اتنی تکلیفیں سہنے کے بعد کیسے مجھے صبر آئے گا بھائی،کیسے میں سکون سے رہوں گئی؟

اپنے بالوں کو نوچتی وہ بدحواس سی اس سے پوچھنے لگی۔

سب دور ہو جائیں مگر تمہارا بھائی تو تمہارے پاس ہے...مجھے چھوڑ کر مت جاؤ پری میں اب تمہاری جدائی برداشت نہیں کر پاؤں گا۔

"میں ہوں نا تمہارا بھائی "

اسکے سسکتے وجود کو حصار میں لیتے سفیان شاہ خود بھی رو پڑا۔

"میں اپنی پری کو کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا"

اسکے بال سہلاتے وہ اسے تسلیاں دینے لگا۔

جبکہ عشال ٹرانس کی کیفیت میں غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھی آنکھیں خشک ہو چکی تھیں، آنسو تھم گئے مگر اسکے حواس اب بھی ویسے ہی تھے۔

یہاں بیٹھو پری ... اسے صوفے پر بٹھائے ارشان خود اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

ادھر دیکھو پری ، میری بات سنو بچے ایسا بولنا تو دور سوچنا بھی گناہ ہے خودکشی حرام ہے عشال!...

اسکی باتیں سنے اسے ڈر لاحق ہوا تو ارشان نے اسے سمجھانا ضروری سمجھا۔

"مگر وہ کہاں سن رہی تھی وہ تو ٹرانس کی کیفیت میں بیٹھی شاید اپنے دل کے رکنے کے انتظار میں تھی کہ کب یہ دھڑکنوں کا تسلسل ٹوٹے اور وہ ان دکھوں سے جان چھڑا لے"

ہم یہاں سے چلے جائیں گئیں پری دیکھنا پھر سب ٹھیک ہو جائے گا تم نے ابھی پڑھنا ہے سن رہی ہو نا مجھے تم نے مامی کا خواب پورا کرنا ہے۔

ارشان نے اسکا کندھا ہلایا تھا مگر وہ بے سدھ بیٹھی رہی۔

دا جی بی جان عینا اور سفیان پر اسکی حالت گراں گزر رہی تھی۔

وہ اس حویلی سے کہیں نہیں جائے گئی۔

اس رعب دار آواز پر عشال کے علاوہ سب نے بیک وقت ولید شاہ کی طرف دیکھا۔

عشال جائے گئی اور میں اسے لے کر جاؤں گا جو کر سکتے ہیں کر لیں۔

ارشان نے کھلی دھمکی دی۔

میں دیکھتا ہوں کیسے تم اسے اس حویلی سے لے کر جاتے ہو۔

انکی ہٹ دھرمی ہنوز قائم تھی

ارشان سمیت سفیان کا دماغ بھی گھوم گیا۔

کیا میرے مما بابا کی طرح مجھے پر بھی حملہ کروائیں گئیں۔

اسنے طنز کیا۔

میں تمہارے ساتھ بہت برا پیش آؤں گا ارشان شاہ۔

وہ ہنس پڑا۔

بس بہت ہوا ابو خاموش ہو جائیں اس سے پہلے کہ میں کچھ غلط کر بیٹھوں ... سفیان نے اپنا ماتھا مسلتے ضبط سے کہا تھا۔

کیسے بھائی ہو تم سفیان وہ نامحرم ہے تم کیسے اسے اپنی بہن کو لے جانے دے سکتے ہو۔

انکی اگلی بات پر نا صرف ارشان بلکہ باقی سب نے بھی ولید شاہ کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا۔

"نا محرم ہوں مگر آپکی طرح بے غیرت نہیں ہوں"

ارشان ... وہ اس پر لپکتے سفیان بیچ میں آ کھڑا ہوا۔

ان سے پہلے آپ کو مجھے مارنا ہو گا ابو۔

تم ہٹ جاؤ سفیان آج انکے گھٹیا پن کی انتہا دیکھ لینے دو مجھے۔

ارشان نے اسے ہٹانا چاہا۔

ایک منٹ بھائی... سفیان نے اسے روک دیا

"جس نامحرم کی بات آپ کر رہے ہیں نا وہ عشال کو اپنی سگی بہن سے بھی زیادہ محبت اور تحفظ دیتا ہے"

"اور اسکے علاوہ یہ کہ بھائی نکاح کر چکے ہیں اپنی چاچو کی بیٹی سے"

اس حقیقت نے لال حویلی والوں کو ایک بار پھر سناٹوں کی زد میں لا کھڑا کیا

ولید شاہ نے حیرت اور غصے سے ارشان کو دیکھا۔

ٹھیک کہہ رہا ہے میں نے نکاح کر لیا ہے اور عشال میرے ساتھ ہی جائے گئ آپ نے مجھے جان سے مارنا ،مار دیں مگر میں اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

اگر اس لڑکی نے ایک قدم بھی حویلی سے باہر نکالا تو اپنے انجام کی خود ذمہ دار ہو گئی۔

ولید شاہ بپھرا شیر بنا غرایا۔

"اگر آپ سب مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہیں"

ولید شاہ سمیت سب نے بیک وقت سن بیٹھی عشال کی طرف دیکھا۔

"تو مجھے ابھی اور اسی وقت اس حویلی سے کہیں دور لے جائیں"

میں آپکے ساتھ جاؤں گئی بھائی وہ بھی ابھی اسی وقت!..

عشال نے اپنا حتمی فیصلہ سنایا۔

خادم ... ارشان شاہ کی رعب دار آواز وہاں گونجی۔

جی سائیں۔

گاڑی تیار کرواؤ میری... ہم ابھی اسلام آباد کیلیئے نکلیں گئیں۔

اسنے ساری بات ولید شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہی تھی۔

وہ انگاروں پر لوٹتے دم بخود سے کھڑے رہ گئے۔

ارشان وہاں سے اپنے کمرے کی طرف آیا اور ٹیبل پر پڑی چابی اور انویلپ پر نظر پڑتے ہی وہ بھی اٹھایا اور پاکٹ میں رکھ لیا۔

حسنہ بی جلدی کریں آپ ساتھ چل رہی ہیں۔

ارشان نے سیڑھیوں سے نیچے آتے ایک بار پھر کہا وہ سب کچھ ہوا کی تیزی کی طرح ہو رہا تھا ولید شاہ کو کچھ سوچنے اور بولنے کیلیئے وقت ہی نہیں ملا تھا۔

وہ نیچے آیا اور بی جان کے پاس کھڑی عشال کا ہاتھ تھاما۔

میں اب یہاں کبھی نہیں آؤں گئی بی جان۔

انکے گلے لگی اسنے روتے ہوئے کہا۔

اور پھر سب سے ملا کر وہ اسے چادر اوڑھتا گاڑی تک لے آیا۔

حسنہ بی اور عشال کو گاڑی میں بٹھائے وہ پلٹا جہان سفیان شاہ کھڑا تھا۔

میں کوشش کروں گا کہ وہ سب بھول جائے اور پہلے جیسے نارمل ہو جائے۔

ارشان نے اسے گلے لگاتے کہا۔

بھائی اس لڑکے کا معلوم کیجیئے گا وہ ضرور عشا کے متعلق جانتا ہو گا مجھے میری دونوں بہنیں چاہئیں۔

اسکی آواز بھاری ہوئی تو ارشان نے بھی نم آنکھوں سے اسے دیکھتے سر اثبات میں ہلا دیا۔

زندگی کے ذرا سے وار سے ہی وہ اسقدر کمزور ہو چکی تھی کہ اسکے لئے اب آگے اسکی زندگی ختم ہو گئی ہے وہ ابھی صرف ایک دکھ کو جھیل کر موت کا انتظار کرنے لگی تھی اس بات سے انجان کے زندگی نے جو نیا سرپرائز اسکے لئے تیار رکھا تھا معلوم نہیں اس حقیقت پر وہ لڑکی کیا کرے گئی۔

بیک سیٹ پر حسنہ بی کے کندھے پر سر رکھے وہ آنکھیں موندے اپنے نئے سفر پر گامزن ہو چکی تھی۔

وہ مسلسل ڈرائیو کر رہا تھا جب کچھ یاد آنے پر ارشان نے کوٹ کے پاکٹ سے موبائل نکالا اور اندر رکھا پیپر بھی بے دھیانی میں سیٹ کے ساتھ ہی کہیں نیچے گر گیا۔

او شِٹ!...

ارشان نے موبائل دیکھا جو آف تھا.

اسنے فوراً سے اون کیا اور جب چارجنگ دیکھی تو وہاں پچاس سے زیادہ چارچنگ تھی پھر اسے یاد جب وہ ولید شاہ کو زبردستی دھکیلتے کمرے میں لے جانے کی کوشش کر رہے تھے تب اسکا موبائل ہاتھا پائی میں نیچے گر گیا تھا

ارشان نے ان خیالوں کو جھٹکتے کال ہسٹری کھولی جہاں احمد چاچو اور انور گارڈ کی لاتعداد کالز شو ہو رہی تھیں۔

احمد سلطان کی طرف سے بھی اسے تشویش ہوئی مگر اپنے گارڈ کی اتنی کالز دیکھ ارشان اچھا خاصا فکر مند ہوا تھا منٹ بھی ضائع کیے بنا اسنے دوبارہ کال ملائی جو پہلی ہی رنگ پر اٹینڈ کر لی گئی جیسے سامنے والا اسکی کال کا ہی انتظار کر رہا ہو۔

ہیلو..ہیلو سائیں...

وہ بدحواس سا اسے پکارنے لگا۔

کیا ہوا انور اتنے پریشان کیوں ہو اور تمہاری کالز آئی ہوئی تھی سب خیریت ہے نا..؟

سائیں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے... سائیں بی بی جی پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہیں۔

وااات... اس خبر نے ارشان شاہ کی سانسوں کو روکنے کا کام کیا تھا۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم... کہاں گئی وہ اور کیسے؟

تم کہاں تھے اس وقت؟

شدتِ ضبط سے وہ چیخ پڑا۔

پیچھے بیٹھی عشال اور حسنہ بی پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔

سائیں میں صبح نماز پڑھ رہا تھا شاید اسی وقت وہ۔۔۔

وہ صبح سے لاپتہ ہے اور تم مجھے اب بتا رہے ہو ... اب کی بار اسنے بریک پر پاؤں رکھا۔

سائیں میں کال کرتا رہا مگر آپکا نمبر بند آرہا تھا۔

وہ ممنایا۔

شِٹ..شِٹ..شِٹ ... سٹرینگ وہیل پر ہے در پے ہاتھ مارتے ارشان نے اپنا سر تھام لیا۔

کیا ہوا ہے بھائی...آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟

وریشہ کہیں چلی گئی ہے اور گارڈ کو بھی معلوم نہیں۔

اسنے ضبط سے بات دوہرائی.

اسکا نام سنتے پیچھے بیٹھی عشال کو پہلی بار کسی انسان سے جیلیسی محسوس ہوئی تھی

شاید وہ اپنے ابو کی طرف گئی ہوں۔

عشال نے یونہی بولا تھا

جب ارشان کو احمد سلطان کی مسڈ کالز یاد آئی۔

فوراً سے موبائل اٹھاتے اسنے کال بیک کی۔

کال اٹھائیں چاچو!...

اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کیا سے کیا کر دے۔

ایک بار مل جاؤ تم پھر بتاؤں گا کیسے بھاگتے ہیں!...

غصے سے دانت پیستے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

جبکہ پیچھے بیٹھی عشال اسکی دیوانگی دیکھ حیران تھی

وہاں سے کال اٹھا لی گئی۔

چاچو..چاچو مجھے بتائیں وریشہ کہاں ہے؟

وہ آپکے پاس آئی ہے کیا..؟

ان کی کال اٹینڈ کرتے ہی وہ ایک ہی سانس میں بولتا چلا گیا۔

کول ڈاؤن زیان وریشہ یہی ہے۔

خدایا تیرا شکر ہے ... احمد سلطان کے لفظوں نے اسکے جسم میں سکون جیسے سرائیت کیا تھا

سٹرینگ وہیل پر سر ٹکائے اسنے گہری سانس اندر کھینچی۔

چلیں میں وہاں آکر بات کرتا ہوں ابھی سفر میں ہوں۔

فی امان اللہ بچے۔

اللہ حافظ چاچو۔

اسنے کال کٹ کر دی اور موبائل ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

وہ اپنے ڈیڈ کی طرف ہے.

چلو شکر ہے اللہ کا!...

حسنہ بی نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

جبکہ عشال یونہی خاموش بیٹھی رہی۔

ارشان نے اسکی خاموشی نوٹ کی تھی مگر کچھ بولا نہیں۔

» » » » » » » » » » »

ہاں کہاں ہو تم...اب تک تو تمہیں پہنچ جانا چاہئیے تھا؟

ہاں پہنچ گیا ہوں آدھے گھنٹے کا سفر باقی ہے ابھی۔

ٹھیک ہے جلدی پہنچ ورنہ میری بیوی تو میرے کان ہی کھا جائے گئی۔

ہاں آرہا ہوں.. وہ ذرا سا مسکرایا۔

» » » » » » » » » » »

کیا وہ جانتی ہے کہ انکی امی سے دوسری شادی کرنے والا کون تھا؟

گاڑی میں پھیلے سکوت کو اسکے ٹھنڈے ٹھار لہجے نے توڑا۔

"نہیں"

وہ بس اتنا ہی بول پایا۔

اور شادی کیسے کی گئی...کیا وہ اس راز سے بھی ناواقف ہیں؟

اسکے اگلے سوال پر زیان حیدر نے بےساختہ گہرا سانس اندر کھینچا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

ہووو... عشال ہنکار بھر کے رہ گئی۔

"مطلب ابھی ایک زندگی اور برباد ہونی ہے"

اللہ نا کرے بچے ایسی بات نہیں کرتے!..

حسنہ بی نے اپنے کندھے پر سر رکھی عشال کو فوراً سے ٹوک دیا۔

"کیوں نا کروں ایسے بات حسنہ بی ... اس میں ایسا کیا مزائقہ ہے"

اسکی ٹون بلکل بدلی ہوئی تھی۔

ارشان نے مرر سے سرسری نظر بیک سیٹ پر بیٹھی اس لڑکی پر ڈالی جو چاہ کر بھی اپنے ساتھ ہوئی ناانصافی کو فراموش نہیں کر پا رہی تھی۔

"میں تمہارے دکھ سے واقف ہوں پری، میں سمجھ سکتا ہوں تم اس وقت کتنی تکلیف سے گزر رہی ہو"

"تو اگر آپ نہیں چاہتے کہ وہ بھی اسی دکھ سے گزرے تو ٹائم سے اسے ساری حقیقت بتا دیں"

اسنے دوبدو جواب دیا۔

"کیونکہ وہ اپنی ماں سے نفرت کرنے لگی ہے"

ارشان ابھی کوئی جواب دیتا عشال کی اگلے جملے نے اسے اپنی جگہ ساکت کر دیا۔

آپکو یاد ہے جب وہ ہمارے گھر آئی تھی مجھ سے ملنے کیلئے۔

انکے کندھے سے سر ہٹا کر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی زیان اپنا سارا دھیان اسکی باتوں کی طرف رکھے بغور اسے سن رہا تھا۔

عشال کے سوالیہ لہجے پر اسنے سر اثبات میں ہلایا۔

تب ہماری سرسری سی اس موضوع پر بات ہوئی تھی میں نے محسوس کیا تھا بھائی اسکے لہجے میں اپنی ماں کیلیئے نفرت ہی نفرت تھی۔میں نہیں جانتی اسے اصل کے بجائے کونسی جھوٹی کہانی سنائی گئی مگر میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ وہ مجھ سے بھی زیادہ تکلیف جھیلنے والی ہے!..

بے ساختہ زیان کے جسم میں تکلیف کی ایک لہر سی اٹھی۔

"یہاں بھی بہت کوشش کی تھی انھوں نے کہ کیسے بھی کر کے مجھے میری ماں سے نفرت ہو جائے ایسا کوئی الزام نہیں تھا جو انھوں نے ان پر نا لگایا ہو مگر میں اپنی ماں کو جانتی ہوں وہ ایسی بلکل نہیں تھی جیسا مجھے انکے بارے میں بتایا جاتا تھا میرے خیال سے کوئی بھی ماں ایسی نہیں ہوتی بس جس معاشرے میں میرے ابو جیسے لوگ ہوں وہاں پر کئی آمنہ شاہ بنا کسی قصور کے ساری زندگی ذلیل ہوتی رہتی اور پھر بنا کسی جرم کے انھیں اس دنیا سے رخصت کر دیا جاتا"..

بتاتے بتاتے وہ ہنس پڑی۔

حسنہ بی اور زیان حیدر کو اُس پل وہ لڑکی پاگل معلوم ہوئی تھی۔

ہنستے اسنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا اور خود کو تسلی دی۔

آپکو میں اس پل پاگل لگ رہی ہوں نا بھائی..؟

وہ ذرا آگے کو ہو کر بیٹھی۔

ایسی باتیں کر کے خود کو اور مجھے مزید تکلیف مت دو پری۔

زیان نے جیسے منت کی تھی۔

میں آپکو تکلیف نہیں دے رہی میں تو اپنی تکلیف ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہوں... اسکا لہجہ نم ہوا۔

اور باخدا بھائی یہ تکلیف اگر ختم نا ہوئی تو میں مر جاؤں گئی یاں اپنا ذہنی توازن کھو دوں گئی۔

اللہ خیر کرے گا میری بچی وہ ہر زخم بھرنے والا ہے وہ اپنے بندے کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔

حسنہ بی نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

بیشک... زیان نے بڑبڑاتے سامنے روڈ پر نظر جما لیا مگر ذہن میں ابھی تک عشال کی باتیں ہی گردش کر رہی تھیں۔

وہ اسے تمام حقیقت بتا تو دیتا مگر پھر جو تکلیف وریشہ کو ہونی تھی جس اذیت سے وہ گزرتی زیان حیدر کیسے برداشت کرے گا۔

دل نے جیسے دہائی دی۔

مگر کبھی نا کبھی تو اسے حقیقت پتہ چلنی ہے تو آج کیوں نہیں کل تک کا انتظار کیوں کروں۔

دماغ اپنی جگہ مفلوج ہونے لگا۔

وہ الجھ چکا تھا وہ اسے حقیقت بھی بتانا چاہتا تھا اور یہ بھی چاہتا تھا کہ اسے مزید اذیت بھی نا ملے مگر ایسا کب ممکن تھا کہ دل ٹوٹے اور درد نا ہو۔

وہ اپنی زندگی کے متعلق سوچ رہا تھا جبکہ پیچھے بیٹھی تتلیوں سے ڈرنے والی لڑکی زندگی کے ایک وار میں ہی اپنا آپ کھو چکی تھی اس بات سے بے خبر کہ زندگی کے امتحان تو اب شروع ہوئے ہیں۔

» » » » » » » » » » » » » »

اسنے گھر کے سامنے گاڑی روکی مگر باہر نہیں نکلا۔گہری سانس بھری، دماغ میں اٹھتے خیالات کو جھٹکا۔ دل مضبوط کیا کیونکہ اسے اپنی ماں کا مان رکھنا تھا۔اسنے مسکرانے کی کوشش کی مگر وہ مسکرا نہیں سکا۔اسنے ایک بار پھر کوشش کی وہ ذرا سا مسکرایا اپنا چہرا مرر میں دیکھا وہ دکھاوے کی مسکراہٹ تو ٹھیک تھی مگر آنکھوں میں جھلکتی اذیت اور رقص کرتے جدائی کے پیام, ان ویران آنکھوں سے اس عکس کو کیسے مٹاتا جس کو کوئی بھی باآسانی دیکھ سکتا تھا۔اسنے کرب سے آنکھیں میچی، مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔

اسے غصہ آنے لگا مگر آنکھوں میں امڈتی اپنی بے بسی کی نمی محسوس کرتے اسنے زور سے آنکھیں رگڑی، گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا اور بامشکل ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے وہ گاڑی سے اترتا گھر میں داخل ہو گیا۔

اسلام علیکم کیسے ہیں آپ سب؟

وہ جو سب صحن میں بیٹھے اسکا انتظار کر رہے تھے اس مانوس سی آواز پر ایکدم سے انکے چہرے کِھل اٹھے۔

بھائی... سب سے پہلے زری وہاں سے اٹھتے بھاگتی ہوئی اسکے حصار میں چھپ گئی۔

آپ آگئے بھائی.. پتہ ہے میں نے آپکو کتنا مس کیا۔

میں نے بھی اپنی چھوٹی سی چڑیل کو بہت مس کیا۔

اسکے بالوں میں اپنے لب رکھے وہ خوشی سے نہال ہوا جب پاس کھڑی نگہت بیگم کو دیکھتے انہیں بھی اپنے حصار میں لے لیا۔

انکے بعد وہ کاشان سے ملا جو روٹھی لیلہ کی طرح منہ بنائے اس سے ملا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ ابتسام اسے اپنے ساتھ نہیں لے کے گیا۔

سفر کیسا رہا آپکا؟

اچھا رہا۔

امانت دے آئے تم؟

جی دے آیا ہوں۔

وہ مختصر سے جواب دے رہا تھا۔

بھائی!...

زری میں تھک گیا ہوں فریش ہونا چاہتا ہوں اگر تم برا نا مانو تو بعد میں بات کرتے ہیں۔

وہ کوئی مزید سوال کرتے ابتسام جان چھڑواتا کمرے کی طرف چلا گیا۔

اس کے چہرے پر اداسی چھا گئی

زری آؤ بیٹا بھائی کیلئے کھانے بنا لیں۔

نگہت بیگم اسے باتوں میں ورغلاتی کچن کی طرف لے گئی مگر اسکا اداس چہرا دیکھ کاشان کو ابتسام زہر کی طرح لگ رہا تھا۔

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا ابتسام؟

اندر آتے کاشان نے اسکی بازو پکڑے رخ اپنی طرف پھیرا۔

میں بہت تھک گیا ہوں یار ابھی بات نہیں کر سکتا۔

لاپروائی سے کہتے اسنے شرٹ اتار کر صوفے پر اچھال دی اور خود بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے آنکھیں موند لیں۔

تو تھک نہیں گیا تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے مگر ایک بات یاد رکھنا اگر میری بیوی تیری وجہ سے اداس ہوئی یا روئی تو میں تیرا حشر کر دوں گا۔

پاس پڑا کشن اٹھا کر اسکے منہ پر مارتے وہ تن فن کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

ڈھرام سے منہ پر کوئی شے لگنے کی وجہ سے ابتسام نے زہر خند نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

"جیسے اسکی بیوی میری تو کچھ لگتی نہیں ہے"

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے وہی کشن چہرے پر رکھے ابتسام نے پھر سے آنکھیں موند لیں۔

» » » » » » » » » » » » »

رات کے دس بجنے کو تھے جب اسنے گاڑی اپنے گھر کے سامنے روکی

حسنہ بی آپ پری کو لے کر گھر جائیں میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟

گاڑی سے اترتی عشال نے اس سے سوال کیا۔

"تمہاری بھابھی کو حقیقت بتانے جا رہا ہوں"

"اچھی بات ہے"

وہ مختصر سا جواب دیتی شال سنبھالے گھر میں داخل ہو گئی اسکے پیچھے حسنہ بی بھی اسے اللہ کی امان میں دیتی گھر میں چلی گئی۔

میرے علاوہ کسی کو بھی گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

دماغ میں بٹھا لو یہ بات!..

انتہائی سختی سے کہا گیا۔

جی صاحب جی.

گیٹ کے پاس کھڑا گارڈ بس اتنا ہی بول سکا۔

اور پھر زیان حیدر کی دھول اڑاتی گاڑی وہاں سے اگلی منزل پر گامزن ہو گئی۔

تقریباً تیس منٹ بعد اسنے گاڑی پیلس کے باہر روکی چہرے پر پھیلے سرد تاثرات میں مزید سختی در آئی تھی گاڑی کو لاک کرتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا پیلیس میں داخل ہوا۔

وہاں سے نکلتے ہی اسنے احمد سلطان کو میسج بھیج دیا تھا کہ وہ آرہا ہے اسلئے جیسے ہی زیان نے پیلیس میں قدم رکھا اسنے اپنے چاچو کو اپنا منتظر پایا۔

اسلام علیکم...اب آپکی طبیعت کیسی ہے؟

اسکا پہلا سوال ہی انکے چہرے پر خوشی بکھیر گیا کیونکہ وہ جانتے تھے وہ ان سے میلوں کی دوری پر ہوتے ہوئے بھی انکے پل پل کی خبر رکھتا ہے مگر کیسے...اس بات کی خبر انہیں آج تک نہیں ہوئی تھی۔

میں ٹھیک ہوں برخودار... بتاؤ تم کیسے ہو؟

جواباً انہوں نے مسکراتے پوچھا۔

بس ٹھیک ہی سمجھیں... وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

ویسے وریشہ نے بتایا تمہیں میری طبیعت کے بارے میں؟

کہاں چاچو آپکی بیٹی نخرے دکھانے سے باز آئے گی تو کچھ بتائے گی نا!...

اسنے سرد آہ بھری۔

اب کیا ہوا تم دونوں کے بیچ؟

بس کریں چاچو آپ پوچھ تو ایسے رہیں ہیں جیسے ہماری شادی کو کوئی بیس سال گزر گئے ہیں اور ہم کوئی ہیپی میرڈ کپل والی زندگی گزار رہے ہوں۔

وہ فل اکتایا ہوا تھا۔

احمد سلطان بے ساختہ ہنس دیئے۔

زیان نے گن پٹی سہلاتے سر صوفے کی پشت سے لگا دیا۔

اچھا پریشان نہیں ہو.. اسکا کندھا تھپتھپاتے انہوں نے جیسے تسلی دینا چاہی۔

کیسے نا پریشان ہوں چاچو کل رات اسنے مجھ سے لڑائی کی اور پھر سارا دن موبائل آف اور ابھی واپس آتے ہوئے انور کی کال آئی تھی جسنے بتایا کہ میڈم انہیں بتائے بغیر وہاں سے یہاں آگئی ہیں۔

آپکو پتہ میں کتنا پریشان ہو گیا تھا میری تو سوچ کر ہی روح فنا ہو رہی تھی کہ اگر وہ پاگل لڑکی یہاں نہیں آئی ہو گئی تو میں اسے کہاں ڈھونڈوں گا۔

پریشان سی صورت لیے وہ انہیں اپنی آپ بیتی سنانے لگا۔

وہ اسکے معاملے میں بہت پوزیسو تھا احمد صاحب کو اپنی بیٹی کی قسمت پر رشک محسوس ہوا۔

"میں ہی پاگل ہوں جو اسے وہاں چھوڑ کر چلا گیا اب میں کہیں نہیں جاؤں گا چاچو اور اسے بھی اپنے ساتھ رکھوں گا"

سرخ پڑتی آنکھوں کو مسلتے وہ بچوں جیسے انہیں بتا رہا تھا۔

زیان تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا یہ سوجھی ہوئی کیوں ہیں بیٹا؟

اسکو بار بار آنکھیں مسلتے دیکھ احمد صاحب نے اسکی آنکھوں پر غور کیا تو انکی حالت دیکھ انہیں فکر لاحق ہوئی۔

رونے کی وجہ سے چاچو!...

سر ہاتھوں میں گرائے اسنے سرگوشی کی۔

صاف صاف بتاؤ زیان کیا ہوا ہے اور روئے کیوں تم؟

حویلی میں کچھ ہوا ہے کیا...پری..پری ٹھیک ہے؟

انکی فکر میں حد درجہ اضافہ ہونے لگا۔

وہاں کچھ ٹھیک نہیں ہے چاچو پری کو سب معلوم ہو گیا ہے۔

اسکی آواز بھاری ہوئی۔

کیا معلوم ہو گیا ہے زیان کھل کر بتاؤ گئے کچھ؟

زیان نے سرخ نظریں اٹھائیں انہیں دیکھا اور ان کے سرد ہاتھ تھامے اور وہاں ہوئی ایک ایک بات انکے گوش گزار کر دی۔

احمد صاحب اس وقت سکتے کی حالت میں تھے انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ ولید شاہ نے آمنہ شاہ کا قتل کیا ہے۔

وہ سر جھکائے بیٹھے تھے جب زیان کو اپنے ہاتھوں پر نمی سی محسوس ہوئی اسنے بےساختہ انہیں گلے لگا گیا۔

سنھبالیں خود کو چاچو پلیز...اگر آپ ٹوٹ گئے تو ہماری ہمت کون بنے گا... اسکا لہجہ غمگین ہوا۔

دور کہیں آج بھی انکے دل میں آمنہ کیلیئے وہی جگہ، ویسی ہی محبت تھی جو اول دن سے انکے دل میں آمنہ نے پیدا کی تھی یہی وجہ تھی کہ انکو طلاق دینے کے بعد انہوں نے آج تک دوسری شادی کرنے کا سوچا بھی نہیں۔

پری تکلیف میں ہوگئی نا زیان...؟

انہوں نے نم آنکھوں سے استفار کیا۔

"وہ تکلیف میں ضرور ہے مگر وہ ذات صبر دینے والی ہے چاچو"

بیشک... بیشک ... وہ آبدیدہ ہوئے۔

آپ مجھے بہت عزیز ہیں چاچو آپکو دیکھ کر مجھے طاقت ملتی ہے میں آپکو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا اسلئے اب پلیز آپ نے رونا نہیں ہے ورنہ آپکا زیان بھی کمزور پڑ جائے گا۔

انکے آنسو پونچھتے زیان نے محبت پاش لہجے میں ان سے منت کی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا بس اسکے ذکر پر تھوڑا غمگین ہو گیا تھا"

انہوں نے آسودہ سا مسکراتے کہا۔

انکی تکلیف کا سوچتے زیان کی گردن جھک گئی۔

وہ لڑکا کون تھا زیان جو وہ خط لایا تھا اگر وہ لڑکا مل جائے تو ہم عشاء کو ڈھونڈ سکتے ہیں۔

ایکدم سے یاد آنے پر احمد سلطان نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

میں اسے جانتا ہوں چاچو انشاء اللہ بہت جلد ہم عشاء کو بھی ڈھونڈ لیں گئیں۔۔۔وہ پختہ لہجے میں بولا۔

انشاء اللہ!...

یک لفظی جواب دیتے احمد سلطان خاموش ہوگئے انکے دماغ میں بار بار دلاور شاہ کی فون کال والی باتیں گردش کر رہی تھیں وہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں تھی وہ زیان کو بتانا چاہتے تھے مگر وہ اسوقت اتنا پریشان تھا وہ مزید اسے پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔

چاچو..؟

جی۔

میں سوچ رہا ہوں کہ وریشہ کو بھی ساری حقیقت بتا دی جائے۔

وہ جو کسی اور ہی سوچ کا شکار ہوئے بیٹھے تھے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگے۔

تم جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو؟

جی۔

اسکا انجام جانتے ہو نا زیان؟

جانتا ہوں.

نظریں ہنوز غیر مرئی نقطے پر رکھے اسنے جواب دیا۔

وہ تم سے نفرت کرنے لگ جائے گئ زیان مت کرو یہ ظلم اپنے ساتھ۔

انہوں نے اسے سمجھانے کی ایک کوشش اور کرنی چاہی۔

میرے ساتھ ظلم میں برداشت کر لوں گا چاچو مگر جس جھوٹ میں وریشہ جی رہی ہے وہ سب مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔

رخ انکی طرف موڑے کہا گیا

زیان تم سمجھ نہیں رہے سچائی جاننے کے بعد اسے مزید تکلیف ہو گئی۔

اس مسلسل اذیت سے چھٹکارا دلانے کیلئے میں اسے وقتی اذیت دینا پریفر کروں گا چاچو!...

تم پاگل ہو گئے ہو زیان!...

اسکے پاس سے اٹھتے وہ غصے سے دھاڑے۔

ہاں اسکے عشق میں پاگل ہو گیا ہوں چاچو!...

اور اب اسے مزید میں مینٹلی ڈسٹرب نہیں دیکھ سکتا۔

اسنے اٹل لہجے میں کہا۔

احمد صاحب اسے کوئی جواب دیتے جب انکی نظر سیڑھیوں سے نیچے اترتی وریشہ پر پڑی اسکے ہاتھ میں خالی جگ تھا شاید وہ پانی کیلئے نیچے آئی تھی۔

انہیں خاموش پا کر زیان نے نظر اٹھائی جب نظر سیدھی اس دشمنِ جاں پر جا کر ٹھہر گئی اندر اٹھتی بے چینی کو جیسے قرار آیا تھا الجھنوں زدہ چہرے پر سکون اترنے لگا۔وہ اسے مزید دیکھتا جب زیان کے کانوں میں اسکا کل رات والا جملہ ایک بار پھر گونجا۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی در آئی پیچھے ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے اسنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی۔اور یوں بیٹھ گیا جیسے اسے دیکھا ہی نہیں۔

وریشہ بچے دیکھو زیان آیا ہے... ملو گئی نہیں اس سے؟

احمد صاحب نے وہی سے اسے پکارا۔

جس پر وریشہ جگ وہاں ٹیبل پر رکھے دھیمے دھیمے قدم اٹھائے ان سے تھوڑی دوری پر آرکی۔

کون ملنے آیا ہے ڈیڈ...؟

چونکہ احمد صاحب زیان کے آگے کھڑے تھے مگر انہوں نے نام تو لیا تھا پھر وریشہ کے ایسے سوال کی انہیں سمجھ نہیں آئی۔

زیان...

ایک منٹ ڈیڈ!...

وہ اسکے آگے کچھ بولتے وریشہ پتھریلے لہجے میں پہلے ہی بول اٹھی۔

اس بندے کو میں دیکھ چکی ہوں اور پہچان بھی لیا ہے مگر ڈیڈ!..

وہ چلتی زیان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

آپ نے نام غلط لیا کیوں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا مسٹر ارشان اسفند شاہ عرف زیان حیدر سلطان۔

سینے پر ہاتھ باندھے اسنے زخمی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی۔

پیچھے کھڑے احمد صاحب حیران پریشان سے اسے دیکھنے لگے

تم بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو.

پرسکون سا جواب دیتے وہ وریشہ کے سکون کو آگ لگا گیا۔

وہ حیران کیوں نہیں ہوا تھا؟

وریشہ سمیت احمد صاحب بھی اسکے اتنے کالم ری ایکشن پر حیرت میں مبتلا تھے

یہی سوچ رہی ہو نا کہ میں حیران کیوں نہیں ہوا..؟

زیان نے اسکی طرف نظر اٹھائی تو بےساختہ وریشہ نے اپنی شعلہ بار نظروں کا رخ پھیر لیا۔

جبکہ احمد صاحب یونہی گنگ کھڑے تھے۔

میں تمہارے لئے حیران ہونے کی ایکٹنگ کر بھی لیتا مائے کوئین اگر تم نے کل مجھ سے علیحدگی کی بات نا کی ہوتی تو!...

وہ احسان کرنے والے انداز میں بولا۔

وریشہ کو اپنے اندر غصے کے شدید ابال اٹھتے محسوس ہوئے۔

اپنی بات تو میں پوری کر کے رہوں گئی زیان حیدر کیونکہ تم جیسے دھوکے باز انسان کے ساتھ رہنے میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔زیان کے سینے پر انگلی رکھے وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوئی۔

اور میں ہنڈرٹ پرسینٹ انٹرسٹڈ ہوں تم میں مائے کوئین تو اسلئے مجبوراً یا محبت سے...رہنا تو تمہیں میرے ساتھ ہی ہو گا۔

اسکی رکھی انگلی کو تھامے زیان نے اسے جان لٹاتی نظروں سے دیکھتے سخت لہجے میں باور کروایا تھا۔

اسنے کلس کر ڈھیروں غصہ اندر اتارا وہ صرف اپنے ڈیڈ کی موجودگی کی وجہ سے چپ تھی ورنہ زیان اچھی طرح اسکے مزاج سے واقف تھا

چاچو ملازمہ نظر نہیں آرہی..؟

اسے وہی شل چھوڑے وہ احمد صاحب کے سامنے آکھڑا ہوا۔

کوئی کام تھا کیا..؟

اچانک سے سر میں شدید درد ہونے لگا ہے چائے چاہئیے تھی۔

تیز نگاہ وریشہ پر ڈالے اسنے بات مکمل کی۔

اچھا میں بھجواتا ہوں۔

اسکی بات کا مطلب سمجھتے ذرا سا مسکراتے وہ کچن کی طرف چل دیئے

میں کمرے میں جا رہا ہو وہی بھجوا دیجئیے گا۔

اونچی آواز میں کہتے وہ کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں آتے زیان نے دروازہ لاک نہیں کیا اسنے ایک نگاہ کمرے پر ڈالی اور پھر فرنٹ ڈور کے سامنے رکھے صوفے پر براجمان ہو گیا۔شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے لمبی سانس اندر لی۔دونوں کف باری باری فولڈ کیے اور پھر کاؤنٹ ڈاؤن شروع کیا۔

دس ، نو ، آٹھ ، سات ،... اسے قدموں کی چاپ سنائی دینے لگی۔

چھ ، پانچ ، چار ، تین ، دو اور یہ ایک ... دروازہ ڈھرام سے کھولے مس وریشہ تن فن کرتی اسکے سر پر آ مصلحت ہوئیں۔

زیان حیدر کے ہونٹوں پر جانلیوا مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

آخر تمہارا مسئلہ کیا ہے؟

"تم... مائے کوئین"

دبدو جواب دیا گیا۔

تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟

"تمہارا ہینڈسم شوہر"

بکواس بند کرو اپنی!...

وہ غصے سے پھنکاری۔

زیان کا ماتھا ٹھنکا اسکی کلائی کو جکڑے ایکدم سے اپنی گرفت میں لیتے دونوں بازوؤں کو اسکی پیٹھ پر باندھے وہ مکمل اسے بے بس کر گیا۔

وہ سب اتنی جلدی ہوا وریشہ کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا اسکے ہوش تو تب ٹھکانے آئے جب زیان نے اسکے چہرے پر آتی لٹوں کو انگلی سے کان کے پیچھے اڑسا تھا۔

وریشہ کی سانسیں منتشر ہونے لگی۔

دد..دور رہو مجھ سے!...

اسکی زبان لڑکھڑائی تھی۔

"بکواس کرنے دیتی ہو ناں پیار کرنے دیتی ہو"

اسکا مخمور لہجہ وریشہ کو اسکی گرفت میں مچلنے پر مجبور کر گیا۔

چھو...چھوڑو مجھے...ورنہ۔

کمر پر بندھے ہاتھوں پر گرفت سخت کرتے زیان نے اسے مزید خود میں بھینچا تھا۔

چھوڑ تو میں تمہیں دوں گا مائے کوئین مگر آج کے بعد مجھ سے ایسی ٹون میں بات کرنے سے پہلے سوچ لینا ورنہ اُس آفس میں ملی سزا تم بھولی نہیں ہو گئی۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتے زیان نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تھا۔

"مجھے ہینڈسم شوہر سے جلاد شوہر بننے پر مجبور مت کرو مائے کوئین ورنہ اسفند شاہ کے جنون سے تو تم واقف ہو"

جہاں کچھ دیر پہلے وہ اپنا آپ دیکھ رہا تھا اب ان آنکھوں میں اسکا عکس جھلملانے لگا تو زیان نے فوراً سے اسکے ہاتھوں پر گرفت ڈھیلی کر دی۔

میں صرف بتا رہا تھا مائے کوئین رونے کی ضرورت نہیں ہے۔

لکیر کی صورت میں بہتے اسکے آنسوؤں کو چنتے وہ پیار سے بولا مگر وریشہ خود کو اسکے حصار سے باہر نکالتی دور جا کھڑی ہوئی۔

تت... تم ایک دھوکے باز انسان ہو تم نے مجھے تین سال بیوقوف بنایا۔

وہ روتے ہوئے بولی۔

میں نے تمہیں بیوقوف نہیں بنایا... تم نے خود ہی، خود کو اندھیرے میں رکھا۔

آہستگی سے کہتے زیان اسکی طرف قدم اُٹھانے لگا۔

میں خود کو اندھیرے میں کیسے رکھ سکتی ہوں جب میں یہ ہی نہیں جانتی تھی کہ ماسک کے پیچھے چھپا شخص اور کوئی نہیں تم ہو۔

قدم پیچھے کے جانب لیتی وہ ایکدم سے پھٹ پڑی۔

کیوں تم اسفند شاہ کو نہیں جانتی تھی؟

کیا یہ نہیں جانتی تھی کہ اسنے ہر قدم پر تمہیں ہر بُری نظر سے بچا کر رکھا ہے کبھی کسی نامحرم کو تمہارے قریب نہیں آنے دیا۔

وہ ہنوز اسکی طرف بڑھ رہا تھا جب وریشہ دیوار کے ساتھ جا لگی۔

کیا تم نہیں جانتی تھی مائے کوئین؟

اسکی دائیں سائیڈ پر بازو ٹکائے زیان نے جانچتی نظروں سے استفار کیا۔

جج..جانتی تھی!..

اسکی اتنی سی قربت میں وہ بامشکل بول پائی۔

زیان نے مسکراتے دوسرا بازو اسکی دائیں سائیڈ پر رکھنا چاہا جب اسے بازو اٹھاتے دیکھ وریشہ نے بے ساختہ گردن جھکائی تھی جیسے اسے ڈر ہو کہ وہ اسے مارنے لگا ہے۔

اسکی آنکھوں میں خوف تھا مگر وہ تو زیان حیدر سے نہیں ڈرتی تھی وہ تو اسفند شاہ سے ڈرتی تھی جو بھی تھا زیان کو اس لمحے اپنے آپ پر شدید غصہ آیا تھا۔

یہاں بیٹھو ... اسکے ہولے ہولے لرزتے وجود کو صوفے پر بٹھائے زیان خود اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

وریشہ نے خفگی اور کچھ خوف سے چہرا دوسری جانب موڑ دیا۔

میں تمہیں ساری حقیقت بتانے کیلئے تیار ہوں اگر سننا چاہتی ہو تو جب تک میری بات مکمل نہیں ہو جاتی تب تک کیلئے تمہاری نظریں مجھ پر سے ہٹنی نہیں چاہئیے۔

جہاں نظر ہٹی وہاں میں چپ ہو جاؤں گا.

اٹل لہجے میں کہتے ارشان نے صوفے سے ٹیک لگا لی۔

جبکہ وریشہ ہونکوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ ناراض تھی اور اس بندے کو اسکی ناراضگی سے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

وریشہ کو مزید غصہ آنے لگا مگر بات بھی سننی تھی اسلئے بنا کسی تُو تُو میں میں کہ اسنے اپنی تیکھی نظریں اسکے چہرے پر ٹکا لی۔

زیان زرا سا مسکرایا اور پھر بولنا شروع کیا۔

میں بطور اسفند شاہ جو کسی نامحرم کو تمہارے آس پاس منڈلانے بھی نہیں دیتا اسنے تمہارے کزن یعنی کہ زیان حیدر کو کبھی کچھ کیوں نہیں کہا یاں اسکے متعلق کبھی کچھ بولا کیوں نہیں؟

حالانکہ اس دوران میں نے یعنی زیان حیدر نے کافی بار تمہیں تنگ کیا تھا.

وہ ذرا سا ہنسا۔

جب وریشہ اسکی حرکتیں سوچتی اپنا غصہ دبانے لگی۔ مگر وہ اس پوائنٹ کو سوچنے پر مجبور ہوئی تھی تو اسکا مطلب وریشہ سلطان ہی بیوقوف تھی جس نے سکے کا دوسرا رخ دیکھنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی تھی۔

اس رات تم نے ہماری باتیں سن لی تھیں یہ بات مجھے حسیب نے بتائی تھی پہلے وہ بتا نہیں رہا تھا مگر جس شام مجھے حویلی کیلئے جانا تھا میں اس سے ملنے گیا تھا پہلے پہل تو وہ بہانے بناتا رہا پھر جب میں وہاں سے نکلنے لگا تو اسنے مجھے۔۔۔

اچانک سے وہ خاموش ہو گیا کیونکہ اسنے نظریں جھکا دی تھیں یا شاید کسی سوچ میں گم ہو گئی تھی

وریشہ نے اسکی طرف دیکھا اور پھر شرط یاد آنے پر جھنجھلاتے دوبارہ سے نظریں اسکے چہرے پر ٹکا دی۔

تب حسیب نے مجھے بتایا کہ جب میں کال سننے باہر گیا تو اسنے تمہیں وہاں دیکھا مگر تم نے اسے مجھے بتانے سے منع کر دیا۔

مگر کیوں... کیوں کیا تم نے ایسا؟

اب کی بار زیان کنفیوز ہوا۔

اگر تم چاہتی تو اسی رات مجھ سے پوچھ سکتی تھی مگر تم نے نہیں پوچھا۔

میں نے اس رات صرف تم دونوں کی آخری بات سنی تھی جس میں تم نے کہا تھا کہ ڈیڈ سب جانتے ہیں اور بس.

وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

تمہیں اسلئے نہیں بتایا دیکھنا چاہتی کہ تم مجھے کس حد تک دھوکہ دے سکتے ہو !..

"محبت اور جنگ میں سب جائز ہے"

پتھریلے لہجے میں کہا گیا۔

دھوکہ دینا جائز نہیں ہے اسفند شاہ۔

وہ چیخ اٹھی۔

ابھی تمہارے سامنے زیان ہے اسفند نہیں، تو مجھے زیان کہہ کر پکارو۔

اسنے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

میں کسی زیان حیدر کو نہیں جانتی مجھے صرف اسفند شاہ کا پتہ ہے تو میں اسفند شاہ ہی بولوں گئی۔

وہ تڑخ کر بولی۔

سوچ لو پھر تم نے ابھی میرا دوسرا روپ...

بھاڑ گئے میں تم اور تمہارا پہلا، دوسرا، تیسرا روپ سمجھے..،

اسکی بات ٹوکتے وہ ایک بار پھر چیخی۔

تم نے سمجھ کیا رکھا ہے مجھے اور خود کو کیا سمجھتے ہو تم؟

اتنا سب ہونے کے بعد بھی تمہاری ہٹ دھرمی وہی کی وہی ہے... تین سال مجھے ذلیل کرنے کے بعد تم یہاں میرے سامنے بیٹھ کر کہہ رہے ہو کہ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔

"اگر کسی کو ذہنی طور پر اذیت دینا اسے پل پل خوف میں مبتلا کرنا تمہاری محبت ہے تو زیان حیدر ایسی محبت پر وریشہ سلطان تھوکتی بھی نہیں ہے"

وہ شاید نہیں یقیناً زیادہ بول گئی تھی جس کا احساس اسے زیان کے چہرے پر پھیلتے پتھریلے تاثرات دیکھ باخوبی ہو رہا تھا

کونسی ذہنی اذیت ہاں ، کیسا خوف... اسکی بازو دبوچے وہ اسکے چہرے پر غرایا۔

وہ ایکدم سے سہم گئی۔

اگر تو تمہارے لیے ذہنی اذیت یہ ہے کہ تمہارا فحاش لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا اور ایسی جگہوں میں جانے پر پابندی لگائی تو ہاں ٹھیک ہے میں نے تمہیں ذہنی اذیت دی اور خوف کا معیار اگر تمہاری نظر میں یہ ہے کہ تمہیں ہر بُری نظر سے محفوظ رکھنے کیلیئے ڈرایا اور دھمکایا تو یہ بھی ٹھیک ہے میں نے یہ بھی مان لیا کہ تمہیں میں نے پل پل خوف میں مبتلا کیا تھا۔

اور اگر مس وریشہ سلطان مجھے آگے بھی کبھی ایسا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں کروں گا۔

آگ سی تپش لیے سانسوں میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے زیان نے ایکدم سے اسکے دونوں بازو چھوڑ دیئے۔

وریشہ نے دیوار کے سہارے خود کو سنبھالا۔

وہ شخص اسے منٹوں میں آئینہ دکھا جاتا تھا.

آنسو لکیر کی صورت میں اسکے گالوں پر لڑکھنے لگے شکایتی نظر اس پر ڈالے وریشہ وہاں سے مڑنے لگی جب زیان نے پھر سے اسے تھام لیا۔

کہاں جا رہی ہو؟

وہی سخت لہجہ۔

اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔

اسنے خفگی سے جواب دیا۔

نہیں جا سکتی!..

یہ میرا گھر ہے میری مرضی میں جہاں بھی جاؤں۔

روتے وریشہ کی آواز بلند ہوئی۔

یہ گھر تمہارا نہیں ہے اب تم وہی رہو گئ جہاں تمہارا شوہر رہتا ہے

اسکو بازو سے گھسیٹتے وہ اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

تم میرے شوہر نہیں ہو چھوڑو مجھے...مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ۔

تم بہت ڈھیٹ ہو مگر بھولو مت میں بھی تمہارا کزن ہی ہوں تم سے ڈبل ڈھیٹ۔

اپنی تعریف سناتے زیان اسے گھسیٹتے ہوئے گاڑی تک لایا اور زبردستی اندر بٹھا دیا۔

پھر خود بیٹھتے گاڑی کو لاک کیا اور گاڑی ڈرائیو وے پر ڈال دی۔

مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ کتنی بار کہوں۔

اگر اب تم چیخی تو تمہاری قسم میں تمہارے ساتھ بہت برا پیش آؤں گا۔

دھمکی کارامد ثابت ہوئی وہ خاموش ہو گئی مگر اسکے آنسو اسی رفتار سے بہہ رہے تھے

رونا بند کرو وریشہ تمہیں پتہ ہے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

اور میری تکلیف کا کیا ہر وقت تم مجھ پر حکم چلاتے رہتے ہو اب بھی زبردستی اپنے ساتھ لے آئے ہو۔روتے روتے اسکی آواز پھر سے اونچی ہونے لگی تو زیان نے سخت نظروں سے گھورا جس پر وریشہ اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتی اپنے والیوم کو فوراً سے کم کر گئی۔

ڈیڈ پریشان ہو گئیں مجھے واپس پیلیس جانا ہے پلیز۔

آخر وہ ممنائی۔

چپ رہو ایک بھی نہیں سننے والا میں تمہاری ، سن بھی لیتا اگر تم بتائے بغیر گھر چھوڑ کر یہاں نا آتی تو!...

اور کتنی بار تم مجھ اسی بات کا طعنہ دو گئے۔

وریشہ نے تنگ آتے پوچھا۔

یہ طعنہ نہیں ہے وریشہ تم محسوس بھی نہیں کر سکتی میری اس وقت کی حالت کو جب مجھے گارڈ نے بتایا کہ تم گھر پر نہیں ہو اور تمہارا نمبر بھی بند تھا۔

اسکے لہجے میں بے بسی در آئی وریشہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا

"اور تمہیں طعنہ ہی لگنا ہے تم نے کبھی محبت جو نہیں کی"

اسکے لہجے میں ایسا کچھ تھا وہ پل بھر کیلئے اسے دیکھتی رہ گئی۔

مجھے واپس جانا ہے ڈیڈ کی طبیعت نہیں ٹھیک۔

نظر شیشے کے اس پار رکھے اسنے متوازن لہجے میں کہا۔

بھولو مت انکی طبیعت کی ذمہ دار بھی تم ہی ہو۔

وہی کاٹ دار لہجہ۔

کیوں تم مجھے ہر بات پر بلیم پر کر رہے ہو مجھے نہیں رہنا تھا وہاں مجھے ڈر لگتا تھا اسلئے میں یہاں آگئی تو کیا گناہ کر دیا میں نے... تب سے تمہاری باتیں سن رہی ہوں۔

چہرا اسکی طرف موڑے ایکدم سے چیخنتی وہ زیان حیدر کے مائیز اٹیک کا سبب بننے والی تھی

اور اب تم ڈیڈ کی طبیعت پر بھی مجھے سنا رہے ہو تو تمہاری اطلاع کیلئے انکی طبیعت میری وجہ سے نہیں کسی دلاور شاہ کی وجہ سے خراب ہوئی تھی میں تو ابھی پوری پیلیس میں داخل بھی نہیں ہوئی تھی جب میں نے انکا نام سنا اور پھر ڈیڈ بیہوش ہو گئے۔

ہاتھ نچا نچا کر کہتی وہ ایکدم سے پھٹ پڑی۔

بات مکمل کرتے وہ چہرا دوسری جانب موڑ گئی مگر زیان حیدر کو وہ ششدر کر گئی تھی۔

دلاور شاہ...؟

اسے یقین نہیں آرہا تھا

انکی طبیعت سے بھلا اس شخص کا کیا لینا دینا؟

وہ الجھ سا گیا۔

تم نے چاچو سے پوچھا نہیں پھر کہ وہ کون تھا؟

گاڑی ایک سائیڈ پر روکے زیان نے قدرے پریشانی سے استفار کیا۔

نہیں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں تھا۔

وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

تم دلاور شاہ کو جانتی ہو؟

زیان نے اپنے سوال پر زور دیا۔

وریشہ نے بےساختہ گردن اسکی طرف موڑی

نہیں میں نہیں جانتی۔

ارشان نے اسکی طرف دیکھا اب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

تم کسی شاہ خاندان کو نہیں جانتی؟

اسکا لہجہ عجیب ہوا۔

تم کیوں انکا ذکر کر رہے ہو۔

وریشہ کو بیزاریت ہونے لگی۔

میں جو پوچھ رہا ہوں مجھے اسکا جواب دو وریشہ۔۔!

وہ قدرے سیریس انداز میں بولا۔

ہاں جانتی ہوں۔

اس نے نگاہیں اس خالی سڑک پر جما دی۔

کتنا اور کیا؟

تم اس خاندان کے وارث ہو لال حویلی کے پہلے وارث۔

اسکے علاوہ؟

کک..کچھ نہیں!..

وریشہ نے اسکی جانب پیٹھ پھیر لی۔

مگر زیان اسکی پل پل کی کیفیت سے واقف تھا وہ اپنا چہرا چھپا رہی تھی کہ وہ اسے اذیت میں نا دیکھ سکے جو یہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی چلتی سانسوں سے بھی وہ ساتھ بیٹھا شخص اسکے دل کا حال معلوم کر لیتا ہے۔

میری طرف دیکھو وریشہ.

کندھے پر ہاتھ رکھے زیان نے اسکا رخ پھیرنا چاہا مگر وریشہ اپنا چہرا ہاتھوں میں چھپائے زور زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

اسکی مدھم سسکیاں گاڑی میں گونجنے لگی تو بےساختہ زیان نے اسکی پیٹھ کو سینے سے لگا لیا۔

وریش..ہ..

"انہوں نے مجھ سے میری مما چھین لی زیان"

سسکیاں ہچکیوں میں بدلنے لگی تو زیان کو اپنی اتنی دیر سے اکٹھی کی ہمت جاتی محسوس ہوئی تھی۔

تمہاری مما کو کسی نے تم سے نہیں چھینا.

اس سے دوری بناتے زیان نے سر جھکائے کہا۔

وہ مجھ سے نفرت کرتی تھیں۔

وریشہ نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا۔

سب جھوٹ تھا وہ تم سے بے پناہ محبت کرتی تھیں

وریشہ نے موندی آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا۔

ڈیڈ نے مجھے انکا لکھا لیٹر دیا تھا۔

وہ لیٹر انہوں نے نہیں لکھا تھا

وہ بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تم کیا بول رہے ہو... جو کہنا چاہتے ہو صاف صاف بولو زیان۔

اب کے وریشہ پوری کی پوری اسکی طرف گھوم گئی۔

وہ خط مما کا تھا مجھے ڈیڈ نے خود بتایا تھا ان پر انکے سائن تھے.

سب نقلی تھا وریشہ...وہ خط..وہ سائن سب کچھ!!!.

وریشہ کے دل پر گھونسا پڑا تھا

مم..مطلب کیا ہے... اس سب سے..تت...تمہارا ہاں..؟

کک..کیا کہنا...کیا چاہتے ہو تم؟

اسکی آواز لرزنے لگی۔

زیان نے کرب سے آنکھیں میچ لیں۔

ادھر دیکھ..دیکھو..می..میری طرف....بب..بتاؤ مجھے سچ کیا ہے؟

اسکی بازو دبوچے وریشہ نے اسکی خون چھلکاتی نظروں میں اپنی وحشت زدہ سی نظریں گاڑھی تھیں۔

میں تمہیں تکلیف میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا وریشہ مگر...

مگر کیا زیان؟

اسکو دیکھتی وہ ٹرانس کی کیفیت میں بولی۔

اسکے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرے زیان نے ہمت مجتمع کی۔

تمہاری مما کو تم سے چھینا نہیں گیا تھا۔

انکے ساتھ زبردستی کی گئی تھی.

وہ اس وقت سناٹوں کی زد میں تھی۔

کک... کس نے کی؟

میرے ماموں نے.

بتاتے زیان حیدر کا سر شرم سے جھک گیا۔

اسکی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی وہ آج تک انہیں قصور وار مانتی آئی تھی جن کو خود مجبور کیا گیا تھا۔

وہ برف کی مانند اپنی جگہ منجمند ہو گئی تھی آخر ڈھیروں ہمت جمع کر کے زیان نے ساری حقیقت اسکے سامنے رکھ دی۔ کب، کیسے اور کس کی وجہ سے وہ سب ہوا۔ وہ سب زیان نے اسے بتا دیا تھا

کچھ پل خاموشی کے نذر ہو گئے گاڑی میں سناٹا چھا چکا تھا۔

عشال کون ہے؟

زیان نے نظر اٹھائی وہ سرد نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

میں نے پوچھا عشال کون ہے؟

اب کی بار وہ چیخ پڑی۔

میرے ماموں کی بیٹی ہے.

بے ساختہ وریشہ نے لمبے لمبے سانس لیے اسکے کان مانو سائیں سائیں کر رہے تھے وہاں اسکا دم گھٹنے لگا تو گاڑی ان لاک کیے وہ باہر خالی سڑک پر نکل گئی جب ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا زیان بھی اسکے پیچھے باہر آیا تھا۔

اتنی بڑی حقیقت چھپائی گئی مجھ سے؟

گہری سانس کے دوران بولتی وہ فٹ پاتھ پر بیٹھ گئی۔

یا اللہ یہ سب مجھ سے جھوٹ بولتے رہے اور میں انکے جھوٹ کو سچ سمجھتی رہی۔

یہ..یہ کیا کر دیا میں نے اللہ جی !...

اپنے بالوں کو نوچتی وہ بے بسی سے رونے لگی تھی

کک..کیسے...مم..میں نے اپنی ماں سے...نفرت کر لی۔

کیسے؟

وریشہ سنبھالو خود کو!...

دور...دور رہو مجھ سے ... ہاتھ مت لگانا مجھے۔

اسکے ہاتھ تھامے زیان اسکے قریب بیٹھتا جب وہ ہذیانی انداز میں چیخ اٹھی۔

کیوں کیا ... ہاں بتاؤ کیوں کیا میرے ساتھ تم سب نے ایسا...؟

بولو جواب دو کیوں مجھ سے حقیقت چھپائی...کیوں؟

اسکے قریب آتی وہ زاروقطار روتی اس سے وجہ پوچھ رہی تھی۔

وریشہ... زیان نے اسکا چہرا تھامنا چاہا

جواب چاہئیے مجھے!...

اسکے ہاتھ جھٹکتی وریشہ نے سرد مہری سے کہا۔

زیان نے گہرا سانس بھرا۔

تمہیں تکلیف ہو...

تکلیف...کونسی تکلیف ہوتی مجھے زیان حیدر...؟

اسکے سینے پر ہاتھ رکھے خود سے دور دھکیلتی وہ غصے سے چنگھاڑی تھی۔

اور ابھی مجھے کونسی خوشی ملی ہے میں ساری زندگی اپنی ماں سے نفرت کرتی رہی ہوں کیا یہ تکلیف تھوڑی تھی۔

میں انکو اپنی خوشیوں کا مجرم مان کر ساری عمر ان سے بد زن رہی کیا اس وقت مجھے اذیت نہیں ہوئی؟

سرد ہاتھوں میں اپنا سر گرائے وہ غصے سے کہتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی

فوراً سے اسکے قریب آتے زیان نے اسکو اپنے مضبوط حصار میں باندھا تھا

ششش...چپ ہو جاؤ پلیز!...

وہ بے بسی سے بولا۔

جب روتے روتے سر درد سے پھٹنے کو آیا تو وریشہ نے اسکے کندھے پر سر رکھ دیا۔

تت.. تم نے بھی مجھے نہیں بتایا... تم نے بھی میرے ساتھ بُرا کیا زیان۔

ٹوٹے بکھرے لہجے میں کہا گیا

اور اس لمحے زیان حیدر کا دل کرچی کرچی ہوا تھا۔

میں تمہیں بتانا چاہتا تھا وریشہ مگر چاچو کی وجہ سے ہمیشہ خاموش رہا۔۔۔مجھے بُرا مت سمجھو پلیز۔

وریشہ نے اسکے کندھے سے سر ہٹائے سردمہری سے اسے دیکھا۔

تم بُرے ہو زیان حیدر اگر تم مجھے بتا دیتے تو میں ان سے اتنی نفرت کبھی نا کرتی نا خود کو اتنی تکلیف دیتی نا انہیں

اسکا کالر پکڑ کے کہتے وریشہ کی آواز رندھنے لگی۔

تمہیں پتہ ہے میں ہمیشہ سوچتی تھی کہ ایک بار مما سے ملنے جاؤں گئی ان سے بات نہیں کروں گئی صرف انہیں دیکھ کر ہی واپس آجاؤں گئی مگر میں نے دیر کر دی زیان میری مما مجھ سے دور چلی گئی میں انہیں دیکھ نہیں پائی میں انہیں آخری بار بھی نہیں دیکھ پائی مجھے تو ان سے ابھی بہت کچھ کہنا تھا اب میں کیسے بات کروں گئی ان سے.. مم.. میں

زیان نے کرب سے اسکی طرف دیکھا اور مزید مضبوطی سے اسے خود میں بھینچ لیا

میں نے دیر کر دی.. دیر ہو گئی مجھ سے... اب وہ مجھے ہمیشہ کیلیے چھوڑ کر چلی گی زیان ... وہ کیوں گئیں ... میں کیسے رہوں گئی انکے بغیر۔۔۔؟

اسکے سینے پر لگے برساتی اذیت کی شدت سے وہ روتے بے حال ہو رہی تھی۔

اسکی تکلیف پر ننھا سا موتی زیان کی آنکھ سے بے مول ہوتا ڈارھی میں جذب ہو گیا

زیان کو اپنا کندھا بھیگا محسوس ہوا وہ جس بات سے ڈرتا تھا وہی ہوا تھا اور اب اسکی تکلیف زیان کی برداشت سے باہر تھی۔

میں ہوں نا تمہارے پاس ... میں تمہیں کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤں گا پلیز تم رونا بند کرو۔

اسکے بال سہلاتے زیان نے اسے تسلی دیتے ساتھ منت بھی کی۔

مگر دوسری طرف مکمل خاموشی تھی زیان نے اسکا کندھا ہلایا مگر وہ بے سدھ رہی۔

وریشہ

زیان نے اسے پکارا مگر جواب ندارد۔

اسنے وریشہ کا چہرا سامنے کیا وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

یا اللہ خیر۔۔۔!

وریشہ آنکھیں کھولو پلیز ... اسے گاڑی تک لاتے زیان اسے مسلسل پکار رہا تھا۔

ایسے مت کرو وریشہ میں تمہاری تکلیف برداشت نہیں کر سکوں گا آنکھیں کھولو ... میری طرف دیکھو پلیز ...

فوراً سے اسے گاڑی میں بٹھائے زیان نے اسکا گال تھپتھپایا مگر وہ یونہی آنکھیں موندے ہوش و ہواس کی دنیا بیگانہ پڑی رہی۔

» » » » » » » » » » » » » »

اسنے ایک ایک کر کے تمام کمرے چیک کر لیے تھے مگر وہ کہیں نہیں تھی آخر کاشان نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا اور پھر کچھ سوچتے وہ زینے بھلانگتا چھت پر چلا گیا اپنی نظریں گول کیے اسنے ساری چھت کا معائنہ لیا جب ایک کونے میں اسے وہ لڑکی نظر آئی۔ گرم شال کندھوں سے سرک گئی تھی لمبے کالے بال ہلکی ہلکی ہوا کی وجہ سے اڑ رہے تھے ہاتھ میں پکڑے کافی کے مگ سے بھاپ اٹھنا بند ہوگئی تھی شاید وہ اپنی سوچ میں اتنی مگن تھی کہ نا چھت پر آنے والے کو دیکھ سکی اور نا ہی یہ خیال رہا کہ اسکی کافی ٹھنڈی ہو چکی ہے۔

ہوش میں تو وہ تب آئی جب کاشان نے اسکے پیچھے آتے کندھوں پر رکھی شال کو اسکے سر پر اوڑھا دیا۔

آپ... آپ یہاں کب آئے؟

اچانک سے کاشان کو وہاں دیکھ زری چونک کر سنبھلی

میں یہاں تب آیا جب میری بیوی کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔

انگلی کے پوروں سے اسکے گال کو ہلکا سا مس کرتے کاشان مسکرایا تو زری بھی مسکرا دی۔

میرا نیچے دم گھٹ رہا تھا کاشان اسلئے میں یہاں اوپر آگئی

زری نے بتاتے رخ واپس سے آسمان کی طرف پھیر دیا۔

آجکل جو گھر کا ماحول بنا ہوا مجھے اس سے کوفت ہونے لگی ہے اس پر سے بھائی کا عجیب رویہ مجھے مزید تکلیف دیتا!...

میرا دل کرتا سب ٹھیک ہو جائے گھر کا یہ ماحول ،بھائی کا عجیب رویہ سب..،

کہتے اسنے گہری سانس بھری اور آنسوؤں کو وہی پلکوں کی باڑ پر روکے رکھا۔

کاشان نے اسکا سرد پڑتا ہاتھ تھام لیا جیسے یقین دلانا چاہا ہو میں ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں۔

تمہارے بھائی کو دل کا مسئلہ ہے زری اسکا رویہ ٹھیک نہیں ہو سکتا

کاشان نے افسوس سے کہا۔

مگر اسکی بات سن زری نے تاسف سے اسکی طرف دیکھا اور استغفار پڑھا۔

کبھی تو کوئی سیدھی بات بھی منہ سے نکال لیا کریں کاشان

اسنے اسے ڈپٹا تھا۔

ارے سیدھی بات ہی تو کی ہے یار اسے محبت ہو گئی ہے اور محبت کا تعلق دل سے ہوتا ہے تو مطلب وہ دل کا مریض بن گیا۔

جیسے کہ میں تمہاری محبت میں بن گیا ہوں

کاشان نے اسے تفصیلاً سمجھایا۔

آپ سے بحث کرنا فضول ہے.

تم صرف محبت کر لو وہی کافی ہے

باقی سب میں دیکھ لوں گا۔

آنکھ مارتے کاشان اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

ڈیٹس مائے گرل... بس ایسے ہی مسکراتی رہا کرو.

اسکے گال پر بوسہ دیتے کاشان ذرا کو پیچھے ہو گیا۔

زری پلکیں جھپکتی فٹ سے چہرا موڑ گئی اس اچانک افتاد نے اسکی دھڑکنوں میں انتشار برپا کیا تھا۔

وہ چہرا موڑے ریلنگ پر ہاتھ ٹکائے آسمان میں دیکھنے لگی تو کاشان بھی اسی کے سنگ کھڑا آسمان میں دیکھتا کسی گہری سوچ میں مگن ہو گیا۔

تم اداس مت ہوا کرو سب ٹھیک ہو جائے گا.

ہمم... زری نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں زری..؟

زری نے اسکی طرف دیکھا جس کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ تھی۔

جی بتائیں!..

چاچی کو نہیں بتانا!...

اسنے رازدانہ انداز میں کہا۔

اوکے۔

زری نے بھی اسی انداز میں جواب دیا

"میں نا ہر نماز میں دعا مانگتا ہوں کہ ابتسام کو اسکی محترمہ مل جائے"

اس سرگوشی پر زری جی جان سے مسکرا اٹھی۔

اچھا اب میں آپکو ایک راز بتاؤں؟

زری نے مسکراتے کہا تو کاشان نے جھٹ سے سر ہاں میں ہلاتے اپنا کان آگے کیا۔

"میں بھی ہر نماز میں دعا مانگتی ہوں کہ مما بھائی کی محترمہ کیلئے مان جائیں"

وہ اداسی سے مسکرائی۔

انشاء اللہ ضرور مان جائیں گئیں۔

کاشان نے پورے یقین سے کہا.

بھائی کہاں ہیں ابھی؟

زری نے اسکی طرف دیکھا۔

وہ کچھ دیر پہلے گھر سے باہر نکلا کہہ رہا تھا کہ یہاں دم گھٹتا ہے باہر جانا چاہتا ہے۔

ایسا کب تک چلے گا کاشان... کیا بھائی ہمیشہ ایسے ہی اپنی راتیں باہر سڑکوں پر گزارتے رہیں گئیں۔

تم سے کس نے کہا زری کہ وہ باہر سڑک پر راتیں گزارتا ہے؟

کاشان نے سیریس انداز میں اس سے استفار کیا۔

تو وہ کہاں ہیں... گھر سے باہر تو انکی کوئی پناہ گاہ نہیں ہے!!!

"اللہ کا گھر سب سے بڑی پناہ گاہ ہے زری"

مطلب وہ مسجد میں!..

ہاں ... وہ دھیما سا مسکرایا۔

زری کو حیرت نے آن گھیرا.

کاشان!...

جی.

بھائی نے پورے تین سال بعد پھر سے نماز پڑھنی شروع کی ہے.

جانتا ہوں زری!..

کیا وہ یہ سب اس لڑکی کی محبت میں کر رہے ہیں؟

کاشان نے اسکی طرف دیکھا جس کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

"وہ لڑکی ابتسام کیلیئے اللہ کی طرف جانے والے راستے میں ایک پل کی طرح ہے"

"یہ اس لڑکی کی جستجو اور ابتسام کی پاک محبت ہے جس نے اسے دوبارہ سے اللہ کی طرف گامزن کر دیا ہے"

"اب ابتسام وہ پرانا ابتسام نہیں رہا زری اسنے سارے بُرے کام چھوڑ دیئے ہیں نشہ کرنا چھوڑ دیا مار کٹائی کرنا...مطلب کہ وہ اب ہر وہ راہ چھوڑ چکا ہے جس پر چل کر اسے اندیشہ ہو کہ اسے وہ لڑکی نہیں مل پائے گئ۔ پچھلے ایک ہفتے سے اسکی ہر رات گھر سے باہر مسجد میں گزرتی ہے وہ ساری رات جاگ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے"

اس لڑکی کیلیئے..؟

اسنے روتے ہوئے پوچھا.

مجھے بھی پہلے ایسا ہی لگا تھا زری!..

مگر میں غلط تھا ابتسام یہ سب اس لڑکی کیلیئے نہیں کر رہا۔

وہ آسودہ سا مسکرایا۔

زری یک ٹک کھڑی اسے سن رہی تھی۔

"اسنے کہا ہے کہ وہ پہلے اپنے رب کو راضی کرے گا خود کو محترمہ کے قابل بنائے گا اور اگر پھر وہ اسکے قابل ہوا تو اللہ اسے اسکی محترمہ سے نواز دے گا"

اور کیا ہو گا اگر انہیں وہ نا ملی تو؟

کاشان میرے بھائی کا دل ٹوٹ جائے گا...؟

وہ زاروقطار رو رہی تھی.

اس لمحے کاشان نے اسکے لفظوں میں ہی نہیں لہجے میں بھی اپنے بھائی کیلئے بے پناہ محبت محسوس کی تھی۔

"اللہ کبھی اپنے بندے کو اپنے در سے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا... یا تو وہ نواز دیتا ہے یاں صبر عطا کر دیتا ہے "

"اللہ جی پلیز میرے بھائی کو ان سے نواز دیں وہ بہت اچھے ہیں"

آسمان میں نظریں اٹھائے اسنے نم آنکھوں سے درخواست بھیجی تھی۔

کاشان بے ساختہ مسکرا دیا۔

آمین!..

رو مت زری اللہ سے اچھے کی امید رکھو!..

سب بہتر ہو گا انشاء اللہ تم دیکھنا اب اس پر کوئی آزمائش نہیں آئے گئی۔

آمین ... ان دونوں نے بیک وقت آمین کہا۔

جب وہاں ایک ہستی اور بھی تھی جس نے نم آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھتے آمین کہا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

وہ کچھ دیر پہلے ہی اٹھی تھی نیند تو اسے کچھ خاص آئی نہیں تھی بامشکل وہ آدھا گھنٹہ ہی سوئی ہو گئی جب اسکی آنکھ کھل گئی عشال نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں اس وقت رات کے تین بج رہے تھے۔ بیڈ سے اٹھتی اسنے شال اٹھائی اور باوضو ہو کر جائے نماز بچھا دی چار رکعت ادا کی اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔

آنسو زاروقطار بہنے لگے ہاتھوں کو گرائے وہ سجدے میں جھک گئی اور پھر وہ شدت سے روتی چلی گئی اور اتنا روئی کہ دل پر لگے زخم بھرے نہیں مگر مندمل ضرور ہو گئے تھے۔

وہ رو رہی تھی کیونکہ اسے یقین تھا وہ ذات اسے سنبھال لے گئی اسکو تھام کر سارے دکھ ، اذیتیں مٹا دے گئی اسے صبر عطا کرے گئی۔

"میری امی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کیجئیے گا اللہ جی"

سر سجدے میں گرائے اسنے منت کی۔

اور مجھے صبر دے دیں زیادہ نہیں تو بس تھوڑا سا ہی صبر پلیز اللہ جی ورنہ یہ دل اتنی تکلیف برداشت نہیں کر پارہا کچھ تو ایسا کریں کہ یہ تکلیف کم ہو جائے... ہچکولے لیتے وجود میں پیشانی سجدے میں رگڑتے وہ شدت سے رو دی تھی۔

میرے ساتھ انہیں بھی صبر سے نوازیئے گا اللہ جی مجھے انکی تکلیف کا اندازہ نہیں ہے مگر میں خود جس اذیت سے گزر رہی ہوں اسی اذیت سے وہ بھی گزر رہی ہوں گئیں کیونکہ وہ انکی بھی امی تھیں۔

یہ صرف عشال شاہ ہی جانتی تھی کہ اسنے یہ الفاظ کیسے اپنی زبان تک لائے تھے۔

"وہ شدت پسند نہیں تھی مگر اپنے من پسند لوگوں کو بانٹنے میں اسے موت آتی تھی"

یہ بات اسکے لئے تکلیف کا باعث تھی کہ اسکے علاوہ کوئی اور بھی تھا جو اسکی ماں کی محبت کا حق دار تھا جو اس پر حق رکھتا تھا۔

وہ انسان اور کوئی نہیں آپ ہوں گئی وریشہ آپی میں نے کبھی خواب و خیال میں بھی نہیں سوچا تھا۔

غیر مرئی نقطے کو تکتے عشال نے جائے نماز لپیٹتے خود سے سرگوشی کی۔

خیر سوچا تو میں نے یہ بھی نہیں تھا کہ میرے خود کے والد جنہوں نے مجھے جنم دیا وہی مجھے اپنی اولاد ماننے سے انکار کر دیں گئیں وہی میری ماں کے قاتل نکلے گئیں۔

"یہی تو زندگی ہے عشال شاہ یہ ہمیں ان ان منظروں سے گزارتی ہے جن کو کبھی ہم نے اپنے خواب و خیال میں بھی نہیں سوچا ہوتا"

"یہ زندگی ہی ہے جو ہمیں کھینچ کر وہاں لے جاتی ہے جہاں کوئی نہیں جانا چاہتا"

لرزتے ہونٹوں سے مسکراتی اسنے تسبیح پڑھنی شروع کر دی اور چلتی کمرے سے باہر نکل گئی.

وہ کمرے سے باہر آئی جب عشال نے دیکھا حسنہ بھی کسی لڑکی کو لاؤنج میں بیٹھا رہی تھیں۔

یہ کون ہیں بی؟

داخلی دروازے پر ہی رکے اسنے سوال کیا۔

ان کو ارشان بیٹے نے یہاں بلایا ہے بچے...یہ وہی ڈاکٹر ہیں جو اکثر آپکی طبیعت خرابی کیلئے یہاں آتی رہتی ہیں.

وہ پریشان سی بولی۔

عشال متفکر سی ہوئی تھی۔

مگر بی یہاں تو کسی کی طبیعت خراب نہیں ہے پھر بھائی نے انہیں کیوں بلایا!...

ابھی عشال ان سے پرچھ رہی تھی جب دور صوفے پر بیٹھی کافی بولڈ سی ڈاکٹر امیمہ انکی طرف آگئی۔

اسلام علیکم!..

وعلیکم السلام... عشال نے جواباً ادب سے کہا۔

مجھے یہاں زیان جی نے بلایا ہے مگر آپ تو خاصی اچھی نظر آرہی ہیں۔

اسنے سوالیہ لہجے میں کہا۔

مگر حسنہ بی اور عشال تو اسکے زیان جی پر ہی الجھی کھڑی تھیں.

حسنہ بی کو تو ویسے ہی وہ لش پش سی لڑکی ایک نظر نہیں بھاتی تھی جسکی تیکھی نظر ہمیشہ سے انہوں نے ارشان کے گرد گھومتے محسوس کی تھی۔

بیٹا تم یہاں بیٹھ جاؤ تمہارے زیان صاحب ابھی آتے ہوں گئیں تو پتہ چل جائے گا انہوں نے تمہیں کیوں بلایا اس وقت!..

بی جان نے روکھے سوکھے سے لہجے میں کہتے اسے صوفے کی طرف اشارہ کیا جس پر امیمہ اپنا سا منہ لیے بیٹھ گئی اور حسنہ بی عشال کا ہاتھ تھامے کچن کی طرف لے گئی۔

وہ انکے ساتھ چلتی جا رہی تھی مگر حسینہ بی کے ایسے لہجے پر وہ دم بخود رہ گئی تھی اسنے کبھی انہیں ایسے لہجے میں کسی سے بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔

میں اس چڑیل کیلئے چائے بناتی ہوں بچے تم یہی رکو اسکے پاس بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے.

وہ کافی گرم مزاج میں بولی تھی

عشال تو بے یقینی سے منہ کھولے بس انہیں اور انکی ساری کاروائی کو تک رہی تھی۔

بی ایسے کسی مہمان سے بات نہیں کرتے یہ آپ نے ہی کہا تھا!..

اسنے معصومیت سے دریافت کیا۔

بلکل بچے کسی مہمان سے برے طریقے میں پیش نہیں آتے مگر جس مہمان کی آپ پر اور آپکے گھر پر بُری نظر ہو اسے ٹوکنا ضرور چاہئیے تاکہ اسے معلوم ہو کہ آپ انکی ہر حرکات و سکنات سے واقف ہیں۔

بی جان نے ٹھہر ٹھہر کر اسے سمجھایا۔

مگر عشال کے پلے کچھ نہیں پڑا تھا وہ ہنوز حیرت میں ڈوبی کھڑی تھی۔

تم نہیں سمجھو گئی بچے ارشان بیٹا صحیح کہتا ہے تم واقعی معصوم سی پری ہو۔

بی جان نے گنگ کھڑی عشال کو دیکھ مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"اسلئے ہر کوئی میری معصومیت کا فائدہ اٹھا جاتا ہے"

اسنے ٹرانس کی کیفیت میں جواب دیا

بی جان اسے دیکھ کے رہ گئی اتنی سی عمر میں ہی اسے خود سے بڑے روگ مل گئے تھے وہ معصوم سی لڑکی پھولوں جیسے مرجھا گئی تھی۔

"پتہ ہے بی مجھے اب سمجھ میں آتا ہے کہ ابو مجھے کیوں حویلی سے باہر نہیں جانے دیتے تھے"

وہ کیوں پری؟

"کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ جیسے انہوں نے میری معصومیت کا فائدہ اٹھا کر ساری زندگی مجھے اندھیرے میں رکھا ویسے ہی کوئی اور بھی میری معصومیت کا فائدہ نا اٹھا لے"

وہی ٹوٹا بکھرا سا لہجہ تھا۔

ایسی بات نہیں ہے بچے اپنوں اور غیروں میں بہت فرق ہوتا ہے،

چائے کی کیٹل رکھتے بی نے اسکی تکلیف کم کرنی چاہی تھی مگر وہ کب جانتی تھی کہ اسکے دل کے ٹوٹے چھوٹے چھوٹے ٹکرے اس حد تک اسکے اندر پیوست ہو گئے ہیں کہ اب وہ معصوم سی لڑکی باتوں کے جال میں نہیں پھنس پائے گئی وہ جب بھی کہے گئی تلخ ہی کہے گئی اب وہ دنیا اور ان کے جھانسے میں آنے والی عشال نہیں رہی زندگی نے اسے ایک ہی وار میں اتنا میچور کر دیا گیا کہ اسے اب اپنی معصومیت پر غصہ آتا تھا

بس کریں بی میں اپنوں کے اصلی چہرے دیکھ کر اس حال میں ہوں کہ سانس لیتے بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے ، کسی غیر سے تو مر کر بھی عشال شاہ کبھی کوئی امید نہیں رکھے گئی اور تکلیفیں سہنے کی ہمت نہیں ہے اب مجھ میں..،

اذیت سے دوچار لہجے میں انہیں اپنا حتمی فیصلہ سناتی وہ لاؤنج کی طرف چلی گئی۔

جب حسنہ بی بھی اسکے پیچھے پیچھے چائے اور دیگر لوازمات کی ٹرے لیے لاؤنج کی طرف آئی۔

آپ چائے لیں!...

جی بہت شکریہ.

امیمہ نے چائے کا کپ تھام لیا۔

آپکا گھر ماشاءاللہ بہت پیارا ہے

اسنے تعریف کی.

جس پر عشال صرف مسکرائی تھی

ارے کب سے میں ہی بول رہی ہوں آپ بھی تو کوئی بات کرے نا۔

امیمہ نے چائے کا گھونٹ بھرتے اصرار کیا۔

حسنہ بی جلی بھنی سی بیٹھی تھی.

میں کیا بتاؤں آپکو اپنے بارے میں؟

عشال جزبز سی ہوئی۔

کچھ بھی آپکی کوالیفیکیشن ، کہاں پڑھتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

نظریں عشال کے چہرے پر سجائے اسنے خوشگواریت سے پوچھا

ایکچولی آپ بُرا نہیں ماننا مجھے اپنے بارے میں کچھ بھی بتانے کی اجازت نہیں ہے.

عشال نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

ضرور آپکے بھائی نے منع کیا ہو گا؟

جی ایسا ہی ہے.

عشال نے سر اثبات میں ہلایا۔

ڈاکٹر امیمہ کھل کر مسکرا دی جبکہ بات اتنی مسکرانے والی نہیں تھی

عشال کو وہ عجیب لگی تھی۔

ویسے آپ کے بھائی میرا مطلب ہے زیان جی آپکے معاملے میں کافی پوزیسو ہیں۔

جی...یہ تو ہے.

جواباً وہ صرف اتنا ہی بول سکی۔

اینڈ آئی ایم شور وہ اپنی وائف کے معاملے میں بھی بہت پوزیسو ہو گئیں۔میں تو کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ انکی وائف کافی لکی ہوں گئیں جن کو زیان جی جیسے اتنے ہینڈسم اور ویل ایجوکیٹڈ ہسبنڈ لائف پارٹنر کی صورت میں ملے گئیں۔

اور اب عشال کو سمجھ میں آیا تھا کہ حسنہ بھی کو سامنے بیٹھی ڈاکٹر امیمہ سے اتنی چڑ کیوں ہے.

اسنے بے ساختہ حسنہ بی کی طرف دیکھا جو بامشکل خود پر ضبط کیے بیٹھی تھیں۔

اور پھر امیمہ کو دیکھا جو بنا کسی تعلق اور اپنے سٹیٹس کا خیال کیے اسکے بھائی کی تعریف میں قصیدے پڑھ رہی تھی۔

عشال کو اب اس ماحول اور لڑکی سے کوفت ہونے لگی تھی ابھی وہ کچھ کہتی جب زیان حیدر اپنی باہوں میں بیہوش وریشہ کے وجود کو اٹھائے بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا تھا۔

یا اللہ خیر!...

سب سے پہلے حسنہ بی ہوش میں آئی تھی اور بھاگتی ہوئی بڑی سی چادر لیے وریشہ کے اوپر ڈال دی۔

ڈاکٹر جلدی سے میرے پیچھے آئیں!..

کہتے وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگا اور اسے لے جا کر اپنے بیڈ پر لیٹا دیا حسنہ بی نے فوراً سے اس پر کمفرٹر اوڑھا تھا۔

کَم فاسٹ اینڈ چیک ہر!...

اسکی بارعب سی دھاڑ پر کمرے کے دروازے میں کھڑی ڈاکٹر امیمہ ہوش میں آتی بھاگتے ہوئے وریشہ کے پاس آئی اور اسے چیک کرنے لگی۔

وریشہ ٹھیک ہے ... کیا ہوا ہے اسے یہ اچانک بیہوش کیوں ہو گئی ہے

جواب دو کچھ بول کیوں نہیں رہی تم!..

سرخ انگارہ نظریں اس پر ڈالے وہ وحشت زدہ سا چیخ اٹھا۔

پہلی بار زیان حیدر نے کسی عورت ذات سے اتنی اونچی آواز میں بات کی تھی ڈاکٹر امیمہ اتنی اسکے ری ایکشن پر حیران نہیں تھی جتنی اسکے لہجے میں پنپتی اس لڑکی کیلئے پریشانی اور دیوانگی دیکھ حیران اور ساکت تھیں۔

حیرت کا جھٹکا تو پیچھے دروازے میں کھڑی عشال کو بھی لگا تھا۔

انہوں نے کوئی سٹریس لیا ہے جسکی وجہ سے بیہوش ہو گئی ہیں گھبرانے کی بات نہیں ہے.

پریشان وہ تھے اور پسینے ڈاکٹر امیمہ کے چھوٹ رہے تھے.

زیان نے بیہوش ہوئی وریشہ سے نظر ہٹائی اور اس لیڈی ڈاکٹر کو حیران نظروں سے دیکھا

گھبرانے کی بات کیسے نہیں ہے یہ اچانک بیہوش ہو گئی ہے تم نے صحیح سے چیک بھی نہیں کیا اور کہہ رہی ہو کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔

تمہیں ڈاکٹر کس نے بنایا ہے؟

وہ دیوانہ وار چیخ رہا تھا

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے نہیں ہے ضرورت تمہاری.. میں کوئی اور ڈاکٹر کو بلا لوں گا ... اسکو باہر کی طرف اشارہ کرتے وہ ایک بار پھر چیخا۔

ڈاکٹر امیمہ کو تو سانپ سونگھ گیا تھا۔

وہاں کی صورتحال مزید بگڑتی عشال ہوش میں آتی زیان کی طرف لپکی تھی۔

بھائی...بھائی سنبھالیں خود کو انکو چیک تو کرنے دیں.

وہ چیک کر رہی ہیں آپ باہر چلیں کچھ نہیں ہو گا آپی کو۔

عشال نے اسکی بازو تھامی تھی۔

مگر عشال ...

بھائی پلیز آپ میرے ساتھ آئیں۔

آپ پلیز چیک کریں انہیں ... بی انکے ساتھ رہیں۔

عشال اسکو مزید کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر زیان کی بازو تھامے زبردستی کمرے سے باہر لے گئی۔

کچھ نہیں ہو گا انہیں بھائی...کیوں اتنا پینک کر رہے ہیں آپ...؟

عشال نے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا۔

عشال وہ تکلیف میں ہے... وہ..وہ اذیت میں ہے پری پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا ... اگر اسے کچھ ہو گیا... نہی.. نہیں پری... میں کیا..کروں گا اسکے بغیر ... اسے بولو ٹھیک ہو جائے ... یا اللہ میری بیوی... اسے اپنے صحت یاب کر دیں...یا اللہ!...

اضطرابی کیفیت میں ادھر سے ادھر ٹہلتے وہ مسلسل پاگلوں کی طرح بڑبڑائے جا رہا تھا۔

عشال نے سر تا پیر اس دیوانے کو طائرانہ نظر سے دیکھا تھا۔

"افففف یہ محبت"

وہ دل میں ہی کہتی سر جھٹک گئی۔

وہ ٹھیک ہو...

وہ اب ٹھیک ہیں کل صبح تک انہیں ہوش بھی آ جائے گا

عشال کی بات سے پہلے ہی باہر آتی ڈاکٹر امیمہ بول اٹھی۔

وہ جو سر پکڑ کے بیٹھا تھا ایک دم سے اسے دیکھتے پھر بھاگتا کمرے میں چلا گیا۔

وہ تو چلا گیا مگر عشال نے گنگ کھڑی ڈاکٹر امیمہ کی طرف دیکھا۔

کوئی مسئلہ ہے؟

وہ اٹھتی اسکے قریب آئی۔

نہی.. نہیں... ڈاکٹر امیمہ نے گڑبڑاتے جواب دیا اور اسکے ساتھ چل پڑی۔

اسکے ذہن میں ابھی تک زیان کا وہ جنونی انداز گردش کر رہا تھا وہ چاہ کر بھی اسکے چہرے پر چھایا کرب اس لڑکی کیلئے اسکی فکر لہجے میں محبت کچھ بھی فراموش نہیں کر پا رہی تھی۔

وہ دونوں چلتے چلتے دروازے تک پہنچ گئی۔

آپ نے بلکل ٹھیک کہا تھا ڈاکٹر امیمہ!.

عشال نے اسکی طرف مسکراہٹ اچھالتے کہا.

وہ جو باہر کی طرف جا رہی تھی عشال کو پلٹ کر دیکھنے لگی

جی کیا مطلب .. میں سمجھی نہیں۔

وہی جو اندر بیٹھ کر کہہ رہی تھیں کہ زیان بھائی کی وائف بہت لکی ہوں گئیں آپ کی بات بلکل درست ثابت ہوئی.

بھابھی کی ذرا سی طبیعت خراب ہونے پر وہ کس قدر پریشان ہو گئے تھے آپ تو واقعی جینئیس ہیں آپ کا خیال بلکل ٹھیک تھا۔

وہ اسکی تعریف کر رہی تھی مگر ڈاکٹر امیمہ تو ابھی تک بھابھی لفظ پر ہی اٹکی تھی

وہ لڑکی آپکی بھابھی تھیں؟

جی الحمد اللہ!...

اسنے مسکراتے جواب دیا۔

ڈاکٹر امیمہ کے چہرے کے رنگ اڑے تھے۔

وہ کچھ بھی کہے بغیر گھر سے باہر نکل گئی۔

عشال بھی پلٹ کر اندر جانے لگی جب پیچھے کھڑی مسکراتی ہوئی بی کو دیکھ کر وہ ٹھٹھکی۔

مہمان تھی وہ... مگر میرے بھائی کی خوشی مجھے بہت عزیز ہے

آج اسے ٹوکنا ضروری تھا نہیں تو کل وہ میرے بھائی کی لائف سپائل کر سکتی تھی۔

کندھے اچکاتے عشال نے عام سے انداز میں اپنے بیہیویر کا مطلب سمجھایا اور آگے بڑھ گئی۔

اتنی سمجھدار ہو گئی ہو پری!...

بی نے مسکراتے دل میں اسے مخاطب کیا اور اسکے پیچھے چل دی۔

رات آہستہ آہستہ سرک رہی تھی عشال اور حسنہ بی اپنے اپنے کمروں میں جا چکی تھی دوسری طرف زیان حیدر کی جان ابھی بھی سولی پر لٹکی ہوئی تھی اسکے قریب بیٹھے وہ نجانے کب سے دورد شریف اور آیت لکرسی کا ورد کرتا اس پر پھونک رہا تھا۔

جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ مائے کوئین ... میں وعدہ کرتا ہوں کبھی کسی دکھ کو تمہارے قریب نہیں آنے دوں گا۔

یہ آخری اذیت تھی جو تم نے سہنی تھی اب بس ... زیان حیدر تم تک آنے والی ہر تکلیف کو خود پر اتار لے گا مگر تمہیں کچھ نہیں ہونے دے گا۔اپنی سانسیں دے کر بھی تمہیں محفوظ رکھنا پڑا تو ایسا بھی کر لوں گا. بس تم اٹھ جاؤ ٹھیک ہو جاؤ مجھ سے بات کرو مجھے دیکھو۔تم مجھے میرے پاس چاہئیے

ہو ساری زندگی کیلیئے نا سہی تب تک سہی جب تک میری سانسیں ہیں... اسکے بال سہلاتے وہ آخر کو رو پڑا۔

کیا وہ اسے معاف کر دے گئی؟

سب بھول کر اسکے ساتھ نئی زندگی کی شروعات کرے گئی؟

نجانے کتنے وسوسے تھے جو اس وقت اسکے ذہن میں اٹھ رہے تھے سب سے بڑا ڈر جو تھا وہ اسے اپنی جان کا تھا جس کے تحت اسے وریشہ کے ساتھ پری کی بھی فکر ہونے لگی تھی عشاء کو ڈھونڈنا تھا وریشہ کو اپنی محبت کا احساس دلانا تھا اسکی معافی چاہیئے تھی مگر اسکے مطابق اسکے پاس وقت بہت تھوڑا تھا۔

ان سوچوں میں کب اسکے آنسو بہتے بہتے وریشہ کا چہرا بھگونے لگے اسے خبر ہی نہیں ہوئی۔وہ ہلکا سا کسمسائی تو زیان نے فوراً سے اسکا چہرا دیکھا جس پر اسکے آنسو جابجا گر رہے تھے

وہ مسکرایا اور جلدی سے اسکا چہرا صاف کرتے اسکے پاس سے اٹھ گیا۔

مؤذن نے فجر کی اذان دی تھی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوا تھا اسنے سب کچھ مانگا مگر اپنی زندگی کی دعا نہیں مانگی جس کے اسے وسوسے تھے جسکے لئے اسے دعا مانگنی چاہیے تھی اسنے نہیں مانگی۔دعا مانگ کر وہ ابھی اٹھا تھا جب موبائل بجا نمبر دیکھ زیان کال سننے کیلئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ نماز پڑھ کر کچن میں آئی تھی صبح کے چھ بج چکے تھے

وہ کچن میں آئی جہاں حسنہ بی ان سب کیلئے ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔

بی میں آپکی ہیلپ کر دوں؟

آج آپ نے قرآن پاک کی تلاوت نہیں کی؟

انہوں نے سوال پر سوال کیا۔

عشال نے نفی میں سر ہلایا۔

کیوں نہیں کی بچے؟

میں نے سوچا آپ کی ہیلپ کر دوں پہلے!..

نہیں بچے میں کر لوں گئی کام آپ جاؤ قرآن پاک کی تلاوت کرو پہلے!.

عشال مسکراتے واپس سے کمرے کی طرف چلی گئی ہے

وہ ہر نماز کے بعد نا ہو سکے مگر فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت ضرور کرتی تھی اسکی آواز میں ایسا کوئی سحر انگیز جادو تھا کہ سننے والے گھنٹوں بیٹھ کر اسکی تلاوت سن سکتے تھے وہ اونچی آواز میں نہیں پڑھتی تھی مگر اسکا کہنا تھا جب وہ تلاوت کرتی ہے تو اسکی آواز خود بخود بلند ہو جاتی ہے وہ تلاوت با ترجمہ کرتی تھی اور پھر اسکی آواز حسنہ بی اور زیان کے لئے سکون کا باعث ہوتی تھی اسکی آواز قرآن پاک کے حروف انکے دلوں پر اثر کرتے تھے۔

سائیڈ ٹیبل سے قرآن پاک اٹھائے وہ بیڈ پر بیٹھی۔آج جس سورت کی وہ تلاوت کرنے والی تھی وہ سورت الرحمٰن تھی۔

اسنے تلاوت شروع کر دی تھی۔

)   ترجمہ(

)اللہ جو) نہایت مہربان°

جس نے قرآن کی تعلیم فرمائی°

اسی نے انسان کو پیدا کیا°

اسی نے انسان کو بولنا سکھایا°

سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں°

اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں°

جاری ہے......

کچن میں کام کرتی حسنہ بی کے ہاتھ تھم گئے انکے چہرے پر سکون اترنے لگا۔

وہ کافی دیر سے اٹھ گئی تھی اور تب سے اپنے بیڈ پر لیٹے خالی نظروں سے اپنے ارگرد ہر شے کو دیکھ رہی تھی زیادہ نہیں مگر کچھ وقت بعد ہی اسکے ذہن میں کل رات کے سارے منظر فلم کی طرح چلنے لگے مگر وہ پھر بھی لیٹی رہی۔ ہولے ہولے دل تکلیف کے مارے پھڑپھڑانے لگا اس گزری اذیت کا سوچتے ہی اسے مزید اذیت ہو رہی تھی تکلیف کی شدت بڑھنے لگی دل کانپ رہا تھا بے چینی حد سے سوا ہو رہی تھی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔ چہرے کے خدوخال بگڑنے لگے تھے دماغ کی نسیں برداشت کے باعث ابھرنے لگی مگر وہ چت لیٹی رہی جیسے اسکا پورا جسم مفلوج ہو گیا ہو وہ اپنے جسم کو ہلانے سے قاصر تھی وہ بول نہیں پا رہی تھی جیسے دماغ اور دل کے علاوہ سارے جسم پر لکنیت طاری ہو گیا ہو. ذہن چل رہا تھا دل کی دھڑکن بھی معمول پر بھی تھی آنکھوں سے بہتا پانی بھی تکیے میں جذب ہو رہا تھا پھر کچھ دیر گزر گئی وہ اسی حالت میں لیٹی رہی. وہ ٹرانس کی کیفیت میں تھی اسے لگ رہا تھا کچھ دیر اور اسکی سانس رکنے والی ہے وہ کمرا تھا مگر اسے اپنی قبر نظر آرہی تھی اسے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہے تھی آنکھوں کے آگے گھپ اندھیرا چھانے لگا۔ وہ آنکھیں موندنے

لگی وہ سارا کمرہ اسکی نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا وہ سناٹوں کی زد میں تھی ابھی وہ مکمل آنکھیں موندتی ایک مانوس سی دھیمی مگر خوبصورت سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

)   ترجمہ(

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا°

اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا°

تو تم اپنے پرودگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گئے؟°

اسنے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی اور سمجھنا چاہا وہ کونسا کلام تھا؟

وہ کیسی سحر انگیز آواز تھی جو اسکے دل پر آہستہ آہستہ اثر کر رہی تھی۔

(ترجمہ)

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے°

تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گئے؟°

وہ عربی تھی اسنے مزید سنا وہ قرآن پاک کے الفاظ تھے کوئی ترجمہ کر رہا تھا کوئی اسکی روح کو جھنجھوڑ رہا تھا کوئی اسے تپتی آگ سے نکال کر برف کے ٹھنڈے میدان میں لے آیا تھا۔اسکے دل پر رکھے پتھروں جیسے بوجھ کو کم کر رہا تھا اسکے دماغ میں چلتی الجھنوں کو سلجھا رہا تھا اسنے ذرا سا اٹھنے کی کوشش کی. وہ آواز پھر اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

(ترجمہ)

اس نے دو دریا رواں کیے جو آپس میں ملتے ہیں°

دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے○

تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گئے؟○

اسکے آنسوؤں مٰں روانی آگئی وہ خود بھی قرآن پاک پڑھتی تھی مگر وہ آواز ، وہ لہجہ جن میں وہ الفاظ دوہرائے جا رہے تھے ان میں خوف تھا کسی انسان کا نہیں ، اس ذات کا خوف تھا. خوف کہ ہمیں اسکی طرف لوٹ کر جانا ہے، خوف کہ یہ دنیا فانی ہے۔اسکے جسم پر کپکپی طاری ہو رہی تھی۔

وہ اٹھ بیٹھی پاس پڑی شال اٹھائی اسے سر پر اوڑھی اور قدم اٹھانے لگی۔

) ترجمہ (

دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں○

تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گئے؟○

اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں°

تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گئے؟°

وہ بات کر رہا تھا جب اسکے کانوں میں عشال کی آواز پڑی زیان کے چہرے پر بےساختہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا وہ کال آف کرتا چلتا لان سے اندر آیا جہاں اسکی نظر مسکراتے چہرے سمیت کام کرتی بی پر پڑی۔وہ چلتا مزید آگے آتا جب اسکے قدم رک گئے بے ساختہ اسے وریشہ کا خیال آیا وہ بھاگنے کے انداز میں وہاں سے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

(ترجمہ (

جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے°

اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحبِ جلال و عظمت ہے باقی رہے گئی°

تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گئے؟°

وہ الفاظ سن کر وریشہ کے قدم لرزے تھے آنسوؤں کی رفتار میں مزید اضافہ ہونے لگا۔اسکے دل کو کچھ ہو رہا تھا اپنے اندر اٹھتے جذبات و احساسات سے وہ ناواقف تھی مگر دل میں کھلبلی سی مچ گئی تھی (سب کو فنا ہو جانا ہے) اسنے قرآن کی آیت کو دوہرایا اور وہ رو پڑی

وہ فرش پر گرتی جب زیان بھاگتا اسکے پاس پہنچا اور اسے تھام لیا.

وریشہ یہاں کیا کر رہی ہو...کچھ چاہئیے تھا تو مجھے بتا دیتی؟

مجھے آواز کیوں نہیں دی؟

اسکو تھام کر بیڈ پر بٹھاتے زیان پریشانی سے بولا جب وریشہ ہچکیاں لیتے اشارے دینے لگی وہ بول نہیں پا رہی تھی یاں اسکے پاس الفاظ نہیں تھے اپنی اس کیفیت کو بیان کرنے کیلئے جس میں ابھی اس وقت وہ سرائیت کر رہی تھی۔

کیا ہوا ہے...کچھ کہنا چاہتی ہو بولو کیا ہوا ہے؟

کوئی برا خواب دیکھا کیا... رو کیوں رہی ہو؟

اسکا چہرا تھامے زیان نے اسکو حوصلہ دیا۔

یہ..یہ..کک...کس کی... آواز ہے..؟

آنسوؤں کے درمیان وہ بامشکل بول پائی۔

اسکے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھے زیان کو سمجھ میں نہیں آیا وہ کس آواز کی بات کر رہی ہے۔

کونسی آواز وریشہ...؟

تبھی عشال نے پھر ترجمہ کیا۔

آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔وہ ہر روز کام میں مصروف رہتا ہے°

تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گئے؟°

یہ..یہ کون ہے؟

کون ہے جو یہ پڑھ رہا ہے؟

یہ عشال کی آواز ہے وہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہی ہے.

اسکے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے زیان نے دھیمے لہجے میں اسے بتایا۔

رونا بند کرو وریشہ ... کیوں رو رہی ہو ادھر دیکھو!...

زیان نے گم سم بیٹھی اس لڑکی کا چہرا اپنی طرف موڑا۔

بتاؤ کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو؟

مجھے بتاؤ میں ہوں نا... میں تمہاری تکلیف ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا پلیز تم رونا بند کرو.

زیان نے اسکے آنسو پونچھے تو وریشہ نے نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا جیسے اسے اپنی قسمت پر رشک آرہا ہو۔

زیا...ن... مم...مجھے ڈر لگ...رہا ہے؟

کس سے ڈر لگ رہا ہے؟

اللہ...اللہ سے!..

وہ کپکپانے لگی۔

مم..مجھے خوف آرہا ہے زیان!..

می..مر جاؤں گئی تو انہیں کیا منہ دکھاؤں گئی۔

میرے تو...میرے تو اعمال بھی اچھے نہیں ہیں

میں ننگے سر غیر مردوں میں گھومتی تھی۔

انہیں اپنا آپ دکھاتی تھی وہ..وہ مجھے نظر بھر کر دیکھتے تھے۔

زیان نے کرب سے ہونٹ بھینچ لیے.

میں اونچے قہقہے لگاتی تھی لمبے ناخن رکھنا، فٹ کپڑے پہنتی تھی... میرا تو کوئی نیک اعمال ہی نہیں ہے زیان۔

میں موسیقی سنتی تھی ، فحاشی کرتی تھی

می..میں کیا کروں مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے۔

"مجھ..ے..جہنم..کے عذاب سے بچالو زیان".

پلیز..مجھے بچالو!..

وہ زاروقطار رونے لگی اسکے لہجے میں اللہ کا خوف تھا

بےساختہ زیان نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

اللہ معاف کر دیتا ہے وریشہ جب بندہ سچے دل سے معافی مانگتا ہے تو میرا خدا معاف کر دیتا ہے۔

اسکی پیٹھ سہلاتے وہ اسے تسلی دینے لگا۔

نہی..نہیں وہ مجھے معاف نہیں کرے گے زیان میں نے بہتان لگایا تھا۔

وہ شدت سے رو دی۔

کس پر بہتان لگایا تم نے وریشہ؟

می..میں نے عشال پر بہتان لگایا تھا اور اللہ بہتان لگانے والوں کو معاف نہیں کرتا۔

اسکی بازو زور سے دبوچے وہ خوف سے ڈوبی آواز میں بول رہی تھی

زیان دم بخود سا اسے سن رہا تھا۔

اگر پری نے تمہیں معاف کر دیا تو اللہ بھی تمہیں معاف کر دیں گے۔

اسنے جیسے اسے ایک نئ راہ دکھائی.

وریشہ اسے دیکھنے لگی۔

"ابھی یہ تمہارا اور عشال کا معاملہ ہے وریشہ کیونکہ بندے کی معافی بندہ دیتا ہے"

اگر میں اس سے معافی مانگ لوں تو کیا اللہ بھی مجھے معاف کر دے گے؟

اسنے گھٹی گھٹی سی آواز میں پوچھا۔

ہاں... زیان نے سر اثبات میں ہلایا۔

تو میں ابھی عشال سے معافی مانگنے جاؤں گئ

وریشہ ننگے پیر ہی اٹھی اور بھاگتے عشال کے کمرے کی طرف چلی گئ۔

آرام سے وریشہ گر جاؤ گئ.

زیان بھی اسکے پیچھے باہر نکلا جہاں اسکی نظر حسنہ بی پر پڑی۔

"اللہ جسے چاہے ہدایت دے میرے بچے"

انکے لہجے میں خوشی کی رمق تھی۔

زیان نے مسکراتے سر اثبات میں ہلا دیا۔

میں ناشتے کیلیئے بلانے آئی تھی بیٹا۔

ابھی آتے ہیں بی جان... زیان انہیں جواب دیتا عشال کی طرف چلا گیا

عشال تلاوت ختم کر چکی تھی قرآن پاک لیے وہ بیڈ سے اتری اور اسے اچھے سے غلاف میں لپیٹتی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ابھی وہ وہاں سے ہٹتی جب اسکی نظر ٹیبل پر رکھے صفحے پر پڑی اسے یاد آیا تھا یہ وہی پیپر تھا جو اسے زیان کی گاڑی میں پڑا ملا جو وہ اٹھا کر ساتھ لے آئی تھی کہ بعد میں زیان کو واپس کر دے گئ۔عشال نے اسے کھولنا چاہا جب کمرے کا دروازہ کھلا اور اسے ویسے ہی لپیٹ کر رکھتی وہ پلٹ گئ۔وہ مڑی جہاں وریشہ کھڑی تھی روئی آنکھیں بکھرے بال گالوں پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔

وریشہ آپی آپ یہاں...؟

عشال چلتی اس تک آگئی مگر وریشہ یونہی سپاٹ کھڑی رہی۔

دروازہ کھلا تھا زیان بھی وہاں آچکا تھا وریشہ کی اسکی طرف پیٹھ تھی عشال نے اسے دیکھا اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتی عشال نے سر اثبات میں ہلا دیا اور ذرا سا مسکرائی۔زیان مطمئن ہوتا وہاں سے چلا گیا۔

یہاں بیٹھیں ... عشال نے اسے صوفے پر بٹھا دیا۔

تم مجھے معاف کر دو عشال!..

اسکے پاس بیٹھتے ہی وہ پھر سے رونے لگی۔

کس بات کی معافی آپی؟

می..میں نے تم پر بہتان...

وریشہ آپی ہم اس ٹاپک پر پہلے ہی بات کر چکے ہیں میں نے آپکو معاف کر دیا تھا پھر کیوں رو رہی ہیں آپ؟

عشال نے اسے اپنی آخری ملاقات یاد دلانا چاہی۔

مگر میرے دل پر ابھی بھی بوجھ ہے عشال... مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ تکلیف آخر کس بات کی ہے، میرے دل سے یہ بوجھ نہیں ہٹتا میں سوچتی ہوں مجھے خود سے نفرت محسوس ہونے لگتی ہے میرا دم گھٹتا ہے میرا بس نہیں چلتا میں کچھ بھی کردوں اور خود کو سکون بخش دوں۔

اپنے بالوں کو نوچتی وہ ہذیانی انداز میں بول رہی تھی۔

عشال کو اس سے ہمدردی ہوئی تھی۔

آپی میں آپکی ہیلپ کروں گئ مگر میری ایک شرط ہے؟

میں تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں.

وہ جھٹ سے بولی۔

اب آپ روئیں گئیں نہیں!...

اسنے اپنی شرط بتائی۔

وریشہ نے دونوں ہاتھوں کی مدد سے چہرا صاف کرتے آنکھیں رگڑی اور عشال کی طرف دیکھا۔جیسے کہنا چاہتی ہو اب بتاؤ میری بے چینی کا حل؟

مسکراتے ہوئے عشال نے اسکے سرد پڑتے ہاتھ تھامے۔

"اللہ پاک نے ہم انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ہے آپی ہمیں کوئی حق نہیں دیا گیا خود سے یاں کسی اور سے نفرت کرنے کا اور اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہم سراسر اپنے اللہ کی توہین کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہم انسانوں کو خوبصورت بنایا ہے"

ٹھہر ٹھہر کر وہ اسے متوازن لہجے میں سمجھانے لگی۔

مگر میں اس تکلیف کا کیا کروں... یہ بوجھ میرے دل پر کیسا ہے؟

یہ بے چینی کیسی ہے؟

پریشان سی صورت لیے وریشہ پھر سے رو دینے کو تھی جب عشال کی گھوری نے بروقت اپنا کام دکھایا اور وریشہ نے خود کو مزید دلاسا دیا۔

رونا مسئلے کا حل نہیں ہے آپی... رونا کفر کی مایوسی ہے۔ بعض اوقات جب ہمیں کوئی بہت بڑا دکھ مل جائے جو ہماری برداشت سے باہر ہو تو ہم رو دیتے ہیں اتنا تو ٹھیک ہے مگر بات بات پر رونا مایوسی ہے اسکا مطلب کہ ہمیں اللہ پر یقین نہیں ہے۔

وریشہ آپی میں آپ سے یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ روئیں نہیں دکھاوے کی خوشی مناتی رہے... ایسا ہرگز میرا مطلب نہیں ہے آپ رو سکتی ہیں مگر سجدے میں اپنے اللہ کے سامنے اس سے فریاد کرتے ہوئے اس سے مدد طلب کرتے ہوئے یہ آنسو بہائیں تاکہ اسے پتہ چلے کہ اسکا بندہ کتنا کمزور ہے اور اس سے مدد مانگتا ہے۔

اب میں آپکو کبھی روتا نا دیکھوں!...

اسکے آنسو چنتی عشال نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور رہی بات اس بے چینی کی تو آپی... عشال رک گئی

وریشہ نے اسکی طرف دیکھا ... خاموش کیوں ہو بتاؤ کیوں ہے یہ بے چینی اور یہ بوجھ؟

اسنے عشال کا کندھا تھپتھپایا۔اسکی طرف دیکھتے عشال نے گہری سانس اندر لی۔

یہ بے چینی اسلئے ہے کیونکہ آپ نے بنا غلطی کے ایک انسان سے مسلسل نفرت کی ہے آپی!..

عشال کو اپنی آواز کانپتی محسوس ہوئی تھی۔

مم..مجھے....بعد میں... حقیقت معلوم ہوئی..

عشال نے نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔

اسکی خالی نظریں بنا کسی تاثر کے وہ آنکھیں، چہرے پر چھائے گہرے کرب کے سائے وریشہ کو کہیں بہت دور اندر تک کسی ویران جگہ پر چھوڑ آئے تھے اسکے اندر توڑ پھوڑ مچا گئ تھی وہ نظریں ... وہ شرمندہ سی گردن جھکا گئی۔

مجھ سے نظریں مت چرائیں آپی... آپ سے جانے انجانے میں جو ظلم ہوا ہے اسے سدھاریں اپنی غلطی کی معافی مانگیں۔

تو کیا پھر یہ بوجھ ختم ہو جائے گا؟

وریشہ نے آرزدگی سے سوال کیا۔

عشال اسکے پاس سے اٹھتی ٹیبل کے پاس جا کھڑی ہوئی.

"ہم انسان بہت انوکھی مخلوق ہیں... معلوم ہے کیسے؟ ...

اسنے وریشہ پر سرسری سی نظر ڈالی۔

انسان کو اللہ نے ہر حس سے نوازا ہے اسکے جسم میں جان بخشی ہے اسے بولنا سکھایا، اسے سوچنے کی صلاحیت دی تاکہ وہ اپنے لیے بہتر فیصلے کر سکے اسے دل دیا تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ اپنا اخلاق بہتر رکھے اسے زندگی کے ہر موڑ پر بہتر سے نوازا مگر ہم انسان ایسی کوئی عجیب مخلوق میں سے ایک ہیں ہم کہتے ہیں ہمیں تو بہتر چاہئیے ہی نہیں "ہمیں بہترین چاہئیے" ہمیں وہ نہیں چاہئیے ہوتا جو اللہ نے ہمیں خوشی سے آسانی سے نواز دیا ہوتا ہے۔ہمیں وہ چاہئیے ہوتا ہے جس کے پیچھے ننگے پیر جلتے کوئلوں پر بھی بھاگنا پڑے تب بھی وہ ہمارے لئے لاحاصل رہے، ہمیں وہ چاہئیے ہوتا ہے جسکی تمنا میں ہم پر قیامت بھی ٹوٹ جائے تب بھی ہمیں نہیں مل سکتا۔

اسنے گہری سانس اندر لی۔

آپی جب اللہ نے ہمیں کچھ نواز ہی دیا ہے تو کیا ہمارا فرض نہیں بنتا کہ ہم اس شے کی، انسان کی قدر کریں بجائے اسکے ہم اسکی ناقدری کرے اور اپنے اللہ کے فیصلے کی بھی توہین کریں۔

اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اسے بےساختہ زیان یاد آیا تھا

ہم اللہ کی مصلحتیں نہیں سمجھ سکتے مگر جو مل رہا ہے ہم اس میں خوش ضرور رہ سکتے ہیں مگر جب ہم کہتے ہیں ""کہ نہیں ہمیں یہ نہیں چاہئیے، یاں یوں کہہ لیں کہ یہ انسان ہمارے لیے بہتر نہیں ہے ہم اسکے ساتھ گزارا نہیں کر سکتے یہ جھوٹا ہے یہ سچا ہے، وہ اچھا ہے اور وہ شخص بُرا ہے۔""

تو میں پوچھتی ہوں آپی ہم کو کس نے حق دیا کسی دوسرے شخص کو جج کرنے کا، کسی کے خلوص کو پرکھنے کا یا دھتکارنے کا!...

عشال اسکی طرف پلٹ آئی جو ہچکیاں لیتی رو رہی تھی۔

مجھے جواب دیں آپی آپکو کس نے حق دیا امی سے نفرت کرنے کا... ٹھیک ہے وہ آپکی امی تھیں مگر اتنی نفرت...،

بولتے اسکے ہونٹ کپکپانے تھے۔

آپکو کبھی خوف نہیں آیا کبھی دل نہیں تڑپا چلو انہیں رہنے دیں وہ تو اب اس دنیا میں ہی نہیں رہیں، ہم زیان بھائی کی بات کرتے ہیں۔

وریشہ نے جھٹکے سے جھکا سر اٹھایا

ایسے کیا دیکھ رہی ہیں... آپکو کیا لگتا بھائی کے چہرے پر رچی اداسی، انکا شکست خور لہجہ...، کیا ہمیں نہیں سمجھ آتی کہ آپکے اور انکے درمیان کچھ بھی بہتر نہیں ہے کہ آپ امی کی موت کا ذمہ دار بھی بھائی کو ٹھہرا رہی ہیں.

آپ نے امی سے نفرت کی، بھائی کی محبت کو دھتکارتی رہی اور پھر آپ چاہتی ہیں کہ آپ سکون سے بھی رہیں یہ تو نا ممکن ہے نا... کہ انسان اللہ کی دی ہر نعمت کو بھی ٹھکراے دے اور پھر یہ بھی امید رکھے کہ وہ دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کر کے خود سکون میں رہے گا۔

ایسا ہوتا ہے کیا کبھی آپی؟

اسکی آنکھ سے ننھا سا موتی بے مول ہوتا فرش پر گرا تھا

شدت سے روتی وریشہ چہرا ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اسکی آواز بلند ہونے لگی عشال نے فوراً سے اسے اپنے حصار میں لے لیا اسکے کندھے پر ہاتھ ہی رکھا تھا جب وریشہ ایکدم سے روتی اس سے لپٹ گئی۔

مم...میں جانتی ہوں میں بہت بُری ہوں۔میں نے کبھی کوئی نیک اعمال نہیں کیا اسلئے آج مجھے یہ دکھ ملا ہے مم...میں اپنی ماں کو ایک آخری بار دیکھ بھی نہیں سکی. تکلیف کی شدت تھی یاں اپنی ماں سے نا مل پانے کا دکھ وہ فرش پر بیٹھی دھاڑے مارتی رو دی اور اس شدت سے روئی عشال کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہنے لگے۔

یہ مجھے سزا ملی ہے ان سے نفرت کرنے کی سزا ہے جو میں یہاں پچھتا رہی ہوں بھلا کوئی اپنی ماں سے بھی نفرت کرتا ہے کیا؟... وہ تو سراپا محبت ہوتی ہے میں نے کیسے کر لیا یہ سب،... میرے دل پر مہر لگ گئی تھی آنکھوں پر اس رنگین دنیا کی پٹی بندھی تھی

" میں نے وہ سب کیا جو مجھے صحیح لگتا تھا کبھی وہ نہیں کیا جو میرے لئے صحیح تھا..."

مجھ سے گناہ ہو گیا عشال میں قیامت کے روز انکا سامنا کیسے کروں گئی؟

اسکے ہاتھ پکڑتی وریشہ ہچکیاں لیتے پوچھ رہی تھی

چپ ہو جائیں آپی پلیز آپکی طبیعت خراب ہو جائے گئ...

عشال نے اسکی پیٹھ سہلائی۔

وہ آپ سے ناراض نہیں ہیں ماں کبھی اپنی اولاد سے ناراض نہیں ہو سکتی آپ نماز پڑھیں انکے لئے دعائے مغفرت کریں دیکھئیے گا سب ٹھیک ہو جائے گا۔

رونا بند کریں اور مسکرائیں کہ اللہ پاک نے آپکو ایک موقع اور دیا۔

اسے صوفے پر بٹھائے وہ ذرا سا مسکرائی جب وریشہ خود پر ضبط کرتی آنسو پینے لگی۔

کیا آج کے دن میں تم دونوں کی باتیں ختم ہو جائیں گئیں۔

میں اور حسنہ بی پچھلے ایک گھنٹے سے تم دونوں کا ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں؟

ایکدم سے کمرے میں آتا زیان حیدر برہم ہوا۔

بھائی کم از کم آپ میرے سامنے تو میری بھابھی کو ہر گز نہیں گھور سکتے... وریشہ کے سامنے آتی عشال سینے پر ہاتھ باندھے بولی تھی۔

تم نے پارٹی چینج کر لی پری؟

حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتا وہ تقریباً چیخا تھا

اسکی ایکٹنگ دیکھ وریشہ بھی مسکرا دی۔

اٹس ناٹ فیئر پری!..

وہ خفگی سے بولا۔

"کوئی بات نہیں بھائی اس دنیا میں سب فیئر ہے"

اسکا کوئی اٹینشن نہیں تھا مگر زیان اور وریشہ کے چہروں سے ہنسی غائب ہو گئی تھی۔

چلیں ناشتہ کر لیتے ہیں ورنہ بی ناراض ہو جائیں گئیں۔

ناراض تو میں ضرور ہوں گئی بچے اتنی دیر کر دی آپ تینوں نے ؟

حسنہ بی کی آواز پر وہ تینوں بیک وقت پلٹے تھے۔

ہم سب آرہے تھے بی!..

زیان نے فوراً سے کہا۔

چلو پری چل کر ناشتہ کرو۔

عشال کو پکارتے اسنے سن کھڑی وریشہ کی طرف دیکھا۔

وائف کہاں گم ہیں... ناشتہ نہیں کرنا؟

اسکی محبت بھری پکار پر وریشہ کے مرجھائے چہرے پر رونق سی آگئی۔

میں چینج کر کے اتی ہوں۔

بیٹا نیچے کوئی سلطان صاحب آئے ہوئے ہیں کہہ رہے تھے آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

حسنہ بی ابھی بولی نہیں تھی وریشہ جو کمرے کی طرف جا رہی تھی لاؤنج کی طرف بھاگی تھی۔

وہ وریشہ کے ڈیڈ ہیں بی اور میرے چاچو!..

اسکے یوں بھاگنے پر زیان نے حیران کھڑی بی اور عشال کو وجہ بتائی۔

اچھا پھر تو مجھے انکے کھانے کا انتظام کرنا چاہئیے

بی کہتی جلدی میں کچن کی طرف چلی گئی

تم واپس کیوں جا رہی ہو پری ان سے ملنے نہیں آؤ گئی۔

اسکو پھر سے کمرے میں جاتے دیکھ زیان نے پکارا.

میں ان سے ملنے جاؤں گئی بھائی؟

خود پر انگلی کا اشارہ دیتے وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی

بلکل پری تم ان سے ملو گئی پتہ ہے میں جب بھی سلطان پیلیس جاتا ہوں تو پہلا سوال وہ تمہارے متعلق کرتے ہیں کہ پری کیسی ہے؟

وریشہ آپی کے ڈیڈ مجھے جانتے ہیں؟

اسنے حیرانگی سے استفار کیا۔

زیان نے قریب آتے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور مسکرایا

بلکل جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ پری کتنی ڈرپوک ہے.

شرارتی لہجے میں کہتا وہ ہنس دیا

عشال صرف اسے گھور ہی سکی۔

اچھا چلو آؤ نیچے چلیں سب ہمارا ویٹ کر رہے ہوں گئے

اسکی بات سنے عشال نے فوراً سے سر پر رکھا ڈوپٹہ مزید نفاست سے اوڑھا اور چہرے پر ڈھیروں الجھن سجائے وہ اسکے ساتھ چل پڑی۔

نروس کیوں ہو پری؟

سیڑھیوں سے اترتے زیان نے اسے نرمی سے پوچھا۔

بھائی میں پہلی بار کسی سے ایسے مل رہی ہوں.

وہ جز بز سی بولی۔

تمہارا بھائی ساتھ ہے تمہارے بلکل بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اور تمہیں معلوم ہے احمد چاچو اتنے پولائیٹ اور نرم مزاج کے مالک ہیں تم ان سے ملو گئ تو تمہیں بہت اچھا لگے گا

زینے اترتے وہ قدرے نرمی سے اسے بتا رہا تھا۔

جی... وہ معصومیت کی مورت بس اتنا ہی بول پائی۔

پری مجھے تم سے کچھ کہنا تھا؟

آخری زینے پر کھڑے زیان نے سیریس انداز میں کہا

عشال نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"بچے وریشہ کا بچپن اپنی ماں کے بغیر گزرا ہے چھ سال کی عمر میں ہی وہ اس سے دور ہو گئیں۔ اسے اچھے بُرے کی سیکھ دینے والا کوئی نہیں تھا یوں سمجھ لو اسنے جو سیکھا پرکھا اس دنیا کو دیکھ کر، وہ اس کو ہی سب کچھ سمجھنے لگی تھی اور اس فریب میں رہتے اسنے کئی غلطیاں کی ہیں بچے میں نہیں جانتا

اسنے کب اور کیا کہا تم سے مگر وہ کہتی ہے اسنے تم پر بہتان لگایا ہے تو اسکی طرف سے میں تم سے معافی مانگتا ہوں پری۔۔۔زیان نے اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیئے"

بھائی یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟

عشال نے فوراً سے اسکے ہاتھ تھام لیے۔

"مجھے معافی مانگنے دو پری میری بیوی نے تمہارا دل دکھایا ہے میں بھائی بن کر نہیں اسکا شوہر بن کر تم سے معافی مانگ رہا ہوں۔اسکے لئے دل میں میل مت رکھنا اسے معاف کر دینا"

بھائی میں کب کی انہیں معاف کر چکی ہوں آپ دونوں پلیز مجھ سے بار بار معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کریں۔

دیکھیں بھابھی کتنی خوش ہیں... اسنے مسکراتی وریشہ کی طرف اشارہ کیا تو زیان نے نظر اسکے تعاقب میں پھیر لی۔

سب ٹھیک ہو گیا ہے بھائی تو ہم بھی اب پرانی باتوں کو بھول کر ایک نئی زندگی کی شروعات کرتے ہیں نا... آپ دونوں ہمیشہ خوش رہیں میری بس یہی دعا ہے۔

ایکدم سے چہکتی عشال نے اسکی ساری اداسی اڑن چھو کر دی تھی۔

چلو آجاؤ تمہیں چاچو سے ملواتا ہوں۔

اسکا ہاتھ تھامے زیان اسے اپنے ساتھ لاؤنج میں لے آیا۔

» » » » » » » » » » »

اسلام علیکم کیسے ہیں چاچو..؟

زیان کی بارعب آواز پر وہ دونوں اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

آؤ آؤ برخودار ... احمد صاحب اسے دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے اور گلے سے لگایا۔

میں پہلے سے بہت بہتر ہوں صبح اٹھا تو گارڈ نے بتایا کہ تم وریشہ کو اپنے ساتھ لے گئے ہو تو میں بھی تم دونوں سے ملنے یہی آگیا۔

وہ مسکرائے تھے۔

زیان نے اچانک نظر وریشہ پر ڈالی جو خفا نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی

جی وہ دراصل چاچو میں آپکو کال کرنے والا تھا مگر اس سے پہلے ہی آپ یہاں آگئے۔

اسکی نظروں سے گڑبڑاتے زیان نے بات سنھبالنی چاہی ورنہ اپنی بیوی کے بدلتے مزاج دیکھ اسے خوف آنے لگا تھا

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا مگر پری کہاں ہے؟

میں تو سوچ کر آیا تھا آج چھوٹی سی پری سے بھی ملوں گا۔

انکے لہجے میں محبت تھی۔

زیان نے جھنجھلائے اپنے پیچھے دیکھا جہاں وہ چھوٹی سی پری اسکے چوڑے وجود میں بلکل چھپی کھڑی تھی

آپکی چھوٹی پری یہاں چھپی ہوئی ہے چاچو!...

اسکا ہاتھ پکڑے زیان نے انکے سامنے کیا۔

اسکو اتنی مہارت سے پیچھے چھپے دیکھ احمد صاحب سمیت وریشہ بھی ہنس پڑی تھی۔

یہاں آؤ پری؟

عشال نے ذرا سی نظر اٹھائی اور اس مہربان چہرے کو دیکھا جس سے اسکے باپ نے اسکی عمر بھر کی تمام خوشیاں چھین لی تھیں

وہ ہچکچاتے انکے سامنے آئی اور سلام کرتے اپنا سر ذرا سا جھکایا جس پر احمد صاحب نے خوشی سے دوہرے ہوتے اپنا شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پر رکھا تھا۔

کیسے ہیں آپ انکل بھائی نے بتایا تھا آپکی طبیعت نہیں ٹھیک

اسنے انتہائی ادب سے استفار کیا۔

میں بلکل ٹھیک ہوں آپ یہاں بیٹھو میرے پاس۔۔۔انکے کہنے پر وریشہ نے مسکراتے اسکے لئے صوفے پر جگہ بنائی۔عشال نے پاس کھڑے زیان کی طرف دیکھا جس نے سر اثبات میں ہلایا تو جھجھکتی ہوئی وریشہ کی بنائی جگہ پر بیٹھ گئی۔

زیان آپکو پری کہتا ہے اور وہ واقع ٹھیک کہتا ہے میری بچی آپ تو بلکل پری جیسی ہو۔۔۔اسکے سر پر ہاتھ رکھے احمد صاحب نے مسکراتے کہا۔

اتنے پیار سے تو کبھی اسکے ابو نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا جتنے پیار سے وہ بات کر رہے تھے ضبط کے باوجود عشال کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے

ارے پری رو کیوں رہے ہو آپ بچے ...؟

پری کیا ہوا؟

احمد صاحب کی آواز میں زیان کی بھی پرہشان سی آواز شامل ہوئی وہ ایکدم سے اسکے قدموں میں بیٹھتا فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔

فکر تو وریشہ کو بھی ہوئی تھی مگر زیان کی عشال کیلئے اتنی فکر دیکھ اسے ناجانے کیوں زیان پر ترس آیا تھا اسکی ایک بہن تھی جو کھو گئی تھی یہ بات وریشہ بھی جانتی تھی۔

عشال کیا ہوا ہے بچے اچانک سے کیوں رونے لگ گئی؟

وہ متفکر سا پوچھ رہا تھا۔

بھائی... ا..اب...و!...

اسکے منہ سے نکلے وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ وہاں سب کو منجمند کر گئے۔

مم...جھے انکا...پیار کک.. کبھی... نہیں ملا... می...میں ہمیشہ انکے تحفظ بھرے حصار میں آنے کو ترستی رہی مگر انہوں نے ایک عرصے سے مجھے پیار سے دیکھا تک نہیں!...

انکو یاد کرتی اسے آنسوؤں میں شدت در آئی۔

زیان نے گہری سانس اندر کھینچی جیسے وہ ہار گیا ہو اسکے پاس اس کے اس تکلیف کا کوئی مداوا نہیں تھا وہ جتنی بھی محبت کرتا اس سے وہ اسے ایک باپ جیسی محبت کبھی نہیں دے سکتا تھا

"کیونکہ زندگی میں ایک ماں باپ ہی تو ہیں جن کو محبت کا کوئی نعم البدل نہیں ہوتا"

میں بھی تو آپکے بابا جیسا ہوں پری... آپ وریشہ کی طرح مجھے ڈیڈ ،بابا یاں ابو جو بلانا چاہئیں بلا سکتی ہیں۔

انہوں نے وریشہ کی طرف دیکھا جو نم آنکھوں میں ذرا سی حیرت لیے انہیں ہی دیکھ رہی تھی وہ مہربان تھے مگر اسقدر اسے معلوم نہیں تھا۔

آج زیان حیدر غلط ثابت ہوا تھا ماں باپ کی محبت کا بھی نعم البدل ہوتا ہے بیشک سچی اور بے لوث محبت بہت مشکل سے ملتی ہے مگر ہوتی ہے اور اس محبت میں سب سے زیادہ انسانیت پائی جاتی ہے اپنے چاچو کو دیکھتے اسے بے ساختہ ان پر رشک آیا تھا

عشال نے ذرا سا مسکراتے انہیں دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

آپ بہت اچھے ہیں میرے لئے قابلِ احترام ہیں انکل مگر مجھے آپکی محبت نہیں چاہئیے۔

اپنے اس جواب پر عشال وریشہ اور احمد سلطان سمیت زیان کو بھی ششدر کر گئی۔

آپکی بے لوث محبت بہت قیمتی ہے اور اس پر صرف وریشہ آپی کا حق ہے میرے لئے ابھی یہی دکھ بہت بڑا ہے کہ میں نے ان سے انکی ماں چھین لی تھی اب بابا کی محبت بھی چھین کر مجھے مزید گنہگار مت بنائیں۔

زیان کے پاس رکتے وہ رو دی۔

احمد صاحب کا دل کٹ کر رہ گیا تھا

آج یہ بات کی ہے عشال اگر آئندہ تم نے ایسے الفاظ دوہرائے تو تم میری شکل دیکھنے کو بھی ترس جاؤ گئی۔

زیان اسکی تصحیح کرتا وریشہ غصے میں تن فن کرتی اسکی بازو دبوچے اسکے چہرے پر دھاڑی تھی

وہ پل میں سہم گئی۔

تم نے مجھ سے میری ماں نہیں چھینی وہ سب قسمت کے کھیل تھے وہ سب ہونا ہی تھا کیونکہ وہ ہم سب کی قسمت میں پہلے سے ہی لکھ دیا گیا تھا مجھے تب کی اتنی تکلیف نہیں ہے مگر اب تم میرے بابا کی شفقت کو ٹھکرا کر مجھے تکلیف ضرور دے رہی ہو اور میں یہ بات برداشت نہیں کروں گئی

اسنے اٹل لہجے میں کہا۔

ایکدم سے اسکے بدلے روپ پر وہاں سب ہکا بکا کھڑے تھے۔

عشال نے گردن جھکا دی جب زیان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تو اسکے آنسوؤں کی رفتار میں تیزی در آئی۔

پری!..

شفقت بھرے لہجے میں پکارتے وہ اسکے پاس آرکے۔

بچے میں آپکے بابا کی جگہ کبھی نہیں لے سکتا مگر میرے لئے جیسے وریشہ ہے ویسے ہی آپ ہو۔آپکے لئے آپکے احمد انکل ہمیشہ حاضر رہے گئے آپکو اپنی بیٹی کا درجہ دینا میرے لئے باعثِ شرف ہے بچے

وہ ہولے سے مسکرائے۔

زیان چپ چاپ کھڑا اپنی بیوی کی حرکتیں دیکھ رہا تھا جو عشال کو غصے بھرے اشارے دے رہی تھی۔

عشال نے جھکی گردن اٹھائی اور وریشہ کی طرف دیکھا جو خفگی سے اسے ہی گھور رہی تھی یکے بعد دیگرے وہ ناک سکیڑتی ان سب کو حیران کرتی احمد صاحب کے بازو میں سمٹ گئی۔

وریشہ آپی مجھے گھور رہی ہیں!...

اسنے معصومیت سے بتایا۔

وہاں سب جی جان سے مسکرا دیئے۔

وریشہ ... انہوں نے تنبیہ آواز میں اسے پکارا۔

میں نے کچھ نہیں کیا ڈیڈ آپکی پری جھوٹ بول رہی ہے

خود کو صاف ستھرا کرتے وریشہ انکی دوسری بازو میں سمٹ گئی۔

نہیں پری جھوٹ نہیں بولتی... کیوں زیان؟

ہاں بھائی بتائیں!...

ان دونوں نے مسکراتے زیان کو بھی بیچ میں گھسیٹا وہ کیا بولتا اپنی بیوی کی خطرناک گھوریوں کی بدولت وہ کچھ بول نہیں پایا۔

چاچو وہ میری ایک امپورٹنٹ کال آنی تھی میں بعد میں بات کرتا ہوں۔

وہ جان چھڑواتا وہاں سے نکل گیا

چلو بھئی یہ برخودار تو چلے گئے اب کیا ہو گا۔

اب ہم سب ناشتہ کریں گئیں۔۔عشال نے معصومیت سے بتایا۔

ہاں ناشتہ تو میں نے بھی نہیں کیا اور بھوک بھی لگی ہے

بھوک سے نڈھال وریشہ نے بھی ہانک لگائی۔

تو پھر چلو ناشتہ کرتے ہیں

احمد صاحب انہیں ساتھ لیتے ڈائیٹنگ روم کی طرف چلے آئے

» » » » » » » » » » » » » » »

اسنے ایک بار پھر کال ٹرائے کی ابھی بھی نمبر بزی جا رہا تھا وہ دندناتا گھر میں داخل ہوا اور سیدھا اسکے کمرے میں آ دمکا۔

تم یہاں ہو میں تمہیں صبح سے کالز کر رہا تھا آخر نمبر کہاں بزی ہے تمہارا۔

ابتسام نے کاٹ دار نظر سے اسے گھورا اور موبائل پھر سے کان کے ساتھ لگا لیا۔

تو مجبوراً کاشان کو بھی تھوڑی دیر خاموش ہونا پڑا۔

ہمم ٹھیک ہے مجھے تمہاری بات سمجھ میں آگئی ہے اوکے تم بے فکر رہو میں دیکھ لیتا ہوں۔

اور اسنے آخر اللہ حافظ بول کر کال کٹ کر ہی دی۔

یار کون تھا؟

کس سے اتنی لمبی گفتگو کر رہے تھے؟

تم تو کسی سے اتنی دیر بات نہیں کرتے؟

پھر یہ کون تھا جس سے تم پچھلے دو گھنٹے سے بات کر رہے ہو؟

کاشان تم خاموش ہو جاؤ یاں دفعہ ہو جاؤ۔

چوائس از یوزاز!...

ابتسام نے اسے گھورتے کہا۔

میں خاموش ہونا چوز کروں گا مگر تب جب تم مجھے بتاؤ کال پر بات کس سے کر رہے تھے؟

اسکی سوئی ابھی بھی وہی اٹکی تھی

بیڈ پر چت لیٹتے ابتسام نے اس ڈھیٹ انسان کو دیکھا۔

عائشہ سے بات کر رہا تھا۔

بتاتے اسنے چہرے پر کشن رکھ دیا۔

صبح کب واپس آئے تھے؟

فجر کے وقت!...

اسنے یونہی جواب دیا۔۔

کاشان چپ ہو گیا جیسے کچھ سوچ رہا ہو مگر وہ مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا تھا جس میں بول کر وہ اپنی بات اسے سمجھا پاتا۔

ابتسام!...

آخر کو پانچ سے دس منٹ بعد وہ بول ہی پڑا۔

مجھے ایک ضروری بات کرنی تھی۔

ہمم بولو!...

یار وہ چا...چ...

کاشان کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب ابتسام کا موبائل بجا تھا

اب کس کی کال ہے؟

اسنے جھنجھلاتے پوچھا۔

ابتسام نے لیٹے ہی موبائل اٹھایا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا گہری مسکراہٹ سجائے اٹھ بیٹھا۔

اور پھر موبائل کو سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

موبائل بجتے بجتے خاموش ہو گیا

کمرے میں خاموشی چھاگئی موبائل ایک بار پھر بجا

کال کیوں نہیں اٹھا رہا تو؟

کاشان نے موبائل کو دیکھنا چاہا کب اس سے پہلے ہی ابتسام نے اسے اچک لیا۔

کس کی کال ہے ابتسام؟

اسے ٹھہرنے کا اشارہ دیتے اسنے کال اٹینڈ کر لی۔

کام کی بات کرو دلاور شاہ!...

کاشان پہلے سے ہی جانتا تھا اسے اس وقت صرف دو لوگوں کی کال آسکتی تھی ایک زیان حیدر اور دوسرا دلاور شاہ یا ولید شاہ۔

اور دلاور شاہ کے متلعق تو ابتسام خود اسے بتا چکا تھا

کام کی بات کیا کرنی ہے لڑکے تمہیں دلاور شاہ بتا چکا ہے۔

کیا بتا چکے ہو؟

اسکے غصے کو کسی خاطر میں نا لاتے پوچھا گیا۔

تم نے جواب نہیں دیا کہ میرے لئے قتل کرو گئے یا نہیں؟

اور قتل کا کس کرنا ہے؟

اسنے سر کھجاتے دلچسپی سے پوچھا۔

سید سفیان ولید شاہ کا!..

اسنے غصہ ضبط کرتے کہا۔

اچھا تو اب میری بات سن دلاور شاہ۔

دلاور ہمہ تن گوش ہوا۔

میں نے ابھی تک صرف تہتر قتل کیے ہیں اگر تو نہیں چاہتا کہ چوہتر قتل تیرا ہو تو آج کے بعد مجھے تو کیا کسی کو بھی سفیان شاہ کی سپاری مت دینا۔

تیری اتنی جرات...

منہ بند کر ابھی دلاور شاہ میری بات مکمل نہیں ہوئی

دلاور شاہ ضبط کے کڑے گھونٹ بھر کے رہ گیا۔

دلاور شاہ میں نے آج تک تیرا جیسا بیوقوف انسان نہیں دیکھا۔

اسنے مدھم سا قہقہہ لگایا۔

تیری جتنی بھی باتیں ہیں وہ ساری میرے پاس ریکارڈ ہو چکی ہیں اور اگر تو نہیں چاہتا کہ وہ ریکارڈنگ تیرے بھتیجے زیان حیدر کے پاس پہنچے تو ... تو، تو، تو... آگے کیا کرنا ہے تجھے بہتر معلوم ہے۔

میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا کل کے لڑکے تم دلاور شاہ کو دھمکی دو گئے۔

وہ غصے سے پھنکارا۔

اسکی بچوں جیسی دھمکیاں سنے ابتسام مسکراتا بیڈ پر لیٹ گیا۔

اس کل کے لڑکے میں اتنی ہمت ہے دلاور شاہ تیرے گھر میں گھس کر تیری گردن اڑا دوں اور مجھے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہو گا

ابتسام کا ٹھوس لہجہ اسے گڑبرانے پر مجبور کر گیا۔

تت..تم سے میں نے مدد مانگی اور تم مجھے ہی دھمکا رہے ہو۔

دھمکیاں تو بچے دیتے ہیں دلاور شاہ ابتسام چوہدری تو اپنے کہے پر عمل کرتا ہے۔

چل اب نکل اور جو باقی زندگی کے دن بچے ہیں انکو صحیح سے انجوائے کر۔کیا پتہ تیری موت کا پروانہ کب جاتی ہو جائے

مدھم سا قہقہہ لگاتے اسنے کال کٹ کردی۔

دوسری طرف غصے سے دوہرے تریرے ہوتے دلاور شاہ نے موبائل تو دیوار پر مارا ہی کمرے کا حولیہ تک تیس نہس کر دیا تھا

موبائل ٹیبل پر پھینکتے ابتسام کی نظر کاشان پر پڑی جو تاسف بھری نظروں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟

مجھے لگا تھا تم بدل گئے ہو مگر افسوس!...

کاشان نے بات اُدھوری چھوڑی

"میں بدل گیا ہوں مگر صرف محترمہ کیلئے ورنہ یہ دنیا اور انکے اصول آج بھی ابتسام چوہدری اپنے جوتے کی نوک پر رکھتا ہے"

اٹل لہجے میں کہتے اسنے پاس پڑی پزل باکس اٹھا لی۔

جانتا ہوں تجھ جیسی ٹیڑھی سیڑھی کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔

میں وہ سیڑھی نہیں ہوں کاشان جس کے ذریعے لوگ اوپر پہنچ جائیں البتہ وہ ضرور ہوں جسکے ذریعے لوگ سیدھا اللہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

اسنے دبدو جواب دیا۔

ٹھیک ہے بند کر اپنی یہ غنڈہ گردی اور مجھے بتا نوکری کے بارے میں کیا سوچا ہے۔

کونسی نوکری؟

اسنے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

سارا دن تم گھر پر ہوتے ہو کوئی جوب کیوں نہیں کرتے

میرے مطلب کا اس دنیا میں صرف ایک کام تھا اور وہ میں چھوڑ چکا ہوں اور میرا نہیں خیال کہ میں کسی کی جی حضوری کر سکتا ہوں۔

تو کیا ساری زندگی یوں گھر بیٹھے رہو گئے؟

اسنے چڑتے ہوئے پوچھا۔

نہیں باہر بھی جایا کروں گا گھر ہی کیوں بیٹھوں گا

ابتسام نے مزید ڈھیٹائی کا مظاہرہ کیا۔

تم سے بات کرنا فضول ہے۔

خود آئے تھے میں نے تو نہیں بلایا تھا

جاتے کاشان کے پیچھے سے ہانک لگاتے وہ واپس سے بیڈ پر لیٹ گیا۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

وہ سب کچھ دیر پہلے ہی ناشتے کی ٹیبل سے فارغ ہوتے اپنے اپنے کمروں کی طرف گئے تھے بی کچن میں کام کر رہی تھی جب عشال چینج کرنے کی غرض سے کمرے کی طرف گئی تھی وریشہ بھی اپنے کمرے کی طرف جاتی جب کچھ یاد آنے پر وہ لان کی طرف بڑھ گئی جہاں اسنے اپنے ڈیڈ اور زیان کو بات کرتے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

زیان اسے لڑکے کا پتہ چلا کچھ؟

نہیں چاچو وہ میری کال اٹینڈ نہیں کر رہا ابھی حسیب کی طرف جا رہا ہوں پھر دیکھتے ہیں کیا بنتا ہے۔

وہ پر سوچ سا بولا۔

آپ اتنا مت سوچیں انشاء اللہ عشاء ہمیں مل جائے گئی۔

زیان نے انہیں دلاسہ دیا۔

انشاء اللہ بیٹا۔۔۔وہ ذرا سا مسکرائے۔

انکے دماغ میں دلاور شاہ کی فون کال گردش کر رہی تھی وہ زیان کو حقیقت بتانا چاہتے تھے جو انکے مطابق اسے ہر حال میں معلوم ہونی چاہئیے تھی۔

زیان مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی

انہوں نے بات کا آغاز کیا۔

چاچو مجھے بھی آپ سے دلاور شاہ کے متعلق بات کرنی ہے مگر ٹائم ہی نہیں مل رہا۔

دلاور شاہ کے متعلق ... وہ حیران ہوئے۔

ہاں چاچو وریشہ بتا رہی تھی کہ آپکو دلاور شاہ کی کال آئی تھی

احمد سلطان متفکر سا ہوئے۔

ایکچولی زیان مجھے بھی...

ڈیڈ... لان میں آتی وریشہ نے انہیں پکارا تو وہ دونوں خاموش ہوتے اسکی طرف مڑ گئے۔

یس پرنسیس ...

ڈیڈ مجھے آپکو بتانا تھا کہ میرے نام پر کچھ ڈاکومنٹس آنے ہیں پلیز وہ ریسیو کر لیجئیے گا پھر جب میں آؤں تو وہاں سے لے لوں گئ۔

اوکے مائے پرنسیس!...

اوکے خیال رکھئیے گا اپنا...فی امان اللہ۔

اس ساری گفتگو کے درمیان اسنے زیان حیدر کو مکمل اگنور کیا تھا جس بات کو زیان سمیت احمد صاحب نے بھی نوٹ کیا تھا

وریشہ جا چکی تھی۔

جب احمد صاحب نے زیان کو دیکھا جو پرسکون سا کھڑا اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔

ناراض ہے تم سے؟

بچپن سے ہے.

ان کی بے ساختہ ہنسی اُمڈ آئی۔

تم اسکے بچپن کے کیے ظلم کبھی نہیں بھولو گئے

وہ بھی بھولنے والے ظلم ہیں کیا چاچو میری بازو پر ابھی بھی اسکے چھوٹے چھوٹے دانتوں کے نشان واضح ہیں۔

اینی وے مجھے بتائیں آپکو کیا امپورٹنٹ بات کرنی تھی مجھ سے۔

یہاں نہیں زیان تم فری ہو کر آفس پہنچ جانا پھر وہی آرام سے بات کریں گئیں۔

اوکے چاچو میں شام میں آتا ہوں۔

ٹھیک ہے ابھی میں چلتا ہوں میری ضروری میٹنگ ہے

اللہ حافظ چاچو... خیال رکھیئے گا اپنا۔

الوداعی کلمات کہتے وہ انکے ساتھ باہر گاڑی تک آیا۔

****

وہ بغیر نوک کیے کمرے میں آئی تھی جہاں اسکی پہلی نظر شیشے کے سامنے الجھی کھڑی اس من موہ لینے والی لڑکی پر پڑی۔وریشہ نے پہلی بار اسکے لمبے سلکی بال کھلے دیکھے تھے وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی سرخ رنگ کے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس ہم رنگ ڈوپٹہ گلے میں لٹکائے وہ اپنے لمبے بالوں کو سلجھا رہی تھی اسکے چہرے پر اتنا نور تھا جیسے وہ میک اپ کیے کھڑی ہو مگر وہ پُرنور شفاف چہرا ہر شے سے پاک تھا وہ روشن آنکھیں جن میں دکھ واضح رہتے تھے اسکے چہرے پر خوشی جھلکتی ہو مگر وہ آنکھیں ہمیشہ سے ہی دکھوں میں ڈوبی نظر آتی تھیں اس کانچ کی لڑکی کا بس نہیں چلتا تھا وگرنہ وہ ان آنکھوں کو بھی ویسا ہی دکھوں سے پاک کر دیتی جیسے کہ وہ صبر کر کے اپنے چہرے پر سے انہیں چھپا دیتی تھی۔وہ ابھی اسے ہی دیکھنے میں محو تھی جب عشال اسے آئینے میں سے دیکھتی پلٹی تھی۔

آپی آپ کچھ چاہیئے تھا کیا؟

نہیں کچھ چاہئے نہیں تھا بس ویسے ہی بور ہو رہی تھی تو سوچا تمہارے پاس آجاؤ۔

وریشہ چلتی بیڈ کے قریب آ رکی۔

تو پھر ایک کام کرتے ہیں آپی کچن میں چلتے ہیں میں بی کی ہیلپ کرنے ہی جا رہی تھی۔

ٹاول خشک کرنے کی نیت سے بالکنی کی ریلنگ پر بچھاتی وہ مصروف سے انداز میں بول رہی تھی.

کیا ہوا آپ اتنی بُری سی شکل بنا کر کیوں بیٹھ گئی؟

اندر آتی عشال نے اسکی شکل پر بارہ بجے دیکھتے پوچھا۔

مجھے کھانا بنانا نہیں آتا پری۔

افففف ہو آپی تو آپ سے کس نے کہا کہ ہم آپ سے کھانا بنوا رہے ہیں آپ بس وہی بیٹھ جانا میں کھانا بنا لوں گئی ہم بہت ساری باتیں کریں گئیں آپ بور بھی نہیں ہوں گئی

اسے پورا پلان سمجھاتی وہ مسکرائی۔

ہاں یہ گڈ آئیڈیا ہے چلو!...

ایکدم سے چہکتی وریشہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

عشال اسکے ساتھ چلتی جب اسکی نظر ٹیبل پر رکھے پیپر پر پڑی

وہ اسے کھولتی جب وریشہ پھر سے بول اٹھی۔

مگر پری تم نا مجھے پہلے کھانا بنانا سکھاؤ کیونکہ پھر تم چلی جاؤ گئی تو میرے لیے کھانا کون بنائے گا؟

بہت دور کی سوچتے وہ اداسی سے بولی۔

میں کہاں چلی جاؤں گئی آپی؟

اسکی فولڈنگ کھولتے عشال نے نا سمجھی سے کہا۔

اسکی ساری تہیں کھولتی ابھی اسکی نظر پیپر پر لکھے پہلے حرف پر پڑی ہی تھی جب وریشہ کے اگلے جملے نے اسکی نظروں کا زاویہ یکدم سے بدل دیا۔

تمہاری شادی ہو گئی نا پری تو تم چلی جاؤ گئی۔

اسکے چہرے پر چھائی مصنوعی مسکراہٹ غائب ہو گئی

پیپر کو یونہی بیڈ پر رکھے وہ چلتی وریشہ کی پاس آئی۔

مجھے شادی نہیں کرنی آپی!...

وجہ؟

اسنے حیرت سے استفار کیا۔

میں دوسری آمنہ شاہ نہیں بن سکتی اسلئے۔

اسنے وجہ بتائی۔

اب کے وریشہ کے چہرے پر بھی تاریکی چھائی مگر پھر خود کو کمپوز کرتے وہ مسکرا دی۔

"تم آمنہ شاہ بن بھی نہیں سکتی پری کیونکہ تم عشال شاہ ہو"

"ایک مضبوط اور با اخلاق بھائی کی پیاری سی بہادر پری"

متوازن لہجے میں کہتی وریشہ نے اسکی تھوڑی تھامے مضبوط لہجے میں کہا۔

زیان تمہیں کبھی دوسری آمنہ شاہ نہیں بننے دے گا اتنا تو میں تمہیں یقین سے کہتی ہوں وہ اپنی پری پر جان چھڑکتا ہے۔

وہ اداسی میں بھی مسکرا دی۔

دیکھو خود کو آئینے میں پری... وریشہ نے اسکا رخ آئینے کی طرف پھیرا۔

یہ جو لڑکی نظر آرہی ہے نا تمہیں یہ ایک مضبوط لڑکی ہے اسنے بہت سے دکھ سہے ہیں اور دیکھو یہ آج بھی ویسی ہی ہے اسے کوئی دکھ توڑ نہیں سکا اسکے قدم نہیں ڈگمگائے اتنی آزمائشوں کے بعد بھی یہ پری ثابت قدمی سے کام لے رہی ہے کیونکہ اسے اپنے اللہ پر بھروسہ ہے اور آگے بھی یہ پری اپنے اللہ پر بھروسہ رکھ کر اپنی زندگی جیئے گئی اور انشاء اللہ ایک بہترین زندگی اسکے انتظار میں ہے۔

چلو جلدی سے مسکراؤ اب... اسکے گال کھینچتے وریشہ مسکرائی۔

تو مجبوراً اسے بھی مسکرانا پڑا۔

عشال ...

جی بھائی آجائیں!..

جلدی سے سر پر دوپٹہ اوڑھتی عشال نے دستک دیتے زیان کو اندر آنے کی اجازت دی۔

تم یہاں ہو میں پورے گھر میں تمہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں

اندر آتے زیان نے پہلی نظر ہی اسی پر گاڑھے سوال کیا۔

آئندہ مجھے ڈھونڈنا ہو تو پہلے یہاں آنا پھر پورے گھر میں نہیں ڈھونڈنا پڑے گا۔

زیان نے گہری نگاہ اس نیلے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس پھولے چہرے والی لڑکی پر ڈالی۔جو کچھ خفا خفا سی معلوم ہوتی تھی

اوکے تم روم میں آؤ ابھی مجھے ضروری بات کرنی ہے۔

اسکا جواب سنے بغیر ہی وہ کمرے سے نکل گیا۔

پہلے تو وہ منع کر دیتی مگر اب عشال کے سامنے کچھ کہنا اسے مناسب نہیں لگا تو وہ بھی اسکے پیچھے چل پڑی۔

ان دونوں کے جاتے ہی عشال نے گہرا سانس بھرا اور خود کو ایک بار پھر آئینے میں دیکھا۔

"کاش آپ سب دیکھ پاتے آپی... یہ ثابت قدم لڑکی اندر سے کتنی توڑ پھوڑ کا شکار ہو چکی ہے... کہ جو باتیں میں اندر ہی اندر پی گئی وہی باتیں مجھے کھا گئی ہیں... میں اس وقت کس قدر کمزور ہوں یہ بات صرف میرا اللہ اور میں جانتے ہیں"

دیکھتے دیکھتے اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"مگر میں کوشش کروں گئی کہ مرتے دم تک آپ سب کا بھرم یونہی قائم رکھ سکوں"

آنسو پونچھتے وہ پھیکا سا مسکرائی۔

ابھی وہ مڑتی جب اسکی نظر بیڈ پر پڑے پیپر پر گئی۔

کچھ سوچتے وہ پلٹ آئی اور اس صفحے کو اٹھاتے پلٹ دیا

» » » » » » » » » » » » » »

کیوں بلایا ہے مجھے؟

کمرے میں آتے اسنے روکھے انداز میں سوال کیا۔

میری مرضی!...

بال برش کرتے زیان نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"آگ لگاتی ہوں میں تمہاری مرضی کو"

پھولے منہ سے بولتی وہ پلٹ آئی۔

اس سے پہلے ہی زیان نے اسکی کلائی تھامے اپنی جانب کھینچا تھا۔

وریشہ کسی کٹی ڈال کی طرح اسکے کشادہ سینے سے آ ٹکرائی تھی

اسکی مخمور نظریں خود پر جمی دیکھ اسکی سانسیں اتھل پتھل ہونے لگی تو وریشہ نے اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوششیں شروع کی تھی۔

کیا مسئلہ ہے مائے کوئین کیوں ناراض ہو؟

میں کوئی کوئین نہیں ہوں... مت بولا کرو مجھے یہ لفظ!..

کوشش بحال رکھے اسنے ناک چڑائی۔

جو حکم مائے فیری!..

اس فیری لفظ پر وریشہ کی دل نے بیٹ مس کی تھی۔

گری پلکوں کے جھالر اٹھائے اسنے زیان کی طرف دیکھا جو جان لٹاتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

زیان مجھے جانا ہے؟

کہاں جانا ہے فیری؟

کچن میں!..

وہ نظریں پھیر گئی

وجہ؟

پری مجھے کھانا بنانا سکھائے گئی!...

اسکے لہجے میں خوشی کی رمق تھی

زیان بے ساختہ مسکرایا۔

مگر مائے کوئین ابھی تو تمہیں میرے ساتھ جانا ہے

کہاں جانا ہے؟

وریشہ نے اسکی طرف دیکھا.

میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گئ!..

زیان ابھی اسے بتاتا وہ پہلے ہی نروٹھے پن سے بولی۔

کیوں نہیں جاؤ گئ؟

وہ برہم ہوا۔

کیونکہ میں ناراض ہوں۔

کیوں ناراض ہو؟

کیونکہ تم نے کل مجھ پر غصہ کیا اور پھر معافی بھی نہیں مانگی

اسنے خفگی سے کہا۔

میں معافی مانگنے کو تیار ہوں مگر اس سے پہلے یہ بتا دوں کہ بدلے میں تمہیں بھی مجھ سے معافی مانگنی ہو گئی فیری۔

میں کس بات کی معافی مانگوں گئی؟

آنکھیں سکیڑتے سینے پر بازو باندھے پوچھا تھا

یہ پوچھو کس کس بات کی معافی مانگوں گئی؟

زیان نے اسے گھورا۔

بچپن میں کسی کا بھی غصہ نکالنے کیلئے جب تم مجھے اپنے چھوٹے چھوٹے دانتوں سے کاٹتی تھی مکے مارتی تھی میرے بال کھینچتی تھی اور ابھی جب اس تین سال کے عرصے میں جو اپنی زبان سے زخم دیئے ان سب کا حساب مائے فیری ان سب کی معافی کی بات کر رہا ہوں۔

پورا منہ کھولے وہ ہونکوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی

مطلب اب میں تم سے معافی مانگوں گئی۔

سینے پر ہاتھ باندھے وہ زیان کو آنکھیں دکھاتے پوچھ رہی تھی

وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

نہیں میں کروں گا صرف ... اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے زیان پیچھے ہوا

چلو اب جاؤ پری کو بتا کر آؤ کہ ہم کہیں جا رہے ہیں۔

پہلے بتاؤ ہم کہاں جا رہے ہیں؟

وریشہ باضد ہوئی۔

بول دینا ڈنر پر جا رہے ہیں۔

اور صبح کے دس بجے کونسا ڈنر ہوتا ہے اسفند شاہ؟

اسفند شاہ پر زیان نے اسے گھورا

اسکی گھوری پر وریشہ بغیر کچھ بولے کمرے سے باہر نکل گئی۔

» » » » » » » » » » » » »

عشال نے صفحہ پلٹا اسکی پہلی نظر اس نام پر پڑی۔

"ابتسام ابراہیم چوہدری"

اسکو تشویش نے آن گھیرا۔

اسنے مزید پڑھا اور پھر وہ پڑھتی گئی اور جیسے جیسے وہ پڑھ رہی تھی اسے لگ رہا تھا کوئی اسے چابک لگا رہا ہو۔دل کی دھڑکن معمول سے زیادہ تیز ہونے لگی۔(وہ ایک بُرا انسان ہے (

زیان کے الفاظ اسکے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہے تھے۔

اسنے مزید پڑھا عشال کے قدم لڑکھڑائے تھے دیوار کا سہارا لیتے وہ بیڈ پر بیٹھ گئی

)تم کسی سے بھی محبت کرو مگر وہ کسی ابتسام نہیں ہونا چاہئیے)۔۔۔اسنے بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھا اور گہری سانس اندر کھینچی۔

اسنے پیشے والی سطر کو دیکھا ناجانے کتنے آنسو ٹوٹ کر اس لفظ پر گرتے بے مول ہوئے تھے

)بہتر ہے مجھے اتنا اچھا مت سمجھو کہ جب میری حقیقت تم پر کھلے تو تم بھی مجھے نفرت کے قابل سمجھنے لگو(

ابتسام کا کہا جملہ اسکے کانوں میں پگھلے سیسے کی مانند پڑا تھا

سب کہتے رہے کہ تم بُرے انسان ہو مگر میں نے کسی کی بات پر کان نہیں دھرے۔کاش، کاش میں تب بھائی کی بات مان لیتی۔کاش!...

آنسو بہتے اس صفحے کو بھیگو رہے تھے۔

جب وریشہ دروازہ کھولے کمرے میں آئی۔عجیب سی خاموشی محسوس کرتے اسنے مزید قدم بڑھائے عشال کو دیکھا جس کی اسکی طرف پیٹھ تھی وہ مزید آگے آئی اور عشال کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

مگر اسے روتا دیکھ وریشہ کو ڈھیروں فکر نے آن گھیرا

پری کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو؟

اسکے پوچھنے کی دیر تھی اور عشال نے وہ گیلا صفحہ اسکے آگے کر دیا۔

وہ اسے پڑھ رہی تھی جب عشال کی دبی دبی سسکیاں اسکے کمرے میں سنائی دینے لگی۔

یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے پری؟

اور تمہیں یہ کہاں سے ملا؟

اسے حیرت کا شدید ترین جھٹکا لگا تھا

بب۔۔بھائی کی۔۔۔کار سے!!!

وہ شدت سے رو دی۔

وریشہ ایکدم سے بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی۔

آپی مجھے نہیں پتہ۔۔۔ مم۔۔مگر مجھے تکلیف ہو رہی ہے

مجھے نہیں۔۔۔آپی کہیں۔۔۔ یہ سچ نہیں ہے.

روتے وہ بے ربط جملے بولی رہی تھی۔

وہ ایسا نہیں ہے آپی...وہ ایسا نہیں ہے

آپ تو اسے جانتی ہیں نا... وہ..وہ کبھی...ایسا...

ہوش میں آؤ عشال ...

وریشہ نے ایکدم سے اسکے کندھے جھنجھوڑ ڈالے

کیا پاگل ہو گئی ہو تم ... ایک نامحرم کیلئے کیوں رو رہی ہو؟

وہ ایسا ہے یا نہیں ہے اس سے تمہیں کوئی کنسرن نہیں ہونا چاہئیے۔

سنجیدہ سے لہجے میں کہتی وریشہ نے اسے ہوش کی دنیا میں لا پٹخا۔

ٹپ ٹپ برستی نظروں سے وہ اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی

میری طرف دیکھو پری!...

مجھے بتاؤ تم کیوں رو رہی ہو اسکے لئے، جواب دو مجھے!..

اسے نظریں گھماتے دیکھ وریشہ نے اپنے سوال پر زور دیا۔

مجھے نہیں معلوم آپی یہ کیسی کیفیت ہے؟

اسنے ہچکیاں لیتے کہا۔

مگر مجھے تکلیف ہو رہی ہے اسکی حقیقت جان کر!..

مجھے اس سے نفرت محسوس ہو رہی ہے اور اس نفرت پر مجھے دکھ ہو رہا ہے اور ایسا کیوں ہے میں خود انجان ہوں۔

ضبط کے باوجود وہ ایکدم سے پھٹ پڑی

وریشہ سے اسکی حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی

وہ ابھی اٹھتی جب عشال نے اسکو تھام لیا۔

بھائی کو کچھ مت بتایئے گا پلیز آپی!...

اسنے جیسے منت کی تھی

رونا بند کرو پری میں زیان کو کچھ نہیں بتاؤں گئ ابھی مجھے انکے ساتھ باہر جانا وہ میرا انتظار کر رہے ہیں یہی بتانے میں تمہیں آئی تھی... نرمی سے کہتی وہ مسکرائی۔

مگر میں تمہیں ایسی حالت میں چھوڑ کر نہیں جا سکتی اسلئے میں زیان کو منع کرنے جا رہی ہوں۔

نہیں آپ ایسا کچھ نہیں کریں گئیں۔آپ جہاں جا رہی ہیں وہاں جائیں میری فکر بلکل مت کریں... میں بلکل ٹھیک ہوں... آنسو پونچھتے وہ اس سے زیادہ خود کو اپنے ٹھیک ہونے کا یقین دلا چکی تھی۔

وریشہ نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔

ایسے مت دیکھیں آپی... آپ کی نظریں مجھے شرمندگی کا احساس دلا رہی ہیں۔

بھیگی پلکیں گرائے عشال نے سپاٹ انداز میں کہا۔

میں جلدی آنے کی کوشش کروں گئی پھر ہم تمہاری اس تکلیف کی وجہ معلوم کر لیں گئیں۔

اسے وہی گم سم چھوڑے وریشہ چل پڑی۔

پری!...

جاتے جاتے وہ پھر پلٹ آئی۔

جی..؟

تمہارے پاس ایکسٹرا عبایا ہے؟

اسکے سوال پر عشال نے اپنی واڈراب کی ایک سائیڈ کھولی تھی

وریشہ اسکے عبایا کولیکشن دیکھ دنگ رہ گئ

وہاں ہر کلر اور ڈیزائین کے حجاب تھے وہاں موجود ہر حجاب ایک سے بڑھ کر ایک دیسنٹ، خوبصورت اور ہر دوسرے سے مختلف سا تھا جبکہ دوسری طرف عبایا ہینگ تھے جو سارے بلیک کلر میں تھے مگر کچھ کے ڈیزائین مختلف تھے۔

ان میں سے جو پسند آئے وہ آپ رکھ لیں.

کہتے عشال واشروم کی طرف چلی گئی۔

جبکہ وریشہ وہاں سے حجاب اور عبایا لیتی اسکے کمرے سے باہر آگئی مگر نظروں میں ابھی بھی عشال کا روتا چہرا اور کانوں میں اسکی سسکیاں گونج رہی تھیں۔

تو کیا وہ جو سوچ رہی تھی سچ تھا؟

اپنی سوچ کی نفی بھی کرتی تو کیسے وہ اسے اس شخص کیلئے روتا دیکھ کر آرہی تھی اور اس دور میں بغیر کسی تعلق کے تو کوئی کسی کے دکھ میں بھی شریک نہیں ہوتا وہ تو پھر اپنے قیمتی آنسو بہا رہی تھی۔

وہ انہی سوچوں میں ڈوبی تھی جب زیان کی آواز پر وریشہ انہیں بعد پر رکھتی کمرے کی طرف چلی گئی۔

اسکی آنکھوں میں حد سے زیادہ جلن ہو رہی تھی جل تو اسکا دل رہا تھا جس نے ایک بار پھر اچھے کی امید میں بُرا کاٹا تھا ناجانے اس لڑکی کی قسمت خراب تھی یا ابھی اسکی آزمائشیں چل رہی تھیں "اسکو ہر اس شخص نے اندھا ٹھہرایا تھا جس پر وہ رتی برابر بھی یقین کرنے لگی تھی"

تولیے سے آنکھیں صاف کرتی اسنے آئینے کے سامنے کھڑے اپنا ایک بھرپور جائزہ لیا۔

"تو اب تمہاری کمی رہ گئی تھی، تو آج تم نے بھی ثابت کر دیا کہ یہ دنیا واقع میں دنیا ہے"

آنسو لکیر کی صورت میں اسکے گال پر لڑکھڑنے لگے۔

دل اذیت سے دوچار ہو رہا تھا مگر کیوں ہو رہا تھا وجہ کیا تھی وہ جانتی نہیں تھی یا جان کر بھی ابھی تک انجان بنی ہوئی تھی۔

مگر اس بار عشال شاہ خاموش نہیں رہے گئی۔۔۔ ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑتی اسنے کمرے کی ہر شے کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔

پھر اسکو اسکی مطلوبہ شے مل گئی۔

"کیا عشال شاہ کوئی پتلا ہے جسکا جب دل چاہے گا وہی آ کر اسے اپنے اشاروں پر نچاتا رہے"

خود سے ہی ہمکلام ہوتی اسنے فون پر مطلوبہ نمبر ڈھونڈا اور کال ملائی۔

وعلیکم السلام۔۔۔کال ایک بیل کے بعد اٹھا لی گئی

تقریباً پانچ منٹ بعد اسنے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا.

ہاں ٹھیک ہے میں آدھے گھنٹے تک یونی پہنچ رہی ہوں تم بھی وہی آجاؤ... اللہ حافظ۔

کال کٹ ہوتے ہی اسنے فون بیڈ پر پٹخ دیا اور خود المیرا سے حجاب اور عبایا نکالے تیار ہونے لگی۔

اگلے دس منٹ میں وہ مکمل تیار ہوتی اس صفحے کو بیگ میں رکھتی نیچے آئی جہاں بی کچن میں کام کر رہی تھیں۔

بی... میں یونی جا رہی ہوں کچھ پیپرز کولیکٹ کرنے ہیں

مگر بچے ایسے اچانک اور زیان بیٹا بھی گھر پر نہیں ہے۔

ڈرائیور کو بھائی نے کہہ دیا ہے بی وہ مجھے چھوڑ بھی آئے گا اور لے بھی آئے گا۔

اسنے زندگی میں پہلی بار جھوٹ بولا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے بچے جلدی آجانا۔۔!

خیال رکھیئے گا اپنا اللہ حافظ۔

ایک منٹ کی بھی دیر کیے بنا عشال بیگ تھامے وہاں سے لان عبور کرتی گیٹ تک آئی اور پھر ڈرائیور کو پکارتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

یونی لے چلیں مجھے!..

اسنے حکم سنایا اور پھر اسکے حکم کے تابع گاڑی یونی کے روڈ پر گامزن کر دی گئی۔

»»»»»»»»»»»»»»»»»»

گھر سے نکلے انہیں کوئی آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت تو لگ چکا تھا وریشہ کی آنکھیں تھک گئی تھیں مگر منزل تھی جو آ ہی نہیں رہی تھی گاہے بگاہے سے وہ ہر کوئی تھوڑی دیر بعد زیان پر نظر ڈال لیتی تھی مگر وہ سنجیدہ سا ڈرائیونگ میں اس قدر مصروف تھا کہ یہ بھی بھول گیا ساتھ اسکی بیوی بھی بیٹھی ہے وریشہ نے منہ بنایا تھا میں نے آج پہلی بار عبایا پہنا اس سے یہ نہیں ہوا کہ تھوڑی سی تعریف ہی کر دے... تعریف تو کیا نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں مجھے

آخر تنگ آتے وریشہ نے اس سے سوال کرنے کا سوچا ہی تھا کہ زیان کا موبائل بج پڑا۔

ہاں ہم پہنچ رہے ہیں...ہاں میرے ساتھ ہی ہے.

سمجھ گیا ہوں صحیح باقی کی باتیں وہی آ کر کرتے ہیں۔

اوکے اللہ حافظ !...

فون رکھتے زیان نے اسکی طرف دیکھا جو حجاب میں سے چھوٹی چھوٹی سی آنکھوں کو مزید سکیڑے اسے ہی گھور رہی تھی

ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟

تمہیں فرصت نہیں ہے تو سوچا میں ہی دیکھ لوں!..

وہ چڑ گئی۔

ضرور دیکھو مائے فیری مگر پیار سے، محبت سے دیکھو ایسے تیکھی نظروں سے دیکھتی ہو تو بلکل چڑیل لگتی ہو!..

جانتا بھی تھا وہ غصے میں ہے مگر پھر بھی اپنی سے باز نہیں آیا۔

اب میں اپنی آنکھوں پر شہد لگا کر تو تمہیں دیکھنے سے رہی مسٹر اسفند شاہ۔

اسنے تڑخ کر کہا۔

یہاں زیان حیدر زچ ہوا تھا۔

تم مجھے زیان حیدر کہہ کر پکارا کرو فیری!...

اسنے قدرے نرمی سے کہا۔

نہیں میں تو اسفند شاہ ہی کہوں گئی

وہ با ضد ہوئی۔

اسکا مطلب تم راضی ہو؟

اسکے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنساتے سٹرینگ وہیل پر رکھتے کہا گیا۔

کس لئے راضی ہوں میں؟

"اسفند شاہ کے جنون کو جھیلنے کیلئے"

زیان نے اسکے ہاتھ کا بوسہ لیا۔

ڈر...ائیونگ پر دھیان دو

وہ بوکھلائی تھی۔

"پہلے دھیان بھٹکا کر پھر کہتی ہو ڈرائیونگ پر دھیان دو"

مائے کوئین تم ہم دونوں کے ساتھ بُرا کر رہی ہو۔

اسنے سرد آہ بھری.

زیادہ عاشق بننے کی ضرورت نہیں ہے۔

اسنے منہ کے زاویے بگاڑے۔

"یہ عاشق تو بچپن سے تم پر فدا ہے"

مگر میں نہیں ہوں۔

اسنے دوبدو جواب دیا.

"تم پر فدا ہونے کیلئے ایک میں کافی ہوں بس تم میرے جنون اور مجھے سنبھال لو مائے کوئین تمہارے لیے وہی قابلِ تحسین ہو گا"

وہ دلفریب سا مسکرایا۔

وریشہ نے بے ساختہ نظریں پھیر لیں۔

میرے سر پر ایسا قابلِ تحسین کام کرنے کا کوئی شوق نہیں چڑھا تو تم کسی بھی طرح کی خوش فہمی میں مت رہو

نظریں شیشے کے اس پار رکھے اسنے کہا۔

ذرا یہی بات میری آنکھوں میں دیکھ کر کہو۔

میں ایک بات ایک بار ہی کہتی ہوں۔

تو پھر فکر نہیں کرو مائے کوئین میری قربت میں رہتے یہ شوق بھی جلدی تمہارے سر چڑھ جائے گا۔

مجھے تمہاری قربت نہیں چاہئیے۔

وہ اٹل لہجے میں بولی

کیوں نہیں چاہئیے؟

"معلوم نہیں مگر میرا دم گھٹتا ہے تمہاری قربت میں"

زیان نے گہری نظر اسکے چہرے پر ڈالی جہاں صاف لکھا تھا اسکے دل میں کچھ اور تھا اور زبان پر کچھ اور.

زیان نے اپنے آفس کے سامنے گاڑی روکی۔

تمہارے اس مسئلے کا حل ہم کمرے میں جا کر تلاش کریں گئیں مائے کوئین ابھی چلو ہماری منزل آگئی ہے۔

بے شرم آدمی... وریشہ نے دل میں ہی دانت کچکچائے۔

زیان نے اسکی طرف کا دروازہ کھولا اور اپنے ہاتھ آگے بڑھایا وریشہ اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھماتی باہر آئی اسکے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں لیتے وہ ہلکے ہلکے قدم اٹھانے لگا۔

جب چلتے وہ دونوں لفٹ کی طرف آئے لفٹ خالی تھی زیان اسکو لیے اندر داخل ہوا اور فرسٹ فلور کا بٹن پریس کیا۔

ہم تمہارے آفس میں کیوں آئے ہیں؟

زیان نے اسکی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی

بہت پیاری لگ رہی ہو!..

یہ اسکے سوال کا جواب نہیں تھا اسکی نظروں سے خائف ہوتی وریشہ نے نظریں چرا لیں۔

تو آخر ایک گھنٹے بعد تمہیں یاد آگیا؟

اسکے طنز پر زیان نے قدم اسکی طرف اٹھائے تھے اور وریشہ کو لفٹ کی دیوار سے پن کیے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیئے۔

جند لمحوں بعد وہ دور ہوا تو وریشہ آنکھیں جھپکتی رخ پھیر گئی

"مجھے میری بیوی پردے میں پسند ہے اور یہ بوسہ میری بیوی کیلیئے جس نے میری پسند کا خیال رکھا"

مجھ سے نظریں مت چرایا کرو ایسے مجھے مزید پیار آتا ہے!.

اسکی تھوڑی پکڑے چہرے کو قریب کرتے زیان نے مخمور ہوتی نظروں سے کہا۔

وہ جو کب سے اسکی قربت میں ضبط کئے کھڑی تھی اتھل پتھل ہوتی سانسوں میں ایکدم سے دور ہوئی تھی

ہم..ہم پہنچ.. گئے...ہیں۔

ہاں چلو!...

مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھامے وہ اپنے آفس میں داخل ہوا جہاں حسیب انکا منتظر تھا وریشہ نے اسکی موجودگی میں گھبراتے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا مگر زیان اسکی کوشش کو ناکام بناتا مزید آگے آیا۔

اسلام علیکم!...

اسکی آواز پر حسیب ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا ایکدم سے قریب آتے وہ زیان کے گلے لگ گیا

وعلیکم السلام میرا بھائی کیسا ہے میرے یار!...

پتہ ہے میں تجھے اتنا مس کر رہا تھا۔۔خوشی کے مارے حسیب نے اسکا گال چوم لیا۔

وریشہ حق دق سی دیکھ رہی تھی

پیچھے ہٹ کتنی بار کہا ہے یہ فضول حرکتیں مت کیا کر

زیان ایکدم سے بھڑکا۔

تو حسیب دانتوں کی نمائش کرتا تھوڑا دور کھسکا۔

کیسی ہیں بھابھی آپ...؟

ٹھیک ہوں.

وریشہ نے نظریں ہاتھوں پر جمائے سر کو خم دیا۔

ماشاءاللہ اچھی بات ہے!...

حسیب نے خوشدلی سے کہا۔

اچھا چلو جس کام کیلئے آئے ہیں وہ کر لیا جائے اب۔

ہاں تمہارا بندہ یہاں ہے.

زیان کے کہنے پر حسیب ان دونوں کو اس آفس سے ملحقہ ایک سیکڑیٹ روم میں لے گیا۔

وہاں ہر طرف اندھیرا تھا وریشہ نے اپنی گرفت زیان کی بازو پر مضبوط کی تو بے ساختہ زیان نے اسکو اپنے حصار میں لے لیا۔

لائیٹس آن کرو یار حسیب تمہاری بھابھی ڈر رہی ہے.

کرتا ہوں۔

حسیب نے فوراً سے جا کر لائیٹس آن کر دی۔

لائیٹس آن ہوتے ہی وریشہ کی آنکھیں چندھیا گئی اسنے آنکھیں کھولے بامشکل ادھر ادھر دیکھا جب اسکی نظر ایک جگہ ٹک گئی۔

اس کمرے میں زیادہ کچھ نہیں تھا درمیان میں ایک چیئر پڑی تھی جس پر کوئی شخص رسیوں سے بندھا ہوا تھا وریشہ نے اسکے ہاتھ دیکھے جن پر کٹ لگے تھے وہاں سے خون رس رس کر جم چکا تھا اسنے بازو دیکھے جہاں پر جلانے کے نشان تھے ویسے ہی نشان اسکے پیروں اور گردن پر بھی نظر آرہے تھے مگر وہ شخص کون تھا اسے یہ پتہ نہیں چلا تھا۔

اسکا چہرا کالے رنگ کے کپڑے سے ڈھکا تھا۔

وریشہ نے خوفزدہ نظروں سے زیان کو دیکھا

یہ کون ہے زیان!..

ابھی پتہ چل جائے گا، حسیب اسکا نقاب ہٹاؤ۔

اسنے کرخت لہجے میں کہا۔

وریشہ نے محسوس کیا تھا اسکے چہرے پر یکدم پتھروں جیسی سختی در آئی تھی۔

حسیب نے اسکا ماسک ہٹایا۔

تمہارا مجرم!..

زیان کی آواز پر اسنے نظریں اسکے چہرے سے ہٹائے سامنے رسیوں میں بندھے وجود پر ڈالی۔اس شخص کو دیکھ کر وریشہ کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے وہاں وہ شخص اور کوئی نہیں احد ارسلان ہو گا اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

اسکے چہرے پر ہر جگہ کٹ تھے آنکھیں سرخ انگارہ پپوٹے رونے کے باعث سوجھ چکے تھے وہ احد ارسلان نہیں تھا زردی رنگت چہرے کے خدو خال بگڑے ہوئے تھے وہ کوئی مریل سا سالوں سے بیمار شخص لگ رہا تھا۔

اسے دیکھتے وریشہ جہاں کی تہاں رہ گئی تھی۔اسکی نظروں کے سامنے اس رات ہوٹل کے کمرے والے تمام منظر باری باری گردش کرنے لگے اپنی وہ چیخیں، اس شخص کے وہ قہقہے، اپنی سسکیاں منتیں، وریشہ کا دماغ ایکدم سے گھومنے لگا تھا وہ گرتی اس سے پہلے اسنے زیان کا بازو تھام لیا جب اسکی بگڑتی حالت دیکھ حسیب فوراً سے چیئر لے آیا۔

وریشہ آر یو آل رائیٹ؟

اسے چیئر پر بٹھائے زیان نے فکر مندی سے پوچھا۔

زیان... یہ... یہاں کیوں؟

یہ پچھلے پانچ دن سے یہاں ہے وریشہ تمہارا مجرم ہے,...

یہ پکڑو اور اپنا بدلہ لو اس بے غیرت انسان سے۔

بھیگی بے یقین پلکیں اسکے چہرے سے ہٹا کر وریشہ نے اسکے ہاتھ کی طرف دیکھا وہ اسے گن دے رہا تھا تاکہ وہ اس شخص کو مار کر اپنا بدلہ پورا کر سکے اسے اسکے گناہ کی سزا دے۔

پکڑو اسے وریشہ اور جاؤ اپنا بدلہ لو۔

اٹھو اور مار دو اسے میں تمہارے ساتھ ہوں۔

گن ہاتھ میں تھمائے زیان نے اسے احد کے سامنے لا کھڑا کیا جو ادھ مویا سا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کم اون شوٹ ہم!...

زیان نے اسکا ہاتھ اوپر کیا۔

اسکی بھیگی پلکیں ہنوز زیان کے چہرے پر تھیں جو مسلسل اسے فورس کر رہا تھا۔اسنے احد کی طرف دیکھا جو بے تاثر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا بےخوف سا جیسے اسے موت کا کوئی ڈر ہی نہیں

شوٹ ہِم وریشہ!...

اسے اپنے عقب سے آواز سنائی دی۔

وریشہ نے ٹریگر پر انگلی رکھی

بدلہ لو اس سے مار ڈالو اسے.

اسنے زور سے آنکھیں میچیں اور ٹریگر کو دبانے کی بجائے گن کو نیچے گرا دیا۔

حسیب اور زیان نے ساکت و حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

اسنے آنکھیں کھولی جہاں اسکی پہلی نظر طنزیہ مسکراتے احد پر پڑی جیسے وہ اسکی بزدلی پر ہنس رہا ہو۔

وریشہ!...

ایک منٹ زیان!...

اسنے اسے آگے بولنے سے ٹوک دیا۔

تم ہنس رہے ہو... وہ بے یقینی سے بولی۔

احد نے طنزیہ نگاہ اس پر ڈالی.

اسلئے ہنس رہے ہو نا کہ میں تم پر گولی نہیں چلا سکی۔

میں چاہوں نا تو تم جیسے بے ضمیر انسان کو ابھی اس دنیا سے رخصت کر سکتی ہوں کیونکہ مجھے میرے شوہر کی سپورٹ ہے۔

وہ تنفر سے کہتی اسکے ذرا پاس ہوئی۔

مگر میں ایسا نہیں کروں گئی... جانتے ہو کیوں؟

احد نے بنا پلکیں جھپکائیں اسے سر سے پیر تک گھورا۔

کیونکہ تم میں موت کا خوف نہیں ہے، تمہیں ابھی اللہ کا ڈر نہیں ہے اسلئے تم موت کے سامنے یوں سینہ تانے بیٹھے ہو۔

احد نے مارے غرور کے سر جھٹکا۔

میں تمہیں معاف کرتی ہوں

وہ کچھ دیر بعد بولی۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟

ایک منٹ زیان!...

وریشہ نے اسے پھر خاموش کروا دیا۔

تمہیں کوئی بھی ہاتھ نہیں لگائے گا اور حسیب تمہیں خود تمہارے گھر چھوڑ کے آئے گا کیونکہ میں تمہیں معاف کر رہی ہوں۔

اسنے سرسری نظر حسیب پر ڈالی جس نے حکم کے تابع سر ہاں میں ہلایا۔

مگر جس دن تمہاری بیٹی ہو گئی نا احد اور کوئی اسکے ساتھ تمہارے جیسا سلوک کرے گا اس دن میں تمہیں یاد آؤں گئی اور تب تمہیں میری اس دی گئی معافی پر پچھتاوا ہو گا

اسکی آواز رندھنے لگی۔

احد نے تیز نگاہ اس پر ڈالی اسکا لہجہ ایسا تھا احد کا دل پل کیلئے رکا تھا۔

"میں دعا کروں گئی اللہ تم جیسے انسان کو بیٹی جیسی نعمت سے نا نوازے اور اگر نواز دے تو اسے تم جیسے درندوں سے اپنی پناہ میں رکھے"

احد کی آنکھوں میں خوف ابھرا تھا۔

بھیگی آنکھوں کو رگڑتی اس پر کڑی نگاہ ڈالے وریشہ پلٹ گئی۔

جب پیچھے بیٹھا احد بند ہوتے دل اور یکدم سے تیز ہوتی سانسوں میں اسے جاتا دیکھتا رہا حسیب نے اسکے ہاتھ کھول دیئے۔

ہاتھ کھلنے پر اسنے محسوس کیا اسکی آنکھیں نم تھیں۔

اسے اسکے گھر چھوڑ آؤ۔

زیان کہتا وہاں سے نکل گیا۔

حسیب نے کال ملائی تھی۔۔ہاں گاڑی تیار کرواؤ میں آرہا ہوں۔

» » » » » » » » » » » » » »

بھاگنے کے انداز میں چلتا وہ یونی میں داخل ہوا تھا اپنی تیز نگاہیں وہ پوری یونی میں ڈورا رہا تھا مگر نا تو اسے محترمہ نظر آرہی تھی نا ہی عائشہ۔۔۔

اسکے پیچھے آتا کاشان بھی چاروں اطراف میں دیکھتا آرہا تھا۔

جب ابتسام کی نظر ایک کورنر میں کھڑی عائشہ پر پڑی

وہ گھر پر تھا جب اسے عائشہ کی کال آئی اور اسے جو خبر ملی تھی وہ سن کر ابتسام ڈورتا یونی پہنچا تھا وہ خوش تھا مگر اسکی خوشی تھوڑی دیر تک کی تھی اس بات سے بے خبر وہ ہانپتا ہوا عائشہ تک پہنچا

کہاں ہے وہ... جلدی بتاؤ چپ کیوں ہو... بولو بھی؟؟

نگاہیں گھماتے وہ بے تابی سے پوچھ رہا تھا

وہ ابھی تک نہیں آئی اور تم مجھے کچھ بولنے دو گئے تو میں بولوں گئی نا آتے ساتھ ہی سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تم نے۔

وہ تیز لہجے میں بولی

ایک تو مجھے تمہاری سمجھ میں نہیں آتی آخر یہ غصہ کس بات کا ہر وقت تمہاری ناک پر رہتا ہے۔

اسکا جواب سن کر ابتسام کا دماغ ایکدم سے گھوما تھا۔

اور تم...

ہولڈ ... ہولڈ ... ہولڈ ..., فوراً سے ان دونوں کے بیچ آتے کاشان نے سفید جھنڈی دکھائی تھی۔

کیا تم دونوں نے قسم کھائی ہے کہ جب بھی ملنا ہے تو بچوں جیسے لڑائی کرنی ہے؟

کاشان نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔

پتہ نہیں کون سی منحوس گھڑی تھی جب...

جب تم مجھ جیسے منحوس انسان کے ساتھ کام کرنے کیلیئے آمادہ ہو گئی۔یہی کہنا چاہتی ہو نا..؟

منہ کے زاویے بگاڑتا وہ عائشہ کی بات بیچ میں ہی کاٹتے سرد مہری سے بولا تھا۔

اب مجھے یہ بتاؤ کہ اسنے کال کر کے ایگزیکٹ کیا کہا تھا۔

وہ کوئی جواب دیتی ابتسام نے پہلے ہی سوال تیار کر رکھا تھا

وہ رو رہی تھی!...

رو رہی تھی ... وہ بڑبڑایا۔

دل کسی انہونی کے تحت زوروں سے دھڑکا تھا

تم نے رونے کی وجہ نہیں پوچھی؟

پوچھی تھی مگر اسنے کہا وہی آکر تمہیں بتائے گئ وہ تم سے ملنا چاہتی ہے ایسا اسنے کہا ہے اسلئے میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے

وہ گہری تشویش میں مبتلا ہوا تھا۔

اگر وہ رو رہی تھی تو وجہ ضرور کوئی بڑی ہو گئی عائشہ!..

وہ کچھ سوچتے بولا۔

مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے

عائشہ بھی کسی گہری سوچ میں مگن بولی

اگر ایسا ہے تو یہ جگہ بات کرنے کیلیئے مناسب نہیں ہے

ان دونوں نے اسکی طرف دیکھا۔

میں اسکا کسی تیسرے کے سامنے تماشا نہیں بنانا چاہتا

ابتسام نے نظر یونی میں گھمائی۔

تو پھر؟

پھر یہ کہ پیچھے جو کلاس روم خالی ہے تم اسے وہی لے آنا ہم وہی بات کر لیں گئیں۔

ٹھیک ہے ... عائشہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

وہ دونوں کلاس روم کی طرف چلے گئے

عائشہ کو وہاں رکے دو منٹ گزرے تھے جب اسکی نظر یونی کا گیٹ کراس کرتی بلیک عبائے میں ملبوس عشال پر پڑی

عائشہ اس تک پہنچی اور اسے کس کے گلے سے لگا لیا۔

اسکے گلے لگاتے ہی عشال کی آنکھیں بھیگ گئی۔

کیسی ہو عشال؟

"میری حالت میری اپنی سمجھ سے باہر ہے اسوقت... سو میرے پاس تمہارے اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے عائشہ"

اسنے بھیگی پلکوں کو رگڑتے کہا۔

عائشہ کو بے ساختہ اس پر پیار آیا تھا۔

اللہ تمہیں بے حساب خوشیاں عطا کریں... آمین۔

وہ کہاں ہے؟

بنا آمین کہے اسنے سپاٹ انداز میں پوچھا.

آؤ میرے ساتھ ... عائشہ معاملے کی سنگینی کو بھانپتے اسے لئے کلاس روم کی طرف آئی۔

جس کا دروازہ آدھ کھلا تھا۔

اسے کمرے میں آتے دیکھ جہاں ابتسام اسکے ادب میں کھڑا ہوا تھا وہی کاشان موبائل کان سے لگاتا باہر نکل گیا اور عائشہ سائیڈ میں جا کھڑی ہوئی۔

اسلام علیکم ... کیسی ہیں محترمہ؟

نظریں موبائل پر رکھے اسنے احتراماً دریافت کیا۔

اسکے لہجے میں پہلے سے زیادہ نرمی تھی عشال نے سوچتے سر جھٹک دیا۔

عائشہ نے بتایا تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو!...

وہ چیئر پر بیٹھ گیا۔

جی بلکل!...

وہ بامشکل لہجے کو مضبوط رکھے بولی تھی

کس سلسلے میں؟

مجھے تمہاری حقیقت جاننی ہے؟

ابتسام نے سرسری سی نظر اس پر ڈالی

کون ہو تم اور تمہاری شناخت کیا ہے؟

میری شناخت بہت مختصر سی ہے محترمہ!..

ابتسام چوہدری میرا نام ہے۔

ایک دنیا ہے جو مجھے "بُرا انسان" کہتی ہے

اپنی ماں کیلیئے انکا "لاڈلا بیٹا"ہوں

اُس کونے میں کھڑی لڑکی کیلیئے "اسکا منحوس وقت"

اُس بھائی اور بہن کی جان ہوں۔

اگر وہ جان جاتا کہ عشال کے پاس اسکے کون سے راز ہیں تو وہ اتنا کبھی نا بولتا۔

اسکے علاوہ...؟

اسنے ضبط سے پوچھا۔

"اسکے علاوہ میری ذات میں تمہارے سوا اب کچھ نہیں ہے"

اور یہی میری اٹل حقیقت ہے!..

وہ اتنی آسانی سے سادہ لفظوں میں اپنا حالِ دل بیان کر گیا۔

سسنے والی عشال شاہ کا دل اس حقیقت پر کانوں میں دھڑکا تھا۔

مگر اسکے مطابق تو حقیقت برعکس تھی وہ ان زومعنی جملوں پر یقین نہیں رکھتی تھی کیونکہ وہ عشال شاہ تھی جس نے اتنی سی عمر میں دنیا کے وہ روپ دیکھ لیے تھے جو لوگ اپنی عمریں گزار کر دیکھتے ہیں۔

محترمہ تم کیوں...

سب جھوٹ ... تمہارا کہا ایک ایک لفظ جھوٹ ... وہ ٹرانس کی کیفیت میں روتے ہوئے بولی تھی

یہ ہے... تمہاری اصل حقیقت یہ!..

شدت سے کہتے ہاتھ میں پکڑا صفحہ اسنے اسکی طرف اچھال دیا۔

جیسے بروقت پکڑتے ابتسام نے کھولا تھا

ذرا سی نظر اس پر ڈالے ابتسام کی رنگت سفید پڑ گئی، اسنے کرب سے سامنے کھڑی لڑکی کو اور پھر اسکے رونے کی وجہ کو دیکھا ، اور پھر اس صفحے کو چیئر کے ہینڈل پر رکھ دیا۔

"ہاں یہی تھی میری حقیقت"

اسنے تھی پر زور دیا

عشال نے اذیت سے لب بھینچ لیے

میں سیریل ِکلر تھا مگر اب نہیں ہوں،میں سب کچھ چھوڑ چکا ہوں یہ سارے بُرے کام میں نے چھوڑ دیئے ہیں

اسنے یقین دلانے والے انداز میں کہا۔

نشہ کرنا بھی چھوڑ دیا کیونکہ تم نے کہا تھا

وہ چلتا اسکے سامنے آرکا۔

عشال دم سادھے اسے سن رہی تھی۔

"تم میرے دل کو اچھی لگنے لگی ہو، یاں یوں کہہ لو مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے"

وہ ذرا سا مسکرایا۔

وہ اس سے اظہار محبت کر رہا تھا۔اسنے بے یقینی سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔

میں جانتا ہوں میری حقیقت جان کر تم ہرٹ ہوئی ہو۔۔اسکو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ ذرا شرمندگی سے بولا۔

یہی میری حقیقت ہے اور اسے میں خود بھی نہیں بدل سکتا مگر میں اپنے آپ کو تمہارے لیے بدل رہا ہوں کیونکہ مجھے تمہارے ساتھ چلنا ہے زندگی کے آخری مقام تک میں تمہاری دسترس میں رہنا چاہتا ہوں

وہ ایک جذب سے بولا۔

آنکھوں سے بہتا گرم سیال حجاب میں جذب ہونے لگا دل کی رفتار یکدم تیز ہوئی تھی دماغ میں کئی دھندلی یادوں کے بادل چھانے لگے۔

عائشہ انتہائی انہقاق سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

ابتسام نے وہ صفحہ اٹھایا اسے فولڈ کیا اور ذرا سا پاس آتے اسے عشال کے سامنے کر دیا۔

"کیا تم مجھے میری اس تلخ حقیقت کے ساتھ قبول کرو گئی؟"

"مجھے ایک موقع دو گئی کہ میں خود کو تمہارے لیے پاک کر دوں ہر گناہ سے"

عشال نے سرد نظروں سے پہلے اسے اور پھر اسکے بڑھائے ہاتھ کو دیکھا۔

""بتاؤ محترمہ کیا تم مجھے اپنے قابل سمجھتی ہو؟""

نہی... نہیں سمجھتی میں تمہیں اپنے قابل!..

اسکے ہاتھ کو دور جھٹکتی وہ ایکدم سے چیخ اٹھی

چھناک کی آواز آئی تھی اور ابتسام چوہدری کا دل شدت سے ٹوٹا کرچی کرچی ہو گیا تھا۔

تم میرے قابل نہیں ہو ابتسام چوہدری اور پتہ ہے کیا؟

وہ دو قدم قریب آئی۔

"تم جیسا انسان میرے تو کیا کسی کے بھی قابل نہیں ہے"

اسکے لہجے میں سرد مہری در آئی۔

ابتسام نے ضبط سے جبڑے بھینچ لیے۔

مجھے آج بھی وہ کالی رات یاد ہے جس میں تمہارا بھائی ہماری حویلی کی تمام خوشیاں چھین کر اپنے ساتھ لے گیا اس رات تمہارے بھائی کے اٹھائے قدم نے مجھ سے میری ماں چھین لی

وہ ہانپنے لگی

مجھے ساری زندگی کیلئے میرے باپ کی نظروں میں زندہ دفن کر دیا تمہارے بھائی کی وجہ سے آج بھی میں سفر کر رہی ہوں۔

ابتسام نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا کیا کچھ نہیں تھا اسکی نظروں میں دکھ ، اذیت اپنے ٹوٹے خوابوں کی کرچیاں۔

اتنا کہو محترمہ کہ بعد میں تمہیں اپنے الفاظوں پر شرمندہ نا ہونا پڑے۔

وہ سر جھکائے بھاری لہجے میں بولا۔

وہ رو رہا تھا آنسو پینے کی کوشش کر رہا تھا عشال کا دل کٹ کے رہ گیا مگر اسکے رونے سے وہ اس حقیقت کو کیسے جھٹلاتی..، جو اٹل تھی۔

پیچھے کھڑے کاشان اور عائشہ کو اسکی حالت پر ترس آیا تھا

شرمندہ مجھے نہیں تمہیں ہونا چاہئیے اپنے بھائی کی حرکت پر اور اپنے اس خواب پر جو تم میرے متعلق دیکھ رہے ہو

اسنے مزید اس ہارے شخص کو چابک مارے۔

ابتسام نے یکدم نظر اٹھائی وہ تڑپ ہی تو اٹھا تھا وہ اس سے اسکی جینے کی وجہ چھین رہی تھی۔

ایسے مت کہو محترمہ وہ غلطی صرف بھائی کی نہیں تھی اور اسوقت جو بھی ہوا اس سب کا زمہ دار تم مجھے نہیں ٹھہرا سکتی.

تو کس کو ٹھہراؤ زمہ دار... تم بتاؤ مجھے کون ہے میری اس حالت کا ذمہ دار...، مجھے کس گناہ کی سزا دی جاتی رہی ہے۔

اسکا سانس اکھڑنے لگا تھا عائشہ سمیت ابتسام کو بھی فکر لاحق ہوئی۔

پلیز..پلیز تم رو نہیں ... تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گئ

نم لہجے میں اسنے گزارش کی تھی

عائشہ یہاں بٹھاؤ انہیں ...

اسے چھونے سے گریز کرتا وہ عائشہ کی طرف مڑتا پریشانی سے چیخ اٹھا۔

عائشہ نے اسکی بازو تھامے چیئر پر بٹھایا تھا

عشال سنبھالو خود کو ...دیکھو مجھے ٹھیک ہو نا تم...؟

اسکا چہرا اپنی جانب موڑے عائشہ نے فکرمندی سے دریافت کیا۔

میں ٹھیک ہوں مجھے گھر جانا ہے... دھیمے لہجے میں کہتی ابھی وہ اٹھتی اس سے پہلے ابتسام جھکتا گھٹنوں کے بل اسکے قدموں میں بیٹھ گیا۔

اسکی حرکت پر جہاں عشال کو شوک لگا وہی عائشہ بھی حیران ہوئی تھی

میری بات سنے بغیر تم نہیں جا سکتی... پلیز...

آخر میں اسکا لہجہ التجائیہ ہوا۔

صرف ایک بار... ایک بار میری بات سن لو پھر تم جو فیصلہ کروگی مجھے قبول ہو گا۔

اسکی آنکھوں میں نمی اترنے لگی جسے دیکھ عشال نے رخ موڑ دیا

سننے سنانے کو کچھ نہیں بچا...، آپ اپنی اور اپنے بھائی کی حقیقت نہیں بدل سکتے۔

ہاں میں نہیں بدل سکتا مگر تم مجھے کسی اور کے گناہ کی سزا نہیں دے سکتی عشال

وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولا۔

میں سزا دینے والی کوئی نہیں ہوں۔

اسنے سپاٹ انداز میں کہا

تو پھر یہ بے رخی کیوں...؟

کیونکہ آپکا اور میرا کوئی میل نہیں ہے اس بات کو جتنی جلدی...

بس اسکے آگے ایک لفظ نہیں ...

عشال نے دیکھا اسکی نظروں سمیت چہرے پر بھی سرد تاثرات رقم ہوئے تھے۔

""مجھے ساری دنیا بھی بول دے نا محترمہ کہ تم میری نہیں ہو سکتی تو میں ہنس کر ٹال دوں اگر یہی بات تم بولو گئی تو میرا دل اور میں یہ بات برداشت نہیں کر سکے گئیں""..

اور جس سزا کی محترمہ تم بات کرتی ہو اس سے زیادہ میں جھیل کر بیٹھا ہوں... وہ آرزدگی سے ہنس دیا۔

عشال نے اپنی بھیگی پلکیں اٹھائے اسکی سرخ نظروں میں گاڑھی

تو پھر مجھ پر ایک مہربانی کریں اپنے لیے اور میرے لئے اس سزا کو اب عذاب مت بنائیں

وہ کرب سے بولی۔

"میری زندگی سے نکل جائیں"

یہ ناممکن ہے!..

کوشش کریں سب ممکن ہو جائے گا۔

"کی تھی مگر میری کوشیش ناکام ہو گئی"

وہ رو دیا۔

میں دعا کروں گئی ... دل پر پتھر رکھ کر کہتی وہ بھی رو دی۔

کیا تم مجھے ایک موقع نہیں دے سکتی؟

ابتسام نے روتے ہوئے پوچھا

نہیں!..

لہجہ برف کی مانند ٹھنڈا تھا

میں کبھی اس شخص کو اپنی زندگی کا حصہ نہیں بنا سکتی جس کی وجہ سے میرا اتنا نقصان ہوا۔

میں تمہارے ہر نقصان کا ازالہ کرنے کو تیار ہوں مگر مجھ سے منہ مت پھیرو تم وہ پہلی لڑکی ہو جس کو میں نے اتنی شدت سے چاہا ہے جس کیلئے میں پھر سے اللہ کے سامنے جھکا ہوں۔مجھے ٹھکراؤ مت عشال پلیز ... ایک موقع دے کر دیکھو میں سب ٹھیک کر دوں گا...

ایک ، دو اور تین آنسو زاروقطار بہتے اسکی شرٹ میں جذب ہو رہے تھے وہ شاندار مرد جو کسی کا بھی خواب ہو سکتا تھا اسکے قدموں میں بیٹھا اسکی منتیں کر رہا تھا

تمہارے دکھوں کا مداوا کرنے کو بھی تیار ہوں میں مگر مجھے اپنا لو میں تمہارے بغیر اب کچھ نہیں ہوں ابتسام چوہدری سب چھوڑ چکا ہے تمہاری خاطر ... تم تو مت چھوڑو مجھے ... باقاعدہ ہاتھ جوڑے وہ اسکے سامنے گڑگڑا رہا تھا منت کر رہا تھا مجھے قبول کر لو مگر وہ کیا کرتی اسکی تو اپنی زندگی اسکی نہیں تھی اسے کیا دلاسہ دیتی

عشال کو لگا وہ کچھ پل اور وہاں رکی تو درد کی شدت سے اسکا دل بند ہو جائے گا۔

تت.. تمہیں کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے تم می.. میرا ہاتھ تھام لو میں سب کو منا لوں گا۔

اسکو روتا دیکھ وہ سسکنے لگا کاشان کی برداشت کی حد سوا ہوئی اسنے ابتسام کے کندھے پر رکھا۔

سنھبال خود کو میرے بھائی... اسکا بھائی کبھی ایسا...

تم چپ رہو ... میں بات کر رہا ہوں نا مجھے یقین ہے وہ مان جائے گئ

ایکدم سے وہ چیخ اٹھا۔

تم مان جاؤ گئ نا محترمہ...؟

اسکے لہجے میں شدت در آئی۔

جواب دو محترمہ... کہو کہ تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گئی ... بولو تم مجھے قبول کرو گئی نا ... پپ.. پلیز بول دو ایک بار ... میں ہوں نا ... میں سب ٹھیک کر دوں گا می..میں ... تمہیں خدا کا واسطہ مجھے اپنا لو میں بے بس ہوں میں نہیں جی سکوں گا تمہارے بغیر۔۔۔

اسکا عبایا پکڑے وہ شدت سے چیختا رو دیا۔

عائشہ کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں وہی کاشان بھی ضبط کی حدوں کو چھو رہا تھا

اسنے گردن اٹھائی کمرے میں اب ان دونوں کی سسکیاں گونج رہی تھیں ابتسام نے التجائیہ نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہتا ہو تم مت رو ... اسنے اپنے قدموں میں بیٹھے شخص کو دیکھا وہ دونوں مسلسل بھیگی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اور پھر زاروقطار روتی عشال نے نفی میں سر ہلایا... اور وہیں ابتسام چوہدری کی ساری امیدیں ٹوٹ گئیں اسکے خواب چکنا چور ہو گئے "اس بُرے انسان کی بے لوث محبت پر اسکی برائیوں نے غلبہ پا لیا"۔وہ ہار گیا اور آج پھر وہ دنیا جیت گئی مگر آج وہ اکیلا نہیں ہارا تھا ایک وجود اور بھی تھا اور اس جیسے ہی آگ میں جل رہا تھا۔

اسے وہی منجمند چھوڑے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کیے بنا عشال اٹھتی کمرے سے بھاگتی ہوئی نکل گئی عائشہ بھی اسکے پیچھے گئی تھی جبکہ وہ شخص ویسی ہی حالت میں زمین پر بیٹھا رہ گیا اسکی تمام منتیں ترلے, التجائیں رونے رد کیے وہ لڑکی اسکا دل توڑ کر چلی گئی۔

ابتسام ... کاشان کی اسکی طرف لپکا۔

وہ چلی گئی کاشان ... وہ مجھے اپنے قابل نہیں سمجھتی... آنسو تھم گئے تھے وہ ٹرانس کی حالت میں بول رہا تھا

اسے جانا ہی تھا میرے بھائی وہ کبھی تیری نہیں ہو سکتی..، اسکا باپ کبھی اسے تیرا نہیں ہونے دے گا۔

یکدم اسکے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی در آئی۔آنکھوں میں وحشت سی ابھرنے لگی چہرے پر ہاتھ پھیرے وہ اٹھ کھڑا ہو

کہاں جا رہے ہو تم ابتسام... وہ تمہیں ٹھکرا کے جا چکی ہے

کاشان نے اسکی بازو تھامی۔

جانتا ہوں جس عذاب میں وہ مجھے آج جھونک کر گئی ہے اسکے بدلے میں آج اسے اسکے باپ کی حقیقت بتاوں گا.

انتہائی سفاکیت سے کہتا اسنے اپنی بازو جھٹکے سے چھڑوا لی

تم ایسا...

تمہیں زری کی قسم اگر تم نے ایک قدم بھی میرے پیچھے لیا۔

اسے قسموں کے جال میں باندھے وہ طوفان کی طرح وہاں سے نکلا تھا۔

اتنی شدت کب آئی تھی اسکی محبت میں...؟ وہ تو دنیا اور اسکے اصولوں کو جوتے کی نوک پر رکھ کر چلنے والا مرد تھا تو آج اسے ایک لڑکی کے ٹھکرانے پر کیوں اتنی تکلیف ہو رہی تھی وہ کیوں اذیت سے دو چار ہو رہا تھا یہ تو صرف کاشان کی سوچ تھی اگر کبھی وہ اس لڑکی کی اہمیت اور قدر ابتسام

کی نظروں اور اسکے لفظوں میں جان جاتا تو شاید ہی سمجھ سکتا کہ وہ معمولی سی لڑکی ابتسام چوہدری کیلئے کیوں اتنی ضروری ہے؟

خیر ان سوچوں کو جھٹکتے کاشان نے موبائل نکالا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » » »

آنکھوں کے سامنے کا منظر بار بار دھندلا رہا تھا وہ روتی آنکھیں رگڑتی چلنے کے انداز میں بھاگتی جا رہی تھی اس وقت اسکا ذہن اس قدر الجھا ہوا تھا کہ اسکی تمام سوچیں جیسے کہیں کھو گئی ہیں سارا جسم مفلوج ہو رہا تھا وہ بس کیسے بھی کر کے گاڑی تک پہنچنا چاہتی تھی جب بیچ راہ میں ہی کسی نے اسکی بازو تھام لی۔

رک جاؤ عشال آخر کیا ہو گیا کیوں اتنی پتھر دل بن رہی ہو وہ رو رہا تھا تمہارے لیے۔۔۔تم سے بھیک مانگ رہا تھا کیوں تم اسے ٹھکرا آئی ہو۔

وہ روتی سر جھکا گئی۔

ادھر دیکھو مجھے بتاؤ کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی؟

اسنے روتے زور سے آنکھیں میچی اور گردن نفی میں ہلا دی

تو پھر اسکے لئے رو کیوں رہی ہو؟

کیوں اسکی تکلیف پر تب سے تمہارے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے؟

کیونکہ میں بے بس ہوں عائشہ وہ اس لڑکی کو پسند کرتا ہے جو صرف اور صرف اسکے لئے بربادی کا باعث بنے گئی تم سب سمجھتے کیوں نہیں ہو ... کیوں اتنی اذیت دے رہو ہو تم سب مجھے ... سر ہاتھوں میں تھامے وہ وہی کھڑی رونے لگی۔

عشال!...

اسنے اسے تھامنا چاہا۔

چھوڑو مجھے عائشہ جانے دو مجھے ورنہ میرا ضبط ٹوٹ جائے گا اور میں یہاں ایک بار پھر اپنا تماشا نہیں بنوا سکتی۔

سسکیاں بھرتے وہ التجائیہ انداز میں کہتی اپنی طرف آتے ابتسام پر نظر ڈال کر مڑ گئی۔

وہ چلتی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی سانس پھولا ہوا تھا آنکھیں خشک ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی جسم ہولے ہولے کانپنے لگا تھا۔

گھر چلو ڈرائیور!...

عائشہ اسے جاتا دیکھ رہی تھی جب اپنے قریب سے آندھی بنے ابتسام کو اسکی طرف جاتے دیکھ اسکے حواس پل میں جاگے۔

وہ بھی اسکے پیچھے لپکی تھی

اے ے ے اتر گاڑی سے ... ڈرائیور ابھی گاڑی سٹارٹ کرتا دروازے کھولے ابتسام نے اسکا گریبان جکڑ لیا۔

عشال کے رہے سہے حواس بھی جانے لگے تھے۔

کک...کون ہو تم ... چھوڑو...

اسکے آگے مزید کوئی بکواس کی تو یہیں ٹھوک دوں گا نکل اور دفع ہو جا یہاں سے ...

ابتسام چھوڑو اسے کیا کر رہے ہو پاگل ہو گئے ہو کیا؟

اسکا کندھا تھامے عائشہ چیخی تھی

دور رہو مجھ سے ... دور رہو تم بھی ... گن دیکھاتے ان دونوں کو دور کرتا وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اسکا جنونی انداز آنکھوں سے ٹپکتی وحشت عشال اندر تک سہم گئی تھی ڈر کے مارے وہ گاڑی سے نکلتی جب ابتسام نے اس سے پہلے ہی گاڑی کو لاک کر دیا۔۔۔

عائشہ... عائشہ مجھے بچاؤ ... جانے دو مجھے ... کھولو اسے پلیز!...

شیشہ زور زور سے بجاتی وہ خوف کے باعث چیخنے لگی عائشہ بدحواس سی کبھی روتی بلکتی عشال کو تو کبھی جنونی ابتسام کو دیکھ رہی تھی۔

وہ کچھ کرتی ابتسام وہاں سے گاڑی زن سے بھاگا لے گیا

یا اللہ خیر ... عشال ... می... میں کیا کروں ... اسکو اپنے امان میں رکھنا اللہ جی ... حسیب ... سر تھامے اسے حسیب کا خیال آیا فوراً سے بیگ سے موبائل نکالتی عائشہ اپنی گاڑی کی طرف آئی تھی۔

» » » » » » » » » »

وہ چلتی اسکے کیبن سے ملحقہ کمرے میں آگئی چہرے سے نقاب ہٹایا اور گہرا سانس بھرا آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑ ڈالا۔

ان معصوم آنکھوں کا کیا قصور ہے فیری ان پر کیوں ظلم کر رہی ہو

اس مانوس سی آواز پر وریشہ پلٹی اور اپنے پیچھے کھڑے زیان کو دیکھتی اسکے حصار میں چھپ گئی۔

اسنے بھی وریشہ کے گرد اپنی مضبوط باہوں کا حصار باندھ دیا

وہ ہچکیاں لیتے رونے لگی تھی زیان اسکے یوں رونے پر بوکھلاہٹ کا شکار ہوا تھا۔

وریشہ کیوں رو رہی ہو یار؟

اسکا حجاب مزید کھسکاتے زیان نے چہرا اپنی طرف کیا تھا

مم...مجھے وہ رات...

ششش سب ٹھیک ہو گیا رونا بند کرو۔

اسکے آنسو چنتے وہ محبت پاش لہجے میں بولا

بھول جاؤ اس شخص کو بھی اور اس رات کو بھی... میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔

اسکے ماتھے پر اپنا پر حدت لمس چھوڑتے زیان اسے کافی حد تک پر سکون کر چکا تھا۔

اپنے چہرے کے گرد رکھے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتی وریشہ نے اپنی نم آنکھیں موندی لیں جیسے کہنا چاہتی ہو اب میں ٹھیک ہوں

وہ مسکرا دیا۔

ویسے بھی تم غصہ کرتے پیاری لگتی ہو روتے ہوئے نہیں.

زیان نے اسکی چھوٹی سی ناک دبائی تھی

وہ اسے صرف گھور ہی سکی۔

گھر چلیں...

نہیں ابھی ہم پہلے شاپنگ کرنے جائیں گئیں پھر تمہاری فیورٹ آئیس کریم کھانے چلے گئیں پھر گھر جائیں گئیں۔

اسکا پلان سنتے وریشہ خوش ہوئی تھی مگر پھر ذہن میں جھماکہ سا ہوا اور وریشہ کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

ہم شاپنگ کرنے اور آئس کریم کھانے پھر کسی دن چلیں گئیں زیان ابھی مجھے گھر جانا ہے۔

نہیں ہم آج ہی جائیں گئیں.

وہ باضد ہوا۔

پری کی طبیعت نہیں ٹھیک زیان اسلئے مجھے ابھی گھر جانا ہے

اسنے اپنے گریز کی وجہ بیان کی۔

کیا ہوا پری کو ... اور مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں؟

زیان ایکدم سے پریشان ہوا تھا

میں تمہیں سب...

وہ آگے کچھ بولتی جب حسیب بھاگتا ہوا اندر آیا تھا۔

وریشہ کی پیٹھ تھی اسلئے وہ اسے دیکھ نہیں سکا زیان نے اسے اندر آتے دیکھ اسکا حجاب واپس سے چہرے پر گرا دیا۔

زیان... زیان ...

وہ ہانپتا اندر آیا۔

کیا ہوا اتنے پریشان کیوں ہو؟

وریشہ بھی پریشان سی اسکی طرف مڑی تھی

قیامت آگئی ہے زیان ... وہ...وہ.. عائشہ کی کال آئی تھی ابتسام عشال کو کڈنیپ کر کے لے گیا۔

وہ ایک ہی سانس میں بولتا چلا گیا

وریشہ اور کاشان سناٹوں کی زد میں تھے

ابتسام... اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

ہاں وہی ابتسام ابرہیم چوہدری!..

پری... اسکے پاس کیسے ... تم مذاق کر رہے ہو نا حسیب یار وہ تو گھر تھی ہم خود اسے گھر پر چھوڑ کے آئے ہیں بتاؤ اسے وریشہ۔۔۔

وہ بدحواس سا بولا تھا

ہاں یہ صحیح کہہ رہے ہیں پری تو گھر پر تھی

مجھے نہیں معلوم بھابھی مگر ابھی مجھے عائشہ کی کال آئی ہے عشال کی دوست ہے وہ اسنے بتایا کہ ابتسام ڈرائیور کو مار کر زبردستی اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

زیان حیدر کا دماغ بھک سے اڑا تھا اسکو اپنے کانوں سے دھوئیں نکلتے محسوس ہوئے تھے

اگر اس میں ذرا سی بھی سچائی ہے تو میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا حسیب ...

طیش کے عالم میں کہتا وہ باہر نکلتا وریشہ بول اٹھی

میں بھی ساتھ چلو گئی زیان

چلو زیان اسے اپنے ساتھ لیے باہر نکلا تھا

تم دونوں اپنی گاڑی میں آؤ عائشہ انکو فالو کر رہی ہے میں اسے سے کونیکٹڈ ہوں زیان فالو کرو مجھے کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔۔ہمت سے کام لو۔

اسکا کندھا تھپتھپاتے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

وریشہ اور زیان بھی اپنی گاڑی میں بیٹھتے حسیب کی کار کو فالو کرتے وہاں سے نکلے تھے

» » » » » » » » » » »

وہ گاڑی چلا کم اور اسے ہواؤں میں زیادہ اڑا رہا تھا اس روڈ پر خاصا ٹریفک نہیں تھا مگر پھر بھی وہ آندھی طوفان بنا گاڑی چلا رہا تھا وہ جو پہلے ہی ڈری سہمی سی بیٹھی تھی اسکا دل بند ہونے کو آیا تھا

ابتسام پلیز گاڑی روکو مجھے جانے دو ...میں آپ سے بات کر رہی ہوں

مجھے جانے دیں پلیز بھائی پریشان ہو رہے ہوں گئیں۔

وہ مسلسل اسے پکار رہی تھی مگر وہ تو آج ایسا بہرا ہوا تھا کہ اسکے رونے تڑپنے پر بھی ذرا سا فرق نہیں پڑا تھا۔

ابتسام چوہدری یونہی بے حس بنا اسکی حالت کی فکر کیے بغیر ہی اندھا دھند گاڑی چلا رہا تھا

خدا کا واسطہ گاڑی روکیں مجھے گھر جانا ہے!...

عشال نے ایک بار پھر التجائیہ لہجے میں اسے پکارا۔

اسنے یکدم بریک پر پاؤں رکھ دیا تیز سپیڈ اور اچانک بریک لگانے کی وجہ سے پیچھے بیٹھی عشال اپنا توازن بحال نا رکھ سکی سامنے فرنٹ سیٹ سے اسکا سر ٹکراتا اس سے پہلے ہی ابتسام نے اپنی بازو کو اسکی ڈھال بنا دیا عشال نے زور سے آنکھیں میچی تھیں مگر اگلے ہی لمحے اپنے سر کے ساتھ کسی نرم شے کو مس ہوتے دیکھ وہ فوراً سے دور ہٹی جب اسکی بھٹکتی نظریں ابتسام چوہدری کی بازو سے ہوتے

وحشت زدہ نظروں سے جا ملیں ... آنکھوں میں جنونیت تھی ضبط کے مارے چہرا لال ہو رہا تھا دماغ کی رگیں تن گئی تھی۔

"اگر اب میرے کانوں میں تمہاری ذرا سی آواز پڑی تو میں اپنے سمیت تمہیں اور اِس گاڑی کو سامنے کھائی میں گرا دوں گا"

سفاکی سے کہتے اسنے گردن موڑ دی۔

عشال کیلئے اسکا وہ جنونی روپ بلکل الگ اور خوفناک ثابت ہوا تھا

وہ محض دھمکی نہیں تھی اسکے لہجے میں آگ سی تپش تھی جیسے اسے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا...، جیسے وہ اپنا کہا پورا کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔

اب..ابتسام ... خوف کے زیرِ اثر اسکے الفاظ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے تھے۔

وہ گاڑی سٹارٹ کرتا جب اسکی گھٹی گھٹی سی سسکی پر ابتسام نے گردن پیچھے کی جانب موڑی وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی مگر ان نظروں میں وہ سناشائی نہیں تھی جو ابتسام کو اپنے لیے پہلے دکھتی تھی وہ تو

کوئی انجان نظریں تھی کسی خوف میں ڈوبی معصوم لڑکی کی پاکیزہ آنکھیں جن پر کبھی اسنے پہلی بار اپنا دل ہارا تھا

اسکا دل تڑپا تھا مگر پھر سگندل بنتا وہ رخ موڑتے گاڑی سٹارٹ کر گیا

"فکر مت کرو میں تمہارا وہی محترم ہوں جو سب کی نا سہی مگر تمہاری عزت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے"

اسکے لہجے میں عجیب سا طنز تھا

ایک طرف سمٹ کر بیٹھی عشال کا دل مٹھی میں آیا تھا وہ اسکے جملے کا مطلب باخوبی سمجھ چکی تھی مگر دل کا کیا جو اس سے بدزن ہو گیا تھا۔

"بھائی ٹھیک کہتے تھے تم واقعی میں ایک بُرے انسان ہو"

اسنے سسکتے ہوئے کہا۔

ڈرائیونگ کرتے ابتسام نے سرد آہ بھری

ویسے کمال کی بات ہے نا محترمہ جس نے مجھے اپنے بہن کیلئے بوڈی گارڈ کی صورت میں ہائیر کیا وہی تمہیں کہہ رہا ہے کہ میں بُرا انسان ہوں ... مطلب کمال ہے یار ... الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے!...

تنفر سے کہتا وہ ہنس دیا۔

بھائی... بوڈی... گارڈ...

عشال کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے

تت.. تم جھوٹ بول رہے ہو مم... میرے بھائی ... کک... کیوں ایسا کریں گئیں۔

ہاں اب تو تمہیں ابتسام چوہدری ہی جھوٹا لگے گا محترمہ۔

تمسخر اڑاتا لہجہ تھا

عشال نے مرر کی طرف نظریں اٹھائی اسکے چہرے پر کرب کے سائے تھے مطلب اسے تکلیف دے کر مطمئن وہ بھی نہیں تھا۔

تمہیں تو اس ایک حقیقت پر ہی چپ لگ گئی ہے ابھی تو کئی ایسی حقیقتیں ہیں جو تمہاری منتظر ہیں جن میں سب سے بڑی حقیقت سے ابھی میں تمہیں روشناس کروانے والا ہوں

اسکے لہجے میں ایسا کچھ تھا عشال کا ننھا سا دل لرز اٹھا۔

ابتسام نے گاڑی روک دی مگر باہر نہیں نکلا گن لوڈ کرتے اسنے مڑتے عشال کی طرف دیکھا جو گم سم سی بیٹھی تھی ...

ابھی جس حقیقت سے پردہ اٹھنے والا ہے اسکے بعد شاید تم مجھ سے نفرت بھی کرنے لگو ... مگر ایک گزارش کروں گا کہ سِکے کے دونوں رخ دیکھنے کی کوشش کرنا۔

اسکا لہجہ ذرا سا بھی التجائیہ نہیں تھا

الجھا ذہن اور نم آنکھیں وہ یک ٹک بس اسے گھور رہی تھی

میں تمہیں چھونا نہیں چاہتا اسلئے خود ہی شرافت سے میرے ساتھ چلو ... اسکے کہنے کی دیر تھی سدھ بدھ بیٹھی عشال گاڑی سے نیچے اتری اسکے پیچھے ابتسام بھی اتر آیا۔

وہاں تک سب ٹھیک تھا مگر جس جگہ وہ اسے لایا تھا عشال کے رونگھٹے کھڑے ہو رہے تھے

مم...میں یہاں نہیں جاؤں گئی...

اسنے کانپتی آواز میں کہا۔

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مرنے کے بعد سب نے یہی تو آنا ہے

عام سے لہجے میں کہتا وہ آگے بڑھ گیا مجبوراً عشال کو بھی اسکے پیچھے قدم لینے پڑے۔

» » » » » » » » » »

عائشہ ... گاڑی روکتے وہ بھاگتا ہوا اسکے پاس آیا۔

حس... حسیب ... وہ عشال ... اسے واپس لے آؤ ... وو..وہ رو رہی تھی اسکو...وو...وہ۔۔۔

کالم ڈاؤن آگیا ہوں نا میں کچھ نہیں ہو گا اسے ... اسے روتے دیکھ وہ پریشان سا اسے دلاسہ دینے لگا۔

وہ دیکھو زیان بھی آگیا ہے ... زیان اور وریشہ کو گاڑی سے اترتے دیکھ وہ فوراً سے بولا۔

عائشہ پری کہاں ہے بچے؟

وہ بھاگتا اس تک پہنچتا گھبراتے پوچھ رہا تھا

اسے ابتسام لے گیا بھائی!...

وہ روتے ہوئے بولی۔

کہاں لے گیا ...؟

وہاں... عائشہ نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک سائیڈ پر انکی گاڑی کھڑی تھی ان تینوں نے بیک وقت اس بڑے سے دروازے کو دیکھا جس کے اوپر تختی پر قبرستان لکھا تھا۔

وہ لفظ پڑھتے ہی وریشہ کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے

قبرستان...؟

زیان بے یقینی سے بڑبڑایا.

وہ عشال کو قبرستان کیوں لایا ہے؟

یہ تو اندر چل کر ہی پتہ چلے گا حسیب!...

زیان نے کہتے اسے اشارہ دیا جس پر حسیب اور وہ پنی گن لوڈ کرتا دھیمے مگر مضبوط قدم اٹھاتے اس سنسان جگہ پر داخل ہو گئے

وہ دونوں آگے تھے جبکہ عائشہ اور وریشہ انکے پیچھے چل رہی تھی

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

ایک وہ جگہ سنسان اور ایسی خوفناک تھی اس پر ابتسام کا بدلہ روپ... عشال کا جسم ہولے ہولے لرزنے لگا تھا وہ بامشکل اسکے ساتھ چل رہی تھی آنکھیں تو خشک ہو چکی تھی مگر ذہن ابھی بھی الجھا ہوا تھا وہ سر جھکائے چلتی جا رہی تھی جب ایکدم سے رکی کیونکہ اسکے سامنے ابتسام نامی دیوار تھی۔

وہ رک گیا تو مجبوراً عشال بھی رک گئی

ابتسام کی اسکی جانب پیٹھ تھی عشال اسکو یوں شل سا کھڑا دیکھ گھبراہٹ کا شکار ہونے لگی

آپ رک کیوں گئے چلیں!..

اسنے دھیمے سے لہجے میں اسے پکارا۔

یہی ہماری منزل ہے محترمہ...،

اسکے کہنے پر عشال اسکے ساتھ سے ہوتی اس قبر کے سامنے آئی جسے ابتسام دیکھ رہا تھا پہلے عشال نے اسکی طرف دیکھا جسکی آنکھوں سے آنسو لکیر کی صورت میں گال پر بہہ رہے تھے ... وہ اس قبر کو دیکھ کر کیوں رو رہا تھا؟

کیا وہ اسکے کسی عزیز کی قبر تھی؟

عشال نے اسے اتنی تکلیف میں دیکھ کر قبر کی تختی پر نظر جمائی اور پھر بس ... اسکی نظروں سمیت وقت ، سانسیں ، چلتی دھڑکنیں سب رک گیا ... وہ رک گئی اسے لگا سب رک گیا اسکا دل رک گیا، وقت تھم گیا مگر اسکی آنکھیں بند نہیں ہوئیں ... وہ شوکڈ کی حالت میں اس تختی کو دیکھ رہی تھی پھر وہ گر گئی اس قبر کے قریب وہ دھپ سے گری ... اسے اپنے ہوش و حواس سب بھول گئے۔

وہ بس اس نام کو پڑھ رہی تھی

اسے اپنا وجود مردہ ہوتا محسوس ہوا ... جیتے جاگتے انسان کی روح جسم سے کس تکلیف سے نکلتی ہے عشال کو اسوقت ویسی تکلیف محسوس ہو رہی تھی

عشال ... پھر اسکے کانوں میں پکار پڑی!...

اس سے اتنا بھی نہیں ہوا کہ وہ پلٹ جائے، دیکھ لے۔

نہیں... وہ تو شل بیٹھی رہ گئی جیسے کوئی پتھر کا مجسمہ ہو.

وہ ان سے تقریباً دس منٹ کی دوری پر کھڑے تھے اسے صحیح سلامت دیکھ ان چاروں کی جیسے جان میں جان آئی تھی مگر پھر اسکی نظر ابتسام پر نظر پڑی۔

اسے تو آج میں زندہ... زیان اس پر لپکتا حسیب نے اسے روک لیا۔

ایک منٹ زیان کچھ تو عجیب ہے ہم یہاں آگئے ہیں مگر نا تو عشال پلٹی تمہاری آواز پر نا ہی ابتسام ...!

اسے تعجب ہوا تھا۔

زیان گن اسے تھماتا انکی طرف بھاگا وہ سب بھی اسکے پیچھے گئے تھے۔

پری تم ٹھیک ہو ... دیکھو تمہارا بھائی آگیا .. اب تمہیں کسی سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اسکے کندھے جھلاتے وہ ایک ہی سانس میں اتنا سب بول گیا۔

وریشہ نے بے سدھ کھڑے ابتسام کو پھر اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا بے ساختہ اسنے زیان کے کندھے کو تھاما جو اس پیش رفت پر پریشان سا اسکی طرف مڑا وریشہ نے انگلی سے اس تختی کی طرف اشارہ کیا اور پھر زیان حیدر نے اس تختی کو دیکھا اسکے قدم لڑکھڑائے تھے وہ گرتا اس سے پہلے حسیب نے اسے تھام لیا تھا۔اسے لگا اسے پڑھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے اسنے ایک بار پھر تختی پڑھی۔

"عشاء رحیم چوہدری"

زوجہ : رحیم چوہدری"

"ولدیت : ولید شاہ"

وہ جتنی بار پڑھ لیتا اس نام کو کوئی بدل نہیں سکتا تھا اس تختی پر لکھا کالی سیاہی سے وہ نام ان کو اس دردناک اذیت میں جھونک گیا تھا جس پر اگر وہ رو رو کر مر بھی جاتے تب بھی تکلیف میں رتی برابر فرق نا آتا۔دنیا کے کس کونے میں انہوں نے اسے نہیں ڈھونڈا تھا کوئی ایسا شہر نہیں تھا جس میں اسے تلاش نہیں کیا تھا کوئی ایسی بستی ، گھر کچھ نہیں چھوڑا تھا مگر وہ لڑکی ملی کہاں...؟

اس قبرستان کے ایک کونے میں دو گز گہرائی میں دفن وہ دنیا سے بے خبر سو رہی تھی

زیان نے نظر ساتھ والی قبر کی طرف پھیری جس کی تختی پر "رحیم چوہدری ولد احسان چوہدری "لکھا تھا اسنے مزید نظر آگے کی جہاں ایک قبر پر "احسان چوہدری ولد مصطفیٰ چوہدری" لکھا تھا۔

اسنے بے ساختہ نظر ابتسام پر ڈالی جو سرد نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا وہ زخمی سا ہنسا، زیان کی نظر جھک گئی۔

ولد ولید شاہ مطلب وہ عشال کی بہن کی قبر تھی عائشہ نے حسیب کی طرف دیکھا جو افسوس اور دکھ سے زیان کو دیکھ رہا تھا عائشہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"میں تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا مگر یہ وہ حقیقت ہے جس کے بارے میں تمہیں علم ہونا چاہیئے تھا"

برف کی مانند ٹھنڈے لہجے میں کہتا وہ نکل گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد بے سدھ کھڑی وریشہ ہوش میں آئی تھی وہ عشال کی طرف بڑھی جو قبر کے قریب خاموش سی بیٹھی تھی اسکے جسم میں کوئی حرکت نہیں تھی حجاب کے پلو کی سائیڈ ہوا کی وجہ سے چہرے پر آن گری تھی جس کی وجہ سے اسکا چہرا صحیح نظر نہیں آرہا تھا۔

وریشہ اسکے قریب نیچے بیٹھ گئی۔

عشال... وریشہ نے اسکا کندھا ہلایا اور وہ بے جان وجود اسکی باہوں میں گر گیا۔

عشال ... وہ ہذیانی انداز میں چیخی۔

وہاں سب پر چھایا سکتہ ٹوٹ گیا

زیان اسے اپنی باہوں میں اٹھاتے گاڑی تک لے آیا۔

****

کیا کر کے آرہے ہو تم ... مجھے بتاؤ کہاں لے گئے تھے اسے؟

اسنے ابھی گھر کی دہلیز پار بھی نہیں کی تھی ایکدم سی گھبرائی نگہت بیگم اس تک پہنچی غصے سے استفار کرنے لگی۔

وہ جو پہلے سے نڈھال ہوا آرہا تھا ایک نظر اپنی ماں پھر پیچھے کھڑی بہن اور بہنوئی پر ڈال کر یونہی گم سم سا چلتا کمرے میں چلا گیا۔

وہ تینوں بھی اسکے پیچھے کمرے میں پہنچے تھے

میں تم سے پوچھ رہی ہوں ابتسام کہاں لے گئے تھے تم اسے؟

"قبرستان لے کر گیا تھا اسے مما"

مگر کیوں ... کیوں کیا تم نے ایسا؟

انہوں نے اسکا رخ اپنی طرف پھیرا۔

"اسے حقیقت بتانے کیلئے مما"

تم اسے مسلسل تکلیف میں جھونک کر آئے ہو ابتسام...غلط کر کے آئے ہو؟

اسکی بازو جھنجھوڑتے انہوں نے اسے ہوش دلانا چاہا

غلط ... وہ حیرت سے بڑبڑایا۔

کیا غلط کر کے آیا ہوں میں مما ... بتائیں کیا غلط کیا؟

اسے حقیقت بتا کر آرہا ہوں جس لڑکی کو وہ ساری دنیا میں مارے مارے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اس سے ملوا کر آیا ہوں ... تو مجھے بتائیں اس میں کہاں غلطی ہے؟

اسکا لہجہ تیز ہوا تھا۔

غلطی یہ نہیں تھی مما ... گناہ یہ تھا کہ ہم لوگ ساری حقیقت جانتے ہوئے بھی انجان بن کر بیٹھے ہیں ہم منہ پر تالا لگا کر بیٹھے ہیں کیونکہ ہمارے گھر میں جوان بہن ہے کیونکہ ہم عزت دار شریف لوگ ہیں ہم جیسوں کی کوئی سنتا نہیں ہے ہم جیسے شریف لوگوں کیلئے کوئی لاء کوئی قانون نہیں ہے ... وہ اتنی زور سے دھاڑا پیچھے کھڑی زری کو وہ تین سال پرانا ابتسام لگ رہا تھا۔۔ایکدم سے ہائپر ہوتے اسکے دماغ کی نسیں تن گئیں تھیں وہ گہرے سانس لے رہا تھا

ابتسام ... نگہت بیگم نے مدھم سی آواز میں اسے پکارا۔

مر گیا ابتسام مما ... مر گیا آپکا بیٹا!...

انتہائی سنگدلی سے کہتا وہ مڑ گیا۔

مگر اپنی ماں اور بہن کو وہی ششدر چھوڑ گیا

ہوش کر ابتسام وہ تیری ماں ہے... اسکی بدتمیزی پر کاشان اسکو سامنے کرتا دھاڑا تھا۔

تم جاؤ یہاں سے کاشان ... اسنے ہاتھ جھلایا۔

نہیں جا رہا میں یہاں سے ابتسام ... کاشان نے اسے اپنی طرف کھینچا

اور تو ابھی اسی وقت ان سے معافی مانگے گا۔

اسنے حکم دیا۔

کس سے معافی مانگوں گا اور کیوں؟

اسنے حیرانگی سے پوچھا۔

ان سے معافی مانگے گا کیونکہ وہ تیری ماں ہے۔

کاشان نے نگہت بیگم کی طرف اشارہ دیا

ماں ... ایسی ہوتی ہے ماں ... انکی طرف اشارہ کرتے وہ نم آنکھوں سمیت طنزیہ ہنسا۔

جنہوں نے مجھے بزدل بنا دیا ... مجھے میرے ہی باپ ،بھائی بھابھی اور انکے بچے کی موت پر چپ کرا دیا۔ایسی ہوتی ہے ماں۔

وہ ہذیانی انداز میں چیخ اٹھا

ارے اسی ماں کا تو مان رکھتے آیا ہوں ساری زندگی .... جس نے ہمیشہ سے مجھے صحیح راہ دکھانے کے بجائے چپ کرا دیا۔

سائیڈ ٹیبل پر پڑی ہر شے کو زمین بوس کرتے وہ وحشت زدہ سا غرایا تھا

نگہت بیگم اور زری اپنی اپنی جگہ منجمند ہو گئی تھی۔

تم کیوں پرانی باتوں...

ایک منٹ کاشان بولنے دو آج اسے!...

نگہت بیگم نے اسے روک دیا اور چلتی اس کی طرف آئی

بولو ابتسام ... تمہارے دل میں جو کچھ بھی ہے بول دو آج!...

اسنے جھٹکے سے رخ موڑ دیا۔

اب منہ کیوں چھپا رہے ہو تم ... بتاؤ مجھے کیا ہے تمہارے دل میں؟

میں کیوں آپ سے منہ چھپاؤں گا مما ... بھلا اس عورت سے جو میری کروٹ کروٹ سے واقف ہے ... وہ زخمی سا مسکرایا۔

کیا بتاؤ میں آپ کو مما ہاں کیا سننا چاہتی ہیں آپ؟

انکو بیڈ پر بٹھائے وہ خود انکے قدموں میں بیٹھ گیا

میں نے پہلا قتل کس کا کیا ... یہ سننا چاہتی ہیں یاں میں خود سے بھاگتا کیوں ہوں ... یہ ..؟

نہیں ... یاں پھر یہ ... کہ مجھے خود سے نفرت کیوں ہے؟

کیا سننا چاہتی ہیں پوچھیں سب بتاؤں گا۔

ابتسام کیا اول فول بک رہا ہے تو!...

اسکا کندھا تھامے کاشان نے اسے خاموش کروانا چاہا۔

ایک منٹ یار تو تو صبر کر ... اب ان سے کیا چھپانا ... تجھے کیا لگتا یہ کچھ نہیں جانتی؟

انکی طرف اشارہ کرتے وہ کاشان کی طرف مڑا۔

مگر ان دونوں کو حیران کر گیا۔

یہ سب جانتی ہیں اول تا آخر ایک ایک بات ... انکا لاڈلا بیٹا کہاں کہاں دھکے کھاتا رہا ہے کب کس کا قتل کیا ہے کیوں خود سے بھاگتا ہے کیوں خود سے نفرت کرتا ہے سب سے واقف ہیں یہ ... ہر ایک ایک بات سے واقف ہیں .... پاگلوں جیسے کہتا وہ ہنستے جا رہا تھا۔

جرم کی دنیا میں دھکیلنے والی مجھے نشے پر لگانے والی یہی تھیں مجھے اندھیروں میں جھونکنے والی میری اپنی ماں تھی یار ... ماں تھی میری ... ایکدم سے چیختا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا

نگہت بیگم کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔

ابتسام میرے بچے .... اسکی طرف لپکتے انہوں نے اسے قابو کرنا چاہا۔

دور رہیں مجھ سے مما دور ہو جائیں ... آج مجھے خود سے کراہت آ رہی ہے .... اپنے وجود سے الجھن ہو رہی ہے مجھے

ایسے مت کہو میری جان ... میں نے سب تمہاری زندگی کیلئے کیا تھا تمہیں بچانے کیلئے ... اسکو مضبوطی سے تھامے وہ زاروقطار رونے لگی تھی۔

کونسی زندگی مما کیسی زندگی ... وہ نڈھال سا پوچھ رہا تھا

میں تو تین سال پہلے ہی مر گیا تھا اس آگ میں جل کر... آپ کس کو زندگی بخش رہی ہیں ...

اپنے بالوں کو نوچتے وہ شدت سے رو دیا۔

ابتسام مجھ سے تمہاری تکلیف نہیں دیکھی جا رہی میرے بچے!...

اسکا چہرا اپنے ہاتھوں میں تھامے وہ منتوں پر اتر آئی تھی

سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھتے چہرے پر سے ہاتھ ہٹاتے ابتسام نے سر انکی گود میں رکھ دیا۔

کیوں کیا آپ نے اپنے بیٹے کے ساتھ ایسا ظلم مما؟

کیا آپ کو اپنے بیٹے پر ترس نہیں آتا ... کیا آپ اسے خوش نہیں دیکھنا چاہتی؟

وہ سسکیاں بھرتا روتے پوچھ رہا تھا۔

آپکی قسموں کے جال نے مجھے اس قدر باندھ کر رکھا ہے مما مجھے لگتا مجھے سانس نہیں آئے گئ میں بےبسی کی آخری حد پر کھڑا ہوں جہاں نا میں مر سکتا ہوں اور نا مجھے جینے کی کوئی چاہ رہی ہے۔

میں بے بس ہو گیا ہوں مما ... میرا وجود چھلنی ہو گیا اب اور برداشت نہیں رہی مجھ میں ... ہارے ہوئے لہجے میں کہتا انکے پلو کو پکڑے وہ بچوں جیسے بلک بلک کر رو دیا۔

زندگی تو ایسی ہی ہوتی ہے ابتسام ... کٹھن ،مشکلات سے بھرپور ... تم کیوں خود کو قصور وار ٹھہرا رہے ہو میرے بچے...؟

نہیں ہوتی ایسی زندگی مما ... اسنے شکوہ کناں نظروں سے انہیں دیکھا۔

آپ نے بنائی ہے میری زندگی ایسی ... آپ قصور وار ہیں.

ہاں میں قصوروار ہوں کیونکہ میں تمہیں کھو نہیں سکتی ابتسام!..

انہوں نے مضبوط لہجے میں کہا۔

انکی گود سے سر اٹھاتے ابتسام نے شکایتی نظروں سے انہیں دیکھا

پھر میرا قصور کہاں ہے مما ... مجھے کیوں تکلیف ہوتی ہے؟

آپ نے مجھے اس دن منع کیا مجھے قسمیں دے کر چپ کروا دیا اگر آپ مجھے اس دن نا روکتی تو میں بدلہ لے چکا ہوتا مما آج میں مطمئن ہوتا نا کہ میری روح جل رہی ہوتی میرا بدن زخموں سے چور ہوتا اور نا میرا دل ٹوٹتا ... وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولتا گیا۔

خود کو اس عذاب سے نکالنے کیلئے ، خود کی تسکین کیلئے میں غلط لوگوں کو غلط طریقوں سے مارنے لگا ... میں خود کو سکون پہنچانے کیلئے لوگوں کو جہنم وصل کرنے لگا مگر مجھے سکون نہیں ملا البتہ مجھے ایک نام مل گیا ...

جانتی ہیں وہ نام کونسا تھا؟

بے تاثر نگاہوں سے انہیں دیکھتا وہ انکا دل ہولا رہا تھا۔

سیریل کلر ... واؤ ... مبارک ہو مما آپ کا لاڈلا بیٹا جو سکون کی تلاش میں نکلا تھا ایک قاتل بن گیا ... اسکی ہر دم پنپتی وحشت نے اسے جانور بنا دیا ... اس دنیا کے اچھے لوگوں کیلئے آپکا لاڈلا بیٹا بُرا انسان بن گیا مما ...

تالیاں بجاتے وہ ہذیانی انداز میں بولتا خود کا ہی مذاق اڑا رہا تھا۔

اور یہ سب کس کی وجہ سے ہوا؟

صرف اور صرف آپکی وجہ سے ... آپکے ڈر کی وجہ سے!..

شدت سے چیختا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

نگہت بیگم حق دق سی اسے دیکھ رہی تھیں۔

ارے آپ رو کیوں رہی ہیں ... اسنے حیرت سے پوچھا۔

اسکا لہجہ عجیب سا تھا جیسے وہ پاگل ہو اسکی دماغی حالت خراب ہو۔

مسکرائیں مما آپ کا بیٹا صحیح سلامت آپکے سامنے کھڑا ہے دیکھیں ہاتھ لگائیں مجھے ... زندہ ہوں میں ... سنیں سانسیں بھی چل رہی ہیں۔۔۔مگر افسوس میں تو اندر سے مر گیا ہوں۔

نگہت بیگم کا دل مٹھی میں آیا تھا۔

اوہو ... افسوس سے سر دائیں بائیں ہلاتے وہ اسوقت کوئی پاگل معلوم ہو رہا تھا

آپ کا اتنا صبر تو رائیگاں چلا گیا ... میں تو مر گیا ہوں یہ تو میرا کھوکھلا وجود ہے جس کو دیکھ کر بس آپ تسلی کر لیتی ہیں۔

ابتسام اب اس دنیا میں...

چٹاخ ... نگہت بیگم کے تھپڑ نے اسکے ہوش ٹھکانے لگائے تھے۔

پاگل ہو گئے ہو کیا بولتے جا رہے ہو ... اسکو بازو سے جھنجھوڑتے انہوں نے نم لہجے میں پوچھا۔

وہ خاموش ہو گیا خالی نظروں سے انہیں دیکھنے لگا۔

کچھ خیال کر لو میرا ابتسام ... میں نہیں دیکھ سکتی تمہیں اس تکلیف میں میرے بچے!...

میری حالت پر ترس کھاؤ مجھے اتنے دکھ مت دو ... اسکے سامنے ہاتھ جوڑے وہ رو پڑی۔

پچھلے چار سال سے آپکا ہی تو خیال کر رہا ہوں مما ... انکے بندھے ہاتھ تھامے وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔

"ورنہ ابتسام چوہدری اتنی حیثیت تو رکھتا ہے دنیا کو بتا سکے کہ شریف لوگوں میں شرافت ہوتی ہے بزدلی نہیں"

مگر میں آج بھی حقیقت بتا کر نہیں آیا مما ... آپ پلیز روئیں نہیں میں ٹھیک ہوں بلکل ٹھیک ... اور آپ سے کیا وعدہ بھی نہیں توڑوں گا۔

"میں اپنے سارے وعدے واپس لیتی ہوں ابتسام"

وہ روتے ہوئے بولی۔

پیچھے کھڑی زری نے حیرت سے کاشان کو دیکھا۔

کیا فائدہ مما... اب وہ مجھ سے نفرت کرنے لگی ہے ... چہرے پر ہاتھ پھیرتے اسنے آہستگی سے کہا جیسے اپنی ماں کی ناراضگی کا ڈر ہو۔

کیوں نفرت کرتی ہے؟

کیونکہ اسے بھی پتہ چل گیا اس دنیا کی طرح کہ آپکا بیٹا بُرا انسان ہے ... وہ مدھم سا ہنسا۔

نگہت بیگم کا دل دکھا تھا۔

وہ اسکی بے بسی کی آخری حد دیکھ رہی تھیں کتنی برداشت تھی اسکے پاس آخر اتنی برداشت اسنے کہاں سے لی تھی... اور کتنے دکھ برداشت کرے گا وہ؟ ... اور کتنیاں قربانیاں دے گا وہ انکی خاطر ؟ ... کیا خوشیاں اس بُرے انسان کیلئے نہیں تھیں؟...

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔

کاشان کا موبائل بجا اسنے کال اٹینڈ کی فون کان سے لگایا مگر سامنے سے اسے جو خبر سنائی گئی تھی وہ اسکے چہرے کے رنگ مزید اڑا چکی تھی۔

ابتسام نے جانچتی نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

ہاسپٹل سے کال تھی ...

یا اللہ خیر ... نگہت بیگم کا ہاتھ دل پر گیا تھا

تمہاری محترمہ ٹھیک نہیں ہے.

اور اس خبر نے اسکے بچے کچے حواس بھی سلب کر لیے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا ذہن میں برے برے خیال آرہے تھے اور پھر وہ بھاگتا کمرے سے نکلا اور طوفان بنا گھر سے نکلتا ہوسپٹل کی راہ لی۔

کاشان بھی اسکے پیچھے بھاگا تھا

پیچھے کھڑی زری اور نگہت بیگم نے دعاؤں کے ورد شروع کیے تھے

« « « « « « « « « « «

آپ میرے ساتھ آئیں پلیز ... اسکے وارڈ سے باہر نکلتے ڈاکٹر نے زیان کو اشارہ دیا تو وہ شکست خور قدم اٹھاتا انکے پیچھے کیبن میں چلا گیا۔

زیان بھائی کہاں ہیں؟

بے سدھ بیٹھی وریشہ نے ڈاکٹر کے وارڈ کی طرف اشارہ کیا۔

اسنے تسلی کیلیئے اسکے کندھے پر رکھا جب حسیں‌ب کے اشارے پر عائشہ اسکے ساتھ بیٹھتی اسے ہمت کرنے کا کہنے لگی۔اچانک اسکا فون بجا اسنے نمبر دیکھا اور موبائل لیے سائیڈ پر آگئی۔

پرنسس کہاں ہیں آپ اور زیان کہاں ہے؟

میں کب سے آپ دونوں کے نمبر ٹرائے کر رہا ہوں!...

ڈ...ڈیڈ ... ضبط کے باوجود وہ رو پڑی۔

وریشہ کیا ہوا ہے بچے سب ٹھیک ہے ... زیان کہاں ہے اور تم ٹھیک ہو؟

ڈیڈ ... آپ پلیز ہوسپٹل آجائیں ... وو..وہ پری ... ٹھیک نہیں ہے۔

وہ زاروقطار رونے لگی۔

احمد صاحب کے ہاتھ پیر پھولنے لگے وہاں سے کال کٹ کرتے انہوں نے فوراً سے حسیب کا نمبر ٹرائے کیا۔

انکی کال آتے دیکھ وہ عائشہ کو اسکے پاس چھوڑتا خود سائیڈ پر آگیا۔

» » » » » » » » » » »

دیکھئیے مسٹر زیان آپکی سسٹر کی حالت اس وقت بلکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔

آپ پلیز کوپرئیٹ کریں ہمارے ساتھ!...

اسنے سر اثبات میں ہلایا۔

مجھے بتائیں کیا آپکی سسٹر کے ساتھ کوئی ہارٹ پرابلمز ہیں.

جی ... اسنے مدھم سے لہجے میں کہا۔

معاملہ بہت سنگین ہے پھر مسٹر زیان کیونکہ بعض اوقات پینک اٹیک اتنے سیویر نہیں ہوتے بٹ اگر کبھی کسی ہارٹ پیشنٹ کو پینک اٹیک ہوں تو معاملہ بگڑ سکتا۔

وہ سمجھانے والے انداز میں بولے۔

اسکی آنکھ سے ایک موتی ٹوٹتا اس ٹیبل پر آن گرا۔

اسنے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

آپ تسلی رکھیں خدا نے چاہا تو سب بہتر ہو گا ہم ابھی انکی رپورٹس کا ویٹ کر رہے ہیں تب تک وہ انڈر ابزرویشن رہے گئ۔

انہوں نے بات ختم کی۔وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح نڈھال سا چلتا باہر آگیا۔

انہیں دلاسے دیتے اور ہاسپٹل کا ایڈریس سمجھاتے وہ واپس سے وارڈ کی طرف آگیا۔

زیان کیا کہا ہے ڈاکٹر نے؟

وریشہ اسے باہر آتے دیکھ فوراً سے اسکے پاس آئی تھی۔

رپورٹس کا انتظار کر رہے ہیں.

اسنے سپاٹ انداز میں کہا۔

دس منٹ گزر گئے احمد سلطان ہانپتے ہوئے کوریڈور میں داخل ہوئے ابھی انکی متلاشی نظریں ارگرد گھوم رہی تھی کہ انکی نظر شکست خور سے بیٹھے زیان سے ہوتے عبائے میں ملبوس اپنی بیٹی پر گئی پھر زیان کے ساتھ پریشان کھڑے حسیب پر اور پھر عائشہ پر سرسری سی نظر ڈال کر وہ بھاگتے انکے پاس آئے۔

زیان...

اس مانوس سی آواز پر سب نے بیک وقت گردن اٹھائی۔

وہ جو اتنی دیر سے ضبط کیے بیٹھا تھا اس مہربان پر شفقت سائے میں آتے اپنا ضبط گنوا بیٹھا۔

وہ شدت سے رو دیا... آنسو جو کب سے باہر آنے کو مچل رہے تھے زاروقطار بہنے لگے۔

اسکی حالت پر وریشہ بھی رو دی تھی

سنھبالو خود کو میرے بچے... اللہ سب بہتر کرے گا۔

اسکو سینے سے لگائے وہ بمشکل مضبوط لہجے میں بولے۔

اب کک...کچھ ٹھیک... نہی...نہیں... ہو گا... چاچو... سب...سب برباد... ہو گیا۔

زیان ہمت سے کام لو بچے پری ٹھیک ہو جائے گئی۔

مگر عشا اب کبھی نہیں آئے گئی چاچو... وہ چلی گئی ہمیں چھوڑ گئی۔

کیا مطلب زیان تم ملے ہو عشاء سے... کہاں ہے وہ؟

اور تمھیں کہاں ملی..؟

باری باری سب کو دیکھتے وہ بولتے چلے گئے۔

اسنے سر اثبات میں ہلایا۔

کہاں ملی وہ تمھیں زیان اور تم اسے ساتھ کیوں نہیں لائے بیٹا؟

وہ اب اس دنیا میں نہیں رہی چاچو ... ہم قبرستان سے آرہے ہیں۔

اسنے سپاٹ انداز میں کہا۔

وریشہ کی ہچکی بندھ گئی

احمد سلطان گرتے گرتے رہ گئے وہ خبر انکے پیروں تلے سے زمین نکالنے کے برابر تھی

یہ..یہ کیسے ممکن ہے ... زیان ...

وہ بدحواس سے بولے۔

یہ ممکن ہو چکا ہے چاچو ... وہ نہیں رہی اب۔

وہ تو اسے کوئی اور حقیقت بتانے آئے تھے مگر اس حقیقت نے تو ان سے انکی سانسیں ہی چھین لی تھیں۔

« « « « « « « « «

کہاں ہے وہ ... میں پوچھ رہا ہوں محترمہ کہاں ہیں؟

ایکدم سے وہاں نمودار ہوتے وہ اپنے آپے سے باہر ہو رہا تھا

کچھ پوچھ رہا ہوں میں؟

اسکی آواز بلند ہوئی۔

تیری اتنی جرآت تو یہاں تک آگیا۔

حسیب اس پر لپکا تھا۔اس سے پہلے کاشان اسکی ڈھال بن گیا۔

آگے سے ہٹو تم کاشان!..

ابتسام اسکو سائیڈ کیے اسکے سامنے آگیا۔

لو ہٹ گیا وہ سامنے سے ... بولو اب کیا تکلیف ہے تمہیں؟

مجھے...

میں ابھی تمہاری تکلیفیں نہیں سن سکتا،

بہتر یہی ہے میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔

وہ بیزاریت سے بولا۔

تو سمجھتا کیا ہے خود کو؟

کیا ہو گیا حسیب ... کیوں اس سے لڑائی کر رہے ہو؟

عائشہ اسکا بازو پکڑے چیخی تھی

تمہیں کیوں اس سے ہمدردی ہو رہی ہے ہاں بولو؟

تمہارا کیا واسطہ ہے اس سے؟

وہ مزید بھڑک اٹھا۔

عائشہ پہلی بار اسکا وہ روپ دیکھ رہی تھی

بھائی ہے وہ میرا !...

اسنے اطمینان سے کہا۔

سگا بھائی نہیں ہے وہ تمہارا... سمجھی۔

"بات ساری عزت دینے کی ہوتی ہے حسیب خان"

البتہ لگتے تو تم بھی میرے کچھ نہیں ہو۔

اسکے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی

یہ لڑکا کون ہے زیان؟

وہی دونوں تھے جو صرف خاموش بیٹھے تھے

عشا اسی کی بھابھی تھی ڈیڈ۔

اسے خاموش پا کر وریشہ نے جواب دیا

تم ان سے کچھ کہہ کیوں نہیں رہے زیان؟

اسے سپاٹ بیٹھے دیکھ احمد صاحب نے اسکا کندھا ہلایا۔

وہ یونہی شکست خور سا بیٹھا رہ گیا

مجھے صرف اتنا بتاؤ محترمہ کہاں ہے؟

کس حق سے پوچھ رہے ہو تم؟

کیوں لڑ رہے ہو تم دونوں؟

احمد صاحب انکی طرف آئے تھے۔

انکل یہ وہی ہے جس کی وجہ سے عشال اس حالت میں ہے۔

حسیب غصے سے پھنکارا تھا

عشال کیلیئے اسکی اتنی فکر دیکھ عائشہ نے شکایتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

مگر وہ انجان بنتا پھر سے ابتسام کی طرف مڑ آیا۔

تو نکل یہاں سے بھئی ... چل نکل ... اسنے ابتسام کے کندھے کو پیچھے دھکیلا تھا۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔

گردن میں ہاتھ پھیرتے وہ ضبط سے بولا۔

اچھا کیا کر لے گا ... ہاں سمجھتا کیا ہے تو خود کو؟

زیان تجھے کچھ کہتا نہیں ہے تو تُو کچھ بھی کرے گا

وہ مسلسل اسے دھکے دے رہا تھا۔

آخر ہے کیا تو .. تیری اوقات کیا...

اےےےے ... ایکدم سے دھاڑتے ابتسام نے گن نکالی۔

اور اسکے سر پر رکھے وحشت زدہ نظریں اسکی آنکھوں میں گاڑھی۔

زیان سمیت وہاں سب اسکے اتنے شدید ریایکشن پر دم بخود ہو گئے

ایک سیکنڈ... صرف ایک سیکنڈ لگے گا مجھے، تجھے تیری اوقات بتانے میں۔

گن والا ہاتھ اسکے منہ پر مارتے وہ غرایا۔

حسیب گھٹنوں کے بل فرش پر جا گرا۔

آج ہاتھ لگایا مجھے آئندہ یہ جرات کی تو ہاتھ کاٹ کر پھینک دوں گا

ایک دو مکے مزید رسید کرتے وہ طیش کے عالم میں بولا۔

چھوڑو .... چھوڑو اسے ابتسام ... زیان نے اسکو بمشکل قابو کیا تھا

وریشہ اور عائشہ تو پہلی بار اسکا وہ جنونی روپ دیکھ رہی تھیں وہ یونی والا کم گو اور معصوم ابتسام اور اس ابتسام میں زمین آسمان کا فرق تھا۔

وہ پھر سے پرانا ابتسام بن رہا تھا۔۔شاید اسکی برداشت اتنی ہی تھی جو اب وہ اپنے پرانے انداز میں واپس آرہا تھا وہ ابتسام جس کے سامنے کسی کی بولنے کی تو کیا نظر اٹھانے کی بھی جرات نہیں ہوتی تھی۔

یہاں یہ سب کیا ہو رہا ہے آپ لوگ پیشنٹ کو ڈسٹرب کر رہے ہیں

ڈاکٹر کی آواز پر ان سب کو چپ لگ گئی۔

ایم سو سوری ڈاکٹر ... اب ایسا کچھ نہیں ہو گا۔

زیان نے فوراً سے کہا۔

اٹس اوکے سر اینڈ آپکی پیشنٹ کو ہوش آچکا ہے اور وہ اب خطرے سے بھی باہر ہیں۔

ڈاکٹر ہم ان سے مل سکتے ہیں؟

جی بلکل آپ مل سکتی ہیں۔

انکے کہنے کی دیر تھی وریشہ بھاگتی اسکے وارڈ میں چلی گئ عائشہ نے بھی اسکے پیچھے قدم لیے تھے۔

وہ ٹھیک ہے اب ... تم پلیز جاؤ یہاں سے!..

زیان کے وہ الفاظ جہاں حسیب کو حیرت میں مبتلا کر گئے وہی ابتسام گہرا سانس بھرتا پلٹ آیا۔

تم نے اسکو ایسے کیوں جانے دیا ... کیا ہم اس سے ڈرتے ہیں جو...

خاموش ہو جاؤ حسیب....

کیوں خاموش ہو جاؤں یہ آخر سمجھتا کیا ہے خود کو ... خوامخواہ حق جتاتا رہتا ہے

اسکی اوقات ہے بھی کیا؟

"اتنا بولیں حسیب صاحب جتنا بعد میں آپ کی اوقات برداشت کر سکے" کاشان پلٹ آیا۔

اور ابتسام جیسے انسان کے ساتھ متھا مارنے سے پہلے سو بار سوچ لیجئیے گا... "وہ جیسا دکھتا ہے ویسا ہے نہیں .... "

"اینٹ سے اینٹ بجا دینے والا ابتسام ابراہیم چوہدری ہے وہ"...

اتنا شریف ہے نہیں جتنا وہ ابھی بنا پھرتا ہے اور باخدا جس دن وہ اپنی پر آیا نا حسیب خان تو تم سب سے پہلے اسکی زد میں آو گئے کیونکہ تم نے اسے چھونے کی کوشش کی ہے۔

بی کیئر فل!...

اسے وارن کرتا وہ وہاں سے نکل گیا۔

زیان نے سر جھٹکا اور اندر جانا چاہا

حسیب وہی کا وہی کھڑا رہ گیا۔

وہ پلٹا جہاں عائشہ کھڑی اسے ہی خفگی سے دیکھ رہی تھی

وہ کچھ کہتا عائشہ بیگ اٹھاتی وہاں سے نکل گئی۔

وہ اسکے لئے اپنے دل میں جزبات رکھنے لگی تھی اسکے منع کرنے کے باوجود بھی وہ اس حسیب نامی بلا سے جان نہیں چھڑا سکی تھی جو ہر دن تقریباً چار سے پانچ بار ڈھیٹوں کی طرح اسے اپنا دیدار کروانے آ جاتا تھا مگر آج اسکا تیز لہجہ عائشہ کے اتنے دن مسے دل میں رکھے جذبات کو مٹی کر گئے

» » » » » » » » » » » » » »

میں کچھ نہیں جانتا کمشنر صاحب۔۔۔مجھے میرا بیٹا واپس چاہیے ارے چار دن گزر گئے ہیں اور آپ سے ایک لڑکا نہیں ڈھونڈا جا رہا۔

دیکھئے سیٹ کامران صاحب یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ ہم اپنی ہر تگو دو کر چکے ہیں مگر آپکے بیٹے کے متعلق ہمیں ایک سوراغ تک نہیں ملا

سوراغ کی کیا ضرورت ہے ایس پی صاحب جب ہم جانتے ہیں کہ وہ ڈی ایس پی زیان حیدر سلطان کی قید میں ہے

اضطرابی کیفیت میں ادھر ادھر ٹہلتے وہ ڈھارے تھے

یہ تو آپ جانتے ہیں نا کامران صاحب مگر اس بات کا کوئی ثبوت بھی تو ہو نا۔

انہوں نے طنزیہ کہا۔وہ اس کیس میں پڑنا نہیں چاہتے تھے چونکہ وہ احد کی سرگرمیوں سے واقف تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اسنے زیان حیدر کی بہن کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

یہ تو صرف انکی پرانی دوستی تھی جس کا قرض وہ ادا کر رہے تھے

ثبوت معنی نہیں رکھتا...

وہ اسکے آگے کچھ بولتے انکی نظر اس لنگڑا کے چلتے زخموں سے چور وجود پر جم گئی

ا..احد... وہ اپنی جگہ دنگ رہ گئے۔

انکی پکار پر پریشان بیٹھے کمشنر قیوم نے بھی انکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

احد میرا بیٹا ... وہ بھاگتے اس تک پہنچے اور اپنے جگر کے ٹکڑے کو سینے سے لگا لیا۔

میرا بیٹا ... احد ... تم کہاں چلے گئے ... میں پریشان ہو گیا تھا

وہ آبدیدہ ہوئے تھے

نوکروں کی مدد سے اسے صوفے پر بٹھاتے وہ اسکے قریب رک گئے

کچھ تو بولو احد ... بول کیوں نہیں رہے تم اور یہ چوٹیں کیسی ہیں؟

اسکے چہرے ،ہاتھوں اور بازوؤں پر چھوتے وہ متفکر سے پوچھ رہے تھے۔

وہ تب بھی خاموش رہا۔

کیا یہ سب زیان نے کیا ہے؟

نڈھال سے بیٹھے احد نے آنکھیں موند دی اور وہ بیہوش ہو گیا۔

سیٹ کامران کے دل کو کچھ ہوا تھا نوکروں کی بھگدڑ مچ گئی تھی ڈاکٹر کو بلاؤ کی پکار اس سیٹ ولا میں گونجنے لگی۔

» » » » » » » » » » » » » » » » »

مگر سب خیریت تو ہے نا سفیان ... یوں اچانک کیوں بلایا ہے زیان نے تمہیں؟

جی دا جی سب خیریت ہے وہاں بھی سب ٹھیک ہے ... وہ بس ملنا چاہتے ہیں ... اسنے بہت صفائی سے جھوٹ بولا تھا۔

آپ دونوں پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟

ان دونوں کو باری باری دیکھتے اسنے پوچھا

کیا میری بات کا آپکو یقین نہیں ہے؟

وہ دونوں ذرا سا مسکرائے

ایک تم اور زیان ہی تو ہو جن پر اب ہمارا یقین رہا ہے بچے۔

دا جی آزردگی سے کہتے اٹھ گئے تھے

میں آپ لوگوں کا یقین کبھی نہیں توڑوں گا دا جی ... وہ ٹھوس لہجے میں بڑبڑایا تھا۔

جب سے ان پر آمنہ شاہ کی حقیقت کھلی تھی وہ حویلی جس میں کچھ رونق سی رہتی تھی وہ بھی بلکل مانند پڑگئی تھی وہاں بس صبح اور شام ہوتی تھی باقی سب وہی رکا تھا ان سب کی زندگیاں ادھوری اور اداس سی تھیں سب اپنی اپنی جگہ بس دن پورے کر رہے تھے۔

کہاں جا رہے ہو تم؟

وہ جو اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا ولید شاہ نے اسے راستے میں روک لیا۔

اسلام آباد جا رہا ہوں۔

کیوں؟

بھائی نے بلایا ہے.

کیوں؟

ملنے کیلئے.

یوں اچانک؟

جی۔

مختصر سا جواب دیتے اسنے آگے بڑھنا چاہا۔

صیح ہے تو پھر آتے ہوئے اپنی بہن کو بھی واپس لیتے آنا۔

سفیان شاہ کے قدم رک گئے اسنے بے تاثر نگاہوں سے انکی طرف دیکھا۔

"میری بہن" اسنے اس لفظ پر زور دیا

میری بہن وہی ٹھیک ہے آپ اسکی فکر مت کریں

انتہائی روکھے انداز میں کہتا وہ چل دیا۔

تو ٹھیک ہے میں خود اسے واپس لے آؤں گا

کوشش کر لیں مگر اب میں اپنی بہن کو اس جہنم میں واپس نہیں آنے دوں گا۔

اب کی بار وہ پلٹے بغیر ہی اٹل لہجے میں کہتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

ولید شاہ اپنی جگہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ کھڑا رہ گیا

وہ کمرے میں آیا جہاں عینا اسکا بیگ پیک کر رہی تھی ہمیشہ کی طرح اس پر نظر ڈالے بغیر ہی وہ اپنا ہینگ کیا ڈریس اٹھائے واشروم میں بند ہو گیا۔

کپڑے بیگ میں رکھتی عینا نے گہری سانس خارج کی

وہ کافی دن سے اسکا رویہ نوٹ کر رہی تھی وہ آخری وقت تھا جب اسکے زخموں کی ڈریسنگ کرتے ان دونوں کے درمیان آخری بار بات ہوئی تھی وہ اس سے کترانے لگا تھا دور رہنے کے بہانے ڈھونڈنے لگا تھا صبح اسکے اٹھتے ہی وہ کمرے سے باہر چلا جاتا پھر سارا دن ڈیرے پر گزرانا مرضی ہوتی تو وہ واپس کمرے میں آتا ورنہ رات بھی ڈیرے پر ہی گزار دیتا۔

مگر اب وہ بھی بدل گئی تھی یاں شاید اسے صبر آگیا تھا اسنے کہیں نا کہیں مان لیا تھا کہ وہ شخص کبھی اسکا نہیں ہو سکتا نا اسکی بے لوث محبت کے بعد نا اسکی منتوں کے بعد...، اس وجہ سے عینا نے بھی اسے مخاطب کرنا چھوڑ دیا تھا۔

وہ واشروم سے باہر آگیا تو عینا بھی خیالوں سے باہر آگئی

آپ کتنے دنوں کیلئے جا رہے ہیں؟

معلوم نہیں.

ڈریسنگ کے سامنے رکے وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

وہاں کا موسم کیسا ہے میں اس حساب سے کپڑے رکھ دوں؟

مجھے معلوم نہیں۔

کتنے ڈریس رکھوں آپکے؟

مجھے نہیں معلوم...، جتنے مرضی رکھ دو۔

کچھ معلوم بھی ہے آپ کو؟

اب کے وہ زچ ہوتی کپڑے رکھنے لگی

سفیان شاہ چلتا اسکے سر پر آن کھڑا ہوا۔

عینا نے ذرا سی گردن اٹھائی۔

ہاں مجھے معلوم ہے اور وہ یہ کہ تم مجھے ہمیشہ کی طرح اڑیٹیٹ کر رہی ہو اور تمہاری باتیں بھی۔

اسکے حلق میں معدوم سی گلٹی ابھری تھی

تو بات کیوں کر رہے ہیں جیسے پچھلے پانچ دن سے مجھ سے بھاگ رہے ہیں ویسے ہی...

میں بھاگ رہا ہوں تم سے؟

اسکی بازو دبوچے سفیان اسکے چہرے پر غرایا تھا

وہ پل میں سہم گئی۔

ہو کیا چیز تم ... ہاں کیا سمجھتی کیا ہو خود کو؟

کیا بہت کشش ہے تم میں ... جو میں تم سے بھاگوں گا

ولید شاہ کی باتوں کا غصہ اسنے عینا پر نکال دیا تھا۔

شش...شاہ ... بازو چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے

اسکی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔

مت بولا کرو مجھے شاہ ... نہیں دیا میں نے تمہیں یہ حق!..

دماغ میں بٹھا لو جتنی جلدی بہتر ہو گا

ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر دھکا دیتے وہ نخوت سے بولا تھا

وہ ایسا ہی تھا اسکا دل چاہتا تو پیار سے بات کرتا ورنہ وہ ایک نوکرانی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ بات اسے جتانے میں وہ سیکنڈ نہیں لگاتا تھا

ہتھیلی کی پشت سے آنکھیں رگڑتی وہ پھر سے کپڑے طے کرنے لگی

جیسے یہ بے عزتی توہین زور کی معمول ہو جیسے اب اسے فرق نہیں پڑتا ہو

بال سیٹ کرتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

حق مجھے اب چاہئیے بھی نہیں سفیان شاہ... اسکے جاتے ہی وہ خود سے ہمکلام ہوئی۔

"محبت کبھی نہیں مرتی مگر محبت صبر کرنا ضرور سکھا دیتی ہے"

میری محبت بھی اب خاموش ہو گئی ہے بلکل میری طرح ...

اور یہ اب آپ سے کوئی حق نہیں مانگتی نا امید رکھتی ہے

بیگ پیک کر کے وہ اٹھتی واشروم میں جا بند ہوئی۔

اس بات سے بے خبر کہ وہ دروازے میں کھڑا اسکا ہر ایک لفظ سن چکا ہے۔

» » » » » » » » » » » » » »

صبح کا واقع تھا دوپہر ہو گئی تھی اب تو وہ بھی گزرنے کو تھی وہ ہاسپٹل سے پری کو لے کر گھر آ چکے تھے زیان نے ہوسپٹل میں ہی سفیان کو کال کر کے یہاں بلا لیا تھا مگر اسے کچھ بتایا نہیں تھا ابھی وہ کسی اور سے کال پر بات کر رہا تھا جب وریشہ کمرے میں داخل ہوئی۔

اسنے کال آف کرتے موبائل پاس رکھ دیا۔

نماز پڑھ لی تم نے؟

ہمم...

اسنے مختصر سا جواب دیا

پری کیسی ہے اب؟

ویسی ہی ہے جیسی دو گھنٹے پہلے تھی۔

وریشہ اسکے قریب آرکی

زیان نے گہری سانس اندر لی۔

تم پریشان نہیں ہو سب ٹھیک ہو جائے گا

اسکے ہاتھ سہلاتے وہ انتہائی نرمی سے کہہ رہی تھی۔

جواباً اسکے کندھے پر سر رکھتے زیان نے پل کو آنکھیں موند لی

"زندگی کے اتنے خساروں میں ایک تمہارا احساس مجھے کمزور نہیں ہونے دیتا"

اسکی سرگوشی پر وریشہ کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا

"اللہ کے ہر کام میں کوئی نا کوئی مصلحت ہوتی ہے"

اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی اسنے نم لہجے میں کہا۔

تم دعا کرو اللہ ہمیں اس آزمائش میں بھی ثابت قدم رکھے.

پری کو ہمت دے کہ وہ اس حقیقت کو قبول کر سکے۔

آمین ... انشاء اللہ ...

لہجے کے ساتھ اسکی آنکھیں بھی بھیگ گئی۔

کندھے سے سر ہٹائے وریشہ نے اسکی بھیگی آنکھوں کو انگلیوں کے پوروں سے صاف کیا اور نفی میں سر ہلایا۔

تم مت رو زیان ورنہ میری ہمت ٹوٹ جائے گئ۔

آسودگی سے مسکراتے اسکے ماتھے پر لب رکھے زیان نے اثبات میں سر ہلایا۔

چاچو کہاں ہیں؟

ڈیڈ نماز پڑھ رہے تھے ... اب تک پڑھ چکے ہوں گئیں۔

اسنے اندازاً بتایا۔

اچھا میں انکے پاس جا رہا ہوں تم پری کے پاس رہنا اور ہاں شام تک سفیان یہاں پہنچ جائے گا تو رات کے کھانے کی تیاری بھی کر لینا۔

پر مجھے تو کھانا بنانا نہیں آتا.

اسکی ہر بات پر سر ہلاتے آخری جملے پر وہ معصومیت سے بولی تھی

تم سے کھانا بنانے کو کون بول رہا ہے مائے کوئین بس تم حسنہ بی کو جا کر بتا دو اور ہو سکے تو انکی ہیلپ کروا دینا بس!...

بس یہی کرنا ہے میں نے؟

ہاں بس یہی کرنا ہے!..

ایک بار پھر اسکے ماتھے کا بوسہ لیتے وہ مسکراتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

وریشہ بھی دل ہی دل میں اسکی اتنی محبت پر اللہ کا شکر ادا کرتی کچن کی طرف آئی تھی۔

حسنہ بی کو ساری بات بتاتی وہ عشال کو دیکھنے کی غرض سے کمرے کی طرف چلی گئی

« « « « « « « « « « «

چاچو ...

آجاؤ زیان.

آپ نے نماز پڑھ لی؟

ہاں پڑھ لی اور تم سب کے حق میں بہتری کی دعا بھی مانگ لی بچے

صوفے پر بیٹھتے وہ اداسی سے بولے تھے

اللہ سب بہتر کرے گا چاچو...

انشاء اللہ... تمہیں معلوم ہے زیان مجھے پری اور عشاء اپنی وریشہ کے جتنی عزیز ہیں مگر آج اس حقیقت اور پری کی طبیعت نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔

میں اس بچی کی تکلیف برداشت نہیں کر پا رہا زیان.... اللہ اسے صحت والی زندگی عطا کرے ...

وہ غمگین ہوئے تھے

آمین چاچو ... بس آپ فکر نہیں کریں

پری جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔

مسئلہ صرف یہی تک کا نہیں ہے زیان!...

وہ گہری سوچ کا شکار ہوتے بولے تھے۔

کیا مطلب چاچو؟

یہاں بیٹھو۔

زیان انکے پاس بیٹھ گیا۔

مجھے نہیں معلوم زیان مجھے یہ بات کرنی چاہی یا نہیں مگر کچھ دن ہوئے ہیں بیٹا مجھے پری کی طرف سے بہت فکر رہنے لگی ہے

کیسی فکر چاچو؟

وہ مشتعل ہوا.

زیان میں چاہتا ہوں جلد از جلد پری کا رشتہ طے ہو جائے کسی اچھے اور شریف لڑکے سے اسکا نکاح کر دیا جائے۔

زیان حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا یوں بیٹھے بٹھائے انہیں پری کے نکاح کی کیوں پڑ گئی تھی کچھ تو عجیب تھا.

آپکی نظر میں کوئی ایسا لڑکا ہے چاچو؟

انکی سوچ جاننے کی خاطر زیان نے مزید سوال کیے

ہاں ... ایک ہے تو سہی!...

وہ تھوڑے جز بز سے ہوئے تھے

کون ہے وہ؟

حسیب ... تمہارا دوست!..

اس کو شوک لگا تھا۔

زیان میں اسے جانتا ہوں تم بھی بہت اچھے سے جانتے ہو اور آج ہوسپٹل میں اسکا پری کیلئے پریشان...

ویٹ چاچو ... زیان نے انہیں بیچ میں ہی ٹوک دیا

چاچو وہ پری کو بہنوں کی طرح سمجھتا ہے اور آج جو کچھ بھی ہوا ہوسپٹل میں وہ سب وہ پاگل انسان میری وجہ سے کر رہا تھا۔

وہ مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا اور اسے لگتا کہ پری کی جو حالت ہے وہ ابتسام کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ پورا سچ نہیں جانتا تو اسے یہ غلط فہمی ہوئی اسلئے اسنے ابتسام سے اتنی بدتمیزی کی.

تحمل سے انہیں اپنی پوری بات سمجھاتے زیان نے سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا

اچھا مجھے ہی کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگئی

احمد صاحب نے سر اثبات میں ہلایا۔

وہ نہیں تو پھر کوئی اور لڑکا دیکھ لو زیان!..

وہ کچھ دیر بعد پھر بولے۔

انکے لہجے میں جلدی تھی زیان کو نئی کشمکش نے آن گھیرا

پورا کا پورا انکی طرف مڑتے اسنے احمد صاحب کی طرف دیکھا

چاچو میری نظر میں ایک لڑکا ہے. میرے خیال سے وہ پری کو پسند بھی کرتا ہے اور شاید پری بھی!...

بولتے وہ تھوڑا ہچکچایا تھا

احمد صاحب کے چہرے پر خوشی کے سائے چھانے لگے

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے پھر زیان اگر تم اس لڑکے کو جانتے ہو تو اسکی فیملی کو گھر بلا لو۔

اسنے ایکدم سے گردن موڑی اور جانچتی نظروں سے احمد صاحب کو دیکھا۔

چاچو...؟

جی۔

انہوں نے ذرا کو چہرا موڑے جواب دیا

چاچو کیا بات ہوئی ہے کیوں آپ کو پری کی اتنی فکر ہونے لگی ہے

سچ سچ بتائیں چاچو .. کوئی بات ہوئی ہے کیا.. کسی نے کچھ کہا ہے کیا آپ سے؟

عشا کی موت کی خبر جب سے انہیں ملی تھی اسکے بعد سے انہیں عشال کی فکر کھائے جا رہی تھی اس پر سے دلاور شاہ کی بتائی حقیقت مزید اس فکر میں اضافہ کر رہی تھی مگر وہ یہ خبر کیسے اسے سناتے وہ بھی ایسی سچویشن میں!...

ادھر دیکھیں ... آپ کو وریشہ کی قسم مجھے سچ بتائیں.

اب جھوٹ یاں کسی بہانے کی کوئی گنجائش نہیں بچتی تھی

زیان دراصل مجھے کچھ دن پہلے دلاور شاہ کی کال آئی تھی

ہاں وریشہ نے بتایا تھا مجھے پھر...

وہ مکمل طور پر ہمہ تن گوش ہوا

اس دن اسنے مجھے بتایا کہ تمہاری بہن مطلب انوشے زندہ ہے.

اور پھر کچھ صبر کے انعام یوں معجزوں کی صورت میں بھی دیئے جاتے ہیں۔

وہ پتھر کی مانند ہو گیا اس خبر نے اسے جو خوشی بخشی تھی وہ اسکے ہر غم کا ازالہ کرنے کے برابر تھی.

» » » » » » » » » » » »

اسنے بیل بجائی ... اگلے دو منٹ میں دروازے کھل گیا ویسے ہی سپاٹ انداز میں چلتی وہ آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

بولو کیوں بلایا ہے مجھے؟

گھر تو تمہارے آ نہیں سکتا ورنہ بلانے کی زحمت نا کرنی پڑتی

مقابل اس سے دوری پر جا کھڑا ہوا۔

کام کی بات بولو حسیب مجھے اور بھی بہت کام ہیں۔

وہ انتہائی روڈلی بات کر رہی تھی.

ایم سوری یار ... پلیز موڈ ٹھیک کرو میں مانتا ہوں میں اس وقت تھوڑا روڈ ....

تھوڑا روڈ ... رئیلی مسٹر حسیب خان!..

جھٹکے سے اسے دور کرتی وہ غصے سے چیخی تھی۔

میں صرف حسیب ہوں تمہارے لیے ... حسیب خان نہیں

اسکا موڈ بھی بگڑا تھا۔

اب تم میرے لئے کچھ نہیں ہو نا حسیب، نا حسیب خان۔

سفاکی سے کہتی وہ مڑتی حسیب نے اسے بازو سے تھامے پھر سے اپنے سامنے لا کھڑا کیا۔

کیا مطلب ہے تمہارا ... دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟

کچھ بھی بول رہی ہو!..

اسکی بازو دبوچے وہ ایکدم سے دھاڑا تھا

دماغ سیٹ ہوا ہے اب مسٹر حسیب...

اسے مزید سیٹ کرنے کی ضرورت مجھے محسوس ہو رہی ہے مس عائشہ۔وہ دوبدو بولا۔

تم میرے دماغ کو چھوڑو، اپنی زبان کا علاج کرواؤ۔

تم اب حد سے بڑھ رہی ہو.

ایسا کرنے کیلئے تم نے مجھے مجبور کیا ہے

کیا مجبور کیا یار عائشہ تم کیوں اتنی سی بات کا بتنگڑ بنا رہی ہو؟

میں بتنگڑ بنا رہی ہو تم جو ہوسپٹل میں کر کے آئے ہو اسکا کیا مطلب لوں میں ... بولو؟

اسے پھر سے دھکا دیتی وہ چیخ پڑی۔

حسیب کا دماغ گھوما تھا۔

کیا کر کے آیا ہوں میں بولو ... صرف اس کمینے انسان سے لڑائی...

Don't you dare Mr. Haseeb...

اب میرے بھائی کے خلاف ایک غلط لفظ اپنی زبان سے مت نکالنا۔

انگلی اٹھائے اسے سخت تیوروں میں وارن کیا گیا۔

اسے شدید غصے میں دیکھ حسیب نے چہرے پر ہاتھ پھیرے اور خود کو پرسکون کیا۔

اوکے ریلیکس ... بیٹھو یہاں ... مجھے بات کرنی ہے۔

خود کو کمپوز کرتے اسنے ریکوئسٹ کی تھی جو اسنے مان بھی لی

اسکے سامنے سٹول رکھتے وہ خود بھی بیٹھ گیا

اب بتاؤ کیا ہوا ہے ... اگر اس وجہ سے ناراض ہو کہ میں نے ابتسام سے لڑائی کی تو میں اس سے معافی مانگ لوں گا صرف تمہاری خاطر بس ...

اسے تمہاری معافی کی ضرورت نہیں ہے.

وہ تنک کر بولی۔

اچھا نہیں ہوگئی ... پر مجھے تمہاری معافی کی ضرورت ہے۔

معاف کر دو مجھے پلیز!..

تم نے سب کے سامنے مجھ پر شاوٹ کیا۔

اسکے لئے بھی سوری.

تم نے مجھے غصے سے دیکھا۔

کان پکڑ کے سوری۔

اسنے باقاعدہ کان پکڑے۔

تمہیں میرے علاوہ ہر کسی کی فکر ہے

کس کی فکر ہے مجھے؟

حسیب نے خفگی سے بھنوئیں اچکائی۔

عشال کی!...

وہ بہن ہے میری عائشہ ... زیان جیسے مجھے بھی عزیز ہے وہ.

اسنے ٹھوس لہجے میں کہا۔

عائشہ سر جھکا گئی۔

تم مجھ پر شک کر رہی تھی؟

اس سوال پر عائشہ کے گلے میں معدوم سی گلٹی ابھری تھی

ادھر دیکھو ... اسکی تھوڑی سے پکڑے چہرے اوپر کیے حسیب نے اسکی آنکھوں میں اپنی سرد نظریں گاڑھ دیں۔

عائشہ نے جھجکتے نظریں اٹھائی

می...میں شک نہیں کر رہی تھی ... مگر تم صرف میرے ہو..، میرے علاوہ تمہیں کسی اور کی فکر کرتے دیکھ مجھے جلن ہوتی ہے

وہ رو دینے کو تھی

اچھا اوکے نہیں کروں گا کسی کی فکر ... مگر ایک شرط ہے؟

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔

کیسی شرط...؟

اسکی نظروں سے خائف ہوتی وہ پلکیں گرا گئی۔

تم آئندہ مجھے کبھی چھوڑ کے جانے کی بات نہیں کرو گئی۔

اور اگر کی تو؟

تو میں تمہیں اس دنیا سے ہی رخصت کردوں گا۔

کہاں؟

جہنم میں!...

اسنے سفاکی سے کہا۔

عائشہ ہونکوں کی طرح اسکا اطمینان دیکھ رہی تھی۔

فکر نہیں کرو پھر میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آجاؤں گا۔

مختصر تم مجھے وہاں بھی اکیلا نہیں چھوڑو گئے۔؟

تمہاری غلط فہمی!...

حسیب خان تو اپنا جھوٹا پانی کسی کو نا دے تم تو پھر اسکی محبت ہو مس نک چڑھی۔

اسکی ناک دباتے وہ ہنستا کچن کی طرف چلا گیا۔

چائے پیو گئ؟

نہیں ... مجھے جانا ہے۔

ڈیڈ سے تھوڑی دیر کا کہہ کر آئ تھی۔

بیگ اٹھاتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

اچھا ٹھیک ہے جاؤ خیال رکھنا اپنا اور گھر پہنچ کر مجھے میسج کر دینا۔

اوکے ... مسکرا کر اسے دیکھتی وہ اسکے اپارٹمنٹ سے باہر آگئ۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

میں نہیں جانتا مجھے اسکے حصول کی خواہش رکھنی چاہئیے یاں نہیں ... مگر میرا اس دل پر کوئی اختیار نہیں ہے بس تجھ سے اتنی درخواست ہے کہ جو ہم دونوں کیلیئے بہتر ہے وہ کر دے

یا اللہ اسکو صحت عطا فرما ... میرے حصے کی خوشیاں بھی اسکے حصے میں ڈال دے۔

وہ ابھی بھی اسکے لئے ہی مانگ رہا تھا پیچھے کھڑی نگہت بیگم نے یاسیت سے اپنے لاڈلے بیٹے کو دیکھا۔

کچھ اپنے لئے بھی مانگ لو بیٹا؟

نگہت بیگم بیڈ پر ٹک گئی۔

مجھے کسی شے کی جستجو نہیں ہے مما۔

اپنی محترمہ کے حصول کی بھی نہیں؟

پتہ نہیں مما ... جائے نماز پر بنے ڈیزائین پر وہ انگلی پھیرتے بولا۔

مانگ لو ایک بار اسے کیا پتہ تمہارا نصیب بن جائے

اللہ نے اسے میرا نصیب بنا بھی دیا تو یہ زمین والے اسے کبھی میرے ساتھ خوش نہیں رہنے دیں گئیں۔

تو کیا اس وجہ سے تم اسے چھوڑ دو گئے؟

بھلا کوئی بنا موت کے آئے جینا چھوڑ سکتا ہے کیا؟

وہ ترکی بہ ترکی بولا

نگہت بیگم خاموش رہ گئی۔

جائے نماز طے کرتے وہ اٹھتا انکے قریب بیٹھ گیا۔

"زندگی اتنی مشکل نہیں لگتی تھی مما جب تک بابا تھے مشکل میں بھی آسانی نظر آتی تھی"

وہ ایسے گئے کے انکے پیچھے ایک ایک کر سب چھوڑ گئے۔

اتنے غمزدہ کیوں ہوتے ہو میرے بچے (اللہ ہے ناں)۔

ہاں اب تو سب اسی کے آسرے ہے ... وہ ذرا سا مسکرایا

بیڈ سے اٹھا جیکٹ اٹھائی اسے پہنا، شوز اٹھائے انکے لیسز باندھنے لگا۔

جب نگہت بیگم نے اسے پکارا۔

کہیں جا رہے ہو کیا؟

جی مما ... زیان سر نے بلایا ہے۔

وجہ وہ جانتی تھیں اسلئے خاموش ہو گئی

رات ہو گئی ابتسام!...

ابھی تو مغرب ہوئی ہے مما ... اتنی رات نہیں ہوئی

وہ بال بناتا بولا

اچھا کاشان کو ساتھ لے کر جانا۔

ابتسام انکی طرف پلٹا وہ پریشان نظر آرہی تھیں

فکر کیوں کرتی ہیں (اللہ ہے ناں(

انہی کا جملہ دوہراتے انکے ہاتھ عقیدت سے چومتا وہ کمرے سے باہر آگیا وہ بھی اسکے پیچھے آئی تھیں

آنے میں دیر ہو سکتی ہے آپ ٹائم سے سو جایئے گا۔

فی امان اللہ میرے بچے.

اللہ حافظ ... وہ ایک نظر ان پر ڈال کر باہر نکل آیا۔

اور اپنی نئی منزل کی طرف گامزن ہو گیا جس راستے پر چل کر شاید وہ اپنا سب کچھ گنوانے والا تھا ہاں اسے اپنے صبر کا پھل ملنے والا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » »

پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز آئی... وہاں موجود اداس چہرے کھل اٹھے تھے۔ایک ہی جست میں لاونج میں سے نکلتے وہ باہر آیا

اسنے گاڑی روکی باہر نکلا کچھ دن بعد وہ اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا مگر محسوس ایسے ہو رہا تھا جیسے صدیاں گزر گئی ہوں

سفیان ... اسکا نام پکارتے زیان نے ایکدم سے اسے سینے میں بھینچ لیا۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ احمد سلطان کی بتائی حقیقت پر خوشی کا اظہار کرے یاں ابتسام کی بتائی حقیقت پر رو رو کر نڈھال ہو جائے

کیسا ہے میرا بھئی اور سفر کیسا رہا؟

الحمدللہ اچھا رہا بھئی مگر آپ رو کیوں رہے ہیں.

اسکو غور سے دیکھتے وہ کچھ پریشان سا ہوا

کچھ نہیں بس تجھے دیکھ کر خوشی کے آنسو ...

وہ بات اُدھوری چھوڑتا سائیڈ ہوا

سفیان شاہ کی نظر پیچھے کھڑے مسکراتے احمد صاحب پر گئی۔

چاچو ہیں میرے احمد سلطان۔

اسکی الجھی نظروں کا مفہوم سمجھتے زیان نے خوشدلی سے کہا۔

اسلام علیکم انکل ... کیسے ہیں آپ؟

وہ انتہائی احترام سے ملا۔

وعلیکم اسلام بیٹا ... اللہ کا شکر ہے.

جواباً وہ بھی خوشی سے بولے۔

احمد صاحب نے سر تا پیر اسکا جائزہ لیا رعب ودبدے اور شخصیت میں وہ اپنے باپ کی کاپی ضرور تھا مگر اسکے لہجے آنکھوں میں بڑوں کیلیۓ عزت جھلکتی تھی۔

چلو اندر چلیں ... حسنہ بی تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔

جی بھائی ...

وہ اندر کی طرف چل پڑے۔

اور حویلی میں سب کیسے تھے دا جی بی جان۔

سب ٹھیک ہیں بھئی ...

اسے وہاں آئے دس منٹ گزر چکے تھے مگر ابھی تک پری اس سے ملنے نہیں آئی تھی زیان کو اسکی بات کا جواب دے کر وہ اسکے متعلق پوچھتا جب سفیان شاہ کی نظر اندر آتی لڑکی پر پڑی اسنے سیم طریقے سے عشال کی طرح سر پر حجاب اوڑھ رکھا تھا مگر وہ عشال نہیں تھی سو سفیان شاہ نے فوراً سے نظر جھکا دی۔

اسلام علیکم!...

ہاتھ میں فریش جوس کا گلاس ٹرے میں رکھے وہ لاونج میں داخل ہوئی۔

سلام کا جواب دیئے بغیر اس نے ترچھی نظر سے زیان کو دیکھا۔

یہ بھابھی ہیں تمہاری سفیان شاہ

اسنے مسکراتے تعارف کروایا۔

تو سفیان شاہ گڑبڑاتے سیدھا ہوا۔

وعلیکم اسلام بھابھی ... نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھیں

زیان نے وریشہ کا چہرا دیکھا جو بلکل بے تاثر تھا

جوس کا گلاس وہی رکھے وہ احمد صاحب کے پاس بیٹھ گئی۔

بھئی پری نہیں آئی ابھی تک ... کیا وہ گھر پر نہیں ہے یا اسے معلوم ہی نہیں کہ میں آیا ہوں؟

اسکا ذکر کرتے وہ خود ہی مسکرا دیا۔

پری ... زیان نے احمد صاحب کی طرف دیکھا۔

سفیان پری کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ اپنے کمرے میں ہے

اسنے ایکدم سے گردن اٹھائی اور زیان کی طرف دیکھا ... بھئی اور آپ یہ بات مجھے اب بتا رہے ہیں ۔۔۔اسنے گلاس واپس سے ٹیبل پر رکھ دیا۔

میں ابھی اس سے مل کر آتا ہوں ...

بیٹھ جاؤ بیٹا ... اسنے ابھی ایک قدم ہی نہیں بڑھایا ہو گا

احمد صاحب کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

اسنے سب کو بغور دیکھا وہاں عجیب قسم کی آسودگی چھائی تھی وہاں کچھ تو عجیب تھا۔

اسنے آخر زیان کو دیکھا اسکی آنکھوں میں نمی تیرتی دیکھی سفیان شاہ کا دل مٹھی میں آیا تھا

بھئی کیا ہوا ہے رو کیوں رہے ہیں آپ؟

کیا ہوا ہے بھئی مجھے بتائیں پریشان ہو رہا ہوں میں،

اسکے سرد ہاتھ تھامے اسنے منت کی

اور پھر زیان نے اسے وہ تلخ حقیقت بتا دی جس کو سنتے سفیان شاہ کو اپنی تلخی بھری زندگی زہر کی مانند لگنے لگی۔

ایک،دو اور تین اور پھر زاروقطار آنسو بہتے ٹیبل پر گرنے لگے زیان نے آگے بڑھتے اسے سینے سے لگا لیا اور خود بھی رو پڑا۔

احمد صاحب اٹھتے اسکے پاس آئے اور کندھے پر ہاتھ رکھے دلاسہ دینا چاہا۔

پری کو تمہاری ضرورت ہے بیٹا وہ ٹھیک نہیں ہے تم ہمت کرو ... اسے اب تم نے ہی سنبھالنا ہے۔

ایک نظر ان پر ڈال کر اسنے گیلی نظروں سے زیان کو دیکھا۔

پری کو کیا ہوا ہے بھئی۔

وہ صدمے میں جا چکی ہے بھئی... وہ اپنے ہوش کھو بیٹھی ہے

نا کچھ سنتی ہے نا بولتی ہے بس ایک جگہ نظریں ٹکائے سن بیٹھی ہے صرف سانسیں چل رہی ہیں باقی اس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہے۔

بتاتے وریشہ کی ہچکی بندھ گئی ... چہرے پر ہاتھ رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

اسے میری ضرورت ہے بھئی مجھے ابھی اسکے پاس جانا ہے۔

پہلے خود کو مضبوط بناؤ بیٹا اتنا مضبوط کے تم اسے تسلی دو تو وہ تمہاری آواز سن تمہیں دیکھنے پر مجبور ہو جائے اس پر چھایا وہ سکتہ ٹوٹ جائے۔

ایسا ہی ہو گا انکل ... آنکھوں کو رگڑے بمشکل آنسوؤں کو روکتے اسنے ہمت سے کہا مگر دل چھلنی ہوتا جا رہا تھا

زیان اسکی پل پل کی کیفیت سے واقف تھا مگر اس اذیت کے بعد اسے جو خوشخبری وہ سنانے والا تھا وہ سن کر شاید اسکی زندگی میں چھائی کچھ تلخیاں کم ہونے والی تھی

گیلی سانس اندر کھینچتے وہ زینے پھلانگتا اسکے کمرے میں پہنچا تھا زیان بھی اسکے ساتھ عشال کے کمرے میں آیا تھا وریشہ اپنے ڈیڈ کے پاس ہی رک گئی تھی وہ روتی وریشہ کو چپ کرانے میں ہلکان ہو رہے تھے۔

وہ کمرے میں داخل ہوا پہلی نظر ہی اس پتھر کے مجسمے پر جا کر ٹھہر گئی تھی زیان کو یاد تھا جب وہ اسے لائے تھے تب سے وہ ویسی ہی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی آنکھیں خشک تھیں مگر چہرا بتا رہا تھا وہ بری حد تک اذیت میں مبتلا ہے صرف کچھ گھنٹوں میں ہی اسکے چہرے کی رنگت مانند پڑ گئی تھی۔سفیان نے اسکی حالت دیکھی بے ساختہ اسکا دل ڈوب کے ابھرا تھا آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا مگر وہ خود کو تسلیاں دیتا بازو سے آنکھیں رگڑتا شکست خور قدم اٹھائے اسکے پاس آیا تھا بیڈ پر بیٹھتے اسنے عشال کی طرف دیکھا اسکا ہاتھ تھاما پھر سر پر ہاتھ رکھا وہ پری تھی جس میں سفیان شاہ کی بچپن سے جان بستی تھی اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا زندگی کبھی انہیں ایسا بھی کوئی دن دکھائے گئی۔

پری میرا بچہ ... اسنے اداسی سے اسے پکارا۔

وہ ہنوز گم سم سی بیٹھی رہی جیسے کچھ سنا ہی نا ہو

دیکھو تمہارا بھائی آیا ہے اس کی طرف دیکھو گئی نہیں ... مجھ سے بھی خفا ہو گیا میرا بچہ..؟

اسنے اسکا چہرا تھام لیا۔

پری بات نہیں کرو گئی اتنی ناراضگی ... ضبط کے باوجود وہ مضبوط اعصاب کا مالک رونے لگا۔

پیچھے کھڑے زیان نے گہری سانس اندر لی جیسے اسے اپنے رو دینے کا ڈر ہو۔

یہ وہ مقام تھا انکی زندگی کا .. جہاں وہ دونوں مضبوط کے اعصاب کے مالک بھائی بھی رو پڑتے تھے سامنے بیٹھی لڑکی کی تکلیف اس قدر انکا دل چیرتی تھی۔

وہ بھی چلی گئی مجھے چھوڑ کر۔وہ ٹرانس کی کیفیت میں بولی۔

زیان اور سفیان نے اسکی طرف دیکھا۔

سب چلے گئے امی، ابو اور اب آپی سب چھوڑ گئے مجھے۔

وہ صدمے کی کیفیت میں تھی

میرا دل دکھ رہا ہے بھائی اس تکلیف کا کوئی حل نکالیں ورنہ مجھے کچھ ہو جائے گا۔وہ سادہ سے الفاظ میں اذیت سے دوچار لہجہ میں کہتی اپنے دونوں بھائیوں کی جان اٹکا گئی تھی۔

تھوڑا سا رو لو یہ تکلیف،یہ گھٹن سب نکال دو ان آنسوؤں کے ذریعے،

زیان نے اسکے قریب آتے اسکے ٹھنڈے یخ ہاتھ تھامے کہا۔

ڈاکٹرز کے مطابق اسکا رونا ضروری تھا مگر اسکی آنکھ سے تو ابھی تک ایک آنسو بھی نہیں ٹپکا تھا شاید زندگی کی اتنی کم ظرفیوں پر اسکے آنسو بھی ختم ہو گئے تھے۔

کیا رونے سے میری بہن واپس آ جائے گی۔اسکا لہجہ سرد ہوا۔

اتنی جلدی چلی گئی وہ۔ابھی تو میں نے بہت کچھ سوچ رکھا تھا میں تو دن رات انکے ملنے کی دعائیں مانگتی تھی میں تو ... میں تو انکی شکل دیکھنے کو ترس گئی تھی۔

سفیان کی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے تھے

دع...دعا کریں..کک...کوئی معجزہ ہو جائے اور وہ واپس آ جائے۔

بے بسی کی آخری حد پر کھڑی وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولی تھی

اسکی باتوں نے انہیں رلا دیا تھا مگر وہ خود ابھی بھی پتھر کی بت بنی بیٹھی تھی۔

آپ کو پتہ میں دعا کر رہی ہوں میں معجزے کی دعا مانگ رہی ہوں کہ کوئی معجزہ ہو جائے وقت پلٹ جائے سب پہلے جیسے ٹھیک ہو جائے وہ میرے پاس واپس آجائیں۔

کمرے میں سسکیوں کی آواز گونجنے لگی

ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں دروازے میں کھڑی وریشہ انکھیں موندے چہرے پر ہاتھ رکھے خود پر ضبط کے ناکام پہرے بیٹھا رہی تھی۔ مگر کوشش ندارد ہوئے جا رہی تھی

زیان چلتا اسکے پاس آیا اور اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

اسے سمجھاؤ زیان وقت پلٹ کر نہیں آتا۔ پپ... پلیز اسے سمجھاؤ۔

خود کو تکلیف میں مت رکھے۔

وہ چھوٹی سی پری تو اسے پہلی ملاقات میں ہی اس کمرے میں دیکھنے کے بعد اسکے دل میں اتر گئی تھی اور ابھی اسکی اتنی تکلیف پر تو وریشہ کے مانو جسم میں پے درپے اذیت سرائیت کر رہی تھی

سفیان ہارا ہوا سا اسے دیکھ رہا تھا۔

میں اپنی ایک بہن کو کھو چکا ہوں پری اب تم تو میرے ساتھ ایسا مت کرو ... وہ رو دیا

عشال نے نظر اٹھانے پر مجبور ہوئی

نیچے ابتسام آیا ہے تم سے ملنے کیلیئے ... اور اس جملے پر اس لڑکی کی پلکوں میں جنبش ہوئی تھی اسنے وریشہ کی طرف دیکھا اسکی آنکھوں میں عجیب سا تاثر در آیا تھا سفیان وہ سب کچھ بغور نوٹ کر رہا تھا۔

ہاں میں نے اسے بلایا تھا۔

آؤ سفیان ... میں چاہتا ہوں تمہارے سامنے ساری بات ہو.

پری بھی ساتھ جائے گئ بھائی۔

اسکی بات پر زیان کے بڑھتے قدم رکے گئے

اسنے مڑ کر اسکی طرف دیکھا وہ سفیان کی نظروں کا مفہوم سمجھتا سر ہلا گیا

وریشہ چلتی اسکے پاس آئی بڑی سی چادر اسکے سر پر اوڑھ دی وہ بھی کسی بے جان شے کی طرح اسکے ساتھ چلنے لگی۔

گارڈ کو وہ ابتسام کی آمد پر پہلے ہی مطلع کر چکا تھا اسلئے وہ بآسانی گھر کے اندر داخل ہو گیا تھا۔ گارڈ نے اسکے آنے کی آمد دی جس پر وریشہ زیان کو بلانے کی غرض سے اوپر آگئی۔

سلام دعا کے بعد احمد صاحب نے اس خوبرو نوجوان کو صوفے پر بیٹھے کی پیشکش کی۔ ابتسام چلتا چپ چاپ صوفے کے ایک کونے میں براجمان ہو گیا احمد صاحب نے بغور اس کا جائزہ لیا تھا بلیک کلر کی پینٹ شرٹ میں ملبوس اوپر بلیک کلر ہی جیکٹ پہنے کالے سلکی بال کچھ ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے وہ تیکھے نقوش کا مالک سنجیدہ اور کم گو لڑکا احمد صاحب کو اپنی رعب دار شخصیت سے باخوبی متاثر کر گیا تھا۔ وہ اسے یک ٹک دیکھ رہے تھے جب انکی مسلسل نظروں سے جھنجھلاتے ابتسام نے انکی طرف دیکھا۔ وہ جو کب سے خود کو موبائل میں مصروف دکھا رہا تھا اچانک سے انہیں دیکھنے لگا۔

کیا کام کرتے ہو بیٹا؟

اسکے یوں دیکھنے پر جیسے احمد صاحب کو بات کرنا کا موقع مل گیا تھا۔

"میں کوئی کام نہیں کرتا" کہتا وہ پھر سے موبائل میں مصروف ہو گیا

کوئی جوب بھی نہیں کرتے؟ انہوں نے حیرت سے استفار کیا۔

"جی نہیں" ... مجھے کسی کے لئے جوب کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

اچھا ... انہوں نے لفظ اچھا پر زور دیا۔

بیٹا تمہاری شادی ہو گئی؟

اس سوال پر ابتسام اپنی جگہ سے اچھلا تھا

شادی اور میری ... وہ حیرت سے بولا۔

جی تمہاری.

نہیں انکل میری شادی نہیں ہوئی۔

مگر کیوں؟

اتنے خوبصورت ہو ویل ایجوکیٹڈ, شریف لگتے ہو بس جوب کی کمی ہے۔

وہ پھر سے بولے تھے اب ابتسام کو ان کے سوالوں سے چڑ ہونے لگی تھی شاید نہیں یقیناً وہ اس شریف انسان کی ہسٹری سے واقف نہیں تھے۔

شادی اسلئے نہیں کی کیونکہ شاید مجھ جیسے کیلئے کوئی نہیں بنی،

وہ ذرا اطمینان سے بولا۔

تم جیسا مطلب..؟

ابھی وہ کوئی جواب دیتا جب اسکے کانوں میں مخصوص قدموں کی چاپ پڑی اور وہ بتا سکتا تھا کہ اسکی محترمہ کہیں آس پاس ہی ہے احمد صاحب نے سیڑھیوں کی جانب نظر اٹھائی البتہ وہ یونہی نظریں جھکائے بیٹھا رہا۔زیان اور سفیان شاہ لاؤنج میں داخل ہوئے جبکہ عشال اور وریشہ وہی لاونج کے ساتھ

ملحقہ چھوٹے سے اوپن نماز روم میں بیٹھ گئی ان کے درمیان فاصلہ تھا وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا مگر عشال اسے باخوبی دیکھ پا رہی تھی۔

سلام کا دعا کا سلسلہ ختم ہوا اب وہاں خاموشی تھی

ابتسام نے موبائل پر کچھ کلک کیا اور سائیڈ پر رکھ دیا۔

اسکی نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھیں۔

میں جانتا ہوں آپ نے مجھے یہاں کس سلسلے میں بلایا ہے!..

اسکی بھاری آواز پر وہاں چھایا ارتکاز ٹوٹا تھا۔سب کے دلوں میں موجود دھڑکنیں تھم کر چلی تھیں۔

میں حقیقت کے آغاز پر آپ لوگوں سے کچھ باتیں کلئیر کرنا چاہتا ہوں اسنے زبان پر نظر رکھی۔

میری حقیقت مجھ سے منسلک ہے جو بعد میں آپ لوگوں سے منسلک ہوتی ہے۔آپ لوگوں کی تکلیف کا مجھے اندازہ نہیں ہے مگر میری تکلیف کا اندازہ یہاں موجود کوئی شخص نہیں لگا سکتا۔اسکے باوجود میں

اپنی حدود سے کبھی باہر نہیں نکلا نا میں نے کبھی کسی اوچھے طریقے کو استعمال میں لاتے اپنے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ ہوئی ناانصافی کا بدلہ لینا چاہا ہے۔

زیان اسکی بات کا مطلب اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

سمجھ تو پیچھے نماز روم میں بیٹھی عشال بھی گئی تھی تب ہی اسکا دل کسی خوف کے تحت دھڑکا تھا۔

اسنے گہرا سانس اندر کھینچا جیسے ہمت متجمع کر رہا ہو۔زیان اور سفیان کو اس شخص کی حالت پر ترس آیا تھا

آج سے تین، ساڑھے تین سال پہلے رات کے دو بجے میرے بھائی رحیم چوہدری گھر واپس آئے مگر وہ اکیلے نہیں تھے انکے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جن کا نام عشاء ولید شاہ تھا۔سفیان شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔مگر بھائی کے بتانے پر ہمیں معلوم ہوا کے وہ اب عشاء ولید شاہ سے عشا رحیم چوہدری بن گئی ہیں۔میرے والد اور والدہ اس بات پر بہت خفا ہوئے تھے بھائی ان سے شادی کرنا چاہتے تھے مگر آپ کے والد صاحب نے انہیں انکار کر دیا۔وہ بھابھی کی شادی کہیں اور کرنے کے متمنی تھے جہاں وہ خود بھی راضی نہیں تھیں شاید آپ کو اگلی بات بری لگے مگر اس رات بھائی نے انہیں حویلی سے نہیں بھگایا تھا بھائی تو اس سب کے متعلق کچھ جانتے بھی نہیں تھے عشاء بھابھی تو

حویلی سے بھاگ کر کوئٹہ جانے کی تیاری میں تھی مگر اس رات ولید شاہ نے انہیں وہاں سے بھاگتے دیکھ لیا۔

لفظ ولید شاہ پر زیان نے بھی اسے دیکھا تھا۔

اور پھر جب وہ بھاگنے میں ناکام ہونے لگی تو انکی والدہ نے انکی مدد کی جسکے بدلے میں وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھی۔

مگر بھابھی وہاں سے نکل آئی تھیں۔انہوں نے کوئٹہ جانے کے بجائے بھائی کو کال کی وہ بہت گھبرائی ہوئی تھیں رات گئے بھائی گھر سے نکلے اور پھر انکے ساتھ آدھی رات کو گھر واپس آئے۔

مگر مجھے یاد ہے عشا کیلیئے کوئی رشتہ نہیں آیا تھا

سفیان نے اسکی طرف دیکھا۔

جی بلکل کیونکہ بھابھی اپنے والد کی نیچر سے اچھی طرف واقف تھیں اسلئے صرف بھائی ہی ان سے ملنے گئے تھے کہ جب کوئی صورتحال بنے گئی تو وہ مما اور بابا کو بھی لے جائیں گئیں مگر آپ کے والد

نے پہلی ملاقات کے پہلے دس منٹ میں ہی انکے منہ پر انکار مارتے وہاں سے نکال دیا اور دھمکی بھی دے ڈالی کہ اگر انہوں نے اس طرف کا رخ کیا تو وہ ہمارے خاندان کا نام ونشان مٹا دیں گئیں۔

ابتسام استہزائیہ ہنسا۔

سب ششدر بیٹھے تھے

دن گزرے مما بابا کا رویہ بھابھی کے ساتھ صحیح ہو گیا۔

ایک مہینہ گزر گیا جب بھابھی کو معلوم ہوا کہ انکی والدہ اب اس دنیا میں نہیں رہی تب انکی حالت خراب ہونے لگی انکو وہ رات یاد آئی جب وہ اپنی سسکتی ماں کی فریادوں کی لاج رکھتی انہیں وہی چھوڑ کر حویلی سے نکل آئی تھیں۔

کچھ دن گزرے انکی طبیعت سنبھل گئی تب ہمیں خوشخبری ملی کہ بھائی بابا بننے والے ہیں۔

سفیان اور زیان نے چونک کر اسکی طرف گردن اٹھائی وہی حال احمد صاحب سمیت پیچھے بیٹھی عشال اور وریشہ کا بھی تھا۔

ہمارے گھر میں تو خوشیوں نے جیسے بسیرا کر لیا تھا مگر سنا تو ہو گا آپ لوگوں نے کہ جب واسطے زمین کے امیروں سے جڑ جائے تو خوشیاں بھی بھیک ملتی ہیں۔

زیان نے ایک تنقیدی نظر اس پر ڈالی۔ جیسے کچھ جتانا چاہتا ہو مگر وہ سرے سے نظر انداز کرتا سر گرا گیا۔

بھائی اور بھابھی کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا اس خبر کے ملنے کے ایک دن بعد ہی ولید شاہ پوچھتے پوچھتے ہمارے گھر تک پہنچ گیا۔ اور پھر جیسے خوشیوں نے ہم سے کنارہ کر لیا۔

وہ بھابھی کو ساتھ لے جانا چاہتے تھے مگر بھابھی نے منع کر دیا اور کہا کہ وہ بالغ ہیں اپنے اچھے برے کا فیصلہ خود کر سکتی ہیں یہ بات شاید انکی انا پر ضرب لگانے کے برابر تھی پولیس کی دھمکی پر وہ واپس لوٹ گئے مگر بھابھی کو ان سے کوئی بعید نہیں تھا انہوں نے بھائی سے کہا کہ میری بہن زری کو یہاں سے کچھ دنوں کیلئے دور بھیج دیں۔ مگر بھائی نے انکی بات ان سنی کر دی۔

ہم فیصلہ آباد میں رہتے تھے بابا کی ساری زندگی کی محنت سے بنایا وہ گھر ہم سب کیلئے جنت کے برابر تھا پھر بھابھی کا ڈر سچ ہوا اور ولید شاہ نے پہلی گھٹیا چال چلی۔ بھائی کو کال آئی کہ زری انکے پاس ہے

جب تک بھابھی یہاں سے وہاں نہیں جائیں گئیں وہ زری کو واپس نہیں دیں گئیں ہم پولیس کی مدد بھی نہیں لے سکتے تھے

اسکے لہجے میں طنز کی ملاوٹ تھی۔

ذلت اور اہانت سے وہ دونوں اسکے سامنے سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے تھے۔

مگر پھر کچھ دیر بعد کے منظر نے ہمیں حیران کر دیا جب زری صحیح سلامت کالج سے واپس آگئی تھی۔ اسکے گھر میں آتے ہی بھائی کو کال آئی کہ آج صرف دھمکی دی ہے کل کو وہ سچ بھی کر دیں گئیں اسلئے بھابھی کو طلاق دیں اور انکے ساتھ بھیج دیں۔بھائی مر کر بھی انکی بات ماننے کے روادار نہیں تھے تب بھائی کے کہنے پر میں بابا مما اور زری فیصلہ آباد سے اسلام آباد خالہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور بھائی بھابھی کو لے کر ہوٹل میں رہنے لگے۔انکو خبر شاید غلط دی گئی تھی کہ بھابھی اور بھائی بھی ہمارے ساتھ ہیں ولید شاہ نے ہماری گاڑی پر حملہ کروایا اور اس حادثے میں، میں نے اپنے بابا کو کھو دیا۔

اسکی آواز بھاری ہوئی تھی پیچھے بیٹھی عشال کے دل کو کچھ ہوا تھا

مما کے سر پر چوٹ لگی اور بابا کی ڈیتھ کا صدمہ انکی ذہنی حالت کو بری طرح متاثر کر گیا تھا۔اسکی آنکھ سے ایک آنسو گرا۔

سفیان شاہ اپنے باپ کی اتنی سفاکیت پر جیسے ایک جگہ جم گیا تھا اسکے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

اور میں محتاج ہو گیا۔اسنے ایک وقفے کے بعد کہا۔

عشال نے نظر اٹھائی اسکی آنکھ سے آنسو بہتے گردن تک آرہے تھے

اس شخص کی تکلیف پر اسکا دل کٹ رہا تھا۔

میں زری اور مما کو خالہ کے حوالے کرتا کاشان کے ساتھ واپس آگیا۔

بابا کی تدفین کے بعد ہم گھر پہنچے رات ہو چکی تھی بھائی اور بھابھی میری حالت دیکھ کر زاروقطار رونے لگے بابا کی خبر نے تو ان پر جیسے قیامت ڈھائی تھی ہم رونے میں مصروف تھے جب گھر کے باہر سے ہمیں کچھ آوازیں سنائی دیں بھائی باہر جا کر دیکھتے جب سامنے سے آتے ولید شاہ کے گارڈ نے انہیں زور دار دھکا دیا اور وہ اندر کی طرف گرے۔انکے گارڈز زاروقطار بھائی کو پیٹ رہے تھے

بھابھی چیخ چلا رہی تھی میں بے بس سا اپنی جگہ روتا تماشا دیکھ رہا تھا میں تو چل بھی نہیں سکتا تھا لاکھ کوششوں کے بعد میرے پیروں نے میرا ساتھ نہیں دیا کاشان پہلے ہی انکی گرفت میں تھا۔

مار کھاتے وہ جب آدھ موئے ہو گئے تو ولید شاہ نے ... اسنے بے ساختہ گہری سانس اندر کھینچیں اسکا چہرا آنسوؤں سے تر تھا احمد صاحب نے اٹھتے پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھایا جسے ایک ہی سانس میں وہ پیتا گہرے سانس لینے لگا احمد صاحب نے اسے دلاسہ دینا چاہا جب اسنے ایکدم سے قدم پیچھے ہٹا لیے وہ کسی کی ہمدردی نہیں چاہتا تھا۔

زیان نے ترچھی نظر سے اسکی طرف دیکھا۔

ولید شاہ نے بھائی سے کہا کہ وہ بھابھی کو طلاق دیں تب ان پر حقیقت کھلی کہ بھابھی ماں بننے والی ہیں اور نو مہینے تک بھائی انہیں طلاق نہیں دے سکتے یہ بات سنتے ہی انہوں نے ایک نہیں چار، چار گولیاں انکے سینے میں اتار دی اور ہم سب دم بخود دیکھتے رہ گئے بھابھی کی ساکت نظریں بھائی کے مردہ وجود پر جیسے جم گئی تھی

وہ روتے ہوئے بتا رہا تھا۔

پیچھے بیٹھی عشال کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

ابھی ہم کوئی ردِعمل دیتے انکے اشارے پر انکے گارڈز نے گھر میں چاروں طرف پٹرول پھینکنا شروع کر دیا۔

»»»»»»ماضی««««««««

ولید شاہ چلتا اسکے سر پر آن کھڑا ہوا روتی ہوئی عشاء نے شاکی نظر اس مردہ وجود سے ہٹائے اس انسانی بھیس میں ملبوس اپنے حیوان باپ پر جما دی۔

تم جیسی بے حس اور کم ظرف اولاد سے بہتر تھا میری کوئی اولاد ہی نا ہوتی ... اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑے ولید شاہ اسکے چہرے پر دھاڑے تھے۔

اتنے ہی گناہ کمائیں ابو جتنی سزا آپ قیامت کے روز برداشت بھی کر پائیں۔اسنے سرد مہری سے کہا

ابھی تم اپنے اٹھائے قدم کی بربادی اپنی نظروں سے دیکھو عشا کہ کیا تم نے چنا اور اسکا انجام کیا ہوا۔

انہوں نے آہستہ آہستہ بھڑکتی آگ کی طرف اشارہ کیا۔

اسکے حواس پل کو ساتھ چھوڑنے لگے مگر پھر پیٹ میں پلتی اس ننھی جان کا سوچتے اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

نہی... نہیں ابو جان پپ... پلیز یہ مت کریں اتنا سفاک مت بنیں... ابو پلیز ... انکے پیروں میں گری وہ گڑگڑانے لگی۔

دفع ہو جاؤ نہیں ہوں میں تمہارا باپ ... اسے خود سے دور پھینکتے وہ نفرت سے پھنکارے تھے۔

آپکو خدا کا واسطہ ابو ... یہ ظلم نا کریں مجھے بس اتنی مہلت دیں کہ میں اس بچے کو دنیا میں لے آؤں پھر بیشک آپ مجھے ختم کر دیجئیے گا ... آپ کو اللہ کا واسطہ انہیں روک دیں ... کبھی انکی بازو تو کبھی پیروں کو ہاتھ لگاتی وہ مدد کیلئے انہیں پکار رہی تھی

مگر وہ ایسے تھے جیسے ہر احساس سے عاری ہوں۔

دور ہٹو مجھ سے ... اسے زور دار دھکا دیتے وہ خود اپنے آدمیوں کے ساتھ باہر نکل گئے تھے۔

اسکے منہ سے سسکی نکلی تھی بند ہوتی آنکھوں سے پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ درد سے کراہ رہی تھی۔ چیخ رہی تھی مدد کیلیئے چلا رہی تھی۔ جب اسکے کانوں میں کسی کی آواز پڑی۔

بھابھی ... آپ ٹھیک ہیں؟

اس بھاری آواز پر عشاء نے آنکھیں کھولیں وہیل چیئر سمیت اوندھے منہ پڑے ابتسام کو دیکھتی اسکی جان میں جیسے ذرا کو جان آئی تھی۔ انکے کیے کی سزا وہ کیوں بھگتے گا یہ سوچتے ہی وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے بمشکل چلتی اس تک پہنچی اور اسے سیدھا کرنے لگی

بھابھی آپ ... آپ ٹھیک ہیں ... اپنے خون بہتے سر پر ہاتھ رکھے وہ لنگڑاتی چال چلتا اسکے پاس آیا۔

اسے باہر لے جاو جلدی ... اسنے کاشان سے کہا۔

کاشان اسے وہیل چیئر سے تھامتا اپنے ساتھ لیے باہر نکل آیا۔

ان دونوں نے مڑ کر دیکھا جہاں عشاء دروازے میں کھڑی مسکرا رہی تھی آگ نے چاروں اطراف سے گھر کو اپنی لپیٹوں میں لے لیا تھا وہ دونوں بچتے بچاتے باہر آگئے تھے یہ سوچتے کے عشا بھی انکے ساتھ آرہی ہے مگر اسے وہی رکے دیکھ وہ دونوں ٹھٹھکے تھے۔

بھابھی باہر آئیں جلدی ... وہاں کیوں کھڑی ہیں پلیز باہر آئیں

ابتسام وہی سے چلایا تھا۔

مما اور زری کا خیال رکھنا ابتسام ... ہولے سے نم آنکھوں سمیت مسکراتی وہ قدم پیچھے لینے لگی اور رحیم چوہدری کے مردہ وجود کے پاس بیٹھ گئی اور پھر اگلے کچھ سیکنڈ میں ہی اس گھر کی عمارت انکے اوپر گر گئی اور وہ دونوں سمیت وہ ننھی سی جان بھی بنا کسی قصور کے اس آگ میں جل کر خاک ہو گئے

میں پاگلوں جیسے چیخ رہا تھا انہیں پکار رہا تھا مگر انہوں نے نہیں سنا وہ بھائی کیلئے آئی تھیں اور انہی کے ساتھ ہی چلی گئیں ... وہ شدت سے رو دیا تھا۔

"اور کچھ محبتوں کے انجام ایسے بھی ہوتے ہیں"

وہ چلی گئی انہوں نے خود کو آگ کے سپرد کر دیا۔بابا بھائی بھابھی اور ریحان میں نے سب کو اس آگ میں جلتے دیکھا اور میں کچھ نہیں کر سکا ... نہیں بچا سکا میں انہیں ... ولید شاہ کے بدلے کی آگ نے میرا ہنستا بستا گھر اجاڑ دیا مجھے ساری زندگی کیلئے ایسی تکلیفوں میں جھونک دیا جن کا ازالہ نا تو کوئی سزا کر سکتی ہے اور نا کوئی مر کر سکتا ہے۔

پیچھے بیٹھی عشال پر ایک بار پھر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

اتنی بری موت صرف پسند کی شادی پر ... وہ سب رو دیئے تھی

وریشہ نے اسکی طرف دیکھا جو آہستہ آہستہ سانس لے رہی تھی

پری ... اسنے بے ساختہ اسے پکارا۔

سفیان اور زیان سمیت ابتسام بھی اس پکار کی طرف مائل ہوا تھا

ٹھ.. ٹھیک ہوں میں ... کک.. کچھ نہی.. نہیں ہو گا مجھے آپی... اس شخص کی تکلیف سے زیادہ بڑی تکلیف نہیں ہے میری جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے باپ بھائی اور بھابھی کو مرتے دیکھا ہے میرا تو پھر باپ زندہ ہے سوائے اسکے اب وہ میرے نزدیک مردہ ہو چکے ہیں

اسنے کہتے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔

اسکی آواز وہاں موجود تمام لوگوں کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی

سفیان شاہ نے کرب سے آنکھیں میچی تھی۔

ابتسام نے خود کو کمپوز کیا چہرے پر ہاتھ پھیرتے اسنے گردن پر ہاتھ پھیرا اور گہری سانس خارج کرتے سر پیچھے کی طرف گرا دیا

"تم اپنے ساتھ ہوئی ناانصافی پر ولید شاہ سے بدلہ لے سکتے ہو تمہارے راستے میں کوئی نہیں آئے گا"

اسکا ٹھوس لہجہ وہاں موجود تمام لوگوں کو ششدر کر گیا۔

زیان نے سفیان شاہ کی طرف دیکھا جو بنا کسی تاثر کے اپنے جوتوں کو گھور رہا تھا۔

ابتسام نے اسکی بات ہنسی میں اڑا دی۔

تو آپ کو کیا لگتا میں ابھی تک خاموش کیوں ہوں کہ مجھے کسی کا ڈر ہے یا کوئی میرے راستے کی روکاوٹ بنے گا... سر دائیں بائیں ہلاتے وہ استہزائیہ ہنستے جا رہا تھا۔

مجھے میری ماں نے قسم دی تھی جسکا مان میں آج تک رکھتا آیا ہوں ورنہ باخدا ابتسام چوہدری آپکے والد کی گردن اسکے بدن سے جدا کرنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاتا اور ایسا کرتے مجھے کوئی عار بھی محسوس نہیں ہوتی۔

تنفر سے کہتا اسنے سر جھٹکا۔لہجے میں جنونیت صاف جھلک رہی تھی جیسے اسے اپنا کہا سچ کرنے میں واقع کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہو گئی۔

وریشہ اور عشال نے اسکی بات پر جھرجھری سی لی تھی۔

اپنے باپ کی سچائی جاننے کے بعد اب اسکے دل میں اپنے باپ کیلئے کوئی احساس نہیں رہا تھا ابتسام کے کہے جملے پر وہ یونہی سر جھکائے بیٹھا رہا وہ شخص جسکا سر کبھی اپنے رب کے حضور سجدے کے سوا کہیں نہیں جھکا تھا آج اس شخص کے سامنے صرف اپنے باپ کے گناہوں کی وجہ سے جھک گیا تھا۔

تم ان سے بدلہ لیتے ہو یا نہیں اب یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے مگر میرا تم سے معافی مانگنا جائز ہے کیونکہ میرے ابو کی وجہ سے۔۔۔

تمہاری معافی سے میرے مرے ہوئے باپ اور بھائی زندہ نہیں ہو جائیں گئیں۔لہجے میں آگ سی تپش لیے وہ ضبط کے باوجود دھاڑا تھا۔

سفیان شاہ کو اب غصہ آنے لگا تھا مگر پھر زیان کا اشارہ سمجھتے وہ خاموشی سے اسے سننے لگا۔

برائے مہربانی یہ معافیاں تلافیاں قیامت کے روز کیلئے بچا کر رکھو کیونکہ میرا تمہاری ان باتوں سے دل جلتا ہے۔

دانت پر دانت جمائے وہ ہلکی سی آواز میں غرایا تھا وہ صرف پیچھے بیٹھی اپنی محترمہ کا لحاظ کر رہا تھا ورنہ ابتسام چوہدری کے سامنے کون سفیان شاہ اور کون پرائم منسٹر۔وہ رکھ رکھاؤ کا عادی نہیں تھا اسکی تیز دھاڑ ہمیشہ ہی لوگوں کے منہ بند کروا جاتی تھی۔

سفیان شاہ دل سے معافی مانگ رہا ہے ابتسام ... زیان نے اسے ڈپٹا تھا۔

بول تو وہ زبان سے رہا ہے نا سر جی۔کیا جواب دیا تھا اس سر پھرے شخص نے۔زیان حیدر ایک بار پھر اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تھا۔

دنیا میں اسکی بیوی کے بعد اگر کوئی بندہ زیان حیدر کو زچ کر سکتا تھا تو وہ صرف ابتسام چوہدری ہی تھا۔

ویسے بھی مجھے معافی نہیں چاہئیے۔وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

تو؟

زیان نے اسکی طرف دیکھا۔

ایک نظر سفیان پر ڈال کر اسنے زیان کو دیکھا۔

ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی آواز میں ذرا کو نرمی پیدا کی اور کہا۔

میں آپکی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔وہ انتہائی اطمینان سے بول گیا تھا۔

آج یہ بکواس کی ہے آئندہ میری بہن کے متلعق اگر کوئی ایسی گھٹیا بات کی تو میں تیرا حولیہ بگاڑ دوں گا۔

سفیان شاہ ہتھے سے اکھڑتا ایکدم دھاڑا تھا

پیچھے بیٹھی عشال سمیت سب ابتسام کی اتنی دیدہ دلیری پر گنگ بیٹھے تھے۔

گھٹیا بات سے کیا مطلب ہے میں بس نکاح کی بات کر رہا ہوں میں اسے پسند کرتا ہوں اسکو اپنی شریکِ حیات بنانا چاہتا ہوں

ابتسام نے سنجیدگی سے کہا تھا

خبردار .... ایک لفظ مزید منہ سے نکالا۔

اسکے گریبان کر پکڑے وہ چیخ اٹھا

چھوڑو اسے سفیان ... آرام سے بھی بات ہو سکتی ہے۔

ابتسام کوئی پیش رفت کرتا زیان نے اسے ابتسام سے دور کر دیا۔

اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا نا سفیان شاہ تو میں تمہیں بتاتا کہ میرے گریبان تک پہنچنے کا کیا انجام ہوتا ہے ... اپنا کالر جھٹکتے وہ سرخ انگارہ آنکھیں لیے قدرے ضبط سے بولا تھا۔

کیونکہ تم محترمہ کے بھائی ہو اسلئے تمہاری بچت ہو گئی ہے ورنہ تمہارے ہاتھ توڑنے میں مجھے قطع کوئی عار نا ہوتی۔

عشال آنکھیں پھاڑے اس معصوم ابتسام کا وہ نیا جنونی روپ دیکھ رہی تھی۔

کف فولڈ کرتا وہ جیکٹ اتار چکا تھا اتنا غصہ کرنے کے بعد اب اسے گرمی محسوس ہونے لگی تھی

کول ڈاؤن سفیان ... اسے پھر سے بولتا دیکھ زیان نے اسے خاموش کروایا تھا کیونکہ وہ ابتسام کی عادت سے واقف تھا اسے فرق نہیں پڑتا تھا سامنے کوئی بھی ہو وہ بندہ مرنے مارنے پر تل جاتا تھا اور یہی بات زیان کو ہمیشہ اس سرپھرے بندے کو ٹالنے پر مجبور کر دیتی تھی

کیسے کول ڈاؤن بھائی یہ بندہ ہمارے ہی گھر میں کھڑا ہو کر ہماری بہن کی بات کر رہا ہے۔اسکا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

یہ چاہتا ہے ہم بدلے میں اپنی بہن سے اسکا نکاح کروا دیں۔

اےےےے .... ویسٹ سے گن نکالتے وہ بپھرا شیر بنے سفیان شاہ کے سر پر رکھ چکا تھا۔

بھائی ... پیچھے بیٹھی عشال نے بے ساختہ خود کو چیخ مارنے سے روکا تھا

یہ کیا پاگل پن ہے ابتسام ... زیان اس پر لپکا تھا۔

"وہ میری محبت ہے خبردار جو تو نے اسے بدلے کا نام دینے کی کوشش بھی کی ... جان نکال لوں گا"

ماتھے پر بل ڈالے وہ سرد تاثرات لیے دھاڑا تھا۔ جھٹکے سے اسکا کالر چھوڑے ابتسام نے گہرے سانس اندر لیے۔

دیکھا بھائی آپ اسکی حمایت کر رہے تھے ایک نمبر کا جنونی بندہ ہے یہ اور میں کیسے اسکے ساتھ اپنی بہن کا نکاح کروں

وہ زیان کی طرف مڑا۔

اسکا پاگل پن دیکھ کر میں کبھی اپنی بہن کی شادی اسکے ساتھ نہیں کروں گا۔

"تو پھر ٹھیک ہے اپنی بہن کو ساری زندگی کیلئے اپنی دہلیز پر بٹھا کر رکھو کیونکہ اگر وہ میری بیوی نہیں بنے گئی تو کسی کی بھی نہیں بنے گئی"

اسکے لہجے میں جنونیت ہی جنونیت رقم تھی

عشال کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

دیکھتا ہوں میں بھی کون روکتا ہے مجھے۔سفیان شاہ اسکے قریب آیا تھا۔

"اگر میرے علاؤہ اسکو کسی اور کے متعلق سوچا بھی تو اسکی طرف بڑھتے قدم تو دور کی بات جس نے محترمہ کی طرف نظر بھی اٹھائی میں اسکی آنکھیں نکال کر اسکے وجود کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کر کے کتوں کے آگے ڈال دوں گا"

گن سے ماتھا مسلتے وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں گویا ہوا۔

یہاں جو آگ ہے نا وہ سب جلا کر راکھ کر دے گئی مجھے عدیل سلطان اور رحیم چوہدری مت سمجھنا۔ میں ابتسام چوہدری ہوں یہاں لاشیں بچھا دوں گا اگر کسی نے محترمہ کو مجھ سے چھیننے کی کوشش بھی کی۔

غصے سے اسکی گردن کی رگیں تن گئی تھی آنکھیں حد سے زیادہ سرخ تھی جیسے ابھی ان سے خون ٹپکنے لگے گا۔وحشت زدہ سا انہیں گھورتا وہ اپنے طیش کو کم کر رہا تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا تم جاؤ ابھی پلیز!...

زیان نے نرمی سے کہتے وہاں سب کو جھٹکا دیا۔

اس ساری دنیا میں ایک واحد زیان حیدر تھا جو اس بپھرے شیر کو ہینڈل کرنے کا ہنر جانتا تھا

اسکی بات سنتے ایک پر سکون آہ خارج کیے ابتسام چوہدری ہمیشہ کی طرح وہاں سے پلٹ آیا۔

گاڑی کے ٹائروں سے چڑ چڑ کی آواز آئی تھی گاڑی روکے وہ وحشت زدہ سا سرد تاثرات چہرے پر سجائے گھر میں داخل ہوا اور آندھی طوفان بنا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

پیچھے نگہت بیگم بھی آئی تھی

ہاتھ میں پکڑی جیکٹ کو اسنے زمین پر پٹخ دیا تھا پھر کمرے کی ساری چیزیں باری باری زمین پر پٹخ دی تھیں

کمرے میں عجیب سی وحشت قائم ہو چکی تھی چیزیں توڑ کر جب وہ تھک گیا تو زمین پر بیٹھ گیا نگہت بیگم جو اسکے غصے کے کم ہونے کا انتظار کر رہی تھیں چلتی اسکے پاس آ بیٹھی۔۔

کیا ہوا ہے ابتسام کیوں اتنے غصے میں ہو وہاں کوئی بات ہوئی ہے کیا؟

اسکا بھائی کہتا ہے وہ مجھ سے محترمہ کی شادی نہیں ہونے دے گا۔

وہ طیش کے عالم میں چیخا تھا

تم نے شادی کی بات کی ہی کیوں ابتسام؟

وہ خفگی سے بولی تھیں۔

ابتسام نے بھنوئیں میچتے انکی طرف دیکھا۔اور کب کرتا بات مما جب وہ اسکی شادی کہیں اور طے کر دیں گئیں تب۔

ماتھے پر ان گنت بل ڈالے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

اسکے بھائی نہیں مان رہے بیٹا تو تم اسے چھو...

اسکے آگے ایک لفظ مت بولیے گا مما۔وہ سپاٹ چہرے میں بولا۔

اللہ کی مرضی کے خلاف میں نہیں جا سکتا مگر ان دنیا والوں کے ڈر سے میں محترمہ سے دستبردار نہیں ہوں گا یہ بات طے ہے۔

پتھر پر لکیر جیسے کہا گیا۔

اور اب آپ بھی مہربانی کریں مجھے مزید کسی قسموں کے جال میں مت باندھیے گا کیونکہ اسکے بغیر میں جی نہیں سکوں گا اور اگر ایسی کوئی نوبت آئی تو میں خود کو ختم کر لوں گا۔

وہ احساسات سے عاری لہجے میں بولتا گیا اور اٹھ کر واشروم میں بند ہو گیا کچھ بھی ہو جاتا وہ اپنی ماں سے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کرتا تھا مگر اب انہیں بھی لگ رہا تھا کہ وہ تین سال پہلے والا پرانا ابتسام اب واپس آگیا ہے۔

<<<<<<<<<<<<<<<<<

کیا ہوا عشال کیا سوچ رہی ہو؟

ابتسام کے جانے کے بعد وہ سب بھی اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے جبکہ احمد صاحب سلطان پیلس روانہ ہو گئے تھے۔

آپی کے متعلق سوچ رہی ہوں کتنی تکلیف دہ زندگی گزاری انہوں نے ہمارے ساتھ بھی اور ہمارے بعد بھی. اسکے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا تھا

اللہ پاک اسے جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گئے پری تم پلیز رو مت ورنہ عشاء کو برا لگے گا۔

اسکے آنسو پونچھتے وہ سمجھانے والے انداز میں بولی۔

پاؤں سمیٹ کر بیڈ پر بیٹھی عشال نے اداسی سے چہرہ صاف کرتے سر جھکا دیا۔

عشال ... اسکا نام پکارتی وریشہ اسکے پاس ہی آ بیٹھی تھی

جی ... اسنے نظر نہیں اٹھائی۔

تم نے ابتسام کے پروپوزل کے بارے میں سنا تھا ناں؟

ج..جی سنا تھا۔زبان لڑکھڑائی تھی۔

تو تم نے کیا سوچا؟

میں نے کچھ نہیں سوچا۔سوچنے کا کام بھائی کا ہے۔

مطلب سفیان بھائی؟ وریشہ نے تصدیق چاہی۔

ہاں۔

کیا تم اس معاملے میں کچھ نہیں بولو گئی پری؟

نہیں آپی. اسنے ایکدم سے کہا۔

مگر کیوں تم نہیں چاہتی ابتسام سے تمہارا نکاح ہو؟

وہ کچھ سوچتے پوچھ رہی تھی

اگر قسمت میں ہو گا اور بھائی چاہیں گئیں تو ہو جائے گا اگر نہیں ... آگے وہ خاموش ہو گئی اسے ابتسام کے کہے الفاظ یاد آگئے تھے

اسنے خوف سے جھرجھری سی لی اور لب بھینچ لیے۔

وریشہ نے بولنا چاہا جب پری پہلے ہی بول پڑی۔

"جب انسان کی خواہشات اور احساسات مر جائیں تو اسے پھر فرق نہیں پڑتا۔اسے کیا مل رہا ہے۔اچھا ملے تو وہ شکر ادا کر لیتا ہے۔بُرا ملے تو شکر ادا کر کے صبر کر لیتا ہے"

اللہ نا کرے میری پری کو کبھی کچھ بُرا ملے۔وریشہ نے بے ساختہ کہا۔

وہ پھیکا سا ہنس دی۔جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

نوک ہوا۔وہ دونوں دروازے کی جانب مڑی۔دروازے کھلا حسنہ بی اندر آئیں۔

بیٹا آپ دونوں کو زیان بیٹا اپنے کمرے میں بلا رہا ہے۔

جی ٹھیک ہے بی ہم ابھی آتے ہیں۔

وریشہ نے جواب دیا اور اٹھ کر سر پر رکھا ڈوپٹہ سیٹ کرنے لگی عشال بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ دونوں کمرے میں آئیں۔زیان بیڈ کی ایک سائیڈ پر اضطرابی کیفیت میں بیٹھا تھا جبکہ سامنے رکھے صوفے پر سفیان شاہ کسی گہری سوچ میں مگن دکھائی دیا۔وہ دونوں نوک کر کے چلتی اندر آئیں۔

اسے دیکھتے سفیان نے بازو پھیلائی تو عشال اسکے حصار میں سمٹ گئی۔وریشہ چلتی زیان کی سائیڈ پر اکھڑی ہوئی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے ہمت دینی چاہی تھی وہ ذرا سا مسکرایا اور گہری سانس بھری۔

اسنے ان دونوں کو ضروری بات بتانے کی غرض سے یہاں بلایا تھا جو وہ وریشہ کو پہلے ہی بتا چکا تھا۔

بھائی اگر آپ نے مجھے اس ابتسام کے متعلق بات کرنے کیلئے بلایا ہے تو میں کچھ نہیں سننا چاہتا. سفیان پری کو ساتھ لگائے دھیرے سے بولا۔

عشال اسکی بات سن کر سپاٹ انداز میں بیٹھی رہی۔

نہیں سفیان میں اس متعلق ابھی کوئی بات نہیں کرنے والا مطلب صاف تھا وہ بعد میں بات ضرور کرے گا۔ سفیان نے سر اثبات میں ہلایا۔

پری سفیان مجھے جس متعلق تم دونوں سے بات کرنی ہے مجھے خود اسکے متلعق آج پتہ چلا ہے۔اسنے بات کا آغاز کیا۔

دونوں بہن بھائی ہمہ تن گوش ہوئے۔

"سفیان تمہاری انوشے زندہ ہے"

زیان کا جملہ ان دونوں کو ساکت چھوڑ گیا۔سفیان شاہ نے بےیقینی کی کیفیت میں زیان کی طرف دیکھا۔ جیسے پوچھنا چاہتا ہو مذاق تو نہیں ہے۔

میں سچ کہہ رہا ہوں سفیان مجھے آج احمد چاچو نے بتایا جنہیں دلاور شاہ نے بذاتِ خود کال کر کے یہ بات بتائی تھی۔

ا..انوشے..می...میری انوشے...! اسکی زبان لڑکھڑائی۔آنکھوں سے متواتر آنسو بہہ رہے تھے آج اسے صحیح معنوں میں صبر کا مفہوم سمجھ میں آیا تھا۔

عشال کی آنکھوں میں گرم سیال بھرنے لگا وریشہ نے اسے ساتھ لگا لیا۔

اتنی حقیقتوں کے بعد تو وہ کچھ بولنے لائق ہی نہیں رہی تھی مگر سفیان اٹھتا زیان کے قریب آ پہنچا۔

کک..کہاں ہے..می..میری انوشے کہاں ہے بھائی؟

اسکے ہاتھ پکڑے وہ روتے پوچھ رہا تھا۔

"حویلی میں"

اسنے اطمینان سے کہا۔

زیان نے ایک بار پھر ان دونوں کے سر پر بم پھوڑا تھا۔وہ دونوں اپنی جگہ دم بخود رہ گئے۔

حو...حویلی میں..؟ اب کی بار عشال نے ہچکی لیتے پوچھا۔

ہاں حویلی میں مجھے زیادہ نہیں پتہ مگر دلاور شاہ کا کہنا ہے کہ "عینا ہی انوشے ہے" ... اور یہاں سفیان شاہ کے قدم لڑکھڑائے اسے لگا گھر کا سارا ملبہ اسکے سر پر آن گرا ہے وہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔

)محبت کبھی نہیں مرتی مگر محبت صبر کرنا ضرور سکھا دیتی ہے(

اسکے کانوں میں عینا کی پکار گونجی۔

)میری محبت بھی اب خاموش ہو گئی ہے بلکل میری طرح(

وہ دھب سے صوفے پر گر گیا اسے اپنے قدموں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

)اور یہ اب آپ سے کوئی حق نہیں مانگتی نا امید رکھتی ہے(

سفیان شاہ کو لگا اسکو سانس نہیں آئے گئ دماغ کی شریانیں پھٹنے کے درپے تھیں۔آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہہ رہے تھے۔

اسکی حالت پر زیان اور پری نے دکھ سے اسکی طرف دیکھا۔سفیان کا عینا کے ساتھ رویہ حویلی میں کسی سے بھی مخفی نہیں رہا تھا۔

میں نے دلاور شاہ کو کال کر کے یہاں بلایا ہے تاکہ مزید جو حقیقت بچتی ہے وہ بھی معلوم ہو جائے۔

وہ بول رہا تھا اور سفیان کو اسکے صرف ہونٹ ہلتے نظر آرہے تھے وہ سناٹوں کی زد میں تھا وہ اسے معاف نہیں کرے گئ یہ سوچ اسکے کیلئے سوہانِ روح تھی۔

"زندگی نے بھی کیسا کھیل رچایا تھا جسے وہ تا عمر ایک ملازمہ ہونے کے طعنے دیتا آیا تھا وہی لڑکی اسکی بے لوث محبت کی حقدار نکلے گئی سفیان شاہ نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا"

میں حویلی جا رہا ہوں... وہ ایکدم سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس وقت مت جاؤ سفیان کل ویسے بھی سب حویلی والے یہاں آرہے ہیں تو تم....

وہ آگے کچھ بولتا وہ اپنی انوشے کا پاگل عاشق ان سنی کرتا گاڑی لیے باہر نکل گیا۔

سب حویلی والے یہاں کیوں آرہے ہیں؟

وریشہ نے اسکی طرف دیکھا سوال عشال کا بھی وہی تھا

کل پتہ چل جائے گا۔پری آپ ریسٹ کرو صبح ملاقات ہو گئی بچے۔

وریشہ کو ایک نظر دیکھتے اسنے گم سم کھڑی عشال کو دیکھتے کہا اور پھر وہ چلی گئی۔

اسکا موڈ خراب لگ رہا تھا۔زیان نے نوٹ کیا اور چلتا ڈریسنگ کے پاس آ کھڑا ہوا۔

تم نہیں چاہتی کہ حویلی والے یہاں آئیں؟

نہیں ... اسنے سرد مہری سے جواب دیا۔

زیان نے گہرا سانس اندر لیا۔

اسے بازو سے تھام کر اپنے روبرو لا کھڑا کیا۔

وہ سب اچھے ہیں!..

ان سب میں ولید شاہ بھی آتا ہے؟

وریشہ نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

نہیں ... ہرگز نہیں۔زیان کے جواب پر اسکے تنے نقوش ڈھیلے پڑے تھے

مجھے اس شخص سے نفرت ہے زیان میں ابتسام اور عشال کی طرح اتنا بڑا دل نہیں رکھتی۔میں اسے شوٹ کرنے میں سیکنڈ نہیں لگاؤں گئی اگر اب اسنے کسی کو بھی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو،

وہ غصے سے پھنکاری تھی۔

اسلئے میں چاہتا ہوں پری کی شادی ہو جائے وہ کسی کی ہو جائے تاکہ ماموں اسے لے کر کوئی مسئلہ نا کرئیٹ کریں۔

اسے اپنے حصار میں لیتے زیان نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

ابتسام سے؟ وریشہ نے اسکی طرف دیکھا۔

شاید!..

مگر زیان وہ تو ہمارے معیار پر...

کمینہ ہے وہ ایک نمبر کا ... اسکی بات کاٹتے زیان نے برہمی سے کہا۔

وریشہ نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

ساری ہسٹری معلوم کروائی ہے اسکی یہاں جو "Black Moon" کے نام سے ریسٹورنٹ ہے اسکا اونر ابتسام ابراہیم چوہدری ہے۔

اسکے علاوہ یہاں سے دور ایک مِل ہے جو اسکے نام پر چلتی ہے۔

وریشہ حیران ہی تو ہوئی تھی۔

"تو پھر یہ بندہ امیروں پر طنز کیوں کرتا ہے خود بھی تو اتنا امیر ہے"

"اللہ جانے ایسا کوئی سر پھرہ بندہ ہے کہ کب کیا کر دے کچھ سمجھ نہیں آتا" اپنی مرضی ہوئی تو اپنا آپ کھول کر سامنے رکھ دے گا اور اگر اسکی مرضی نہیں ہے تو ایک لفظ نہیں پتہ چلتا۔

موبائل بجنے پر وہ وریشہ سے دور ہٹا۔ پھر موبائل رکھ کر پاس آگیا۔

کیا سوچ رہی ہو؟

زیان مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔اسنے ہوسپٹل میں اتنی بدتمیزی کی اور آج پھر یہاں بھی اور تم اتنے آرام سے کھڑے سنتے رہتے ہو۔کیا تم ابتسام سے ڈرتے ہو؟

اسکے آخری جملے پر زیان بے ساختہ ہنس دیا۔

میں اس سے نہیں ڈرتا مائے کوئین مگر ہوسپٹل اور آج جو ہوا اس میں اسکی غلطی نہیں تھی تو اسکا غصہ بجا تھا۔

وہ غصے سے بڑھ کر تھا زیان۔

وریشہ اسکی باتوں کو سوچتی جھرجھری لے بیٹھی۔

تم فکر نہیں کرو وہ غصے کا تیز ہے اسلئے تو میں اسے سرپھرا کہتا ہوں۔وہ بہت سیدھا آدمی ہے ہمیشہ سیدھی بات کرتا ہے مگر جب مقابل کوئی الٹی بات کرے تو وہ مقابل کی زندگی الٹنے میں دیر نہیں

لگاتا۔میری نظر میں اگر ابتسام چوہدری کو ہرانا ہے تو اسکے سامنے سرینڈر کردو۔ تحمل سے ایک بار کہو وہ پیچھے ہٹ جائے گا

لیکن مجھے نہیں لگتا وہ پری کے معاملے میں پیچھے ہٹے گا۔

وریشہ نے اپنا خدشہ بیان کیا۔

زیان نے گہری سانس اندر لیتے اسے ہوا کے سپرد کیا۔

تم ابھی تھوڑا سا مجھ پر دھیان دے دو تو تمہاری مہربانی ہو گئی

اسے کھینچ کر اپنے حصار میں لیتے زیان نے اسکی گردن سہلائی تھی۔

وریشہ کی سانسیں پل میں اکھڑی تھی.

اسکی کمر پر گرفت سخت کرتے زیان نے اسکی تھوڑی پکڑے چہرا اوپر اٹھایا۔

میری قربت میں تمہارا دم گھٹتا ہے ہاں؟

وہ برفیلے لہجے میں بولا۔

وریشہ نے لب کاٹتے اسکی طرف دیکھا جو اسکی ذرا سی قربت میں ہی اپنا آپ نہیں سنبھال پا رہی تھی۔

جواب دو مائے کوئین۔کیا ایسی ہی بات ہے؟

اسنے محبت سے چور لہجے میں پوچھا۔

وریشہ نے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے زور سے سر اثبات میں ہلایا تھا

تو آج سے تمہارا ہر لمحہ میری قربت میں گزرے گا۔اسنے اٹل فیصلہ سنایا۔

وریشہ نے بھنوئیں اچکائے اسکو گھورا تھا۔جب زیان نے جھک کر اسکے آدھ کھولے ہونٹوں کو ہلکا سا چھوتے چہرا پیچھے کر لیا۔

وریشہ اسکی جسارت پر دم بخود ہو گئی تھی۔

اپنے سرخ پڑتے گالوں کو چھوتے اسنے بال چہرے سے ہٹائے تھے

میری محبت کا رنگ تمہارے چہرے پر بہت بھلا لگ رہا ہے مائے کوئین زیان نے اسکا پھولا سرخ گال سہلایا تھا۔

چھوڑو مجھے ورنہ میں تمہارا منہ توڑ دوں گئی زیان

شرم بالائے تاک رکھے وہ غصے سے تلملائی تھی۔

مجھ سے محبت کرتی ہو؟

اسکی بات نظر انداز کیے اسکو ڈریسنگ پر بٹھاتے مخمور سے لہجے میں پوچھا گیا۔

نہیں کرتی اب چھوڑو مجھے ... وہ مچلی۔

جب تک جواب ہاں میں نہیں دو گئی نہیں چھوڑوں گا. زیان نے اپنے ہاتھ اسکے دائیں بائیں ٹکائے تھے چہرا بے حد قریب کیا تھا

اسکی بات پر وریشہ نے خفگی سے اسے گھورا۔

تم زبردستی نہیں کر سکتے پلیز چھوڑو مجھے۔وہ ممنائی۔

چھوڑ دوں گا میری جان بس ہاں میں جواب دو۔وہ باضد ہوا۔

گہری سانس کھینچتے وریشہ نے گرتی اٹھتی پلکوں میں ہاں میں گردن ہلائی۔اپنی کمر پر اسکی سرسراتی انگلیوں کا لمس اسکی جان پر بن رہا تھا۔

ز...یان۔

ششششش... وہ جھکا اور اسکی بیوٹی بون پر لب رکھ دیئے وہ اسکی گرفت میں مچلی تھی۔ایک ہاتھ کمر کے گرد اور دوسرا گردن پر رکھتے زیان نے اسکے چہرے پر جا بجا اپنی محبت کے لمس بکھیرے تھے۔

وریشہ کی سانسیں سینے میں ہی اٹکی تھی کمرے میں فسوں خیز ماحول چھایا تھا ان دونوں کی رقص کرتی سانسیں اس سناٹے میں عجیب سا ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔زیان نے جھکتے اپنے تشنہ لب گردن پر رکھے اور پھر وہ اپنی جنونیت اسکی نازک گردن پر رقم کرتا بےخود ہوتا جا رہا تھا اسکا شدت بھرا لمس گردن کی پچھلی سائیڈ پر محسوس کرتے یہاں وریشہ کی بس ہوئی تھی اسکی گرفت سے نکلتی وہ واشروم میں بھاگ گئی تھی

یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گئی۔پیچھے وہ گہرا سانس بھرتا بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » »

مجھے بتاؤ .. کچھ تو بولو بیٹا ... تمہارے ڈیڈ تمہاری ہر تکلیف کا بدلہ لیں گئیں... کامران صاحب نے منت کی

مگر وہ یونہی سر جھکائے روتا رہا۔

احد کو کچھ دیر پہلے ہی ہوش آیا تھا ڈاکٹر نے اسکے زخموں کی ڈریسنگ کرتے اسکا خیال رکھنے کو کہا تھا انکے مطابق وہ شدید ذہنی دباؤ کا شکار تھا

مجھے بدلہ نہیں چاہئیے ڈیڈ... وہ شدت سے رو دیا

وریشہ کی باتیں ابھی بھی اسکے دماغ پر ہتھوڑے جیسے برس رہی تھیں

مجھے صرف سکون چاہئیے ...

وہ غرور تکبر انا، میں، ہٹ دھرمی کہیں نہیں تھی کامران صاحب نے اپنے بیٹے کو سکشت خور سا محسوس کیا تھا

اسکی باتیں میرا سکون سلب کر رہی ہیں ... وہ تڑپ اٹھا

مجھے آج پہلی بار خود سے نفرت ہو رہی ہے اپنی زندگی سے گھن آرہی ہے ... وہ صرف اسے سن رہے تھے وہ منظر انکے لئے کسی معجزے جیسا تھا

اسنے کہا ہے مجھ سے خدا میرے جیسے انسان کو کبھی بیٹی سے نہیں نوازے گا ... اسکی یہ بات میرے دل میں چبھ گئی ہے ڈیڈ

انکے ہاتھ پکڑے وہ رو دیا۔

میں انسان کہلانے کے لائق نہیں ہوں میں ایک گھٹیا شخص ہوں مگر اس لڑکی کی باتوں نے مجھے آج پہلی بار خوف میں مبتلا کر دیا ہے

مجھے میرے وجود سے نفرت ہو رہی ہے اس لڑکی سے کہیں مجھے معاف کر دے ... میں خود کو سدھار لوں گا مجھے اس بے سکونی سے نجات دلا دیں ڈیڈ...

کامران صاحب آبدیدہ ہوئے تھے

اللہ سب بہتر کرے گا احد ... انہوں نے اسے سینے سے لگایا۔

بہتری کی امید میرے جیسے انسان کیلئے نہیں ہے ڈیڈ اسکی بد دعاوں کے بعد مجھے لگتا ہے یوں ہی سسکتا مر جاؤں گا اور مجھے کسی کی معافی نہیں ملے گئ کاش یہ خوف میرے دل میں دس دن پہلے آ جاتا تو آج میں اپنے کیے پر نادم نا ہوتا ... وہ دھاڑے مارتا رو دیا۔

اسکا لہجہ کانپتی آواز وہ جملے میرے اندر توڑ پھوڑ مچا رہے ہیں..،

سب ٹھیک ہو جائے گا احد وہ رب تمہیں اپنی طرف بلانا چاہتا ہے اسکی طرف گامزن ہو جاؤ بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں ڈیڈ... اسنے آنکھیں صاف کی

بلکل سچ ... تم نماز پڑھو گئے تو سکون ملے گا.

مگر مجھے نماز پڑھنی نہیں آتی ...؟ وہ پھر رو دیا۔

میں سکھا دوں گا اپنے بیٹے کو ... وہ اداسی سے مسکرائے

اور وہ بھی سکھائیں گئیں جو آپ روز صبح پڑھتے ہیں

وہ قرآن پاک کی بات کر رہا تھا کامران صاحب نے نظر بھر کر اسے دیکھا جو کل تک ان سے خفا ہو جاتا تھا صبح صبح ہی کامران صاحب کو قرآن پاک کی تلاوت کرتے دیکھ وہ ان سے چڑ جاتا تھا

وہ پانچ وقت کے نمازی تھے مگر بیٹے کو وہ سیدھے راستے پر نہیں لا سکے تھے مگر آج اس لڑکی کا وہ تہے دل سے شکر گزار تھے جس نے انکے بیٹے کو اندھیروں سے روشنیوں کی طرف جانے پر مجبور کیا تھا

» » » » » » » » » » » » » » » » »

رات کے ڈھائی بج گئے تھے جب وہ گاڑی حویلی کے گیٹ پر ہی چھوڑتا اس سنسان پڑی حویلی میں داخل ہوا۔وہ بھاگتا اپنے کمرے کی طرف گیا اسنے کمرہ کھولا۔اسنے پہلی نظر بیڈ پر ڈالی مگر وہ وہاں

نہیں تھی۔سفیان نے پوری حویلی کو چھان مارا مگر وہ کہیں نہیں تھی وہ بھاگتا کمرے سے باہر نکلا حویلی کے گیسٹ روم تک کو چیک کر چکا تھا وہ مگر عینا اسے کہیں نہیں ملی تھی۔

یا اللہ یہ کہاں چلی گئی ہے۔گہرے گہرے سانس بھرتا وہ خود سے ہی ہمکلام ہوا اسکو دوبارہ کھو دینے کی سوچ ہی سفیان شاہ کی جان سولی پر لٹکانے کے برابر تھی۔

وہ بھاگتا کبھی یہاں تو کبھی وہاں چیک کر رہا تھا وہ دیوانہ وار اسے ڈھونڈ رہا تھا مگر وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی تھی ابھی وہ بی جان اور دا جی کے کمرے کی طرف بڑھتا جب اسکی نظر کوارٹر کی طرف جاتی ملازمہ پر پڑی۔

رکو..! اسنے بارعب آواز میں کہا۔

جی چھوٹے سائیں۔

عینا کہاں ہے؟

چھوٹے سائیں وہ چھت پر گئی ہیں کہہ رہی...

وہ آگے کچھ بولتی سفیان شاہ دو تین سیڑھیوں ایک ساتھ پھیلانگتا ہانپتا ہوا اس وسیع عریض چھت پر آیا تھا۔

جہاں اسکی پانچ سال کی چھوٹی سی کھوئی انوشے عینا کے روپ میں کھڑی مگن سی چاند کو تک رہی تھی۔کالے بال شانوں پر لہرا رہے تھے ڈوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا وہ ہر شے سے بے نیاز خود میں اس قدر مصروف تھی کے اپنے پیچھے بھاری قدموں کی چاپ کو بھی سن نہیں سکی۔وہ بوجھل دل اور بھیگی آنکھوں میں شکست خور سا چلتا اسکے پیچھے آکھڑا ہوا جب اپنی پشت پر کسی کی گرم سانسوں کی تپش محسوس کرتے عینا ایکدم سے پلٹی اور اسکا سر سفیان شاہ کے سینے سے ٹکرایا تھا عینا نے بروقت نظر اٹھائی وہ ساکت کھڑا رو رہا تھا۔اسکے دل کو کچھ ہوا تھا وہ پہلے بھی اسکے سامنے کئی بار رویا تھا مگر آج اسکی بکھری حالت بتا رہی تھی وہ شخص کسی بڑے کرب سے گزر کر آیا ہے۔

شش...سائیں کیا ہوا ہے آپ رو کیوں رہے ہیں؟

شاہ بولنے سے خود کو روکتی عینا نے قدرے دھیمے لہجے میں پوچھا تھا۔سفیان اس سائیں لفظ پر مزید روتا اسے خود میں بھینچ گیا۔

عینا اس افتاد پر حق دق کھڑی تھی۔سفیان شاہ نے پہلی بار اسے اپنے حصار میں اتنی مضبوطی سے قید کیا تھا۔

"میں شاہ ہوں، تمہارا شاہ، صرف تمہارا، صرف انوشے کا شاہ"

ایک روانی میں وہ کہتا چلا گیا۔آنسوؤں پر بندھ باندھنا آج سفیان شاہ کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مشکل کام لگ رہا تھا۔

"میں انوشے نہیں عینا شاہ ہوں"

اسکے حصار میں مچلتی عینا نے سپاٹ انداز میں کہا

تم میری انوشے ہو، تم عینا شاہ نہیں ہو، تم سفیان شاہ کی انوشے شاہ ہو۔اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرے وہ رسانیت سے بولا تھا

نہیں ہوں میں انوشے، پاگل ہو گئے ہیں کیا آپ؟

وہ ضبط کے باوجود چیخی تھی اسے کب منظور تھا جس سے اسکا شوہر بے لوث محبت کرتا ہے وہ اسے اسکے نام سے بھی پکارے۔

ہوش گنوا بیٹھے ہیں آپ اپنے، مگر مجھ پر مہربانی کریں اور اذیتیں اب میں برداشت نہیں کرسکتی۔
چہرے پر سے اسکے ہاتھ جھٹکتے وہ اندھا دھند روتی بھاگتی چلی گئی تھی۔

سفیان شاہ ہارا ہوا سا وہی کھڑا رہ گیا۔اس لڑکی کو وہ اتنی اذیتیں دے چکا تھا اب وہ اسکی محبت نہیں چاہتی تھی نا ہی اس پر کوئی حق چاہتی تھی مگر وہ اب اسے منا لے گا اپنے دی تکلیفوں کا ازالہ کرے گا اب وہ پھر اسے کھو نہیں سکتا نا اسے خود سے دور جانے دے گا۔وہ تہیہ کرتا سیڑھیاں پھلانگتا کمرے میں آیا۔کمرے میں قدم رکھتے ہی سفیان کی نظر ڈریسنگ کے سامنے کھڑی عینا پر گئی تھی دروازہ لاک کرتے وہ اندر آیا اور اسے اپنے سامنے کرتے ماتھے پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی۔اسکا آنسوؤں سے تر چہرا اپنے چہرے کے ساتھ مس ہوتے دیکھ عینا کا دل دھڑکا تھا وہ شخص جو کبھی اسے دھتکارتا تھا آج یوں اچانک اس پر اتنی محبت نچھاور کرنے لگا تھا اسکے تو سب کچھ سر پر سے گزر رہا تھا۔

تم کیوں رو رہی ہو...، اسے یوں ہی کنفیوز سا کھڑے دیکھ سفیان نے اسکے آنسو پونچھے تھے۔

آپ رو رہے ہیں اسلئے۔وہ جھجکتے بولی۔

میرے تو خوشی کے آنسو ہیں میری جان...، سفیان نے اسکے گال کو انگلیوں کے پوروں سے چھوا تھا۔

خو..شی..کیسی خوشی.... وہ جھنپ گئی۔

"کیونکہ مجھے میری انوشے مل گئی ہے"

عینا کا چہرا لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا پہلے وہ اسے انوشے بول رہا تھا اب کہہ رہا تھا اسے انوشے مل گئی ہے جو بھی تھا مگر وہ اس سے محبت کیوں جتا رہا تھا۔

"کک..کہاں ملی اور کیسی ہے وہ؟" اسکی زبان اٹکی

سفیان نے اسکا چہرا آئینے کے سامنے پھیر دیا۔

"خود دیکھ لو اور بتاؤ کیسی ہے وہ؟"

وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے گویا ہوا۔

عینا ایکبار پھر حیران ہوئی تھی۔میں انوشے نہیں ہوں میں عینا شاہ ہوں وہ بنا پلٹے ہی غصے سے بولی تھی وہ پہلی بار سفیان شاہ کے سامنے اتنی اونچی آواز میں بولی تھی اور وہ کھڑا صرف مسکرا رہا تھا۔وہ اسے انوشے سمجھ کر محبت دے رہا تھا عینا کے سر پر لگی تلوؤں میں بجھی تھی سفیان شاہ اسے مسلسل مسکرا کر زچ کر رہا تھا۔وہ ڈریسنگ کے سامنے ہٹتی اس سے پہلے ہی سفیان نے اسکے پیٹ کے گرد بازو باندھتے اسکی پشت کو خود میں بھینچا تھا عینا ساکت کھڑی رہ گئی تھی غصہ بھک سے اڑا تھا وہ سفیان شاہ کی قربت اور گرفت میں مچلی تھی۔

خاموش کھڑی رہو میری جان میں تمہیں حقیقت بتاتا ہوں۔

اسکی مسلسل کوششوں کو دیکھ کر سفیان نے ذرا سختی سے کہا تو عینا پل میں سہمی آئینے میں اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھنے لگی۔

اور پھر وہ اسے بتاتا گیا اور عینا سنتی گئی مگر جیسے جیسے سفیان شاہ کے کہے الفاظ اسکے کانوں میں پڑ رہے تھے اسکا دل لرز رہا تھا اتنی بڑی حقیقت، تو کیا وہ بے شناخت نہیں تھی۔اسکی بھی شناخت تھی جس لڑکی سے عینا شاہ آج تک حسد کرتی آئی تھی تو کیا وہ لڑکی وہ خود ہی تھی؟ سفیان شاہ کی پہلی

بیوی، اسکی پہلی بےلوث اور جنونی محبت ، وہی تھی ہاں وہ تو عینا شاہ تھی۔عینا ہی انوشے شاہ تھی۔مگر کیسے اگر دلاور شاہ نے کوئی جھوٹ بولا ہوا تو اور اگر سچ ہے تو وہ کیوں بتا رہا ہے اور اگر وہ انوشے شاہ نا ہوئی تو سفیان اسے چھوڑ دے گا۔کئی سوچیں تھیں جو اس وقت اسکے گرد منڈ دلا رہی تھیں وہ مفلوج ہوتے ذہن کے ساتھ خالی نظروں سے آئینے میں کھڑے شخص کو صرف گھورتی رہی

تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟ اسکا بے تاثر چہرا دیکھ پوچھا گیا۔

یہ..یہ سچ نہیں... نہیں ہے..سفیان... وہ..وہ...ج.. جھوٹ بول رہے ہیں

اسکا حصار تنگ ہوتے ہی عینا اس سے دور ہٹتی اپنا خدشہ بیان کرنے لگی جب سفیان نے ہاتھ بڑھا کر اسکو پھر سے اپنے حصار میں لے لیا۔

پر سکون رہو غصہ مت کرو میری جان، سفیان نے اسکے بال سہلائے۔

وہ مچلی۔میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں تم انوشے ہو یا نہیں۔

روتی عینا نے بھیگی پلکیں اٹھائے اسکو دیکھا جسکے چہرے پر مذاق کا کوئی شائبہ تک نہیں تھا۔

کک...کیسے؟

سفیان نے اسے اپنی طرف گھومایا اور خود میں بھینچ لیا عینا سانس روکے کھڑی تھی۔ابھی بتاتا ہوں۔
سفیان نے اسکے بال گردن سے ہٹائے کندھے پر رکھے اسکی ٹھنڈی انگلیوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے عینا کو اپنی گردن جلتی محسوس ہوئی تھی

شش...شاہ ...

شششش چپ رہو، تمہیں ثبوت دے رہا ہوں۔

نرمی سے کہتے سفیان نے اسکے لمبے پیروں تک فراک کے ڈیپ گلے پر لگے ٹسل میں انگلیاں پھنسائی اور اسے کھولنے لگا۔

عینا کی سانسیں اسکے سینے میں ہی اٹک گئی تھی

سفیان نے ٹسل کھولے اور اسکی آدھی کمر برہنہ ہو گئی عینا نے زور سے آنکھیں میچتے گہرے سانس بھرتے اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ لیا۔

سفیان نے اسکی شرٹ ذرا سی کھسکائی اور اسکی متلاشی نظریں اسکے دائیں کندھے اور کمر کے درمیان میں تل پر ٹھہر گئی۔

یہ وہ تل ہے جسے میں نے تب دیکھا تھا جب انوشے بچپن میں سیڑھیوں سے گری تھی اسکے کندھے پر بینڈیج کرتے میں نے پہلی بار اس تل کو دیکھا تھا۔اس تل کے گرد انگلیاں گھماتے وہ اپنے سارے خدشے درست ثابت کرتا دلکشی سے مسکرایا تھا آخر کو اسکی انوشے مل گئی تھی۔

شش...شاہ پپ..پلیز نہی.. نہیں کریں۔اسکی گرفت میں مچلتی انوشے نے بند آنکھوں سے اپنا چہرا اٹھایا تھا۔سفیان شاہ نے اسکا چہرا سامنے کیا۔اور کوئی خدشہ ہے تو وہ بھی بتا دو میری جان اسکی بند آنکھوں پر شدت بھرا لمس چھوڑتے پوچھا تھا۔

اور تمہارے انوشے ہونے کی علامت اس سے زیادہ کیا ہو گئی کہ تم میرے نکاح میں ہو۔انوشے نے لرزتی پلکیں اٹھائی تھیں۔

سب کہتے تھے تم اب نہیں رہی مگر میرا دل کہتا تھا سفیان تمہاری انوشے زندہ ہے اور تمہیں معلوم ہے میں تہجد میں کیا دعا مانگتا تھا

انوشے نے دھیرے سے نفی میں گردن ہلائی۔

اسکے گرد حصار تنگ کرتے سفیان نے اسکے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکائی۔"میں ہمیشہ دعا کرتا تھا اللہ سے، کے تم جہاں کہیں بھی ہو ہمیشہ میرے نکاح میں رہو، تم پر کبھی کسی نامحرم کی نظر تک نا پڑے" اور یہ میرا وہ کامل یقین اور صبر تھا جسکے بعد مجھے تم چوبیس سال بعد واپس ملی ہو۔

اسکی آنکھوں میں دیکھتی انوشے کھو گئی تھی اسکی نظروں میں جھلکتی اذیت انوشے کا دل چھلنی کر رہی تھی۔

"تم معجزہ ہو میرے صبر کا، میرے چوبیس سال کے صبر کا تحفہ ہو تم انوشے شاہ...اب سفیان شاہ تمہیں ساری زندگی سنبھال کر رکھے گا"

آنکھوں میں جھلکتی اذیت کی جگہ گہری محبت نے لے لی وہ ذرا سا مسکرایا اسکی مسکراہٹ کتنی پیاری تھی۔انوشے نظریں نہیں جھکا سکی۔اسکو یوں خود کو تکتا پا کر سفیان کے ہونٹوں پر گہرا تبسم پھیل گیا۔جس پر انوشے کے دل نے بیٹ مس کی تھی وہ پل میں پلکوں کے جھالر گرا گئی۔

اگلے ہی لمحے اسکے چہرے پر پھر سے اذیت رقم ہوئی سفیان شاہ کی نفرت یاد کرتے انوشے نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا سفیان اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتا اگلے ہی لمحے اسے خود میں بھینچ گیا۔

مجھے بیشک معاف مت کرنا مگر مجھ سے دور جانے کی بات مت کرنا پلیز .... وہ ایکدم سے رونے لگا

ابھی تو اسنے کچھ کہا بھی نہیں تھا اور وہ پہلے ہی منتوں پر اتر آیا تھا

میں نے تمہیں بہت مشکل سے واپس پایا ہے پلیز انوشے میں نے بہت دکھ دیکھے ہیں اب مزید ہمت نہیں رہی اب تم مجھے دکھ مت دینا پلیز تم اگر مجھے مارنا چاہو تو مار لو مجھ پر غصہ بھی کر لینا میں کچھ بھی نہیں بولوں گا مگر مجھ سے دور مت جانا۔

اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرے وہ روتا ہوا کہہ رہا تھا

عینا کو اسکی حالت پر ترس آیا تھا

می...میں آپ سے دور نہیں جانا چاہتی ... وہ جملہ سفیان شاہ کے رگ و پے میں سکون بن کے اترا

جتنے دکھ آپ نے مجھے واپس پانے کیلئے جھیلے ہیں اتنے ہی دکھ میں نے بھی جھیلے ہیں یہ سب ہماری قسمت میں لکھا تھا شاہد ہمارا ملنا ایسا ہی طے ہوا تھا اب آپ سے دوری اختیار کر کے میں خود کو یاں آپکو مزید تکلیف نہیں دے سکتی۔

وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولی، مگر دل میں ابھی کہیں ڈر کی ایک لہر قائم تھی

سفیان اسکی بات سنتا سختی سے اسے خود میں بھینچ گیا

میں تمہارے اس احسان کا بدلہ ساری زندگی نہیں چکا سکوں گا

اچھا ہے آپ ساری زندگی میرے مقروض رہے گئیں ... وہ مسکرائی

تمہیں دسترس میں پا کر سفیان شاہ اپنی اگلی زندگیاں بھی تمہارے مقروض ہو کر ہی گزرانا چاہے گا۔

جذبے سے چور لہجے میں کہتے اسنے انوشے کی گردن سہلائی تھی

شش..شاہ مم..مجھے نیند آرہی ہے۔

اسکے چوڑے وجود میں چھپی انوشے کی اس فسوں خیز ماحول میں ذرا سی سرگوشی ابھری۔

ابھی تو میں نے تمہیں محسوس ہی نہیں کیا میری جان۔ابھی کیسے تمہیں سونے دوں۔

شاہ..! انوشے نے گھٹی گھٹی سی آواز میں اسے پکارا۔

جی جانِ شاہ!..

"آج کی رات تم میرے حصار میں گزارو گئی انوشے میں تمہیں محسوس کر کے اپنے ہجر کے دنوں کی تمام تر تشنگی، اذیتیں اور تکلیفیں بھلانا چاہتا ہوں" اسکے لہجے میں محبت سمیت ایک امید بھی تھی۔

اسکی گرم سانسوں سے خود کو جھلستا محسوس کرتے انوشے چہرا اسکی گردن میں چھپاتے اسکے گرد اپنے کانپتے ہاتھوں کا حصار باندھ گئی جو اسکی رضامندی کی علامت تھی سفیان شاہ جی جان سے مسکرا اٹھا۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

انوشے کی آنکھ چڑیوں کی چہچہاہٹ سے کھلی نظریں سیدھی سفیان شاہ کی سرخ آنکھوں سے ٹکرائی اسکی سرخ آنکھیں رت جگے کی علامت تھی ساری رات اسے خود میں سموئے وہ انوشے کو اسکے بچپن کے متعلق بتاتا رہا تھا اور پھر وہ اسکے حصار میں پر سکون سی سو گئی اسے خبر ہی نہیں ہوئی مگر سفیان شاہ بس اسے دیکھتا رہا تھا اسکی استحقاق بھری نظریں خود پر ٹکے دیکھ انوشے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی

وہ اٹھتی سفیان نے اسکی کلائی سے تھامے اسے خود پر گرا دیا۔

کہاں جا رہی ہو ...؟

ششش... شش...شاہ ... وہ بوکھلائی۔

اسکی بوکھلاہٹ پر وہ ضبط کے باوجود مسکرا دیا

اسے ہنستا دیکھ انوشے خجل سی اسکے سینے پر سر رکھ گئی

آپ سوئے کیوں نہیں ...؟

سو جاتا تو تمہیں دیکھتا کیسے!...

اب مجھے ہی دیکھنا ہے آپ نے ساری زندگی ..." وہ مان سے بولی

بلکل ... مگر ابھی بھی ان آنکھوں کی پیاس نہیں بجھی۔

اسکا چہرا اوپر کرتے سفیان نے اسکے بال چہرے سے ہٹائے تھے

مم...مجھے جانا ... بب..بی جان اٹھ گئی

اسکی نظروں کی تپش میں بے ساختگی عود کر آئی تھی

بنا کسی جواب کے اسکے چہرے کے تمام نقوش کو ہولے سے چھوتے سفیان نے اسکے سرخ ہوتے چہرے کو بغور دیکھا تھا

تھوڑی دیر تک ہم اسلام آباد کیلیئے نکلیں گئیں پیکنگ کر لو اور ابھی اس حقیقت کے متلعق یہاں کسی کو کچھ مت بتانا۔

اسنے فوراً سے ہاں میں گردن ہلائی

وہ تو بس اسکی قربت سے رہائی چاہتی تھی جو کہ سفیان شاہ کی مضبوط گرفت میں اسے حاصل ہوتی نظر نہیں آرہی تھی

اب میں جاؤں ... وہ ممنائی۔

سفیان جو اسے ہی دیکھ رہا تھا گہری سانس کھینچتے حصار کو ڈھیلا کیا۔

دل نہیں مان رہا مگر جاؤ ... مجھے بھی بی جان دا جی کے پاس جانا ہے۔

اسکے گال پر لب رکھے وہ اٹھ بیٹھا انوشے بھی فوراً سے دور ہوئی تھی

» » » » » » » » » » » » » »

تم یہاں ہو میں صبح کا تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم خود کو کمرے میں بند کر کے بیٹھے ہو آخر ایسا بھی کیا ہو گیا ابتسام۔

میں جانتا ہوں مما تجھے سب بتا چکی ہوں گئی زیادہ باشن نا جھاڑ اور نکل۔

اسکے جواب پر کاشان کا مانو دماغ گھوم اٹھا۔

آج زری کی رخصتی ہے کمینے اور تو روگ لگا کر بیٹھا ہے۔

اسکا بازو دبوچے کاشان غصے سے چیخا۔

زری کی رخصتی۔ابتسام بگڑبڑایا۔جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اپنا موبائل اٹھایا اور ڈیٹ دیکھی جہاں تین جنوری لکھا تھا۔ہاں آج تو زری کی رخصتی ہے یار میں بلکل بھول گیا تھا۔

چونکہ انکے کوئی خاص رشتےدار نہیں تھے جسکی وجہ سے ابتسام صاحب اپنی ہی بہن کی اتنی سادہ سی رخصتی یاد نہیں رکھ پائے۔

اسنے مدد طلب نظروں سے کاشان کو دیکھا جو غصے سے اسے گھورے جا رہا تھا۔

کاشی تو زری کو مت بتانا ورنہ وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گئ

اسنے منت کی تھی۔

کافی ساری شرطیں ہیں مانے گا تو نہیں بتاؤں گا۔

وہ پر سکون سا اسے آگ لگا گیا۔

جلدی بکوا... میرا مطلب ہے بول کیا شرطیں ہیں۔

اسکی گھوری سے خائف ہوتے ابتسام نے بکواس لفظ کو فوراً سے بول میں بدلا تھا۔بات اسکی جانِ عزیز بہن کی تھی ورنہ اس بلیک میلنگ پر ابتسام اسکا جبڑا توڑ دیتا۔

مجھے پارلر لے کر جا۔تیرا اور میرا ڈریس پک کرنے جانا۔پھر وینیو کی تیاری اور سیکیورٹی چیک کرنے جانا ہے۔اسکے بعد...

سٹاپ لگا میرے بھائی۔ابتسام نے بیزاریت سے اسے ٹوکا۔

ابھی نکل باقی کی ساری شرطیں گاڑی میں گنوانا۔کاشان سر ہلاتا اسکے پیچھے کمرے سے نکلا۔ویسے رخصتی کی ٹائمنگ کیا ہے؟

موبائل چیک کرتے ابتسام نے بڑے مصروف سے انداز میں پوچھا

خدا کی قسم میں نے تیرے جیسا لاپرواہ بھائی پہلی بار دیکھا ہے.

"لازمی سی بات ہے میرے جیسا ایک ہی ہے"

دوبدو جواب دیتے وہ اطمینان سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کہا تو صحیح ہے تیرے جیسا سر پھرا واقع میں ایک ہی ہے دنیا میں"

شکریہ اس تعریف کیلئے۔وہ ابھی بھی اطمینان سے بولا۔

ظہر کے بعد کا ٹائم ہے رخصتی کا۔کاشان نے احسان کرنے والے انداز میں بتایا۔

بتا تو ایسے رہا ہے جیسے رخصتی زری کی نہیں ہم تیری کروا رہے ہیں

جلتی پر تیل ڈالنے سے ابتسام اب بھی باز نہیں آیا تھا۔

ڈرائیونگ پر دھیان دے ... اسنے جبڑے بھینچے۔

» » » » » » » » » » » »

گڈ مارننگ ڈیڈ... گڈ مارننگ مما!...

اٹس گڈ آفٹر نون بیٹا...؛

ذوالفقار صاحب اور انکی بیگم نے مسکراتے جواب دیا۔

ہاں میرا بھی وہی مطلب تھا ڈیڈ!..

خجل سی ہوتی عائشہ اس ڈھیلے ڈھالے سے نائیٹ سوٹ میں بالوں کو شانوں پر بکھیرے بڑی سی چادر اوڑھے باہر لان کی طرف آئی تھی جہاں اسکے موم ڈیڈ دن کے بارہ بجے لان میں بیٹھے اتوار کا دن

ایک ساتھ گزار رہے تھے۔مگر انکی شہزادی صاحبہ کی نیند ہی بارہ بجے پوری ہوئی تھی جو انہیں گڈ مارننگ کہتی کچھ دیر پہلے انکے بیچ آئی تھی۔

آپکا اسائمنٹ کیسا جا رہا ہے؟

اٹس گڈ ڈیڈ... ملازمہ سے کافی کا مگ تھامتی وہ دھیمی سی آواز میں بولی۔

ماشاءاللہ... وہ دونوں مسکرا دیئے۔

موم ڈیڈ ... تقریباً پانچ منٹ بعد عائشہ نے انہیں اکٹھا مخاطب کیا

جی !...

ایکچولی مجھے آپ دونوں سے ایک ضروری بات کرنی ہے جو میں کافی دنوں سے کرنا چاہ رہی تھی مگر کچھ آپکی مصروفیات تھی تو کچھ میری۔وقت ہی نہیں ملا۔اسنے رسانیت سے کہا۔

ہم سن رہے ہیں بتائیں کیا بات ہے؟ مسز ذوالفقار نے اسکے بال سہلاتے کہا۔

دراصل ڈیڈ میں کسی کو پسند کرتی ہوں اور وہ رشتہ بھیجنا چاہتا ہے۔عائشہ نے متوازن لہجے میں کہتے باری باری ان دونوں کے ریایکشن دیکھے جو کچھ خاص بدلے نہیں تھے کیونکہ مسٹر اینڈ مسز ذولفقار ایک ویل آف اور براڈ مائینڈڈ بزنس کلاس طبقے سے تعلق رکھتے تھے انکے نزدیک اگر انکی بیٹی کسی کو پسند کرتی ہے تو یہ کوئی انا کا مسئلہ نہیں تھا زندگی اسنے گزارنی تھی۔لڑکا انکے معیار کے مطابق ہونا چاہئیے اور انکی بیٹی خوش رہے انکی صرف یہی دو ڈیمانڈز تھیں۔

آپ دونوں خاموش کیوں ہو گئے؟

عائشہ نے جانچتی نظروں سے پوچھا

لڑکا کیا کرتا ہے؟

سوال مسٹر ذوالفقار کی طرف سے آیا تھا

انسپکٹر ہیں زیان بھائی کے دوست ہیں۔

زیان کو مسٹر ذوالفقار بہت اچھی طرح سے جانتے تھے

ہمم.. اچھا.. انہوں نے سر اثبات میں ہلایا اور اپنی بیگم کی طرف دیکھا جنہوں نے کندھے اچکا دیئے۔

ٹھیک ہے بیٹا آپ انہیں انوائیٹ کر لیں جب بھی پوسیبل ہو۔ہم ان سے مل لیں گئیں۔اور باقی باتیں پھر ملنے کے بعد طے کریں گئیں۔

آپکو اپنی بیٹی کی پسند پر کوئی شک ہے کیا ڈیڈ؟

عائشہ کو انکی آخری بات ذرا بھائی نہیں تھی۔

نہیں آپکے ڈیڈ کا ایسا کوئی مطلب نہیں ہے مگر عائشہ زندگی آپ نے گزارنی ہے ہماری تو صرف یہی خواہش ہے کہ آپ خوش رہو ہمیشہ۔

مسز ذولفقار نے اسکا کندھا تھپتھپاتے کہا۔

عائشہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی

بالفرض ڈیڈ اگر آپ کو حسیب پسند نا آیا تو؟

وہ کچھ دیر بعد پھر بولی۔

پھر ہمیں یقین ہے کہ ہماری بیٹی کبھی اپنے موم ڈیڈ کا مان نہیں توڑے گئ۔وہ پختہ لہجے میں بولے۔

عائشہ نے انکی طرف مسکراہٹ اچھالی تھی۔جیسے جواب ہاں میں ہو۔

میں آپ دونوں کا مان کبھی نہیں توڑوں گئ ڈیڈ مگر پھر میں اپنے دل کو بھی نہیں توڑ سکتی۔اگر میری شادی حسیب سے نہیں ہوئی تو میں کسی سے بھی شادی نہیں کروں گئ۔وہ ہنوز مسکراتے قدرے متوازن لہجے میں بولی تھی۔

آپ دونوں باپ بیٹی آخر کس بحث میں پڑ گئے ہیں۔ابھی لڑکے کو آکر مل تو لینے دیں پھر یہ باتیں ہوتی رہیں گئیں۔

مسز ذولفقار جھنجھلاتی بول اٹھی

وہ دونوں بیک مسکرا دیئے

« « « « « « « « « « « « « «

ابتسام صبح سے اسکے ساتھ خجل خوار ہو رہا تھا اتنی تیاری تو اسکی بہن کی نہیں تھی جتنی اسکا بہنوئی کر رہا تھا۔ آخر تین گھنٹے لگانے کے بعد وہ کچھ فری ہوئے تو ابتسام اسے سرپرائز کا بولتا گاڑی کا رخ موڑ گیا تھا۔

مما اور زری کہاں ہیں؟

اسنے گاڑی روکتے پوچھا۔

ڈرائیور کے ساتھ آرہی ہیں مگر ابتسام ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟

ادھر ادھر دیکھتے کاشان نے تجسس سے پوچھا تھا۔

مما اور زری آجائیں پھر بتاتا ہوں۔ابتسام کہتا گاڑی سے نیچے اتر گیا کیونکہ سامنے سے اسے اپنی دوسری گاڑی رن وے سے ہوتی اندر آتی نظر آئی۔

اتنی جلدی میں کیوں بلایا ہے بیٹا پتہ بھی ہے میں کتنے کام چھوڑ کر ائی ہوں۔گاڑی سے اترتی نگہت بیگم فوراً سے بولی تھی۔

آئیں بتاتا ہوں۔آجاؤ زری۔اسے اپنے حصار میں لیتے وہ پیدل چلنے لگا اس راستے پر لائن میں گھر ہی گھر تھے۔ایک سے بڑھ کر ایک شاندار گھر۔پھر وہ رک گیا تو وہ سب بھی رک گئے۔

یہ ہمارا نیا گھر ہے زری یہاں سے رخصت ہو گئ

اس گھر کا انٹیریئر اور کی گئی سجاوٹ ہی اس قدر خوبصورت تھی کہ دیکھنے والے لمحہ بھر نظر نہیں ہٹا سکتے تھے

وہ ایک شاندار فرنشڈ وائیٹ ہاؤس تھا۔

یہ تم نے کب خریدا؟

کاشان نے حیرت سے استفار کیا۔

خریدا نہیں بنوایا ہے اپنی محنت کی کمائی سے بلکل ویسا جیسا بابا نے بنوایا تھا ہمارے لیے۔

زری اور نگہت بیگم کی آنکھوں میں بے ساختہ نمی ابھری تھی

اور وینیو کی بولنگ.

وہ میں نے صبح ہی کینسل کر دی تھی۔

آئیں میں آپ دونوں کو گھر دکھاتا ہوں۔اطمینان سے کہتا وہ ان دونوں کے ہاتھ تھام کر گھر کے اندر لے گیا۔پیچھے کاشان نے گہری سانس بھرتے سر جھٹکا وہ بندہ واقع اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

وائیٹ ہاؤس باہر سے جتنا خوبصورت تھا اندر سے اس سے کئی گنا زیادہ خوبصورت تھا۔یہ بہت خوبصورت ہے ابتسام بلکل ویسا جیسا تمہارے بابا نے بنوایا تھا۔

نگہت بیگم ایک ایک سٹیپ سے دیکھتی آسودگی سے بولی

آپ نے مجھے بہت اچھا سرپرائز دیا ہے بھائی۔زری اسکے گلے لگی تھی۔

خوش رہو میری چڑیل ... ابتسام نے اسکا ماتھا چوما

کاشان ان ہیپی مومنٹس کو کیمرے میں کیپچر کرتا مسکرایا تھا۔

« « « « « « « « « « « « « « «

اور پھر وہ وقت بھی آگیا سادگی سے زری کی رخصتی کر دی گئی تھی۔چند مہمان اور کاشان کے دوستوں کی موجودگی میں آج صحیح معنوں میں زرمینہ چوہدری سے زرمینہ کاشان بن گئی تھی۔

نگہت بیگم نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا انکی بیٹی خیر خیریت سے اپنے گھر کی ہوگئی تھی مگر وہ دکھی بھی تھیں اسے سٹیج سے اتارتے کاشان ان سے ملانے کیلئے پاس لایا۔زری اپنی مما کے گلے لگی بے تحاشہ

رو دی تھی۔ابتسام نے اسے اپنے حصار میں لیتے ڈھیروں دعائیں دے ڈالی تھیں۔میری بہن کا خیال رکھنا تھوڑی نا سمجھ ہے پر اگر مجھے پتہ چلا تم نے اس پر غصّہ کیا تو میں تیرا منہ توڑدوں گا۔

اسکا کاکر سیٹ کرتے ہونٹوں پر مسکان سجائے ابتسام چوہدری دانت پیستے بولا تھا۔

یار کچھ شرم کر ابتسام بہنوئی ہوں تیرا زیادہ نا سہی تھوڑی سی ہی عزت دے دے۔اسکی دھمکی سن کر کاشان نے دہائی دی۔

یہی بات تو پیار سے بھی بول سکتا تھا۔کاشان نے منہ بگاڑتے کہا۔

اچھا میرے بھائی اگر میری بہن کو خوش نا رکھا تو میں تجھے بہت پیار سے شوٹ کردوں گا۔

اسے کس کے گلے سے لگاتے ابتسام نے مسکراتے کہا

تیرا کچھ نہیں ہو سکتا۔کاشان ہنس دیا۔

قرآن مجید کے سائے تلے اسے رخصت کرتے ابتسام نے جاتی زری کے ہاتھ میں فائل تھمائی تھی۔
جس میں اسنے گفٹ کے طور پر بنگلہ اپنی بہن کے نام کیا تھا

» » » » » » » » » » » »

کافی ساری رسموں کے بعد اسے سرخ پھولوں کے سجائے کمرے میں لایا گیا تھا ناخن چباتی وہ کافی حد تک نروس تھی کاشان کی ناراضگی کا سوچتے ہی اسکی جان جا رہی تھی کمرے کا دروازا کھلا اسکی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی زری نے لرزتی پلکیں اٹھائے کمرے میں آنے والی ہستی کو دیکھا جہاں کاشان چوہدری چہرے پر سخت تاثرات سجائے کمرے میں داخل ہوا تھا

آگے بڑھا واڈراب سے ملحقہ کمرے میں گیا تھوڑی دیر بعد باہر آیا ہاتھ میں مخملی کیس پکڑے وہ اسکے سامنے آ بیٹھا۔

یہ تمہارے لیے...؟

مجھے نہیں چاہئیے ... خفگی سے کہا گیا۔

کیوں نہیں چاہئیے..؟ چہرے پر سختی در آئی

پہلے آپ کہیں کہ آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں ...

اور اگر میں ایسا نا کہوں تو ... کاشان نے آئی برو اچکائی

تو میں یہ تحفہ قبول نہیں کروں گئی۔

تمہارے اچھے بھی قبول کرے گئیں تم کیا چیز ہو...

پھر میرے اچھوں کو دے دیں یہ تحفہ مجھے نہیں چاہئیے

تم جانتی ہو نا ضد کرنے کا نجام بھاری پڑ سکتا تمہیں ... کاشان کو اب غصہ آنے لگا تھا

زری نے خوف سے بھری آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا

مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی کاشان پلیز نا ... وہ ممنائی

ہر بار تمہیں ہی غلط فہمی کیوں ہوتی ہے ... ایکدم سے وہ چیخ پڑا

ڈر کے مارے زری بیڈ کراؤن سے جا لگی

بتاؤ مجھے کیوں غلط فہمی ہوتی ہے تمہیں اور وہ بھی میری محبت کو لے کر ... فار گوڈ سیک زرمینہ چار سال ہونے والے ہیں ہمارے نکاح کو اور تم ابھی بھی مجھ پر بھروسہ نہیں کرتی تم جب بھی بات کرتی ہو میری محبت کو نشانہ بناتی ہو اور یہ سب میری اذیت کا باعث بنتا ہے ...

بیڈ کروان سے لگی زری کے آنسو زاروقطار بہتے گردن تک پہنچ چکے تھے

اسکی مدھم سسکیوں پر کاشان نے ضبط سے سرخ نظروں کا زاویہ اس سرخ جوڑے میں ملبوس لڑکی کی طرف پھیرا جو سر گھٹنوں میں دیئے ایسے رو رہی تھی جیسے اسکے سر پر کوئی بہت بڑا الزام عائد کر دیا ہو جبکہ غلطی اسکی ہی تھی وہ کاشان کو مسلسل نمبر بزی جانے پر اس پر شک کرتی الٹے سیدھے سوال جواب کرنے لگی۔

یہ سب کچھ بھی آج ہی ہونا تھا انکی رخصتی والے دن .... کاشان سر کے بال نوچتا بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا اسکو ہر بات گوارا تھی مگر وہ لڑکی جب اسکی محبت پر شک کرتی تھی تو کاشان چوہدری کا دل چاہتا تھا اپنے ساتھ اس لڑکی کو بھی ختم کر دے۔

وہ مسلسل رونے میں مصروف تھی کاشان نے اپنا نرم حصار اسکے نزدیک باندھے رونے سے باز رکھنا چاہا تھا اسکا حصار خود پر محسوس کرتے ہی زری شدت سے روتی اسکی بازو دبوچ گئی تھی

کاشان کی گرفت میں سختی آئی تھی

اچھا سوری مجھے غصہ نہیں کرنا چاہیئے تھا تم ٹھیک تھی میری غلطی تھی بس رونا بند کرو اب...

اسکی ارضی پر زری نے بھیگی پلکیں اٹھائے خفگی سے اسے دیکھا جو آج پھر اسکی غلطی ہونے کے باوجود خود پر سارا الزام عائد کرتا اسے چپ کرانے میں لگا تھا

اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو ... اسکی تھوڑی پکڑے نرمی سے پوچھا گیا

آپ نے مجھے زرمینہ کہا ... اسنے ناک سکیڑی

"ہاں تو تمہارا نام ہے"

نہیں آپ مجھے زری کہتے ہیں اور زری ہی کہا کرے ... حکم سنایا گیا

جی ٹھیک ہے اور کوئی حکم ... کاشان نے سر کو خم دیا

عموماً مجھے تمہیں بیوی کہنا چاہئیے ... نہیں.؟

اسکے قریب حصار تنگ کرتے کاشان نے زومعنی لہجے میں استفار کیا

زری نے بڑھتی دھڑکنوں میں ذرا سی گردن اٹھائی

جو جزبوں سے چور اپنی پر تپش نظریں اس پر ہی گاڑھے بیٹھا تھا

مجھے چینج کرنا ہے ... اسکا حصار توڑے زری نے اٹھنا چاہا

کر لینا چینج مگر ابھی نہیں ... ابھی میں تھک گیا ہوں اور تم میرے پاس رہو گئی ... اسے خود میں بھینچے کاشان نے آنکھیں موند لی تھی مجبوراً زری کو بھی اسی ہیوی جوڑے میں سونا پڑا تھا

» » » » » » » » » » » » » » » »

صبح سے شام ہو گئی تھی۔وریشہ عشال اور حسنہ بی کچن میں مصروف تھیں جہاں طرح طرح کے پکوان بن رہے تھے۔شادی کے بعد پہلی بار اسکا سسرال آرہا تھا جسکی وریشہ کو کوئی خاص خوشی نہیں تھی مگر وہ زیان کیلئے خود کو نارمل دکھا رہی تھی۔وریشہ بچے آپکے ڈیڈ آئیں ہیں!..

حسنہ بی کے بتانے پر وریشہ مسکراتی باہر کی جانب گئی تھی۔

پاس کھڑی عشال نے بہت غور سے وریشہ کے چہرے کی مسکراہٹ کا جائزہ لیا تھا جو اسکے ڈیڈ کے نام سے ہی چمک اٹھی تھی۔ایسی چمک اسکے چہرے پر نہیں تھی اور نا شاید کبھی آسکتی تھی۔اور اس بات کا اسے دلی افسوس تھا "مگر پھر ہر انسان کو سب کچھ بھی تو نہیں ملتا زندگی میں ہمیشہ کسی نا کسی چیز کی

تھوڑ تو رہ ہی جاتی ہے"۔یہ سوچتے ہی اسنے خود کو دلاسہ دیا تھا اور کپڑے چینج کرنے کی غرض سے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

شام سات بجے کا وقت تھا۔حویلی کے تمام مکین کچھ دیر پہلے ہی وہاں پہنچے تھے سب خوش تھے مگر سفیان شاہ اور انوشے کے چہرے پر تو عجیب سی خوشی رقص کر رہی تھی جو وہاں سب نے بغور نوٹ کی تھی کیونکہ ان دونوں کو ہی حویلی میں کبھی کسی نے اتنا خوش نہیں دیکھا تھا سب لاونج میں بیٹھے تھے عشال بی جان کے پاس دبکی بیٹھی تھی وہ سب سے ملی تھی سوائے ولید شاہ کے یہ بات آج ولید شاہ نے بھی بذاتِ خود نوٹ کی تھی۔

وریشہ اپنے سسرال والوں سے مل کر کچھ مطمئن ہوئی تھی بی جان اور داجی قدرے محبت سے اس سے ملے تھے انوشے بھی اس سے محبت سے ملی تھی لال حویلی کو وریشہ کی صورت میں اپنی بہو بہت پسند آئی تھی انوشے نے عشال کا اترا چہرا دیکھا تھا مگر سب کے بیچ وہ کچھ پوچھ نہیں سکی تھی۔

کھانا لگ گیا ہے آپ سب آکر کھانا کھا لیں۔

وریشہ کی پکار پر تمام حویلی والے متوجہ ہوئے زیان ان سب کو لے کر ڈائینگ ہال میں آیا۔کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا۔مگر تب تک کے وقت میں ولید شاہ سمیت عشال کی زبان پر بھی تالا

لگا تھا وہ اپنی انا میں چپ تھے جبکہ عشال آنے والے وقت کے خوف سے وہ حویلی والے جو ابھی مسکرا رہے تھے یہ بھی نہیں جانتے تھے کچھ دیر بعد جو حقیقت کسی پگھلے سیسے کی مانند جب انکے کانوں میں پڑے گئ تو یہی مسکراہٹیں کہیں غائب ہو جائیں گئیں۔

» » » » » » » » » » » »

کھانے کے بعد چائے کا دور چل پڑا تھا چونکہ سردیوں کی راتیں تھیں سو وریشہ عشال کے ساتھ چائے بنا کر لائی تھی۔سب کو چائے سرف کرتے عشال کمرے کی طرف چلی گئ جس کو جاتا دیکھ انوشے بھی معذرت کرتی وہاں سے اٹھتے عشال کے پیچھے گئ تھی اچانک فون بجا تھا میں یہ کال سن کر آتا ہوں سفیان شاہ بھی وہاں سے نکلا تھا وریشہ اور زیان سمیت وہاں سب عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے جس کی ہر حرکت انہیں آج مشقوق لگ رہی تھی عشال اپنے کمرے میں گرم چادر لینے کی غرض سے آئی تھی انوشے اسکے پیچھے قدم رکھتی جب کسی نے پیچھے سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھے اسے دوسرے کمرے میں کھینچتے دروازہ بند کر دیا تھا

انوشے چیخ مارتی سفیان شاہ نے سرعت سے اسکے سامنے آتے اپنا دیدار کروایا تھا۔

آ.. آپ...یہ... کیا طریقہ ہے شاہ ایسے کون کرتا ہے بھلا میں ڈر گئ تھی۔

پہلے حیرت اور پھر خفگی سے استفار کرتے انوشے نے اسکی آنکھوں میں دیکھنے کی غلطی کی تھی جہاں وہ محبت کا جہاں سموئے اسے ہی نہار رہا تھا۔

مم...مجھے پری کے پاس جانا ہے۔وہ گھبرائی تھی

چلی جانا پہلے میری بات کا جواب دو۔اسے دیوار سے پن کیے سفیان اسکے چہرے کے بے حد نزدیک آتے پوچھنے لگا وہ جو کچھ سنبھلی سی کھڑی تھی ایکدم سے بوکھلائی تھی۔

کس خوشی میں تم مجھے اگنور کر رہی ہو؟ یکدم سے اسکا لہجہ سرد ہوا تھا۔

انوشے نے لب بھینچتے زور سے آنکھیں میچی تھیں

میری طرف دیکھو اور جواب دو۔کیا چوبیس سال کم تھے جو تم ابھی بھی مجھے تڑپانے پر لگی ہوئی ہو۔وہ شکوہ کرتا انوشے کو اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہوا تھا۔

شش..شاہ... وہ ممنائی۔

جی بولو.... سن رہا ہوں۔اب وہ ذرا نرمی سے بولا۔

جس پر ہمت کرتے انوشے نے بھی نظریں ذرا سی اٹھانے کی جرات کی تھی

آپ کی نظریں مجھے اکنفیوز کرتی ہیں۔مم...میں آپ کو اگنور نہیں کر رہی تھی۔وہ منہ میں ہی بڑبڑائی

جو سفیان شاہ کے کانوں نے باخوبی سنی تھی۔وہ مزید قریب ہوتا اپنا چہرا اسکے انچ بھر کے فاصلے پر لے آیا تھا۔

جانِ شاہ.. آج کے بعد جب میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تو تمہاری نظریں مجھ پر سے ہٹنی نہیں چاہئیے۔ ورنہ انجام کی زمہ دار تم اور تمہاری ننھی سی جان ہو گئی۔انگوٹھے سے اسکی گردن سہلاتے وہ سنجیدگی سے مگر نرمی سے کہہ رہا تھا۔

آپ مجھے سزا دیں گئیں۔وہ روہانسی ہوئی

ہاں پیار والی سزا... اسکی پلکوں کے جھالر پھر سے گرے تھے سفیان شاہ نے اپنے حصار میں کھڑے اس کپکپاتے اور سرخ ہوتے چہرے کو مخمور ہوتی نظروں سے دیکھا تھا۔اپنے تشنہ لبوں سے باری باری اسکے چہرے کے ہر نقوش کو چھوتے وہ اپنی کبھی نا ختم ہونے والی تشنگی مٹا رہا تھا۔ مگر اپنی قربت سے اسکی جان پر ضرور بن رہا تھا۔اسکے پرحدت لمس اپنی آنکھوں پھر ستواں ناک، روئی جیسے گالوں پر محسوس کرتے انوشے کے دل کی دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی۔اس خاموشی میں ان دونوں کی گہری سانسیں الجھنے لگی تھی۔انوشے نے نظر اٹھا کر اسے دیکھنا چاہا۔اسکی نظروں کا فوکس دیکھتے اسنے بے ساختہ اپنے لب بھینچے تھے

شاہ کے ہونٹوں پر گہرا تبسم پھیلا تھا۔

انہیں تکلیف کیوں دے رہی ہوں جانِ شاہ۔وہ بہکا ہوا سا بولا اور ذرا سا جھکتا ان پر بوسہ دیتے پیچھے ہٹا تھا۔وہ اسکی قربت ابھی برداشت نہیں کر پائے گئی یہ سوچتے ہوئے ہی وہ خود پر پہرے بٹھائے ہوئے تھا۔اسکا شدت بھرا لمس ہونٹوں پر پاتے ہی انوشے تڑپ اٹھی تھی۔گہرے گہرے سانس لیتی انوشے نے اسکے کندھے پر سر رکھا تھا اسے حصار میں لیتے سفیان شاہ نے اسکے بال سہلاتے خود میں سکون اترتا محسوس کیا تھا یہی وہ سکون تھا جسکے لئے وہ برسوں تڑپا تھا جسکے حصول کیلئے وہ دعائیں کرتا تھا۔

شش...شاہ..مم..مجھے...جانا ہے... اسکی ذرا سی قربت میں بے ساختگی عود کر آئی تھی۔

مگر میرا دل نہیں کر رہا تم سے دور جانے کو... اسکے جملے پر انوشے نے خفگی سے بھنوئیں اچکائی تھی۔

سب انتظار کر رہے ہوں گئیں شاہ پلیز۔۔۔!اسکے شرٹ کے بٹن پر انگلی پھیرتی وہ ممنائی۔

ایک شرط پر... انوشے نے نظر اسکے چوڑے سینے سے ہٹائے چہرے پر ڈالی جہاں سنجیدگی طاری تھی۔

کیا...؟ بمشکل اسے دیکھتے اسکے حلق سے وہ لفظ نکلا تھا۔

بنا کچھ بولے سفیان شاہ نے اپنا گال اسکے سامنے کر دیا۔انوشے نے اسکی شرط پر تاسف سے اسے گھورا تھا۔

میں انتظار کر رہا ہوں۔اسکی سنجیدہ بارعب آواز پر انوشے نے مرتی کیا نا کرتی کے مصداق اپنے کپکپاتے لرزتے خشک ہونٹ اسکے گال پر رکھ دیئے۔سفیان شاہ کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔کچھ لمحے، چند سیکنڈ گزرے وہ آنکھیں موندے کھڑا تھا عینا لب ہٹاتی ہنستی اسکے پاس سے نکلتی فرار ہونے کو تھی جب اسکی پائل نے سارا کام بگاڑا تھا وہ دم دبا کر بھاگتی سفیان شاہ نے اسکی کلائی تھام لی

شاہ اگر آپ نے مجھے تنگ کیا تو میں ناراض ہو جاؤں گئی۔

وہ خفگی سے ممنائی تھی سفیان شاہ ناراضگی مول نہیں لے سکتا تھا مگر اپنی معصوم سی بیوی کے حفاظتی طریقے پر وہ جی جان سے مسکرایا تھا۔

اچھا چلو نہیں کر رہا تنگ۔اسکا ہاتھ تھامے وہ مسکراتا کمرے سے باہر نکلا تھا

شاہ ہاتھ چھوڑ دیں پلیز ....

بیوی ہو میری، محبوبہ نہیں۔اسکے لہجے میں سختی در آئی۔

شاید اسے ہاتھ چھوڑنے کا نہیں کہنا چاہئیے تھا۔انوشے سوچتی کچھ بھی بغیر اسکے ساتھ چلنے لگی۔

» » » » » » » » » » › » » » » »

اب بتا بھی دو برخودار ہمیں اتنی عجلت میں یہاں کیوں بلایا ہے؟ چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے دا جی نے زیان سے سوال کیا جواب تو ولید شاہ اور بی جان کو بھی چاہیئے تھا عشال اپنی گرم شال لیے بی جان کے پاس آبیٹھی تھی۔

میں نے آپ سب کو عشا کے متعلق بات کرنے کیلیئے بلایا ہے۔

ولید شاہ کا رنگ فق سے اڑا تھا سانس بے ساختہ اٹکی تھی انہوں نے نظر اٹھائی جہاں عشال سپاٹ نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی

کیا عشاء مل گئی میرے بچے؟

کہاں ہے وہ زیان اور کیسی ہے؟

دا جی اور بی جان نے بیک وقت سوالوں کی بوچھاڑ کی

زیان نے نفی میں گردن ہلائی وریشہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"عشا اب ہمارے بیچ نہیں رہی بی جان"

اور اس خبر نے لاونج میں داخل ہوتی انوشے سمیت وہاں سب کو ایک زور دار جھٹکا دیا تھا بی جان اور دا جی اپنی جگہ ساکت رہ گئے ولید شاہ نے کرب سے آنکھیں میچی جبکہ عشال خشک نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو زیان... خدا کیلئے بولو بیٹا کے تم مذاق کر رہے ہو بی جان نے اسکے ہاتھ تھامے روتے ہوئے منت کی تھی۔

مگر انکے رونے سے کہاں حقیقت بدل سکتی تھی زیان نے ایک بار پھر نفی میں سر ہلایا اور ان کی رہی سہی امید بھی ٹوٹ گئی۔

لاونج میں سناٹا چھا گیا۔

"ابو نے انہیں بھی مار دیا" ... عشال کے سپاٹ لہجے پر جہاں بی جان نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا وہی دوسری طرف انوشے کے قدم لڑکھڑائے تھے سفیان نے ایکدم سے اسے تھاما تھا۔

کیوں ابو ٹھیک کہہ رہی ہوں نا... عشال کے سرد لہجے پر ولید شاہ کے اندر چھناک سے کچھ ٹوٹا تھا۔

پہلے آپ نے انکے شوہر کو یہاں چار گولیاں ماری اسنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا پھر انکے گھر کو آگ لگا دی جس میں انکے شوہر سمیت عشا آپی اور انکا ہونے والا بچہ بھی مر گیا وہ بے تاثر لہجے میں بول رہی تھی مگر اسکا کاٹ دار لہجہ ولید شاہ کو آج چب رہا تھا۔

بچہ... بی جان نے بے یقینی سے زیان کی طرف دیکھا جس نے سر اثبات میں ہلاتے عشال کے لفظوں کی تصدیق کی ان دونوں بوڑھے وجود پر تو جیسے قیامت نازل ہوئی تھی۔

وہ اٹھتی انکے قریب آرکی۔

پری... زیان نے اسے کسی خدشے کے تحت روکنا چاہا۔

وہ ان سنی کرتی انکے پیروں میں بیٹھ گئی ولید شاہ نے بے ساختہ پاؤں پیچھے کھینچ لیے۔

میں آج آپ سے سوال جواب کرنے نہیں آئی ہوں ابو نا ہی آپ کو یہ بتانے آئی ہو کہ میں کتنی تکلیف میں ہوں ,...

سفیان شاہ کو اپنی پری پر ترس آیا تھا۔اتنی سی عمر میں اتنے دکھ جھیل کے بیٹھی تھی وہ پیچھے بیٹھے دا جی اور بی جان بنا آواز کے زاروقطار رو رہے تھے۔

نا ہی یہ پوچھو گئی کے آپ بیٹی کے باپ ہو کر اتنے سفاک اور ظالم کیسے بن گئے؟ ولید شاہ نے کرب سے آنکھیں میچ دیں۔

سفیان بھائی اور زیان بھائی چاہتے ہیں میری شادی ہو جائے

ولید شاہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔

مگر میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔پتہ ہے ابو ایسا کیوں ہے؟

کیونکہ میں ڈرتی ہوں،میں دوسری آمنہ شاہ نہیں بننا چاہتی جس نے اپنی ساری زندگی سسک کر، آنسو چھپاتے گزار دی

میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں ابو ... اسکی آنکھ سے ایک موتی ٹوٹا ولید شاہ کے پاؤں پر گرا تھا۔

مگر مجھے آپ جیسا ہمسفر نہیں چاہئیے کیونکہ آپ اب میرے آئیڈیل نہیں رہے۔ضبط کے کڑے پہرے ٹوٹے تھے آنکھیں چھن کرتی بہی تھیں اور پھر بہتی چلی گئی۔ولید شاہ کے آنسو عشال کے ہاتھوں پر گر رہے تھے جنہیں وہ نظر انداز کرتی سر جھکائے اٹھتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

وریشہ بھاگتے اسکے پیچھے گئی تھی انوشے بھی اسکے پیچھے جاتی سفیان نے اسکی کلائی تھامے وہی روک دیا۔

بھابھی گئی ہیں تم یہی رکو۔نا چاہتے ہوئے بھی وہ رک گئی۔

اسکے علاوہ ایک آخری سچ ہے جو میں آپ سب کو بتانا چاہتا ہوں انوشے کا ہاتھ تھامے سفیان شاہ نے وہاں قدم رکھتے اس خاموشی کو توڑا تھا۔

دا جی اور بی جان نڈھال سے اسے دیکھ رہے تھے۔

زیان کا موبائل بجا۔ہاں ٹھیک ہے اندر بھیج دو۔اسنے کال کٹ کرتے موبائل ٹیبل پر رکھ دیا۔

وہاں سب اسکی طرف ہمہ تن گوش تھے۔زیان بھائی کی بہن اور میری بیوی انوشے زندہ ہے۔اور یہاں ولید شاہ سمیت دا جی کا رنگ بھی لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا زیان نے گہری نظروں سے انہیں دیکھا جو پہلو بدل کے رہ گئے۔

کیا مطلب ہے تمہاری بات کا سفیان؟ بی جان ہکا بکا سی بولی تھی۔

"عینا ہی انوشے شاہ ہے بی جان" وہ خوشی سے دو چار لہجے میں بولا

یہ کیسے ہو سکتا ہے سفیان؟ بی جان الجھی

میں بتاتا ہوں ... اندر آتے دلاور شاہ نے کرخت لہجے میں کہا

سب اسکی جانب پلٹے جب سفیان شاہ نے انوشے کو اپنے پیچھے کر دیا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو خبیث انسان؟

انہیں میں نے یہاں بلایا ہے دا جی۔زیان نے فوراً سے کہا۔

کیونکہ انہوں نے ہی احمد چاچو کو کال کر کے یہ حقیقت بتائی تھی۔

سفیان نے فوراً سے بات ختم کی۔

بیٹھئیے۔زیان نے ادب سے کہا۔دلاور شاہ ٹھاٹ باٹ سے اس صوفے پر براجمان ہوا تھا۔بی جان نے اسے نفرت کی نگاہ سے گھورا تھا۔

ولید شاہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے جسکو سرے سے اگنور کرتے دلاور شاہ نے زیان کی طرف دیکھا۔

مجھے کیا ملے گا حقیقت بتا کر؟ اسنے لالچی انداز میں پوچھا۔

بہت بڑا انعام رکھا ہے آپکے لئے۔فکر نہیں کریں۔زیان نے آرام سے کہا جس پر دلاور شاہ کی باچھیں تک کھل گئی تھیں۔

تو حقیقت دراصل یہ ہے حویلی میں جو لڑکی ہے عینا وہی تمہاری بہن اور سفیان شاہ تمہاری بیوی ہے انوشے شاہ۔

یہ ہم جانتے ہیں دلاور شاہ تم صرف اتنا بتاؤ پانچ سال کے عرصے میں وہ کہاں تھی؟ اور تم نے کیوں یہ گھٹیا کھیل کھیلا؟ سفیان شاہ نے دانت پیستے پوچھا۔

وہ میری نگرانی میں تھی۔دلاور شاہ اطمینان سے بولا۔

اور یہ گھٹیا کھیل میں نے نہیں تمہارے سگے باپ نے کھیلا تھا۔میں تو بس اسکی مدد کر رہا تھا۔وہ زہر خند لہجے میں پھنکارا

سفیان شاہ نے کٹیلی نظر اپنے باپ پر ڈالی تھی۔

انکو اب اس سامنے بیٹھے وجود سے اس قدر نفرت محسوس ہو رہی تھی کے کسی نے ولید شاہ کو کچھ کہنے لائق بھی نہیں سمجھا تھا انکو کچھ بولنا وہ اپنے لفظوں کی توہین سمجھنے لگے تھے بھاری شکست خور قدم لیتے وہ لاونج سے پھر گھر سے باہر نکل گئے اور کسی نے انہیں روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

مجھے تمہارے باپ کی کال آئی تھی کہ وہ زیان حیدر کی بہن کو ختم کرنا چاہتا ہے پہلے مجھے تھوڑی حیرانی ہوئی مگر پھر اس جیسے شخص سے مجھے ایسی ہی امید تھی جو اس لڑکی کے ماں باپ کا قتل کر سکتا تھا تو اس لڑکی کو مارنا اسکے لئے کونسی مشکل بات تھی۔زیان ضبط سے اسے سن رہا تھا۔

اسنے انوشے کو ہوسپٹل سے چرا کر مجھے سونپ دیا کہ اسے مار کر میں کہیں اسکی قبر بنا دوں وہ خود حویلی چلا گیا مگر تب میرے شیطانی دماغ میں ایک خیال آیا کہ کیوں نا اس بچی کو ولید شاہ کے خلاف مہرے کی طرح استعمال کیا جائے۔سفیان اور زیان نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔انوشے بے یقینی سے اسے سن رہی تھی۔

وہ کافی بیمار تھی اس قدر کے ڈاکٹر نے کہا اسکا بچنا ناممکن ہے میں نے سکیم لگائی اور باہر ملک سے ایک ڈاکٹر منگوایا۔جو اسکا علاج کرنے لگا۔اسے میں نے پیسے دیئے اور کہا اور کہ ایسی دوائیوں کا استعمال کرے کے انوشے اپنی پچھلی زندگی کے متعلق سب کچھ بھول جائے۔اسے یہ تک معلوم نا ہو کہ وہ کون ہے۔اس ڈاکٹر نے ایسا ہی کیا۔پانچ سال تک ہم اسے وہ دوائیاں کھلاتے رہے۔وہ مکمل طور پر سب بھول چکی تھی۔وہ گیارہ سال کی تھی جس دن مجھے خبر ملی کے زیان اپنی بہن کو ڈھونڈ رہا ہے اور میرا ایک آدمی بھی اسکے ہاتھ لگ چکا ہے۔وہ اسے کچھ بتاتا اس سے پہلے ہی میں نے اس لڑکی کو حویلی کے دروازے پر چھوڑ دیا۔وہ سب بھول چکی تھی اور چھ سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا اسکی شکل و صورت بھی بدل گئی تھی جسکی وجہ سے اسے کوئی بھی پہچان نہیں سکا اسی بات کا فائدہ اٹھاتے

تمہارے باپ نے اسے حویلی میں رکھ لیا۔مگر سچائی کسی کو نہیں بتائی۔کیونکہ اگر وہ کچھ بتاتا تو خود ہی پھنس جاتا۔

تم اتنے گرے ہوئے انسان ہو گئے مجھے معلوم نہیں تھا دلاور شاہ

سفیان ایکدم سے دھاڑا تھا۔تم ابو کو نا سہی مجھے بتا دیتے۔میں اتنی تکلیف سے نا گزرتا۔وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولا تھا

اسکی تکلیف کی شدت دیکھتے وہاں سب افسردہ ہوئے تھے۔

میں نے نا سہی سفیان شاہ تمہارے دا جی تو تمہیں بتا سکتے تھے۔کیوں سبحان شاہ۔کروفر سے بیٹھے دلاور شاہ نے طنزیہ نگاہ ڈالے استفار کیا

کیا مطلب ہے کہنا کیا چاہتے ہو تم؟

یہی کے تمہارے دا جی بھی یہ حقیقت جانتے تھے۔

اسکو اپنے دل پر ضربیں پڑتی محسوس ہوئی۔سفیان شاہ کو یقین نہیں آرہا تھا۔جسکے سامنے وہ روتا تھا جو اسکی تکلیف سے سب سے زیادہ واقف تھا اسی نے اس سے اتنا بڑا راز رکھا۔

مجھے ولید شاہ نے قسم دی تھی بیٹا مجھے معاف کر دو اسنے کہا تھا کہ وہ انوشے بچے کو نقصان پہنچائے گا اگر میں نے تمہیں اس حقیقت کے متعلق کچھ بھی بتایا تو۔وہ شکست خور لہجے میں بولے تھے

سفیان شاہ کا تو دماغ گھوم گیا تھا۔وہ اس سے بڑے تھے ان سے تو وہ باز پرس بھی نہیں کر سکتا تھا۔

داجی کی غلطی نہیں ہے سفیان ان سے ناراض مت ہو۔زیان نے اسکا کندھا تھپتھپایا کہا

میں ان سب کو ہر زیادتی کیلئے معاف کر سکتا ہوں بھائی مگر میری بیوی کو مجھ سے دور رکھنے کی خطا پر میں کسی کو معاف نہیں کروں گا۔وہ بپھرا شیر بنے غراتا وہاں سے اپنے کمرے کی طرف واک آؤٹ کر گیا

تم اب منہ کیا دیکھ رہے ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے۔میرے پوتے کو مجھ سے بدزن کر دیا تم نے۔ سبحان شاہ اس پر دھاڑے تھے۔

میں تو بس اپنے انعام کیلئے بیٹھا ہوں۔ورنہ مجھے کوئی شوق نہیں یہ ڈرامہ دیکھنے کا۔وہ مغروریت سے بولا

تیرا انعام یہ ہے دلاور شاہ۔زیان نے ابتسام کی بھیجی وائس ریکارڈنگ چلائی تھی۔

جسے سن کر دلاور شاہ جہاں کا تہاں رہ گیا تھا۔یہ وہی ریکارڈنگ تھی جو ابتسام نے اس سے بات کرتے وقت ریکارڈ کی تھی۔جب وہ سفیان کو مارنے کی سپاری دے رہا تھا۔

کمبخت انسان تو میرے سبحان شاہ کے پوتے کا قتل کروائے گا۔

دا جی نے اسکا گریبان پکڑے ایک تھپڑ رسید کیا تھا۔میں ولید شاہ نہیں ہوں جو تو مجھے دبا دے گا میں تیرا نام و نشان مٹانے میں ایک سیکنڈ نہیں ضائع کروں گا دلاور شاہ۔وہ غصے سے پھنکارے تھے۔

چھوڑیں اسے دا جی کیوں اپنی طبیعت خراب کر رہے ہیں۔

زیان انکے بیچ آیا تھا۔

اور تم اگر سلامتی چاہتے ہو تو نکل جاؤ یہاں سے اور آج کے بعد سفیان کی طرف میلی نظر سے دیکھنا بھی مت۔ورنہ میں پولیس انسپکٹر ہوں اور اس ریکارڈنگ کو کیسے استعمال کر سکتا ہوں یہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔چل اب نکل یہاں سے۔زیان نے اسے باہر کی طرف دھکا دیا۔دلاور شاہ اپنی اتنی توہین پر ضبط کے کڑے گھونٹ بھرتا وہاں سے نکلا تھا مگر بدلہ لینا نہیں بھولا تھا۔

پہلے اس سیریل کلر سے بدلہ لوں گا۔پھر تمہیں دیکھوں گا زیان حیدر۔

وہ غصے سے پھنکارتے اپنی گاڑی لیے باہر نکل گیا۔

انوشے...یہاں آؤ بچے..! اسے دروازے کی اوٹ میں گم سم سا کھڑے دیکھ زیان نے اپنے پاس بلایا تھا۔

جی بھائی۔وہ مطمئن سی اسکے پاس آکھڑی ہوئی۔

ہمیں معاف کر دو بیٹا۔بی جان اور دا جی نے اسکے سامنے ہاتھ جوڑنے چاہے۔

خدا کا واسطہ آپ دونوں یوں میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر مجھے گنہگار تو مت بنائیں۔انوشے نے انکے جڑے ہاتھ تھام لیے۔

میں کسی سے خفا نہیں ہوں دا جی۔انوشے نے انکے ہاتھ چومے تھے۔

بی جان مجھے میرے بھائی واپس مل گئے ہیں اور میں میرے شاہ کے ساتھ خوش ہوں۔ہاں جو کچھ بھی ہوا وہ سب ٹھیک نہیں ہوا۔مگر بی جان۔۔۔انوشے نے انکے آنسو پونچھے تھے۔ولید ماموں نے میرے بھائی کو تکلیف دینے کیلیئے مجھے ان سے دور کر دیا۔میں انکی بہن کی بیٹی تھی اپنی اس نفرت میں وہ یہ بھی بھول گئے کے مجھ سے اور بھائی سے زیادہ تکلیف انکے بیٹے کو ہو گئی۔اور با خدا بی جان میں گواہ ہوں میں نے سفیان شاہ کو انوشے شاہ کیلیئے تڑپتے اور سجدے میں گڑگڑاتے دیکھا ہے۔انکی تکلیف مجھے اندر ہی اندر زخمی کر دیتی تھی۔میں انکے لئے انوشے کے مل جانے کی دعائیں کرتی تھی۔اسکے گلے میں معدوم سی گلٹی ابھر آئی۔تو کیا ولید ماموں کو اپنے بیٹے کیلیئے تکلیف نہیں ہوتی ہو گئی۔میں تو پھر انکی "تب" ان چاہی بیوی تھی۔زیان نے بے ساختہ اسے ساتھ لگا لیا۔

سب ٹھیک ہو گیا ہے بی جان آپ دونوں پلیز روئیں نہیں اور میں کسی سے خفا نہیں ہوں۔ولید ماموں سے بھی نہیں۔مجھے میرے شاہ مل گئے ہیں میرے لیے کسی معجزے سے کم نہیں ہیں۔بی جان کے حصار میں آتی وہ خوشی سے چہک اٹھی تھی۔

زیان سمیت بی جان اور دا جی اسے پہلی بار اتنا خوش دیکھ رہے تھے۔

اللہ تم دونوں کی جوڑی ہمیشہ سلامت رکھے۔آمین۔

زیان نے اسکا سر چوما تھا۔آمین بچے۔دا جی بھی افسردگی سے بولے تھے۔پریشان نہیں ہوں دا جی شاہ کی ناراضگی ختم ہو جائے گئی

انشاء اللہ بچے... دا جی ہولے سے کہتے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے بی جان بھی انکے پیچھے گئی تھیں زیان ولید شاہ کو دیکھنے کی غرض سے کمرے کی راہ سے پلٹتا گھر سے باہر نکل گیا۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » »

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی کمرے کی طرف آئی دھیرے سے دروازہ بند کیا۔کمرے کی حالت دیکھ انوشے نے تاسف سے اپنے پاگل شاہ کو دیکھا تھا کمفرٹر زمین پر پڑا تھا تمام کشن اور تکیے بھی زمین پر

پڑے اپنی ناقدری پر رو رہے تھے ابھی وہ مزید قدم اٹھاتی جب سرسری سی بھاری آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

فرصت مل گئی تمہیں کمرے میں آنے کی؟

وہ جو اپنے دھیان میں تھی ایکدم اس سخت آواز پر اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔

شش...شاہ... وہ ممنائی۔

جانِ شاہ ایک سیکنڈ کے اندر میرے پاس آؤ ورنہ بہت برا پیش آؤں گا

وہی بیڈ پر دراز آنکھوں پر بازو رکھے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

انوشے اپنی خیر مناتی چلتی بیڈ کی دوسری سائیڈ پر آئی تھی ابھی وہ سنبھل کر بیٹھتی سفیان نے اسکی کلائی دبوچتے اپنے سینے پر گرا دیا اس اچانک افتاد پر انوشے بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔

کہاں تھی جانِ شاہ..؟ انگوٹھے سے اسکا گال سہلاتے وہ بظاہر نرمی سے پوچھ رہا تھا۔مگر آنکھوں میں اتری سرخی بتا رہی تھی وہ کس قدر ضبط کر کے بیٹھا ہے۔

شش...شاہ می..میں دا..جی ...

خاموش ہو جاؤ میں انکے بارے میں ایک لفظ نہیں سننا چاہتا۔لب بھینچتے کہا گیا

اسکا سر سینے پر رکھے وہ پھر سے آنکھیں موند گیا۔انوشے اسکا خراب موڈ دیکھ چپ ہو گئی تھی مگر زیادہ دیر نہیں رہ سکی۔

شاہ...؟ اسکے سینے پر تھوڑی ٹکائے اسنے بہت لاڈ سے پکارا تھا

جی میں صدقے جانِ شاہ...! محبت پاش لہجے میں کہتے وہ انوشے کو سرخ سیب بنا گیا تھا۔

شاہ آپ دا جی سے ناراضگی ختم کر دیں ناں وہ تو ولید ماموں کی وجہ سے آپ کو نہیں بتا سکے تھے۔ ایک ہی سانس میں کہتی انوشے نے اسکی بازو زور سے دبوچ لی۔

وہ کچھ نہیں بولا کمرے میں ہنوز خاموشی تھی سفیان شاہ نے غصہ نہیں کیا تھا انوشے نے حیرت سے اٹھتے اسکی طرف دیکھا جو آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا تھا۔لمحے کے ہزارویں سیکنڈ میں اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ رو رہا ہے۔

شاہ ... انوشے نے اسکی بازو ہٹائی۔جہاں وہ سرخ بھیگی آنکھیں لیے لیٹا تھا۔

تم کہہ رہی ہو میں انہیں معاف کردوں جنہوں نے مجھ سے میری جینے کی وجہ چھین لی تھی۔میرے باپ سے مجھے کسی اچھائی کی اب امید نہیں رہی مگر دا جی انہوں نے کیسے اتنے سال مجھے تکلیف میں رکھا سر کے بال نوچتے وہ ہذیانی بول رہا تھا۔

میں انکے سامنے روتا تھا انوشے ان سے کہتا تھا مجھے میری انوشے مل جائے گئ۔وہ میرے آنسو برداشت کر لیتے تھے میری تکلیف سہن کر لیتے تھے مگر مجھے کبھی بتانا ضروری نہیں سمجھا۔اور تم کہتی ہو میں انہیں معاف کردوں۔وہ غصے کی شدت سے چیخ پڑا

انوشے نے دل برداشتہ ہوتے اسے سینے سے لگا لیا۔آپ پلیز روئیں تو نہیں ناں۔آپکو روتا نہیں دیکھ سکتی میں شاہ..مجھے تکلیف ہوتی ہے

اوکے میں نہیں رو رہا۔ادھر دیکھو رونا بند کرو تم۔اسکا بھیگا چہرا سامنے کرتے سفیان شاہ نے ہلکے ہاتھوں سے اسکا تر چہرا صاف کیا تھا۔

اب تم میرے پاس ہو مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے اسکی روئی آنکھوں کو چومتے سفیان شاہ کے لہجے میں شدت در آئی۔

مم..مجھے نیند... انوشے اسکی نظروں کے پیام سمجھتی دور ہٹتی اس سے پہلے شاہ نے اسکے پیٹ کے گرد بازو باندھتے اسے اپنے پہلو میں بٹھایا تھا۔

شش..شاہ ...

جی جانِ شاہ... اسکے بالوں میں منہ چھپائے وہ سرگوشی نما آواز میں بولا۔

شش..شاہ نیند آرہی ہے آپ بھی سو جائیں پلیز...! بوکھلاہٹ کا شکار ہوتے وہ قدرے معصومیت سے اسے مشورہ دے رہی تھی۔

"جانِ شاہ آج نیند نہیں تمہاری قربت میں رہنے کا ارادہ ہے"

وہ مخمور سے لہجے میں بولتا انوشے کے رہے سہے حواس بھی مشتعل کر گیا۔انوشے کی چلتی زبان رکی تھی وہ سانس روکے اپنی دھڑکنوں کا شور سن رہی تھی۔

شش..شاہ...می..میں...

کوئی مسئلہ ہے میرے قریب آنے میں...؟ اسکی بات بیچ میں اچکے شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

انوشے نے نفی میں گردن ہلائی۔مگر حواس اس شخص کی قربت کا سوچتے ہی ساتھ چھوڑ رہے تھے۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » »

وہ نماز پڑھ کر جوگنگ پر نکل گیا تھا کل کا دن اتنا مصروف گزرا تھا کہ دوبارہ اسے کوئی بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا مگر ابھی وہ اپنی ماں سے بات کرنے کا سوچ رہا تھا۔جوگنگ کرتا وہ گھر پہنچا تھا صبح کے سات بج رہے تھے معمول کے مطابق وہ سب سے پہلے کچن کی طرف گیا تھا جہاں نگہت بیگم

اسکے لئے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی آج کیسے بھی کر کے ابتسام ان سے بات کرنا چاہتا تھا مگر بات کیسے شروع کرے ابھی وہ انہی سوچوں میں تھا نگہت بیگم پلٹی تھی اور اسے دیکھتے خوشی ہوتی اسکے قریب آرکی۔

تم آگئے ابتسام یہاں بیٹھو بس ناشتہ تیار ہے۔وہ کہتی پلٹ گئی اور ناشتے کی ٹرے لے کر کچن میں رکھے چار لوگوں کے مشتمل ڈائننگ ٹیبل پر آبیٹھی۔

مما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔

آج ناشتہ میں نے اپنے بیٹے کی پسند کا بنایا ہے۔اسکی بات اگنور کرتی وہ مسکراتے ہوئے بولی

جی شکریہ مما۔انکی اگنورنس دیکھ ابتسام نے بمشکل مسکراتے نوالہ لیا تھا۔

میں چائے لاتی ہوں۔

ہمم۔۔ابتسام صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

ابتسام تم آج فری ہو بیٹا؟ چائے کپ میں انڈیلتے وہ مصروف سے انداز میں پوچھ رہی تھیں۔

جی مما فری ہوں۔پر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟

وہ مشتعل سا ہوا۔

ٹھیک ہے تو پھر دس بجے تک تیار رہنا۔زری سے ملنے کے بعد تم مجھے لے جانا۔

مگر جانا کہاں ہے مما یہ تو بتائیں؟ وہ تجسس کا شکار ہوا

تمہارا رشتہ لے کر جانا ہے ابتسام۔انہوں نے عام سے انداز میں بتایا۔

اسکا نوالہ گلے میں ہی اٹکا تھا

کک..کس کی طرف مما...؟ وہ شخص جس کی زبان پتھر برساتی تھی آج اتنی سی بات پر خوف سے لڑکھڑائی تھی۔

"تمہاری محترمہ کی طرف... اور کہاں بھلا.. کیا تم نے کوئی اور بھی دیکھ رکھی ہے؟" آخر میں وہ خفگی سے بولی تھی۔

سکون سے بیٹھے ابتسام کو پتنگے لگے تھے ایکدم سے کھانستے وہ اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔

"میری کون...؟" اسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکی ماں نے اسکی محترمہ کا ذکر کیا ہے۔

"عشال کی طرف..."۔اب کی بار وہ چائے کا کپ لاتی اسے گھورنے لگی۔

ابتسام کی تو خوشی کی انتہا نہیں تھی اسکی ماں نے اسکی خوشی کو اپنے ڈر پر فوقیت دی تھی ابتسام چوہدری کیلیئے اس سے زیادہ خوشی اور حیرانگی کی اور کیا بات ہو سکتی تھی۔

گھور کیوں رہی ہیں؟

اور کتنی ہیں ابتسام جو تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آرہی؟

خدا کا نام لیں مما... اسنے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگائے تھے

وہ آپ نے یوں اچانک بات کی تو میں نے سوچا دوبارہ پوچھ لوں کہ کہیں میں کچھ غلط نا سن بیٹھا ہوں۔اسنے وضاحت دی

"بے فکر رہیں محترمہ کی جگہ اور کوئی نہیں لے سکتا کیونکہ اُس جیسی پاکیزہ روح والی اِس پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے"

"وہ اکلوتی ہے جو صرف ابتسام ابراہیم چوہدری کی ہے۔اسکا جنون اسکی دیوانگی سب اسکی محترمہ سے وابستہ ہے"

وہ مبہم سا مسکرایا تھا۔

خوشی میں وہ کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔ابتسام نے اپنی مما کی طرف دیکھا جو مسکراتے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

آپ مسکرا کیوں رہی ہیں؟

کیونکہ میرا بیٹا خوش ہے اسلئے۔وہ مزید مسکرائی۔

ابتسام خجل سا ہوا مگر اگلے ہی لمحے اسکے چہرے پر شرارت واضح ہوئی تھی۔

ویسے مما آپ جیلیس تو فیل نہیں کر رہی میں ابھی سے اپنی بیگم کی اتنی تعریفیں کر رہا ہوں۔ابتسام نے دانتوں کی نمائش کی تھی۔

نگہت بیگم نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔

اور اگر ہو رہی ہیں تو بتا دیں میں..

ابتسام... انہوں نے تنبیہ کرنے والے انداز میں پکارا۔

اچھا مطلب آپ جیلیس ہو رہی ہیں؟۔وہ ابھی باز نہیں آیا تھا۔

نہیں میں خوش ہوں کہ تم بدل گئے ہو اور یہ سب میری ہونے والی بہو کی بدولت ہے ابتسام۔میں بے حد خوش ہوں۔

وہ خوشی سے چہکی تھیں

مگر مجھے ایک بات کا خوف ہے ابتسام؟

انکی مسکراہٹ پل میں سمٹ گئی

وہ کیا مما؟۔۔ابتسام نے انکی طرف دیکھا۔

بیٹا تم اپنے غصے پر کنٹرول کرنا سیکھو ... تمہارا یہ جذباتی پن، انتہا کا غصہ تمہیں کسی بڑی مصیبت میں نا ڈال دے

فکر انکے لہجے سے عیاں تھی

تین سال تک کیا تھا ناں کنٹرول مما ... مگر اب محترمہ کے معاملے میں بے بس ہو جاتا ہوں۔بے بسی سے کپ کو گھورتے کہا گیا۔

اچھا چلو اداس مت ہو اللہ خیر کرے گا۔

جی۔وہ بڑبڑایا۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » » »

آج اسکی آنکھ ذرا دیر سے کھلی تھی۔مگر آنکھ کھلتے ہی پہلی نظر اپنے حصار میں چھپی بکھری سی حالت میں انوشے پر پڑی تھی۔جس کے چہرے پر سورج کی تیز کرنیں پڑنے کی وجہ سے وہ نیند میں کسمسا رہی تھی۔شاہ نے جھکتے اسکے سرخ گالوں پر بوسہ دیا تھا اور انوشے شاہ اسکی گرم سانسوں کی تپش خود پر محسوس کرتے فٹ سے آنکھیں کھول گئی تھی۔

جانِ شاہ ہماری زندگی کی پہلی حسین صبح مبارک ہو۔

اسکی ستواں ناک سے اپنی ناک مس کرتے شاہ مسکرایا

آپ کو بھی۔ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکرائے سجائے کہا گیا۔

میرا دل کرتا ہے تم ساری زندگی یوں ہی میرے پہلو میں رہو اور میں تمہیں دیکھتا رہوں۔

مگر مجھے ابھی اٹھنا ہے اور پری کے پاس جانا ہے۔نروٹھے پن سے کہتی انوشے نے اسکا بازو اپنے اوپر سے اٹھانے کی کوشش کی تھی۔

اب تم میرے فیصلے کے خلاف جاؤ گئ؟

شاہ کا موڈ ایکدم سے بدلا تھا۔

نہی... نہیں۔اسکے چہرے پر سرد تاثرات لہراتے دیکھ انوشے نے خوف میں ڈوبی آواز سے بول کہا

شاہ نے لب بھینچتے اسکے گرد حصار تنگ کیا تھا۔

کچھ ہی سیکنڈز بعد کمرے میں اسکی سسکیوں کی آوازیں گونجنے لگی۔شاہ نے چہرا اسکی گردن سے ہٹاتے انوشے کی طرف دیکھا جو زوروں شور سے رونے کا مشغلہ فرما رہی تھی

جانِ شاہ... وہ ہڑبڑاتا اٹھ بیٹھا اور اسے بھی اٹھایا۔

میں مذاق کر رہا تھا تمہاری قسم رونا بند کرو میری جان

آپ.. آپ نے مجھ پر غصہ کیا۔وہ مزید رونے لگی

نہیں کیا ناں میں بس تنگ کر رہا تھا۔معاف کر دو۔

ایک شرط پر معاف کروں گئی۔ناک سکیڑتے وہ معصومیت سے بولی تھی۔

ہر شرط منظور ہے جانِ شاہ۔اسے حصار میں لیتے وہ شرط سننے سے پہلے ہی محبت سے لبریز لہجے میں گویا ہوا۔

آپ دا جی سے ناراض نہیں ہوں گئیں۔اسنے شرط بتائی

منظور ہے جانِ شاہ۔اسکی گردن پر اپنی مہر ثبت کرتے وہ مخمور سا بولا تھا

وہ لڑکی سفیان شاہ سے ہر بات منوانے کا ہنر رکھتی تھی

شرمگیں سی مسکراہٹ نے اس خوبصورت چہرے کا احاطہ کیا تھا وہ شخص اسکی ہر بات کا مان رکھتا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » » »

مما آپ دونوں رک جائیں نا۔دوپہر کا کھانا کھا کر جایئے گا۔

باری باری انہیں دیکھتے زری معصومیت سے بولی تھی۔

ابھی نہیں زری۔میں تمہارے بھائی کی محترمہ کی طرف جا رہی ہوں اسکا رشتہ لے کر۔اس خبر نے کاشان سمیت اسکی مما اور زری کو بھی گنگ کر دیا تھا۔

بھائی کا رشتہ... سچی مما. وہ خوشی سے چیخ پڑی

کاشان اور ابتسام نے بیک وقت کانوں پر ہاتھ دھرے تھے۔

پھر تو آپ ابھی جائیں مما۔اور جلدی سے آکر مجھے گڈ نیوز سنائیں۔

زری خوشی سے چہک رہی تھی۔ابتسام اسکا سر تھپتھپائے مسکراتے کاشان کے اشارے پر اسکے پیچھے چل دیا۔

ہاں کیا بات کرنی ہے؟

یار چاچی سچ کہہ رہی ہیں۔کیا وہ واقعی میں مان گئی ہیں؟

ہاں سچ کہہ رہی ہیں مما اور میں نے کچھ کہا بھی نہیں خود ہی مان گئیں۔

ایسے کیسے کچھ نہیں کہا تو نے۔رب کے حضور اتنی دعائیں بھی تو تُو نے مانگی تھی ناں میرے بھائی۔

ابتسام ہولے سے مسکرا دیا۔

اچھا اب میری بات غور سے سن۔

ہمم سنا ... موبائل میں مگن مصروف سا جواب دیا گیا۔

اب اپنے غصے پر کنٹرول کرنا ہے تو نے، مزید کوئی بات نہیں بگاڑنی ان سے،

کہنا کیا چاہتا ہے تو؟ ابتسام نے آئی برو اچکائی۔

بھائی تو کتنا بڑا Short temper ہے یہ بات ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں مجھے آنکھیں دکھانے کی ضرورت نہیں ہے کچھ غلط نہیں بول رہا میں۔کاشان نے اسے گھڑکا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے مجھے لیکچر مت دے۔

تجھے لیکچر کی نہیں پوری ایک کلاس کی ضرورت ہے۔

یار بس کر کاشان۔میں جان بوجھ کر نہیں کرتا غصہ۔وہ جھنجھلایا۔

"محترمہ میری روح میں اتر چکی ہے" اسکے متعلق کوئی غلط لفظ کیسے برداشت کروں جس کو میں خود سرد نظر سے دیکھ بھی نہیں سکتا۔اور جسکے لئے ابتسام چوہدری خود اتنا پوزیسو ہے تو تُو سوچ میں اسکے لئے کوئی غلط بات کیسے برداشت کروں۔ نظر تو دور کی بات ہے'..

تیری ہر بات بجا ہے میرے بھائی مگر وہ اسکے بھائی ہیں۔

"مگر اسکے معاملے میں، میں بہت پتھر دل ہوں"

مطلب صاف تھا اسے فرق نہیں پڑتا بھائی ہو یا باپ، ابتسام چوہدری نہیں بدل سکتا۔کاشان نے سوچتے سر جھٹکا اور اسکے حق میں دعا مانگی تھی۔

کوئی سمجھتا نہیں ہے، بس مجھے ہی سمجھانے آجاتے ہیں۔ بڑبڑاتے اسنے گاڑی کا دروازہ ٹھاہ کی آواز سے بند کیا۔

حد ختم ہوتی ہے اس بندے کے غصے پر...، کاشان نگہت بیگم کو آتے دیکھ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا۔

»»»»»»»»»»»»»»

تو یہ ہے لڑکا اور اسکی ہسٹری... اب آپ لوگ بتائیں۔آپ سب کو پری کیلئے یہ رشتہ معقول لگتا ہے یا نہیں۔

زیان نے بات ختم کرتے کافی کا گھونٹ بھرا تھا۔

لاونج میں سفیان شاہ دا جی اور بی جان زیان کے سمیت بیٹھے تھے جہاں زیان نے انہیں ابتسام کی تصویر اور اسکی زندگی کے متعلق سب بتایا تھا سوائے سیریل کلر والی بات کو گول کر کے۔کیونکہ اسے اپنی پری کیلئے ابتسام ہی پسند تھا۔

بھائی یہ بندہ غصّے کا بہت تیز ہے ، اور ہماری پری معصوم سی ہے۔

سفیان نے روکھے سے انداز میں کہا

وہ نہایت ہی شریف لڑکا ہے سفیان۔

مگر جنونی تو پھر بھی کہلائے گا ناں بھائی، شریف ہونے سے کیا ہوتا۔

سفیان شاہ نے تڑخ کر کہا۔

سفیان تمہیں ابتسام کے غصے سے مسئلہ ہے یا جنونی ہونے سے؟

زیان نے آئی برو اچکاتے پوچھا

دونوں سے مسئلہ ہے بھائی۔اور آپ اتنے پر سکون کیسے ہیں؟

وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہونے لگا۔

کیونکہ میرے بھائی اس بندے کا غصہ اور جنون دونوں ہی پری سے ہے۔تم نے کل غلط بات کی سفیان جس پر وہ غصہ ہوا تھا۔وہ بندہ شریف ہے تب تک ،جب تک کوئی برخلاف بات نا ہو۔

مجھے اور کوئی مسئلہ نہیں ہے بھائی پر کل کو اگر اسنے پری کو ہرٹ کیا تو...؟

ایسا کبھی نہیں ہو گا، اس بات کی گرینٹی میں تمہیں دیتا ہوں۔

ٹھیک ہے پھر ... سفیان نے گہری سانس کھینچتے کافی دیر بعد کہا تھا۔

مگر بھائی مجھے سمجھ نہیں آتی آپ کو وہ شخص اتنا معقول کیوں لگتا ہے پری کیلیئے؟ ذہن میں رکھا سوال سفیان شاہ زبان پر لایا تھا۔

کیونکہ میں نے اسکی آنکھوں میں پری کیلیئے سچی محبت دیکھی ہے اسکی دیوانگی اس بات کا ثبوت ہے کے وہ پری کو ہمیشہ خوش رکھے گا۔

ٹھیک ہے جیسا آپ بہتر سمجھیں...! آخر آدھا گھنٹہ بحث و مباحثہ کے بعد سفیان شاہ کے منہ سے بھی ہاں کے الفاظ نکل ہی آئے تھے

زیان نے گہری سانس اندر لیتے شکر کا کلمہ پڑھا تھا

اتنا دماغ تو تیری بھابھی نے کبھی نہیں کھپایا میرا، جتنی کسر آج تو پوری کر کے بیٹھا ہے۔زیان نے دانت پیستے کہا

سفیان شاہ مبہم سا مسکرایا۔

آپ دونوں کیوں چپ بیٹھے ہیں؟

آخر اتنی لڑائی کے بعد انہیں یاد آیا کہ انکے داجی اور بی جان بھی وہاں موجود ہیں۔

ہمیں بولنا بھی تھا۔مجھے لگا ہمیں صرف سننے کیلیئے بلایا گیا ہے۔سبحان شاہ نے خفگی سے کہا

افففف ہو داجی اب آپ بچوں کی طرح ناراض تو نا ہوں۔میں بس سفیان کو سمجھا رہا تھا باقی آخری فیصلہ تو آپکا ہوگا۔زیان نے مسکراتی بی جان کو دیکھتے کہا۔

اسکا فیصلہ بعد میں ہو گا زیان پہلے اس برخودار سے کہو مجھ سے بات کرے۔اسکی ناراضگی میری جان پر عذاب جیسی ہے۔وہ آبدیدہ ہوئے تھے۔

میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔اور یہ اوور ایکٹنگ بند کریں بلکل بھی اچھے نہیں لگ رہے۔دا جی سمیت بی جان اور زیان نے بھی قہقہ لگایا تھا۔چونکہ انکا سفیان کو منانے کا پلان سفیان شاہ صبح صبح ہی سن چکا تھا اسلئے اچھا خاصا بدمزہ ہوا تھا۔

زیادہ ہنسنے کی ضرورت نہیں ہے صرف اپنی بیوی کے کہنے پر ناراضگی ختم کی ہے۔احسان کرنے والے انداز میں کہا گیا۔

ہا۔ہاں بڑا آیا جوڑو کا غلام۔دا جی نے منہ بناتے کہا۔

اب کسی نے تو سبحان شاہ پر بھی جانا تھا ناں۔دانت نکالتے سفیان شاہ زور دار سا ہنسا تھا۔

ہٹ بے شرم۔بی جان نے اسکے کان کھینچے تھے۔

ارے بی جان کان چھوڑیں۔دا بی بچائیں مجھے اپنی بیگم کے ظلم سے۔سفیان نے ہنستے دہائی دی۔

کتنی مکمل لگ رہی تھی یہ زندگی خوشیوں سے بھرپور۔انہیں ہنستا مسکراتا دیکھ زیان نے دل ہی دل میں کئی دعائیں مانگ لی تھی

سفیان میرے خیال سے ایک بار پری سے بھی بات کر لیں۔

موبائل پر میسج دیکھتے زیان نے اسے پکارا

جی بھائی ضرور!...

سفیان نے سر اثبات میں ہلایا اور اسکے ساتھ چل پڑا.

» » » » » » » » » » » » » » » »

پری کیا ہے کیوں ایسے خاموش بیٹھی ہو؟

انوشے نے جھنجھلاتے اسکی طرف دیکھا جو کب سے اسکے ساتھ باتیں کر رہی تھی اور عشال میڈم صرف ہوں ہاں میں جواب دے رہی تھی۔

پری صدمے میں ہے انوشے..، شادی والی بات لڑکی کو ہضم نہیں ہوئی ناں اسلئے۔کپڑوں کو طے لگاتی وریشہ نے ذو معنی انداز میں کہا۔

پری نے اسے گھورا تھا

شادی تو کرنی ہی ہے۔انوشے نے کندھے اچکاتے کہا۔

ہاں دیکھو تمہاری انوشے آپی بھی تو اتنی خوش ہے اب۔وریشہ نے اب لفظ پر زور دیتے کہا

اسکی بات کا مطلب سمجھتے جہاں انوشے کا لال چہرا جھکا تھا وہیں پری اور وریشہ مدھم سی ہنسی تھیں۔

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے میں تو پہلے بھی خوش تھی انہیں ہنستے دیکھ انوشے نے کمزور سی دلیل دینی چاہی۔

مگر آپ ویسی بلکل نہیں ہیں۔انہیں یونہی مسکراتے دیکھ انوشے نے اس شرارتی سی لڑکی کی طرف دیکھتے کہا

کیا مطلب.. میں سمجھی نہیں؟

مطلب مجھے آپ سے بات کرنے سے پہلے ڈر لگتا تھا۔مگر آپ بہت اچھی ہیں۔انوشے نے دل سے کہا۔

مجھ سے ڈرتی تھی۔وریشہ کو حیرت ہی ہوئی تھی۔

مجھ سے تو کوئی ایک مچھر بھی نا ڈرے۔آنکھیں پٹپٹاتے وریشہ معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے بولی تھی۔

ہاں مگر زیان بھائی تو ڈرتے ہیں۔اب کی بار عشال نے بھی انکی گفتگو میں حصہّ لیا تھا۔

اور مجھے زیان بھائی نے ہی کہا تھا کے آپ بہت غصے والی ہیں۔اسلئے تو میں بات کرتے سے ہچکچا رہی تھی۔عشال کی بات پر انوشے جھٹ سے بولی تھی۔

اسنے میرے بارے میں ایسا کہا؟ وریشہ صدمے سے بولی۔

پھر پر سکون ہوتے وہ انوشے کے پاس آئی۔

تمہارا بھائی خود ایک نمبر کا سڑیل انسان ہے تمہیں پتہ انوشے میں نے اس سے بڑا سڑو انسان اس دنیا میں نہیں دیکھا۔

میرے غصے کی بات کرتا خود اسنے کبھی مجھ سے پیار سے بات تک نہیں کی۔پیار سے بات تو دور کی بات مجھے پیار سے کبھی دیکھا تک نہیں اس سڑیل انسان نے۔خود کو مکمل مظلوم بناتے وریشہ میڈم نے سارا ملبہ زیان پر الٹا دیا تھا۔

جسے انوشے تو سچ سمجھ بیٹھی مگر عشال حیرت اور تاسف سے اپنی بھابھی کے کارنامے دیکھ رہی تھی۔

میرے بارے میں کہتا پھر رہا میں غصہ کرتی ہوں۔کھڑوس نا ہو تو۔خود تو کبھی سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔بات بھی ایسے کرتا جیسے بولنے سے اسکا بل آتا ہو۔ابھی وہ مزید قصیدے پڑھتی کسی کے گلا گھنگھالنے کی آواز ان تینوں کے کانوں میں پڑی۔

وہ تینوں بیک وقت پلٹی۔ وریشہ سلطان نے پیچھے کھڑے زیان حیدر کو خود کو خطرناک تیوروں سے گھورتا پایا جبکہ اسکا دیور چہرے جھکائے اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

وہ خجل سی ہوتی چہرا موڑ گئی۔یا اللہ کہیں اسنے سب سن تو نہیں لیا۔وریشہ نے تاسف سے سوچتے چہرا چھپائے وہاں سے بھاگنے والی کی تھی۔

کیا کہہ رہی تھی چڑیل؟

زیان نے دانت پیستے پری کو مخاطب کیا جس کے دانت اندر نہیں جا رہے تھے۔

کچھ نہیں بھائی آپکی تعریفیں کر رہی تھیں۔عشال نے آرام سے کہا۔

کیوں آپ نے نہیں سنی کیا؟ انوشے نے کنفرم کرنے کیلئے پوچھا۔

ویسے سنی تو میں نے بھی ہیں۔پیچھے کھڑے سفیان شاہ نے ہنستے مدھم سی آواز میں کہا۔جو زیان حیدر کے کان بخوبی سن چکے تھے۔

ہم جو بات کرنے آئے ہیں وہ کر لیں۔اسکی طرف مڑتے زیان نے کھا جانے والی نظروں سے اسکی طرف دیکھتے پوچھا۔

جی..جی ضرور بھائی۔ نظریں انوشے سے ہٹائے وہ گڑبڑاتا سیدھا ہوا۔

میں حسنہ بی سے مل کر آتی ہوں۔

سفیان شاہ کی نظروں کی تپش سے بچنے کیلیۓ انوشے نے باہر کی طرف ڈور لگائی تھی۔

پری!...

جی بھائی...

بچے ہمیں ضروری بات کرنی تھی۔

کس کے متعلق...؟ عشال نے باری باری اپنے بھائیوں کی طرف دیکھا

تمہارے رشتے کے متلعق..! زیان نے اسکے سر پر دھماکہ کیا تھا

اتنی بھی کیا جلدی ہے بھائی...! وہ ممنائی

ابھی میری سٹڈی بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی۔

سٹڈی تم شادی کے بعد بھی کانٹینو کر سکتی ہو بچے۔

کوئی اور مسئلہ ہے کیا پری؟

اسے خاموش دیکھ کر سفیان اسکے پاس بیٹھا تھا۔

"مجھے شادی نہیں کرنی بھائی مجھے ڈر لگتا ہے"

اسکی آواز میں خوف واضح تھا۔

سفیان نے ضبط سے زیان کی طرف نظر اٹھائی تھی۔

"تمہیں اپنے اللہ پر بھروسہ ہے نا پری"

زیان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے پوچھا تھا۔

مجھے ان پر خود سے زیادہ بھروسہ ہے بھائی مگر...

پھر اس اگر اور مگر کی کوئی گنجائش نہیں بچتی پری

تم ہر معاملہ اللہ کے سپرد کر دو انشاء اللہ وہ سب بہتر کرے گا۔

اور ابتسام بہت اچھا لڑکا ہے مجھے یقین ہے وہ میری پری کو ہمیشہ خوش رکھے گا۔اس آخری جملے میں اس دوسرے لفظ پر عشال کی سانس اٹکی تھی۔

اسنے بے یقینی سے زیان کی طرف دیکھا۔جیسے کچھ باور کروانا چاہتی ہو۔

"وہ بدل گیا ہے پری" اسکی نظروں کا مفہوم سمجھتے عشال نے سر کو ذرا سا خم دیا

تمہیں اس رشتے سے کوئی اعتراض ہے تو تم کھل کر کہہ سکتی ہو؟

سفیان شاہ نے نرمی سے استفار کیا۔

عشال نے نفی میں سر ہلایا تو جیسے سفیان شاہ کو اپنے کندھوں پر سے بوجھ ہٹتا محسوس ہوا وہ نہیں چاہتا جو سلوک عشاء کے ساتھ ہوا وہی عشال کے ساتھ بھی ہو اسکی مرضی سفیان شاہ کیلئے سب سے زیادہ معنی رکھتی تھی

خوش رہو ہمیشہ.! باری باری اسکے سر پر پیار دیتے وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

وہ دونوں کچھ دیر پہلے ہی وہاں پہنچے تھے ابھی وہ دا جی اور بی جان کے ساتھ ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے جب سفیان شاہ اور زیان حیدر نے وہاں قدم رکھا تھا۔

سلام دعا کے بعد دا جی نے گلا کھنگھالتے بات کا آغاز کیا۔

بہن جی آپ کوئی بات کریں میں آپ سے اپنے بیٹے کے کیے گناہ کی معافی مانگتا چاہتا ہوں۔ انکے چہرے پر ندامت تھی لہجے میں پشیمانی تھی۔

زیان اور سفیان بھی وہی بیٹھ گئے تھے

ہمارا جو نقصان ہونا تھا وہ تو ہو گیا ناں بھائی صاحب۔

آپکی بات بجا ہے بہن جی مگر ہمارا معافی مانگنا جائز ہے

اب کی بی جان کی کمزور سی آواز بھی ابھری تھی

ہم سب ہی جانتے ہیں بہن جی ماضی کو کوئی بدل نہیں سکتا تو پھر بھول جائیں میں آج یہاں ہمارے درمیان جو رنجیشیں ہیں انہیں بھلا کر ایک نئے رشتے کی شروعات کرنے آئی ہوں وہ ذرا سا مسکرائیں۔

وہاں سب انکی طرف ہمہ تن گوش ہوئے تھے۔

"میں اپنے بیٹے ابتسام چوہدری کیلیئے آپکی پوتی کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں"۔انتہائی سادگی سے کہتے انہوں نے اپنا آنے کا مقصد بیان کیا۔

ابتسام کے چہرے پر ذرا سی مسکراہٹ کی رمق آئی تھی۔

دا جی اور بی جان نے سامنے صوفے پر شان و شوکت سے براجمان اس خوبرو حسین اور پرکشش نوجوان کو دیکھا تھا۔

آپ کچھ کہیں دا جی اس سے پہلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں

ابتسام کی آواز پر وہ سب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے

یہ میرا وزٹنگ کارڈ ہے اور یہ رہا ایڈریس...، میں کیا کام کرتا ہوں میرے متعلق آپ ساری چھان بین کروا سکتے ہیں۔

اسنے دونوں چیزیں ٹیبل پر رکھی

وہ ہم پہلے ہی کروا چکے ہیں ابتسام

زیان نے اسکی طرف دیکھا۔

انٹرسٹنگ ... مسکراتے وہ ذرا آگے کو جھکا

پھر تو میرے خیال سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں بچتی

اسکی بارعب آواز پر داجی نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہم نے انکار کیا ہی کب ہے برخودار" وہ ہنسے تھے

ابتسام کو تو جیسے شوک لگا تھا اسے تو لگا تھا اسے کافی محنت کرنی پڑے گئ ان سب کو رضامند کرنے کیلئے مگر وہاں تو سب پہلے سے ہی راضی نامی تھامے بیٹھے تھے۔

مطلب آپ سب رضامند ہیں۔نگہت بیگم نے تصدیق کرنی چاہی

جی بہن جی ہمیں اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے

داجی کے جملے نے ابتسام چوہدری کو اسکے صبر کا پھل عطا کیا، اسکے چہرے پر جاندار مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا جبکہ دل ہی دل میں وہ ناجانے کتنی بار اپنے رب کا شکریہ ادا بھی کر چکا تھا

میں چاہتا ہوں نکاح آج شام مغرب کی نماز کے بعد ادا کر دیا جائے۔مجھے امید ہے میرے اس فیصلے سے کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔زیان نے باری باری سب کی طرف دیکھتے اپنی بات مکمل کی

ابتسام چوہدری کو تو آج سرپرائز پر سرپرائز مل رہے تھے

بیٹا یہ تو بہت جلدی ہے شام تک تیاریاں کیسے ہوں گئیں۔

بی جان پریشان سی بولی تھیں

وہ سب آپ ہم پر چھوڑ دیں بی جان۔ہم سنھبال لیں گئیں سب۔سفیان نے انہیں تسلی دی اور پھر ابتسام کی طرف دیکھا۔

آپ دونوں کو کوئی اعتراض تو نہیں۔سفیان نے نگہت بیگم کو دیکھ کر ابتسام کی طرف دیکھا۔

نہیں بیٹا ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔اگر آپ بات نا کرتے تو میں خود اس متعلق بات کرنے والی تھی۔نگہت بیگم نے رسانیت سے کہا

تو پھر ٹھیک ہے آنٹی جی شام میں اپنی تیاری مکمل رکھیئے گا۔

انشاء اللہ بیٹا۔وہ مسکرا دی۔

» » » » » » » » » » » » » » » » »

وہاں بھگدڑ مچ چکی تھی۔زیان نے کال کر کے سب سے پہلے وہاں موجود اپنی بیگم اور پریوں کیلئے ڈریسز کے آرڈرز دیئے تھے۔سفیان شاہ کیٹرنگز والوں کے ساتھ محو گفتگو تھا۔جبکہ باہر لان میں احمد صاحب کی زیرِ نگرانی ڈیکوریشن کی جا رہی تھی۔

دا جی آپ نے کال کر دی سب کو۔

ہاں بے فکر رہو بیٹا میں نے تمام قریبی رشتےداروں کو بلا لیا ہے۔

بی جان آپ انکی تیاری دیکھ لیں۔میں ابھی وہی جا رہی ہوں زیان

زیان... وہ ابھی وہاں سے لان کی طرف جاتا وریشہ کی پکار پر پلٹا تھا

جی بیگم ... زیان میں نے بیوٹیشن کو کال کر دی ہے۔

تم پلیز پانچ بجے تک ڈرائیور کو اس ایڈریس پر بھیج دینا۔

جو حکم میرے آقا۔زیان نے مسکراتے کہا۔

وہ عجلت میں کہتی نکلنے والی تھی۔ جب زیان کے منگوائے ڈریسز بوتیک سے آچکے تھے۔

سر یہ ڈریسز جو آپ نے منگوائے تھے۔

وریشہ یہ ڈریسز لے جاؤ انوشے اور پری کا بھی لے جانا

یہ بہت پیارے ہیں وہ مبہوت سے دیکھتی بولی تھی

دیکھیں بی جان ... وریشہ نے وہ ڈریسز انکے سامنے کیے۔

ہاں ماشاءاللہ بہت پیارے ہیں۔بی جان اسکا ماتھا چومتی بولی تھی

وریشہ آپی مہندی والی کب آئے گئ؟

انوشے اسے پکارتی نیچے لاونج میں آئی تھی۔

میں دوبارہ کال کرتی ہوں انوشے۔ابھی تک تو آجانا چاہئیے تھا اسے۔

وریشہ خود کلامی میں کہتی موبائل لیے سائیڈ پر آئی تھی۔

اچھا میں یہ ڈریسز لے کر جاتی ہوں۔انوشے وہاں سے نکلتی جب زیان کی آواز پر وہاں سب رکے تھے۔

یہ کس نے بھجوائے ہیں؟

زیان نے سائیڈ ہوتے سامنے کھڑے ڈرائیور کو مخاطب کیا تھا۔جس کے ہاتھ میں تین بڑے بڑے بوکس تھے

سر یہ ابتسام صاحب نے چھوٹی بی بی کیلئے بھجوائے ہیں۔

زیان سمیت اندر کھڑی وریشہ اور انوشے بھی اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

ٹھیک ہے یہ یہاں رکھ دو اور تم جاؤ۔

سر وہ صاحب جی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ڈرائیور نے جانے کے بجائے اپنا موبائل آگے بڑھایا۔ زیان نے اسے تھامے کان سے لگالیا۔

ہیلو سر جی ... میں چاہتا ہوں محترمہ میرا بھیجا ہوا ڈریس پہنے آفٹر آل وہ میری ہونے والی بیوی ہے۔ وہ مسکراہٹ دباتے بولا۔

اچھا ٹھیک ہے وہ یہی ڈریس پہنے گئی۔زیان نے اکتاتے موبائل ڈرائیور کو واپس کیا۔اور بوکس لے کر وریشہ اور انوشے کو تھما دیئے

پری آج یہی ڈریس پہنے گئی

یہ کس نے بھیجا ہے زیان؟

ابتسام نے بھجوایا ہے. کہتے وہ سفیان کی طرف چلا گیا۔

انوشے اور وریشہ کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی وہ بوکسز لیے پری کے کمرے کی طرف آئی۔

» » » » » » » » » » » » » »

بیگم ذرا دیکھیں بچوں کی تیاری کہاں تک پہنچی ہے

نک سک سے تیار کھڑے دا جی نے بی جان کو پکارا تھا۔

جی میں دیکھتی ہوں۔وہ مسکراتے کمرے سے نکلی تھی

مجھے سمجھ میں نہیں آتی آخر اتنی جلدی نکاح کیوں رکھ دیا بھائی نے...؟ مہندی والے ہاتھوں پر ہلکی ہلکی پھونک مارتی عشال نے جھنجھلائے تیسری بار یہی سوال کیا تھا۔

ابھی اپنی تیاری پر دھیان دو لڑکی۔یہ نا ہو دولہا آ جائے اور تم یہی بیٹھی ہو۔اپنی تیاری پر ایک آخری نظر ڈالتے وریشہ نے آئینے میں ہی اس پھولے سے چہرے والی پری کو ڈپٹا تھا۔

اسکی بات پر عشال نے بیڈ پر پھیلے اپنے نکاح کے جوڑے کو شاکی نظروں سے دیکھا تھا

وریشہ بچے۔

جی بی جان میں یہاں ہوں

بچے زیان آپ کو بلا رہا ہے

جی میں جاتی ہوں۔دوپٹہ سنبھالتی وریشہ اپنے کمرے کی طرف گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

آخر سارے کام ختم کرتے وہ کمرے میں داخل ہوا جہاں اسکی جانِ شاہ اورنج کلر کے باریک سے کامدار اور ریشمی ہیوی ڈوپٹے کے لہنگے چولی میں ملبوس انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔پیروں میں ہم رنگ کھسے ڈال رکھے تھے بالوں کی ڈھیلی سی بریڈ بنائی ہوئی تھی میک اپ کے نام پر ہونٹوں پر صرف ایک لپ گلوس لگایا تھا۔وہ مبہوت سا اسے دیکھتا رہ گیا کمرے کا دروازہ بند کرتے سفیان شاہ اسکے پاس آیا اور اسکی پیٹھ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

پل کو انوشے اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔شاہ کے ہونٹوں پر تبسم پھیلا تھا۔

شاہ ریڈی ہو جائیں نا۔دیر ہو جائے گئی۔انوشے نے اپنے پیٹ کے گرد بندھے اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے تھے۔جواباً اسکے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے شاہ نے اسکے کندھے پر تھوڑی ٹکا دی

کچھ دیر پاس رہنے دو جانِ شاہ۔وہ تھکے سے لہجے میں بولا۔

کیا ہوا ہے شاہ؟ لپ گلوس ڈریسنگ پر رکھتی انوشے نے اسکی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔

بس ویسے ہی دل نہیں کر رہا۔اور تو کچھ نہیں ہوا۔وہ صفائی سے جھوٹ بول گیا تھا۔

کس چیز کیلیۓ دل نہیں کر رہا آپکا شاہ؟

تم سے دور جانے کا دل نہیں کر رہا جانِ شاہ..! اسکے بالوں میں منہ چھپائۓ شاہ نے گہری سانس بھری۔اسکی گرم سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتی انوشے جی جان سے لرز اٹھی

ش..شاہ.. تنگ نہیں کریں نا...! زبان لڑکھڑائی تھی۔

ابھی تو میں نے کچھ نہیں کیا۔اسکی گردن کو شدت سے چومتے وہ برہمی سے بولا تھا۔

ہم...لیٹ ہو جائیں گئیں شاہ...! اسکے جملے پر سفیان نے اسکا رخ اپنی طرف موڑتے اپنے تشنہ لب اسکے ہونٹوں پر رکھے تھے۔اور پھر سب کچھ بھولتے وہ اسکے لمس میں خود کو مدہوش ہوتا محسوس کر رہا تھا۔دو منٹ گزر چکے تھے وہ یونہی اسکے ہونٹوں پر جھکا خود کو سیراب کر رہا تھا جب انوشے نے اسکے سینے پر مکے برسائۓ تھے۔اس افتاد پر ہوش میں آتے شاہ نے اسے نرمی سے خود سے دور کیا۔ اب اسکے ہونٹوں پر لپ گلوس کا نام ونشان تک نہیں تھا۔اسکا کالر دبوچے انوشے گہرے گہرے سانس بھرتی نڈھال سی اسکے کندھے پر سر رکھ گئی جسم کا شارا خون نچڑ کر اسکے چہرے پر آگیا تھا

آپ... آپ بہت برے ہیں۔وہ خفگی سے بولی تھی۔

جب میں پاس ہوں تو مجھے خود سے دور جانے کا مت بولا کرو جانِ شاہ مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگتا۔ اب دیکھو بگڑ گیا نا تمہارا تنفس۔شریر سے لہجے میں کہتے شاہ نے اسکے گیلے ہونٹ سہلائے تھے

انوشے اپنی اتھل پتھل ہوتی سانسوں میں چہرا جھکا گئی تھی

» » » » » » » » » » » » » » » »

بی جان کہہ رہی تھیں تم نے بلا.. یا...

آئینے کے سامنے نک سک سے تیار کھڑے زیان حیدر کو دیکھ کر وریشہ کے باقی کے الفاظ حلق میں ہی دب گئے تھے

کیا بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں؟

ہاں لگ رہے ہوم مگر مجھ سے کم۔وہ ایک ادا سے بولی۔

وہ چلتا اسکے قریب آیا اور سر تا پیر اسکا تفصیلی جائزہ لیا۔گرے کلر کی پیروں تک آتی ہیوی ایمبرائیڈری میکسی زیب تن کر رکھی تھی۔جسکے ساتھ ہم رنگ ڈوپٹہ کندھے اور سر پر رکھے نفاست سے سیٹ کیا ہوا تھا۔لائیٹ سے میک میں پیروں میں ہائے ہیلز پہنے وہ آج زیان حیدر کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی

پھر تو مجھے اپنی بیوی کے حسن کو خراجِ تحسین بخشنی چاہئیے ناں؟ اپنا ایک بازو اسکی نازک کمر کے گرد اور دوسرا گردن پر رکھے وہ بہکے سے لہجے میں بولا تھا۔

وریشہ کی سٹی گم ہوئی تھی۔

زیان مجھے جس کام کیلئے تم نے بلایا ہے وہ بتاؤ۔ورنہ مجھے جانے دو۔وہ مچلی۔

میں نے پیار جتانے کیلئے بلایا تھا مائے کوئین۔وہ خمار زدہ سا بولا اور اپنے لب اسکی چن پر رکھےم دیئے

وریشہ اسکا لمس پاتے ہی کانپ اٹھی تھی۔دل کی رفتار یکدم تیز ہوئی تھی۔

اب میری بیوی ہر کسی کے سامنے شکوے کرتی پھرے مجھے اچھا تو نہیں لگے گا ناں۔وہ نرمی سے مگر سنجیدہ لہجے میں بولا۔

وریشہ نے بھنوئیں میچتے لب کاٹے تھے

زیان میں مذاق کر رہی تھی۔وہ ممنائی

مگر میں مذاق نہیں کر رہا مائے کوئین۔پر حدت لمس اسکے گال پر چھوڑا تھا۔وریشہ کی سانسیں سینے میں ہی اٹکی تھیں۔

"س..سوری پلیز۔"اسکی بات ان سنی کرتا زیان نے اسکے دوسرے گال پر بھی شدت بھرا لمس چھوڑا تھا۔

نو مائے کوئین یہ تو خود کو مظلوم بنانے سے پہلے سوچنا تھا اب تو میں صرف محبت ہی جتاوں گا تاکہ تمہارے سارے گلے شکوے ختم ہو جائیں۔اسکو مزید خود میں بھینچتے زیان نے اسکی گال اپنی ناگ سے رگڑی تھی۔

وریشہ کی سانسیں سینے ہی اٹک گئی

" ز...یان..." جانے دو پلیز۔

وہ انکھیں جھکاتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی۔

ابھی ناممکن ہے۔زیان جذبات سے چور لہجے میں بولا تھا۔

وریشہ کا دل تیزی سے ڈھرک اٹھا

ابھی وہ مزید کوئی جسارت کرتا باہر سے دا جی کی آواز پر زیان کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی وریشہ کو تو جیسے اسکے چنگل سے بھاگنے کا موقع ملا تھا اسے دھکا دیتی وہ ناک چڑاتی دروازے کی طرف بھاگی تھی زیان اس افتاد کیلئے تیار نہیں تھا۔اسلئے وہ پیچھے بیڈ پر جا گرا تمہیں میں رات کو بتاؤں گا مائے کوئین۔

بھاگتی وریشہ نے اسکے الفاظ بغور سے سنے تھے تیز ہوتی سانسوں میں وہ بھاگتی عشال کے کمرے میں آئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » »

آپ اتنی پیاری ہیں میرا دل نہیں کر رہا تھا آپکا میک اپ کرنے کو۔کیونکہ آپ تو ایسے ہی ماشاءاللہ بہت خوبصورت ہیں۔آپ کے ہسبنڈ بہت لکی ہیں جنکو آپ جیسی اتنی خوبصورت وائف ملی ہیں۔

وہ دو ٹوک بولتی جا رہی تھی۔اس بیوٹیشن کی آخری بات پر عشال کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا تھا۔

بلکل صحیح کہا آپ نے، ہماری پری واقعی میں بہت خوبصورت ہے

اندر آتی انوشے کے ہمراہ وریشہ نے فٹ سے کہا

مگر پھر وہ مبہوت سی رہ گئی۔وہ بیوٹیشن کیوں اس پری کی اتنی تعریفیں کر رہی تھی سامنے اس نروس سی تیار شدہ دولہن کو دیکھ کر وہ باخوبی سمجھ گئی تھیں۔ابتسام کے بھیجے گئے مہرون اور گولڈن کلر کے نفیس اور عمدہ کامدار لہنگے میں ملبوس وہ کوئی آسمان سے اتری حور لگ رہی تھی۔بالوں کو ہلکا سے لوز کرل ڈالے لائیٹ میک اپ میں ہونٹوں پر ڈارک مہرون کلر کی لپسٹک لگائی تھی سر پر لہنگے کا ڈوپٹہ نفاست سے سیٹ کیا تھا۔وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ پری تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔

وریشہ ستائش نظروں سے اسے دیکھتی اسکا گال چوم گئی تھی۔

بہت پیاری لگ رہی ہو میری چھوٹی پری۔اللہ پاک تمہارے نصیب بھی اتنے ہی پیارے کریں۔آمین کہتے انوشے نے اسکے ہاتھ سہلائے تھے۔

صوفے پر بیٹھی عشال مزید نروس ہوئی تھی چہرا لال ٹماٹر بن گیا تھا۔

کیا ہوا پری۔ابھی تو ہم نے ابتسام بھائی کا ذکر بھی نہیں کیا اور تم لال ٹماٹر بن رہی ہو۔وریشہ اسکے گال کھینچتی شرارت سے کہتی آنکھ دبا گئی تھی۔

عشال انکی باتیں سنتی اپنا لال چہرا جھکائے نظریں بھی جھکا گئی تھی۔دل الگ ہی دھڑلے پر دھڑک رہا تھا۔اپنی ہتھیلیاں اس شخص کے تصور پر ہی بھیگتی محسوس ہو رہی تھی۔

افففف ہو آپی مت تنگ کریں پری کو۔دیکھیں نا اسکا چہرا بلکل لال پڑ گیا ہے۔انوشے اسکے پاس ٹکتی محبت سے اسکے گال چھوتی بولی تھی۔

میں نے کیا کہا؟ وریشہ لاتعلق بنتی کندھے اچکا گئی۔

آپی... ابھی وہ مزید بحث میں پڑتی عشال کی مدھم سی سرگوشی پر وہ دونوں اسکی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

ہاں کیا ہوا پری؟ وریشہ نے اسکا چہرا اٹھائے پوچھا۔

آپی زیان بھائی کو بھیجے پلیز مجھے ان سے ضروری بات کرنی ہے

عشال کے منت بھرے لہجے پر وریشہ ہاں میں سر ہلاتی باہر نکلی تھی

بیوٹیشن جا چکی تھی۔انوشے کو حسنہ بی کا بلاوا آیا تھا۔

پری تم بیٹھو میں بی کی بات سن کر آتی ہوں

انوشے اسکا کندھا تھپتھپاتی باہر نکلی تھی۔

» » » » » » » » » » » » »

زیان کی دھمکی سننے کے بعد تو وریشہ مر کر بھی اسکے پاس نا جاتی۔مگر پری کا پیغام بھی پہنچانا تھا۔وہ اسے ڈھونڈتے لان کی طرف آئی تھی۔جو اسے احمد صاحب کے ساتھ کھڑا مسکرا کر باتیں کرتے نظر آیا تھا۔انکے سامنے وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا

وریشہ اپنی سوچ پر کھکھلا کر ہنستی انکے پاس پہنچی تھی

ڈیڈ ... مائے پرنسیس احمد صاحب نے اسے اپنے حصار میں لیا تھا

میری پرنسیس تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔

وہ اور کچھ کہتے انکا موبائل بجا تھا اور احمد صاحب ایکسکیوز کرے وہاں سے نکل گئے تھے

اب لان میں زیان حیدر اور انکی بیوی ہی تھی۔اسے اپنے ساتھ لان میں اکیلا دیکھ کر وریشہ کا سانس سوکھا تھا

ڈر تو ایسے رہی ہو مائے کوئین جیسے میں تمہارا شوہر نہیں بوائے فرینڈ ہوں جو تم سے چھپ کر ملنے آیا ہو۔اسکی کلائی کو گرفت میں لیتے وہ سنجیدگی سے بولا تھا

زیان ہاتھ چھوڑو کوئی دیکھ لے گا۔اسکے جملے پر زیان نے کلائی چھوڑتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالا تھا۔ وریشہ اسکی حرکت پر منہ پھلائے خفگی سے اسے گھورنے لگی

زیان تم بہت بےشرم ہوتے جا رہے ہو...! وریشہ نے منہ پھلایا

ابھی ہوا نہیں ہوں مگر خیر تم بتاؤ کیوں آئی تھی یہاں

اللہ تمہاری حرکتوں میں بتانا بھول گئی پری تمہیں بلا رہی تھی

ہٹو چھوڑو مجھے اور جاؤ پری کی بات سن کر آؤ۔اب کے وہ غصے سے بولتی اسکے حصار سے نکلی تھی

زیان گہری مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتا پری کے کمرے کی طرف چلا گیا۔اسکی نظروں کی تپش پر وریشہ گھبراتی گھر میں داخل ہوئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » » » »

شام کے سات بج رہے تھے۔نکاح کی رسم لان میں منعقد کی گئی تھی جسے انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔وہاں کی ساری ڈیکوریشن سرخ اور سفید پھولوں سے کی گئی تھی۔سٹیج کے ارگرد سفید پردوں سے جھالڑ بنائی گئی۔جس پر ہر طرف سرخ پھول کو لگایا گیا تھا۔ایک طرف دولہن کیلئے اور دوسری طرف دولہے کیلئے صوفے رکھے گئے تھے۔لان کافی وسیع تھا۔سارے لان میں سفید رنگ کے بلب لگائے گئے جس سے وہ شام کا منظر دن کا سماں دے رہا تھاہر طرف سرخ گلاب کی مہک پھیلی تھی۔ وسیع لان کے وسط میں سفید رنگ کا پردہ لگایا تھا ایک سائیڈ پر مردوں کیلئے جبکہ دوسری سائیڈ پر عورتوں کے بیٹھنے کا اہتمام کیا گیا تھا چونکہ وہ گھر کا فنکشن تھا اور اس میں صرف حویلی والے تھے پھر بھی سفیان شاہ کی ضد پر ایسا اہتمام کیا گیا تھا۔وہ جالی نما سفید رنگ کا پردہ تھا جسکے سٹینڈز کو سفید اور

سرخ پھولوں کے امتزاج سے سجایا گیا اور اس تمام پردے کو سرخ گلابوں سے ڈھک دیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص بہت غور سے دیکھتا تب ہی وہاں کا منظر نظر آسکتا تھا۔

لڑکے والوں کی آمد ہو چکی تھی جنھیں بذاتِ خود دا جی اور سفیان شاہ نے ویلکم کیا تھا۔ابتسام کی فیملی میں صرف نگہت بیگم زری کاشان اور انکی والدہ اور والد شامل تھے۔نگہت بیگم اور زری وریشہ کے پرتپاک استقبال کے بعد دوسری سائیڈ پر آگئی تھی۔ابتسام نے داد دینے والی نظروں سے اس سارے اہتمام کو دیکھا تھا۔اور پھر اپنی مخصوص نشست پر جا کر اپنی پوری شان و شوکت سے بیٹھ گیا۔مہرون کلر کے تھری پیس میں ملبوس بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیا گیا تھا آج اسکے چہرے پر ایک الگ ہی چمک تھی کالی آنکھوں میں صدیوں بعد وحشت کی جگہ خوشی جھلکتی نظر آرہی تھی۔اسکی سفید رنگت پر وہ رنگ مزید جچ رہا تھا۔تیکھے نقوش اور سنجیدہ بارعب شخصیت والا وہ شہزادہ آج حتمی طور پر اپنی محترمہ کو اپنا محرم بنانے جا رہا تھا

اب اسے اپنی محترمہ کا انتظار تھا۔مگر اسنے نوٹ کیا تھا زیان اور سفیان سمیت دا جی بھی کچھ پریشان سے نظر آرہے تھے کاشان نے بھی اسے اس طرف ہی اشارہ دلایا تھا۔اپنی جگہ سے اٹھتے کوٹ کے بٹن بند کرتا وہ شاندار مرد شان سے چلتا زیان کے پاس آکھڑا ہوا

ہیلو سر جی ... اور ان تین لفظوں پر زیان نے اسے گھورا تھا

کچھ خیال کرو ابتسام۔تم مجھے سر جی کے بجائے بھائی بولا کرو اچھا نہیں لگتا

زیان نے اسے سنجیدگی سے دیکھتے نرمی سے کہا تھا مگر مقابل کی شریر مسکراہٹ اسے اچھا خاصا زچ کر رہی تھی۔

اوکے سر جی ... پاکٹ میں ہاتھ ڈالے مزید گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔زیان نے ماتھا مسئلا تھا

ہاں ڈھیٹ جو ہوں۔وہ پھر سے ہنسا۔

اچھا اب ذرا سیریس ہو جائیں اور مجھے بتائیں کہ کیا مسئلہ ہے میں کافی دیر سے دیکھ رہا ہوں سفیان شاہ دا جی اور آپ سب کے چہرے بجھے ہوئے ہیں۔ایسا کیا ہو گیا..؟

ابتسام نے سیریس لہجے میں استفار کیا۔

زیان نے خشمگیں نظروں سے اسکو گھورا تھا وہ بندہ واقع اسکی سوچ سے زیادہ چالاک تھا۔پھر اسنے گہرا سانس بھرا اور ابتسام کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

دراصل ابتسام ... ہم سب کے مشترکہ فیصلے پر داجی نے رخصتی کل تک ڈیلے کر دی ہے۔

زیان کے جملے نے ابتسام کے چہرے پر پھیلی رونق کو پل میں غائب کر دیا۔چہرے پر سنجیدگی در آئی۔آنکھوں میں سرد تاثرات ابھرے تھے

داجی پریشان تھے کے تمہیں یہ بات بری نا لگ جائے۔اسلئے سب پریشان ہیں۔زیان نے تحمل سے اسے ساری بات بتائی تھی۔

ابتسام ہنوز سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ہمیں داجی کے فیصلے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے بیٹا آپ سب بے فکر ہو جائیں۔نگہت بیگم جو ابتسام سے گفٹس کے متعلق پوچھنے آئی تھیں زیان کی ساری بات سنتے مسکراتے انکو رضامندی دی تھی

ابتسام کچھ کہتا نگہت بیگم کی آواز پر غصہ پی کر رہ گیا

ویسے بھی ایک ہی دن کی تو بات ہے کل ویسے بی رخصتی تو ہو ہی جائے گئ۔

جی بلکل آنٹی ایسا ہی ہو گا انشاء اللہ۔۔۔وہ ابتسام کے لال بھبھوکے چہرے کو دیکھنے سے کترا رہا تھا

وہ دونوں بات کر رہے تھے جب وہ کچھ بھی کہے بغیر مٹھیاں بھنچے وہاں سے نکلتا چلا گیا

زیان اسے پکارتا تب تک وہ جا چکا تھا۔

فکر نہیں کرو بیٹا ٹھیک ہو جائے گا اسکا موڈ نگہت بیگم ارشان کو اشارہ دیتی خود دوسری سائیڈ پر چلی گئی۔

» »

دولہن کے آنے کا شور مچا تھا ابتسام جو بیزار اور چپ سا بیٹھا تھا ایکدم سے چوکنا ہوتا سیدھا ہو گیا۔ مگر پردے کی دوسری طرف نظر نہیں اٹھائی تھی کیونکہ وہ ابھی بھی اسکے لئے نامحرم تھی۔اس بھاری بھرکم لہنگے کی وجہ سے عشال دھیرے دھیرے اپنے بھائیوں کے سنگ چلتی صوفے کی طرف آئی تھی۔دل تھا جو زوروں سے دھڑک رہا تھا۔ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ چکی تھیں۔وہ انتہا کی نروس تھی۔ اسنے بمشکل نظر اٹھائی وہاں سب موجود تھے سوائے ولید شاہ کے اسکا دل دکھا تھا اور اچھا خاصا دکھا تھا بمشکل آنسو پیتی وہ چہرا جھکا گئی۔سفیان اور زیان کے جانے بعد باقی کی لڑکیاں بھی وہاں آگئی تھی۔نگہت بیگم نے اپنی بہو کی ڈھیڑوں بلائیں لی تھیں جبکہ زری تو خوشی کے مارے اسکا گال تک چوم چکی تھی اسے تسلی تھی وریشہ اور انوشے اسکے قریب ہی تھیں۔ورنہ اس معصوم سی پری سے تو اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

"نکاح شروع کریں مولوی صاحب"

سفیان شاہ نے اجازت دی۔اسکے اجازت دیتے ہی مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا۔

ابتسام ابراہیم چوہدری ولد مصطفیٰ چوہدری کیا آپ کو پچاس لاکھ سکہ رائج الوقت میں عشال شاہ ولد ولید شاہ سے نکاح قبول ہے؟

"قبول ہے۔"

ابتسام کی بھاری رعب دار آواز عشال کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔زور سے آنکھیں میچتے اسنے شدت سے ایک دعا مانگی تھی۔اسکے نکاح کے وقت ولید شاہ وہاں موجود ہو۔

اس طرف نکاح کے تقاضے مکمل ہو چکے تھے۔

مولوی صاحب سفیان شاہ کے ہمراہ عشال کی طرف آئے تھے۔جب نگہت بیگم نے سر پر رکھے ڈوپٹے کا ایک پہلو اسکے چہرے پر گرا دیا۔

عشال شاہ ولد ولید شاہ کیا آپ کو پچاس لاکھ سکہ رائج الوقت میں ابتسام ابراہیم چوہدری ولد مصطفیٰ چوہدری سے نکاح قبول ہے؟

اسنے ذرا سی گردن اٹھا کر دیکھا مگر اسکے ابو جان وہاں کہیں نہیں تھے۔مایوسی اور دکھ سے عشال نے گردن جھکا دی۔سفیان شاہ نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ق..قبول ہے۔"

عشال نے بمشکل آنسو پیتے متوازن لہجے میں کہا

نکاح کے مراحل مکمل ہوئے تھے۔

دستخط کرتے عشال کی نظروں کے سامنے آمنہ شاہ کی ساری زندگی ریوائن ہوئی تھی۔دل مضبوط کرتے اسنے دستخط کر دیئے۔اتنی سی بات تھی اور اب عشال شاہ پورے حق اور استحقاق سے عشال چوہدری بن گئی تھی۔

چاروں اور مبارکباد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ابتسام چوہدری کی خوشی کی انتہا اس لمحے پر ختم ہونے کو تھی۔اسکے انگ انگ سے آج خوشی پھوٹ رہی تھی۔

"بالآخر اتنی تگ ودو کے بعد اسکی محترمہ اسکی محرم کے درجے پر فائز ہو ہی گئی تھی"

مبارک ہو ابتسام۔

آپ کو بھی بہت مبارک ہو سالے صاحب۔سفیان شاہ کے گلے لگتے لفظ سالے پر اسنے اچھا خاصا زور دیا تھا۔

کھانے کا اہتمام دوسری طرف کیا گیا تھا سب مہمان مبارکباد دیتے اس طرف جا چکے تھے جب عائشہ ابتسام کو دیکھ اسکے پاس آئی تھی

جب اسے آتے دیکھ سفیان شاہ وہاں سے ہٹ گیا تھا

"بہت بہت مبارک ہو میرے منحوس وقت" اسکے لہجے میں خوشی کے ساتھ محبت کی رمق بھی تھی۔

ابتسام نے ہنستے اسکے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

نکاح مبارک ابتسام چوہدری.." حسیب نے آگے بڑھتے اسکے سامنے ہاتھ بڑھایا تھا۔

اسکے بڑھے ہاتھ کو دور کرتے ابتسام نے اسے گلے سے لگا لیا

چلو اسے بھی کچھ عقل آئی۔زیان نے شکر کرتے سوچا

بہت شکریہ۔ابتسام مسکرایا تھا۔

یار مجھے اس دن کے لئے معاف کر دینا۔حسیب شرمندہ سا ہوا

معاف کیا اسلئے نہیں کے میرا نکاح تھا اسلئے کے میری بہن بہت جلد تیرے نام سے منسوب ہونے والی ہے اسکے سینے پر مکا جڑتے ابتسام نے سنجیدگی سے مگر مسکراتے کہا

عائشہ اور حسیب بھی مسکرا دیئے

چلو آؤ سب کھانا کھا لو۔ زیان کی آواز پر وہ سب اسکی طرف پلٹے تھے اور عائشہ عشال کے پاس چلی گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » » »

توکیسا لگ رہا ہے مسز چوہدری بن کر..؟

بلکل ایسے...، جیسے کسی نے میرے ارگرد ایک محفوظ سی باؤنڈری بنا دی ہو۔ایک عجیب سا تحفظ محسوس ہو رہا ہے.

اسکے ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

اور محبت؟ عائشہ نے آنکھ دبائی۔

عشال نے گڑبڑاتے اسے گھورا

بولو بولو محبت محسوس نہیں ہوئی کیا؟

عائشہ اسکی گھوری کو اگنور کیے پھر سے بولی تھی۔

سچ بتاؤں عائشہ انکی محبت میں اتنی شدت ہے. میں نے اسی پل ٹیرس پر بیٹھے انکی محبت کو بھانپ لیا تھا۔ "

وہ مبہم سا مسکرائی۔

ناٹ بیڈ ... مطلب تم ابھی تک یونہی بیچارے کو تنگ کر رہی تھی۔

عشال کچھ کہتی بی جان کے ساتھ ابتسام کی فیملی کو آتے دیکھ عائشہ چپ ہو گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » »

نکاح کا فنکشن خیر خیریت سے گزر گیا تھا۔اب بس کل کی تیاریاں دیکھنی باقی رہ گئی تھی مگر ان سب میں جو سب سے بڑی ٹینشن تھی وہ تھا ولید شاہ۔یوں اچانک اسکا غائب ہو جانا زیان کی سمجھ سے باہر تھا۔وہ مزید اس متعلق سوچتا جب دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تھی۔اسکی نظر نے وریشہ کا بھرپور جائزہ لیا تھا وہ شاید عشال کے کمرے سے آرہی تھی دن بھر کی تھکاوٹ اسکے چہرے پر رقص کر رہی تھی چینج کرنے کے بعد ہاتھوں پر لوشن لگاتے وریشہ نے ترچھی نظر بیڈ پر ڈالی جہاں زیان حیدر سونے کی بھرپور ایکٹنگ کر رہا تھا وہ چلتی بیڈ پر آئی اور اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔

کن سوچوں میں ہو مائے کوئین؟

وہ جو اپنی سوچوں میں تھی ایکبار بھی نہیں دیکھ سکی ہاتھ تھوڑی تلے رکھے زیان حیدر مہویت سے اسے ہی دیکھ رہا ہے۔

تم جاگ رہے تھے؟ وریشہ نے خشمگیں نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

ہاں اپنا وعدہ جو پورا کرنا تھا۔اسے کھینچ کر اپنے حصار میں لیتے زیان نے اسکے بالوں کی خوشبو اندر اتاری تھی

زیان میں پہلے ہی اداس ہوں مجھے تنگ نہیں کرو۔اس سے دوری بنائے وریشہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی

کیوں اداس ہو فیری؟ اسنے محبت پاش لہجے میں پوچھا۔

وہ جو پہلے خود دوری بنا کر گئی تھی۔ جھٹکے سے اسکے سینے سے لگی رو دی تھی

کیا ہوا ہے میری جان...ادھر دیکھو کیوں رو رہی ہو؟

اسکے رونے پر زیان کی جان ہتھیلی پر آئی تھی

و..وہ..پری... وہ پھر سے رو دی۔

کیا ہوا پری کو... جلدی بتاؤ مجھے ٹینشن ہو رہی ہے.

وریشہ کی بازو جھنجھوڑتے اسنے فٹ سے سوال کیا تھا

وہ کل چلی جائے گئ زیان. ناک سکیڑتی وہ روتی پھر سے اسکے سینے میں چھپ گئ تھی

زیان حیدر نے تنے اعصاب ڈھیلے چھوڑے تھے۔وہ اتنی سی بات پر رو رہی تھی افففف اسنے سوچتے گہرا سانس بھرا تھا۔

اچھا رونا تو بند کرو۔اسے زبردستی سامنے کرتے زیان نے اسکی سرخ آنکھیں چومی تھی۔پری کو تو جانا ہو گا ناں اب ابتسام کا گھر ہی اسکا ہے۔جیسے شادی کے بعد میرا گھر تمہارا گھر ہو گیا بلکل ویسے ہی۔ اسے رسانیت سے سمجھاتے زیان نے گھیرا تنگ کیا تھا۔

وریشہ خاموشی سے اسکی بات سن رہی تھی جب زیان کے اتنے قریب ہونے پر اسنے دوری بنانے کا سوچا ابھی وہ اپنی سوچ پر عمل دکھاتی اسکا ارادہ بھانپتے ہی زیان نے اسے تکیے پر گرا دیا۔

میرے پاس تمہاری اس اداسی کا ایک حل ہے مائے کوئین۔ذرا سا اس پر جھکتے اسکے گال کو چومتے زیان نے گھمبیرتا سے کہا تھا۔

کی...کیا..؟ آنکھیں جھکائے وریشہ نے کپکپاتے ہونٹوں سے پوچھا

ہم بےبی پلان کرتے ہیں۔پھر تم اکیلی بھی نہیں ہو گئی اور نا ہی اداس ہو گئی۔اسکی ذو معنی بات پر وریشہ گردن تک سرخ ہوئی تھی

تم..تم بہت بےشرم ہو زیان...! اسے خود سے دور دھکیلنے کی کوششیں کرتی وریشہ نے خفگی سے بھنوئیں میچی تھی

جیسا بھی ہوں بس تمہارا ہوں۔اسکے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے زیان نے اسکے دونوں گالوں پر باری باری لب رکھے تھے۔وریشہ کی بڑھتی سانسوں کی ردھم اس فسوں خیز ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔کوئی بھی مزاحمت کیے بغیر وہ خود کو زیان کے سپرد کرتی اسکے گرد حصار باندھ گئی تھی زیان نے کمرے میں جلتا اکلوتا سائیڈ لیمپ بھی بند کر دیا تھا۔

« « « « « « « « « « « « « « «

شاہ آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ اسکے قریب آتے انوشے نے اسکی بازو کو آنکھوں سے ہٹانا چاہا تھا۔

"ہاں ناراض ہوں۔"اسنے سنجیدگی سے جواب دیا۔

مگر کیوں؟

کیونکہ تم مجھے صبح سے اگنور کر رہی ہو؟۔وہ بچوں جیسے شکوہ کر رہا تھا۔

اصولاً ناراض تو مجھے ہونا چاہئے۔وجہ سن کر انوشے نے منہ پھلایا تھا۔

سفیان شاہ کے ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔ٹھیک ہے سونے دو مجھے پھر، جاؤ تم ناراض رہو۔انتہائی خفگی سے کہتے وہ اسکی جانب پیٹھ کر گیا۔

شاہ اگر اگلے پانچ منٹ میں آپ نے میری طرف نہیں دیکھا تو میں رونے لگ جاؤں گئی۔

سفیان شاہ نے اگلے ہی سیکنڈ میں اسکی طرف دیکھا تھا۔

تم مجھے دھمکی رہے ہو سفیان شاہ کو؟ اسکی گردن میں ہاتھ ڈالے اپنے قریب ترکیے شاہ نے سختی سے کہا تھا

وہ جو دانت نکال رہی تھی ایکدم سے بوکھلائی تھی

اور آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں اپنی انوشے کو؟ اسی کے انداز میں پوچھتی وہ سفیان شاہ کو حیران کر گئی

مجھے نیند آرہی ہے۔کوئی بھی جواب دیئے بغیر ہی شاہ اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔

اچھا سوری اب اگنور نہیں کروں گئی پھر چاہے ناراض ہی کیوں نا ہوں. ہمت کر کے اسکے گال پر لب رکھے انوشے نے معصومیت سے کہا۔

سفیان شاہ کی پریشان روح کو جیسے ٹھنڈک ملی تھی

بنا کچھ کہے سفیان نے اپنا دوسرا گال سامنے کر دیا۔بھنوئیں اچکائے اس ڈرامے باز کو گھورتی انوشے نے دوسرے گال پر بھی لب رکھے تھے

اب تو مان جائیں شاہ۔اسکا یوں ہی سرد سپاٹ چہرا دیکھ وہ منہ پھلائے بولی تھی۔

میں ناراض نہیں ہوں جانِ شاہ۔اسکا سر اپنے سینے پر رکھے وہ محبت سے بولا تھا۔

مگر اگلے ہی لمحے پھر سے چہرا اٹھائے انوشے نے اسکی طرف دیکھا

اللہ سے اچھے کی امید رکھیں شاہ وہ مل جائیں گئیں۔اسکا ماتھا چومتی انوشے اسکے حصار میں ہی سمٹ گئی تھی۔

وہ جو آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہا تھا انوشے کے جملے نے اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی تھی۔بنا بتائے ہی وہ اسکی پریشانی جان گئی تھی۔سفیان شاہ اسکے بالوں میں لب رکھتا آنکھیں موند گیا تھا۔اسکی بازو کو دھیرے سے سہلاتی انوشے پر بھی نیند کی دیوی مہربان ہوئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » »

وہ کافی دیر سے بالکنی میں کھڑی تھی۔نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ذہن بھٹک کر اپنے ابو کی طرف جا رہا تھا انکی مسلسل خاموشی اور گمشدگی اسے کھل رہی تھی۔بُرے تھے مگر نظروں کے سامنے تو تھے نا۔

میں نے کبھی آپ سے دور جانے کا تو نہیں سوچا تھا ابو۔تو آپ کیوں چلے گئے۔ایک ایک کر کے موتی اسکی آنکھ سے ٹوٹتے زمین پر گر رہے تھے۔

آج میرے اتنے اہم دن پر آپ میرے ساتھ نہیں تھے۔اسکی زبان سے شکوہ پھسلا تھا۔

آنسو صاف کرتی عشال انکی خیروعافیت کی دعائیں مانگنے لگی تھی۔جب اچانک اسے اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ابھی وہ پلٹ کر کمرے میں آتی اس سے پہلے ہی کمرے کی لائیٹس آف ہو چکی تھیں۔ایکدم سے گھبراتے وہ دروازے کی طرف آئی جس کے ساتھ ہی سوئچ بورڈ لگا تھا۔اسنے لائیٹس اون کرنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکی۔اسنے لاک ہوئے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی۔

کک..کون ہے یہاں..؟

"جس سے تم منسوب ہوئی ہو۔"اسنے گھمبیرتا سے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے محترمہ۔"

اس آواز کو عشال لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔

آ...آپ یہاں...کیا کر رہے ہیں؟

آواز کے سمت میں دیکھتی عشال نے کپکپاتی آواز میں پوچھا۔

"جواب لینے آیا ہوں"۔انتہائی اطمینان سے جواب دیا گیا۔

کک..کونسا جواب..؟

انگلیاں چٹختی وہ ابتسام کو دیکھنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی.

وہی جواب جس کے تحت تم نے رخصتی ڈیلے کروائی ہے۔

ابتسام نے اسکی طرف قدم اٹھاتے کہا۔

می...میں نے...؟ عشال الٹے قدم لیتی گھبرائی۔

"جی..میری محترمہ نے۔"اسنے مزید قدم بڑھائے۔

ابتسام کا استحقاق بھرا لہجہ عشال کو مزید جزبز سا کر گیا۔

پپ...پلیز آپ لائیٹس اون کر دیں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔دیوار سے لگی کھڑی عشال ممنائی۔

عموماً میرے ہوتے تمہیں ڈرنا تو نہیں چاہئیے۔

می..مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے. اسنے کپکپاتی آواز میں کہا۔

مگر میں نہیں چاہتا میں تمہیں ابھی دیکھوں۔

اس ملگجے سے اندھیرے میں اسکی بھوری آنکھوں میں ابھرتے خوف سمیت نا سمجھی کو دیکھتے ابتسام دلکشی سے مسکرایا تھا۔

اسکی موجودگی کے احساس پر عشال کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا سنائی دے رہا تھا۔

آ...آپ یہاں سے جائیں پلیز!...

مجھے جواب دو چلا جاؤں گا۔

می..میں نے زیان بھائی سے کہا تھا۔

جانتا ہوں...وجہ بتاؤ؟۔بازو اسکی دائیں سائیڈ پر رکھے برہمی سے پوچھا گیا۔

کیونکہ میں چاہتی ہوں میری رخصتی حویلی سے ہو۔اسکی قربت میں گھبراتی عشال ایک ہی سانس میں بول گئی تھی۔

اسکے علاوہ کوئی اور وجہ؟۔لہجے میں سختی ہنوز قائم تھی

کک...کوئی نہیں..! عشال نے زوروں شور سے نفی میں گردن ہلائی۔

"ہمم...ڈیسنٹ گڈ۔"ابتسام نے مسکراتے کہا۔

ڈری سہمی سی کھڑی عشال اسکی رکھی بازو سے تھوڑی دور کھسکی تھی۔

روکیوں رہی تھی؟

اسکی حرکت دیکھ ابتسام نے دوسرا بازو بھی دیوار پر رکھ چکا تھا

خود کو مکمل اسکے حصار میں دیکھ کر عشال کا سانس رکا تھا۔

میں نے کچھ پوچھا ہے محترمہ روکیوں رہی تھی؟

می..میں نہیں رو رہی تھی۔زبان لڑکھڑائی۔

"خوبصورت لڑکیاں جھوٹ نہیں بولتی۔" جھکتے اسکے کان کے قریب سرگوشی کی گئی۔

عشال نے بے ساختہ زور سے آنکھیں میچتے ڈوپٹے کو مٹھیوں میں جکڑا تھا۔

آنکھیں کھولو اور میری طرف دیکھو...! نیا حکم صادر کیا گیا۔

عشال نے نفی میں گردن ہلا دی۔

میری طرف دیکھو عشال۔لہجے میں دنیا جہاں کی محبت سموئے

اسکی تھوڑی کو انگلی کی مدد سے اوپر اٹھائے کہا تھا۔

عشال نے ذرا سی آنکھیں کھولنے کی ہمت کی۔نظروں کا ملاپ ہوا تھا ابتسام کی آنکھوں میں جھلکتی بے پناہ محبت، دیوانگی دیکھ اسکی بیک بون میں سرسراہٹ سی ہوئی تھی۔

اپنے ابو کی وجہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ بہت جلد واپس آجائیں گئیں اسنے اٹل لہجے میں کہا۔

عشال کی آنکھوں میں نمی اتری تھی

اگر اب تم روئی تو میں بہت بُرا پیش آؤں گا محترمہ .

اسنے بمشکل آنسوؤں کو پلکوں کی باڑ پر روک دیا۔

"رونا مسئلوں کا حل نہیں ہوتا، خود کو تکلیف مت دی کرو مجھے بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے"۔اسکے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکائے ابتسام نے گہری سانس بھرتے نرمی سے کہا تھا۔

می..میں نہیں رو رہی. آ.. آپ پلیز جائیں۔عشال کی آواز رندھ گئی۔

تمہیں کوئی بات نہیں کرنی؟

نہیں... اسنے نفی میں سر ہلایا

تو میں جاؤں پھر..؟

ہاں۔مدھم سی آواز آئی۔

اور اگر میں نا جانا چاہوں تو؟

بھائی کہتے ہیں آپ بہت اچھے ہیں...،۔وہ بوکھلائی۔

تو...؟ ابتسام نے مسکراہٹ روکتے پوچھا۔

"تو..تو اچھے لوگ ایسے تنگ نہیں کرتے"۔ہائے کیا معصومیت تھی۔

مقابل کا اسکی معصومیت کا صدقہ اتارنے کو دل چاہا تھا۔

"ابتسام چوہدری کی معصوم سی محترمہ"

جانلیوا سی مسکراہٹ سمیت اسکے ماتھے پر بوسہ دیا گیا۔

چند لمحے، چند سیکنڈز، کچھ پل اس لمس کو محسوس کرتے ابتسام نے چہرا پیچھے کیا اور آنکھیں کھولی۔اس فسوں خیز ماحول میں ان دونوں کی دھڑکنیں اس کمرے میں رقص کرتی سنائی دے رہی تھی۔

عشال اسکا لمس پاتے ہی منجمند ہوگئی تھی دل ایکدم سے کانپ اٹھا تھا آنکھیں بند کیے وہ ابتسام کی خوشبو کو اپنے قریب، انتہائی قریب محسوس کر رہی تھی عجیب سا لمحہ تھا، مانوس سی کیفیت تھی، وہ اسکا محرم تھا۔اور عشال چوہدری اسکے جنون اور دیوانگی کی اکلوتی وارث تھی۔

اسنے دھیرے سے آنکھیں کھولیں کمرے کی لائیٹس اون تھیں وہ کمرے میں نہیں تھا جس خاموشی سے وہ آیا تھا ویسے ہی جا چکا تھا مگر اپنی خوشبو اسکے اردگرد ہی چھوڑ کر گیا تھا۔

عشال نے جزبز سے ہوتے اپنے ماتھے کو چھوا پھر ایکدم سے بھاگتی کمفرٹر میں خود کو چھپاتی زور زور سے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھے آنکھیں موندے لیٹ گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » » »

وہ گھر کے راہ پر پیدل ہی چل رہا تھا۔"محترمہ کے حصول نے جیسے ساری دنیا کی خوشیاں اسکے حصے میں لکھ دی تھی" اسکا فون بجا۔ابتسام نے موبائل نکالا اور وہاں جگمگاتا نمبر دیکھ اسکی مسکراہٹ اگلے لمحے ہی سمٹ گئی۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

صبح فجر کے نکلے لال حویلی والے دن کے گیارہ بجے ضلع رخشاں پہنچے تھے وریشہ پہلی بار اس حویلی میں آئی تھی جسکے متعلق آج تک اسنے صرف قصے کہانیاں سنی تھی وہاں سب حیران ہوئے تھے۔ حویلی کو سجاوٹ جس کا آرڈر زیان پہلے ہی دے چکا تھا ان سب کو دم بخود کر گئی تھی اس لال حویلی کے چاروں داخلی راستوں کو لال جالی دار پردوں سے سجایا گیا تھا حویلی کے اندر تک لال کارپٹ بچھائی گئی تھی سات رنگوں کی لائیٹس سے حویلی کی ہر دیوار میزین کی گئی تھی وہ سب گاڑیوں سے اترتے حویلی کے اندر داخل ہونے والے راہ پر کھڑے تھے۔سفیان شاہ نے انوشے شاہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ دوسری طرف زیان حیدر نے وریشہ حیدر کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔عشال کی رخصتی کے ساتھ آج ان دونوں جوڑوں کا ولیمہ رکھا گیا تھا۔ تاکہ گاؤں والوں کو انکی دوسری بہو سے بھی ملوا دیا جائے۔انہیں اندر بڑھتے دیکھ تمام گاؤں والے بلند آواز میں انکی سلامتی کی دعائیں کرنے لگے وہ سب حویلی میں داخل ہوئے۔

باہر سے زیادہ حویلی اندر سے خوبصورت لگ رہی تھی۔گلابی اور سفید رنگ کے پھولوں کے امتزاج میں سجی وہ حویلی نئی نویلی سجی سنوری دلہن کا روپ دھارے کھڑی تھی۔

یہ سب بہت خوبصورت ہے زیان۔وریشہ نے بے ساختہ کہا۔

جانتا ہوں مائے کوئین۔زیان نے اسکے تھامے ہاتھ کا بوسہ لیتے کہا۔

کچھ شرم کریں ہم کمرے میں نہیں ہیں۔اپنا ہاتھ چھڑواتی وریشہ نے دانت پیسے تھے۔

» » » » » » » » » » »

گاؤں والے جا چکے تھے، شام میں وہاں بہت بڑی دعوت تھی جسکے اہتمام میں حویلی کے تمام ملازم مصروف تھے۔دن کے بارہ بج رہے تھے سب اپنے اپنے کمروں میں سفر کی تھکان اتار رہے تھے کے شام میں پھر ایک تھکا دینے والا ایوینٹ انکا منتظر تھا۔

ملازمہ باری باری ان سب کے کمروں میں جا کر انہیں سبحان شاہ کا پیغام سنا آئی تھی جسکے تحت دھیرے دھیرے تمام لال حویلی والے دا جی کے کمرے میں اکٹھے ہونے لگے تھے۔

آپ نے بلایا دا جی!...

انوشے کے ساتھ اندر داخل ہوتے سفیان شاہ نے کہا

ہاں مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہیں۔بیٹھ جاؤ۔

وہ سب اب عشال کے انتظار میں بیٹھے تھے اس بڑے سے کمرے میں دائیں طرف کے صوفے پر رکھے دا جی کے ساتھ بی جان اور انوشے بیٹھی تھی جبکہ بائیں سائیڈ رکھے صوفے پر سفیان شاہ کے ساتھ زیان حیدر اور اسکے ساتھ وریشہ بیٹھی تھی کمرے کا دروازہ نوک ہوا وہ مرجھائی سی لڑکی دبے قدم لیتی تیسرے سنگل صوفے پر بیٹھ گئی اسکے چہرے پر حد درجہ اداسی چھائی تھی جسکی وجہ وہاں سب جانتے تھے۔

مجھے یہ بتانا تھا کہ شام کے فنکشن میں دلاور شاہ بھی آنے والا ہے۔

میں اسکی ٹانگیں توڑ دوں گا اگر اسنے یہاں قدم بھی رکھا۔

دا جی کے باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔سفیان شاہ کی بلند آواز پر وہ تینوں اپنی جگہ سے اچھلی تھی

آرام سے بات کرو سفیان تم فیملی کے بیچ بیٹھے ہو۔

زیان نے اسے ڈپٹا تھا۔

ڈھیروں غصہ اندر اتارتے سفیان اپنی جگہ پہلو بدل کے رہ گیا۔

اسنے معافی مانگی ہے وہ اپنی غلطی پر نادم ہے سفیان۔۔دا جی اسنے سمجھانا چاہا۔

دلاور شاہ جیسے بے غیرت اور بے حس لوگ کبھی نہیں بدل سکتے دا جی یہ غلط فہمی ہے مگر پھر بھی ٹھیک ہے۔آپ نے اسے معاف کر دیا، بلا سکتے ہیں آپ مگر مجھ سے معافی کی امید مت رکھیں۔

وہ اپنی رعب دار آواز میں دھاڑا تھا۔

دا جی نے اپنے پوتے کے غصے پر سر جھٹکا تھا۔

سفیان شاہ وہاں سے اٹھتا باہر نکلتا زیان نے اسے روک دیا۔

یہاں واپس بیٹھو سفیان مجھے کچھ بتانا ہے۔

کیا بتانا ہے؟ بی جان نے سوال کیا۔

میں نہیں بتانا چاہتا تھا بی جان مگر عشال کی ہنوز اداسی اور آپ سب کی بندھی امیدوں کو دیکھ کر میں چاہتا ہوں کے آپ لوگوں کو سچ بتا دوں اسنے متوازن لہجے میں کہا۔

عشال نے اس ساری گفتگو میں پہلی بار نظر اٹھائی۔

ان سب میں سے کوئی سوال کرتا زیان نے ایک پیکٹ نکال کر ٹیبل پر رکھ دیا۔اس دن دلاور شاہ کے جانے کے بعد جب آپ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تو میں ماموں کو دیکھنے کی غرض سے باہر نکلا تھا۔

) دو راتیں پہلے (

ولید شاہ کو ڈھونڈتے زیان چلتا گھر سے باہر آگیا نظریں اردگرد دوڑاتے وہ سڑک پر نکلتا جب اسکی نظر گھر کے باہر بنے سِل پر بیٹھے ولید شاہ پر پڑی تھی جس حصے میں وہ بیٹھے تھے اس جگہ مکمل

اندھیرا چھایا تھا اس پر سے وہ مسلسل خاموشی اس جگہ کو مزید ہولناک بنا رہی تھی ابھی وہ انہیں پکارتا جب زیان کو کسی کے سسکنے کی آوازیں سنائی دی تھیں

اسکا پتھر دل ماموں رو رہا تھا؟

حیرت کا مقام تھا ایک ہی قدم میں فاصلہ طے کرتے زیان ان تک پہنچا۔

ماموں آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ گھر کے اندر آئیں..، چلیں پلیز۔

انہیں روتا دیکھ زیان کا دل دکھا تھا۔

ولید شاہ نے جواباً اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ دیا۔جس پر وہ چپ چاپ بیٹھ گیا پہلی بار اسکے ماموں جان نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا تھا

میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں زیان..؟

قمیض کے ایک کونے سے نم آنکھیں صاف کرتے وہ بھاری آوازی میں بولے۔

جی میں سن رہا ہوں۔زیان نے سرگوشی نما کہا۔

میں تمہاری ماں سے بہت پیار کرتا تھا وہ میری لاڈلی بہن تھی میں اسکی ہر ضد پوری کرتا تھا وہ مجھے تمہاری بی جان سے بھی زیادہ پیاری تھی مگر پھر اسنے میری محبت اور میرا یقین میرے منہ پر مار دیا۔ انکے آنسو بہتے جا رہے تھے۔

مجھے دکھ ہوا اتنا کے میرا دل ٹکڑوں میں ٹوٹ گیا۔ہاں غلطی میری بھی تھی مگر میں چاہ کر بھی پھر کسی عورت ذات پر بھروسہ نہیں کر سکا۔مگر اللہ نے مجھے مزید آزمایا اور مجھے دو جڑواں بیٹیوں کا باپ بنا دیا۔میری عورت زات کیلئے نفرت میں کمی ہونے لگی مگر پھر عشا کے اٹھائے قدم نے مجھے احساس دلایا۔کے مرد کی سب سے بڑی بیوقوفی یہ ہے کہ وہ ایک ہی جگہ سے ٹھوکر کھانے کے بعد پھر اسی در پر ٹھوکر کھانے کو پہنچ جاتا ہے. عشا کے اٹھائے قدم نے مجھ میں رہی سہی انسانیت کو ختم کر دیا اور مجھے جانور بنا دیا۔میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو مار ڈالا تمہاری بہن کو جیتے جی مرا ہوا قرار دے دیا۔وہ سسک پڑے۔

زیان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

پہلے میری بہن، پھر بیوی اور پھر میری اپنی بیٹی کے ہاتھوں دھوکہ کھانے کے بعد میں پتھر دل بن گیا میں اسقدر سفاکی کا مظاہرہ کرنے لگا۔ کہ ایک معصوم ننھی سی پری کو اسکے ابو کی محبت سے بے دخل کر دیا۔

وہ میرے سامنے روتی رہتی شکوے کرتی تھی اپنا حق مانگتی تھی۔ مجھ سے اپنے ابو کی محبت مانگتی تھی مگر میں ہر رات اسے سرد خانے میں بند کر دیتا تھا کے وہ بھی کہیں عشاء کی طرح بھاگ نا جائے۔ روتے انکی آواز بلند ہونے لگی تھی۔

میں نے اس پر ہر ظلم کیا زیان، میں نے اسے کہا وہ میری بیٹی نہیں ہے میں نے اس سے کہا میں نے اسکی ماں کو مار دیا میں نے اس پر اتنے ظلم کیے اسے اندھیروں سے ڈر لگنے لگا ذرا سی تکلیف پر وہ سانس نہیں لے پاتی تھی میں نے اسے کبھی محبت نہیں دی مگر اسکو خوف اتنے دے دیئے کے وہ خود کو اس لال حویلی کی قیدی سمجھنے لگی۔ مگر پھر بھی میں نے اسکی نظروں میں کبھی اپنے لئے نفرت نہیں دیکھی تھی زیان۔

اسکا کندھا جھلاتے وہ زاروقطار روتے بول رہے تھے۔

ضبط کے باوجود زیان کے آنسو بہہ نکلے۔

مگر آج میں ٹوٹ گیا ہوں میں نے اپنی ننھی سی پری کی آنکھوں میں اپنے ابو کیلئے نفرت دیکھی ہے زیان۔اسکا سرد لہجہ اس میں جھلکتی نفرت مجھے زندہ درگور کر گئی یے میں اسکے سامنے نظریں اٹھانے کے قابل نہیں رہا ہوں آج ولید شاہ کا غرور پاش پاش ہو گیا ہے۔

زیان کے کندھے پر سر رکھے وہ بچوں جیسے پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے۔

تم جانتے ہو میں نے تمہارے باپ کا بھی قتل کروا دیا میں نے سب کو مار دیا سب کو ختم کر دیا ولید شاہ نے۔وہ پاگلوں جیسے بول رہے تھے۔

میں جانتا ہوں۔زیان نے سپاٹ انداز میں کہا۔

ولید شاہ نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا تھا۔

مجھے پانچ مہینے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ نے ہی میرے بابا پر قاتلانہ حملہ کروایا تھا مگر میں چپ تھا کیونکہ پری آپ سے محبت کرتی ہے اسکی نظروں میں آپ کو گرانا نہیں چاہتا تھا۔

پتھریلے لہجے میں کہتا زیان انہیں گنگ کر گیا۔

کاش تم نے مجھ سے بدلہ لیا ہوتا زیان آج میں نا ہوتا مجھے اپنی بیٹی کی نفرت برداشت تو نا کرنی پڑتی.
وہ پھر سے رونے لگے تھے۔

مگر میں نے فیصلہ کر لیا ہے میں خود کو سزا دوں گا میں خود کو پولیس کے حوالے کردوں گا اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کروں گا۔

وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولے تھے

آپ تو ایسا کر کے جیل چلے جائیں گئیں ماموں مگر اپنے پیچھے کبھی نا ختم ہونے والے طعنے، سوال، لوگوں کی کڑوی باتیں سفیان، دا جی اور لال حویلی والوں کیلئے ایک نئ اذیت اور آزمائش کے روپ میں چھوڑ جائیں گئیں۔اسکی آواز بھاری ہوئی تھی۔

ولید شاہ خاموش ہو گیا۔زیان بھی چپ بیٹھا رہا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ پھر سے بولے۔

میری ننھی پری کا خیال رکھنا زیان، اسے بتانا کے اسکے ابو نے کبھی اس سے نفرت نہیں کی تھی۔کہتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

انکے لہجے کی تکلیف زیان کا دل چھلنی کر رہی تھی۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس اندھیرے میں غائب ہوگئے۔

زیان نے انہیں روکنا چاہا جب اسکا ہاتھ کسی بھاری شے سے ٹکرایا اسنے غور سے دیکھا وہاں کچھ چیزیں رکھی تھیں۔جس میں ولید شاہ کی گن، انکا شناختی کارڈ اور والٹ تھا۔

ولید شاہ نے اپنے حسب ونسب، شان و شوکت اور دولت کو چھوڑ کر خود کو ان اندھیروں میں گم کر دیا وہ خود کو اب اس قابل نہیں سمجھتے تھے کے دوبارہ انکے بیچ جا کر رہ سکیں ان سے نظریں ملا سکیں۔

عشال کی سسکیاں اس کمرے میں گونج رہی تھی۔وہاں سب کی آنکھیں اشکبار ہوئیں تھیں حتیٰ کے وریشہ کی بھی زیان نے کال کٹ کردی۔جہاں ابتسام بھی وہ ساری باتیں سن رہا تھا۔

رونے سے بہتر ہے انکی زندگی کی دعائیں مانگو، دعا مانگو کے وہ جہاں بھی ہوں واپس آ جائیں۔اسکے قدموں میں بیٹھے زیان نے اسکے آنسو صاف کیے تھے۔

اسکے گلے سے لگی عشال دھواں دھار سا روئی تھی اور کسی نے اسے چپ کرانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ چاہتے تھے اسکے دل میں رکھی بھڑاس آج وہ آنسوؤں کے ذریعے نکال دے۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » »

دھیرے دھیرے مہمانوں نے آنا بھی شروع کر دیا۔دا جی اور بی جان مہمانوں کا ویلکم کر رہے تھے سفیان شاہ اور زیان حیدر باقی کے ارینجمنٹس دیکھ رہے تھے۔جبکہ لال حویلی کی تین شہزادیاں سب سے چھوٹی شہزادی کے کمرے میں گھسی تیار ہو رہی تھیں۔

سفیان بیٹا پتہ تو کرو یہ میری شہزادیاں کہاں رہ گئی ہیں

دا جی نے بڑے لاڈ سے استفار کیا۔

ابھی وہ کوئی جواب دیتا جب سفیان شاہ کی نظر اینٹرنس سے اندر آتے دلاور شاہ پر پڑی تھی۔

اسلام علیکم دا جی. کیسے ہو برخوردار ؟

داجی کے بعد وہ سفیان شاہ کی طرف مڑا چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ سجائے بولا تھا

میں آپکی شہزادیوں کو دیکھ کر آتا ہوں دا جی۔

دلاور شاہ پر کٹیلی نظر ڈالے وہ عشال کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

کوئی بات نہیں بچہ ہے۔دلاور شاہ خود ہی اپنی بے عزتی پر ہاتھ جھاڑ کر کہتا ہنس دیا۔

» » » » » » » » » » » » » »

کیا ہوا ہے ابتسام میں کل سے دیکھ رہا ہوں تو کچھ ٹینشن میں نظر آرہا ہے۔اسکے کمرے میں آتے کاشان نے سوال کیا۔

نہیں تو میں بھلا کیوں پریشان ہوں گا۔

تو مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا ابتسام۔تیرے چہرے سے صاف پریشانی جھلک رہی ہے۔

ارے کچھ۔۔۔۔

ابتسام کاشان تم دونوں تیار ہو گئے ہو تو چلو دیر ہو جائے گی بیٹا۔

چونکہ وہاں پہنچنے میں ٹائم لگتا اسلئے ابتسام نے رخشاں میں ہی سب کے رہنے کیلئے ایک کوٹیج بک کروایا تھا۔

جی مما تیار ہیں ہم چلیں میں گاڑی کی چابی لے کر آتا ہوں

اسے مکمل اگنور کرتے چابی اٹھائے ابتسام باہر نکل گیا۔

کاشان کو اب نئی فکر نے آن گھیرا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » » »

میری بات سنو عشال...! اسکا ڈوپٹہ سیٹ کرتی وریشہ نے رازدانہ انداز میں کہا۔

اگر کبھی ابتسام تمہیں ڈانٹے تو رونے کے بجائے اسکا سر پھاڑ دینا۔

اور اگر کبھی ناراضگی دیکھائے تو منانے کی ضرورت نہیں الٹا ناراض ہو جانا۔انوشے نے بھی اپنا انوکھا مشورہ دیا۔

اوکم اون گرلز ابتسام بہت اچھا ہے۔پیچھے بیٹھی عائشہ نے منہ بناتے کہا۔

اچھا ہے مگر زیان کہتا ہے وہ سر پھرا ہے۔

اور اچھی بات ہے نا پری کو معلومات ہونی چاہئیے جب شوہر ناراض ہو تو اسے منانے کے بجائے منہ بنایا جاتا ہے۔

ان دونوں نے بیک وقت کہا۔

وہ پری سے اتنی محبت کرتا ہے اس سب کی کبھی نوبت ہی نہیں آئے گئی۔عائشہ نے پھر فقرہ اچھالا۔

اب وہاں پھر سے بحث چھڑ چکی تھی۔

اور ان تینوں کے عظیم مشوروں میں گھری بیٹھی وہ معصوم پری اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئی تھی۔

دروازہ نوک ہوا تو انکی آوازیں بھی آنا بند ہوئی۔سفیان شاہ نے قدم کمرے میں رکھا۔

یہ کونسی الٹی پٹیاں پڑھا رہی ہو تم سب پری کو..؟

نظر انوشے پر گاڑھے اسنے ان تینوں کو مخاطب کیا۔

میں ایسا کچھ نہیں کر رہی سفیان بھائی آپکی بھابھی اور بیگم صاحبہ یہ عظیم کام سر انجام دے رہی ہیں۔

عائشہ نے پھر منہ بناتے نروٹھے پن سے کہا۔

اچھا آپ تینوں نیچے جاؤ دولہے کا ویلکم کرنا ہے میں پری کو لے کر آتا ہوں۔عائشہ کی بات اسنے ایک گہری نظر انوشے پر ڈال کر وہ جزبز سی بیٹھی پری کے پاس آیا تھا۔

میرا ڈرپوک بچہ۔سفیان کے پکارنے پر عشال اسکے کندھے سے لگی تھی

بہت ڈر لگ رہا ہے بھائی مجھے کہیں نہیں جانا پلیز۔اسنے رونی صورت بناتے کہا۔

ابتسام بہت اچھا ہے پری۔وہ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔

عشال نے بھیگی پلکیں اٹھائے اپنے بھائی کو دیکھا تھا.

سچ کہہ رہا ہوں میرا ڈرپوک بچہ۔اسکے مسکرانے پر عشال نے گڑبڑاتے نظریں جھکا دی تھیں۔

ہم نیچے جائیں اس سے پہلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں پری۔

عشال نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

اپنی زندگی کی تمام بری یادیں، کڑواہٹیں یہی چھوڑ جانا میری پری، یہاں سے کچھ لے کر جانا تو وہ اچھی اور خوبصورت یادیں جو ہم سب نے ایک ساتھ گزاری۔وہ ذرا سا مسکرایا۔

عشال بھی نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

کبھی بھی کوئی پریشانی ہو بس ایک کال کر دینا تمہیں تمہارا بھائی اپنی ڈھال بنا نظر آئے گا۔

میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں بھائی !...

میں بھی اپنے ڈرپوک بچے سے بہت پیار کرتا ہوں۔اسے حصار میں لیتے سفیان نے نم آنکھیں صاف کیں اور اسکے سر پر بوسہ دیا۔

»»»»»»»»»»»»»»»»»»

ابتسام اور اسکی فیملی آ چکی تھی۔آج کمبائین فنکشن لال حویلی کے بڑے حال نما کمرے میں ہی ارینج کیا گیا تھا۔

جی بی جان میں دیکھتی ہوں۔وریشہ کچن کی طرف گئی تھی۔

دودھ پلائی کی رسم وہ اور انوشے کرنے والی تھیں۔ان دونوں نے ہی سرخ رنگ کے بھاری کامدار جدید تراش خراش والے فراک زیب تن کیے تھے۔جن پر انہوں نے سر پر حجاب لیا ہوا تھا اور ساتھ اسی رنگ کے نقاب میں چہرا چھپائے وہ دونوں آسمان سے اتری حور لگ رہی تھیں۔تمام حویلی والے اور گاؤں والے انہیں رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے وہاں پہلے تین سٹیج بنائے جا رہے تھے مگر پھر وریشہ نے سٹیج پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور کہا کے وہ پری کے ساتھ رہے گئی دا جی اور بی جان نے اسکی بات پر حامی بھر لی یہ سوچتے کے ایک دولہن پورے شادی حال میں گھومتی پھرتی اچھی نہیں لگے گئی اسلئے انہوں نے صرف عشال اور ابتسام کیلئے سٹیج بنوایا اور وریشہ کو بذاتِ خود اپنی بڑی بہو

کے درجے سے تمام لوگوں کے سامنے متعارف کروایا تھا وریشہ وہاں سب سے انتہائی خلوص سے ملی تھی۔

کیا ہوا ابتسام کہاں جا رہے ہو تم؟

اسے سٹیج سے نیچے اترتے دیکھ کاشان نے پکارا تھا۔

ایک منٹ میں آتا ہوں۔موبائل ہاتھ میں پکڑے وہ سنجیدہ سا سٹیج سے اترتا باہر لان کی طرف بڑھ گیا۔

وہاں موجود تمام لڑکیوں سمیت ملازمین بھی اس خوبرو شہزادے کو نظر بھر بھر کر دیکھ رہے تھے مگر نظریں تھیں جو اسے دیکھتے تھک نہیں رہی تھی عشال کے دور کی تمام کزنز کا گروپ ایک سائیڈ پر کھڑا حسد بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

یہ بہت کیوٹ ہے سمی... میرا تو اس پر دل آگیا ہے یار.

عشال بہت خوش نصیب ہے۔دوسری نے بھی فقرہ اچھالا۔

ہائے مجھے بھی ایسا لڑکا چاہئیے۔تیسری نے حسد سے کہا۔

انوشے جو ان سب کو دیکھ رہی تھی چلتی پاس آئی۔نظر انکے تعاقب میں گئی جہاں ابتسام کال پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

عشال سے کہو یہ لڑکا مجھے دے دے۔اس آخری مخلوق نے تو حد ہی کر دی تھی۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔اور کیا فضول گوئیاں کر رہی ہو تم سب۔

انکے سر پر کھڑے انوشے نے رعب دار آواز میں ڈپٹا۔

نہی..نہیں انوشے... آپی وہ ہم ...تو ...بس...،

وہ چاروں ایکدم سے گڑبڑاتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

عشال کو دعائیں دینے کی بجائے تم سب اسکے شوہر پر نظر جمائے کھڑی ہو۔جانتی ہو کتنی غلط حرکت ہے اچھے گھر کی لڑکیاں ایسی ہوتیں ہیں بھلا۔انوشے نے اچھا خاصا انہیں ڈانٹ دیا۔

ارے نہیں نہیں آپی آپ غلط سمجھ رہیں ہیں ہم سب تو خوشی سے کہہ رہی تھیں۔سمی کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔

جاؤ جا کر سائیڈ میں بیٹھ جاؤ ایسے رستے میں کھڑی ہو اچھا نہیں لگتا۔اسکے حکم کی تعمیل کرتے وہ چاروں وہاں سے کھسکی تھیں۔

کیا ہوا انوشے کیوں انہیں ڈانٹ رہی تھی؟

وریشہ اسکے پاس آکھڑی ہوئی۔

آپی ایسے ہی پاگل ہیں یہ سب، انوشے نے بھجوائیں اچکائی۔

پری سے حسد کر رہی تھیں یہاں کھڑے ہو کر... حد ہوتی ہے مطلب ابھی تو اسے خوشیاں ملنے لگی ہیں اور وہ نظر لگانے آپہنچی۔

غصے سے تلملاتی انوشے بولتی چلی گئی۔

نقاب کے پیچھے وریشہ کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

کچھ نہیں ہوتا انوشے فکر نہیں کرو۔ہم ابتسام اور پری کی نظر اتار دیں گیں۔وریشہ نے کچھ سوچتے کہا۔

ہاں یہ بیسٹ رہے گا آپی۔انوشے خوشی سے چہکی تھی۔

اور ویسے بھی ابتسام صرف پری کا ہے تو ان دو تین لڑکیوں کی بجائے اگر سو دو سو لڑکیاں بھی آجائیں تب بھی وہ پری کے علاوہ کسی کی طرف دیکھے گا بھی نہیں!...

وریشہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔

بلکل صحیح کہہ رہی ہیں آپ!...

پیچھے کھڑی عائشہ نے اسکی تصحیح کی۔

وہ تینوں بیک وقت مسکرائیں۔

» » » » » » » » » » » » » » » » » »

میں کتنی بار کہوں میں نہیں آسکتا وہاں، اور اگر اب تمہاری مجھے کال آئی تو میں تمہیں زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا۔

میرے صبر کا امتحان مت لو تو بہتر ہے ورنہ ابتسام چوہدری تمہارے ٹکرے ٹکرے کرنے میں دیر نہیں لگائے گا۔

غصے کے شدت سے وہ دھاڑا تھا

ابتسام!...

کال کٹ کرتے وہ ایکدم سے پیچھے مڑا جہاں کاشان کھڑا تھا اسکا چہرا بتا رہا تھا وہ سب سن چکا ہے۔

کس کی کال تھی اور کون ہے جو تمہیں تنگ کر رہا ہے ابتسام۔

اپنے شک کو یقین میں بدلتے دیکھ کاشان نے سنجیدگی سے پوچھا تھا

میری طرف کسی کے دیکھنے کی جرات نہیں ہوتی تم تنگ کرنے کی بات کر رہے ہو۔ابتسام نے مدھم سا قہقہ لگایا۔

اگلے دو منٹ میں مجھے بتاؤ ابتسام ورنہ میں ابھی زیان سر کو سب بتا دوں گا۔کاشان کی دھمکی پر ابتسام کا دماغ گھوما تھا۔

بکواس بند کر اپنی... ایکدم سے اسکا کالر پکڑتے ابتسام غرایا۔

اسکی اتنی تیز غراہٹ پر کاشان اس سے دو قدم دور ہٹا تھا۔

مجھے تیری فکر ہے میرے بھائی پلیز بتا کیا پریشانی ہے؟

اسکے ہاتھ کالر سے جھٹکتے اب کاشان نے منت کی تھی۔

گن پٹی سہلاتے ابتسام نے گہری سانس اندر کھینچی، تنے ہوئے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑا۔

تجھے یاد ہو گا میں اٹلی گیا تھا تقریباً کوئی ایک ڈیڑھ سال پہلے۔

احسان کرنے والے انداز میں اسنے بیزارہت سے کہا۔

ہاں یاد ہے۔وہ صرف اتنا بولا۔

وہاں ایک بندہ تھا "Gabriel Gable" اٹلی میں وہ بندہ غلط طریقوں سے لڑکیوں کی فروخت کا کام کرتا تھا۔مگر مجھے اس بارے میں معلوم نہیں تھا تب مجھے اس بندے کو مارنے کی سپاری ملی تھی۔میں وہاں پہنچا اسکے تمام بندوں کو میں نے مار دیا۔مگر یہ بچ گیا۔ابھی میں وہی رکتا اور اس متعلق کچھ سوچتا جب مجھے خبر ملی کے کچھ ایجنسی والے اسکی تلاش میں ہیں۔تب میں نے سوچا یہ بندہ پکڑا جائے گا میرا وہاں کوئی کام نہیں تھا میں واپس پاکستان آگیا۔

مگر ابھی کچھ دن ہوئے ہیں مجھے اسکی کالز آرہی ہیں یہ بندہ ان ایجنسی والوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔

ابتسام نے زور دار ٹھوکر پاس پڑے پتھر کو مارتے ضبط سے کہا۔

تو اب یہ تجھ سے کیا چاہتا ہے، کیوں تجھے کالز کر رہا ہے۔

کاشان نے اسکی بازو دبوچے کرخت آواز میں پوچھا۔

یہ چاہتا ہے میں اسکے لئے کام کروں۔

تو تو منع کر دے۔

کر دیا تھا منع مگر پھر اسنے مجھے یہ بھیجا۔

ابتسام نے اپنا موبائل اسکے آگے کیا۔

جہاں کچھ تصویریں تھیں جن میں وہ کسی کے سر پر گن رکھے کھڑا تھا دوسری میں اسنے اس بندے کو شوٹ کر دیا تھا اسکا چہرا صاف صاف نظر آرہا تھا۔

اب کیا ہو گا ابتسام۔کاشان نے فکر مندی سے پوچھا۔

"میں اپنی دولہن کو لے کر اپنے گھر جاؤں گا سمپل "

میں اس بارے میں پوچھ رہا ہوں گدھے۔وہ تلملایا۔

اچھا یہ... ابتسام نے ایساری ایکشن دیا جیسے وہ مسئلہ اسکی نظر میں ذرا برابر معنی نہیں رکھتا۔

مجھے اسکی کوئی پرواہ نہیں ہے۔اسنے شان سے کندھے اچکائے۔

بس مسئلہ ہے تو اسکی آواز سے. اسلئے میرا نمبر چینج کرواؤ کل تک۔

کاشان تو اسکے اطمینان پر عش عش کر اٹھا۔

تجھے نہیں لگتا تو اس معاملے کو بہت لائیٹ لے رہا ہے۔

نہیں مجھے ایسا نہیں لگتا۔اگر مجھے ایسا لگے گا تو اگلے ہی دن اٹلی جا کر اس بندے کو زندہ زمین میں گاڑھ آؤں گا۔

اب تیری روح کو سکون مل گیا تو مجھے جانے دے میری محترمہ آنے والی ہو گئی۔مبہم سا مسکراتے پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ مغرور شہزادہ اپنی مخصوص چال چلتا سٹیج کی طرف چلا گیا۔

اسکا اتنا سکون ہمیشہ میرا سکون غارت کر جاتا ہے۔

غصے سے تلملاتا کاشان بھی وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

کوئی بڑے غور سے انکی ہر بات سنتا شیطانی ہنسی ہنسا تھا

» » » » » » » » » » » »

ابھی اسے سٹیج پر بیٹھے چند منٹ ہی گزرے تھے جب عشال کی اینٹری ہوئی تھی ایک ہاتھ زیان حیدر کے ہاتھ میں اور دوسرا ہاتھ سفیان شاہ کے ہاتھ میں تھا اسنے آج بھی ابتسام کا بھیجا گیا ڈریس زیب تن کر رکھا تھا۔پیچ کلر کی نفیس پیروں تک آتی میکسی میں سر پر گولڈن کلر کا حجاب کر رکھا تھا چہرے کو اسی حجاب سے کور کیے وہ نظریں جھکائے کنفیوز سی اسکی طرف آرہی تھی۔ابتسام چوہدری نے آج فلک سے اتری پری دیکھی تھی وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی وہ آج بھی اسکی صرف ان پاکیزہ آنکھوں پر ہی اٹک گیا تھا ان صاف شفاف آنکھوں میں ابتسام چوہدری کو اپنا دل ہمیشہ سے ڈوبتا محسوس ہوتا تھا اسلئے وہ نظریں جھکا جاتا مگر آج وہ پورے حق سے نظریں ٹکائے کھڑا اپنی محترمہ کو دیکھ رہا تھا عشال اسکی تپش بھری نظروں سے گھبراتی مزید جزبز سی ہوئی تھی۔

ابتسام چوہدری اٹھتا وہاں بنی پہلی سیڑھی پر آکھڑا ہوا۔

عشال نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور پھر اسکی نظریں پلٹنا بھول گئیں اس پر کشش مسکراہٹ میں عشال کو اپنا دل کھنچتا محسوس ہوا اسکی سیاہ مقناطیسی روشن آنکھوں میں عشال نے ان کچھ سیکنڈز میں اپنے لئے بے پناہ محبت محسوس کر لی تھی۔

اسکی نظریں خود پر مرکوز دیکھ ابتسام دلفریب سا مسکرایا اور یہاں اسکی محترمہ کی پلکیں لرزی تھی تیز ہوتی دھڑکنوں میں اسکی قربت کو شمار کرتی عشال نے زور سے آنکھیں میچ لی۔

ہاتھ بڑھاؤ پری۔سفیان کی آواز پر عشال نے ابتسام کے بڑھائے ہاتھ کو دیکھا۔

ابھی وہ کوئی پیش رفت دکھاتی ابتسام نے جھکتے اسکے کانپتے ہاتھ کو اپنی مضبوط گرفت میں خود ہی قید کر لیا۔

"اب بیوی ہو میری تم محترمہ" یہ جھجھک چھوڑ دو .

اسکی کمر کے گرد بازو باندھے ابتسام نے کسی کا بھی خیال کیے بنا اسکے کان کے قریب جھکتے سرگوشی کی۔

سفیان اور زیان وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

بب..بھائی کھڑے ہیں..! عشال نے لرزتی آواز میں اسے بتانا چاہا۔

تو بیٹھ جائیں وہ.." وہ واقع کوئی سر پھرا بندہ تھا

عشال نے تاسف اور شرم کے ملے جلے تاثرات میں اسکی طرف دیکھا۔

سفید رنگ کے تھری پیس میں ملبوس چہرے پر گہری حسین مسکراہٹ سجائے وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔ مگر کہلانا اسنے پھر بھی سر پھرا ہی تھا۔"وہ ساحر تھا عشال نے خود کو اسکے سحر میں جکڑا محسوس کیا".

وہ دونوں سٹیج پر بیٹھ گئے۔وہاں موجود تمام لوگ اس جوڑی کو ستائش نظروں سے دیکھ رہے تھے عشال کافی دیر سے اپنی کزنز کی نظریں ابتسام پر جمی دیکھ رہی تھیں مگر وہ پھر بھی باز نہیں آرہی تھیں آخر عشال نے ابتسام کی طرف نظر اٹھائی جو ساتھ بیٹھے دا جی کے ساتھ محو گفتگو تھا۔

"میں تمہارے علاوہ اور کسی کو نہیں دیکھتا بے فکر رہو"

ابتسام نے گہری مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی

عشال کا دل مانوں کانوں میں دھڑکنے لگا۔

بھائی اور بھابھی ایک ساتھ کتنے پیارے لگ رہے ہیں ناں!..

زری نے مسکراتے ساتھ کھڑے کاشان کو مخاطب کیا

جس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔

کیا ہوا کاشان... طبیعت ٹھیک ہے آپکی؟

ہا.ہاں کچھ نہیں صحیح کہہ رہی ہو تم ... ماشاءاللہ بہت پیارے لگ رہے ہیں دونوں۔وہ زبردستی کا مسکرایا۔

اچھا میں آتا ہوں ویٹ۔اسکا گال نرمی سے چھوتے وہ وہاں سے نکل گیا۔

» » » » » » » » » » » » » » »

سفیان شاہ اس رسم کیلئے قطع راضی نہیں تھا مگر پھر وریشہ کے زبان کو سفارش کرنے پر اسے ہر حال میں راضی ہونا پڑا تھا دودھ پلائی کی رسم وریشہ اور انوشے کرنے والی تھی جن میں انکے ساتھ عشال کی کچھ کزنز بھی شامل تھیں۔

وہ ساری آندھی طوفان کی طرح سٹیج پر آئی تھیں۔اور آتے ہی دائرے کی شکل بنائے دولہا دولہن کے قریب بیٹھ گئی۔

چلیں ابتسام بھائی دودھ پلائی کی رسم کرنی ہے۔

سمی نے خاصی اونچی آواز میں کہا تھا۔

زری اور نگہت بیگم بھی بی جان کے ہمراہ سٹیج پر آگئی تھیں۔

مگر اس سے پہلے نکالیں پورے پانچ لاکھ۔

وریشہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

ارے یہ تو بہت زیادہ ہیں بچے۔دا جی نے فوراً سے کہا۔

کوئی زیادہ نہیں ہیں دا جی اب ہم اپنی پری بھی تو دے رہے نا ابتسام بھائی کو۔جوابا انوشے نے کہا۔

ابتسام کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ رقص کر گئی تھی۔

اسنے ساتھ بیٹھی عشال کی طرف دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

کیا کہتی ہیں محترمہ دے دوں انہیں پیسے؟

اسکے کان کے قریب رازدانہ انداز میں کہا گیا۔

مم..میں ...کک..

اوہو... کیا باتیں ہو رہی ہیں۔عشال ابھی کچھ کہتی وہاں اچھی خاصی ہوٹنگ شروع ہوئی تھی۔عشال ایکدم سے گھبراتی ہاتھ میں پکڑے کلچ پر گرفت سخت کر گئی۔ابتسام نے اسے جانتی نظروں سے دیکھا تھا شاید وہ زیادہ ہجوم اور آوازوں سے گھبرا رہی تھی۔

اگلے ہی لمحے پورا ہال پھر سے اوہوو کی آواز سے گونج اٹھا۔

عشال کے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے ابتسام نے اسکی گھبراہٹ دور کرنی چاہی تھی۔

آپ سب ذرا آرام سے بات کریں میری بیوی ڈر رہی ہے۔

ابتسام کی سنجیدہ سی آواز اور سرد تاثرات پر وریشہ سمیت سب کی آواز حلق میں ہی دب گئی۔

اسکا موڈ بگڑا ہوا لگ رہا تھا۔دور سے ہی دیکھتے زیان سٹیج کی طرف آ گیا۔

خفا کیوں ہو رہے ہو برخودار۔بچیوں ذرا دھیمی آواز میں بات کرو۔

دا جی کے ساتھ بی جان بھی فوراً سے بولی تھی۔

آپ پلیز غصہ نہیں کریں۔عشال نے ذرا ہمت کر کے کہا۔

تو ابتسام صاحب کے تنے اعصاب اور ماتھے پہ پڑی شکنیں پل میں غائب ہو گئیں۔

اب تو ساری زندگی غصہ نہیں کرے گا یہ انسان۔وہاں آتے کاشان نے ابتسام کے کندھے پر ہاتھ رکھے مدھم سا قہقہ لگایا۔

اگر پری کہے گئی تو میں آپ لوگوں کو پچاس لاکھ دے دوں گا۔

ماحول میں چھائی سنجیدگی کو زائل کرنے کیلیئے ابتسام نے مسکراتے کہا۔

پری بول دو تم ورنہ یہ ہمیں دودھ پلائی نہیں دیں گئیں۔

وریشہ نے فوراً سے کہا۔

اسکے ساتھ سب یک زبان وہی الفاظ دوہرانے لگے۔

کہو نا عشال ورنہ میں انہیں پیسے نہیں دوں گا۔

اب کی بار وہ خود بھی بولا۔

عشال نے بوکھلاتے وریشہ کے ہاتھوں کو دیکھا جو اسکے ہاتھ پکڑے ہلا رہی تھی۔

آ.. آپ انہیں دے دیں۔عشال نے گھبراتے کہا۔

ایسے نہیں میری طرف دیکھ کر کہو۔اس نئے حکم پر وہاں پھر سے زرا سا شور مچا تھا

عشال نے بوکھلاتے آنکھیں میچ دیں دل تو چاہا رہا تھا سب چھوڑ چھاڑ کر وہاں سے غائب ہو جائے۔

بول بھی دو عشال اتنے بھی کیا نخرے ہیں۔ان لڑکیوں میں سے ایک نے خاصا طنزیہ کہا تھا۔

ابتسام کو اسکا لہجہ قطع پسند نہیں آیا تھا۔

کاشان کے ہاتھ سے پیسے لیتے اسنے وریشہ کے ہاتھ میں تھما دیئے۔

محترمہ نخرے نہیں دکھا رہی دراصل انکے پاس آپ جتنی لمبی زبان نہیں ہے

پیسے تھماتے ابتسام نے ان سب کے بیچ ہی سمی کی اچھی خاصی کر دی تھی۔

وریشہ اور انوشے نے ہنستے چہرا پھیر لیا

جبکہ سمی پاؤں پٹختی وہاں سے نکل گئی

وہ شخص اسکے خلاف ایک غلط حرف بھی سننے کا

روادار نہیں ہوتا تھا۔

عشال نے گہری نظروں سے ابتسام کو دیکھتے سوچا تھا

» » » » » » » » » » » »

رخصتی کا شور اٹھا تھا، زیان کا ہاتھ تھامے پری سٹیج سے نیچے آئی تھی دا جی بی جان سے ملتے اسکی انکھوں میں اپنے بچپن کی تمام وہ خوبصورت یادیں رقص کرنے لگی اسکا پوری حویلی میں بھاگنا دا بی جان سے شرارتیں کرنا، آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے تھے۔

رو مت پری تم ہم سے دور جا رہی ہو مگر ہمارا احساس ہماری محبت ہمیشہ تمہارے ارگرد رہیے گئ۔
اسے اپنے حصار میں لیتے زیان نے اسکا ماتھا چوما تھا۔

انوشے اور وریشہ نے باری باری اس سے ملتے ڈھیروں دعائیں دی تھیں پری ہمارے مشورے بھولنا مت۔وریشہ نے اسکے کان میں سرگوشی کی جو ساتھ کھڑا ابتسام بھی بخوبی سن چکا تھا عشال روتی آنکھوں سمیت مسکرا دی۔

یہ میرا چھوٹا ڈرپوک سا بچہ ہے ابتسام،مجھے تم پر یقین ہے کہ تم میری پری کا ہمیشہ خیال رکھو گئے۔
اسے اپنے حصار میں لیتے سفیان نے ساتھ کھڑے ابتسام کو مخاطب کیا تھا جو محویت سے بس عشال کو دیکھ رہا تھا۔

میں یہ یقین یونہی برقرار رکھوں گا۔ابتسام نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

باہر کی طرف بڑھتے قدم عشال کے رک گئے سفیان کی بازو کو تھامے وہ بلک بلک کر رو دی۔مجھے نہیں جانا بھائی، مجھے آپ سب سے دور نہیں جانا۔

اسکی بازو کو دبوچے وہ بچوں جیسے رونے لگی۔

اسکی کیفیت کو سمجھتے ابتسام نے نگہت بیگم کو آگے کیا تھا۔

تم میری بہو نہیں بیٹی ہو عشال یقین کرو تم وہاں ہمیشہ خوش رہو گئ۔اسکے ماتھے کا بوسہ لیتے انہوں نے محبت سے کہا تھا۔

عشال انکی باتیں سنتی سر اثبات میں ہلا گئ۔

تمہیں تمہاری نئ زندگی مبارک ہو پری۔خدا کرے ان راستوں پر تمہیں صرف خوشیاں ہی خوشیاں ملیں۔آمین

سب نے بیک وقت آمین کہا تھا۔ایک آخری بار اسے اپنے مضبوط حصار میں لیتے اسے قرآن پاک کے سائے تلے رخصت کرتے سفیان نے ایک آخری امید بھری نظر ابتسام پر ڈالی۔جس نے اسکی نظروں کا مطلب سمجھتے مسکراتے سر ثبات میں ہلا دیا۔

»»»»»»»»»»»»»»»»»

وہ مغرب کے بعد اسلام آباد کیلیئے نکلے تھے رات کے بارہ بج رہے تھے عشال نے سارا سفر ابتسام کے کندھے پر سر رکھے سو کر گزارا تھا گھر آنے کے بعد زری وہی رک گئی تھی جبکہ کاشان واپس جا چکا تھا۔ابتسام نے مزید کسی بھی رسم سے منع کر دیا اور عشال کو اسکے کمرے میں لے جانے کا بول دیا زری اور نگہت بیگم عشال کو اسکے کمرے تک لائی تھیں اس کمرے کی کوئی خاص سجاوٹ نہیں کی گئی تھیں جو کے ابتسام کا اپنا فیصلہ تھا بارہ بجے کے رات کے ایک بج گئے تھے ابتسام واپس نہیں لوٹا تھا۔

اسے اب بے چینی سی ہونے لگی تھی عشال نے جھنجھلاتے بیڈ سے قدم نیچے رکھا وڈراب کھولے اپنا آرام دہ سوٹ نکالا.., ہیوی برائیڈل ڈریس چینج کیے باوضو ہو کر عشال نے نیت باندھ لی۔

ایک ضروری کام نمٹا کر وہ واپس گھر آیا گارڈ نے گیٹ وا کیا گاڑی پورچ میں روکے وہ اضطرابی کیفیت میں چلتا کمرے تک پہنچا تھا وہ سو رہی ہو گئی یہ سوچ آتے ہی ابتسام نے دھیرے سے دروازہ کھولا اور قدم اندر رکھا عشال سامنے کہیں نہیں تھی وہ مزید بے چین ہو گیا جب ایک قدم آگے بڑھانے پر ابتسام چوہدری کو اپنی محترمہ رب کے حضور سجدہ ریز کرتی نظر آئی. پریشانی ایکدم سے ارن چھو ہو گئی بے چینی کہیں دور بھاگ گئی تھی ہونٹوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا دھیرے قدم لیتا ڈریس نکالے وہ واشروم میں بند ہوا باوضو ہوتے عشال کے قریب ہی جائے نماز بچھائے اسنے بھی نیت باندھ لی۔

شکرانے کے نفل ادا کرتے ابتسام نے دائیں جانب سلام پھیرا پھر کچھ لمحوں بعد اپنی بائیں جانب سلام پھیرا۔ نماز ادا ہوئی اسکی نظر اٹھی اور پھر پلٹنا بھول گئی اپنی دائیں جانب ہاتھوں کو اٹھائے دعائیں کرنے میں مشغول بیٹھی وہ لڑکی اور کوئی نہیں اسکی محترمہ تھی۔"اسکی شریک حیات، ابتسام کی محترمہ مسز عشال ابتسام چوہدری تھی وہ"...

کئی لمحے ابتسام اسے محویت سے دیکھتا رہا نظر اسکی بھوری کانچ جیسی شفاف آنکھوں سے ہوتی چہرے پر ٹک گئی ویسا ہی پرنور چہرا، گوری رنگت اس پر سے اسکے تیکھے نقوش، بڑی بڑی پلکوں کو جھپکتی نظر ہاتھوں پر جمائے ابتسام اسکی ساری کاروائیاں بغور دیکھ رہا تھا اسکے مسلسل ہلتے ہونٹ شاید کافی لمبی

دعائیں مانگتی تھی وہ. مگر دعا مانگتے وقت اسکے چہرے پر جو سکون جھلک رہا تھا اسکی آنکھوں میں جو امید کے دیئے جل رہے تھے اس سے ثابت تھا کے اسے اپنے اللہ پر کتنا یقین ہے۔مردوں کو جنت میں حوریں ملتی ہے مگر آج اس مرد نے اپنی محترمہ کو دیکھ کر اسے اس روحِ زمین پر ہی حور کا خطاب دے دیا تھا ابتسام چوہدری تو اس لڑکی کا اسیر ہو گیا تھا وہ آدھے گھنٹے سے دعا مانگ رہی تھی اور وہ شاندار مرد پچھلے آدھے گھنٹے سے بنا پلکیں جھپکائیں اسے دیکھ رہا تھا۔

عشال نے دعا ختم کی چہرے پر اپنے ہاتھ پھیرے ہی تھے جب مانوس سی دھیمی مگر دل کو سکون بخش آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

کافی لمبی دعا نہیں ہو گئی آج..؟

لہجے میں شرارت واضح تھی

عشال نے جھٹکے سے گردن موڑی. آ.. آپ یہاں کب آئے؟

جب میری بیوی میری سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھی.

ابتسام نے مسکراتے اسکے ہاتھ کا بوسہ لیا.

آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

ممکنہ حد تک آنکھیں پھیلائے معصومیت سے پوچھا گیا۔

معلوم نہیں۔ابتسام مسکرایا۔

اسکی مسکراہٹ کافی پرکشش اور خوبصورت ہے. عشال نے سوچا اور دل ہی دل میں کئی بار نظر بھی اتار لی۔

اب اتنا بھی پیارا نہیں ہوں کہ تم یونہی دیکھتی رہو مجھے۔

اسکے شریر لہجے پر عشال نے بوکھلاتے نظریں پھیر لیں۔

محترمہ ..؟

جی۔جائے نماز طے کرتی عشال نے فوراً جواب دیا۔

تم خوش ہو؟

آپ خوش ہیں؟ اسنے الٹا سوال کیا۔

یہاں آؤ!..

نماز ریک میں رکھتی عشال اسکی طرف مڑ آئی۔

یہاں بیٹھو..؟ ابتسام نے اسے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ دیا۔

جس پر عشال ذرا سا فاصلہ چھوڑ کر بیٹھ گئی۔

کمر میں بازو ڈالے بنائے گئے فاصلے کو ختم کرتے ابتسام نے اسکی لرزتی پلکوں کو ہلکا سا چھوا تھا۔

عشال کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔

مجھ سے دور بھاگنے کی کوششیں مت کیا کرو۔نرمی سے مگر سنجیدگی سے کہا گیا۔

خود میں سمٹتی عشال نے ہولے سے سر اثبات میں ہلا دیا

میں اتنا خوش ہوں محترمہ...، یہ چھوٹا سا لفظ "خوشی" میری خوشی کی انتہا کو بیان نہیں کر سکتا۔دھیمے سے لہجے میں دیوانہ وار کہا گیا۔

اسکے لہجے میں اتنی شدت تھی عشال کو اپنا آپ قیمتی سا محسوس ہونے لگا۔

اب تم بتاؤ اداس کیوں ہو؟

اسے مزید اپنے قریب کرتے ابتسام نے اسکے گرد بازوؤں کا گھیرا بنایا تھا۔

ابو کی یاد آرہی ہے..! پلکوں پر نمی اترنے لگی۔

ابتسام نے گہری نظر اسکے چہرے پر ڈالے لمبی سانس اندر کھینچی۔

اسے اپنے ساتھ لگائے مضبوطی سے اپنے حصار میں باندھا تھا وہ جہاں کہیں بھی ہوں گئیں بلکل ٹھیک ہوں گئیں۔اس لڑکی کی محبت میں ابتسام چوہدری نے پہلی بار اس نفرت کے قابل شخص کیلئے دل پر پتھر رکھے اچھے الفاظ ادا کیے تھے.

عشال نے ذرا سا سر ہلایا پھر کمرے میں سکوت چھا گیا۔کچھ پل خاموشی کے نظر ہوئے عشال یونہی ابتسام کے حصار میں چھپی سر اسکے بازو سے ٹکائے آنکھیں موندے پر سکون سی بیٹھی تھی۔

اسکا مقصد اسے پر سکون کرنا تھا عشال کے بال سہلاتے ابتسام کی پریشان صورت پر بھی سکون اتر آیا۔

اچھا تم مجھے بتاؤ خوش نصیب کسے کہتے ہیں؟

عشال کے کندھے پر سر رکھے اسنے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

خوش نصیب کو...؟ وہ الجھی.

"میری ڈکشنری میں خوش نصیب کو ابتسام ابرہیم چوہدری کہتے ہیں محترمہ"۔وہ جذبے سے چور لہجے میں گویا ہوا۔

عشال کے باقی کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے اس معنی ومفہوم پر اسکے دل میں شور برپا ہوا تھا۔
ناجانے وہ شخص اور کتنے طریقوں سے اپنی خوشی اس پر ظاہر کرنے والا تھا.

آپ ایسے بات کرتے ہیں جیسے میں اس دنیا کی آخری لڑکی ہوں جو آپکو مل گئی ہے. عشال نے منہ بناتے کہا۔

"بلکل محترمہ تم جیسی لڑکی اس دنیا میں پہلی اور آخری تھی جس پر ابتسام چوہدری نے اب اپنا قبضہ جما لیا ہے".

شدت سے کہتے وہ مدھم سا ہنس پڑا۔

عشال کو پھر چپ لگ گئی۔

آپ کے دماغ میں ایسے جواب کہاں سے آتے ہیں؟ اسنے الجھتے پوچھا۔

کیسے جواب محترمہ؟ ابتسام نے اسکا چہرا سامنے کیا۔

مطلب یہی میں اس دنیا کی آخری لڑکی ہوں۔

"یہ جواب نہیں حقیقت ہے جو اٹل ہے محترمہِ ابتسام"

گھمبیر تا سے کہتے بتسام نے اسکے گال کا شدت سے بوسہ لیا تھا

جواباً کچھ بھی کہے بغیر عشال نے گہری شور مچاتی دھڑکنوں میں خود کو اسکی پناہوں میں چھپا لیا۔

اسکی مسلسل نظروں سے خائف ہوتی عشال نے دل میں رکھی بات بول دی تھی۔

آپکو پتہ ہے وہاں سب کہتے میں آپکا جنون ہوں۔

اسکے لہجے میں انتہائی معصومیت تھی ابتسام ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا۔

کون کس کا جنون ہے محترمہ؟ وہ مکمل انجان بن گیا.

میں آپ کا جنون ہو... عشال نے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔

میرا نام کیا ہے؟ ابتسام نے اسکا چہرا اپنی طرف موڑا۔

عشال نے نظریں جھکا دیں۔

میرا نام لو اور بات مکمل کرو۔اسنے حکم صادر کیا۔

آنکھوں میں ڈھیروں معصومیت بھرے عشال نے اسے دیکھا۔

میں انتظار کر رہا ہوں۔وہ مزید قریب آیا۔

عشال کا سانس رکا تھا.

مم...میں ابتسام چوہدری کا جنون ہوں۔وہ ہکلائی تھی۔

میں کون...؟ وہ پھر بولا۔

اب کے عشال نے اسے گھورا تھا

عشال شاہ ابتسام چوہدری کا جنون ہے. انگلیاں چٹختے ایکدم سے کہا تھا۔

غلط کہا میری جان ...

عشال نے جھکی پلکیں اٹھائی۔

"عشال چوہدری ابتسام چوہدری کا جنون ہے"۔

اسکی روشن پیشانی پر لب رکھے ابتسام نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

اسکی گرم سانسوں کو چہرے پر محسوس کرتے عشال نے فوراً سے اپنا آپ اس شخص کے حصار میں چھپایا تھا۔

چلو اب سو جاؤ ورنہ پھر میری پناہیں بھی کام نہیں آئیں گئیں.

اسکا سر سینے پر رکھے ابتسام کو اپنے اندر تک سکون سرائیت کرتا محسوس ہوا تھا اسکی انگلیاں ہنوز عشال کے بالوں میں رینگ رہی تھی وہ ابھی اسکے ساتھ اپنی نئ زندگی کی شروعات کرنے کے حق میں نہیں تھا اسکے دماغ میں جیسا تصوراپنی ماں اور اسکی زندگی کے متعلق بنا ہوا تھا ابتسام ایسا ہر گز نہیں چاہتا تھا عشال سمجھنے پر مجبور ہو کے اسے اسکے وجود کی طلب تھی ایسا ہر گز نہیں تھا کیونکہ "ابتسام چوہدری کو تو اسکی روح سے عشق ہوا تھا"

اسکو حاصل کرنے کی چاہ سے زیادہ ابتسام کے لئے عشال کا اسکی محبت پر یقین لانا زیادہ ضروری تھا۔

عشال کے دل میں اسے اپنے لیے اتنی محبت ڈالنی تھی کے اللہ کے بعد جس کی محبت پر وہ آنکھیں بند کر کے یقین کر سکے وہ شخص ابتسام چوہدری ہو۔

سوچوں کے محور ٹوٹے تھے عشال کی دھیمی سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے اسے یقین ہو گیا کہ وہ سو چکی ہے چہرے پر آئے بالوں کو ہٹاتے اسکی روشن پیشانی کا بوسہ لیے ابتسام نے بھی آنکھیں موند لی تھیں۔

» » » » » » » » » » » » » » »

نماز ادا کر کے اپنی نئی زندگی کی پہلی خوشگوار صبح کے لئے ڈھیروں دعائیں مانگ کر عشال جائے نماز طے کر کے اٹھی تھی فجر کے وقت اسکے اٹھنے کی عادت کی وجہ آج بھی وہ جلدی اٹھ گئی تھی

ابتسام کو سوتا دیکھ کر وہ دھیرے سے اٹھتی فریش ہو کر نماز ادا کر چکی تھی وہ المیرا کی طرف بڑھتی اپنے اور ابتسام کیلیئے ڈریس سلکیٹ کرنے لگی۔

اسنے کروٹ لی تھی اور اپنا بازو دراز کیے دوسری سائیڈ پر رکھا مگر وہ جگہ خالی تھی جھٹکے سے ابتسام اٹھ بیٹھا پہلی نظر ہی کھٹ پٹ کی آواز کی طرف گئی جہاں وہ المیرا میں منہ دیئے ناجانے کیا تلاش کر رہی تھی۔

بیڈ سے اٹھتے ابتسام نے ٹائم دیکھا اور اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

وہ اپنی ہی دھن میں مصروف سی تھی جب ایکدم سے مڑتی عشال ابتسام کے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی اور اسی لمحے مقابل نے اسے اپنے حصار میں قید بھی کر لیا۔

آپ نے مجھے ڈرا دیا۔اتھل پتھل ہوتی سانسوں میں عشال نے معصومیت سے شکوہ کیا۔

ہمم ... اتنا ہی کہتے ابتسام نے اسے خود میں بھینچ لیا۔اب اسے کیا بتاتا ڈر تو وہ گیا تھا ناجانے کیوں ابھی بھی اسکے دل میں خوف تھا عشال کو کھو دینے کا خوف اس سے دور ہو جانے کا ڈر جو کبھی بھی اسکے حواسوں پر سوار ہو جاتا تھا۔

آپ ٹھیک ہیں؟ لہجے میں فکر تھی.

ہاں ٹھیک ہوں ... اس سے دوری بناتے ابتسام ذرا سا مسکرایا۔

تم نے مجھے نماز کیلئے کیوں نہیں اٹھایا؟

ابھی وقت تھا اور ویسے بھی میں آپکو اٹھانے ہی والی تھی مگر آپ نے مجھے ڈرا دیا۔چھوٹی سی ناک سکیڑتے وہ خفا سی ہوئی۔

ابتسام نے بغور اسکا جائزہ لیا سادے سے پرپل فراک میں ملبوس سر پر دوپٹہ رکھے وہ خفا سی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

معافی چاہتا ہوں محترمہ صاحبہ ... ابتسام نے کان پکڑے۔

اسکی حرکت پر عشال ہنس دی.

اچھا میں نماز پڑھ لوں۔ مسکراتے وہ واشروم میں بند ہو گیا۔

»»»»»»»»»»»»»

وہ نماز پڑھ رہا تھا عشال اپنا اور اسکا ڈریس وہی ہینگ کیے کمرے سے ملحقہ چھوٹے سے سٹڈی روم میں آگئی تھی جہاں تین بڑے بڑے بک شیلف تھے اسنے حیرت سے اس کمرے کا پھر وہاں رکھی ہر ایک کتاب کا جائزہ لیا وہاں زیادہ تر ناولز رکھے تھے اس کے علاوہ وہاں دینی کتب بھی موجود تھیں۔

عشال انہیں دیکھنے میں محو تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔

اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں ابتسام ہاتھ باندھے اچھے بچوں کی طرح اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا گویا وہ اسے پھر سے ڈرانے کا روداد نہیں تھا۔

عشال نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا ابتسام کچھ ہی قدموں میں فاصلہ طے کرتے اس تک آیا عشال کے ہاتھ سے کتاب واپس سے ٹیبل پر رکھے اسے اپنے ساتھ لگائے کان کے قریب سرگوشی کی۔

"ہماری زندگی کی پہلی خوبصورت صبح مبارک ہو محترمہ"

"آپ کو بھی" اسنے دھیمے سے مسکرا کر کہا۔

ان تین لفظوں پر جی جان سے مسکراتے ابتسام نے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا۔

آج کے بعد مجھے اپنے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے اٹھانا. حکم دیا گیا۔

وہ کیوں؟

کیونکہ یہ میری خواہش ہے اور اسکے علاوہ میں چاہتا ہوں ہماری آنے والی ہر صبح میں ہم دونوں ایک ساتھ اپنے اللہ کے روبرو آئیں۔

اس نئی خواہش پر عشال بنا پلکیں جھپکائے محویت سے ابتسام کو دیکھنے لگی۔

تمہیں پتہ ہے محترمہ..؟ اسے حصار میں لیتے تھوڑی کندھے پر ٹکائے ابتسام نے کان کے قریب سرگوشی کی۔

کک..کیا..؟ وہ بدحواس سی بولی

میری یہ خواہش بہت پرانی ہے. جب تم سے سناشائی ہوئی تھی تو اس دل نے تمہاری چاہ میں جو پہلا حکم سنایا تھا وہ تمہارے ساتھ نماز ادا کرنے کا تھا۔

عشال پر اسکی محبت کا ایک اور راز عیاں ہوا۔

"اور میرے اللہ کی کرم نوازی دیکھو میری ایک بار کی خواہش کو اسنے تا عمر کی شکر گزاری بنا دی"... تمہیں میرا محرم بنا دیا۔

وہ لفظ نہیں تھے وہ کوئی سحر تھا جو عشال کے دل کو اپنے تابع کر رہا تھا اسکی سانسوں کی ڈور کو اس ساحر کی سانسوں میں بسا رہا تھا عشال اپنا آپ اس شخص کی قربت میں انتہائی قیمتی اور نایاب سا

محسوس کر رہی تھی آج تک جتنی محرومیاں عشال نے دیکھی تھیں اس سب کا اکلوتا وہ شخص مداوا تھا۔

بے ساختہ اسکی پلکیں نم ہوئی تھیں جب مسکراتے ابتسام نے دھیرے سے اس نمی کو انگلی کے پوروں پر چن لیا۔

آپ بہت اچھے ہیں ... لہجہ پرنم ہوا۔

کیونکہ تم بہت اچھی ہو ... اشتیاق سے کہا گیا۔

آپ کے پاس میری ہر بات کا جواب ہوتا ہے۔وہ روتے مسکرا پڑی

"بھلا اپنے دل کے متعلق کون نہیں جانتا ہو گا "

افففف ... اب کی بار سر تھامے عشال کھلکھلا کر ہنس دی۔

آپ سے بات کرنا بہت مشکل ہے .

جانتا ہوں. وہ گہرا مسکرایا۔

ابھی مزید کوئی بات ہوتی دروازے پر دستک ہوئی ابتسام اسے دھیرے سے خود سے دور کرتا وہاں سے ہٹا جب عشال بھی چلتی اسکے پیچھے پیچھے آئی تھی۔

کون تھا..؟ ہینگ کیا ڈریس اٹھاتے پوچھا۔

ملازمہ تھی مما ناشتے پر بلا رہی ہیں۔موبائل چیک کرتے ابتسام نے اسے اطلاع دی جس پر عشال تیار ہونے لگ گئی۔

« « « « « « « « « « « « «

بیٹا مجھے تمہاری پسند، ناپسند کا تو اتنا نہیں پتہ مگر میں نے جتنا ہو سکا سب کچھ بنایا ہے۔

اتنا تکلف کرنے کی ضرورت نہیں تھی مما۔اتنا سب کچھ دیکھ کر عشال نے شرمندگی سے کہا۔

لو بھلا کیوں ضرورت نہیں تھی میری بیٹی کیلیئے تو بنایا ہے میں نے،

انکے لہجے میں اپنائیت ہی اپنائیت تھی۔

عشال کا بجھا چہرا کھل اٹھا تھا۔

ارے کوئی مجھے بھی پوچھ لو. میں بھی یہاں ہوں مما، بہو کیا آگئی آپ تو مجھے لفٹ ہی نہیں کرا رہی۔

وہ جو کب سے ساس بہو کی میٹھی میٹھی گفتگو سن رہا تھا آخر کو بول پڑا اور پھر بولتا گیا۔

بہو نہیں میری بیٹی آئی ہے ابتسام۔نگہت بیگم نے اسکی تصحیح کی.

اور یہ رکھا تو ہے بیٹا تم کرو ناشتہ خوامخواہ میری بیٹی سے جیلیس مت ہو۔آخر میں انکا لہجہ ذرا سخت ہوا۔

اتنی بے اعتنائی پر ابتسام کا منہ بنا تھا.

عشال کھکھلا کر ہنس دی۔

اسکے ہنسنے پر ابتسام نے عشال کو گھوری سے نوازا تھا جس پر وہ بھی ذرا شرافت کا لبادہ اوڑھتی سر جھکائے ناشتہ کرنے لگی۔

ابتسام نے ایک نظر سامنے بیٹھی اپنی مما پر ڈالی جو اخبار پڑھتے ساتھ چائے کے گھونٹ بھر رہی تھی۔

بڑی ہنسی آرہی ہے تمہیں !..

ماتھے پر تیوری سجائے ابتسام نے اسکا سیدھا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔

ایکدم سے سٹپٹاتے عشال نے سرسری نظر نگہت بیگم پر ڈالی پھر اپنے ہاتھ پر جو ابتسام کی مضبوط گرفت میں تھا۔

اسنے چھڑوانے کی ناکام کوشش کی مگر وہ تو لاتعلق بنا مزے سے چائے پینے میں مصروف تھا۔

مسلسل ہاتھ چھڑواتے عشال نے اسے تیکھی نظروں سے گھورا تھا

مگر ابتسام چوہدری ہنوز لاپرواہ سا بیٹھا رہا۔

عشال یہ ٹرائے کرو مما کی فیورٹ سیویٹ ڈش ہے تمہیں بھی بہت پسند آئے گئی۔اسکے سامنے کھیر کا باؤل رکھتے ابتسام نے ہنسی دبائے کہا تھا۔

عشال نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

سیدھا ہاتھ اسکی گرفت میں تھا پھر کیسے ٹیسٹ کرتی وہ اور رہی بات اسے کچھ کہنے کی تو نگہت بیگم کے سامنے تو عشال کچھ کہنے لائق نہیں تھی سوائے آنکھوں کے اشارے کے۔

ارے تم کھا کیوں نہیں رہی کیا تمہیں مما کے ہاتھ کا کھانا پسند نہیں آیا۔اسنے خاصی بلند آواز کہا۔

عشال نے بوکھلاتے اس سرپھرے بندے کو دیکھا جو جان بوجھ کر یہ سب کر رہا تھا۔

اسکا ہاتھ چھوڑ دو ابتسام وہ ٹیسٹ کر لے گئی۔

نگہت بیگم کی آواز پر آنکھوں ہی آنکھوں میں چلتے اشارے رکے تھے۔

"وہ جانتی تھی" یہ سوچتے ہی عشال خجل سی ہوتی اپنا سرخ پڑتا چہرا جھکا گئی۔

ابتسام کی گرفت ڈھیلی پڑتے ہی عشال نے ڈور لگائی اور کمرے میں جا بند ہوئی

کیوں تنگ کر رہے ہو اس معصوم کو ابتسام؟

بیوی کو تنگ کرنے کا اپنا ہی مزہ ہے مما. اسکا جاندار قہقہہ ڈائیننگ ہال میں گونجا تھا

شرم کرو ابتسام اور جاؤ دیکھو اسے صبح سے کچھ کھایا بھی نہیں عشال نے۔حد درجہ فکرمندی سے کہتے وہ اٹھی تھی

اچھا جا رہا ہوں آپ بتائیں زری کہاں ہے نظر نہیں آ رہی۔

کاشان آیا تھا صبح اپنے ساتھ لے گیا کہہ رہا تھا شام میں آجائیں گئیں ویسے سے پہلے۔

اچھا۔ سر ہلاتے ابتسام فروٹ باکسٹ اٹھائے کمرے کی طرف چلا گیا۔

» » » » » » » » » » » » » »

ابتسام اسے ڈھونڈتا کمرے میں آیا دروازہ کھولے وہ ابھی قدم آگے رکھتا جب اڑتا ہوا کشن سیدھا اسکے منہ کی زینت بنا تھا ایکدم سے گڑبڑاتے وہ اپنا بچاؤ کرتا اس سے پہلے ایک اور کشن دھڑام سے اسکے کندھے پر لگا۔ تیسرا کشن بھی ہوا میں اڑتا اس تک آیا جسے ابتسام نے بیچ راہ میں ہی روک دیا۔

پھر ایک سنجیدہ نظر سامنے کھڑی اپنی معصوم سی محترمہ پر ڈالی جو اس پل کہیں سے بھی معصوم نہیں لگ رہی تھی۔

آپ بہت بُرے ہیں انتہائی بُرے. میں آپ سے بات نہیں کروں گئی۔

وہ ضدی انداز میں بولی

وہ مسکرا دیا.

اچھا ادھر تو آؤ مجھے کچھ دینا ہے تمہیں

بیڈ کی سائیڈ پر رکے ابتسام نے جیسے منت کی۔

میں نہیں آؤں گئی۔وہ باضد ہوئی.

اوکے میں ہی آجاتا ہوں پھر۔کہتے ہی ابتسام بیڈ کی دوسری سائیڈ پر اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔

خفا کیوں ہو محترمہ؟ ہنسی ہونٹوں میں چھپائے پوچھا گیا۔

کیونکہ آپ برے ہیں میں نے کہا بھی آپ سے ہاتھ چھوڑیں میرا مگر آپ نے نہیں چھوڑا اور پھر مما نے دیکھ لیا۔اور دیکھیں آپ ابھی بھی ہنس رہے ہیں۔عشال نے منہ پھلایا تھا.

ہاں تو تم میری بیوی ہو یار اب تمہارا ہاتھ نہیں پکڑوں گا تو کیا کسی اور لڑکی کا ہاتھ پکڑوں۔

میں آپ سے بہت بُری والی خفا ہو جاؤں گئ اگر آپ نے کسی کو دیکھا بھی تو۔اسنے وارن کیا.

افففففف... ابتسام نے گہرا سانس کھینچا۔

ایک جھٹکے سے عشال کی کلائی تھامے ابتسام نے اسے سامنے لا کھڑا کیا اس اچانک افتاد پر عشال سیدھا ابتسام کے سینے سے ٹکرائی تھی۔

بازوؤں کا گھیرا اسکے قریب تنگ کیے ابتسام نے اسکے کان کے قریب جھکتے سرگوشی نما آواز میں کہا۔

"تم...تم ہو' اور تمہاری جگہ صرف تم رہو گئ"۔

اپنا پر حدت لمس اسکے کان کے قریب چھوڑے وہ دور ہوا۔

چاہو تو ثبوت بھی دے سکتا ہوں. اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ شریر لہجے میں کہا گیا۔

اسکی ذو معنی بات پر عشال کا سانس سوکھا تھا وہ وہاں سے بھاگتی ابتسام نے اسکی بازو کو جکڑے بیڈ پر بٹھا دیا۔

مم...مجھے جانا ہے شام کیلیئے..

چلی جانا دو منٹ رکو صرف۔ابتسام نے کہتے المیرا کی طرف قدم بڑھائے۔

یہ تمہارے لیے۔ہاتھ میں پکڑا بلیک کلر کا کیس اسنے عشال کے سامنے کیا۔

کھولو اسے. عشال کی سوالیہ نظروں کو دیکھتے ابتسام نے اسے وہ کیس تھما دیا۔

"یہ بہت قیمتی ہے"۔اس نفیس سے ڈائمنڈ کے پینڈنٹ کو دیکھتے عشال نے کہا مگر آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی اسے وہ بہت پسند آیا ہے۔

"تمہاری موجودگی سے زیادہ نہیں محترمہ "

اسکی نظروں میں جھلکتی محبت پڑھتے عشال دلفریب سا مسکرا دی.

ابتسام نے کیس سے اس کو نکالا جس میں ایک ہارٹ شیپ کا چھوٹا سا پینڈنٹ تھا عشال کو اپنے سامنے کھڑا کیا۔

گردن سے بال ہٹاتے اس پینڈنٹ کو عشال کی خوبصورت گردن کی زینت بنا دیا۔ابتسام کی سرسراتی انگلیوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے اس نے آنکھیں میچی تھیں اس شخص کی قربت میں آتے ہی اسکا دل الگ ہی دھڑلے سے دھڑکنے لگتا تھا۔

"تم مجھے بہت عزیز ہو محترمہ" اسلئے میں چاہتا ہوں اس کو تم کبھی بھی خود سے جدا مت کرنا۔

وہ بول رہا تھا اور عشال اسے دیکھنے میں ہی اتنی محو کن تھی اسے پتہ ہی نہیں چلا ابتسام نے کیا کہا ہے۔

اسکے گال پر ہلکے سے دانتوں کو گاڑھے ابتسام اسے ہوش کی دنیا میں لایا تھا۔

سی...بے ساختہ اسکے منہ سے سسکی برآمد ہوئی۔

کدھر گم ہو جاتی ہو محترمہ. وہ ہنسا۔

آپ بہت بُرے ہیں. گال کو سہلاتے کہا گیا۔

"اور کتنی بار کہو گئی یہی بات" ابتسام نے ذرا سنجیدگی سے کہا تو وہ ازل کی معصوم اتنی سی بات پر سہمی سی چہرا جھکا گئی۔

میری بات سمجھ میں آگئی؟ ہنوز سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

کک... کون سی؟ وہ ہکلائی۔

یہی کے اس پینڈنٹ کو خود سے الگ نہیں کرنا .

اوکے نہیں کروں گئی. عشال نے فوراً سر ہلایا۔

اسکا جواب سنے ابتسام کمرے سے باہر نکل گیا عشال اسے بس جاتا دیکھتی رہی اسے بہت جلدی غصہ آتا ہے وہ صرف سوچ سکی۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

وہ کافی دیر سے کسی کے ساتھ فون کال پر محو تھا کمرے کی کھڑکی سے وریشہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اسے دیکھ رہی تھی جسکی کالز ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی وہ صبح سے کمرے میں تھی طبعیت میں بوجھل پن اور تھکاوٹ کی وجہ سے زیان نے اسے سختی سے آرام کرنے کو کہا تھا دوپہر ہونے کو تھی تھوڑی دیر تک ان سب نے عشال کی طرف جانا تھا وریشہ نے بیزاریت سے اس کمرے کو دیکھا اسکا دل رونے کو کر رہا تھا مگر وجہ بھی تو ہوتی ناں۔ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتی وہ کمرے سے باہر آگئی۔

یہاں کیا کر رہی ہو وریشہ میں نے تمہیں کہا تھا ریسٹ کرو۔

اسے لان میں آتے دیکھ زیان نے فکرمندی سے کہا.

مجھے کمرے میں گھٹن ہو رہی ہے زیان. اسکے کندھے سے لگ کر کھڑی وہ اداسی سے بولی تھی۔

کیا ہوا میری فیری کو... اسکے قریب حصار باندھے زیان نے اسے مکمل خود میں بھینچا تھا۔

رونے کو دل کر رہا ہے،

مگر کیوں ... کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟

اسے مزید تشویش ہوئی۔وریشہ نے سر نفی میں ہلایا اور اسکے گلے میں باہیں ڈالتی گردن میں منہ چھپا دیا۔

اسکی گہری سانسوں کی تپش اپنی گردن پر محسوس کرتے زیان نے آنکھیں موندی تھی۔

مائے کوئین ہم بیڈ روم میں نہیں ہیں۔لب بالوں پر رکھتے زیان مسکرایا تھا۔

تم میرے پاس رہو مجھے نہیں پتہ... وریشہ نے ضدی لہجے میں کہا۔

اوکے اوکے میں تمہارے پاس ہوں. آجاؤ اندر چلیں۔

زیان نے اسے خود سے الگ کیا جس کے چہرے پر زردیاں گھلی ہوئی تھیں رنگت پیلی پڑ رہی تھی اس پل وریشہ اسے صدیوں کی بیمار لگی تھی۔ابھی وہ انہی سوچوں میں تھا جب ایک قدم مزید اٹھاتے ہی وریشہ کا وجود بے جان ہوتا اسکی باہوں میں جھول گیا

و...وریشہ... کیا ہوا ہے.. آنکھیں کھولو ... بی جان ... دا جی۔

اٹھو ... میری طرف دیکھو ... اسے باہوں میں اٹھائے وہ اندر کو بھاگا

زیان حیدر کے دل کو کچھ ہوا تھا دیوانہ وار اسے پکارتے وہ پاگل لگ رہا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

ڈیرے کا چکر لگا کر وہ کمرے میں آیا جہاں اسکی جانِ شاہ گم سم سی بیٹھی تھی۔

کوئی پریشانی ہے کیا؟ شاہ چلتا بیڈ کے قریب آرکا۔

اسکی موجودگی کا احساس ہوتے ہی انوشے بیڈ سے اترتی دیوانہ وار بھاگتے شاہ کے حصار میں چھپ گئی.

سفیان شاہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

شش...شاہ... وہ کچھ کہتا انوشے اسے پکار چکی تھی

جی جانِ شاہ... اسکے بال سہلاتے گھمبیرتا سے کہا گیا۔

شاہ میں نے بہت بُرا خواب دیکھا۔

کیسا خواب؟ اسے تجسس ہوا

برے خواب نہیں بتاتے شاہ ورنہ وہ سچ ہو جاتے ہیں۔انوشے نے نم لہجے میں کہا۔

وہ رو رہی تھی سفیان شاہ کی جان ہتھیلی پر آئی تھی ایکدم سے اسکا چہرا سامنے کرتے اسے انوشے کو دیکھا۔

کیا ہوا ہے انوشے رو کیوں رہی ہو؟

شش...شاہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔وہ مزید رونے لگی۔

رونا بند کرو انوشے اور بتاؤ ہوا کیا ہے۔مجھے ٹینشن ہو رہی ہے۔

وہ ہنوز نرمی سے مگر ضبط سے بولا تھا

شاہ میں نے خواب دیکھا آپ...آپ...پہل...پہلے جیسے...

شششش... اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھے سفیان شاہ نے اسے آگے کچھ بھی بولنے سے روک دیا۔ اسکی پریشانی میں ذرا کمی آئی تھی وہ پاگل لڑکی خواب کی وجہ سے رو رہی تھی۔

مگر انوشے شاہ ایک بار پھر اسکے حصار میں چھپی بری طرح رو دی تھی۔ مم...مجھے ڈر لگ...رہا ہے...شاہ!...

"تم میری محبت کا موازنہ اپنے ایک خواب سے کر کے میری محبت کی توہین کر رہی ہو جانِ شاہ۔"

سفیان شاہ کے ماتھے پر بل پڑے تھے ایکدم سے اسکا چہرا سامنے کرتے اسنے اپنی بنا تاثر کے نظریں اسکی نم آنکھوں میں گاڑھی تھی۔

اسکے لہجے کی سختی پر انوشے کا سانس رکا تھا پلکیں جھپکاتی وہ آنکھیں میچ گئ۔

ادھر دیکھو میری طرف فوراً اور اب تمہاری نظر مجھ سے ہٹنی نہیں چاہئیے۔ایک ہاتھ کمر کے گرد اور دوسرا جبڑے پر رکھے شاہ نے غصیلے لہجے میں کہا تو انوشے نے اسکی سخت گرفت میں پھڑپھڑاتے نظریں اٹھائی تھیں۔

تمہارے حصول کیلئے چوبیس سال رویا ہوں انوشے اور تم سمجھتی ہو کے میری محبت تمہارے ایک خواب کے زیرِ اثر تک ہے بس.

جبڑے سے ہاتھ ہٹائے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرے اب کے وہ ذرا نرمی سے بولا تھا۔

مم...میں نے ایسا نہیں کہا شاہ...! اسکے سینے پر سر رکھے انوشے نے اداسی سے کہا۔

لہجہ ویسا ہی تھا تمہارا جانِ شاہ۔اسکے لہجے میں ناراضگی تھی۔

انوشے نے نظر اٹھائے اسے دیکھا جو خفا سا اسے ہی دیکھ رہا تھا آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی

انوشے شاہ سب برداشت کر سکتی ہے مگر اپنے شاہ کی ناراضگی نہیں برداشت کر سکتی۔ایڑھیوں کو اوپر اٹھائے انوشے نے باری باری اسکی دونوں آنکھوں کا بوسہ لیا تھا۔

معاف کر دیں شاہ... اسکے گال پر اپنے نرم گلزار سے ہاتھوں کا لمس رکھے وہ معصومیت سے بولی تھی۔

شاہ قربان ... اسکے ہاتھ کو ہونٹوں سے لگائے وہ محبت سے چور لہجے میں کہتے اسے خود میں بھینچ گیا۔

یہ کس کی آواز ہے؟ دونوں خود میں مگن تھے جب سفیان باہر سے آتی آوازوں پر باہر کی جانب لپکا تھا۔

یا اللہ خیر... دوپٹہ اٹھائے انوشے بھی اسکے پیچھے باہر آئی تھی۔

وہ دونوں زیان کے کمرے کی طرف گئے تھے جہاں سے دا جی اور بی جان کی بھی آوازیں آرہی تھیں۔

کیا ہوا ہے آپی کو...؟ وریشہ کے بے ہوش وجود کو دیکھ وہ آنا فانا اس تک پہنچی تھی۔

ابھی ان میں سے کوئی جواب دیتا حلیمہ بی کمرے میں آئی تھی۔

جس پر دا جی سمیت بی جان اور انوشے کے علاؤہ سب باہر چلے گئے۔

بھائی سنبھالیں خود کو ٹھیک ہو جائیں گئیں وہ!...

سفیان نے اسکو گلے سے لگایا تھا

دا جی اپنی جگہ پریشان بیٹھے تھے

میں اسکے بغیر کبھی خود کو نہیں سنبھال سکتا سفیان۔

کل تک ٹھیک تھی یوں اچانک وہ بیہوش ہو گئی میرے بلانے پر بھی اسنے میری طرف نہیں دیکھا۔نم آنکھوں سے وہ بھاری لہجے میں کہتا سفیان کو اچھا خاصا پریشان کر گیا تھا۔

بھائی آپ خوامخواہ ٹینشن لے رہے ہیں دیکھئے گا بھابھی بلکل ٹھیک...

مبارک ہو میرے بچے تم بابا بننے والے ہو۔سفیان آگے کچھ بولتا کمرے سے باہر آتی بی جان خوشی سے چہک اٹھی تھیں۔

پہلے تو انہیں سمجھنے میں کچھ دو منٹ لگے اور پھر سفیان شاہ اور دا جی مبارک دیتے خوشی سے نہال ہوتے اسکے گلے لگ گئے

مبارک ہو بھائی میں تو چاچو بننے والا ہوں۔سفیان شاہ کی آواز پر وہاں سب مسکرا دیئے۔

بی جان وریشہ... زیان نے انکی طرف دیکھا

وہ بلکل ٹھیک ہے آؤ مل لو اس سے۔

ابھی یہ بلکل ٹھیک ہیں مگر بڑی بی بی جی بہت کمزور ہیں سائیں آپ انکو شہر میں کسی اچھے ڈاکٹر کو دیکھا دیجئیے گا۔

حلیمہ بی کہتی انہیں مبارک باد دے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

مبارک ہو بھائی میں پھپھو بننے والی ہوں۔زیان کے آتے ہی انوشے نے کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

ایک ایک کر کے وہاں سب انہیں مبارک دیتے کمرے سے باہر نکل چکے گئے تھے عرصوں بعد لال حویلی میں خوشی اتری تھی وہاں کی رونقیں لوٹنے لگی تھی تاخیر سے ہی مگر اب یہ انکی آزمائشوں کا اختتام اور بے شمار خوشیوں کی آمد تھی کھوئی محبتیں مل چکی تھیں بھٹکے راستے آخر کو منزلوں کی طرف مڑ چکے تھے۔

مجھے ڈرا دیا تھا تم نے... اس پر جھکے زیان نے برہمی سے کہا تھا۔

وریشہ جو پہلے اس خبر پر انتہائی نروس سی لیٹی تھی زیان کی گرم سانسوں کو گردن پر محسوس کرتے لرز اٹھی تھی

ز...زیان دو ہٹو... وہ بمشکل بول پائی۔

ابھی کوئی باہر کہہ رہا تھا کے ہر حال میرے قریب رہنا ہے

وریشہ کی کلائیوں کو جکڑے زیان نے اسکی سانسیں روکی تھیں۔

اس اچانک افتاد پر اسکی سانسیں سینے میں ہی اٹکی تھی زیان کی گرفت میں شدت تھی اسکو کھونے کا ڈر زیان کو کچھ ہی لمحوں میں نڈھال کر گیا تھا اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی مگر زیان حیدر تو ان کچھ لمحوں کے حساب برابر کرنے میں اسقدر مدہوش ہوا یہ بھی بھول گیا کہ وہ بیمار ہے۔

وریشہ کی جابجا کوششوں پر دور ہٹتے زیان نے اسکے کندھے پر سر گرا دیا۔دونوں کی گہری سانسیں اس کمرے میں عجیب سا ارتعاش پیدا کر رہی تھیں

آج کے بعد مجھے ڈرانے کی کوشش کی تو اس سے بھی زیادہ برا پیش آؤں گا کان کے قریب غرا کر کہتے زیان نے اسے خوفزدہ کیا تھا۔

میں نے کیا کیا یہ سب اس بے بی کی وجہ سے ہوا ہے۔ لہجے میں دنیا جہاں کی معصومیت سموئے کہا گیا مگر آنکھیں بتا رہی تھی وہ کبھی بھی چھلک پڑے گئی

خبردار وریشہ اگر تم روئی۔

تو تم کیوں ڈانٹ رہے ہو مجھے تب سے. آخر وہ رو پڑی۔

اسے اٹھاتے زیان نے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا

میں ڈر گیا تھا یار اچھا سوری تم رو نہیں،

اب نہیں ڈانٹنا ورنہ میں داجی کو بتا دوں گئی۔زیان کی اتری شکل دیکھ کر وریشہ نے احسان کرنے والے انداز میں کہا تھا

» » » » » » » » » » » » » » »

اتنی سی بات پر کوئی اتنا بھی تو ناراض نہیں ہوتا، گھڑی پر ٹائم دیکھتے عشال نے رونی صورت بناتے سوچا۔

میں بھی اب بات نہیں کروں گئی، پلکوں پر اتری نمی کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑے وہ المیرا کی طرف گئی اور اپنا شام کا ڈریس نکالنے لگی پھر جیولری نکالنے کیلئے وہ ڈریسنگ کی طرف آئی۔

وہ مصروف سی تھی جب پورے دو گھنٹے بعد ابتسام کمرے میں داخل ہوا۔عشال نے نظر بھر کر اسے دیکھا بلیک جینز اور بلیک شرٹ میں شرٹ کو کہنیوں تک فولڈ کیے شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے چھوڑے تھے ماتھے پر بکھرے بالوں اور پریشان سی صورت میں بھی وہ بہت جاذب لگ رہا تھا۔

پاؤں جوتوں سے آزاد کرتے وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ناراضگی کا یاد آتے ہی عشال نے فوراً سے نظر واپس پھیر لی اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

موبائل میں مصروف ابتسام گاہے بگاہے اسے ہی دیکھ رہا تھا جو اسے مکمل اگنور کر رہی تھی. پانچ منٹ، دس منٹ اب پندرہ منٹ گزرے تھے جب اسکی برداشت کی حد سوا ہوئی ایکدم سے اٹھتے اسکے سر پہنچے ابتسام نے اسکا رخ جھٹکے سے اپنی طرف پھیرتے اسے اپنے حصار میں قید کیا تھا۔

نظر انداز کیوں کر رہی ہو مجھے؟ سپاٹ انداز میں پوچھا گیا۔

نہی... نہیں کر رہی. اسکے تیور دیکھ عشال نے نفی میں گردن ہلائی۔

تو مجھے دیکھ کیوں نہیں رہی تم..؟ لہجہ ہنوز سخت تھا۔

آ... آپ... پلیز غصہ نہیں کریں۔وہ رو پڑی۔

یہاں ابتسام چوہدری کا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔

ہے عشال ادھر دیکھو ... اوکے اوکے سوری ... دیکھو کان پکڑ کے سوری رونا بند کرو پلیز ... اسکے آنسو پونچھتے بے چینی سے کہتے ابتسام نے اسے خود میں بھینچ لیا اسکا رونا ہی ابتسام چوہدری کی جان پر عذاب جیسے تھا۔

اب نہیں کروں گا غصہ ... کبھی نہیں کروں گا. پلیز تم رونا بند کرو.اسکے بال سہلاتے وہ بے حد نرمی سے کہہ رہا تھا۔

مم...میں نے کچھ کہا بھی نہیں آپ نے پھر بھی اتنا زیادہ ڈانٹ دیا۔

وہ ممنائی تھی مگر ابتسام کے ماتھے پر پڑے بل دیکھ عشال کی بولتی بند ہو گئی۔

ہاں تو بس صرف یہی کہا کہ آپ برے ہیں اس میں غصہ کرنے والی کیا بات تھی۔وہ روہانسی ہوئی۔

ساری دنیا مجھے برا ہی کہتی ہے اب تم بھی برا کہو گئی تو کیا مجھے غصہ نہیں آئے گا۔اسکے آنسو چنتے ابتسام نے نرمی سے استفار کیا۔

اوکے سوری اب نہیں بولوں گئی۔بات کی گہرائی کو سمجھتے وہ اداسی سے بولی۔ابتسام نے اسے سینے سے لگایا تھا

آپ مجھ پر غصہ مت کیا کریں. اسکی بازو کو دبوچے سوں سوں کرتے معصومیت سے کہا تھا۔

اوکے نہیں کروں گا۔ابتسام مسکرا دیا۔

کیا ہوا اداس کیوں ہو محترمہ؟

ابتسام نے اسکا چہرا تھامے پوچھا۔

میں سب کو مس کر رہی ہوں.

کس کس کو مس کر رہی ہو؟ اسنے اسے باتوں میں لگانا چاہا۔

دا جی بی جان سب کو. اسکی شرٹ کے بٹن سے کھیلتی وہ ہنوز اداس تھی

اچھا مطلب سب تمہارے فیورٹ ہیں. ابتسام نے کہا۔

ہاں ناں دا جی، بی جان، زیان بھائی، سفیان بھائی، وریشہ آپی، انوشے آپی۔وہ خود میں ہی مگن بولے جا رہی تھی اس بات سے بے خبر کے اسکے شوہر کے ماتھے پر ان گنت شکنیں نمودار ہوئی ہیں۔

اچھا اسکے علاوہ اور کون ہے اس فیورٹ لسٹ میں؟

ابتسام نے دانت پیستے پوچھا۔

اور... حسنہ بی اسکے علاوہ احمد چاچو بھی تو ہیں۔سوچ سوچ کر وہ خوشی سے چہکتے بول رہی تھی۔

سب کے نام وہ لے چکی تھی سوائے اپنے شوہر کے. ابتسام نے تاسف سے اسکے جھکے چہرے کو دیکھا۔

اور اسکے علاوہ کوئی رہ تو نہیں گیا؟ آنکھیں سکیڑتے ابتسام نے دانت کچکچائے تھے

ایک منٹ مجھے سوچنے دیں. عشال کے کہنے پر ابتسام کے چہرے پر ایکدم سے رونق آئی تھی۔

ہا...ہاں مجھے ناں پھول اور چوزے بہت پسند ہیں. عشال کے جواب کے ساتھ اسکی مسکراہٹ لمحے میں سمٹ گئی

اور یہاں ابتسام چوہدری کا دل چاہا اپنا سر دیوار میں مار لے۔

تمہیں چوزے پسند ہیں؟ اسکے لہجے میں افسوس در آیا

کیوں آپ کو نہیں پسند... اتنے پیارے ہوتے ہیں چھوٹے چھوٹے یلو کلر کے انکی چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہوتی ہیں افف وہ اتنے پیارے ہوتے ہیں میرا دل کرتا میں انہیں سامنے رکھ کر دیکھتی رہوں۔

انتہائی دلچسپی سے وہ اسے اپنے نادر خیالات سے روشناس کروا رہی تھی۔

بازو اسکی کمر کے گرد پھیلائے ابتسام نے اسکا رخ اپنی طرف پھیرا تھا

تو تم سمجھ لو میں وہی چوزا ہوں اور تم مجھے سامنے بیٹھا کر دیکھتی رہو. ابتسام کے عظیم مشورے پر عشال نے آنکھیں پھاڑے اس پاگل کو دیکھا۔پھر معصومیت سے کہا۔

مگر انکا کلر تو یلو ہوتا ہے اور آپ تو وائیٹ ہیں.

اسکے گال پر اپنی انگلی پھیرے عشال نے ناسمجھی سے کہا.

ابتسام کا جاندار قہقہ کمرے کی فضا میں تحلیل ہوا

اسکی مسکراہٹ پر عشال کا دل زوروں سے دھڑکا تھا

اب آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟۔وہ خجل سی ہوئی۔

ابتسام کوئی جواب دیتا اسکا موبائل بجا تھا سکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھ اسکی مسکراہٹ سمٹی تھی ساتھ ماتھے پر بل بھی پڑے تھے

کیونکہ تم بہت معصوم ہو ... اسکے گال کو شدت سے چومتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

پیچھے کھڑی عشال اپنی منتشر ہوتی دھڑکنیں سننے میں محو ہوئی تھی۔

» » » » » » » » » » » »

تو پتہ کرو اور مجھے بتاؤ کون ایسا پیدا ہو گیا جو ابتسام چوہدری سے ٹکر لینے نکلا ہے؟ موبائل کان سے لگائے وہ وحشت زدہ سا غرایا۔

کیسے سیریس نا لوں اس بات کو میں کاشی، اسکی آواز بلند ہوئی۔

وہ لڑکی واحد کمزوری ہے ابتسام چوہدری کی ... اس بارے میں اس کمینے کو کیسے پتہ چلا۔

اتنی دور سات سمندر پار بیٹھا شخص مجھے ابتسام چوہدری کو کال کر کے اسے بذاتِ خود اسکی بیوی کے نام کی دھمکی دے رہا ہے اور تو کہہ رہا ہے میں سیریس نا لوں۔

"اگر آج میرا ولیمہ نا ہوتا ناں تو اب تک میں وہاں جا کر اس کمینے کے ٹکرے ٹکرے کر چکا ہوتا.." وہ چیخ پڑا۔

اسے بتاتا کے میری عزت کا نام اپنی زبان پر لانے کا انجام کتنا بھیانک ہوتا ہے۔اس سناٹے میں اسکی وحشت زدہ سی گونج خوف پیدا کرنے کا باعث بن رہی تھی

وہ اس وقت اتنے غصے میں تھا کے دماغ کی نسیں ابھر آئیں تھیں۔آنکھیں لہو ٹپکانے کے درپے تھی۔

اوکے میں ویٹ کروں گا۔گہرا سانس بھرتے اسنے کال کٹ کر دی۔

اور گھر سے باہر نکل گیا۔

« « « « « « « « « « « « « « « «

شام کے سائے ڈھلنے کو تھے لال حویلی والے اسلام آباد پہنچ چکے تھے پارلر والی عشال کو تیار کر کے جا چکی تھی مگر ابتسام تب سے ہی غائب تھا عشال نے ٹائم دیکھا جہاں چھ بجے سے زیادہ ٹائم ہو چکا تھا اسکی اتنی کالز پر بھی ابتسام نے کوئی رسپانس نہیں دیا تھا پریشان سی وہ آئینے کے سامنے بیٹھی اپنا جائزہ لے رہی تھی۔جب دروازہ کھلا اور نگہت بیگم کے ہمراہ زری بھی کمرے میں آئی تھی۔

اسلام علیکم کیسی ہیں میری پیاری بھابھی؟

زری نے آج بھی اسکا گال چوما تھا

و...وعلیکم اسلام ... اسکی حرکت پر گھبراتے عشال صرف آدھا ہی جواب دے پائی۔

بیٹا ابتسام کہاں ہیں؟

مما وہ مجھے نہیں بتا کر گئے۔

تو آپ پوچھتی نا ان سے بھابھی آفٹر آل آپکا حق ہے ان پر۔

نگہت بیگم کوئی جواب دیتی زری اپنی ہی ہانکنے لگی تھی

وہ کنفیوز سی چہرا جھکائے انگلیاں چٹخنے لگی.

کیا پٹیاں پڑھا رہی ہو میری بیوی کو؟

ایکدم سے اندر آتے ابتسام نے رعب دار آواز میں استفار کیا۔

زری چہرے پر ہاتھ رکھے ہنسنے لگی جبکہ عشال یونہی سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑی تھی۔

تم بہت شرارتی ہوتی جا رہی ہو زری. اسکے بال ذرا سے کھینچتے ابتسام نے بھرپور نظر اپنی محترمہ پر ڈالی تھی جو آسمانی رنگ کے ہیوی فراک میں ملبوس لائیٹ سے میک اپ میں آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی۔

می..میں آپ کا ڈریس نکال دیتی ہوں.

اسکی پر تپش نظروں سے جان چھڑوائے عشال واڈراب کی طرف گئ تھی۔

جلدی سے تیار ہو جاؤ بیٹا ہال پہنچنا ہے سب انتظار کر رہے ہوں گئیں۔

جی مما ہم ابھی آتے ہیں۔وہ دونوں کمرے سے جا چکی تھی

آپ چینج کر لیں میں آتی ہوں. عشال کہہ کر وہاں سے ہٹتی ابتسام نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا۔

تھوڑی دیر پاس رہو میرے. اسکی بالوں کی خوشبو اندر اتارتے وہ مدہوش سا بولا تھا۔

آپ پریشان ہیں؟ عشال نے بنا مزاحمت کے سوال کیا.

ہاں پریشان ہوں میں ... لہجے میں افسردگی تھی

"مگر تم پاس ہوتی ہو نا تو ہر پریشانی غائب ہو جاتی ہے"

گھمبیرتا سے کہتے ابتسام نے اسکی گردن پر لمس چھوڑا تھا

اپنی گردن پر اسکا آگ سا دہکتا لمس محسوس کرتے عشال کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔

آ.. آپ تیار ہو جائیں د..دیر ... ہو جائے گئ۔

اکھڑتی سانسوں میں کہتے عشال نے دور ہونا چاہا تھا

ابتسام نے اسکا چہرا سامنے کیا سرخ پڑتے چہرے میں نظریں جھکائے وہ لب بھینچے کھڑی تھی۔ نظریں بھٹک کر ان سرخ لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر رکی تھی ابتسام کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے اسکی نظروں کا فوکس دیکھتے عشال کی بیک بون میں سرسراہٹ ہوئی تھی ابھی وہ کوئی قدغن لگاتی اس سے پہلے ابتسام نے دل کے کہے پر آمین کرتے اسے خود میں بھینچتے اسکی سانسوں کو روکا تھا دھیرے دھیرے اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں میں اتارتے وہ بن پیئے بہک رہا تھا۔ایک ہاتھ کمر کے گرد اور دوسرا گردن میں ڈالے ابتسام نے اسکی فرار کے راستے ختم کر دیئے تھے عشال نے لاکھ مزاحمت کے اسے خود سے دور کیا۔گہرے سانس بھرتی اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے عشال نے اسکے کندھے سے سر ٹکایا تھا۔

سوری میں پریشانی میں کچھ زیادہ ہی ... اسکی کمر سہلاتے ابتسام نے گہرا سانس بھرا اور بات اُدھوری چھوڑ دی۔

مم..مجھے کام ہے ... اسکی پناہوں سے فرار ہوتی عشال کمرے سے باہر نکل گئی۔

پیچھے کھڑے ابتسام نے مسکراتے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور ڈریس اٹھائے واشروم میں جا بند ہوا۔

»»»»»»»»»»»»»»»»»»»»»

آج ان دونوں کا ولیمہ تھا اس خوبصورت کپل کی اینٹری بھی ہو چکی تھی لال حویلی والے بھی وہاں پہنچ چکے تھے وہاں پہنچ کر جو خبر عشال کو ملی تھی وہ اسکی خوشی دوگنی سے بھی زیادہ کر چکی تھی

مم...میں خالہ بننے والی ہوں... واؤ... عشال کی چیخ اس ہال میں گونجی تھی

دور کھڑا ابتسام اسکی چیخ سن کر بوکھلایا تھا۔

ابھی وہ کوئی رد عمل دیتا اسکو مسکراتے دیکھ اسکی جان میں جان آئی تھی۔

اسے اپنی فیملی کے پاس دیکھ کر ابتسام بھی کاشان کے اشارے پر چلتا ہال سے باہر کی طرف چلا گیا تھا۔

وریشہ آپی آپکے بے بی کا نام میں رکھوں گئی پلیز۔اسکی دونوں بازو پکڑے وہ بچوں جیسے اسکی منتیں کر رہی تھی اور ایسا کرتی وہ کہیں سے بھی دولہن نہیں لگ رہی تھی۔

مگر وہاں کسے پرواہ تھی اسکے بھائیوں کو اسکی خوشی عزیز تھی وہ خوش تھی تو لال حویلی والے بھی خوش تھے

بلکل بے بی کا نام پری ہی رکھے گئی۔زیان نے اسے حصار میں لیتے پیار سے کہا۔

عشال بچوں جیسے خوش ہوتی تالیاں بجا رہی تھی۔

کچھ دیر مزید گزری وہاں سب خوش تھے مگر انکی خوشی میں وہ پہلے جیسی چمک نہیں تھی یا عشال زیادہ سوچ رہی تھی ابھی وہ اپنی سوچ کو کوئی حتمی شکل دیتی جب اسے یاد آیا کے سفیان شاہ وہاں موجود نہیں ہے کچھ عجیب تھا ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ سفیان شاہ وہاں موجود ہو اور اپنے ڈرپوک بچے سے ملنے نا آیا ہو۔

عشال کو اب مزید فکر نے آن گھیرا تھا اسنے نظریں ادھر ادھر ڈورائی مگر وہاں ابتسام موجود نہیں تھا۔

عشال چلتی وریشہ کے پاس آ رکی جو بی جان کے سختی سے کہنے پر ایک جگہ ٹک کر بیٹھ گئی تھی

عشال بھی اسکے ساتھ جا کر بیٹھ گئی

آپی!...

ہاں پری بولو کیا ہوا؟

آپی آپ سب مجھ سے کیا چھپا رہے ہیں؟

اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں مزید گول کرتے عشال نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

نہی.. نہیں ہم نے کیا چھپانا بھلا پری۔ ہڑبڑا کر کہتے وریشہ نے پہلو بدلا تھا۔

آپی ادھر دیکھیں اور مجھے بتائیں۔ کیا ہوا ہے... آپ مجھے بتائیں گئیں نہیں تو مجھے مزید ٹینشن ہو گئی اور سفیان بھائی بھی ابھی تک نہیں آئے آخر کیا ہو رہا ہے یہ سب؟

آپ سب کیا چھپا رہے ہیں مجھ سے؟

سفیان کو ابتسام کی حقیقت معلوم ہو گئی ہے پری۔

عشال ایکدم سے سکتے میں آئی تھی گردن موڑے اسنے اپنے پیچھے کھڑی انوشے کی جانب دیکھا

یہ..یہ سب کیسے... میرا مطلب ہے بھائی کو کس نے بتایا؟

اسنے باری باری منہ لٹکائے بیٹھی وریشہ اور انوشے کی طرف دیکھا۔

دلاور شاہ نے بتایا۔اب کا جواب وریشہ نے دیا۔

وہ سخت خفا ہیں پری وہ تو یہاں آنا بھی نہیں چاہتے تھے زیان بھائی سے بھی کافی لڑائی کی ہے انہوں نے،مگر پھر داجی کے کہنے پر وہ یہاں ہمارے ساتھ آ تو گئے مگر اندر نہیں آئے

انوشے کے چہرے پر حد درجہ اداسی رقم تھی

جو اب اس وقت عشال کے چہرے کا بھی خاصا بن گئی۔

تو اسکا مطلب ہے آپی وہ مجھ سے بھی ناراض ہیں

عشال کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

نہیں وہ تم سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتے۔انوشے پھیکا سا مسکرائی

اگر ایسا ہوتا تو وہ مجھ سے ملنے ضرور آتے آپی مگر وہ نہیں آئے۔

گھنی پلکیں اٹھائے وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

مجھے ابھی بھائی سے بات کرنی ہے انہیں یونہی اداس کھڑا دیکھ عشال آنکھیں رگڑتی باہر کی جانب لپکی تھی۔

افففف انوشے روکو پری کو اگر زیان کو معلوم ہو گیا تو وہ بہت غصہ کرے گا۔بے چینی سے کہتی وریشہ اور انوشے بھی اسکے پیچھے گئی تھی۔

یہ حسیب یہاں کیا کر رہا ہے؟

ابتسام نے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

مجھے کیا معلوم زیان سر نے بلایا ہو گا؟

ولیمہ میرا ہے اور انویٹیشن سالے صاحب دیتے پھر رہے

اسکے جملے پر کاشان گہری سانس بھر کے رہ گیا

خیر کچھ پریشان معلوم ہو رہے ہیں وہاں سب، میں معلوم کر کے آتا ہوں۔پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ شانِ بے نیازی سے چلتا اس لان میں دوسری سائیڈ پر کھڑے حسیب زیان اور سفیان کی طرف آیا تھا جو کسی موضوع پر زیرِ بحث نظر آرہے تھے۔

کوئی مسئلہ ہے؟ اسکی بھاری رعب دار آواز پر وہ تینوں بیک وقت پلٹے۔

یکدم سفیان شاہ کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ ابتسام کو کسی انہونی کا خدشہ ہوا تھا۔

نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔زیان نے مسکرانے کی سعی کی

جبکہ سفیان یونہی زبان پر قفل لگائے ضبط کیے کھڑا رہا.

کوئی مسئلہ ہو تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں میں...

ہاں اسے بتائیں بھائی کوئی بھی مسئلہ ہے اس صاحب کو بتائیں۔

آخر کو جانا مانا سیریل کلر جو ٹھہرا یہ بندہ.

اسکی بات بیچ میں اچکے سفیان زہرخند لہجے میں پھنکارا تھا

ابتسام کے ماتھے پر بل پڑے تھے

سفیان۔زیان نے اسے تنبیہہ کرنا چاہا۔

یہی حقیقت ہے نا تمہاری جسے آج تک چھپاتے آئے ہو۔

اسکی بازو دبوچے سفیان شاہ غضب ناک تیور لیے دھاڑا

حد میں رہ کر بات کریں سالے صاحب اور جس حقیقت کی آپ بات کر رہے ہیں وہ آپکا بھائی بہتر جانتا تھا وہ تو کیا یہاں کا ایک ایک شخص میری حقیقت سے واقف ہے افسوس صرف آپ کو لاعلم رکھا گیا۔

طنزیہ کہتے وہ ذرا سا مسکرایا۔

سفیان شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

لاعلم تو میں رہا ہوں ابتسام چوہدری یہ بات تم نے ٹھیک کی ہے۔

مگر اب یہ لاعلمی ختم ہوئی ہے تو یہ رشتہ بھی ختم ہو گا ... ابھی اسی وقت...

ابتسام سمیت زیان اور پیچھے آتی عشال سمیت ان تینوں نے بھی سفیان کی طرف کان دھرے تھے۔

کیا کہہ رہے ہو تم سفیان...؟ نا سمجھی سے کہتے زیان نے اسکو اپنی جانب کھینچا۔

میرا مطلب بلکل صاف اور سیدھا ہے بھائی عشال اب اس سیریل کلر کے ساتھ نہیں رہے گئ میں اسے اس جیسے شخص سے رہائی...

تمہاری اتنی جرات تم عشال کو مجھ سے دور کرو گئے۔ایک زور دار مکا اسکے جبڑے پر مارے ابتسام نے سفیان شاہ کے لفظوں کا ارتکاز بیچ میں ہی توڑ دیا تھا

وہاں موجود تمام لوگ ابتسام کے اتنے شدید رد عمل پر دم بخود رہ گئے تھے

آج یہ بات کی ہے آئندہ اگر ایسا سوچا بھی تو...

ویسٹ سے گن نکالے ابتسام ٹریگر پر انگلی رکھے ایکدم سے غرایا تھا۔

ابتسام ... اسکی پکار پر وہ پلٹتا اس سے پہلے ہی عشال اس تک پہنچتی سفیان شاہ کا گریبان اسکے ہاتھ سے جھٹک چکی تھی

بھائی ہیں یہ میرے ... کچھ لحاظ ہے آپکو یاں نہیں۔

اسکی سرخ انگارہ برساتی نظروں میں اپنی غصے سے بھری آنکھیں گاڑھے عشال تیز لہجے میں گویا ہوئی۔

وہ پہلی ہستی تھی جس نے ابتسام چوہدری کی بولتی بند کرائی تھی اور وہ ہستی اور کوئی نہیں اسکی اپنی بیوی تھی

یہ تمہیں مجھ سے دور لے جانے کی بات کر رہا تھا

گن واپس سے ویسٹ میں رکھتے وہ زخمی شیر بنا دھاڑا تھا۔

عشال نے بے ساختہ نظر سفیان کی طرف اٹھائی۔

یہ ٹھیک کہہ رہا ہے تم ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ چل رہی ہو۔اپنے زخمی جبڑے پر ہاتھ رکھے وہ ابھی بھی باز نہیں آیا تھا

اسکی بکواس ایسے بند نہیں ہو گئی ... سفیان کے جملے پر ایک بار پھر گن نکالے ابتسام اس پر لپکتا اس سے پہلے ہی زیان نے اس زخمی شیر کو اپنے قبضے میں لیا تھا

کیا پاگل ہو گئے ہو تم دونوں؟

پاگل میں نہیں یہ جنونی انسان ہو گیا ہے بھائی۔سفیان دھاڑا۔

مجھ جنونی انسان سے بچ کے رہو سفیان شاہ ورنہ تمہارا بھیجا اڑانے میں، میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا۔عشال کا لحاظ کیے بنا ہی وہ شدت سے کہتا ایک ساتھ اپنی گن کی تمام گولیاں فرش میں اتار چکا تھا

انوشے سمیت وریشہ اور عشال کی چیخیں اس ماحول کو مزید خوفناک اور پیچیدہ بنا گئی تھی۔

عشال کانوں پر ہاتھ رکھے خوفزدہ سی سامنے کھڑے اس دیوانے کو تکنے لگی جو عنقریب اسکے لئے کسی کو قتل کرنے کے درپے آ جاتا۔

ابتسام یہ پبلک پیلیس ہے کیوں تماشا بنا رہے ہو؟

اسکے ہاتھ سے گن لیتے زیان نے اسے کا بازو دبوچے دانت پیستے کہا۔

جبکہ سفیان شاہ تو اس دیوانے کا پاگل پن دیکھ کر حیران و پریشاں کھڑا تھا اسنے ایسے ردعمل کی توقع تو ہرگز نہیں کی تھی مگر زیان حیدر اسکے ہر روپ سے واقف تھا اسلئے تو وہ سفیان شاہ کو روک رہا تھا مگر وہ ٹھہرا اپنے ڈرپوک بچے کا جذباتی بھائی آخر کیسے وہ یہاں ضبط کرتا۔

آج صرف گولیاں چلائی ہیں اگر آئندہ کسی نے محترمہ کو مجھ سے دور لے جانے کے بارے میں سوچا بھی تو میں کھڑے کھڑے اس بندے کو آگ لگا دوں گا۔۔۔دماغ میں بٹھا لو تم سب یہ بات۔

ایک ایک کی طرف اشارہ کرتے وہ دیوانہ جنونیت سے بھرپور لہجے میں شدت سے کہتا وہاں سب کو ششدر چھوڑ گیا۔

وہ لٹھے کی مانند سفید ہوئی جہاں کی تہاں رہ گئی تھی۔عشال چوہدری ابتسام چوہدری کا جنون ہے اور وہ جنون یوں سر چڑھ کر بولے گا عشال نے کب سوچا تھا

کوئی کچھ نہیں کر رہا ایسا، کول ڈاؤن ریلیکس کرو یار کیوں ہائیپر ہو جاتے ہو۔تسلی آمیز لہجے میں کہتے زیان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا عشال صرف تمہاری ہے وہ تمہاری بیوی ہے اسے کوئی تم سے الگ نہیں کر سکتا اوکے ناؤ ریلیکس ... اس بپھرے شیر کو کچھ حد تک پرسکون ہوتے دیکھ زیان نے گہری سانس اندر کھینچی تھی

انوشے اور وریشہ کو بی جان پہلے ہی اندر لے گئی تھی

حسیب اور کاشان عشال کی موجودگی میں ہی وہاں سے واک آوٹ کر گئے تھے

دا جی جو کب سے وہاں کھڑے سب دیکھ رہے تھے چلتے سفیان شاہ کے پاس آئے حویلی چلنے کی تیاری کرو اور اب تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی ادا نہیں ہونا چاہئے۔

اسکے منہ کھولنے سے پہلے ہی دا جی نے سخت لہجے میں تنبیہ کر دی جسکی وجہ سے وہ عشال کو دیکھنے بنا ہی لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی طرف بڑھ گیا

ایک ہاتھ میں گن پکڑے سر ہاتھوں میں گرائے وہ اس خاموش اندھیرے میں شاید خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا

برخودار ... دا جی کی آواز پر اسنے گردن اٹھائی۔

اتنا غصہ صحت کیلئے مناسب نہیں ہوتا بیٹا۔وہ ذرا سا مسکرائے

یہ بات مجھے نہیں اپنے پوتے کو سمجھائیں دا جی جس نے مجھے یہ سب کرنے پر مجبور کیا ہے۔انکا لحاظ کرتے وہ دھیمے مگر سنجیدہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔

پری تمہاری بیوی ہے بیٹا مگر تمہارا غصہ مجھے اسکے لئے فکرمند کر رہا ہے بچے۔

میں نے تو کبھی اسے غصے سے گھورا تک نہیں دا جی۔اسنے قدرے معصومیت سے بتایا۔

دا جی کھل کر ہنس دیئے۔

کوشش کرنا کبھی ایسا ہو بھی نا میں نے تمہیں اپنی حویلی کی رونق دی ہے اسے رونق ہی رہنے دینا اسکی چمک کبھی مانند مت پڑنے دینا باقی سفیان ابھی غصے میں ہے میں بات کروں گا تو وہ سمجھ جائے گا تم فکر نہیں کرو۔۔۔اسے تسلی دیتے داجی اسکا کندھا تھپتھپاتے آگے کو چل پڑے۔

اسنے گہری سانس اندر لی وہ صحیح ہی تو کہہ رہے تھے اسے غصے پر قابو کرنا چاہئیے تھا عشال کا خیال آتے ہی ابتسام بھی ذرا سا مسکراتے آگے آیا تھا۔

عشال کو زیان کے ساتھ محو گفتگو دیکھ وہ انکی طرف بڑھ آیا

نگہت بیگم پہلے ہی ان سب سے معذرت کرتی جا چکی تھیں

کاشان زری کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

اسکے آنے سے پہلے ہی زیان بھی سفیان کے بلانے پر وہاں سے ہٹا تھا۔

اب وہاں صرف عشال اور ابتسام ہی بچے تھے

وہ کچھ کہتا عشال پاؤں پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی

ابتسام سرد آہ بھر کے رہ گیا اب اتنا غصہ کیا تھا تو بیوی کو بھی منانا پڑے گا سوچتے ہی وہ گھبیرتا سے مسکراتا بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسکے پیچھے گاڑی کی طرف چل پڑا۔

» » » » » » » » » » » »

سارا سفر خاموشی سے کٹ گیا تھا عشال نے بات کرنا تو دور اس پر نظر ڈالنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا اسے شدید غصہ تھا ابتسام پر مگر زیان کے کہنے اور سمجھانے پر وہ خاموش تھی۔

کمرے میں آتے وہ فریش ہونے چلی گئی عشال کو واپس کمرے میں آئے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا مگر وہ ابھی تک کمرے میں نہیں آیا تھا۔

عشال چلتی بالکنی کے پاس آ کھڑی ہوئی چہرے کو چھوتے اس ٹھنڈے ہوا کے جھونکے نے اسکی ذہنی الجھنوں کو کچھ دیر کیلئے ذرا قابو کیا تھا آنکھیں موندے وہ خود کو ساری پریشانیوں سے آزاد کرتی ٹھنڈی پھوار کو خود پر پڑتے محسوس کرنے لگی

ابتسام تم اتنی رات کو یہاں کیا کر رہے ہو؟

کچن سے آتی آوازوں پر نگہت بیگم کچن کی طرف آئی تھی

کافی بنا رہا ہوں مما... سرسری نظر ان پر ڈال کر وہ مڑ گیا۔

آپ ناراض ہیں مجھ سے؟ کافی دیر بعد کی خاموشی ابتسام کے جملے نے توڑی تھی

ہاں بہت ناراض ہوں ...

ابتسام نے گہرا سانس بھرا

مما وہاں...

وہاں جو کچھ بھی ہوا ابتسام ایسا ہر گز نہیں ہونا چاہئیے تھا۔

وہ سخت تیوروں میں بولیں۔

رئیلی مما ... اسنے کپ ٹیبل پر پٹخ دیا۔

آپکو بھی میں غلط لگ رہا ہوں وہ مجھ سے محترمہ کو دور کرنا چاہتا ہے اور آپ مجھے بول رہی کے ایسا نہیں کرنا چاہئیے تھا۔

بارعب آواز میں تیز لہجے میں استفار کیا گیا۔

میں نے ایسا کب کہا ہے ابتسام میں صرف اتنا کہہ رہی ہوں تمہیں وہاں بات کو اتنا نہیں بڑھانا چاہئیے تھا

تو اور کیا کرتا میں مما. اب کے وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولا۔

عشال کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط کرو بیٹا جب تم دونوں کا رشتہ مضبوط ہو گا تو سفیان شاہ تو کیا کوئی بھی تم دونوں کو الگ نہیں کر سکے گا۔

دھیمی سی مسکراہٹ میں کہتی وہ کچن سے باہر نکل گئی

ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے ابتسام گہری سوچ میں گم ہوا تھا

ایک طرف وہ گیبریل تھا دوسری طرف سفیان شاہ کی باتیں اور اب نگہت بیگم کے الفاظ مگ پر گرفت سخت ابتسام نے آنکھیں زور سے میچی اور خود کو پرسکون کرتے کافی کے دونوں کے کپ اٹھائے وہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر ہلکا سا نوک کرتے کافی کی ٹرے لیے وہ کمرے میں آیا جہاں اسکی آہٹ پر ذرا سا گردن موڑ کر دیکھتی عشال پھر سے لاتعلق بن کر کھڑی ہو گئی ٹرے ٹیبل پر رکھتے ابتسام اسکی پشت پر آکھڑا ہوا

جانتی ہو نا محترمہ مجھے اگنور کرنے پر تمہیں اسکا انجام بھاری پڑ سکتا۔کندھے سے اسکے بال ہٹاتے وہاں تھوڑی ٹکائے مخمور لہجے میں کہا گیا۔

جانتی ہوں آپ کو بہت غصہ آتا ہے اور یہ بھی جانتی ہوں میرے ساتھ بھی آپ ویسا ہی سلوک کریں گئیں جیسے آپ باقی سب...

وہ آگے کچھ بولتی ابتسام نے اسکے پیٹ کے گرد بازوؤں کا مضبوط حصار باندھا تھا اسکی سخت ہوتی گرفت اس بات کا اشارہ تھی کے مقابل کو اسکی بات کچھ خاص پسند نہیں آئی ہے البتہ عشال بھی کچھ دیر کیلئے جملہ بیچ میں ہی چھوڑے خاموش ہو گئی۔

میں تو تمہیں کبھی غصے سے دیکھنا گوارا نا کروں محترمہ ... یہ بات نکال دو اپنے چھوٹے سے دماغ میں سے کے ابتسام چوہدری کبھی تم پر غصہ کرے گا۔

مگر بھائی پر تو آپ نے گن تانی ناں۔اسکے گھیرے سے آزاد ہوتی عشال نے دوری بناتے غصے سے کہا

وہ تمہیں مجھ سے دور کرنے کی بات کر رہا تھا۔

تو اسکا کیا مطلب ہے آپ ان پر گن تان لیں گئیں. وہ بھڑک اٹھی۔

آج صرف گن تانی تھی اگر دوبارہ ایسا سوچا بھی تو ٹریگر دبانے میں دیر نہیں کروں گا۔اسکا جبڑا نرمی سے تھامے وہ آگ سی سی تپش لیے دھاڑا

عشال کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی

مم..مگر بھائی کہتے ہیں آپ اچھے انسان ہیں۔وہ باقاعدہ روتے ہوئے بولی.

تو تمہارے بھائی نے یہ نہیں بتایا کہ میں صرف تمہارے لیے اچھا انسان ہوں باقی دنیا کیلئے ابتسام چوہدری ابھی بھی برا انسان ہے اور ازل تک رہے گا۔سرد برفیلے لہجے میں کہتے ابتسام نے باری باری اسکی گیلی پلکوں پر لب رکھے تھے

عشال نے منتشر ہوتی دھڑکنوں میں مزید دوری بنا لی۔

اگر..اگر ایسا رہا تو می...میں آپ سے دور چلی جاؤں گئی. وہ ہنوز روتے ہوئے بولی تھی

ابتسام کے دل پر گھونسا پڑا مگر پھر ضبط کرتا وہ اداسی سے مسکرا دیا۔

تمہاری خوش فہمی ہے یہ محترمہ اب تم میری قید سے رہائی حاصل نہیں کر سکتی نا کوئی یہ کام کروا سکتا ہے .... ابتسام نے بھاری قدم اسکی طرف بڑھائے اسکی آنکھوں میں جھلکتی بے اعتنائی اور سرد پن عشال کو خوف میں مبتلا کر رہے تھے بے ساختہ اسنے قدم پیچھے لیے جب اسکے انتہائی قریب رکتے ابتسام اسکے کان کے قریب جھکا تھا۔

ہاں البتہ میں تمہارے ساتھ اپنا رشتہ اتنا مضبوط کر لوں گا کہ پھر تم مجھ سے دور جانے کی بات تو کیا ایسا سوچو گئی بھی نہیں۔

لہجہ برف کی مانند ٹھنڈا تھا

عشال کی بیک بون میں سرسراہٹ ہوئی تھی

کک.. کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟

سانسیں روکے کھڑی اسنے بھیگے لہجے میں استفار کیا۔

سمپل بات کر رہا ہوں آج تمہارے اور میرے رشتے کی نئی شروعات ہو گئی۔

مم...میں ایسا کچھ نہیں چاہتی۔اسکے حصار سے نکلتی وہ بھاگنے کو تھی اس سے پہلے کلائی تھامے ابتسام نے واپس سے اسے اپنے سامنے لا کھڑا کیا۔

میں نے پوچھا نہیں بتایا ہے محترمہِ ابتسام۔

لب بھینچے سختی سے کہا گیا۔

اور تم مجھے میرے حقوق سے محروم نہیں رکھ سکتی .

عشال نے ذرا سی نظر اٹھائی تھی اسکی آنکھوں میں ٹھاٹھے مارتے جذبات کے سمندر میں وہ پل کو غوطہ زن ہو گئ۔

اس شخص کی قربت کیسے سہی گئی جس کی ذرا سی نزدیکی پر ہی اسکی جان پر بن آتی تھی عشال نے سوچتے بیڈ کی طرف ڈور لگائی اور خود کو کنفرٹر میں چھپا لیا۔

گردن نفی میں ہلاتے وہ مسکراتا بیڈ کی طرف آیا تھا

» » » » » » » » » » » » » » »

اتنی رات کو سفر کرنے سے زیان نے منع کر دیا تھا جس پر تمام حویلی والے زیان کے گھر میں ہی رک گئے تھے جبکہ سفیان شاہ سب سے ناراضگی دکھاتا اپنی بیوی کو لیے ہوٹل کے کمرے میں ٹھہرا تھا

بیڈ پر پرسکون سی بیٹھی انوشے ناجانے کتنی دیر سے اسے اضطرابی کیفیت میں کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتے دیکھ رہی تھی

سو جائیں شاہ اور کب تک یونہی چکر لگاتے رہیں گئیں۔ آخر اسنے تنگ آکر کہا

مجھے نیند نہیں آئی سو جاؤ تم۔

مجھے آپکے بغیر نیند نہیں آتی ... اسلئے اگلے دو منٹ میں اگر آپ یہاں نا آئے تو میں ناراض ہو جاؤں گئی آپ سے۔اسکی دھمکی پر شاہ نے گردن گھما کر اسکی طرف دیکھا۔جو اسکی نظروں سے بے نیاز بنی سر تکیے پر گرائے لیٹ گئی۔

میں انتظار کر رہی ہوں۔اسکی آواز پر شاہ کے ہونٹوں پر گہرا تبسم پھیلا تھا۔

بیڈ پر آتے اسکے قریب لیٹتے سر انوشے کے کندھے پر ٹکائے وہ آنکھیں موندے لیٹ گیا اپنے بالوں میں چلتی انوشے کی دھیمی انگلیوں کا لمس اسے سکون بخش رہا تھا

پریشان نہیں ہوں شاہ ہماری پری وہاں بہت خوش ہے۔

مجھے ڈر لگتا ہے انوشے میں اب پری کو کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتا میں پہلے ہی اپنی ایک بہن کو کھو چکا ہوں

وہ تھکے ہوئے لہجے میں کہتا اسکی گردن میں منہ چھپا گیا

شاہ وہ پری سے بہت پیار کرتے ہیں آپ مطمئن ہو جائیں ابتسام بھائی ہماری پری پر کبھی آنچ بھی نہیں آنے دیں گئیں۔مضبوط لہجے میں کہتے انوشے نے اسکا ماتھا چوما تھا۔

سن رہے ہیں نا کوئی جواب نا پا کر انوشے نے اسکے بال سہلاتے پوچھا۔

ہوو سن رہا ہوں۔

اوکے اب آپ سو جائیں ان فکروں سے آزاد کر دیں خود کو۔اسکی سرخ آنکھوں پر لب رکھے وہ ہولے سے مسکرا دی۔

میں یہی سوؤں گا تمہارے پاس۔بچوں سی معصومیت میں کہا گیا۔

اوکے سو جائیں۔انوشے نے مسکراتے آنکھیں موند لی۔

» » » » » » » » » » » » »

صبح اسکی آنکھ دیر سے کھلی تھی ویسے ہی لیٹے عشال نے ذرا سی آنکھیں کھولیں تھیں کل رات کے تمام منظر اسکی نظروں کے سامنے فلم کی طرح چلنے لگے ابتسام کا سفیان شاہ پر ہاتھ اٹھانا اس پر گن تاننا پھر اسکے بعد جو کچھ بھی ہوا وہ سب اسکے ذہن پر ہتھوڑے برسا رہا تھا اس پل عشال کو ابتسام سے شدید خفگی محسوس ہوئی تھی ابتسام وہاں موجود نہیں تھا ان سب سوچوں سے باہر آتی عشال نے اپنی دوسری سائیڈ پر دیکھا پھر فریش ہونے کی نیت سے واشروم میں بند ہو گئی باہر آکر ٹائم دیکھا تو چھ بج رہے تھے قضا نماز ادا کرتے اسنے ڈوپٹہ کھولے نفاست سے سر پر سیٹ کیا اور ناشتہ بنانے کی غرض سے کمرے سے باہر نکلی اور کچن کا رخ کیا۔

گڈ مارننگ ڈیئر وائف !...

اس مانوس سی خوبصورت آواز پر عشال نے سرعت سے گردن موڑی جہاں اسکا شوہر نامدار صبح کے ناشتے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔

یہاں آؤ... اسے وہی کھڑا دیکھ ابتسام نے پکارا۔

عشال دھیمے قدم اٹھاتی اسکے قریب آ رکی اسکے چہرے پر شدید خفگی کے آثار نمایاں تھے دیکھتے ہی ابتسام نے مسکراتے اسکے پیٹ کے گرد بازو باندھے ایک ہی جست میں اسے اوپر اٹھائے شلف پر بٹھا دیا وہ سب اتنی جلدی ہوا عشال میڈم کو صحیح سے بوکھلانے کا بھی ٹائم نہیں ملا تھا۔

یہ سب کیا ہے اگر میں گر جاتی تو؟

منہ پھلائے وہ خفگی سے گویا ہوئی

گری تو نہیں ناں میری جان پھر کیوں منہ بنا رہی ہو۔اسکا گال کھینچتے وہ بے نیازی سے مسکرا دیا۔

آنکھیں سکیڑتی سینے پر ہاتھ باندھے عشال منہ کے زاویے بگاڑے تھے

کیا کھاؤ گئی؟

آپ کھانا بنائے گئیں.؟ اسنے الٹا سوال کیا۔

ہاں!...

آپکو کھانا بنانا آتا ہے؟

نہیں پہلی بار تم پر تجربہ کر رہا ہوں۔ مسکراتے کہا گیا۔

میں ناراض ہوں اسلئے اپنے تجربے کسی اور پر جا کر کریں۔

وہ نڑوٹھے پن سے کہتی شلف سے نیچے اترتی ابتسام اسکے آگے دیوار بنا کھڑا ہو گیا

اچھی بیویاں اپنے شوہر سے ناراض نہیں ہوتیں

اور شوہر جو مرضی کرتے پھریں۔ وہ غصے سے بولی۔

میں نے تو کچھ نہیں کیا سوائے اپنا حق وصولنے کے !..

انتہائی معصومیت سے کہتے اسکے قریب جھکتے ابتسام نے اپنا چہرا اسکے گال کے ساتھ مس کیا تھا۔اسکے زومعنی لہجے پر عشال کان کی لو تک سرخ ہوئی تھی

دو...دور ہٹیں پلیز... ابتسام کے سینے پر ہاتھ دھرے وہ ممنائی۔

پہلے وعدہ کرو کے یہ ناراضگی ختم کر دو گئی ورنہ ... ابتسام نے چہرا مزید جھکائے اسکے بالوں میں منہ چھپایا تھا

نہی... نہیں ...می..میں ناراض نہیں ہوں۔بوکھلاہٹ کا شکار ہوتی وہ مزید پیچھے کو کھسکی تھی۔

گڈ گرل ... اسکا گال شدت سے چومتے مسکراتے ابتسام نے چہرا ذرا پیچھے کو کر دیا۔

افففف اسکی ساحرانہ مسکراہٹ!...

عشال پل کو پلکیں جھپکنا بھول گئی

تم مما کو بلا کر لاؤ میں ناشتہ لگاتا ہوں

وہ تو شاید وہی لفظ سننے کے انتظار میں تھی ابتسام کے ہٹتے ہی عشال بھاگنے کے انداز میں چلتی نگہت بیگم کے کمرے کی طرف گئی تھی۔

تم اور تمہاری معصوم ادائیں محترمہ ... اسکو بھاگتے دیکھ ابتسام کا خوبصورت قہقہہ کچن کی فضا میں تحلیل ہوا تھا

« « « « « « « « « « « « «

ٹھہرو وہی!...

وہ آگے بڑھتا داجی کے سخت لہجے پر وہی رک گیا۔

لاونج میں بیٹھے تمام نفوس اس سائیڈ پر اکٹھے ہو گئے

سفیان شاہ نے سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا

کل رات کہاں تھے تم گھر واپس کیوں نہیں آئے؟

پشت پر ہاتھ باندھے وہ اسکے سامنے آتے پوچھ رہے تھے

انوشے ہنوز سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑی تھی جیسے ساری غلطی اسکی ہو

ہم ہوٹل میں رہے تھے اور ابھی آ تو گیا ہوں واپس۔اکتائے ہوئے لہجے میں کہتا وہ سر جھٹک گیا

ہوٹل میں کیوں؟

کیونکہ میں آپ سب سے ناراض ہوں۔وہ ایکدم سے بھڑک اٹھا

اور اب آ تو گیا ہوں واپس اور کیا چاہتے ہیں اب آپ سب۔کٹیلی نظر زیان پر ڈالے اسنے دا جی پر بھی خفا نظر ڈالی تھی

اسے غصہ کرتے دیکھ بی جان نے زیان کی طرف دیکھا جس نے دا جی کی طرف دیکھتے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اشارہ دیا تھا

ہماری بلا سے اب بھی واپس نا آتے ... داجی نے غصے سے ہنکار بھرا

ٹھیک ہے پھر میں واپس جا رہا ہوں مجھے بھی نہیں رہنا وہاں، جہاں مجھ سے باتیں چھپائی جاتی ہوں۔

دم سادھے کھڑی انوشے کا ہاتھ تھامے ابھی وہ مڑتا جب داجی بول پڑے۔

ہماری بہو کو یہی چھوڑ کر جاؤ سفیان شاہ وہ تمہارے ساتھ نہیں جائے گئ۔وہ کرخت لہجے میں بولے
سفیان شاہ کے تو سر پر لگی تلووں میں بجھی تھی

یہ آپکی بہو نہیں میری بیوی ہے اس پر صرف سفیان شاہ کا حق ہے سمجھے آپ یہ میرے ساتھ رہے گئ۔

شدت سے کہتے انوشے کی کلائی پر گرفت سخت کرتے وہ چیخ اٹھا

داجی سمیت زیان بھی اسکی بات سنے مسکراہٹ ہونٹوں میں چھپا گئے تھے انوشے سفیان شاہ کیلئے وہ مہرہ تھی جسکو استعمال میں لاتے وہ سفیان سے کوئی بھی بات منوا سکتے تھے

بی جان اور وریشہ بھی انکی چالاکی سمجھتی مسکرا دی۔

تم بچی سے پوچھ لو وہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا نہیں۔دا جی پھر بولے.

میں کیوں پوچھوں دا جی اس سے جب اسنے ہر حال میں رہنا ہی میرے ساتھ ہے۔اسکو اپنے حصار میں لیتے سفیان نے ایسے چھپایا تھا جیسے وہ اسکی انوشے کو اس سے چھین کے لے جانے والے ہیں

مجھے حویلی میں ہی رہنا ہے شاہ۔اسنے آہستگی سے کہا

نہیں میں ان میں سے کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا اسلئے ہم یہاں نہیں رہے گئے۔سفیان شاہ نے اسکے کلائی دبوچے چلنا چاہا۔

زیان جو خاموش کھڑا تب سے سب دیکھ رہا تھا اسے سمجھانے کی غرض سے آگے بڑھتا انوشے پہلے ہی بول اٹھی

تو پھر آپ اکیلے جاؤ مجھے نہیں جانا آپکے ساتھ۔

سفیان سمیت زیان کے بھی بڑھتے قدم رک گئے

سفیان شاہ نے غصیلی نگاہ انوشے کے چہرے پر ڈالی جو بنا کوئی تاثر دیئے خفگی سے اسے دیکھ رہی تھی پھر دا جی اور زیان کی طرف دیکھا جو اپنی مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوششیں کر رہے تھے

پیچھے کھڑی بی جان اور وریشہ بھی مسکرا رہی تھی

میں آپ سب کی چال سمجھ رہا ہوں بھائی مگر میں پھر بھی آپ میں سے کسی سے بات نہیں کروں گا۔ الٹے قدم لیتا وہ تن فن کرتا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

اس بندے کی ضد بہت بُری ہے. دا جی ہنستے بولے تھے

آپ سب نے میرے معصوم پوتے کو بہت تنگ کیا ہے۔بی جان خفا سی ہوئی

اسکی اتری شکل کا سوچتے زیان اور دا جی ایک بار پھر ہنس دیئے۔

حویلی چھوڑ کر جائے گا بیوی کے بغیر ایک پل اس کا نہیں گزرتا اور آیا ہے ہمیں دھمکیاں دینے۔دا جی برہمی سے کہتے ہنسے تھے

انوشے انکی بات سنتی شرم سے دوہری ہوتی کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

کال کر دی تھی تم نے پری کو...؟ دا جی زیان کی طرف مڑے۔

جی کر دی تھی کال ... اسنے کچھ سوچتے موبائل نکالا اور وریشہ کو اشارہ دیا۔

جاؤ تم کمرے میں آرام کرو میں آتا ہوں کچھ دیر تک۔اسے حکم سناتے وہ باہر نکل گیا۔جبکہ وریشہ منہ کے زاویے بگاڑتی کمرے میں چلی گئی۔

» » » » » » » » » » » » »

عشال کہاں رہ گئی مما...؟

وہ میرے ساتھ آرہی تھی بیٹا مگر پھر اسکے موبائل پر کال آنے لگی تو اسنے کہا کے وہ دو منٹ تک آ جائے گئی۔

ہمم... ابتسام کچھ سوچتے اسکے پاس جانے کیلئے اٹھتا عشال کو ڈائننگ روم میں آتے دیکھ واپس سے بیٹھ گیا۔

کس کی کال تھی محترمہ؟

اسکا بجھا بجھا سا چہرا دیکھ ابتسام نے فکرمندی سے پوچھا۔

بھائی کی کال تھی انہوں نے شام میں دعوت رکھی ہے ہمارے لیے.

اسنے ہچکچاتے ہوئے بتایا۔

کل جو کچھ بھی ہوا تھا اسے لگا تھا ابتسام اب وہاں کبھی بھی نہیں جائے گا اور نا اسے اجازت دے گا اپنے خدشے کے زیرِ اثر عشال نے بتاتے ساتھ ہی اسکے چہرے کی طرف دیکھا جو ہنوز مکمل پر سکون سا بیٹھا تھا۔

ٹھیک ہے تم ریڈی رہنا ہم ٹائم سے چلیں جائیں گئیں۔

عشال کی تو خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی بجھا چہرا ایکدم سے کھل اٹھا تھا اسکے چہرے پر رچی خوبصورت سی مسکراہٹ دیکھ کر ابتسام بھی مسکرا دیا تھا۔

مما آپ بھی چلیں گئیں ناں !..

عشال نے نگہت بیگم کو مخاطب کیا۔

میں ضرور چلتی میری بچی مگر مجھے آج زری کے ساتھ کہیں جانا ہے. تم دونوں جاؤ اور خوب انجوائے کرنا۔

انتہائی پیار سے کہتی وہ مسکرا دی۔

جی ٹھیک ہے مما ... عشال بھی انکی مجبوری سمجھتی ہولے سے مسکرائی تھی۔

آج کا ناشتہ کس نے بنایا ہے؟

میں نے بنایا ہے مما.

نگہت بیگم نے سر کو خم دیا۔

عشال کو حیرت ہوئی تھی انہیں حیرانی کیوں نہیں ہوئی کے انکے بیٹے نے ناشتہ بنایا ہے۔چائے کا کپ رکھتی وہ بھی ناشتہ کرنے لگی ابھی ایک بائیٹ ہی لیا تھا اسکو لگا اسنے اس سے زیادہ لذیذ کھانا زندگی میں نہیں کھایا۔

عشال نے بے ساختہ ابتسام کی طرف نظر اٹھائی جو محویت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اسنے جواباً آنکھ ونک کی جس پر عشال گڑبڑاتی اسے گھوری نواز کر پلیٹ پر جھک گئی

آپ نے کھانا بنانا کس سے سیکھا؟

کھانے سے ہاتھ روکتے وہ پوچھنے پر مجبور ہوئی۔

نگہت بیگم کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

آسلام آباد کے بہترین شیف میں سے ایک ہے میرا بیٹا۔انکی آواز میں مان تھا جسے محسوس کرتے وہ تو مسکرایا مگر عشال حیرات سے اسے دیکھ رہی تھی

اسکا شوہر شیف ہے اور بیوی کو پتہ ہی نہیں ہے .... عشال نے مسکراتے ابتسام کو دیکھ کر چہرا جھکا لیا۔

تم نے ناشتہ کر لیا تو جاؤ تیاری کرو ہم ٹائم سے نکلیں گئیں تا کہ جلدی واپس بھی آجائیں۔عشال سر ہلاتی کمرے کی طرف چلی گئی

میں آتا ہوں نگہت بیگم کو وہی چھوڑے وہ لان میں آیا تھا۔

تو ٹھیک ہے اگر تم یہی چاہتے ہو تو ایسا ہی سہی ابتسام چوہدری تم سے ملنے ضرور آئے گا اپنے کفن دفن کا سامان جوڑ کر رکھنا

وحشت زدہ سا کہتے ابتسام نے موبائل پر گرفت سخت کر لی۔لان میں چکر لگاتے وہ آگے کے بارے میں سوچ رہا تھا عشال کو وہ یہاں ہر گز اکیلا نہیں چھوڑ کے جا سکتا تھا مگر وہاں اپنے ساتھ لے جانا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا ... جھنجھلاتے اسنے چہرا آسمان کی طرف اٹھایا ذہن میں گردش کرتی اتنی الجھنوں میں اسنے دل کی بات پر کان دھرے تھے موبائل نکالے نمبر ڈائل کیا اور موبائل کان سے لگا لیا۔

وعلیکم اسلام ... کل کی ڈیٹ میں اٹلی کی جو بھی پہلی فلائیٹ ہے اسے بک کروا دو۔ہمم دو ٹکٹ کنفرم کرنا باقی کی ڈیٹلیز میں تمہیں بھیج دیتا ہوں مگر ایک بات کا خیال رکھنا یہ بات کاشان تک نہیں پہنچی چاہئیے۔

مقابل جی سر کہتا کال کٹ کر چکا تھا

ابتسام نے موبائل پاکٹ میں رکھے اندر کی طرف قدم اٹھائے تھے

دروازہ ہلکے سے کھولے وہ کمرے میں آئی جہاں سامنے وہ کہیں نہیں تھا انوشے نے نظر اردگرد ڈورائی سفیان وہاں موجود نہیں تھا مگر ہمیشہ بند رہنے والا کمرہ کھلا تھا۔

شاہ آپ یہاں ہیں..؟ انوشے اسے پکارتی کمرے میں آئی۔

نہیں میں یہاں نہیں ہوں. وہاں رکھے صوفے پر دراز ہوئے شاہ نے خفگی سے کہا

دروازے میں کھڑی انوشے منہ کھولے اپنے ناراض شاہ کو بس گھورتی رہی۔

اچھا میں آپ کو ایک بتاؤں؟ وہ اسکے قریب آ رکی

بتاؤ . شاہ نے بغیر دیکھے جواب دیا

آپ نا بلکل لڑکیوں جیسے بات بات پر ناراض ہو جاتے ہیں .

شاہ نے اسے گھورا۔

ہاں نا اتنی دفعہ تو میں بھی ناراض نہیں ہوئی جتنی دفعہ آپ غبارے جیسا منہ پھلائے خود کو کمرے میں بند کر لیتے ہیں۔

تم میری بے عزتی کر رہی ہو انوشے. شاہ نے اسکا بازو پر رکھا ہاتھ جھٹکا تھا۔

شاہ ... وہ صدمے سے چیخ پڑی۔

اب کیا ہے...؟ دل کے مقام پر ہاتھ رکھے وہ اٹھ بیٹھا۔

آپ نے میرا ہاتھ کیوں جھٹکا...؟ غصے اور دکھ کے ملے جلے تاثرات میں وہ بلند آواز میں بولی۔

میری مرضی .... وہ پھر سے دراز ہو گیا۔

شاہ میں آپکی انوشے ہوں۔اسکی اتنی لاپروائی پر وہ روہانسی ہوئی۔

نہیں تم میری انوشے نہیں ہوں۔وہ نہیں جانتا تھا یہ بات بول کر وہ کونسی مصیبت مول لینے والا ہے۔

انوشے بے یقینی کی کیفیت میں آنکھوں میں بے شمار موتی لیے اسے دیکھنے لگی۔

تم تو لال حویلی کی بہو ہو، تمہیں تو اس حویلی میں رہنا تھا جاؤ رہو ... وہ غصے سے بولا۔

پر اگر تم میری انوشے ہوتی نا تو میرے ساتھ چلنے کیلئے تیار ہو جاتی مگر نہیں ت..تم..تو... اسکے باقی کے الفاظ حلق میں ہی رہ گئے سفیان نے نظر اپنی بازو کی طرف پھیری جس پر انوشے کے آنسو ٹپ ٹپ کرتے گر رہے تھے اگلے ہی لمحے اسکی کلائی تھامے سفیان نے اسے اپنے اوپر گرایا تھا۔

آ... آپ بہت برے ہیں چھوڑیں مجھے، نہیں رہوں گئی میں آپکے پاس... چھوڑے مجھے چھوڑے ... اسکے سینے پر مکے برساتی وہ مسلسل روتی خود کو چھڑوا رہی تھی اسکے بولنے کے ساتھ ہی سفیان شاہ کی پکڑ میں بھی مضبوطی در آئی

جانِ شاہ ... اچھا ساری ناں میں غصے میں بول گیا۔

نہی... نہیں آپ نے کہا.. می... میں آپکی انوشے نہیں ہوں ... آپ نے ایسا کیوں کہا ... آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے .... ہچکیاں لیتی وہ شدت سے رو دی سفیان شاہ کی جان ہتھیلی پر آئی تھی ایکدم سے اٹھتے اسنے ساتھ انوشے کو بھی اٹھایا تھا

تم میری انوشے ہو جانِ شاہ صرف شاہ کی انوشے جس سے شاہ انتہائی محبت کرتا ہے اور ساری زندگی کرے گا۔

اسے اپنے ساتھ لگائے محبت پاش لہجے میں بولا مگر اسے کہاں پتہ تھا وہ جملہ بول کر اسنے کونسی جنگِ عظیم کا آغاز کیا ہے۔

نہیں بلکل بھی نہیں ... اسکا حصار توڑتی انوشے اٹھ کھڑی ہوئی

آپ نے ابھی خود کہا میں انوشے نہیں ہوں اسکا مطلب ہے آپ مجھے چھوڑ دیں گئیں۔وہ تو پہلے سے اسی خوف میں مبتلا تھی سفیان شاہ کی بات نے جیسے اس خوف پر مہر لگانے کا کام کیا تھا

او میرے خدایا... جانِ شاہ ... وہ اسکے آگے اپنی صفائی میں کچھ بولتا انوشے روتی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔سفیان شاہ بھی اسکے پیچھے لپکا تھا

» » » » » » » » » » » » » »

وہ کمرے میں آیا جہاں اسکی محترمہ اس سے بھی زیادہ پریشان نظر آرہی تھی مگر وجہ کیا تھی ابتسام نے معلوم کرنے کیلیئے فوراً سے اسکی طرف قدم بڑھائے.

کیا ہوا عشال ایسے کمرے کے چکر کیوں کاٹ رہی ہو؟ اسکے لہجے میں پریشانی تھی

اور کونسی کونسی بات ہے جو آپ نے مجھ سے چھپا رکھی ہے؟

اسنے غصے سے پوچھا۔

مطلب ...؟

ابتسام کو اسکے لہجے اور سوال دونوں کی سمجھ نہیں آئی تھی

مطلب ... وہ لفظ دوہراتے عشال اسکے عین سامنے آکھڑی ہوئی۔

مطلب یہ کے آپ کیا کام کرتے ہیں... مجھے نہیں پتہ تھا۔

آپ یہ کام کیوں کرتے ہیں مجھے یہ بھی نہیں معلوم۔

آپ میرے بوڈی گارڈ تھے مجھ سے یہ بھی چھپایا گیا

آپ شیف ہیں مجھے یہ بھی کسی نے نہیں بتایا۔

آپ نے مجھے دو گھنٹے کیلئے بغیر پوچھے کڈنیپ کیا یہ بھی آپ نے مجھے نہیں بتایا تھا۔ آخر میں اسکا لہجہ بُھرا گیا

تم میری بیوی ہو یہ تو معلوم ہے ناں...؟

اسکے قریب جھکتے محبت سے استفار کیا گیا۔

جی الحمدللہ یہ واحد حقیقت ہے جو مجھے معلوم ہے .

اسکو گھورتے عشال نے غصے سے ناک سکیڑی۔

ابتسام چوہدری کو بے ساختہ اپنی محترمہ پر پیار آیا تھا ایک تو وہ اتنی پیاری تھی اس پر سے وہ خفا سی اسے اور بھی خوبصورت اور اپنے دل کے قریب محسوس ہوتی تھی۔

"ایک ہی بندے کو اور کتنی بار اپنا دیوانہ کرو گئی"

اسے اپنے مضبوط حصار میں لیتے شدت بھرا لمس اسکے گال پر چھوڑے مخمور سے لہجے میں پوچھا گیا

عشال ایکدم سے بوکھلائی تھی اسکے حصار میں جز بز سی کھڑی وہ اس جملے کے متعلق سوچتی یاں مقابل کی غصب ڈھاتی مسکراہٹ سے نظریں چراتی۔اس لمحے ابتسام کے چہرے سے نظر ہٹانا آج پہلی بار عشال چوہدری کو ناممکن لگ رہا تھا

میں تمہارا شوہر ہوں اور تم میری محترمہ ہو...،

چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسے انتہائی رازدانہ انداز میں کہا گیا کے عشال کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔

اور میں تم سے بے پناہ محبت کرتا ہوں ... تم صرف میری جنونی محبت کے متعلق سوچا کرو باقی میں کیا تھا اور کیا نہیں...، یہ سوچنا تمہارے شوہر کے دشمنوں کا کام ہے۔

اسکی گھنی پلکوں کو پوروں سے چھوتے ابتسام نے اسے خوبصورت سا حکم سنایا تھا۔

" اور تمہارا کام میری محترمہ صرف اپنے محترم کو سوچنا ہے"

"ایک وہ شخص، دوسرا اسکی دل موہ لینے والی گفتگو اور تیسرا وہ دلفریب سی مسکراہٹ .... وہ بندہ ساحر تھا وہ اپنی مسکراہٹ سے کسی کو بھی اپنا اسیر بنا سکتا تھا اور باتوں سے کسی کا بھی دل جیت سکتا تھا وہ اپنے آپ میں ایک پہیلی جیسے تھا اس الجھی گھتی کو سلجھانے کی اجازت وہ صرف اپنے پسندیدہ شخص کو دیتا تھا"

اور عشال شاہ کا شمار ان پسندیدہ بندوں کی لسٹ میں ہوتا تھا جس کے اول نمبر پر بھی وہ تھی اور آخری بھی وہی تھی وہ خوش نصیب تھی وہ اس شخص کی محبت تھی جس نے آج تک کسی کی چاہ نہیں کی تھی ابتسام چوہدری کی پاکیزہ اور جنونی محبت کی اکلوتی وارث عشال چوہدری تھی اور تا ازل رہنے والی تھی۔

محترمہ !...

ہمم ... وہ خیالوں سے باہر آئی۔

اگر مجھے دیکھ لیا ہو تو میں کچھ بولوں!...

ابتسام نے ہنسی چھپاتے پوچھا

اپنی اتنی بےخودی پر عشال شرمندہ سی نظریں جھکا گئی۔

میری طرف دیکھو اور اب نظریں نہیں جھکانا۔فوراً حکم سنایا گیا.

عشال نے ہڑبڑاتے نظریں اٹھائی۔

تم مجھے دیکھ سکتی ہو شوہر ہوں تمہارا ... مگر خفا نہیں ہو سکتی۔

عشال نے بھنوئیں اچکائی تھی.

آپ ناراض ہونے کہاں دیتے ہیں میں پورا ناراض نہیں ہوتی آپ دھمکی دے کر مجھے چپ کرا دیتے ہیں۔

ہاں تو دھمکی بھی تو پیار سے دیتا ہوں ناں. معصومیت سے کہا گیا۔

دھمکی، دھمکی ہوتی ہے اور پیار الگ ہوتا ہے. دوبدو جواب دیا تھا.

اچھا سوری بس ختم کرو یہ خفگی پلیز ... کل رات سے تم ناراض ہو اور مجھے کل رات سے بے چینی ہو رہی ہے۔

سوری بولنے کی دیر تھی اور عشال کھکھلا کر ہنس دی۔

یہی سوری آپ کل رات بول دیتے تو میں اتنی ناراض تو نا ہوتی نا۔

احسان کرنے والے انداز میں بتایا گیا۔

ابتسام نے نظریں گھماتے اس لڑکی کو دیکھا جو صرف سوری سننے کیلئے پچھلے گیارہ گھنٹوں سے اس سے ناراض بیٹھی تھی مگر اسکی آنکھوں میں جھلکتی وہ چمک اور چہرے پر کھلی مسکراہٹ دیکھ کر ابتسام چوہدری ہر دو منٹ بعد بھی اسے سوری بول سکتا تھا۔

میں اب کیا بولوں اسلئے ... ابتسام نے جھکتے اسکے گال کا بوسہ لیا۔

اب جاؤ جلدی سے عبایا پہنو ورنہ تمہارے اتنا تنگ کرنے پر میں ابھی تمہیں سزا سنا دوں گا۔

عشال جو اسے دیکھنے میں محو تھی اسکے جملے کا مطلب سمجھتی راہِ فرار کو نکلی تھی۔

« « « « « « « « « « «

دا جی بی جان ... زیان قدرے پریشان سا لاونج میں داخل ہوا۔

کیا ہوا بیٹا سب خیریت ہے...؟ داجی پریشان ہوئے۔

جی سب ٹھیک ہے آپ مجھے بتائیں وریشہ کہاں ہے؟

اپنے کمرے میں ہو گئی بچے!...

نہیں ہے وہاں میں اسے ہر جگہ دیکھ چکا ہوں ... اسکے لہجے میں ڈھیروں فکر تھی۔

وہ کچن میں ہے مگر... وہ آگے کچھ بولتی زیان غصے سے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

اسلئے میں نہیں بتا رہی تھی اس بچی کو سارا دن کمرے میں بند رکھتا ہے اگر باہر آ جائے تو ڈانٹ دیتا ... بی جان خفگی سے بولی۔

داجی ہنس پڑے ... اسکی اتنی فکر بنتی ہے بیگم!...

بی جان نے سر جھٹکا ... جب سے زیان کو معلوم ہوا تھا وہ بابا بننے والا ہے تب سے ہی وریشہ پر پابندیاں عائد ہوئی تھیں اسکے کھانے سے لے کر مورننگ واک تک وہ اپنی نگرانی میں مکمل کرواتا تھا

مگر اسکی بیوی ایسی کوئی آفت تھی ہر وہ کام کرتی تھی جس سے زیان اسے منع کرتا سیڑھیاں چڑھنا اور اترنا اسکے لئے مناسب نہیں تھا جسکی وجہ سے زیان اسے کمرے میں ہی رہنے کا کہتا تھا مگر وریشہ میڈم کہاں کسی کی سنتی ہے آج بھی اپنی ممنانی کرتی وہ کچن کی طرف نکل پڑی تھی اس بات سے بے خبر کے اسکا انجام بہت برا ہونے والا ہے

وہ تن فن کرتا کچن میں داخل ہوا جہاں وریشہ اور کچھ ملازمہ موجود تھی البتہ اسکی بیوی یوٹیوب سے دیکھ کر آج کوئی نیا تجربہ کر رہی تھی اور باقی کی ملازمہ انتہائی محویت سے اپنی بڑی بیگم کی کاروائیاں کن اکھیوں سے گھور رہی تھی۔

زیان کے اشارے پر وہ باری باری کچن سے نکل گئی دبے پاؤں چلتے وہ وریشہ کے سر پر آن کھڑا ہوا جسے دنیا کا کوئی ہوش و حواس ہی نہیں تھا۔

تمہیں میں نے منع کیا تھا یہاں آنے سے!...

اسکی اچانک اتنی بلند آواز پر وریشہ اپنی جگہ سے اچھلی تھی

یہ کونسا طریقہ ہے بات کرنے کا ابھی میرے چھوٹے سے دل کو کچھ ہو جاتا تو ... دل کے مقام پر ہاتھ رکھے وہ غصے سے لال پیلی ہوئی تھی

تمہارے چھوٹے سے دل کی ایسی کی تیسی... اسکی کمر کے گرد بازو باندھے زیان نے اسکا چہرا اپنی مضبوط گرفت میں لیا تھا۔

چھوڑو مجھے بدتمیز انسان ... اسکے کندھے پر مکے مارتی وہ غصے سے چیخ پڑی۔

کیوں نہیں مانتی تم میری بات ہاں... کیوں اتنا تنگ کرتی ہو ...؟

اسکے ہونٹوں پر ہاتھ دھرے اسکی آنکھوں میں اپنی غصے بھری نظریں گاڑھے زیان نے غصے سے اسفتار کیا۔

مجھے نہیں رہنا اس کمرے میں بند ہو کر دم گھٹتا ہے میرا وہاں... اسکا ہاتھ ہٹاتے وریشہ نے منہ بناتے کہا۔

تم مجھے اپنے ساتھ زبردستی کرنے پر مجبور کر رہی ہو وریشہ ...

اور تم مجھے ڈانٹ رہے ہو ... اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

زیان نے ماتھا مسئلا تھا ... وہ کچھ کہتا وریشہ منہ بنائے آنکھوں میں آنسو بھرے کچن سے نکل گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » »

دا جی ... دا جی ... بی جان ... وہ روتی ہوئی ان دونوں کو پکارتی بی جان کے گلے لگ گئی تھی۔

انوشے میرا بچہ کیا ہوا ... رو کیوں رہی ہو ... سفیان نے کچھ کہا ہے کیا...؟ بی جان تشویشناک ہوئی۔

کچھ بولو تو سہی بیٹا ہوا کیا ہے؟ اب کے اسکے سر پر ہاتھ رکھے دا جی نے بھی منت کی مگر انوشے شاہ بی جان کے حصار میں چھپی زوروں شور سے رونے کا مشغلہ فرما رہی تھی۔

بی..بی جان و..وہ...شاہ... روتے وہ ہچکیاں بھرنے لگی۔

دا جی اور بی جان اچھے خاصے پریشان ہوئے تھے.

کچھ تو بتاؤ انوشے ... مجھے فکر ہو رہی ہے بچے؟ دا جی قدرے پریشانی سے بولے تھے

بی جان ... بی جان وہ ... ششش...شاہ ...شاہ کہتے ہیں کہ می...میں انکی انوشے نہیں ہوں ... جملہ مکمل کرتے وہ زاروقطار رو دی۔

دا جی اور بی جان سر پکڑ کے رہ گئے اتنی سی بات پر انوشے نے پوری حویلی سر پر اٹھا رکھی تھی سوچتے وہ تاسف سے سفیان شاہ کو سوچنے لگے۔

اچھا میری بیٹی تم رو نہیں میں ابھی پوچھتا ہوں سفیان کو... دا جی اسے تسلی دینے لگے۔

نہی... نہیں ...و..وہ..مجھے...

دا جی بی جان .... انوشے نے ابھی بات مکمل بھی نہیں کی تھی اس آواز پر ان دونوں سمیت روتی انوشے بھی پلٹی تھی۔

مجھے یہاں نہیں رہنا بی جان ... تن فن کرتی وریشہ روتے ہوئے بی جان کے بائیں سائیڈ کے حصار میں آتی چھپ گئی۔

مم...مجھے بھی نہی... نہیں رہنا ... انوشے بھی دوبارہ بولی۔

یا اللہ ... دا جی اپنی جگہ سر پکڑ کے بیٹھ گئے بی جان ان دونوں کے سر پر ہاتھ رکھے الگ پریشان ہو گئیں۔

زیان نے کچھ کہا ہے کیا بیٹا...؟

بی جان وہ مجھے ڈانٹتے ہیں، بات بات پر ڈانٹتے ہیں۔

غصے سے ناک سکیڑتی انکے آغوش میں چھپی وہ نم آواز میں بتانے لگی۔

اچھا میں بات کروں گا ناں تم دونوں رونا بند کرو...

انوشے کہاں ہے ...؟

دا جی سمیت وہاں سب سفیان شاہ کی آواز پر پلٹے ... بی جان کے حصار میں چھپی انوشے نے ذرا سے گردن اٹھائے اپنی سرخ متورم آنکھوں سے شاہ کو دیکھا اور پھر دوبارہ سے انکے حصار میں خود کو چھپالیا۔

یہی رک جاؤ سفیان ... اور وہ رک گیا۔

اب کیا ہو گیا دا جی ...؟ اسنے سوالیہ نظروں سے پیچھے بیٹھی انوشے کو دیکھتے پوچھا۔

یار وریشہ کہاں چلی گئی ہے بی ...جان... وہ جو اسے ڈھونڈتے وہاں آ نکلا تھا سامنے لگی عدالت دیکھ زبان کے باقی کے الفاظ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے اسنے ذرا سی گردن موڑے دا جی کی سائیڈ پر دیکھا جہاں وریشہ میڈم رونے میں مصروف تھی مطلب وہ شکایت لگا چکی تھی۔

کیوں تم نے انوشے سے کہا، کہ وہ انوشے نہیں ہے؟

دا جی کو تو خود بولتے ہوئے عجیب لگ رہا تھا مگر خیر بات انکی پیاری نواسی کی تھی وہ بے تکی بات پر بھی اسکے لئے لڑائی کر سکتے تھے۔

اور تم کیوں بات بات پر وریشہ کو ڈانٹتے ہو...؟

انکا لہجہ سخت ہوا تو سفیان شاہ اور زیان حیدر ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد پیچھے بیٹھی اپنی اپنی آفت کو دیکھنے لگے جنہوں نے انکی شکایت لگانے میں ذرا دیر نہیں لگائی تھی

دا جی میں نے غصے میں کہہ دیا تھا... سفیان نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

وریشہ اپنا خیال نہیں رکھتی دا جی اسلئے میں نے اسے ڈانٹ دیا

وہ بھی اکتائے ہوئے لہجے میں بتانے لگا۔

وہ دونوں بی جان کے حصار میں چھپی ہنوز سوں سوں کر رہی تھی

اگر آج کے بعد تم نے انوشے پر غصہ کیا یا تم نے وریشہ کو ڈانٹا تو میں تم دونوں کو حویلی سے باہر نکال دوں گا۔

اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔

دا جی ... ان دونوں کی صدمے بھری آواز وہاں گونجی۔

خاموش ہو جاؤ تم دونوں دیکھ رہے ہو کتنا رو رہی ہیں دونوں ... کچھ شرم کر لو زیان تم اور سفیان شاہ تم بھی یہی دن دیکھنے رہ گئے تھے۔

وہ جو بی جان کو مدد طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے انکے اتنے شدید ری ایکشن پر وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ اچھلے تھے مطلب ایسا بھی کونسا جرم کر دیا تھا انہوں نے صرف ڈانٹا ہی تو تھا اور تھوڑا سا غصہ ہی کیا تھا۔

میں نے وریشہ کے پیچھے تین سال خواری کی ہے دا جی ... مجھے اسکی فکر ہوتی ہے۔زیان نے بیچارگی سے کہا۔

اور میں نے انوشے کو پانے کیلیئے چوبیس سال دعائیں مانگی ہیں دا جی ... آپ خود بتائیں میں بھلا کیسے اسے چھوڑ سکتا ہوں۔

سفیان شاہ کے لہجے میں ہنوز غصے کی رمق تھی

تم تین کے بارہ سال خواری کرو زیان یاں تم چوبیس کے اڑتالیس سال اسے دعائوں میں مانگتے ... مجھے کوئی سروکار نہیں پر اگر آج کے بعد میں ان دونوں میں کسی کو بھی روتے دیکھا اور وجہ تم دونوں ہوئے تو تم دونوں اپنا اپنا حشر سوچ لینا۔

کرخت لہجے میں کہتے ان دونوں کو باری باری سخت نگاہوں سے گھورتے وہ ڈیرے کی طرف چلے گئے۔

جاؤ بچے تم کمرے میں آرام کرو ... اور تم بھی جاؤ حولیہ درست کرو۔

بی جان نے دونوں کو کمروں میں بھیج دیا

رکو تم دونوں ... بی جان بولتی انکے سامنے آرکی

ابھی آپ نے ڈانٹنا ہے کیا..؟

سفیان بیزاری سے بول پڑا۔

کیوں غصہ ہو جاتے ہو سفیان ... بی جان نے افسردگی سے کہا

میں غصہ نہیں کرتا بی جان آپکی جو نواسی ہے ناں اسکی حرکتیں ساری الٹی ہیں پہلے غصہ دلاتی ہے پھر رونے لگ جاتی ہے اور گنہگار میں بن جاتا ہوں مطلب عجیب ہے۔

اسکی رواداد سن بی جان سمیت زیان بھی ہنس پڑا

صبر سے کام لیا کرو سفیان وہ نا سمجھ ہے اور دوسرا تمہاری اتنی محبت نے اسے مزید احساس بنا دیا ہے۔

بی جان نے اسے سمجھانا چاہا۔

آئندہ خیال رکھوں گا بی جان. کہتے وہ کمرے کی بجائے ڈیرے کی طرف نکل گیا

احساس ہونا اپنی جگہ مگر مجھ سے دور جانے کی بات پر میں آپکی نواسی کو ہر گز نہیں بخشوں گا۔

دل ہی دل میں سوچتے وہ وہاں واک آؤٹ کر گیا۔

بی جان میں کل واپس اسلام آباد جا رہا ہوں دا جی کو بھی بتا دیا ہے

اتنی کیا جلدی ہے زیان ابھی کچھ ہی دن تو ہوئے ہیں تمھیں آئے ہوئے

وہ اداس ہو گئی

بی جان وہاں بہت کام پیں‌ڈنگ میں پڑے ہیں اس لئے جانا پڑے گا مگر وریشہ یہی رہے گی

تم نے وریشہ سے بات کر لی..؟

انکے آخری جملے پر زیان نے گہری سانس بھری

اس لڑکی کو سمجھانا ایسے ہے جیسے پتھر میں سر مارنا مگر آپکا نواسا اسکی محبت میں یہ بھی کر لے گا۔

انکی پریشان صورت دیکھ وہ ہنستے ہوئے بولا تو بی جان بھی مسکرا دی۔

» » » » » » » » » » » » » »

انکو حویلی کیلیئے نکلے دو گھنٹے گزر چکے تھے اور عشال تب سے خاموش بیٹھی تھی اس دوران ابتسام کو کوئی تین بار ان نون نمبر سے کال آ چکی تھی مگر وہ اٹینڈ نہیں کر رہا تھا...

اٹینڈ کر لیں کیا پتہ کوئی امپورٹنٹ کال ہو... پھر سے کال آتے دیکھ عشال نے اسے پکارا۔

ابتسام چوہدری تھوک نگل کے رہ گیا اب اسے کیا بتاتا اسکو اکثر کالز ان لوگوں کی آتی تھیں جنہوں نے کوئی سپاری دینی ہوتی تھی۔

اب اپنی محترمہ کے سامنے ابتسام چوہدری ہر گز ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مقابل جو کال کر رہا تھا وہ کوئی بڑا ہی ڈھیٹ بندہ تھا یا اسکی کوئی گہری دشمنی معلوم ہوتی تھی جو وہ کالز پر کالز کیے جا رہا تھا

کن سوچوں میں گم ہو گئے ہیں کال اٹینڈ کریں۔

عشال نے پھر پکارا۔

عشال میں کال اٹینڈ کرتا ہوں تم پلیز تھوڑی دیر اپنے کان بند کر لو ... ابتسام نے التجا کی۔

عشال آنکھیں پھاڑے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

پلیز نا!...

اوکے ... اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے .

ابتسام نے گہرا سانس بھرا اور کال اٹینڈ کی۔

جی کون ہیں آپ جلدی بولیں ورنہ میں آپ کو اس دنیا سے بھیجنے میں وقت نہیں لگاؤں گا۔

اسنے دانت پیستے انتہائی سفاکی سے کہا کہ مقابل ٹھٹھرنے پر مجبور ہو گیا۔

آپ کون ہیں سر ...؟ مقابل کے سوال پر ابتسام کی تیوری چڑھی تھی۔

تب سے آپ مجھے پندرہ بار کال کر چکے ہیں اور آپ کو یہ نہیں پتہ آپ کس کو کال کر رہے تھے۔ دبے دبے لہجے میں غرا کر کہا گیا۔

اسنے کبھی کسی کو آپ سے مخاطب نہیں کیا تھا مگر اپنی محترمہ کے سامنے وہ اپنا ہر بھرم رکھنے کو تیار رہتا تھا۔

خیر مجھے بتائیں آپ نے کال کس سلسلے میں کی ہے..؟

آپ سیریل کلر ہیں ناں..؟

وہی پرانا سوال۔

جی نہیں میں وہ نہیں ہوں ...

تو پھر آپ کون ہیں؟

میں ایک قابل شیف ہوں، اور شادی شدہ ہوں اور بہت مطمئن ہوں، کہیں تو اپنی باقی کی زندگی کا بھی بائیو ڈیٹا نکلوا دیتا ہوں۔

درشتگی سے کہتے ابتسام نے کال کٹ کر دی۔

ابتسام نے نظر گھمائی جہاں اسکی محترمہ چپ چاپ کانوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

تم نے کچھ سنا تو نہیں...؟

نہیں میں نے کچھ نہیں سنا ... سوائے اسکے """آپ وہ نہیں ہیں, اور آپ شادی شدہ ہیں اور بہت مطمئن ہیں اور """...

وہ معصومیت سے بتا رہی تھی۔

مطلب تم چیٹنگ کر رہی تھی؟ اسنے آئی برو اچکائی۔

جی نہیں آپکی کال ہی لاوڈ اسپیکر پر تھی ... عشال نے خفگی سے کہا۔

ابتسام نے اپنا سر پیٹ لیا۔اتنا شور ہونے کی وجہ سے اسے محسوس ہی نہیں ہوا کے کال اسپیکر پر ہے مگر اپنی محترمہ کی اتنی معصومیت پر وہ کھل کر ہنسا تھا

آپ نے کبھی چوری کی ہے..؟

عشال نے کچھ دیر بعد مخاطب کیا۔

نہیں ... ابتسام نے حیران ہوتے جواب دیا

آپ جھوٹ بھی بولتے ہیں..؟

ارے میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔

تو پھر آپکے لوکر میں میری حجاب پن اور وہ آپکا پزل بوکس کیا کر رہا ہے..؟

وہ میری فیورٹ حجاب پن تھی جو آپ نے اپنے لوکر میں چھپا رکھی ہے ... پتہ میں کب سے اسے ڈھونڈ رہی تھی۔

عشال کے لہجے میں مایوسی در آئی۔

میں نے وہ چوری نہیں کی تھی مسز ابتسام وہ مجھے ملی تھی۔

اسنے نروٹھے پن سے کہا۔

وہ جس دن ہم یونی کے گراؤنڈ میں بیٹھے تھے تب مجھے تمہارے بیگ کی سٹرپ کے ساتھ لگی ملی۔میں نے اتار لی بس ...

تو اس میں چوری والی کونسی بات ہوئی۔انتہائی اطمینان سے کہتے اسنے شانے اچکائے۔

ہاں تو یہ چوری ہی ہوئی ناں آپ نے کونسا مجھ سے وہ پوچھ کر لی تھی۔عشال نے اسے جتلایا۔

تم نے ایک پورا کا پورا بندہ اپنے قبضے میں کر لیا میں نے کچھ کہا یا میں نے کوئی آرگیو کیا ... ایک تم ہو محترمہ اپنی ایک حجاب پن کیلیئے مجھ سے جنگ کر رہی ہو۔

عشال ہونکوں کی طرح پورا منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

مطلب آپ نہیں مانیں گئیں ...

میں کیوں مانوں جب میں نے چوری کی ہی نہیں. وہ اپنی ضد پر قائم تھا

افففف ... عشال نے اپنا سر تھام لیا۔

ویسے آپ نے اس پزل بوکس اور حجاب پن کو اتنا سنبھال کے کیوں رکھا ہوا ہے۔

سامنے روڈ سے نظر ہٹا کر ابتسام نے سرسری سی نظر ساتھ بیٹھی اپنی بیوی پر ڈالی

"کیونکہ ان دونوں چیزوں پر تمہارا لمس تھا اور میں نہیں چاہتا میرے علاوہ انہیں کوئی چھوئے"..

وہ پھر حیران ہوئی اسکی حرکتوں پر کبھی کبھی عشال کو سمجھ نہیں آتا تھا اسکی بات کا کیا جواب دے وہ بس آنکھوں میں ڈھیروں حیرت لیے اس کو دیکھتی رہتی تھی آج بھی وہ بس وہی کام کر رہی تھی۔

اسکی اتنی دیوانگی اور شدت کبھی اسکی خوشی کا باعث تو کبھی عشال کو بے حد خوف میں مبتلا کر دیتا تھا۔

اللہ جی اب مجھے مزید کوئی دکھ نہیں چاہئیے آپ پلیز سب ایسے ہی خوشحال رکھئیے گا ابتسام کو نظروں میں رکھے اسکے دل سے دعا نکلی تھی پھر رخ موڑتی وہ شیشے کے پار مناظر کو دیکھنے لگی۔

» » » » » » » » » » » » »

ساری تیاریاں ہو گئیں ہیں عشال اور ابتسام آنے ہی والے ہوں گئیں۔

شام ہونے کو تھی ڈیرے سے واپس آتے زیان نے پہلے انہیں ہی مخاطب کیا۔جی بھائی ساری تیاریاں ہو گئیں ہیں۔

زیان بیٹا سفیان اور تمہارے دا جی کہاں ہیں؟

بی جان نے اسے پکارا۔

بی جان وہ ڈیرے پر ہیں اور فکر نہیں کریں میں نے اور دا جی نے سفیان کو سمجھا دیا ہے اور وہ سمجھ گیا ہے کے اب پری ابتسام ہی بیوی ہے اور اسکے ساتھ بہت خوش ہے۔

اچھی بات ہے بچے ... بی جان مسکرا دیں۔

اچھا میں وریشہ کو دیکھ کر آتا ہوں۔وہ کمرے کی طرف چلا گیا

پیچھے کھڑی انوشے شاہ کے متعلق سوچنے لگی جو تب سے حویلی میں نہیں آیا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

فریش ہو کر کالے سرخ رنگ کی سادہ سی قمیض شلوار میں ملبوس وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا آخری جائزہ لے رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پر وریشہ آنے والی ہستی پر سرسری سی نظر ڈالے پھر سے اپنے کام میں جٹ گئی۔

وہ اس سے ناراض تھی حالانکہ ناراض زیان کو ہونا چاہیئے تھا۔تاسف سے سوچتے زیان نے سر جھٹکا۔ مگر وہ اسکی بیوی تھی وہی چھوٹی سی فیری جو اسکی غلطی نا ہونے پر بھی ناراض ہونے کا حق ہمیشہ سے سنھبالے بیٹھی تھی۔

زیان مسکراتا اسکے پاس آیا اسے اپنے حصار میں لیتے ذرا دیر کو آنکھیں موند لیں۔

مجھے تیار ہونا ہے زیان چھوڑو مجھے۔وریشہ جھنجھلائی.

تھوڑی دیر اپنی قربت میں رہنے دو فیری بنا کسی بحث کے ... تھکے سے لہجے میں کہتے زیان نے اسکی گردن میں منہ چھپائے گہری سانس بھری تھی۔

وریشہ پر کپکپی طاری ہوئی وہ خاموش سی رخ موڑتی زیان کے سینے پر سر رکھ گئی اس شخص کے قریب جو سکون وریشہ سلطان کو ملتا تھا وہ سب سے انمول تھا اور اسی سکون کو غارت کرنے کیلیئے وہ لڑکی ہمیشہ تیار بھی رہتی تھی

میں کل واپس جا رہا ہوں اسلام آباد...

میں نہیں ہم ... وریشہ نے جھٹ سے تصحیح کی۔

بی جان نے کہا ہے تم یہی رہو گئی حویلی میں ... زیان کے بتانے کی دیر تھی وریشہ اسکے حصار سے نکلتی خفگی سے اسے گھورنے لگی۔

میں یہاں اس گھٹن میں اکیلی نہیں رہوں گئی زیان میں تمہارے ساتھ جاؤں گئی بتا رہی ہوں۔اسنے جیسے حتمی فیصلہ سنایا۔

اسکے بگڑے تیور دیکھ زیان نے اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیا۔

میری فیری تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک میں وہاں ...

میں ساتھ جاؤں گئی مجھے کچھ نہیں سننا۔اسکے مضبوط حصار میں پھڑپھڑاتی اسکی آواز رندھ گئی۔

اچھا رونا نہیں ہے اوکے... اسکا چہرا سامنے کرتے زیان نے آنسو پونچھے ماتھے پر اپنا پر حدت لمس چھوڑتے اسکی شال اٹھا کر اسکے اردگرد لپیٹ دی۔

اسکا لمس محسوس کرتے وریشہ نے زور سے آنکھیں میچی تھیں

نیچے چلتے ہیں پری آنے والی ہے ... اسکو بعد میں سمجھانے کے بارے میں سوچتے زیان اسے تسلیاں دیتا نیچے لے گیا۔

» » » » » » » » » » » » » »

وہ دونوں کچھ دیر پہلے ہی حویلی پہنچے تھے انکا ویلکم انکے شایانِ شان تھا عشال کی خوشی تو آج ساتویں آسمان پر پہنچی تھی وہاں سب انتہائی خوش دلی سے ان سے ملے تھے یہاں تک کے سفیان شاہ کا لب و لہجہ تک بدلا ہوا تھا جس کی وجہ سے ابتسام بھی سب کچھ بھلائے احتراماً اس سے ہمکلام ہوا تھا۔حویلی کی خوشیاں ایک بار پھر اپنے عروج پر تھیں حقیقت تھی ان لال حویلی والوں نے ہر روپ میں پریشانیاں دیکھی تھیں مگر انکے ہر قدم پر ثابت قدمی نے انہیں صبر کے بہترین صلے عطا کیے تھے انکے پرتپاک استقبال اور تھوڑی بہت گفتگو کے بعد وہ سب ڈائیٹنگ ہال کی طرف پہنچے تھے البتہ بی جان نے ابتسام سے نگہت بیگم کو ساتھ نا لانے پر خفگی ظاہر کی تھی مگر پھر انکی مجبوری کا سنتے وہ بھی پھر ملاقات کا سوچتی مسکرا دیں۔

ابتسام اب انکی فیملی کا ہی حصہ تھا جسکی وجہ سے وریشہ اور انوشے زیادہ تر اس سے پردہ نہیں کرتی تھیں عشال سفیان شاہ میں بدلاؤ دیکھ کر بہت خوش تھی اور ان دونوں کو خوش دیکھ کر وہ تمام حویلی جیسے جی اٹھتی تھی۔

پری تمہاری فرینڈ عائشہ کا رشتہ پکا ہو گیا ... کھانا کھاتے وریشہ نے اسے خوشخبری سنائی۔

رئیلی آپی یہ تو بہت خوشی کی بات ہے ... وہ چہچہا اٹھی۔

اسکی اتنی خوشی پر وہاں سب خوش ہوئے تھے سوائے انوشے کے جو اپنے شاہ کی ناراضگی دیکھتی صحیح سے خوش بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔

نکاح کی ڈیٹ بھی آئی تھنک اسی ماہ کی ہے. زیان کے بتانے پر وہ مسکرا دی۔

سفیان, ابتسام اور دا جی اپنی ہی گفتگو میں مصروف تھے

جبکہ دوسری طرف انوشے اور وریشہ عشال کو پھر الٹیاں پڑھانے میں لگی تھی جس پر عشال مسلسل نفی کر رہی تھی مگر انوشے اپنی ضد پر اڑی تھی۔

اچھا میں تمہارے سامنے پوچھ لیتی ہوں۔انوشے نے کہتے ابتسام کی طرف دیکھا۔

ابتسام بھائی ...

جی کہیں۔

دا جی سے نظر ہٹائے ابتسام نے سرسری نظر ان دونوں میں کنفیوز سی بیٹھی عشال پر ڈالے جواب دیا۔

بھائی آج آپ پری کو یہی چھوڑ جائیں وہ کچھ دن ہمارے ساتھ ہی رہے گئ۔اسنے ڈر ڈر کر بات مکمل کی تھی۔

انوشے کی بات پر وہاں سب نے ابتسام کے ری ایکشن دیکھے جو سنجیدہ سا عشال کو دیکھ رہا تھا جو چہرا جھکائے چپ چاپ بیٹھی تھی

میں ضرور چھوڑ جاتا اسے مگر ہماری کل کی فلائیٹ ہے.

ابتسام نے متوازن لہجے میں کہا۔

وہاں سب حیران ہوئے حتیٰ کہ عشال بھی!...

کہاں کی فلائیٹ ہے ابتسام ...؟

زیان نے پوچھا تھا۔

اٹلی کی فلائیٹ ہے!..

یوں اچانک ... میرا مطلب ہے سب خیریت ہے۔

اب کے سفیان نے بھی گفتگو میں حصہ ڈالا.

جی سب خیریت ہے دراصل میں کچھ دن عشال کے ساتھ گزرانا چاہتا ہوں اور اٹلی مجھے بہت پسند ہے اسلئے میں نے یہ پلان بنا لیا۔

انتہائی صفائی سے جھوٹ بولا گیا۔

اسکی جھوٹی وضاحت پر وہاں سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

پھر تو تم دونوں کو ضرور جانا چاہئیے ... ویسے کب کی فلائیٹ ہے؟

کل گیارہ بجے کی فلائیٹ ہے ...

اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھیں بچے ... بی جان نے مسکراتے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا

وہاں سب نے بیک وقت آمین کہا۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا یونہی چھوٹی موٹی نوک جھوک اور ہلکی پھلکی باتوں میں کھانا کھائے وہ سب آج ایک مکمل فیملی جیسے لگ رہے تھے آخر خوشیاں ان پر بھی مہربان ہوئیں تھیں بی جان نے وہاں موجود سب کو دیکھتے دل ہی دل میں سب کی سلامتی کی دعائیں مانگی ساتھ اپنے بیٹے کی خیر و عافیت کی دعا مانگنا وہ نہیں بھولی تھی۔

» » » » » » » » » » » » »

ان دونوں کے رخصت ہوتے ہی وہاں تمام لوگ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے مگر سفیان شاہ ضد اور غصے سے بھرا ایکبار پھر ڈیرے کی طرف چل پڑا تھا

تمام گھر والوں کے سامنے اسے مخاطب کرنا مناسب نا سمجھتے ہوئے انوشے چپ چاپ کمرے میں جاتی اسکا انتظار کرنے لگی مگر اب رات کے بارہ بجنے کو تھے مگر وہ ابھی تک حویلی نہیں آیا تھا اب تو ساری ملازمین بھی اپنے اپنے کوارٹر میں جا چکے تھے رات کے پہر اس تنہائی سے سخت کوفت میں مبتلا ہوتی انوشے کو اب رونا آنے لگا تھا ایکدم سے انکھیں بھر آئیں ساتھ غصے اور دکھ کی لہر بھی اسکے دل میں اٹھی تھی

آنسو رگڑتے بیڈ پر پڑی چادر اٹھائے وہ کمرے سے نکلتی حویلی کی دہلیز پر آ رکی تھی دل خوف کے تحت دھڑکا تھا مگر اس وقت سارے ملازم اور شاہ کا خاص آدمی سو رہا ہو گا سوچتے ہی اسنے خود کو تسلی دی اور چہرے پر چادر کا پلو نکالتے وہ ڈیرے کی طرف بڑھ گئی

ڈیرے پر موجود اکلوتے کمرے کی طرف قدم بڑھاتے وہ چوروں کی طرح وہاں داخل ہوئی تھی آج اسنے پاؤں میں پہنی پازیب بھی اتار دی تھی دھیمے قدم اٹھاتی انوشے نے دروازے کے پار رکے خود پر کئی آیتوں کا دم کرتے کمرے میں قدم رکھا جہاں رکھی اکلوتی چارپائی پر اسکا ضدی شاہ آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا تھا

بس اسکی ہمت اتنی ہی تھی شاہ کے مسلسل حرکت کرتے پاؤں بتا رہے تھے کہ وہ جاگ رہا ہے اسکے غصے کا سوچتے ہی انوشے کا ننھا دل کانپا تھا مگر پھر اپنی ناراضگی کی بھی کچھ اہمیت تھی جسے آج وہ باخوبی باور کروانے آئی تھی ابھی وہ اسکے سامنے نمودار ہوتی سفیان شاہ ایکدم سے چارپائی سے اٹھا تھا ابھی وہ مڑتا اور اسے دیکھتا انوشے نے مریل سی اواز میں اسے پکارا۔

شش...ش...شاہ.... سفیان سرعت سے پلٹا۔

کالی چادر میں سر تا پیر خود کو ڈھکے چہرے پر خوف کے اثرات لیے آج وہ ایکبار پھر اسکے خلاف جاتے اسکے سامنے کھڑی تھی

سفیان شاہ کا مانو میٹر گھوم گیا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو ... تمہیں منع کیا تھا ناں میں نے یہاں آنے سے .. کرخت لہجے میں کہتے آگ سی تپش لیے وہ اسکے چہرے پر دھاڑا تھا

تو آپ یہاں کس کی اجازت سے آئے ہیں ... دوبدو جواب دیتی انوشے آج اسکے غصے کو کسی خاطر میں نا لاتے استفار کرنے لگی

بکواس بند کرو انوشے ... شاہ نے اسکی بازو دبوچی

تمہیں پہلے بھی کہا تھا یہاں مت آیا کرو مگر تم باز نہیں آتی پتہ نہیں کونسی زبان تمہیں سمجھ میں آتی ہے کوئی بات تمہارے اس چھوٹے سے دماغ میں گھستی نہیں ہے ... وہ غصے میں بس بولتا جا رہا تھا اور انوشے کھڑی سن رہی تھی

جاؤ دفعہ ہو جاؤ واپس حویلی اور اب میں تمہیں اس طرف قدم رکھتے نا دیکھو ... پہلے دور جانے کی بات اور پھر یوں منہ اٹھا کر اسکی بیوی کا ڈیرے میں آجانا سفیان شاہ کے غصے کو ہوا دینے کیلئے کافی تھی

میں نے کہا ہے جاؤ... اسے وہی جمے دیکھ اب وہ چیخا

آنسوؤں سے ڈگمگاتی نظروں میں اسکے چہرے کو بھرے وہ ساکت سی قدم اٹھانے لگی اور پھر نظروں کے سامنے آتی دھند کو صاف کرنے کے بجائے وہ آنا فانا حویلی کے بجائے اسکی مخالف سمت کی طرف تیز قدم اٹھانے لگی

اسے گاؤں کی طرف جاتا دیکھ سفیان شاہ ٹھٹھکا تھا ایک ہی جھٹکے میں کمرے سے نکلتے وہ بھاری قدم اٹھاتا اسکے پیچھے ہو لیا۔

وہ تو وہاں اس سے لڑنے گئی تھی ایک مان سے گئی تھی کہ وہ ناراضگی کے باوجود اسے منا لے گا مگر یہاں تو الٹا ہی ہو گیا تھا سفیان شاہ کے سخت لفظوں نے اسے جنھجھنوڑ کے رکھ دیا بے ساختہ اسے وہ پرانا سفیان شاہ یاد آگیا جسکو موت کے منہ سے بچانے کی غرض سے انوشے نے پہلی بار اسکی حکم عدلی کرتے ڈیرے میں قدم رکھا تھا

وہ بغیر اپنے انجام کا سوچتی اس سنسان راستے پر انکلی تھی ابھی وہ مزید قدم اٹھاتی جب سفیان نے لمبے لمبے قدم اٹھاتے اسے جا لیا تھا

کیا پاگل ہو گئی ہو تم وہاں کہاں جا رہی ہو ... شاہ جھنجھلایا۔

آپ سے دور جا رہی ہوں ... اسکے سینے پر ہاتھ دھرے وہ شاہ کو بے یقین کر گئی

تت... تم مجھ سے دور جانے کی بات کر رہی ہو ... وہ بے یقینی سے بولا

آپ بھی تو صبح سے یہی کر رہے ہیں میں تو بس آپکی مشکل آسان کر رہی ہوں خود کو مار کر آپکا...

انوشے .... اسکی آواز اتنی اونچی تھی انوشے کی چلتی زبان رک گئی

سفیان کے ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ وہ بے بسی سے چہرا ہاتھوں میں چھپائے شدت سے رونے لگی

اسکی بڑھتی سسکیاں اس سنسان راہ کو مزید ہولناک بنا رہی تھی غصہ سائیڈ پر رکھتے سفیان نے اسے ساتھ لگایا تھا اور انوشے اس بار پہلے سے بھی زیادہ شدت سے روتی اسکے کندھے پر مکے برسانے لگی

میں آپ سے بلکل بات نہیں کروں گئی آپ برے ہیں، بہت برے ہیں آپ ہر بار مجھے اذیت دیتے ہیں ... رونے کی شدت میں اضافہ ہوا وہ اسکی گرفت میں مچلی تھی

پہلے تم نے مجھ سے دور جانے کی بات کی تھی انوشے ... اسے مزید خود میں بھینچے شاہ نے اسے بتلانا چاہا

جو بھی کہا تھا میں نے آپ کو کس نے حق دیا مجھے اذیت میں مبتلا کرنے کا ... بولیں جواب دیں ... گردن اٹھائے اپنی سرخ متورم نظریں اسکے چہرے پر ثبت کیے اسکی آواز بھاری ہوئی

جانتے ہوئے بھی مجھے آپکی عادت ہے آپکی قربت کی عادت ہے آپ جانتے بوجھتے مجھے تکلیف دینے کیلئے وہاں چلے جاتے ہیں

اور جو اذیت تم مجھے دیتی ہو اسکا کیا ...؟ شاہ نے شکوہ کیا

کم از کم آپ کی نظروں سے تو اوجھل نہیں ہوتی نا ... انوشے نے طنزیہ کہا

سفیان شاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا وہ ابھی کچھ کہتا انوشے اسکی گرفت سے نکلتی آگے کو چل پڑی

اگر تم نے اسکے آگے ایک بھی قدم رکھا تو میرا مرا منہ دیکھو گئی انوشے شاہ ... وہ الفاظ کانوں میں پڑتے ہی وہ پتھر کا مجسمہ بن گئی

سفیان کے ہونٹوں پر تبسم پھیلا تھا

اسکے قریب جاتے سفیان نے اسے بغیر کچھ کہے باہوں میں بھر لیا

انوشے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھتی چہرا دوسری جانب موڑ گئی

کمرے میں آتے اسے بیڈ پر لیٹائے سفیان نے اس پر کمبل اوڑھ دیا جسے مٹھیوں میں جکڑے انوشے ہنوز خاموشی اختیار کیے چہرا پھیر کر لیٹ گئی شدید ناراضگی کا اظہار کرتے وہ بلکل خاموش تھی واشروم سے باہر آتے شاہ اسکی سائیڈ پر لیٹا تھا

بات نہیں کرو گئی اپنے شاہ سے ... اسکے بال چہرے سے ہٹاتے وہ محبت سے بولا

اچھا بات نا کرو میری طرف دیکھ تو لو... جواب نا پا کر وہ پھر بولا

مجھے نیند آرہی ہے وہ رخ موڑتی شاہ نے اسے ساتھ لگایا

پہلے ناراضگی ختم کرو جانِ شاہ ...

کس لئے ناراضگی ختم کروں اور کیوں کروں آپ کو کونسا فرق پڑتا ہے ... وہ اٹھ کے بیٹھ گئ

سفیان نے بھی اسے بولنے دینا چاہا

کل کو میں پھر کوئی غلطی کروں گئی آپ پھر مجھے سزا دینے کیلئے خود سے دور کر دیں گئیں یا ڈیرے میں جا کر بیٹھ جائیں گئے ... لہجہ مترنم ہوا آنسو لکیر کی صورت میں بہتے گردن تک پہنچنے لگے تھے

میں صبح سے انتظار کر رہی ہوں اب آپ ائیں گئیں ابھی آ جائیں گیئں مگر نہیں آپ ... آپ کو تو فرق ہی نہیں پڑتا آپ کو صرف اپنی ناراضگی سے فرق پڑتا ہے آپ کو تو...

اچھا بس اور کتنے شکوے کرو گئی۔اسکی بات بیچ میں ٹوکتے سفیان نے اسے ساتھ لگایا تھا

انوشے خاموش ہو گئی مگر رونے کی شدت ویسی ہی رہی تھی

رونا بند کرو انوشے پلیز ... اسنے منت کی

مم...مجھے تکلیف ہوتی ہے شاہ جب جب آپ مجھ سے دور جانے کی کوشش کرتے ہیں مجھے اذیت ہوتی ہے پلیز ایسا مت کیا کریں۔وہ بے بسی کی آخری حد پر کھڑی اس سے منت کر رہی تھی

سفیان شاہ کو خود پر غصہ آیا تھا

اچھا وعدہ رہا آج کے بعد ایسا کچھ نہیں ہو گا میں ناراض ہو بھی گیا تب بھی تمہاری نظروں کے سامنے رہوں گا میری قربت ہر پل تمہارے ارگرد رہے گئی ... بس رونا بند کرو ... اسکے آنسو سفیان نے آنکھوں پر لب رکھے تھے

انوشے بھی ذرا مطمئن سی ہوتی اسکے حصار میں اپنی گرفت مضبوط کرتی خود کو چھپا گئی تھی جیسے اندیشہ ہو وہ پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے گا

اب ناراضگی ختم ہو گئی ناں...؟

صبح دا جی اور بی جان سے ڈانٹ پروانے کے بعد ختم ہو گئی۔

اسنے ناک چڑایا

سوچ لو مجھے غصہ آگیا تو پھر تمہارے لیے بھی مشکل ہو جائے گئی جانِ شاہ...! وہ دو ٹوک لہجے میں بولا

مطلب اپ پھر ڈیرے پر چلے جائیں گئیں۔

نہیں... تمہارے پاس رہوں گا کیونکہ وعدہ کیا ہے اور میں وعدہ نہیں توڑتا .... مگر ... وہ رکا۔

مگر کیا ...؟ انوشے ہنوز اسکے حصار میں بیٹھی تھی

مگر پھر میرا غصہ تمہیں جھیلنا ہو گا ... سفیان نے اسکی گردن پر اپنا لمس چھوڑا تھا

اسکے قریب حصار تنگ کرتی انوشے نے گہری سانس لی تھی

میں جھیل لوں گئی مگر آپ کہیں نہیں جائیں گئیں۔

نہیں جاوں گا ... اسکے ماتھے پر لب رکھے شاہ نے یقین دہانی کروائی

انوشے کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » »

اسکی زندگی اب معمول پر تھی وہ سارے غلط کام چھوڑ چکا تھا ابتسام چوہدری اپنی زندگی میں اب مطمئن تھا وہ خوش تھا مگر ابھی بھی کہیں نا کہیں اسے کمی محسوس ہوتی تھی اور وہ کمی شاید وہ گیبریل

نامی بلا تھی جو ابھی بھی اسکی زندگی میں ہڈی کی طرح اٹکی ہوئی تھی اپنے بھائی کا بزنس وہ پہلے ہی اپنے زیر اثر لیتا سنھبال چکا تھا ریسٹورنٹ کا کام بھی معمول پر تھا مگر وہ ماضی کا ایک پنہ ابھی بھی کھلا تھا جسے اب اسے ہمیشہ کیلئے بند کرنا تھا حویلی وہ جھوٹ تو بول آیا تھا مگر اب اسے فکر تھی کے اگر اسکے اٹلی جانے کی اصل وجہ ان تک خاص کر سفیان شاہ تک پہنچ گئی تو وہ نیا طوفان کھڑا کردیں گئیں۔ مگر پھر بھی اسے پرواہ نہیں تھی پرواہ تھی تو صرف اپنی محترمہ کی اسے ڈر تھا تو اسکی دوری کا جس کے تصور سے بھی اسے محبت تھی جسکی روح سے بھی وہ عشق کرنے لگا تھا اسکو سوچتے ہی خوبصورت سی نرم مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا بس اس شخص کا قصہ ختم کرنا باقی تھا اسکے بعد اسکی زندگی سہل تھی۔

یہ سوچ ابتسام چوہدری کی تھی مگر ضروری نہیں کہ جیسا ہم سوچیں زندگی ویسی ہی ہماری منتظر ہو زندگی تو ہمیشہ اپنی راہوں پر چلتی ہے ہم کبھی اسے اپنے بنائے راستوں پر زبردستی لا کر کھڑا نہیں کر سکتے اور یہ بات جلد ابتسام ابراہیم چوہدری کو بھی سمجھ میں آنے والی تھی جس کے لئے اٹلی نے ایک نیا سرپرائز تیار کر رکھا تھا اتنی سوچوں کے بعد تو اسکا سر دکھنے لگا تھا ابتسام نے نظر روڈ سے ہٹائے عشال پر ڈالی جو چہرے پر معصومیت کے پہرے بٹھائے میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی کتنا سکون تھا اسکے چہرے پر ... ابتسام کو اپنی نس نس میں سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔

ابھی وہ ڈرائیونگ کرنے اور اسے دیکھنے میں ہی محو تھا یکدم سے گاڑی کو بریک لگانے پر عشال ہڑبڑاتی اٹھ کر بیٹھی تھی

کک.. کیا ہوا ... ابتسام کو گاڑی سے اترتے دیکھ عشال نے دھیمی سی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

ٹائیر پنچر ہو گیا ہے ... ایک نظر گاڑی کو دیکھتے ابتسام چلتا اسکی سائیڈ پر آتے بتا رہا تھا۔

آنکھوں میں نیند کا خمار لیے وہ معصومیت سے اسے دیکھ رہی تھی ابتسام چوہدری کے دل نے بیٹ مس کی تھی

تم یہی بیٹھو میں کاشان کو کال کرتا ہوں وہ آکر لے جائے گا کچھ آدھے گھنٹے کا ہی سفر ہے۔

اسے بتاتے بمشکل اس سے نظر ہٹا کر ابتسام موبائل نکالنے لگا ہی تھا عشال کی آواز پر رک گیا۔

کیا ہم پیدل نہیں جا سکتے..؟ اسنے قدرے معصومیت سے استفار کیا۔

تم پیدل جانا چاہتی ہو ... ابتسام نے موبائل رکھتے تعجب سے اسے دیکھا۔

ہاں تو کیا ہم نہیں جا سکتے ... عشال نے آنکھیں گول کیں۔

جا سکتے ہیں محترمہ مگر تم چل لو گئی آدھے گھنٹے کا سفر ہے ... اسکے لہجے میں فکر اور محبت تھی۔

عشال ناک سکیڑتی گاڑی سے نیچے اترتی اسکے سامنے آئی۔

میں تو چل لوں گئی مجھے لگتا آپ نہیں چل سکتے اسلئے آپ منع کر رہے ہیں ... عشال اسکے گریز کا رخ کسی اور ہی طرف لے گئی تھی

ابتسام نے گہری سانس بھرتے اسکی عقل پر ماتم کیا اور اپنے حصار میں بھر لیا۔

جہاں تک کہو گئی وہاں تک میں تمہارے ساتھ پیدل چل سکتا ہوں محترمہ ... مجھے بس تمہاری فکر ہے کہیں تم تھک نا جاؤ۔

میں نہیں تھکتی چلیں ... اسکی بازو کھینچتے عشال اسے اپنے ساتھ چلانے لگی۔

ابتسام اسکی اتنی خوشی دیکھ حیران تھا پھر ویسٹ پر اپنی گن محسوس کرتے تھوڑا مطمئن ہوتا وہ بھی اسکے ساتھ قدم اٹھاتا اس سنسان سڑک پر خاموشی کے عالم میں اپنے ہمسفر کے ساتھ پیدل چلنے لگا۔

آپ کو ایک بات بتاؤں!...

پیدل چلتے عشال کی نظریں چاند پر ٹکی تھی مخملی ہاتھ ابتسام کی گرفت میں تھا۔

جی بتائیں!...

میری خواہش تھی کسی روز ایسی ہی خاموشی میں، خالی سڑک پر، چاندنی رات میں اکیلے تنہا اس خوبصورت چاند کو تکتے سفر کرنا۔

ابتسام محویت سے اسے سن رہا تھا۔

اسلئے میں خوش ہوں اور اس خوشی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ میں آپکے ساتھ ہوں ایک بہترین ہمسفر کے ساتھ ...

"اسلام آباد نے میری تمام خواہشیں پوری کر دی"

یہ سب صرف تمہارے صبر کی بدولت ہوا ہے محترمہ!...

اگر میرے اللہ کی رضا اور آپکی محبت میرے ساتھ نا ہوتی تو یہ نا ممکن تھا۔

آپ کی محبت دیکھتی ہوں تو ہر لمحہ اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔

اور میں ہر آتی جاتی سانس کے ساتھ اس ذات کا شکر ادا کرتا ہوں

"تمہارا ملنا میرے لیے کسی معجزے سے کم نہیں ہے"..

بیک وقت وہ دونوں مسکرا دیئے۔

آپ جیسا ہمسفر ہونا میرے لیے اللہ کی طرف سے ایک نعمت جیسا ہے مجھے کبھی کبھی اپنی قسمت پر رشک آتا ہے کے میں آپکی بیوی ہوں مگر کبھی کبھی مجھے انجانا سا خوف محسوس ہوتا ہے.

بولتے اسکے لہجے میں عجیب سی اداسی گھل گئی۔

ابتسام نے بے ساختہ اسکے ہاتھ پر گرفت سخت کی تھی.

تم یوں اظہارِ محبت کرتی ہوئی بہت پیاری لگ رہی ہو محترمہ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میں کبھی یہ الفاظ بھی سن پاؤں گا۔

اسکے لہجے کی اداسی کو اپنے لہجے اور آنکھوں میں جھلکتی محبت سے بجھاتے ابتسام نے اسکے ماتھے پر لب رکھے تھے۔

اسکا پر حدت لمس محسوس کرتے عشال نے آنکھیں میچ لی۔

اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے تمہارا ابتسام کبھی کوئی ایسی وجہ تمہارے قریب بھٹکنے نہیں دے گا جس کی وجہ سے تمہیں ذرا سا بھی خوف محسوس ہو .

"آپ کے ہوتے مجھے کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا بس تحفظ کا احساس ہوتا ہے" ... والہانہ انداز میں کہتی وہ دلکشی سے مسکرائی۔

تمہارا یہ احساس ہمیشہ یونہی برقرار رہے گا ... قدم سے قدم چلا کر چلتے وہ دونوں آج ایک منزل کے مسافر اپنے اپنے دل میں رکھی تمام باتیں کہہ گئے تھے۔

انکی پاکیزہ محبت دیکھ چاند نے بھی انکی نظر اتاری تھی.

ہاتھوں میں ہاتھ تھامے اکٹھے چلتے اس فسوں خیز ماحول میں ان دونوں کی محبت بھری سرگوشیاں گونج رہی تھیں۔

ایک کا صبر رائیگاں نہیں گیا تھا تو دوسرے کی شدت نے اسے اسکی محبت سے نواز دیا ... وہ دونوں ہی اپنی زندگی میں ایک دوسرے کا ساتھ پا کر مکمل خوش تھے

» » » » » » » » » » » » » »

ان دونوں نے کچھ دیر پہلے اٹلی کی سر زمین پر قدم رکھا تھا کہاں وہ لال حویلی کی چار دیواری میں رہنے والی لڑکی اور کہاں وہ اٹلی جیسا ترقی یافتہ ملک، وہاں کا ماحول، رہن سہن خاص طور پر وہاں کی لڑکیاں اور انکی ڈریسنگ عشال گول گول آنکھیں کیے مبہوت سی وہاں موجود ہر قابلِ تعریف شے کو دیکھ رہی تھی مگر جہاں کسی فیشن ایبل، خوبصورت اور بولڈ لڑکی پر نظر پڑتی عشال کے منہ سے لاحول ولاقوۃ نکلتا ... اسکی بڑبڑاہٹ ساتھ چلتے ابتسام کے کانوں میں باخوبی پڑھ رہی تھی ہنسی ہونٹوں میں چھپائے اسکا ہاتھ اپنی گرفت میں لیے وہ مقابل کی تلاش میں نظریں ڈورا رہا تھا۔

ابتسام بات سنیں ... وہ ابھی بات مکمل کرتی۔

ابتسام کا موبائل بجا تھا عشال کا ہاتھ چھوڑتے اسنے موبائل نکالا اور کال اٹینڈ کی۔وہاں بہت ہجوم تھا عشال پہلی بار کسی ایسی جگہ پر آئی تھی وہاں موجود لوگوں کا ہجوم اسے بری حد تک نروس کر رہا تھا اس پر سے ابتسام نے اسکا ہاتھ بھی چھوڑ دیا تھا عشال نے اسے دو بار پکارا مگر شاید اس شور میں وہ سن نہیں پایا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ موبائل میں مگن گفتگو کرتا رہا جب عشال کا خیال آتے ابتسام نے فوراً سے گردن موڑی جہاں عشال اسکی جیکٹ کو پکڑے چہرا جھکائے چل رہی تھی۔

ابتسام نے رکتے اسکا چہرا اٹھایا... جو آنسوؤں سے تر تھا

ہے عشال کیا ہوا ... رو کیوں رہی ہو... اسکو روتے دیکھ ابتسام کی ماتھے پر تیوری چڑھی تھی۔

آپ برے ہیں آپ میری بات ہی نہیں سن رہے موبائل میں مصروف ہیں.

وہ ہچکی بھرتی رو دی۔

اسکی ناراضگی بنتی تھی جسکے ایک بار پکارنے پر اس شخص کا رواں رواں کان بن جاتا تھا وہ یوں ان سنی کرے گا تو عشال چوہدری نے منہ کے زاویے ہی بگاڑنے تھے۔

افففف ہو تم نے مجھے ڈرا دیا تھا۔اسکو ساتھ لگائے ابتسام نے گہری سانس اندر لی۔

پبلک پلیس پر ابتسام کی اتنی بے باکی پر عشال رونا دھونا بھولے اپنی منتشر ہوئی دھڑکنوں میں اس سے دوری بنا گئی ان دونوں نے ہی نوٹ کیا تھا وہاں آتے جاتے لوگ مسکراتے اس خوبرو شہزادے کے ساتھ عبائے میں ملبوس شہزادی کو ہی دیکھ رہے تھے۔

اوکے چلو میں تمہیں وہ جگہ دکھاتا ہوں جہاں ہم سٹے کرنے والے ہیں

اسکا ہاتھ پکڑے ابتسام اسے پینٹ ہاؤس میں لے گیا جو اسنے اپنے اور عشال کیلئے وہاں بک کروایا تھا۔

وہ انتہائی خوبصورت تھا عشال قدم اٹھانا بھول گئی اندر داخل ہوتے ہی وہ اس گھر کو ستائش نظروں سے دیکھنے میں محو ہو گئی تھی

پیارا ہے ناں...؟

ہاں بہت!...

اسکے کمنٹ پر ابتسام مسکرا دیا۔

یہ جگہ بہت پیاری ہے آپ کو اٹلی پسند ہے کیا؟

وہاں موجود ہر شے کو دیکھتے عشال نے مصروف سے انداز میں پوچھا تھا۔

ہاں بہت پسند ہے... اس شخص کو سوچتے ہی ابتسام کے ماتھے پر بل پڑے تھے جس کی وجہ سے اسے جھوٹ بول کر اٹلی آنا پڑا تھا۔

آپ کتنی بار آئے ہیں یہاں..؟

دوسری بار آیا ہوں اور آخری بار ... آخر کے دو لفظ منہ میں ہی بڑبڑاتے ابتسام نے گن پٹی سہلائی۔

وہ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا شاید وہ کسی کا انتظار کر رہا تھا عشال نے بھی نوٹس لیا تھا ابھی وہ کوئی سوال کرتی ڈور بیل بجنے پر ابتسام ایک ہی جست میں دروازے تک پہنچتا اسے کھول چکا تھا۔

Hi...! I am Marry...!

لڑکی کی آواز پر عشال نے سرعت سے گردن موڑی۔

جہاں ابتسام کے دائیں سائیڈ پر کریم کلر کے تھری پیس میں ملبوس بالوں کا جوڑا بنائے آنکھوں پر گوگلز چڑھائے پیاری سی لڑکی کھڑی تھی مگر عشال کو اس سے نفرت محسوس ہوئی کیونکہ اسکا شوہر اس سے مسکرا کر بات کر رہا تھا

Marry She is my Wife Eshaal Chaudhary...!

And Eshaal she is marry...!

اس اندر لاتے ابتسام نے متوازن لہجے میں اسکو متعارف کروایا۔

یہ کون ہیں اور یہاں کیوں آئی ہیں؟

میری کی خوبصورت سمائل کو نظر انداز کیے ایڑھیوں کے بل اوپر اٹھتے عشال نے رازداری میں ابتسام کے کان میں گھستے سوال کیا تھا۔

وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

مجھے کہیں جانا ہے تب تک یہ تمہارے ساتھ رہیں گئیں۔

اسکے بال سہلاتے ابتسام نے نرمی سے اسے بتایا.

مجھے اکیلے رہنے میں ڈر نہیں لگے گا آپ اسے واپس بھیج دیں۔

مگر مجھے بہت ڈر لگے گا اسلئے یہ تمہارے ساتھ رہے گئ۔

وہ کیوں...؟ عشال نے منہ پھلائے پوچھا۔

یہ تمہاری بودی گارڈ ہے کچھ دیر کیلئے... آخر اسنے بتا دیا۔

میرا صرف ایک بوڈی گارڈ ہے اور وہ ہیں آپ"..

اسنے تصیح کی تو ابتسام نے جھکتے اسکے پھولے گال کا بوسہ لیا۔

میری کے سامنے اسکی بےباکی پر عشال کان کی لو تک سرخ ہوئی تھی

صرف میں ہی رہوں گا۔میں کچھ دیر تک واپس آجاؤں گا پھر ہم گھومنے چلیں گئیں اوکے۔

ا..اوکے... اب بحث نا کرنے میں ہی بچت تھی اسلئے چپ چاپ سر ہلاتے عشال اپنا سرخ پڑتا چہرا جھکا گئی۔

خیال رکھنا انکا یہ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیاری ہیں.

ابتسام کے سنجیدگی سے کہنے پر میری نے فوراً یس سر کہا تھا

خیال رکھنا اپنا محترمہ ... اسکے ماتھے پر مہر ثبت کیے اپنی نظروں میں اسکا معصوم چہرا بھرے ابتسام وہاں سے نکلتا چلا گیا

وہاں سے نکلتے ہی اسکے چہرے پر چھائی مخصوص مسکراہٹ اور نرمی پل میں غائب ہوئی تھی وہ آج اسی دن اسی وقت اس انسان کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہتا تھا جسکی وجہ سے اسے اپنی بیوی سے جھوٹ بولنا پڑا تھا۔

پارکنگ میں آتے ہی اسکا بندہ وہاں حاضر ہو چکا تھا۔

ایڈریس معلوم ہے ناں..؟

یس سر!...

گڈ ...سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے اسنے گہری سانس بھری ... یہ آخری قتل اور اسکے بعد ابتسام چوہدری یہ کام چھوڑ دے گا ... اسنے خود کو تسلی دی آج پہلی بار قتل کرتے ہوئے اسے گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی وہ عجیب سی کیفیت کا شکار ہو رہا تھا شاید یہ وہ وعدہ توڑنے کی وجہ سے تھا جو اسنے محترمہ کیلئے خود کو سدھارنے کیلئے اپنے آپ سے کیا تھا۔

» » » » » » » » » » » » »

آخر پینتالیس منٹ کے سفر کے بعد وہ اپنی منزل پر پہنچ چکا تھا گن اسکے پاس موجود تھی اپنی سیاہ وحشت زدہ آنکھوں پر گلاسز لگائے وہ چہرے پر پہاڑوں جیسی سختی سجائے اس جگہ قدم رکھ چکا تھا ...

جو اس شخص کا خفیہ اڈا تھا ... جہاں ابتسام چوہدری آج دوسری اور آخری بار آیا تھا وہاں موجود گارڈز اسے پہلی ہی نظر میں پہنچانتے سائیڈ ہوتے چلے گئے تھے ورنہ جیسی وحشت اس وقت اس شخص کی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی اور جتنا ان لوگوں نے سن رکھا تھا وہ خود ہی اپنی ہی موت کو بلاوا دینے کے روادار نہیں تھے۔

اسے معلوم تھا اسکا کمرہ کونسا ہے ... بھاری قدم لیتے وہ چلتا اس بڑے سے ہال نما کمرے میں داخل ہوا ... اندر موجود شخص پہلے پہل تو اسے دیکھ گڑبڑا گیا مگر پھر خود کو سنبھالتے وہ مشروب کا گلاس شیشے کی ٹیبل پر رکھے سیدھا ہو بیٹھا۔

ابتسام بنا کچھ بولنے کی مزاحمت کیے اندر داخل ہوا اسکے سامنے پڑے صوفے پر دراز ہوتے گن نکالے ٹیبل پر رکھ دی۔ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اور پھر گن پٹی سہلاتے آنکھیں میچ لی۔

اسکا ہر عمل ایسا تھا جیسے مقابل اور اسکے درمیان دشمنی کے بجائے گہری دوستی ہو مگر ضروری نہیں تھا کیونکہ وہ ابتسام چوہدری تھا "جانا مانا سیریل کلر، وہ اتنا سر پھرا تھا" اپنے دشمن کے اڈے پر بھی وہ اتنے پر سکون ماحول میں اینٹری دیتا تھا کے سامنے والے کا سکون پل میں غارت ہو جاتا !..

آج بھی وہی ہوا تھا ... گیبریل جو وہاں پولیس سے چھپ کر بیٹھا تھا معروف سمگلر تھا لڑکیوں کی سمگلنگ کرنا اور انکو بیچنا اسکا بزنس تھا جس میں وہ اب ابتسام کی مدد چاہتا تھا المختصر وہ اب موت چاہتا تھا۔

تو آخر میرے بلانے پر تم آ ہی گئے ابتسام چوہدری!...

وہ طنزاً بولا۔

"تم نے ابتسام چوہدری کو نہیں اپنی موت کو بلایا ہے"

چھوڑو موت کے قصے ینگ مین ٹھنڈا پیو دماغ ٹھنڈا کرو۔

میرا دماغ ٹھنڈا تو اب تیری لاش دیکھ کر ہی ہو گیا۔

وہ ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھا جواب دے رہا تھا۔

میرے کیسل میں، میرے سامنے، میرے گارڈز کی موجودگی میں تمہاری اتنی دیدہ دلیری قابلِ تعریف ہے ینگ مین ... مگر افسوس میری موت کی خواہش تمہاری پوری نہیں ہو سکتی۔

وہ ہنس دیا۔

ابتسام نے ذرا کو آگے جھکتے بنا کسی تاثر کے سر تا پیر اس شخص کو سکین کیا تھا۔

اور بس گیبریل کے پسینے چھوٹے تھے

ابھی اتنی بڑی بڑی باتیں کرنے والا اس شخص کی شعلہ بار نظروں سے ہی ڈر گیا تھا۔

بات مجھ تک رہتی نا تو میں تمہیں بخش دیتا۔

"مگر میری بیوی کا نام اس سب میں لا کر تم نے اپنے گلے میں پھندا ڈالنے والا کام کیا ہے"

وحشت زدہ سے لہجے میں چبا چبا کر کہتے وہ غرایا تھا۔

گیبریل کبھی اسے تو کبھی اسکے سامنے پڑی گن کو دیکھتا اسکے حواس ابتسام کی صرف غراہٹ سے ہی اڑ چکے تھے۔

دیکھو تم بہت اچھے ہو میں صرف تمہارے ساتھ بزنس کرنا چاہتا ہوں

و بدحواس سا بتانے لگا۔

تم نے صحیح کہا میں اچھا ہوں کیونکہ تم سب نہایت ہی گھٹیا انسان ہو۔

مجھے کسی نے کہا تھا کہ دنیا اچھے لوگوں کو کبھی چین سے جینے نہیں دیتی اسلئے میں بُرا انسان بن گیا مگر آج جب میں اُن اندھیروں سے نکل کر اچھا انسان بننے کی کوشش کر رہا ہوں تو مجھے پتہ چلا ہے کہ ایسا کیوں کہا جاتا ہے دنیا اچھے لوگوں کو جینے نہیں دیتی"

تم جیسے ہی کچھ گھٹیا لوگ ہیں اس دنیا میں جنہوں نے سفاکی اور غلاظت پھیلا رکھی ہے جن کی وجہ سے مجھ جیسے ناجانے کتنے ابتسام چوہدری غلط راہ پر نکل کر سب صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر بُرے انسان بن جاتے ہیں۔

آگ برساتی نظریں اسکی خوف سے ڈوبی نظروں میں گاڑھے ابتسام اسے پور پور خوف میں مبتلا کر چکا تھا جسکی وجہ صرف اس دوسرے شخص کا نام جاننا تھا جسکی اتنی شے پر گیبریل میں اتنی ہمت آگئی تھی کہ وہ اس تک کیا اسکی بیوی تک کو پہنچ گیا تھا

میں سب چھوڑ چکا تھا مگر تم نے مجھے مجبور کیا ہے یاں یوں کہہ لو میرے نصیب میں چوہتر قتل لکھے ہیں۔

ابتسام نے اپنی گن اٹھائی گیبریل اپنی جگہ سے اچھلا تھا اسکا رنگ فق ہوا تھا اور ہوتا بھی کیوں نہیں آخر اپنی موت کو اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا

نہی.. نہیں ...میں نے کچھ نہیں کیا...میں نے یہ سب اسکے کہنے پر کیا ہے ... قدم پیچھے رکھی ٹیبل کی طرف جاتے وہ فر فر بول رہا تھا ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمایاں تھے

کس کے کہنے پر..؟

لب و لہجہ سپاٹ تھا

وہ..وہ تمہیں مارنا چاہتا ہے تم سے بدلہ لینے کیلئے اسنے مجھ سے کہا کہ تمہاری بیوی کا نام لوں۔

خوف سے چور لہجے میں بتاتے بڑی چالاکی سے اسنے اپنی گن نکالی تھی

ابتسام جو بغور اسکی ہر حرکت سن اور دیکھ رہا تھا لمحے کے ہزارویں حصے میں اسکے ہاتھ پر شوٹ کرتے نیچے گری گن کو اس سے دور پھینک چکا تھا

نام بتاؤ مجھے اس انسان کا ... ورنہ اتنی بھیانک موت دوں گا کہ موت بھی کانپ اٹھے گئی۔اسکے سر پر پہنچتے زخمی ہاتھ پر گرفت سخت کرتے ابتسام دھاڑا تھا۔

کمرے میں گیبریل کی دل دہلا دینے والی چیخ گونجی تھی

مگر حیرت کا مقام تھا ایک فائر ہو چکا تھا ابھی تک اسکا کوئی گارڈ کیوں نہیں آیا تھا ابتسام نے اس متعلق بعد میں سوچنے کو چھوڑ کر اس پر دھیان دیا جو ہاتھ میں درد کی وجہ سے بلبلا اٹھا تھا

اس..اسکا نام ... وہ.. وہ....

وہ آگے کچھ کہتا کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور ان گنت ایک جیسی پوشاک میں ملبوس نوجوان دھڑا دھڑ وہاں داخل ہو چکے تھے

ابتسام جو بغور اسے سن رہا تھا ایکدم سے پلٹا تھا وہ اٹلی کی پولیس تھی مگر وہ وہاں کیسے پہنچی .... ابتسام ابھی سوچ رہا تھا گیبریل خود کو ایک بار پھر انکی حراست میں آتے دیکھ بپھرا شیر بنے ابتسام کے ہاتھ سے گن چھینتا چیخا تھا۔

یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا ابتسام چوہدری تم نے پولیس کو بلا کر ٹھیک نہیں کیا تمہیں اسکا انجام بھگتنا پڑے گا۔

وہ ہزیانی انداز میں چیخنے لگا۔

تم غلط سمجھ رہے ہو میں نے انہیں نہیں بلایا مگر میں تمہیں ان سے بچا لوں گا تم صرف مجھے اس شخص کا نام بتاؤ فوراً۔

وہ اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چیخا

اسکو ہمارے حوالے کر دیں سر یہ ایک مجرم ہے ... پولیس اہلکار آگے بڑھے۔

دور رہو اس سے، مجھے نام جاننا ہے دور رہو سب ... وہ پاگلوں جیسے چیخا

ابتسام ... مگر اس اگلی پکار پر ابتسام چوہدری جہاں کا تہاں رہ گیا۔

اسنے ایکدم سے دوسری طرف گردن موڑی جہاں زیان اور اسکے ساتھ کاشان موجود تھا وہ حیرت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گیا۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا انہیں بعد پر چھوڑے وہ گیبریل کی طرف پلٹا۔

مجھے نام بتاؤ میں بچا لوں گا تمہیں ... وہ پھر چیخا۔

جب اسکی نظر پیچھے کی کھڑکی سے اندر آتے حسیب پر پڑی اسے آنکھوں ہی میں اشارہ دیتے ابتسام نے اسکی طرف قدم بڑھائے۔

تم مجھے نہیں اپنی بیوی کو بچاؤ ابتسام چوہدری جو اب تک شاید تم سے بہت دور جا چکی ہو گئی۔ہذیانی انداز میں کہتے وہ شیطانی ہنسی ہنسا تھا

تیری تو...میری بیوی کے بارے میں ایسی بات کرنے کی ہمت بھی کیسے ہوئی ...

اسکے ہاتھ میں گن موجود تھی جسکی پرواہ کیے بنا ہی اس پر جھپٹتے ابتسام نے اس پر مکوں اور گھونسوں کی برسات کر دی۔

گن گیبریل کے ہاتھ سے گرتی دور جا گری تھی۔

وہ زمین پر پڑا درد سے کراہ رہا تھا اور ابتسام پاگلوں جیسے اسے پیٹنے میں مصروف تھا جب زیان اور حسیب نے آگے بڑھتے بمشکل اسے اس ادھ موئے ہوئے شخص سے دور کیا تھا۔

چھوڑو اسے مر جائے گا وہ ... کاشان گیبریل کو پولیس کے حوالے کرتا ابتسام کی طرف آیا ... جو خالی نظروں سے انہیں دیکھتا پھر گیبریل کو دیکھتا ایکدم سے وہاں سے بھاگا تھا اسکے بھاگنے پر ان سب کو بھی گیبریل کے آخری الفاظ یاد آئے تھے۔

ڈرائیور کو گاڑی سے نکالے وہ گاڑی کو ہواؤں میں اڑاتا ہوا وہاں سے نکلا تھا اسکے پیچھے ہی حسیب کاشان اور زیان بھی گاری لیے نکلے تھے۔

» » » » » » » » » » » » » » »

آپ کو اردو بولنی کس نے سیکھائی..؟

میم ہمیں ٹرین کیا جاتا ہے ہمارے پیشے میں ہمیں ساری لینگویج سکھائی جاتی ہیں۔

اچھا اچھا ... تھوڑی پر انگلی رکھے عشال گہری سوچ میں مگن بولی۔

ابتسام کے جاتے ہی اسنے میری پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی تھی اب اسے بھی تو اپنی بوریت کیسے بھی کر کے ختم کرنی تھی۔ مگر وہ لڑکی اچھی اور با اخلاق تھی اسکے ہر سوال کا جواب مسکرا کر دیتی تھی عشال نے مسکراتے سوچا۔

آپ کوفی پیئیں گیئں؟

اوکے میں آپکے لئے بھی بناتی ہوں۔ اسے ہچکچاتے دیکھ عشال خود ہی جواب دیتی کچن کی طرف آئی تھی۔

میری بھی اسکے پیچھے کچن میں آگئی۔

کوفی میکر اٹھائے عشال کیبنٹ کی طرف بڑھتی اچانک اسکا سر بھاری ہونے لگا ابھی وہ چکرا کر گرتی میری نے بروقت اسے سنبھالتے وہاں رکھی چیئر پر بٹھا دیا۔

میم اپ ٹھیک ہیں ... کیا ہوا ہے آپ کو..؟

پانی کا گلاس تھماتے وہ فکرمند سی پوچھنے لگی۔

جی..جی میں ٹھیک ہوں پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا اچانک سے چکر آنے لگے۔ماتھے پر ہاتھ رکھے وہ نڈھال سی بولی تھی

آپکی طبیعت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی میں ابھی سر کو کال کرتی ہوں۔میری موبائل ابھی کال ڈائل کرتی اچانک اسکی نظر بند کھڑکیوں اور دروازے کی طرف پڑی

دیکھ تو عشال بھی چکی تھی یہ دھواں کیسا ہے میری ..؟

عشال اٹھتے خوفزدہ سی اسکے قریب ارکی

شاید یہ اسی دھوئیں کی وجہ سے ہوا تھا میری نے سوچا

گھبرائیں نہیں میم میں دیکھتی ہوں۔

ویسٹ سے گن نکالے وہ میں ڈور کی طرف بڑھنے لگی جب اچانک دروازہ دھڑام کی آواز سے کھلا تھا وہاں چاروں طرف سے دھواں بھرنے لگا جسکی وجہ ان دونوں کے سر بھاری اور آنکھیں جلنے لگی تھی

عشال کو اس جگہ سفوکیشن ہونے لگی وہ گہرے سانس بھرتی میری

کا کندھا دبوچ چکی تھی

اسی پل اس دھوئیں سے بھرے کمرے میں کسی نے میری کے سر پر زور دار طریقے سے وار کیا تھا اسکی دلخراش چیخ سنتے عشال جو پہلے خوف سے آدھی ہو رہی تھی کچھ دھوئیں کے اثرات اور خوف کے زیرِ اثر بے سدھ ہوتے وجود کے ساتھ زمین بوس ہو گئی۔

اوہو تم تو میری سوچ سے بھی زیادہ کمزور دل کی لڑکی ہو ... اسکے چہرے کو دیکھتے اسنے مکروہ بھاری آواز میں کہا تھا

چلو مجھے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گئی۔

اٹھاؤ اسے اور گاڑی میں ڈالو ... اشارہ دیتے وہ میری کے وجود پر نظر ڈالے باہر نکل گیا۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

ابتسام بدحواس سا بھاگتا سیڑھیاں پھلانگتا مین ڈور کی طرف بھاگا تھا اسکے پیچھے گاڑی سے نکلتے زیان سمیت کاشان اور حسیب بھی اسکی سمت میں بھاگ رہے تھے۔

وہ ہانپتا ہوا پینٹ ہاؤس میں داخل ہوا جس کا دروازہ کھلا تھا اندر ابھی بھی کافی حد تک دھواں پھیلا ہوا تھا ابتسام اور اسکے پیچھے آتے ان تینوں نے فوراً سے ناک بند کی تھی۔

عشال ... عشال ... کہاں ہو تم ...؟

جواب دو ... دیکھو میں آیا ہوں ابتسام ... جواب دو ... بمشکل آنکھوں میں ہوتی جلن کو نظر انداز کیے وہ دیوانہ وار پورے گھر میں چلاتا اسے ڈھونڈ رہا تھا۔

جب کچن کے قریب آکر اسکے قدم رک گئے میری کی حالت دیکھ ابتسام کے دل بند ہونے کا متمنی تھا برے خدشات نے ذہن کے پردوں پر ڈیرہ ڈالا تھا

یہ..یہ..میری کیا ہوا تمہیں اور عشال کہاں ہے؟

عشال یہاں کہیں بھی نہیں ہے ابتسام... وہ جو تینوں پورا گھر چھان چکے تھے اسکے پیچھے کچن تک پہنچ گئے۔

میری بیوی کہاں ہے جواب دو... وہ بپھرا شیر بنا دھاڑا

ا..اسے ... کک..کوئی لے گیا!...

وہ پھر سے بےہوش ہو گئی تھی۔

کاشان جلدی سے اسے ہاسپٹل بھیجنے کا انتظام کرو

زیان نے ساتھ کھڑے کاشان کو اشارہ دیا۔

مگر ابتسام چوہدری وہی گنگ سا بیٹھا رہ گیا تھا اسے کوئی لے گیا یہ جملہ اسکی سماعتوں پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔

گھر میں کوئی کیمرہ ہے یا کوئی ایسی چیز جس سے ہمیں معلوم ہو سکے کے کون آیا تھا یہاں ...؟

بمشکل خود پر اور اپنے اندر اٹھتے اشتعال پر قابو پاتے زیان اس سے سوال جواب کر رہا تھا

اچانک اسکے ذہن میں جھماکہ ہوا۔

اور پھر اپنی پوری پھرتی سے اٹھتے وہ بھاگنے لگا۔

ابتسام کہاں جا رہے ہو ... سٹاپ اٹ ابتسام ... اسکے پیچھے چلو فوراً... زیان اور حسیب بھی اسکے پیچھے بھاگتے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے

میں جانتا ہوں عشال کہاں ہے..

مگر تم کیسے جانتے ہو ...؟

فرنٹ سیٹ پر اسکے ساتھ بیٹھے زیان نے قدرے حیرانگی سے سوال کیا۔

جس کے بدلے میں کوئی بھی جواب دیئے بغیر ابتسام نے اپنا فون اون کرتے زیان کی طرف اچھالا اور خود ریس پر پاؤں رکھے ہٹانا بھول گیا۔

اسکے پاس جو لاکٹ ہے اس میں ایک ڈیوائس فٹ ہے جو میرے موبائل سے کونیکٹڈ ہے... اس پر اسکی لوکیشن ہم ٹریس کر سکتے ہیں۔

اسکو سمجھانے کے ساتھ ساتھ ابتسام گاڑی کو ہواؤں میں اڑا رہا تھا

اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ اتنی دوری کو جھپاک سے ختم کرتا اپنی محترمہ کے پاس پہنچ جاتا جبکہ پیچھے بیٹھے حسیب اور زیان اسکی اتنی حاضر دماغی پر ششدر بیٹھے تھے مگر داد دیئے بنا نہیں رہ سکے۔

» » » » » » » » » » » » » » »

یہ لوکیشن جنگل میں دیکھا رہا ہے مطلب عشال وہاں ہے۔

تم جانتے ہو عشال کو کون لے کر گیا ہے؟

زیان نے اسکی لوکیشن ٹریس کرتے ساتھ ابتسام سے سوال کیا مگر اسکی طرف دیکھتے ہی زیان کا دل پہلی بار کانپا تھا اسکی نظروں سے ٹپکتی وحشت اور شعلے برساتی وہ تیز نگاہوں کا ارتکاز ایسا تھا جیسے وہ سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گا اسکے چہرے پر پھیلے پتھریلے تاثرات زیان کا دل ہولا رہے تھے۔

««««««««««««««««

جھٹ سے گاڑی رکی زیان کچھ کہتا ابتسام بھاگنے کے درپے ہوا تھا

رک جاؤ ابتسام ایسے جانا بیوقوفی ہو سکتا ہے اگر آسکو معلوم ہو گیا کہ ہم یہاں ہیں تو وہ پری کو نقصان پہنچا سکتا ہے

زیان نے اسے سمجھانا چاہا جبکہ حسیب نقب لگاتا گن نکال چکا تھا

میں یہ نہیں جانتا کہ اس سب کے پیچھے کون ہے مگر آج میں اس شخص کی ایسی بدتر موت لکھوں گا کے دیکھنے والوں کے رواں رواں کانپ جائیں گئیں۔

جھٹکے سے بازو چھڑاتے وہ زیان کے منہ پر غرایا تھا۔

ویسٹ سے گن نکالتا موبائل پر نظر جمائے وہ دبے قدم لیتا آگے بڑھنے لگا۔حسیب اور زیان بھی انتہائی پھونک پھونک کر اسکے پیچھے قدم رکھ رہے تھے۔

» » » » » » » » » » » »

آخر کو وہ اس جگہ پہنچ گیا تھا ابتسام نے گن لوڈ کرتے موبائل پاکٹ میں ڈالا اور خود درخت کی اوٹ میں ہوتا آگے بڑھا تھا۔

جب کسی کی مکروہ ہنسی کے ساتھ بھاری آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

پیچھے وہ دونوں بھی رک چکے تھے۔

زندگی میں کبھی کسی نے مجھ سے اونچی آواز میں بات نہیں کی اس کل کے لڑکے کی وجہ سے میری اتنی بے عزتی ہوئی مجھ سے میرا سب کچھ چھین کے لے گیا وہ ابتسام چوہدری ... اس مکروہ آواز کو وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتے تھے

اب بتاؤ گا اسے جب سب کچھ چھین لیا جاتا ہے تو کیسا لگتا ہے اس ابتسام چوہدری کو پل پل تڑپا کے مارنا میری خواہش تھی اور آج میری خواہش پوری ہو گئی۔

ابتسام نے ضبط سے جبڑے بھینچے تھے

ان تینوں کی طرف مقابل اور اسکے بندوں کی پیٹھ تھی مگر وہ تینوں اسے پہچان چکے تھے

ابھی ابتسام کوئی ردعمل لیتا اسنے عشال کی تلاش میں وہاں نظر دوڑائی مگر وہ وہاں کہیں نہیں تھی اسنے مزید آگے ہو کر اسے ڈھونڈنا چاہا جب مقابل کی بھاری آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

اے ے ے ... ٹھیک سے مٹی ڈال ... آخر کو ابتسام چوہدری کی بیوی کی قبر بنا رہے ہو۔

وہ لفظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ...، ابتسام کو لگا کسی نے بڑی بے دردی سے اسکے جسم سے روح کھینچ لی ہو۔قدم لڑکھڑائے تھے آنکھیں دھندلاتی جب سامنے کا منظر مقابل کے سائیڈ ہونے پر واضح ہوا۔

وہاں واقع کسی کی قبر تھی ... اور وہ ضبط کھو بیٹھا۔

عشال... وہ پوری قوت سے چیخا۔

وہاں سب الرٹ ہو گئے.

مگر اسے پرواہ نہیں تھی وہ اندھا دھند بہتی آنکھوں میں لڑکھڑاتے قدموں سے بھاگتا قبر تک پہنچا۔

عشال ... عشال ... یہ کیا کیا تم نے ... یا اللہ ... وہ بے ربط جملے بولتا دیوانہ وار قبر کھودے جا رہا تھا۔

مر گئی تمہاری عشال ... وہ شیطانی ہنسی ہنسا۔

زیان نے اسکی ٹانگ میں فائر مارا تھا اور دلاور شاہ زمین بوس ہو گیا۔

اسکے گنڈوں کو حسیب پہلے ہی ٹھکانے لگا چکا تھا

ہاہاہا مر گئی وہ... وہ پھر چیخا۔

نہی... نہیں وہ نہیں مر سکتی ... وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جس سکتی ... اس نے ... مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میرے ساتھ رہے گئی ... وہ نہیں ... وہ میری ہے ... وہ میرے پاس رہے گئی ... بلک بلک کر روتا وہ ہزیانی انداز میں چلاتے آدھی قبر سے مٹی ہٹا چکا تھا

اس... اسنے مجھے جینا سکھایا وہ مجھے کیسے چھوڑ کر جا سکتی ہے ... و...وہ زندہ ... ابتسام چوہدری کے باقی کے الفاظ حلق میں ہی دب گئے۔ اسنے کانپتے ہاتھوں سے اسکے نورانی چہرے سے مٹی ہٹائی ایکدم سے ہاتھ بڑھاتے اسنے عشال کو اس قبر سے باہر لاتے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔

جیتے جاگتے وجود سے روح کس اذیت سے نکلتی ہے آج کوئی ابتسام چوہدری سے پوچھتا۔

عش... عشال آنکھیں کھولو ... دیکھو میں آگیا ہوں ... تمہارا ابتسام آگیا ہے ... میری طرف دیکھو نا پلیز آنکھیں کھولو ...

کبھی اسکے ہاتھ تو کبھی اسکا چہرا سہلاتے وہ دیوانہ وار اسے پکار رہا تھا مگر جواب ندارد۔

مت کرو میرے ساتھ ایسے مر جاؤں گا میں ... اٹھ جاؤ ... اٹھو نہیں جا سکتی تم ... آنکھیں کھولو ...
اسکا وجود باہوں میں بھرے زور زور سے ہلاتے وہ دھاڑے مارتا رو دیا تھا

وہ اسکی ذرا سی پکار پر اسکو سننے والی آج اسکی اتنی پکاروں کے بعد بھی اسکی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

ابتسام ... پری نہیں...

دور ہٹو ... دور رہو وہ ٹھیک ہے ... وہ اٹھ جائے گئ مجھے پتہ ہے ... اسکو ایکدم سے جھٹکا دے کر زیان سے دور کرتے ابتسام روتے چیخ پڑا۔

ابھی وہ مزید کچھ کہتا اسے اپنی گردن پر انتہائی دھیمی سی گرم سانسوں کی تپش محسوس ہوئی تھی۔

عش...عشال ... ابتسام نے اسے اپنے سامنے کیا۔

وہ ہلکے ہلکے سانس لے رہی تھی ... اور ابتسام چوہدری کو لگا اسے نئی زندگی بخشی جا رہی ہو ...

مم...میں یہی ہوں ... عشال آنکھیں کھولو ... اسکا گال تھپتھپاتے ابتسام نے اسکی پیٹھ سہلائی تھی اور پھر ذرا پل کی بھی دیر کیے بنا وہ اسے باہوں میں بھرتا گاڑی میں بٹھائے ہاسپٹل کی طرف بھاگا تھا

« « « « « « « « « « « « « «

وہ وحشت زدہ سا کوریڈور کے چکر کاٹ رہا تھا حسیب زیان اور کاشان اپنی جگہ پریشان بیٹھے تھے

اب یہاں چکر کاٹنے کا کیا فایدہ ... جب اپنے کارناموں سے واقف تھے تم تو پری کو یہاں اپنے ساتھ لائے ہی کیوں ... کیوں اپنے ساتھ اسکی زندگی بھی خطرے میں ڈال دی تم نے...؟

زیان کا ضبط جواب دے گیا تھا آخر اتنی دیر اندر رکھی بھڑاس کو نکالتا وہ چیخ اٹھا تھا۔

مقابل ہنوز ماتھے پر بل ڈالے سنجیدہ تاثرات لیے کوریڈور کے چکر کاٹنے میں مصروف تھا۔

زیان یہ صحیح وقت نہیں ہے بات کرنے کا یار ... حسیب اسکے پاس آیا

اور وہ صحیح وقت کب آئے گا حسیب مجھے آج بتا دو یہ انسان کب اپنی حرکتوں سے باز آئے گا اسکی گرینٹی میں نے لی تھی میں نے کہا تھا کہ یہ عشال کا خیال رکھے گا اور آج اسکی وجہ سے میری بہن اندر پڑی موت سے جوج رہی ہے۔وہ ایکدم سے پھٹ پڑا .

ابتسام ہنوز خاموش تھا

بس بہت ہو گیا عشال جیسے ٹھیک ہو جائے گئ میں اسے اپنے ساتھ واپس لے جاؤں گا ... ابتسام کے رویے پر تلملاتے زیان نے تڑخ کر کہا۔

ویسٹ سے گن نکالے اسکے ماتھے پر رکھے ابتسام نے اسکا کالر دبوچا تھا۔

میری بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو بہتر یہی ہے یہاں جس نے کھڑا ہونا اپنا منہ بند رکھے ورنہ میں منہ بند کرنے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔۔۔گن کی ٹھنڈی نال اسکے ماتھے سے ٹکائے اسکی بارعب وحشت زدہ آواز اس کاریڈور میں گونجی تھی۔

حسیب نے فوراً سے زیان کو تھاما جبکہ کاشان چپ چاپ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

اسکے جنون سے واقف تھا وہ،جانتا تھا کچھ بھی بولنا بیکار ہے.

اندر جو پیشنٹ ہیں انکے ساتھ کون ہے ؟

مم..میں ہوں ... کیسی ہے وہ ڈاکٹر ... وہ ٹھیک ہے اسے کچھ ہوا تو نہیں ...

انکی حالت ابھی خطرے سے باہر ہے ... ابتسام سمیت وہاں سب نے گہرا سانس بھرتے شکر کا کلمہ پڑھا۔

بٹ آپکی وائف ابھی کچھ مینٹلی اپ سیٹ رہے گئ انہیں ہو سکتا سانس لینے میں بھی تکلیف محسوس ہو آپ نے انکا بہت خیال رکھنا اور انکی ڈائیٹ کا بھی پراپر دھیان رکھنا۔

ڈاکٹر ہدایات دیتی جا چکی تھی۔

جبکہ ان چاروں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا ابتسام چوہدری کے پاؤں زمین پر ٹک نہیں رہے تھے۔

کہاں جا رہے ہو ابتسام ... اسے الٹے قدم لیتے دیکھ زیان نے پکارا۔

حساب چکتا کرنے جا رہا ہوں.

مطلب تم دلاور شاہ کا قتل کرو گئے ... زیان نے اسے روکنا چاہا۔

تڑپا تڑپا کر ماروں گا اسلئے شاید آنے میں دیر ہو جائے میری امانت اپکو سونپ کر جا رہا ہوں اور ... وہ پلٹ آیا۔

اگر اب حویلی والوں کی وجہ سے میری بیوی پر ذرا سی بھی خراش آئی تو زندہ گاڑھ دوں گا سب کو یہی !...

سفاکیت سے کہتے وہ آندھی بنا غائب ہو گیا۔

وہ نہیں رکے گا ۔۔ بہتر ہے کوشش بھی مت کریں ... کاشان کی آواز پر حسیب اور زیان پر چھایا سکتہ ٹوٹا تھا۔

» » » » » » » » » » » »

وہ ریش ڈرائیونگ کرتا دوبارہ اس سنسان جنگل میں پہنچا تھا جہاں اسکی سوچ کے مطابق اسکے آدمی نے دلاور شاہ کو جنگل میں ہی قید کر کے رکھا تھا۔

گاڑی سے اترتا وہ اپنی گن اٹھائے باہر نکلا چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی اسکے اندر پکتا لاوا ابل رہا تھا آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ ساری دنیا کو آگ لگا دے سب کچھ تہس نہس کر دے وہ خود کو بھی قصور وار ٹھہرا چکا تھا جتنی تکلیف آج عشال اور اس ننھی جان نے جھیلی تھی ابتسام چوہدری اسکی دوگنی تکلیف خود پر گزرتے محسوس کر رہا تھا۔

قدرے ضبط سے اپنے بھاری قدم اٹھاتا وہ جنگل کے وسط میں پہنچا جہاں دلاور شاہ کو درخت کے ساتھ رسیوں سے باندھا گیا تھا وہ چلتا قریب آیا دلاور شاہ کے پسینے چھوٹ رہے تھے وہ آج باقاعدہ طور پر ابتسام کی آنکھوں میں واضح موت دیکھ رہا تھا اور دینے بھی تو وہ اسے موت ہی آیا تھا۔

اسکے دو آدمی ہاتھ باندھے سر جھکائے ایک طرف کھڑے تھے

مم...مجھے چھوڑ دو ... جج...جانے دو مجھے...

وہ ہکلاتے بندھے پاؤں زمین پر مارنے لگا

ابتسام ٹرانس کی کیفیت میں جھکتا اسکے قریب بیٹھا پھر اپنی شعلہ بار نظریں اسکی خوف سے جھلملاتی نظروں میں گاڑھی اور پھر اسکی نظروں کے سامنے عشال کا مٹی میں دفن وجود لہرانے لگا اور وہی لمحہ تھا ابتسام چوہدری کا ضبط بکھر گیا آنکھوں میں رکھے ان گنت قیدی رہا ہوتے پلکوں کے پار بہنے لگے اور پھر اسکا ہاتھ اٹھا اور اگلے ادھگے گھنٹے تک وہ دلاور شاہ کو وحشیوں کی طرح پیٹتا رہا ابتسام نے اسے اتنا مارا اسکا جبرا ٹوٹ چکا تھا ناک اور منہ سے خون بہنے لگا آنکھوں کے گرد سیاہ اور نیلے نشان پڑ چکے تھے

دلاور شاہ درد کے مارے چیخ رہا تھا وہ دھاڑ رہا تھا اسکی دلخراش چیخیں اس پورے جنگل میں گونج رہی تھی مگر وہ آج اپنے آپے میں نہیں لگ رہا تھا بغیر کچھ بولے وہ پاگلوں جیسے بس اسے مار رہا تھا اور اتنا مارا تھا دلاور شاہ روتے روتے آدھ موا ہونے لگا اور ابتسام کا سانس پھولنے لگا جتنی اذیت اسنے ان کچھ گھنٹوں میں سہی تھی اسکا مداوا کرنے کو وہ مار تو ابتسام چوہدری کی نظر میں کچھ بھی نہیں تھی وہ اٹھا اور اپنے بندے کو اشارہ دیا اسنے دلاور شاہ کے ہاتھ کھول دیئے۔

خون بہتے انگلیوں سے ماتھے سے بکھرے بال ہٹاتے اسنے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا اور ایک زور دار کک دلاور شاہ کے پیٹ میں ماری۔

اٹھ اور بھاگ ... اسنے سفاکی سے کہا۔

دلاور نے خون سے لتھڑے چہرے کو اوپر اٹھائے سرخ آنکھوں سے اس سر پھرے پاگل شخص کو دیکھا جو اسکی شکل کا حولیہ بگاڑ چکا تھا۔

میں نے کہا بھاگو ... ابتسام وحشت زدہ سا چیخا۔

دلاور شاہ کو لگا اسے زندگی کی نوید سنائی گئی ہو وہ اٹھا اور اندھا دھند جنگل میں بھاگنے لگا۔

وہ بھاگ رہا تھا جب ابتسام نے پیچھے سے اسکی ٹانگ کا نشانہ بنایا.

دلاور شاہ چیختا زمین بوس ہو گیا۔

ابتسام نے گن سے ماتھا سہلایا اور زور سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

دلاور شاہ زخمی ٹانگ کے ساتھ ایک بار پھر بھاگنے کی تگ ودو کرنے لگا جب ابتسام نے اب کی بار اسکی دوسری ٹانگ کا نشانہ بنایا اور دلاور شاہ پھر سے زمین بوس ہو گیا اب کی بار وہ اٹھ نہیں سکا۔

سرخ وحشت زدہ سی آنکھیں لیے بھاری قدموں سمیت ابتسام چلتا اسکے قریب آیا جب دلاور شاہ گنگ ہوتی زبان کے ساتھ پیچھے کی طرف کھسکنے لگا۔

چچ... چھوڑ ... دو مجھے ... معاف کردو ... مم... میں غصے میں تھا ... مم... مجھے معاف کر دو ... مم... میں ... عش... عشال..

آہ... اسی پل دلاور کے منہ سے دل دہلا دینے والی چیخ نکلی۔

ابتسام نے پہلے اسکے دائیں بازو میں گولی ماری پھر بائیں بازو کا نشانہ بنایا پھر دونوں ہاتھوں کو نشانہ لیا... وہ اسے موت دینا چاہتا تھا مگر قسطوں میں ... اپنے کہے کے مطابق وہ اسے تڑپا تڑپا کر موت دے رہا تھا اس پوری کاروائی میں اسنے ایک لفظ زبان سے ادا نہیں کیا تھا شاید زندگی کے جس موڑ پر وہ اس وقت کھڑا تھا اور جس دکھ سے اس بار زندگی نے ابتسام چوہدری کو دو چار کیا تھا اس دکھ نے اسے کچھ کہنے لائق ہی نہیں چھوڑا تھا وہ بس ہاتھوں کا استعمال کر رہا تھا کیونکہ اب کی بار اسکے پاس معقول الفاظ نہیں تھے جن میں وہ اپنے اندر اٹھتے اشتعال کو ظاہر کرتا۔

اٹھاو اسے اور لے کے آؤ میرے پیچھے!...

درد سے کراہتے دلاور کے وجود کو اٹھائے وہ دونوں ابتسام کے پیچھے آئے تھے۔

دلاور تو درد کے مارے کچھ بولنے لائق ہی نہیں رہا تھا مگر جب اسکی نظر ابتسام کے رکے قدموں اور نظروں کی سمت میں پڑی تو رہی سہی جان بھی نکل گئی اسکا پور پور خوف کے مارے لرز اٹھا تھا وہ دوسروں کو درد ناک موت دینے والا آج اس آگ کی بھٹی میں جلنے والا تھا اسکے سر پر خوف سوار ہو گیا زبان کو مانو لقوہ مار گیا تھا مدد طلب نظروں سے ہاتھ جوڑنے کی کوشش کرتا وہ روتا ابتسام کو دیکھ رہا تھا کہ شاید اسے اس پر ترس اجائے اور وہ اسے بخش دے۔

قبر نما جگہ بنا کر ابتسام نے وہاں آگ جلائی تھی اس آتش زدہ قبر کو دیکھنے کے بعد ابتسام نے دلاور شاہ پر نظر ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

میں نہیں جانتا یہ سب کرنے کے بعد مجھے دوزخ ملے گئی یا جنت ... وہ لمحے بھر کو ٹھہر کر پھر بولا۔

مجھے اتنا معلوم ہے کہ مجھ جیسے شخص کو جنت نہیں مل سکتی مگر آج میں تمہیں بخش بھی نہیں سکتا اگر آج تمہیں یوں تڑپا تڑپا کر مارنے کے بعد مجھے دوزخ کی آگ میں جلنا پڑا تو مجھے منظور ہو گا مگر آج تمہیں زندہ چھوڑ کر میں ان دیکھی آگ میں اپنی باقی کی ساری زندگی نہیں کاٹ سکتا۔

میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا کیونکہ تم نے میری زندگی کو اسی جہاں میں دوزخ بنانے کی کوشش کی ہے

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کر سکتا ایکدم سے دھاڑتے اسنے دلاور شاہ کو اس بھڑکتی آگ کے سپرد کر دیا۔

اسکی دل دہلا دینے والی چیخیں آہیں اس بیابان جنگل میں گونجتی رہیں مگر وہاں اس سفاک شخص کے علاوہ کوئی سننے والا نہیں تھا

اگر کوئی عام بندہ وہ دردناک بھیانک سسکیاں سن لیتا تو یقیناً اسکا دل پھٹ جاتا مگر وہاں کوئی عام بندہ ہوتا تب، وہاں تو ابتسام چوہدری تھا جسکا پور پور سفاکیت میں ڈوبا ہوا تھا اور پھر جب تک ابتسام چوہدری کو یقین نہیں ہو گیا کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر نہیں گیا تب تک ابتسام پشت پر ہاتھ باندھے پر سکون سا کھڑا اسکی آخری سسکیاں سنتا رہا تھا۔

» » » » » » » » » » » » » » »

وہ ناجانے کب سے بیٹھے اسے دیکھ رہا تھا مگر عشال تھی جو یونہی بے سدھ بستر پر پڑی تھی ... اٹھ جاؤ پری صبر اب جواب دے رہا ہے تمہاری ایسی حالت تمہارا بھائی نہیں دیکھ پا رہا۔

زیان نے اسکے بال سہلاتے دھیرے سے سرگوشی کی، آنکھ سے ننھا سا موتی ٹوٹتا اسکے گال پر گرا تھا

ابھی وہ مزید وہاں رکتا جب اسے عشال کے وجود میں حرکت سی محسوس ہوئی تھی نیند کے زیرِ اثر وہ کچھ بڑبڑا رہی تھی زیان نے اسے جگانا چاہا مگر اس سے پہلے ہی عشال کے حلق سے دلخراش چیخ نکلی تھی اور باہر بیٹھے کاشان اور حسیب چونک کر پھر سنبھلے تھے وہ صرف ضبط کر سکتے تھے اسکی حالت پر اسکے لئے دعا کر سکتے تھے۔

نن..نکالو مجھے ... باہر نکالو ... میرا دم گھٹ رہا ہے ... وہ رو رہی تھی ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔

عشال... میرا بچہ میں یہاں ہوں تمہارا بھائی یہاں ہے تم ٹھیک ہو آنکھیں کھولو دیکھو میری طرف دیکھو ... رونا بند کرو بچے.

نہی.. نہیں... دور ... دور ہو جائیں مجھ ... سے مم..میں نے آپکا ... کیا بگاڑا ہے ... مجھے...جانے دیں ... مت ... بند کریں مجھے یہاں ...

زیان کے بڑھائے ہاتھ دور جھٹکتے بالوں کو مٹھیوں میں دبائے وہ چلا اٹھی۔

اسکی حالت اس وقت نازک تھی اس کنڈیشن میں زیان نے ڈاکٹر کو انفارم کرنا بہتر سمجھا وہ ابھی اٹھتا ڈاکٹر بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

آپ پلیز باہر جائیں ... نرس جلدی سے انجکشن دیں مجھے۔

زیان کو مخاطب کرتے وہ ساتھ کھڑی نرس کی طرف مڑی جو عشال کو سنبھالنے میں ناکام ہو رہی تھی۔

زیان ایک گہری نظر اس پر ڈالے شکست خور قدم لیے باہر نکل آیا۔

اگلے دس منٹ تک عشال کی چیخیں اس وارڈ میں گونجتی رہی اور پھر انجیکشن کے زیر اثر وہ پھر سے غنودگی میں چلی گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » » »

ہم نے انہیں انجیکشن دے دیا کچھ دیر وہ غنودگی میں رہے گئ

ان سے ملنا ابھی الاؤ نہیں ہے آپ سب پلیز کوآپریٹ کریں اور انہیں ریسٹ کرنے دیں۔

ڈاکٹر اپنی کہتے جا چکی تھی وہ تینوں پثر مردہ سے کوریڈور میں بیٹھے تھے۔

جب بھاری قدموں کی مانوس سی چاپ پر ان تینوں نے بیک وقت نظریں اٹھائی تھی۔

نفاست سے سیٹ ہوئے بال بکھر کر ماتھے پر گر چکے تھے کف فولڈ کر رکھے تھے سفید شرٹ اور انگلیوں پر خون کے دھبے تھے آنکھوں میں جھلکتا سرد پن اور چہرے پر رچی سنجیدگی اس سر پھرے کے بگڑے دماغ کی کہانی سنا رہے تھے

ان سب کو اگنور کرتے ابتسام عشال کے کمرے کی طرف بڑھتا زیان اسکے راستے میں حائل ہوا تھا۔

بنا کوئی سوال کیے ابتسام نے وحشت زدہ سوالیہ نظروں سے زیان کو گھورا

مجھے بتاؤ دلاور ماموں کے ساتھ کیا کر کے آئے ہو تم...؟

وہی جسکا وہ حقدار تھا۔

مطلب تم نے انہیں مار دیا..؟ زیان کو یقین نہیں آیا۔

تڑپا تڑپا کر مارا ہے ... ایسی درد ناک اور اذیت دہ موت سے اسکو نواز کر آیا ہوں کے دوبارہ پیدا ہونے سے ڈرے گا وہ۔

تم پاگل ہو گئے ابتسام .... زیان کو وہ اس پل پاگل ہی لگا تھا

پاگل میں نہیں تم ہو گئے ہو جو مجھ سے یہاں کھڑے ہو کر اس شخص کیلیئے لڑائی کر رہے ہو جس نے زندہ تمہاری بہن کو زمین میں دفن کر دیا تھا۔

وہ شدتِ ضبط سے چیخ پڑا۔

ہاں تو میں اسے سزا دلواتا تم کون ہوتے ہو اسے سزا دینے والے وہ بے گناہ....

ابتسام چوہدری نے آج تک کسی بے گناہ کا قتل نہیں کیا۔

اسکی بات بیچ میں ہی ٹوکتے ابتسام نے فوراً سے کڑے تیوروں میں تصحیح کی تھی

اور تمہارا ماموں بے گناہ نہیں تھا میری نظر میں تو ہر گز نہیں تھا اور ہاں ... جاتے جاتے وہ پلٹ آیا۔

اگر تمہارے اس ماموں کی جگہ آج اسکا سگا باپ اور بھائی بھی ہوتا تب بھی میں وہی حشر کرتا جو آج دلاور شاہ کا کر کے آیا ہوں۔

"وہ لڑکی میری زندگی ہے اور مجھے میری زندگی بہت عزیز ہے"

ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے وہ آگ سی تپش لیے اسکے منہ پر دھاڑا تھا

اسکے لہجے سے جھلکتی سرد مہری نے زیان کو دوبارہ بولنے سے باز رکھا حسیب نے اسکو بازو سے تھامے آنکھوں کا اشارہ دیا

جس پر زیان کمرے کے آگے سے ہٹ گیا۔

ابتسام بنا کوئی تاثر دیئے کمرے میں چلا گیا

» » » » » » » » » » » » » » » » »

کمرے کی دہلیز تو وہ پار کر آیا تھا مگر اب اس سے آگے اسکے قدم بڑھنے سے انکاری تھے سامنے بستر پر وہ مشینوں میں جکڑا وجود اسکی محترمہ کا تھا دنیا کو لمحے بھر میں چپ کرا دینے والا شخص اپنے دل کو کیسے چپ کراتا جو چیخ چیخ کر اسے کہہ رہا تھا کہ اس لڑکی کی وہ حالت صرف اسکی وجہ سے ہے اس

سب کا زمہ دار صرف ابتسام ابراہیم چوہدری ہے ... ایک ساتھ کئی آنسو بے مول ہوتے فرش پر گرتے گئے تھے وہ دور سے ہی کھڑا بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوتا اگر وہ ٹائم پر وہاں نہیں پہنچتا تو ...؟

کیسے رہتا وہ عشال کے بغیر اس دنیا میں جو اسے محض کچھ گھنٹوں سے ہی اندھیرے سے ڈوبی کوئی کال کوٹھری نما معلوم ہو رہی تھی۔

ابتسام چوہدری تو تمہارے تصور کے بغیر سانس بھی نہیں لے پاتا ... اگر تمہیں کچھ ... ہو ... اسکے آگے نا اس میں بولنے کی ہمت تھی نا قدم بڑھانے کی سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں کو ملتے وہ انہی الٹے قدموں پر لوٹ آیا۔

« « « « « « « « « « « « « «

تم سب یہاں کیسے آئے...؟

باہر کاشان کے ساتھ آ کر بیٹھتے اسنے بنا کسی تاثر سے سوال کیا

مگر وہ نوٹ کر رہا تھا کاشان جب سے آیا تھا چپ چپ تھا اس پر غصہ نہیں کر رہا تھا نا اس سے لڑائی کر رہا تھا۔

میں تم سے بات کر رہا ہوں کاشی اور تم مجھے اگنور کر رہے ہو...

خطرناک تیوروں سے اسے گھورتے ابتسام نے اسکا کندھا جھلایا

میں گھر گیا تھا تمہیں خوشخبری سنانے مگر مجھے تو وہاں جا کر الگ ہی شوک مل گیا۔

کاشان نے تاسف سے اسے گھورتے بتایا۔

کیسی خوشخبری!...

ابتسام پورا کا پورا اسکی طرف مڑ گیا۔

یہی کے تم ماموں بننے والے ہو!..

اسنے روکھے سے انداز میں بتایا۔

مگر ابتسام حق دق سا اسے دیکھ رہا تھا

کک.. کیا .. میں ماموں بننے والا ہوں. اسے یقین نہیں آرہا تھا

ہاں ... کاشان بیزار سا بولا۔

اچھا اتنی خوشی کی خبر ہے ناراض تو مت ہو۔

ہاتھ ہٹا میرے کندھے سے، تجھے پتہ بھی ہے میرا کیا حال تھا۔وہ ایکدم سے پھٹ پڑا۔

ابتسام خاموش ہوتا ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتا رہا۔

یار میں بتانے...

کیا بتانے والا تھا تو اور کب ...؟

ابتسام ایکبار پھر خاموش ہو گیا

ٹھیک ہے تو بول لے پہلے میں پھر بتاؤں گا۔

اسنے ہار مانتے کہا۔

تو نے تو بتانے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی اگر میں چاچی سے ملنے نا جاتا تو مجھے پتہ ہی نہیں چلتا کہ تو یہاں اٹلی پہنچا بیٹھا ہے وہ بھی عشال کے ساتھ....

عشال کے ذکر پر ابتسام نے طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

گھور مت مجھے ... مجھ بتا اگر تجھے کچھ ہو جاتا یا بھابھی کو کچھ ہو جاتا میں کیا کرتا میں چاچی اور زری کو کیا جواب دیتا میں نے تیری حفاظت کرنے کا وعدہ کیا ہے زری کے ساتھ تو کیوں مجھے اسکی نظروں میں برا بنانے پر لگا ہوا ہے۔

ابتسام نے بنا کچھ کہے اسے گلے سے لگا لیا۔

مجھے کچھ نہیں ہوا ٹھیک ہوں میں اور عشال بھی ٹھیک ہے۔

اسنے تسلی دی۔

اسکی حالت ایسی تھی ابتسام کو لگا تھا وہ کچھ اور دیر بعد ضرور رو دے گا۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسلیٔے میں نے زیان سر کو کال کر کے سب بتا دیا اور پھر ہم تینوں پہلی فرصت میں یہاں پہنچ گئے۔گیبریل کا اڈا ڈھونڈنے میں کوئی خاص تگ ود نہیں کرنی پڑی ہمیں ،بس پھر یہاں کی پولیس کی مدد لے کر ہم نے وہاں پر چھاپا مار دیا۔

اور تجھے پتہ ہے اس گزرتے ایک ایک لمحے میں میرا دل سو بارہ سے بھی زیادہ مرا تھا۔صرف یہ سوچ کر کے کہیں تجھے کچھ ہو نا گیا ہو۔۔۔

اسکی آواز میں نمی گھلنے لگی۔

سینٹی مت ہو میرے بھائی سب ٹھیک ہے .... ابتسام نے اسکی پیٹھ سہلائی تھی۔

پھر دوسری طرف نظر ڈالی جہاں حسیب اور زیان چپ چاپ بیٹھے تھے۔

تم دونوں واپس پاکستان چلے جاؤ ... اسنے حسیب کو دیکھتے کہا۔

اور وہاں مما کو پتہ نہیں چلنا چاہیئے کہ یہاں کیا ہوا ہے ... اسکی بات پر کاشان نے ہولے سے سر ہلایا۔

اور سر زیان...؟

وہ ابھی نہیں جائیں گئیں مجھے یقین ہے ... اسلئے کہہ رہا ہوں تم دونوں جاؤ تاکہ وہاں کسی کو تمہاری غیر موجودگی پر کوئی شک نا ہو .... سر ہاتھوں میں گرائے اسنے پر سوچ انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے تم اپنا اور بھابھی کا خیال رکھنا اور جلد ہی واپس آجاؤ

انشاء اللہ... یک لفظی جواب دیتے ابتسام نے آنکھیں موند لی

» » » » » » » » » » » » » »

شام کے سائے ڈھلنے لگے تھے زیان اس سے دور ایک سائیڈ پر رکھے صوفے پر براجمان تھا جبکہ ابتسام دوسرے صوفے پر سر صوفے کی پشت سے ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا کاشان اور حسیب زیان اور ابتسام کے مشترکہ فیصلے پر واپس جا چکے تھے

نرس عشال کے روم سے باہر آئی تھی۔

آپکی پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے آپ ان سے مل سکتے ہیں۔

وہ کہہ کر جا چکی تھی زیان نے گردن موڑی۔ابتسام اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔مجھے عشال سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے ... زیان نروٹھے پن سے کہتا کمرے میں چلا گیا۔

بنا کسی مزاحمت کے اسے اجازت دینے والے انداز میں ابتسام نے پھر سے آنکھیں موند لی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ عشال کے کمرے سے باہر آیا۔

دروازا کھلنے کی آواز پر ابتسام نے بنا کسی تاثر سے اسکی طرف دیکھا زیان خاموشی سے چلتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

ابتسام اٹھتا عشال کے وارڈ میں داخل ہوا تھا جہاں اسکی پہلی نظر تکیے سے ٹیک لگا کر پیلی زرد رنگت والی اپنی محترمہ پر پڑی

وہ اس وقت کس قدر خوف کا شکار تھی ابتسام اسکی انگلیوں میں ہوتی غیر مانوس سی حرکت سے معلوم کر چکا تھا۔

کمرے میں کسی کی موجودگی پر عشال نے نظر اٹھائی جہاں ابتسام کھڑا تھا نظروں کا ملاپ ہوا تھا مگر آج اسکی نظریں نا پلٹی تھی نا جھکی تھیں وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی ابتسام نے محسوس کیا تھا اسکی آنکھوں میں پہلی بار وہ عجیب سی وحشت جھلملا رہی تھی "شاید وہ اسے ابتسام سے بد زن کر چکا تھا۔"

ابتسام نے سوچتے گہری سانس اندر لی اور چلتا عشال کے عین قریب آتے اسکے دائیں طرف بازو ٹکائے قدرے آہستگی سے اپنے حصار میں لے لیا۔اپنی کمر پر سخت ہوتی گرفت پر عشال کے سوچوں کے محور ٹوٹے تھے وہ پوری کی پوری ابتسام کی قید میں تھی دل تیزی سے دھڑک اٹھا گزرے لمحوں کو سوچتے آنسو متواتر بہنے لگے اور پھر تمام الجھنوں کو ایک سائیڈ میں رکھتے عشال اسکے گرد بازوؤں کا حصار بنا گئی جس پر ابتسام کی گرفت میں یکدم مضبوطی در آئی

میں ڈر گیا تھا ... تم نے مجھے ڈرا دیا۔

اسکے کندھے پر سر رکھے وہ سرد آہ بھر کے رہ گیا۔

لہجے میں جھلکتی انتہا کی اذیت اور بھاری ہوتی آواز پر عشال کا دل مٹھی میں آیا تھا

اگر آج تم سانس نا لیتی تو مجھے یقین ہے میری سانسیں اسی پل رک جاتیں ... آنکھ سے آنسو نکلتا اسکے بالوں میں جذب ہو گیا۔

آ...اپ پلیز روئیں نہیں۔۔۔اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتی عشال نے منت کی تھی۔ساتھ اپنے ہونے کا احساس بھی دلایا تھا

تم میری اس تکلیف کا مداوا کسی طور نہیں کر سکتی محترمہ جو آج گزری تم پر تھی مگر جھیلی میں نے خود پر ہے۔۔اسکے سامنے بیٹھتے ابتسام نے اسکے سرد پڑتے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔

مجھے لگا تھا کسی نے میری روح کو جسم سے نوچ کر علیحدہ کر دیا ہو اور اس پل میں اتنی تکلیف میں تھا جس کا اندازہ مجھے پاگل کر دیتا۔ٹوٹے بکھرے لہجے میں کہتے وہ کہیں سے بھی وہ مضبوط اعصاب کا مالک سرپھرا ابتسام ابراہیم چوہدری نہیں لگ رہا تھا

عشال بس اسکی سرخ پڑتی آنکھوں سے رواں گرم سیال کو اپنے ہاتھوں پر گرتے دیکھ رہی تھی۔

کمرے میں فسوں خیز خاموش چھا گئی.

بھائی چاہتے ہیں میں انکے ساتھ حویلی واپس آجاؤں وہ اس سب کا زمہ دار آپکو سمجھتے ہیں .... آخر عشال نے کب سے دل میں رکھی بات بول دی۔

ابتسام ہنوز اسکے ہاتھوں کو تھامے سر جھکائے بیٹھا رہا۔

تمہارا بھائی کیا چاہتا میرے لیے یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے تم کیا چاہتی ہو ابتسام چوہدری کو اس سے فرق پڑتا ہے!..

دو ٹوک لہجے میں کہتے ابتسام نے سرخ جلتی آنکھوں کو رگڑا تھا۔

عشال اسکا ہر لفظ اور حرکت بغور سن اور دیکھ رہی تھی۔

کیا تم بھی مجھے اپنے بھائی کی طرح اس سب کا قصور وار سمجھتی ہو جبکہ یہ سب کیا دھرا تمہارے ہی حویلی کے فرد کا ہے...؟

ابتسام کے سوال پر عشال کا سر جھک گیا۔

جواب دو محترمہ کیا تمہیں بھی ابتسام ہی غلط لگتا ہے ... اگر ہاں تو ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کروں گا تم واپس حویلی جا سکتی ہو مگر ... وہ پل کو ٹھہرا۔

عشال دم سادھے اسے سن رہی تھی.

مگر تمہیں اس رشتے میں ہی اپنی تاعمر گزارنی پڑے گئ۔

وہ جملہ کہتے ہی اسکی دماغ کی نسیں ابھر آئیں لہجے میں پتھروں جیسی سختی در آئی تھی

اسنے اپنا حتمی فیصلہ سنایا اور اب عشال کے جواب کا منتظر تھا جو تیز ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ رہی تھی

ابتسام نے اپنی سرخ نظریں اٹھائے اسکی نم آنکھوں میں گاڑھ دی.

جواب دو کیا تمہیں بھی ابتسام چوہدری ہی غلط لگتا ہے؟

عشال ہنوز خاموش تھی

اسکے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

خیر مجھے تم سے اس جواب کی امید نہیں تھی اسکی خاموشی کو اسکی ہاں اخذ کرتے ابتسام نے اسکی طرف طنزیہ مسکراہٹ اچھالی تھی دل تھا جو درد کی شدت سے پھٹنے کو تھا وہ اپنا ضبط برقرار رکھنا چاہتا تھا اسلئے وہاں سے جانا ہی اسے مناسب لگا تھا۔

عشال نے حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھا وہ اسکی خاموشی کا اتنا غلط مطلب نکالے گا اسے ہرگز معلوم نہیں تھا مگر پھر ابتسام کو اپنے پاس سے اٹھتے دیکھ عشال نے فوراً سے اسکی بازو تھامی اسے روکنا چاہا اور اگلے ہی لمحے خود کو اسکی باہوں کے حصار میں چھپا لیا۔

کئی لمحے خاموشی کے نذر ہو گئے اس کمرے میں ان دونوں کی ادھم مچاتی تیز دھڑکنیں کا رقص باخوبی سنائی دے رہا تھا اسکی پیٹھ پر دونوں ہاتھ باندھے عشال نے مضبوطی سے اسے جکڑا تھا جیسے ڈر ہو وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا جبکہ ابتسام یونہی چپ سادھے اسے اپنے حصار میں لیے بیٹھا رہا۔

میں نے آج موت کو بہت قریب سے دیکھا تھا ... بہت بھیانک انتہائی خوفناک میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے تھے ... اسکے گرم آنسوؤں سے ابتسام کو اپنی گردن جھلستی محسوس ہوئی

موت سب کو آنی ہے مگر میں نے اپنی موت کبھی اتنی بھیا...بھیانک...اخذ...نہی...نہیں کی تھی۔

ابتسام نے اسکا چہرا سامنے کرتے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔عشال سسک اٹھی۔

اسکا ہاتھ ہٹائے عشال نے بھیگی پلکیں اٹھا کر پھر سے بولنا چاہا۔

مم..مجھے سانس نہیں آرہی تھی ... میرا دل بند ہو رہا تھا ... میں تکلیف میں تھی ... اور تب بھی میں صرف آپکو سوچ رہی تھی حالانکہ اُس وقت مجھے میرے اللہ کو سوچنا چاہئیے تھا۔

قدرے آہستگی سے پوروں پر اسکے آنسو چنتے ابتسام نے اسے صرف سنا تھا۔

"ایک وہ عذاب جیسی تکلیف تھی جو مجھے اس قبر میں محسوس ہوئی اور ایک یہ ایسی ہی تکلیف ہے جو مجھے آپ سے جدائی پر محسوس ہوتی ہے"

وہ ہچکیاں لیتی رو دی. میرا دل پھٹ رہا تھا جب بھائی نے کہا کہ آپ کو چھوڑ کر حویلی آجاؤں اور میرا دل چھلنی تب ہوا جب آپ نے میری خاموشی کو میری ہاں سمجھ کر مجھے چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا

اسکی آواز بلند ہوئی لہجے میں خفگی در آئی۔

اسکا یکدم کاٹ دار لہجہ ابتسام کو اندر تک چھلنی کر گیا بے ساختہ اسنے عشال کو سینے میں بھینچ لیا۔

د..دور رہیں مجھ سے آپ برے ہیں ... آپ بہت برے ہیں مجھے یقین ہے اگر آج میں آپ کو روکتی نہیں تو آپ مجھے بھائی کے ساتھ بھیج دیتے.

اسکے سینے پر مکے برساتی وہ غصے سے کہتی اونچی آواز میں رونے لگی

"میں تمہیں کبھی خود سے الگ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تم میرے لیے ایسے ضروری ہو جیسے ایک مومن کیلئے اسکا ایمان ضروری ہوتا ہے" اسنے جذبے سے چور لہجے میں کہا۔

عشال کے حرکت کرتے ہاتھ روک گئے کندھے سے لگے اسنے آنسوؤں کو بہنے دینا ہی مناسب سمجھا۔

نہی... نہیں آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے۔

اسکے سینے سے گلے وہ اس سے اسی کی ہی شکایت کر رہی تھی۔

آہ ... ابتسام کی سرد آہ بےساختہ تھی کیونکہ اسے کچھ دیر پہلے کی دلاور شاہ کی موت کا منظر یاد آیا اور وہ منظر جب اسنے زبان پر گن تانی تھی وہ سب کچھ ابتسام چوہدری اسکی دیوانگی میں ہی کر رہا تھا وہ الگ بات تھی لوگ اسکے انداز کو جنونی کہہ دیتے۔

"میری محبت لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی"

نرمی سے کہا گیا۔

مگر آپ مجھے خود سے دور کر رہے تھے۔وہ منمنائی.

کیا تو نہیں تھا. وہ پھر بولا۔

آپ مجھے یہاں چھوڑ کر جا رہے تھے۔اسنے غصے سے کہا۔

تم نے کہاں جانے دیا یار ... ابتسام نے ماتھا سہلایا۔

اگر میں نا روکتی تو آپ چلے جاتے مجھے یقین ہے. وہ پھر روہانسی ہوئی۔

افففففف .... اسکا چہرا سامنے کرتے ابتسام نے باقاعدہ اپنا ماتھا پیٹا تھا

تم میری معصوم محترمہ ہی ٹھیک ہو یار خونخوار محترمہ مت بنا کرو!...

ابتسام نے اسکی سرخ ناک دبائی تھی۔

جواباً عشال مزید ناک سکیڑتے پھر اسکے حصار میں چھپ گئی.

ابتسام جی جان سے مسکرا اٹھا۔

ناراضگی بھی مجھ سے ہے اور پناہیں بھی میری چاہئیے ... یہ تو مجھ پر ظلم ہوا ناں۔گھمبیرتا سے کہتے ابتسام نے اسکی کان کی لو کو ہلکا سا ہونٹوں سے چھوا تھا۔

اسکی اگلی سانسیں سینے میں ہی اٹک گئی اتھل پتھل ہوتی سانسوں میں رونا دھونا بھولے عشال نے اسکی شرٹ کو مضبوطی سے دبوچا تھا۔

اسکی ننھی سی جسارت پر ابھی وہ کوئی قدغن لگاتی اپنی گردن پر اسکا آگ سا دہکتا لمس محسوس کرتے عشال جی جان سے لرز اٹھی

اب...ابتسام... وہ ہکلائی۔

ابتسام نے نرمی سے اسکا چہرا سامنے کیا جھکی پلکوں میں وہ سرخ اناری چہرا لیے گہرے سانس بھر رہی تھی.

ایک تو تم میرا نام لیتی نہیں اور جب نام پکارا بھی تو یوں بیچارے کو توڑ مڑوڑ کر .... اسکی جھکی پلکوں کو نرمی سے چھوتے وہ خفا سا ہوا

تنگ نہی.. نہیں کریں پلیز !...

اور جو تم نے آج میری جان سولی پر لٹکائی تھی اسکا حساب کون چکائے گا۔۔اسے تکیے پر گراتے ابتسام نے بالوں میں منہ چھپایا تھا۔

عشال اس وقت کو پچھتا رہی تھی جب اسنے ابتسام کی پناہوں میں اپنا آپ چھپانے کی غلطی کی تھی

می..میں بیمار ہوں ناں اسلئے آپ تنگ نہیں کریں۔اسکی بڑھتی جسارتوں پر عشال تیزی سے بول گئی۔

تو میں بھی بیمار ہوں ... ڈھیٹائی سے کہتے ابتسام اسکے ساتھ ہی بستر پر دراز ہو گیا۔

عشال نے آنکھیں پھاڑے اسکی طرف دیکھا۔

آپ کو کیا ہوا ہے ... اسنے آنکھیں گھمائیں۔

مجھے عشق ہوا ہے تم سے ... "تم میری روح کا عشق ہو" ... اور یہ ایک لاعلاج مرض ہے.

اسنے تفصیلاً بتایا۔

وہ ابھی کچھ کہتی اسکی کلائی کو جکڑے ابتسام نے اسکا سر اپنے سینے پر رکھ دیا۔

جب تمہیں معلوم ہے تم مجھ سے بحث میں جیت نہیں سکتی تو کیوں کرتی ہو ...؟

تو آپ کو جب پتہ ہے میں جیت نہیں سکتی تو آپ ہار کیوں نہیں مان لیتے...؟

اسکی انداز میں ایک مان سے سوال کرتی وہ ابتسام کو بہت کیوٹ لگی تھی۔

یہ جب جب تم خونخوار محترمہ بنتی ہو نا تو میں بھی اچھے سے بُرا شوہر بن جاتا ہوں ... رازدانہ انداز میں بتاتے ابتسام نے اسکی تھوڑی کو شدت سے چوما تھا۔

اسکے ذو معنی لہجے اور بے باک حرکت پر عشال کے گال حدت سے دہکنے لگے تھے اپنا سرخ چہرا لیے وہ کچھ بھی کہے بغیر اسکے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔

مجھے حویلی نہی جانا میں آپکے پاس رہوں گئی!...

اسکے سینے پر انگلیاں پھیرتی وہ کافی دیر بعد بولی۔

تم میرے پاس ہی رہو گئی کوئی تمہیں مجھ سے دور نہیں لے جا سکتا محترمہ... ابتسام نے یقین سے کہا۔

مگر بھائی وہ تو...

انہیں میں سمجھا لوں گا... پیار سے ... آخری لفظوں پر ذرا سا اٹکتے ابتسام نے گہری سانس بھی بھری۔

"یہ محبت بھی کیا کیا کرواتی ہے" ... وہ سوچ کر رہ گیا۔

سو جاؤ عشال میں تمہارے پاس ہی ہوں کہیں نہیں جا رہا ...

اسکی بے چینی نوٹ کرتے ابتسام پھر بولا تھا

مجھ پر یقین کرو ... اگر میں نے کہا ہے تم میرے پاس رہو گئی تو تم میرے پاس رہو گئی میں کسی صورت تمہیں خود سے دور نہیں بھیجوں گا۔

پکا وعدہ ... ذرا سی گردن اٹھائے وہ خوف سے بھری آنکھوں میں اسکا چہرا بھرے انتہائی معصومیت سے سوال کرتی ابتسام چوہدری کے دل میں اتر گئی تھی۔

کہو تو ابھی یقین دلا دیتا ہوں...! اسنے آنکھ ونک کی۔

اور بس عشال چوہدری کیلیئے وہی کافی تھا وہ پل میں سرخ پڑتا چہرا لیے خفگی سے منہ موڑ گئی

مجھے نیند آرہی ہے ... اسنے نروٹھے پن سے کہا۔

اچھی بات ہے سو جاؤ ... اپنا منصوبہ کامیاب ہوتے دیکھ ابتسام مسکرا دیا۔

مگر وہ خوبصورت مسکراہٹ پل میں ہی غائب ہو گئی اب زیان کا ری ایکشن کیا ہو گا اور اگر اسنے یہاں کی تمام صورتحال سے سفیان کو آگاہ کر دیا تو کیا ہو گا ... ابتسام اب اپنی زندگی میں کوئی نیا ڈرامہ نہیں چاہتا تھا پھر زیان سے بات کرنے کا فیصلہ کرتے اسنے الجھے ذہن کے ساتھ آنکھیں موند لی۔

» » » » » » » » » » » » » »

صبح اسکی آنکھ کھلی ابتسام اسکے پاس موجود نہیں تھا عشال نے اپنی متلاشی نگاہیں ارگرد دوڑائی جہاں ایک سائیڈ میں جائے نماز بچھائے ابتسام ہاتھ اٹھائے اپنے اللہ سے ہمکلام تھا۔

وہ ٹکٹکی باندھے مبہوت سے اسے دیکھتی رہی کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے عشال اسے دیکھتے صرف سوچ سکی تھی مگر ماشاءاللہ کہنا نہیں بھولی تھی۔

اسنے دعا مکمل کرے ہاتھوں کو چہرے پر پھیرا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

عشال اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

طبیعت کیسی ہے اب ...؟

اللہ کا شکر ہے ... وہ مسکرائی۔

ابھی وہاں مزید کوئی بات ہوتی دروازہ نوک ہوا عشال اور ابتسام نے گردن موڑے آنے والی ہستی کو دیکھا۔

ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ لیے وہاں زیان حیدر کھڑا تھا۔

اسلام علیکم بھائی ... عشال اسے دیکھتے خوشی سے چہک اٹھی۔

وعلیکم اسلام بھائی کی پری ... کیسی ہو اب ...؟

گلدستہ اسکے پاس رکھتے اسکے مسکراتے پوچھا۔

الحمدللہ ٹھیک ہوں بھائی اور اب اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔

آخری جملہ ذرا آہستگی سے کہتے عشال نے گردن جھکا دی

زیان اسکے لفظوں کا مطلب بخوبی سمجھ گیا تھا

میں جانتا ہوں تم اپنے گھر جانا چاہتی ہو اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ تم یوں سر جھکائے مجھ سے کہو۔

ابتسام تمہارا شوہر ہے اسکے ساتھ رہنا نا رہنا تمہارا فیصلہ ہے پری.

وہ دونوں بیک وقت مسکرا دیئے۔

ابتسام یونہی خود کو موبائل میں مصروف دیکھاتا رہا۔

دروازہ پھر نوک ہوا اب وہاں نرس اور ڈاکٹر کھڑی تھی

ہمیں پیشنٹ کا چیک اپ کرنا ہے آپ دونوں باہر جائیں پلیز!..

زیان اور ابتسام کمرے سے باہر آگئے۔

ابتسام بھی اسکے قریب بیٹھ گیا تھا اب اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ بات کیسے شروع کرے۔

ہمممم... اسنے گلا گھنگھالا۔

کچھ کہنا چاہتے ہو ... زیان نے اسکی ہچکچاہٹ محسوس کرتے خود ہی پوچھ لیا۔

ہاں!...

کیا کہنا ہے ...؟

میں چاہتا ہوں کل یہاں جو کچھ بھی ہوا تم حویلی میں خاص کر سفیان سے اسکے متعلق کوئی بھی ذکر نا کرو۔

لہجہ کسی بھی طرح کی التجا سے پاک تھا۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات مانوں گا ...؟

کیونکہ تم میرے سالے ہو!..

اسنے دماغ لڑاتے کہا۔

وہی سالا جس پر تم نے کل گن تانی تھی۔وہ طنزاً بولا

آہستہ بولو میری بیوی سن لے گئی۔

تو ایسے کام کرتے ہی کیوں ہو جس سے وہ ناراض ہو۔

کیا کروں غصہ آ جاتا تو دماغ آؤٹ ہو جاتا بلکل اور محترمہ کے معاملے میں تو دل بھی آؤٹ ہو جاتا۔

انتہائی اطمینان سے وجہ بتائی گئی۔

اسلئے تم آہستہ بولو اگر عشال نے سن لیا تو اسنے ناراض ہو جانا ہے بچوں جیسے ... اور پھر اسے منانا بھی بہت مشکل ہے۔

ابتسام کی معصومیت پر زیان نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

ٹھیک ہے میں وہاں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا

اسکی حامی پر ابتسام نے سکھ کا سانس بھرا۔

مگر میری ایک شرط ہے ...؟.

وہ جو صبح سے ریلیکس بھی نہیں ہوا تھا ایکدم سے تشویش کا شکار ہوا

کیسی شرط..؟

میں چاہتا ہوں تم پولیس فورس جوائن کر لو!...

کب سے دل میں رکھی خواہش آج وہ بالآخر زبان پر لے آیا تھا

ابتسام اپنی ی جگہ سے دو فٹ دور اچھلا۔

زیان کو ایسے ہی رہ ایکشن کی توقع تھی

دیکھو ابتسام ہمارے پیشے میں تم جیسے قابل، شاطر اور ماہر بندوں کی بہت ضرورت ہے ... مجھے کوئی تم جیسا ہی چاہیے تھا اور میری تلاش تم پر آ کے ختم ہو گئی ہے۔

اسے گم سم سا بیٹھے دیکھ زیان نے اسے قائل کرنا چاہا شاید وہ یہ بھول گیا تھا سامنے ابتسام ابرہیم چوہدری ہے مقابل کو اپنی لفظوں کے جال میں پھانسنا اسے بخوبی آتا تھا زیان کی کاروائیاں اس پر ہر گز ناکارہ تھی

یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں ایک سر پھرا اور جنونی قسم کا بندہ ہوں آپ مجھے ایسی آفر دے رہے ہیں مجھے تعجب ہوا ہے۔

اسنے سچ کہا.

میں آپکی آفر کا احترام کرتا ہوں مگر یہ شعبہ مجھ جیسے پر سوٹ نہیں کرتا۔

اسنے دو منٹ میں فیصلہ سنا دیا

کوئی وجہ ...؟

بہت سی ہیں!...

کوئی ایک ...؟

ابتسام نے گہری سانس بھری۔

میں ہر کام کو اپنے بنائے گئے اصولوں کے مطابق کرتا ہوں مجھ سے کسی کے آرڈر فالو نہیں ہوتے نا میں کسی کے اصولوں پر چل سکتا ہوں۔

"مجھے کرپٹ لوگوں سے سخت نفرت ہے اسلئے تو میں قاتل بن گیا"

آنے والی زندگی میں، میں اگر پولیس فورس جوائن کر لوں تو مجھے خود پر اتنا بھروسہ ہے کہ کل کو جب میرا پالا کرپٹ لوگوں سے پڑے گا تو میں اسے قانون کے فیصلہ سنانے سے پہلے ہی خود اپنے ہاتھوں سے دردناک موت بخش چکا ہوں گا۔

اسنے خود پر تاسف کرتے کہا۔

میرا اپنے غصے پر کنٹرول نہیں ہے اور میں آنے والے وقت میں آپکے لئے یا کاشان کیلئے مزید کسی مصیبت کو بلاوا نہیں دینا چاہتا اسلئے آپ مجھ سے ایسی امید مت رکھیں۔

میں چلتا ہوں محترمہ کو واپس پاکستان جانے کی گڈ نیوز بھی دینی ہے۔

نرس کو باہر نکلتے دیکھ ابتسام اسکے وارڈ کی طرف چلا گیا

"دنیا کی سب سے بڑی مصیبت تو تم خود ہو ابتسام چوہدری تم کیا کسی مصیبت کو دعوت دو گئے"

منہ میں ہی بڑبڑاتے زیان وہی بیٹھا اسکی باتوں کے متعلق سوچنے لگا۔

« « « « « « « « « « « « « « « « «

ہاں جلدی بولو کیوں کال کی ہے..؟

بولو بھی اب خاموش کیوں ہو...؟

اب کے وہ چیخ پڑی۔

کچھ شرم کر لو لڑکی اپنے ہونے والے شوہر سے بات کر رہی ہو.

حسیب نے اسے شرم دلانی چاہی۔

کر لی شرم ... اب بولو کیوں کی ہے کال...؟

نا سلام نا دعا ... اپنے مجازی خدا سے ایسے بات کرتے ہیں بھلا۔

اسنے تاسف سے کہا۔

میں اپنے مجازی خدا کا سر پھاڑنے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں کروں گئی ... عائشہ غصے سے تلملائی۔

بلکل ایسے ہی مجھ سے پیار کرنے میں بھی دیر نہیں کرنا.

اسنے بے باکی سے کہا۔

عائشہ نے موبائل کو گھورا جیسے اسے گھور رہی ہو۔

سدھر جاؤ حسیب خان ...

"سدھار دو مجھے مسز حسیب خان"..

اففف تم پاگل ہو ... وہ چڑ گئی۔

تم نے پاگل کیا ہے ... وہ ہنسا۔

حسیب ... اسنے دانت پیستے پکارا۔

جی جانِ حسیب ...

میں تھک گئی ہوں ابھی کچھ دیر پہلے شاپنگ کر کے واپس آئی ہوں پلیز تنگ نہیں کرو ... اسنے منت کی۔

میں تو پیار سے بات کر رہا ہوں تم ہی تیکھی مرچی بنی پھرتی ہو جان ... وہ مسکرایا۔

اچھا چلو ٹھیک ہے تم بھی کیا یاد کرو گئی نہیں کرتا تنگ جاؤ ... احسان کرنے والے انداز میں کہا گیا۔

بہت مہربانی تمہاری ... عائشہ نے کال رکھنی چاہی۔

مگر ساری زندگی کیلیئے یہ مہربانی قطع نہیں کروں گا۔

کال کھٹ سے بند ہو گئی۔

اسکی آخری ہنسی پر عائشہ نے مسکراتے موبائل بیڈ پر اچھال دیا ... اب اسے اپنی زندگی مکمل لگتی تھی حسیب کی آمد اسکی زندگی میں خوشیوں کی آمد جیسی تھی دو ہفتے بعد انکا نکاح تھا اور وہ بندہ سارا دن اسے کال کر کے صرف یہی اطلاع دیتا رہتا تھا کہ میں تمہارا ہونے والا شوہر ہوں اور عائشہ بس اسکی الٹی باتوں پر کبھی سر تھام کر رہ جاتی تو کبھی اس پر چڑھ دوڑتی مگر پھر بھی وہ خوش تھی اسے وہ پاگل اپنے ہمسفر کے روپ میں منظور تھا جیسے پاگل کرنے والی بھی وہی خود تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » »

وہ دونوں اٹلی سے پاکستان واپس آ چکے تھے وہاں جو کچھ بھی ہوا ابتسام یا عشال نے گھر میں کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا تھا انکے آنے کی خبر ملتے ہی حویلی سے سب نے انہیں کالز کی تھیں زیان نے وہاں کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا جسکے لئے ابتسام اسکا تہے دل سے مشکور تھا اسے اب اپنی زندگی کی تمام پریشانیاں اور آزمائشیں ختم ہوتی نظر آرہی تھی مگر اب اپنے کہے کے مطابق وہ غصے پر کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا عشال اسکے ساتھ خوش تھی کیونکہ جیسا اسے ہمسفر نوازا گیا تھا اسکے ہوتے دکھوں نے اس سے کنارہ کر لیا تھا اور خوشیاں بن موسم کے اس پر برسنے لگی تھیں۔

تین دن گزر گئے تھے انکی زندگی معمول پر آگئی تھی وہ بالکنی میں کھڑی اپنی زندگی کے متعلق سوچ رہی تھی

نگہت بیگم زری کی طرف گئی ہوئیں تھیں شام کے سائے ڈھلنے کو تھے ہلکی ہلکی ٹھنڈی پھوار کو اپنے ہاتھوں پر گرتے محسوس کرتے وہ بچوں جیسے خوش ہو رہی تھی مگر ابھی بھی ایک کمی تھی جو اسے اندر ہی اندر بے چین کر دیتی تھی اور وہ کمی سید ولید سبحان شاہ تھی وہ گھنٹوں انہیں سوچتی رہتی ان گزرے ایام میں وہ راتوں کو صبح سے سو نہیں پاتی تھی اٹلی میں ہوا وہ خوفناک واقع ابھی بھی کہیں اسکے حواسوں پر سوار تھا وہ ڈر کر اٹھ بیٹھتی اکیلے ہونے کے خوف سے چیخنے لگتی کبھی کبھی سانس بند ہوتا معلوم ہونے لگتا ... مگر اسکو سنبھالنے کیلئے وہ شخص ہمیشہ اسکے قریب رہتا تھا ساری رات جاگ

کر وہ اسے خود میں سموئے ان خوفناک لمحوں سے دور لے جاتا اس پر آیت الکرسی کا ورد کرتا، اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتا تھا اور عشال اسی احساس کے زیرِ اثر اسکی پناہوں میں ہمیشہ خود کو محفوظ اخذ کرتے پرسکون ہو جاتی تھی۔

وہ اس سے محبت کرتا تھا اور عشال اسکی محبت کا احترام کرتی تھی وہ جتاتی نہیں تھی مگر اسکا ہر لفظ ابتسام چوہدری کیلئے اسکی محبت کے پیام سناتا تھا وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی سنگت میں خود کو دنیا کے خوش نصیب ترین لوگوں میں سے تصور کرتے تھے

وہ اس وقت سے کچن میں تھا نگہت بیگم کچھ دنوں سے زری کی طرف ہی رہ رہی تھی شام ہو چکی تھی عشال کو ہلکا سا ٹمپریچر تھا ابتسام اسکے لئے کافی بنانے کی غرض سے کچن میں گیا تھا کھانا وہ دونوں اکثر لیٹ ہی کھایا کرتے تھے

کمرے میں آتے اسکی پہلی نظر اپنی محترمہ پر پڑی جو بالکنی میں کھڑی بخار ہونے کے باوجود بھی ہاتھ باہر نکالے بھیگونے میں مصروف تھی اسکے ماتھے پر کئی بل نمودار ہوئے ٹرے ٹیبل پر رکھتے وہ تن فن کرتا اسکے سر پر پہنچا اور پھر اسکی معصوم شکل دیکھ ابتسام چوہدری کے بل غائب ہو گئے اور غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

یہاں کیوں کھڑی ہو محترمہ ...؟

اسکے گیلے ہاتھ ٹاول سے خشک کرتے نرمی سے مگر سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

عشال ہڑبڑائی تھی پہلے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے اور پھر ابتسام کی سخت نظروں کے مفہوم سمجھتی وہ پلکیں جھکا گئی۔

ویسے ہی دل کر رہا تھا ... سرگوشی نما آواز میں کہا گیا۔

معلوم ہے بخار ہے پھر بھی خود کو تکلیف دینے سے باز نہیں آ رہی تم!.

اسکی بارعب آواز پر عشال اپنی جگہ سے اچھلی تھی

اسنے ذرا سی گردن اٹھائی ابتسام اسے ہی گھور رہا تھا معصوم سی شکل بنائے وہ اداسی سے قدم آگے لیتی اسکے حصار میں چھپ گئی

ابتسام کو اس سے ایسے ردِ عمل کی توقع نہیں تھی وہ تھوڑا پریشان ہوا وہ کوئی سوال کرتا عشال خود ہی بول پڑی۔

میں نے کتنی بار کہا ہے آپ کو جب میں بیمار ہوتی ہوں تو مجھ پر غصہ مت کیا کریں ... انتہائی معصومیت سے شکوہ کیا گیا۔

تو تم مجھے تکلیف کیوں دیتی ہو ... اسکو سامنے کرتے ابتسام نے اسکے سرد ہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھوں کی حرارت میں قید کیا تھا

میں تو بس سوچ رہی تھی ہاتھ خود ہی باہر بارش میں بھیگ گئے مجھے پتہ ہی نہیں چلا ... کندھے اچکائے پھر معصومیت سے کہا۔

افففف ابتسام نے آنکھیں میچی۔

تم مجھے پورا کا پورا پاگل کر دو گئی ... وہ افسوس سے بولا

آپ مجھے پاگل کہہ رہے ہیں ...

نہیں تمہاری ان اداؤں اور معصومیت کا تذکرہ کر رہا ہوں... اسے باہوں میں بھرے ابتسام اسے بیڈ تک لایا تھا

باقی میری محترمہ ماشاء اللہ سے بہت سمجھدار ہیں

اس پر کمفرٹر اوڑھے وہ محبت سے چور لہجے میں گویا ہوا۔

یہ کوفی پیو اور خبردار اگر اب یہاں سے ہلی بھی تو ... اسنے مصنوعی غصے سے کہا تو عشال سر ہلائے کافی کے گھونٹ بھرنے لگی۔

بہت اچھی بنی ہے ... اسنے دل سے تعریف کی۔

جواباً اسکے گال پر بوسہ دیتے ابتسام مسکرا دیا.

آپ کو پتہ ہے میں روز دعا کرتی ہوں کہ اللہ پاک ہر لڑکی کے نصیب میرے جیسے خوبصورت کر دیں ہر لڑکی کو آپ جیسا اتنا پیار کرنے والا اور کیئرنگ ہسبنڈ ملے۔

کپ سے اٹھتی بھاپ کو دیکھتے وہ سرگوشی نما آواز میں ابتسام کو بتا رہی تھی جو پوری محویت سے اسکی ٹمٹماتی آنکھوں اور چھوٹی سی سرخ ناک کو دیکھتا مسکرا رہا تھا

میں اتنا اچھا نہیں ہوں محترمہ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔

قدرے آہستگی سے اسکا ہاتھ سہلاتے وہ مخمور سا بولا

میں صرف تمہارے لیے اچھا ہوں باقی دنیا کیلئے میں آج بھی برا ہوں

میں ایسا نہیں سمجھتی اور حویلی میں بھی سب میرے جیسا ہی سوچتے ہیں۔

مثلاً!...

ابتسام نے تھوڑی تلے ہاتھ ٹکاتے پوچھا۔

وریشہ آپی کی کال آئی تھی انہوں نے آج مجھ سے بہت عجیب بات کہی.!..

کیا کہا انہوں نے...؟

اسے اپنے حصار میں لیتے ابتسام نے پوچھا۔

انہوں نے کہا کہ آپ نے میری وجہ سے انکا خون معاف کر دیا!...

اسنے نام لینے سے پرہیز کیا تھا۔

ہاں صحیح کہا تمہاری آپی نے۔ذ سنے گہری سانس اندر لی

پھر کچھ لمحے بعد وہ بولا عشال اسے ہی دیکھ رہی تھی

میں نہیں چاہتا آج کے بعد میرا یا تمہارا ماضی ہم ڈسکس کریں.

کیونکہ وہ ماضی ہے اور جب تک ہم ماضی کو کریدتے رہتے ہیں خود کو تکلیف دیتے رہتے ہیں اس وقت کیا ہوا ... ہم نے کیا کھو دیا اور کیا پا لیا ... سب ماضی میں چھوڑ دینا چاہیئے اور جب ہم ایسا

کرتے ہیں تو ہمیں موقع ملتا ہے کہ ہم دیکھ سکیں اور پرکھیں کہ ماضی میں ہم نے جو کھویا تھا اس سے بہترین ہمیں ہمارے آج میں نوازا گیا ہے بیشک اپنی جان سے پیاری چیز جب ہم کھو دیتے ہیں تو اس تکلیف کا مداوا کوئی نہیں کر سکتا اور نا ہی اسکا کوئی نعم البدل ہوتا ہے مگر ہمارا اللہ ہمیں اس سے بہتر نواز کر ہمیں مطمئن ضرور کر دیتا ہے وہ ہمیں تنہا نہیں چھوڑتا وہ ہمیں صبر سے نواز دیتا ہے۔

میرے ساتھ جو ہوا اسے میں اپنے اللہ کی مصلحت کبھی نہیں کہوں گا ایسا کہنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ وہ میرے بھائی بھابھی تھے مگر میں صبر کر چکا ہوں اور اپنے اللہ کی رضا میں مطمیئن ہوں.

اسنے مسکراتے عشال کے گرد اپنی گرفت مضبوط کی تھی وہ جو یک ٹک اسے سن رہی تھی دل ہی دل میں اپنے اللہ کی دیئے گئے اتنے انمول اثاثے کا شکر ادا کرتی وہ اسکے کندھے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی تھی

وہ شخص ہیرا تھا اور اس ذات کا شکر ادا کرنے کیلئے عشال کو اپنی یہ زندگی بہت کم لگتی تھی

آپ میرا کل اثاثہ ہیں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔

مدھم سی سرگوشی ہوئی

میں اس محبت کا ہمیشہ مان رکھوں گا۔

اسکے ماتھے پر لب رکھے کہا گیا

ان خوبصورت سی سرگوشیوں پر زندگی بھی مسکرا اٹھی تھی

» » » » » » » » » » » »

زیان یہ چیٹنگ ہے تم پچھلے ایک ہفتے سے مجھے کہہ رہے ہو کہ تم آج آؤ گئے... آج آؤ گئے اور تمہارا وہ آج پتہ نہیں کب آئے گا۔

غصے کی شدت سے وہ چیخ پڑی۔

موبائل کی دوسری سائیڈ زیان نے اپنا سر تھام لیا

یار آج اسلام آباد آنا تو ہے نا فیری پھر غصہ کیوں کر رہی ہو!...

زیان نے نرمی سے کہا۔

میری بات کان کھول کر سن لو مسٹر زیان حیدر میں اسلام آباد تمہارے ساتھ جاؤں گئ اور اگر آج کی ڈیٹ میں تم واپس حویلی نہیں آئے تو پھر وہی اسلام آباد میں ہی رہنا یہاں قدم رکھنے کی جرآت بھی مت کرنا ... غصے سے تلملاتے وریشہ نے کال کٹ کر دی اور موبائل بیڈ پر اچھال دیا۔

افففف کیا کروں میں اسکا ... زیان نے بڑبڑاتے پھر سے موبائل اٹھایا تھا

تم آج کل بہت زیادہ نہیں اپنی مرضی کرنے لگی۔شاہ نے اسے گھورا تھا

اف ہو شاہ اب کیا کیا میں نے..؟ وہ انجان بنی۔

تم سے کس نے کہا کے تم بال کٹاؤ گئی ...؟وہ غصے سے استفار کر رہا تھا

جواباً وہ خاموش رہی اور رخ آئینے کی طرف موڑ دیا۔

وہ قدم اٹھاتا اسکے سر پر جا کھڑا ہوا اور رخ اپنی طرف موڑا

بولو کس نے کہا کہ تم بال کٹاؤ گئی وہ بھی میری مرضی کے بغیر .؟

شاہ میں پوچھنے والی تھی نا آپ سے اور اس میں اتنا غصہ کرنے والی کون سی بات ہے ... معصومیت کی انتہا تھی

یہ جو تم معصوم شکلیں بنا کر سوچتی ہو کہ مجھے منا لو گئی تو تمہاری غلط فہمی ہے اسکی کمر کے گرد بازو باندھے شاہ نے اسے قریب کیا تھا

شاہ ... وہ خفا سی بولی۔

جانِ شاہ مجھے تمہارے لمبے بال ہی پسند ہیں تو سوچنا بھی مت کہ تم ان کو کٹواؤ گئی۔

تو آپ بھی تو بال کٹواتے ہیں میں نے کبھی کچھ کہا کیا آپ سے؟

وہ روہانسی ہوئی۔

شاہ نے پہلے حیرت سے اسے دیکھا پھر اسکا زندگی سے بھرپور قہقہہ اس کمرے کی فضا میں تحلیل ہوا

آپ مجھ پر ہنس رہے ہیں ... وہ باقاعدہ روتے بولی تھی

تمہارے پاگل پن پر ہنس رہا ہوں جانِ شاہ۔وہ پھر ہنسا.

میں پاگل نہیں ہوں آپ ہوں گئے پاگل ... آپ کے بچے پاگل ... ہووو ... اسکے حصار سے نکلتی وہ تن فن کرتی بیڈ کی طرف گئی تھی

شاہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا

تم نے مجھے سید سفیان شاہ کو پاگل کہا ... وہ سخت تیوروں میں بولا۔۔۔اسکی چلو خیر تم نے میرے بچوں کو پاگل بولا ... تمہاری آج خیر نہیں تمہیں بتاتا ہوں میں!...

سختی سے اسے گھورتے شاہ نے اسکی طرف قدم اٹھائے تھے

ششش.. شش...شاہ میں جلد بازی میں بول گئی تھی ... وہ بوکھلاتی پیچھے کی طرف قدم لینے لگی

نہیں جانِ شاہ میں بہت دن سے دیکھ رہا ہوں تمہارے پر نکل آئے ہیں اور اس پر دا جی بی جان کی ٹیک لے کر تم مجھے کافی بار زچ کر چکی ہو آج تو وہ بھی نہیں ہیں ... آج نہیں بچو گئی تم!...

شاہ نے اسے اپنے خطرناک ارادوں سے باور کروایا تھا

ششش..شاہ اگر .. آپ نے مجھے کچھ کہا تو میں ناراض ہو جاؤں گئی ... اسکا ننھا سا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا

سفیان شاہ کوئی پیش رفت دکھاتا انوشے بیڈ پر پڑا کمفرٹر اٹھاتی اسکے اوپر پھینک کر وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئی تھی

وہ سب اتنی جلدی ہوا تھا سفیان شاہ کو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آیا تھا اور جب تک سمجھ میں آیا اسکی جانِ شاہ وہاں سے فرار ہو چکی تھی۔

رکو تمہیں بتاتا ہوں ابھی ... بلند آواز میں کہتے وہ بھی اسکے پیچھے ہی کمرے سے باہر بھاگا تھا۔

ایک اس لڑکی کے موڈ سونگز اور دوسرا اسکا ناک پر بیٹھا غصہ ژیان حیدر یہ نا ہو آج کے سرپرائز کے چکر میں تم جہنم پہنچ جاؤ اپنی بیوی کے ہاتھوں ... گاڑی سے نکلتے ہاتھوں میں فریش گلاب کا گلدستہ اٹھائے وہ مسلسل خود سے ہی باتیں کیے جا رہا تھا اپنے تمام کام وہ نمٹا آیا تھا اب صرف بیوی کو منانا تھا جس کو منانا زیان حیدر کیلیئے کافی آسان ثابت ہوتا تھا مگر جب سے ان موڈ سونگز کا چکر شروع ہوا تھا اسکو منانا بے حد مشکل ہو گیا تھا اسکے متعلق سوچتے ہی زیان کے ہونٹوں پر دلفریب سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہ حویلی میں داخل ہوا۔

انوشے رک جاؤ شرافت سے وگرنہ میں نے پکڑ لیا تو بہت مار پڑے گی تمہیں ... اسکے پیچھے بھاگتے سفیان نے زور دار ہانک لگائی تھی۔

پہلے پکڑ کے تو دکھائیں ... اسے انگوٹھا دکھاتی وہ کھلاتی اس لال حویلی کے بڑے سائیں کی دوڑیں لگوا رہی تھی

وہاں کے ملازم وہ منظر دیکھ حیرانگی سے بل کھا کے گرنے کو ہوئے تھے کہاں وہ چپ چاپ سا خود کی دنیا میں مگن رہنے والا خود سر ظالم حاکم اور کہاں وہ سفیان شاہ جس کے چہرے سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی اپنی بیوی کے پیچھے ساری حویلی میں بھاگ رہا تھا

انوشے کی خوبصورت کھکھلاہٹوں کے ساتھ اسکی پازیب کی چھنک بھی اس لال حویلی کی درو دیوار میں گونج رہی تھی جس کا مطلب تھا لال حویلی کی خوشیاں جاگ چکی ہیں وہاں ہزاروں کی تعداد میں ملازم تھے اور جو جو وہ منظر دیکھ رہا تھا انکی خوشیوں کی دعا خودبخود انکی زبان پر جاری ہونے لگتی تھی

وہ بھاگتی تھک چکی تھی اسکی نظر لاؤنج پر پڑی دوڑ لگاتی وہ اس ہال نما لاونج میں داخل ہوئی اور وہاں رکھے بڑے سے صوفے کے پیچھے چھپ گئی۔

سفیان شاہ اسکی پازیب کی آواز پر وہاں پہنچا تھا مگر وہ سامنے کہیں نہیں تھی

میں جانتا ہوں تم یہی ہو جانِ شاہ خود باہر آجاؤ ورنہ ... مصنوعی غصہ دکھاتے اسنے بات اُدھوری چھوڑی تھی اور دبے دبے قدم اٹھاتا اسی صوفے کے طرف بڑھنے لگا جس کی سائیڈ پر اسے انوشے کا سرخ رنگ کا ڈوپٹہ نظر آیا تھا

ابھی وہ آگے بڑھتا انوشے نے ایکدم سے اٹھتے وہاں پڑے تمام کشنز اٹھائے اس پر حملہ بول دیا تھا

اتنی آسانی سے آپ مجھے نہیں پکڑ سکتے ... کھکھلا کر ہنستی وہ باری باری تمام کشنز اسکی طرف پھینک رہی تھی جن میں سے بڑی مہارت کے ساتھ کچھ کیچ کرتے اور کچھ کا نشانہ خراب کرتے سفیان بچتا بچاتا اس تک پہنچنے ہی والا تھا جب آخری کشن انوشے نے زور دار طریقے سے اسکی طرف پھینکا سفیان شاہ تو نیچے جھک گیا مگر لاونج میں داخل ہوتے زیان حیدر کے سر میں وہ ضرور بجا تھا

افففف ... کیا ہو رہا ہے کونسی صدی کی جنگ چھڑی ہوئی ہے یہاں

اسنے غصّے سے استفار کیا

انوشے اور سفیان اپنی اپنی جگہ رک گئے

زیان جو اتنے شور پر وہاں بھاگا بھاگا آیا تھا لاونج کی حالت دیکھ کر حیرت کا شکار ہو گیا

یہ سب اسنے کیا ہے بھائی۔

نہیں میں معصوم ہوں بھائی میں نے کچھ نہیں کیا ... دبدو جواب دیتے انوشے اسکے حصار میں چھپ گئی

تم دونوں ہی معصوم ہو اس کمرے کی حالت تم دونوں کی معصومیت کو باقاعدہ ظاہر کر رہی ہے۔

زیان نے دونوں کو گھورا۔

یہ مجھے تنگ کر رہے تھے بھائی. دنیا جہاں کی معصومیت سجائے وہ ایکٹنگ کرتے بولی

اسکی ایکٹنگ پر تو سفیان شاہ غش کھانے کو تھا

اللہ یہ جھوٹ بول رہی ہے بھائی ... وہ فوراً بولا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے اور یہ حویلی میں کوئی طوفان آیا تھا کیا..؟

ابھی وہاں مزید کوئی کچھ بولتا وریشہ کی آواز پر سب پلٹے تھے

وریشہ نے نظر ان دونوں معصوم چہروں پر ڈالی پھر نظر گھمائی اور رک گئی۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا زیان حیدر اسکے سامنے کھڑا تھا

تت..تم کب آئے .. تم تو اسلام آباد میں تھے ناں..؟

وہ حیرت زدہ ہوئی

تھا اب میں وہاں نہیں ہوں۔زیان نے بتیسی نکالے جواب دیا

تو تم مجھ سے جھوٹ بول رہے تھے تنگ کر رہے تھے مجھے۔

ان دونوں کی لڑائی ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنی نوک جھوک میں مصروف ہو گئے

میں سرپرائز دے رہا تھا تمہیں ... اسنے ڈرتے ڈرتے بتایا۔

بھاڑ میں گیا تمہارا سرپرائز ... وہ غصے سے تلملائی۔

انوشے اور سفیان کبھی وریشہ تو کبھی زیان کا منہ دیکھتے ایک خونخوار شیرنی تھی تو دوسرا بھی شیر تھا مگر پھر بیوی کے سامنے کس کی چلتی ہے چاہے پھر وہ شیر ہو یا سوا شیر۔

آپ دونوں اپنی لڑائی کیری اون کریں میں اور میری بیوی شام کی تیاری کر لیتے ہیں ... انتہائی معصومیت سے کہتے سفیان انوشے کا ہاتھ پکڑے وہاں سے واک آوٹ کر گیا۔

میں اس جھوٹے انسان سے بات نہیں کرنا چاہتی ... وہ تن فن کرتی کمرے میں چلی گئی

کس نے کہا تھا زیان بیٹا سرپرائز دینے کو ... اسنے خود کو کوسا

یہاں کی صفائی کروائیں ... ملازمہ کو حکم دیتا وہ وریشہ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

شاہ ایک بات کہوں..؟

زینے پھیلا نگتی انوشے سیریس تھی

جی کہو...! وہ مستفر ہوا

شاہ آپ گاؤں میں سب سے جھوٹ کیوں بولتے ہیں۔۔؟

کونسا جھوٹ بولا ...؟ وہ حیران ہوا

میرا مطلب ہے جھوٹ نہیں آپ نے رحمٰن چاچا کے بیٹے کو سزا دی تھی اسکی اصل وجہ آپ نے کیوں نہیں بتائی انہیں ... آپکو انہیں بتانا چاہیئے تھا کہ انکے بیٹے نے اس لڑکی کے ساتھ زیادتی کی تھی

شاہ چپ چاپ بیڈ پر دراز ہو گیا انوشے کمرے میں آتے اسکے قریب بیٹھی تھی

شاہ گاؤں والے سب آپکو ظالم کہتے ہیں اور مجھے بہت برا لگتا ہے اور کچھ تو آپ کو بد دعائیں ... اسکی آواز بھیگ گئی

شاہ نے اسکا چہرا دیکھتے اپنے حصار میں لے لیا۔

اگر میں انہیں وجہ بتا دیتا تو رحمان چاچا اور انکی بیوی اپنے بیٹے کہ حرکت پر جیتے جی مر جاتے یہاں تک کے نوبت خودکشی تک آجاتی انکو اپنے بیٹے پر بہت فخر تھا... وہ قدرے آہستگی سے کہتا اسکے آنسو پونچھنے لگا

اور رہی بات بد دعاؤں کی تو میری جان میری نیت میرا اللہ بہتر جانتا ہے انکی بد دعائیں اگر مجھے لگ بھی جائیں تو تمہاری دعائیں ان بد دعاؤں کا اثر زائل کر دے گئی۔اسکے لہجے میں یقین تھا

انوشے مسکراتی اسکو دیکھنے لگی۔

« « « « « « « « « « « «

عائشہ کی دسویں بار کال آ چکی ہے وہ بہت غصے م..میں ...

اندر آتے ابتسام کے باقی کے الفاظ حلق میں ہی دب گئے تھے

سامنے کے منظر نے اسکے تمام حواسوں کو مختل کر دیا تھا وہ مبہوت سا اسے دیکھتا رہ گیا سفید اور گولڈن کلر کی نفیس سی ساڑھی میں وہ اسے آسمان سے اتری اپسرا لگ رہی تھی اسکی بلا کی خوبصورتی اور حسن نے ابتسام چوہدری کو پلکیں چھپکانے سے عاری کر دیا تھا بالوں میں لوز کرل ڈالے لائیٹ سے میک اپ میں ہونٹوں پر سرخ لپسٹک لگائی تھی کلائیوں میں خوبصورت سی گولڈن کلر کے چوڑیاں پہن رکھی تھی نفیس سے گولڈن کلر کے نیکلس نے اسکی صراحی دار گردن کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا

وہ محویت سے اسے دیکھتا چلتا اسکے قریب آرکا ابتسام کی لو دیتی محبت سے چور نظروں کی تپش کو خود پر ٹکے دیکھ وہ اچھی خاصی نروس ہوئی تھی۔

عشال نے ذرا سی گردن اٹھائے اسکی طرف دیکھا وائیٹ کلر کے کلف لگی قمیض شلوار کے ساتھ گولڈن کلر کی ویسٹ کوٹ میں ملبوس بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیے کلائی میں برینڈڈ واچ ڈال رکھی تھی آنکھوں میں ستائش لیے وہ اسے دیکھتا انتہائی خوبصورت اور پر کشش لگ رہا تھا

مجھے سمجھ نہیں آتی محترمہ تم پہلے سے ہی اتنی کیوٹ ہو یا میری محبت تمہیں مزید خوبصورت بنا رہی ہے۔

اسکی گال سہلاتے وہ مخمور سے لہجے میں سوال کرتا اسکی دھڑکنیں منتشر کر گیا تھا۔

شرمگین سی مسکراہٹ نے عشال کے ہونٹوں پر احاطہ کیا تھا

یہ آپکی بے پناہ محبت کا کمال ہے ... وہ مسکراتے بولی۔

اور تم مجھے خود سے محبت کرنے پر مجبور کرتی ہو مختصر تم نے مجھے اپنا قائل کر لیا ہے .. اسکا گال چومتے وہ شدت سے کہتا مسکرایا تھا

عشال کی سانسیں یکدم تیز ہوئی تھی

بہت خوبصورت لگ رہی ہو اتنی کے دل کر رہا ہے تمہیں میرے علاوہ کوئی نا دیکھے مگر افسوس اگر ہم وہاں پر نا پہنچے تو دولہن خود چل کر ہمیں یہاں لینے آ جائے گئ

وہ ہنسا تو عشال بھی ہنس دی۔

پھر تو ہمیں جلدی چلنا چاہئیے ورنہ آپ کا کہا واقع میں سچ ہو جائے گا .

عشال نے ہنستے حجاب اوڑھا تھا اس ساری کاروائی میں ابتسام بنا پلک جھپکائے اسے دیکھتا رہا تھا.

» » » » » » » » » » » »

گاڑی سے اترتے اسکا ہاتھ تھامے ابتسام اسکے ساتھ چلتا شان و شوکت سے ہال میں داخل ہوا تھا ناجانے کتنی نظریں تھیں جو اس حسین و جمیل کپل پر جم گئ تھی ابتسام نے خود پر بیک وقت کئ نظریں مرکوز دیکھی تھیں پھر اسنے عشال کی طرف دیکھا جو دولہن کے جوڑے میں ملبوس سامنے سے

آتی عائشہ کو دیکھ رہی تھی انہیں سلام کرتی ابتسام سے کچھ گفتگو کرنے کے بعد وہ عشال کو اپنے ساتھ عورتوں والی سائیڈ پر لے گئی تھی جبکہ ابتسام اسی ہال میں دوسری طرف زیان اور سفیان کے ساتھ کھڑے حسیب کے پاس چلا گیا تھا مگر ایک نظر اپنی محترمہ پر ڈالنا نہیں بھولا تھا

اتنے زیادہ ہجوم کو دیکھتے عشال ہچکچاتی ہوئی آگے آئی تھی مگر اسکی ساری ہچکچاہٹ اگلے ہی لمحے اڑن چھو ہو گئی۔

سامنے بی جان کے ساتھ وریشہ اور انوشے کو دیکھ جیسے وہ جی اٹھی تھی خوشی کے مارے وہ بھاگتی ان تک پہنچتی بی جان کے گلے لگ گئی وہ پورے ایک مہینے بعد ان سے مل رہی تھی

وریشہ بی جان اور انوشے کی تو خوشی کی انتہا باقی نہیں تھی

عبایا اتار دو پری یہاں کوئی میل نہیں ہے ... عائشہ نے کہا۔

ان سب سے ملنے میں وہ اتنی مگن ہوئی تھی کہ عبایا اتارنا ہی بھول گئی تھی مگر جب اگلے ہی لمحے اسنے عبایا اور حجاب اتارا تو ان چاروں کے سمیت وہاں موجود تمان عورتیں اس اپسرا کو ستائش

نظروں سے دیکھتی رہ گئی وہ لگ ہی اتنی حسین رہی تھی کہ جو دیکھتا اسے بس دیکھتا رہ جاتا ان سب کی نظریں خود پر ٹکی دیکھ عشال وریشہ کی اوٹ میں ہوئی تھی۔

ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہے میری بچی میں صدقے جاؤں ... بی جان نے اسکے کان کے پیچھے کالا ٹیکہ لگایا تھا

دولہن میں ہوں عشال ... عائشہ نے اسے یاد دلانا چاہا۔

انوشے نے ہنستے اسکے کھلے منہ کو بند کیا تھا

دولہن آپ ہی ہیں مگر کیا کر سکتے ہیں اب پری ہے ہی اتنی پیاری ... انوشے کے کہنے پر عشال کے گال سرخ پڑ گئے

آج تو تم ضرور ابتسام بھائی کے دل پر بجلیاں گرا کر آئی ہو گئی۔

وریشہ نے بھی فقرہ اچھالا تھا۔

وہاں سب بیک وقت ہنس دی

عشال نے بی جان کے حصار میں چھپنے کی کوشش کی تھی

بی جان یہ مجھے تنگ کر رہی ہیں ... اسکے معصومیت سے کہنے پر بی جان صدقے واری ہوئی تھی ساتھ ان سب کو ڈپٹ بھی دیا تھا

عائشہ تم یہاں ہو سٹیج پر چلو تم دولہن ہو بچے اور دولہنیں ایسے ہر جگہ سیر و تفریح کرتی اچھی نہیں لگتی اور نا ہی اتنا اونچا ہنستی ہیں۔ مسز ذولفقار نے اسے ڈپٹا تھا

افففف مما میں دولہن ہوں کوئی سرخ جوڑے میں لپٹی گڑیا نہیں جو وہاں بیٹھی رہوں۔

اسنے تنگ آ کر کہا آج کے دن میں نا جانے کتنی بار وہ اپنی مما سے ڈانٹ سن چکی تھی مگر ایسی کوئی ڈھیٹ تھی باز پھر بھی نہیں آتی تھی

تم صرف حسیب بھائی کی افلاطون ہو ... اب کی بار عشال نے فقرہ اچھالا تھا

ناٹ بیڈ تم بھی بول لیتی ہو۔عائشہ نے بھرپور قہقہہ لگایا مگر اگلے ہی لمحے اسکے منہ سے سسکی نکلی کیونکہ مسز ذولفقار نے اسکا کان مڑوڑا تھا

افففف ہو مما آج میں نے رخصت ہونا ہے آج تو ظلم نا کرے مجھ پر

اسنے دہائی دی۔

جبکہ وہ سب منہ چھپائے کھسیانی ہنسی ہنس رہی تھی

چلو سٹیج پر اور اب مجھے ادھر ادھر تم ٹہلتی نظر مت آنا

مجال ہے جو کوئی بات سن لو تم میری .... مصنوعی غصے سے کہتی وہ اسے سٹیج پر لے گئی

میں ڈیڈ سے آپکی شکایت کروں گئی۔ سٹیج پر دھپ سے بیٹھتے اسنے پھر سے ہانک لگائی۔

عشال وریشہ اور انوشے کا ہنس ہنس کر پیٹ میں درد میں ہو رہا تھا وہ عجیب ہی دولہن تھی شادی اسکی تھی مگر وہ ہال میں ایسے ٹہل رہی تھی جیسے کسی اور کی شادی اٹینڈ کرنے آئی ہو۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

نکاح کی رسم ادا ہو چکی تھی مبارکباد کا سلسلہ ختم ہوا تو کھانے کا دور شروع ہو گیا ادھر سب کھانا کھا رہے تھے تو دوسری طرف برائیڈل روم میں حسیب خان اور مسز حسیب کا فوٹو شوٹ جاری تھا جو کے خود عائشہ نے رخصتی سے پہلے نکاح کے بعد کرنے کو کہا تھا کافی ساری فوٹو کھنچوانے کے بعد عائشہ کچھ سوچتی لہنگا سنبھالے اٹھی تھی حسیب تم چلو میں آتی ہوں۔

اسے کہتے عائشہ نے موبائل نکالا تھا ابتسام کو میسج کرتے اسنے برائیڈل روم کے پاس بلایا اور خود عشال کی طرف چلی گئی۔

عشال کو اپنے ساتھ لیے وہ برائیڈل روم کی طرف آئی جہاں ابتسام پہلے سے ہی انکا منتظر تھا

تمہارا میسج ملا تھا کیا بات کرنی ہے تمہیں ...؟ .

نظریں عشال پر جمائے اسنے عائشہ سے سوال کیا۔

بات نہیں کرنی میں چاہتی ہوں تم دونوں کا بھی فوٹو شوٹ ہو ... عائشہ کی خواہش پر ابتسام دلکشی سے مسکرایا تھا جبکہ عشال جز بز سی کھڑی تھی

اور تم دونوں کا فوٹو شوٹ میں خود کروں گئی۔عائشہ نے اپنا موبائل نکالتے کہا.

ابتسام جو بات بولنے والا تھا عائشہ پہلے ہی اسکا حل اسکے سامنے رکھ چکی تھی اب اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

ضرور مجھے خوشی ہو گئی۔وہ مسکرایا

افف ہو عائشہ آج تمہاری رخصتی ہے اور تمہیں ہمارے فوٹو شوٹ کی پڑی ہے۔

ہاں وہ اسلئے میری پیاری پری کیونکہ آج تم بہت کیوٹ لگ رہی ہو اور اسکے بعد ناجانے میں تم سے کبھی مل پاؤں یا نہیں ... تو میں چاہتی ہوں اس دن کو یاد گار بنایا جائے۔

اسکی بازو سے پکڑے عائشہ نے اسے ابتسام کے پہلو میں لا کھڑا کیا۔

عشال گھبراتی انگلیاں چٹخنے میں مصروف تھی

گھبرا کیوں رہی ہو محترمہ ... میں صرف تصویر لے رہی ہوں تمہیں یا تمہارے شوہر کو قید نہیں کر رہی۔

ابتسام کے انداز میں اسے پکارتی عائشہ شرارت سے گویا ہوئی تھی۔

میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا ... اسکے قریب ہوتے عشال نروٹھے پن سے بولی تھی

ہاں تو اور میری محترمہ بہت بہادر ہے. کہتے ہی ابتسام نے اسکی نازک کمر کے گرد بازو ڈالے اپنے انتہائی قریب کیا تھا۔

عشال اسکی حرکت پر بوکھلاتی کبھی عائشہ تو کبھی اسے دیکھنے لگی مگر وہ تو لاپرواہ بنا فوٹو شوٹ کروانے میں مصروف تھا اور وہ انوکھی دولہن اپنی دوست اور منہ بولے بھائی کا الگ الگ پوز میں فوت شوٹ کرنے میں مصروف تھی۔

» » » » » » » » » » » »

وہ تینوں ایک ساتھ برائیڈل روم سے باہر آئے تھے رخصتی کا شور اٹھا تھا عائشہ سب سے ملتی خوب روئی تھی عشال ایک سائیڈ میں پیچھے کھڑی رونے میں مصروف تھی ابتسام اسکی غیر موجودگی پر کچھ کہتا عائشہ نے خود ہی اسے پکار لیا وہ سوں سوں کرتی عائشہ تک ابھی آتی ایک دم سے اسکا سر چکرایا تھا ابھی وہ زمین بوس ہوتی ابتسام جو کب سے اسے ٹکٹکی باندھے ہجوم میں ڈھونڈ رہا تھا بھاگتا اس تک آیا تھا اور اسے گرنے سے پہلے تھام لیا تھا۔

وہاں سب اسکی حالت ہر پریشان ہو گئے تھے ابتسام دیوانہ وار بھاگتا اسے گاڑی میں ڈالے ہوسپٹل کی طرف بھاگا تھا حویلی کے تمام لوگ بھی انکے پیچھے ہوسپٹل کی طرف روانہ ہوئے تھے عائشہ رخصت ہونے کے بجائے عشال کے ساتھ جانا چاہتی تھی مگر پھر زیان کے سمجھانے پر وہ حسیب کے ساتھ گھر چلی گئی۔

» » » » » » » » » » » »

وہ سب وارڈ کے باہر پریشان سی صورت لیے کھڑے تھے جبکہ ابتسام چوہدری اضطرابی کیفیت میں چکر کاٹ رہا تھا اسکی طبیعت تو ٹھیک ہو چکی تھی اب اسکو رات کو ڈرؤانے خواب بھی نہیں آتے تھے وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئی تھی پھر یوں اچانک اسے کیا ہوا تھا سوچ سوچ کر اسکا دماغ پھٹ رہا تھا آنکھیں حد سے زیادہ لال ہو رہی تھی اس لمحے زیان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا

کیوں پریشان ہو رہے ہو پری ٹھیک ہو گئی۔

زیان نے اسے دلاسہ دینا چاہا.

انشاء اللہ... سفیان نے بھی کہا

مگر وریشہ بی جان اور انوشے اپنی جگہ پریشانی سے دوہری ہو رہی تھی دا جی الگ پریشان تھے۔

ڈاکٹر اسکے وارڈ سے باہر آئی تھی

ڈاکٹر میری بیوی کیسی ہے وہ .. کیا ہوا ہے اسے..؟

ایکدم سے انکی طرف لپکتے ابتسام ایک ہی سانس میں بولا تھا

وہاں سب ڈاکٹر کے ارگرد مکھیوں کی طرح جمع ہوئے انکے جواب کا انتظار کرنے لگے۔

مبارک ہو آپ بابا بننے والے ہیں... آپکی وائف امید سے ہیں۔

انہوں نے خوشدلی سے کہا۔

ابتسام اپنی جگہ سٹل ہو گیا ... مم..میں با..با ... اسے اپنی کیفیت سمجھ میں نہیں آرہی تھی وہ خوشی کی اتھاہ گہرائیوں میں تھا

مبارک ہو تم بابا بننے والے ہو اور میں ماموں ... خوشی سے چہکتے زیان اسکے گلے لگا تھا

میں بھی ماموں بننے والا ہوں ... سفیان شاہ نے ایکدم سے اسے کس کے گلے سے لگایا تھا

دا جی بی جان سب نے باری باری اسے مبارکباد دی تھی یہ اسکی زندگی کی دوسری بڑی خوشی تھی جس کا وہ جتنی بار شکر ادا کرتا کم تھا

» » » » » » » » » » » » » »

وہ سب عشال کے کمرے میں داخل ہوئے تھے جہاں وہ تکیے سے ٹیک لگائے سرخ چہرا جھکائے بیٹھی تھی اسکے چہرے سے جھلکتی خوشی وہاں سب نے بغور دیکھی تھی عشال کی نظر دروازے کے پاس کھڑے مسکراتے ابتسام کی طرف اٹھی تھی جس کی مسکراتی آنکھیں بنا کچھ کہے کی اسے سب کچھ کہہ گئی تھی وہ مسکراتی پلکوں کے جھالر جھکا گئی تھی۔

» » » » » » » » » » » » » » » »

شادی نا ہو گئی جانے کونسا فتنہ ہو گیا۔یہاں نا جاؤ یہ نا کرو اس طرح مت بیٹھو, اونچا مت ہنسو اور تو اور مجھے ہاسپٹل بھی جانے نہیں دیا۔غصّے کی شدت سے چہرا سرخ پڑ چکا تھا

پتہ نہیں عشال کیسی ہو گئی۔مزید ایک کشن زمین پر پٹختے وہ چیخی۔

دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا حسیب خان بغور اپنی نئ نویلی ایک گھنٹے پہلے والی دولہن کے ہاتھوں اپنے کمرے کی حالت دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا ڈیکوریشن کا تو اسنے نوشہ بگاڑ دیا تھا سلیقے سے سیٹ ہوئے بیڈ پر سے تکیے کشن کمفرٹر چادر کھینچ کر زمین پر پھینک دی تھی اور وہ چپ چاپ کھڑا اس تیکھی مرچی کے کمال دیکھ رہا تھا جو بھی تھا اسنے اپنی شادی کی رات ایسی ہر گز تصور نہیں کی تھی مگر پھر کیا کہہ سکتا تھا وہ لڑکی اب اسکی بیوی بن چکی تگی اور بیوی جتنی خطرناک مخلوق کا نام ہے حسیب خان ابگی طرح واقف تھا وہ خود صیحح سلامت تھا یہی کافی تھا کمرے کا کیا تھا پھر سے ٹھیک ہو سکتا تھا

وہ مسلسل بڑبڑاتی ایک ایک کر اپنی تمام جیولری اتار رہی تھی جب اگلے ہی لمحے اسکے منہ سے سسکی نکلی تھی کانچ کی چوڑیاں اتارتے اسکے ہاتھ میں چبھی تھی پیچھے کھڑا حسیب فوراً سے اسکے قریب آیا تھا

یہ کیا طریقہ ہے عائشہ ... اسکا ہاتھ پکڑے حسیب نے اسی حرکت وہی روک دی

خود ہی لگ گئی ... عائشہ نے منہ پھلایا

اپنے غصے پر کنٹرول کرو عائشہ اس کمرے پر غصہ نکال لو مگر خود کو تکلیف مت دو ورنہ مار کھاؤ گئی مجھ سے ... سختی سے کہتے حسیب نے دھیرے سے اسکی چوڑیاں اتاری تھی

میں تم سے بھی ناراض ہوں اسلئے دور رہ کر بات کرو ...

میں نے پاس آنے کا پرمٹ حاصل کر لیا ہے مسز حسیب سو یہ دھمکیاں اب نہیں چل سکتی۔

میں کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتی حسیب اج تمہاری وجہ سے مجھے بہت ڈانٹ پڑی ہے وہ روہانسی ہوئی۔

میری وجہ سے نہیں اپنی حرکتوں کی وجہ تم ڈانٹ کھا کر آئی ہو مسز حسیب ... حسیب نے اسے جتایا

آنسوؤں سے تر آنکھیں لیے ذسنے حایب کو دیکھا

اچھا ٹھیک ہے میری وجہ سے ڈانٹ پڑی ہے میں معافی چاہتا ہوں بس اب رونے مت بیٹھ جانا ...
اسے حصار میں لیتے حسیب نے پیٹھ سہلائی تھی

موبائل بجا تھا عائشہ اسکے حصار سے نکلتی موبائل کی طرف لپکی تھی

» » » » » » » » » » » » » »

حویلی والے تمام لوگ واپس لوٹ گئے تھے عائشہ کو کال کر کے ابتسام اسے خوشخبری سنا چکا تھا جس کے بعد اسکا ری ایکشن ایسا تھا کہ اگر آج وہ دولہن نا ہوتی تو بھاگتی عشال کے پاس پہنچ جاتی۔

ابتسام نے گاڑی روک دی ... عشال خیالوں کی دنیا سے باہر آئی تھی

وہ گاڑی سے نیچے اترتا اسکی سائیڈ آیا

گھر یہاں سے پندرہ منٹ کی دوری پر ہے پیدل چل کے جائیں..؟

اسنے مسکراتے پوچھا تو عشال بھی مسکراتی اسکے بڑھائے ہاتھ میں ہاتھ تھماتی گاڑی سے نیچے اتری تھی

اس سنسان سڑک پر چاند کی روشنی میں وہ دونوں دھیمے قدم اٹھاتے ایک دوسرے کے ہمدم چل رہے تھے۔

پہلے تم نے مجھے مکمل کیا تھا اب یہ خوشی دے کر تم نے ہماری زندگی کو مکمل کر دیا ہے ... میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں محترمہ جن میں،میں اپنی خوشی تمہارے سامنے بیان کر سکوں۔

خوشی اسکے لہجے سے جھلک رہی تھی اس فسوں خیز ماحول میں رقص کرتی ان دونوں کی دھڑکنیں آج الگ ہی خوشیوں کی داستان سنا رہی تھیں

وہ دلکشی سے مسکراتی نظریں جھکائے چلتی رہی۔

خوشی کبھی لفظوں میں بیان نہیں ہو پاتی ... انسان جب انتہا سے زیادہ خوش ہوتا ہے تو اسکے پاس الفاظ ختم ہو جاتے ہیں

سوائے اس ذات کا شکر ادا کرنے کے ... اس چاندنی رات میں اسکی مدھم سرگوشی سنائی دی تھی

تو پھر کاش میرے پاس وہ صلاحیت ہوتی یا وہ الفاظ ہوتے تو میں تمہیں بتاتا کہ آج میری خوشی کی انتہا کس مقام پر جا پہنچی ہے ... ابتسام کی سرگوشی پر وہ محویت سے اسے دیکھنے لگی۔

آپ سے ایک بات پوچھوں ...؟

بلکل پوچھو ...

آپ ساری زندگی مجھ سے ایسے ہی محبت کریں گئیں..؟

اسنے ہچکچاتے پوچھا

تمہیں کوئی شک ہے محترمہ ... وہ دلفریب سا مسکرایا۔

اس بے بی کے بعد بھی ...؟

اسکی آواز مزید مدھم ہوئی گردن جھک گئی

تم میری پہلی خوشی ہو اور تمہاری جگہ ہمیشہ پہلی ہی رہے گئی

وہ گہرا مسکرایا۔

مجھے اپنے بے بی سے بہت محبت ہو گئی مگر میں انکی مما سے عشق کرتا ہوں تو اس معاملے میں انہیں ذرا کمپرومائز کرنا پڑے گا

شریر سی مسکراہٹ لیے ابتسام نے اسے خود میں بھینچا تھا۔

عشال کھکھلا کر ہنس دی اور اسکی وہ کھکھلاہٹ ابتسام چوہدری کے سماعتوں میں سکون بن کے اتری تھی

آپ میرے لیے روز کھانا بھی بنایا کرے گئیں؟

ہاں بناؤ گا !..

اور ناولز بھی پڑھ کر سنائیں گئیں..؟

جو آپکا حکم ... وہ مزید مسکرایا۔

ویسے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ ناولز نہیں پڑھتے میں ویسے ہی خوش ہو رہی تھی کے لڑکے بھی ناولز پڑھتے ہیں

عشال نے چھوٹی سی ناک سکیڑی

ابتسام ہنس دیا وہ اسے خفا سی بہت خوبصورت لگ رہی تھی

وہ تو میں بس تمہارے ساتھ بات کرنے کے بہانے ڈھونڈنے کیلیئے کچھ ناولز ریڈ کر لیا کرتا تھا ... اسنے ہنستے اپنا کارنامہ بتایا

عشال نے اسے گھورا تھا

اب آپ کو سزا ملے گئی کے آپ مجھے روز ناول پڑھ کے سنائیں گیئں

مجھے یہ سزا ساری زندگی کیلیئے بھی منظور ہے میری پیاری سی محترمہ ... اسکا گال شدت سے چومتے وہ ہنس دیا

چاند بھی انکی خوبصورت اور میٹھی سی نوک جھوک پر خوش ہوتا مسکرا دیا تھا

» » » » » » » » » » » » » » » »

)دو سال بعد(

دیکھا آپ نے آج پھر آپکے بابا نے دیر کر دی۔

پھر وہ کہتے ہیں میں ان سے لڑتی ہوں بھلا آپکی معصوم مما کیوں لڑائی کرے گئی ... آپکے بابا خود اتنے لاپرواہ ہیں۔

اس ننھے سے سفید مخملی ہاتھ کو اپنے نازک سے ہاتھ میں بھرے وہ خفگی سے کہہ رہی تھی

آپ کو پتہ ریحان آپکی آنکھیں بلکل آپکے بابا کی طرح ہیں ویسی ہی بھوری گہری آنکھیں ... اور آپ کو ایک سیکریٹ بتاؤں..؟

اسکے ننھے وجود کو اپنے چہرے کے قریب کرتے راز دانہ انداز میں پوچھا گیا

جواباً دو سالہ ریحان نے مسکراتے ہاتھ پاؤں مارے تھے.

مجھے آپ کے بابا کی پرکشش آنکھیں بہت پسند ہیں اور انکی خوبصورت سی مسکراہٹ بھی بلکل آپ جیسی ہے۔

وہ ارگرد سے بے نیاز ریحان سے باتیں کرنے میں مگن تھی

لیکن پھر بھی مما سب سے زیادہ اپنے ریحان سے پیار کرتی ہے

اسکے لہجے میں ماں کی ممتا اور مان در آیا ریحان بھی مسکرا دیا جس سے صاف ظاہر تھا اسے اپنی مما کے خیالات پسند آئے ہیں۔

وہ جو کب سے دروازے میں کھڑا ان دونوں ماں بیٹے کی میٹھی گفتگو سن رہا تھا عشال کے آخری جملے پر ماتھے پر تیوری چڑھائے اسکے سر پر آ کھڑا ہوا

ابھی بولو تم مجھ سے محبت کرتی ہو ... حکم دیا گیا۔

مگر اب سامنے وہ ڈرپوک عشال بھی نہیں تھی

نہیں میں صرف ریحان سے پیار کرتی ہوں۔وہ باضد تھی

شرافت سے کہہ دو محترمہ ورنہ مجھے زبردستی بھی کرنی آتی ہے

ریحان سمیت اسکے نازک وجود کو اپنے گھیرے میں لیتے ابتسام نے اسکے کان کے قریب سرگوشی کی تھی

ابتسام کی گرم سانسوں کی تپش سے عشال کی ساری تیزی ہوا ہوئی

آپ اچھے نہیں ہیں آپ ہمیں انتظار کرواتے ہیں اور میں خفا بھی تو ہوں اسلئے نہیں بولوں گئی ... اسکے سینے پر انگلیاں پھیرتی وہ منمنائی۔

ابتسام نے گہری سانس بھرتے اسکے بالوں میں منہ چھپایا تھا

خفا مت ہوا کرو تمہاری جان ہی مصیبت میں پڑے گئی

پر حدت لمس اسکی گردن پر چھوڑے جذبے سے چور لہجے میں کہا تھا

اسکے معنی خیز جملے پر عشال کی رہی سہی جان بھی ہوا ہوئی تھی

کمرے میں اسکی تیز دھڑکنوں کا ارتعاش برپا تھا

اسکے کندھے پر سر ٹکائے وہ خود کو پر سکون کرتا آنکھیں موندے کھڑا تھا

جب اگلے ہی لمحے کمرے میں ریحان کی رونے کی آواز گونجی تھی

عشال ہڑبڑاتی ابتسام سے دور ہٹی تھی اور وہی لمحہ تھا مسٹر ریحان چوہدری نے رونا بھی بند کر دیا تھا

اس دو سالہ ریحان کی چالاکی سے عشال اور ابتسام دونوں ہی واقف تھے جب بھی وہ عشال کے قریب آتا تھا ریحان رونا سٹارٹ کر دیتا تھا اور اسکے دور ہٹتے ہی وہ رونا بند کرتے عشال کی گود میں بیٹھا ہنسنے لگتا۔

کباب میں ہڈی ... ابتسام نے اسے دیکھتے دانت پیسے تھے

تم میرا ڈریس نکالو میں ذرا اس چھوٹے پیس سے نمٹ لوں

ابتسام اسے چھوٹا پیس کہتا تھا

عشال اسے گھورتی اسکا ڈریس نکالنے چلی گئی

ہاں بھئی کیا مسئلہ ہے۔۔اسے بیڈ پر لیٹائے ابتسام اس پر جھکے مصنوعی غصے سے پوچھ رہا تھا

محترمہ صرف میری ہے خبردار جو میرے اور میری بیوی کے درمیان آنے کی کوشش بھی کی تو ...
اسکے دونوں پھولے گالوں پر باری باری ہلکے سے بائٹ کرتے ابتسام اسے باور کرواتا رلا گیا تھا

اسکی چیخوں کی آواز پر عشال بھاگتی کمرے میں آئی تھی

اب کیا کیا آپ نے ... ریحان کو سینے سے لگائے اسنے ابتسام کو گھورا

میں تو صرف اس کباب میں ہڈی کو سمجھا رہا تھا ... اسنے شانے اچکائے

یہ آپکا بیٹا ہے ابتسام ... وہ غصے سے بولی

تمہاری بھول یہ آفت ہے پوری!...

آج کے بعد میرے بیٹے کے قریب مت آیئے گا ... اسکے سرخ گال کو اپنی انگلیوں سے ملتی وہ خفا سی بولی تھی

مجھے تم دونوں کے قریب آنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی"

اب کی بار ویسا ہی پیار عشال کے گال پر دیتے وہ ہنستا واشروم کی طرف بھاگا تھا

افففف دائیں گال پر ہاتھ رکھے وہ چیخی.

آپکے بابا پاگل ہیں اسلئے آپ برا مت ماننا ... اسکی نم پلکوں کو پیار سے چومتے عشال نے انتہائی معصومیت سے کہا۔

اسکی اتنی معصومیت پر ریحان چوہدری خوشی سے جھوم اٹھا تھا

ہاں ہاں کر لو میری برائیاں ... مگر بھولنا مت واپس میرے پاس ہی آنا ہے پھر سارے حساب چکانے پڑیں گئیں۔

اسے دھمکی سے نوازتے وہ آئینے کے سامنے کھڑا بال بنانے لگا

میں ریحان سے کہہ رہی تھی کہ آپ دنیا کے سب سے اچھے بابا ہیں

عشال نے فوراً بات بدلی تھی خوامخواہ اس سرپھرے انسان سے پنگا نہیں لینا چاہتی تھی

اور تمہارے لیے کیا ہوں..؟

ابتسام نے اسکی طرف قدم اٹھائے۔

مم..میرے لیے اچھے ہسبنڈ ... دھیمے ساز میں کہتی وہ مسکرائی۔

میں تم میرے لیے میری "روح کا عشق" ... مخمور لہجے میں کہتے ابتسام نے اسکا ماتھا چوما تھا۔

اسکا لمس محسوس کرتے عشال کے ہونٹوں پر تبسم پھیلا تھا انکی زندگی حسین تھی جس کو مزید خوبصورت بنانے کیلئے اللہ نے انہیں ریحان چوہدری سے نوازا تھا

وہ بلا کا معصوم تھا بلکل اپنی مما کی طرح

مگر اسکی بھوری آنکھوں میں بسی کشش ابتسام چوہدری سے میل کھاتی تھی۔

وہ تیکھے نقوش والا انتہائی حسین اپنے باپ کی فوٹو کاپی لگتا تھا اسلئے ابتسام اسے کبھی آفت تو کبھی چھوٹا پپس کہہ کر بلاتا تھا

آج کے دن مصطفیٰ حیدر اپنے ماں باپ کا جینا حرام کرنے کیلیئے اس دنیا میں آیا تھا جس کیلیئے آج گرینڈ پارٹی رکھی گئی تھی

آج اسکا چوتھا جنم دن تھا اور ساتھ انوشے کی گود بھرائی کی رسم بھی کی جانی تھی

وہ دونوں تیار ہوتے زیان کے گھر کی طرف نکلے تھے کام میں انتہائی مصروف ہونے کی وجہ زیان مصطفیٰ اور وریشہ کو اپنے ساتھ اسلام آباد ہی لے آیا تھا جس پر لال حویلی کی رونق بھی چلی گئی تھی

وہ انتہائی شرارتی تھا اسکی شرارتوں سے تنگ آتی وریشہ کبھی کبھی رونے لگ جاتی تھی

آج بھی وہاں کچھ ایسا ہی حال تھا

مصطفیٰ کہاں ہیں آپ دیکھیں مما کب سے ڈھونڈ رہی ہیں آپ کو چلیں باہر آجائیں جلدی سے .... اسے آوازیں لگاتی وہ پچھلے دس منٹ سے پورے گھر میں ماری ماری اسے ڈھونڈ رہی تھی

مگر اسے تنگ کرنے میں تو مصطفیٰ حیدر اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ آگے تھا

جب بھی کہیں جانا ہوتا یا کھانے کے وقت وہ چھپ جایا کرتا تھا اور وریشہ پاگلوں کی طرح پورے گھر میں اسے ڈھونڈتی رہتی تھی

مصطفیٰ مما تھک گئی ہے ہم اب کل کھیلیں گئیں چلیں باہر آئیں مجھے آپکو ریڈی کرنا ہے بیٹا ... اسکے کپڑے ہاتھ میں اٹھائے وہ اسے اسکی ہر چھپنے والی جگہ پر ڈھونڈ چکی تھی

آخر کو تنگ آتی وریشہ وہی زمین پر بیٹھی سر گھٹنوں میں دیئے رونے لگ گئی

اور پھر مصطفیٰ حیدر کی دوڑیں لگی تھی چار سالہ مصطفیٰ بھاگتا اس کے پاس آیا تھا

می یاں اوں مما (میں یہاں ہاں مما)

نوے نہی ببا ڈانے ڈے مڈے پیچ مما ... (روئیں نہیں بابا ڈانٹیں گئے مجھے مما)

اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی مدد سے وریشہ کا چہرا اوپر کرنے کی کوشش کرتے وہ جتنی معصومیت سے بول رہا تھا اتنا معصوم تھا نہیں، یہ بات تو ایکٹنگ کرتی وریشہ بھی جانتی تھی

وریشہ کو رلانے کی وجہ سے ایک بار زیان سے اسے خوب ڈانٹ پڑی تھی ماں سے تو وہ ڈرتا نہیں تھا البتہ اپنے بابا کے غصے سے مصطفیٰ حیدر کی خوف سے رونی شکل بن جایا کرتی تھی

آج بھی وہی ہوا تھا وہ اپنی خیر مناتا وریشہ کو اپنے بابا کے آنے سے پہلے چپ کرانا چاہتا تھا

مصطفیٰ گندا ہے وہ اپنی مما کو تنگ کرتا ہے ... وہ رونے کی ایکٹنگ کرتی بولی

نو مما مصفا اڈا ہے اڈی مما بی اڈی اے (نو مما مصطفیٰ اچھا ہے اسکی مما بھی اچھی ہے)

سولی مما ... (سوری مما(

کان پکڑے وہ معصومیت کے ریکارڈ توڑتے بولا تھا

وریشہ نے اپنی چال کامیاب ہوتے دیکھ مسکراتے اپنی چھوٹی سی دنیا کو سینے سے لگایا تھا

مما کا پیارا بیٹا چلو جلدی سے ریڈیو ہو جاؤ ... پھر آپکے لئے سرپرائز ہے ... اسکے گال پر بوسہ دیتے وریشہ اسے لیے کمرے میں چلی گئی تھی

پارٹی شروع ہو چکی تھی حویلی والے بھی تمام لوگ پہنچ چکے تھے زیان نے صرف نزدیکی رشتے داروں کو ہی انوائیٹ کیا تھا

کیا سوچ رہی ہو ...؟

سفیان اسکے پاس آکر بیٹھا تھا

مصطفیٰ کو دیکھ رہی ہوں ... بہت شرارتی ہو گیا ہے۔

انوشے نے مسکراتے کہا تھا

بس دعا کرو ہمارے ہاں مصطفیٰ حیدر جیسا بچہ جنم نا لے ورنہ بھابھی اور بھائی کی طرح ہم دونوں بھی کمرے سے باہر بیٹھے ہوں گئیں ... اسکی حویلی والی حرکت یاد کرتے وہ دونوں ہنس دیئے تھے جب مصطفیٰ نے زیان کے دیر سے آنے پر وریشہ اور زیان جو کمرے سے باہر لاتے خود کمرے میں آتے ٹیبل پر کھڑے ہو کر دروازہ لاک کرتے خود کو بند کر لیا تھا پھر کافی منتیں اور رشوتوں کے بعد وہ کمرے سے باہر آیا تھا

میں چاہتی ہوں ہمارا بے بی مصطفیٰ حیدر جیسا کیوٹ اور ریحان چوہدری جیسا معصوم ہو ... انوشے کھکھلائی

توبہ کرو جانِ شاہ ... ریحان معصوم نہیں ہے صحیح کہتا ہے ابتسام پوری آفت ہے وہ بچہ ... پتہ نہیں پری کیسے سنبھالتی ہو گئی

آخر کو بیٹا پھر کس کا ہے ...؟

انکی طرف آتے زیاں نے سوال کیا

سرپھرے ابتسام ابراہیم چوہدری کا ...

سفیان کے جواب پر وہاں آتی وریشہ بھی مسکرا دی

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے ابتسام بھائی کافی بدل گئے ہیں

وریشہ نے ان سب کی تصحیح کی۔

ہاں یہ سب بھی پری اور اسکی محبت کی بدولت ہوا ہے ورنہ وہ بندہ سدھر جاتا کہاں ممکن تھا ... زیان نے پھر فقرہ اچھالا

اچھا ان سب باتوں کو ختم کریں اور مجھے بتائیں کے پری اور ابتسام بھائی ابھی تک کیوں نہیں آئے بی جان بھی پوچھ رہی تھیں۔

میری کچھ دیر پہلے بات ہوئی تھی ابتسام سے ... لو آگئے وہ دونوں بھی ... زیان کی آواز پر سب کی نظریں اینٹرنس کی طرف اٹھی تھیں

کالے رنگ کے آوٹ فٹ میں ملبوس انکے سمیت ریحان بھی بلیک کلر کی شرٹ اور جینز زیب تن کیے وہ تینوں انتہائی خوبصورت لگ رہے تھے ان تینوں کو دیکھتے وہاں سب نے بیک وقت ماشاء اللہ کہا تھا

مصطفیٰ حیدر ریحان اور پری کے آتے ہی دو سو کی رفتار سے انکی طرف بھاگا تھا

عشال اور ابتسام کو مسکرا کر دیکھتے اسنے ہاتھ اٹھائے تھے جس کا مطلب سمجھتے ابتسام نے جھکتے ریحان کو اسے پکڑا دیا

خیال سے لٹل چیمپ بھائی کو گرا مت دینا ... اسکے بال بگاڑتے ابتسام مسکراتا آگے آیا

مصطفیٰ حیدر کے مطابق ریحان چوہدری اسکا موسٹ فیورٹ کھلونا تھا وریشہ نے اسے کئی بار سمجھایا تھا مگر وہ ٹھہرا مصطفیٰ حیدر ضد اور شرارت اسے اپنی ماں سے ورثے ملی تھی وہ کسی کی ایک نہیں سنتا تھا مگر ریحان سے اسکی محبت مثالی تھی

کچھ دیر بعد ہی انوشے کی رسم ادا کرنے کے بعد مصطفیٰ نے ریحان کے ساتھ کیک کٹ کیا تھا چھوٹا سا پیس اسے کھلا کر کچھ اسکے منہ پر بھی لگاتے مصطفیٰ اپنے کارنامے پر کھکھلا کر ہنسا تھا

سب انکی طرف متوجہ تب ہوئے جب ریحان کے رونے کی آواز پری اور ابتسام کے کانوں میں پڑی تھی

پیچھے مڑتے وریشہ اور زیان نے اپنے سپوت کے کارنامے دیکھے تھے اپنا چہرا اور ریحان کا چہرا کیک سے خراب کیے اب وہ ہنسنے میں مصروف تھا ساتھ اپنی توتلی زبان میں اسے بہلاتے روتے ریحان کے آنسو بھی پونچھ رہا تھا

یہ نہیں سدھر سکتا ... اپنا سر پیٹتے وریشہ اسکی طرف گئی تھی

عشال پہلے ہی روتے ریحان کو اپنی گود میں اٹھا چکی تھی جو اسکے پاس آتے ہی کندھے پر سر رکھے آنکھوں میں نیند کا خمار لیے اپنی ماں کو دیکھنے میں محو ہوا تھا جو ٹشو کی مدد سے اسکے چہرے سے کیک صاف کر رہی تھی

مجھے لگتا ہے ریحان کو نیند آئی ہے ہمیں گھر چلنا چاہئیے مما بھی اکیلی ہوں گئی۔

عشال نے موبائل میں مصروف ابتسام کو مخاطب کیا تھا

ٹھیک ہے سب سے مل لو پھر چلتے ہیں لاؤ ریحان کو مجھے دے دو۔

اسے ڈوپٹے میں الجھے دیکھ ابتسام نے ریحان کو لینے کیلئے ہاتھ آگے کیے تھے مگر ریحان منہ موڑے عشال سے مزید لپٹ گیا تھا

تھوڑا دور رہو بھئی یہ میری بیوی ہے ... اسکی حرکت پر تلملاتے ابتسام نے اسکا چہرا دور کرنا چاہا تھا

ابتسام کو تاسف سے دیکھتے وہ اپنے بیٹے کی حرکت پر کھکھلا کر ہنس دی تھی

وہ دونوں باپ بیٹا عشال چوہدری کی سمجھ سے باہر تھے وہ اگر اپنی محترمہ کیلئے پوزیسسو تھا تو ریحان چوہدری اپنی مما کیلئے اوور پوزیسسو تھا دونوں ہی ایک دوسرے کو زچ کرنے اور جیلیس فیل کروانے کا کوئی موقع جانے نہیں دیتے تھے اور ان دونوں کی حرکتوں میں معصوم سی عشال ہی ہمیشہ پھنس جایا کرتی تھی

وہاں سب سے ملنے کے بعد انوشے کو ڈھیروں دعائیں دیتی وہ ابتسام کے ساتھ گاڑی کی طرف چل دی تھی

« « « « « « « « « « « « « « «

ریحان سو گیا کیا..؟

ہاں سو گیا ہے مما کا پرنس ... اسکے گال کو ہلکے سے چھوتے عشال مسکرائی تھی

ہمم ... تم دونوں مجھے جیلیس کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ... نظر روڈ پر رکھے ابتسام نے دانت پیستے کہا۔

ہم تو نہیں کرتے آپ خود جیلیس ہو جاتے ہیں ... وہ ہنس دی۔

خیر ہے ہنس لو میں بھی اپنی پرنسیس کے ساتھ تم دونوں کو جیلس کیا کروں گا ...

پرنسیس ...؟

عشال نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا۔

ہاں بلکل پرنسیس ... اپنے بابا کی ننھی گڑیا جو بلکل اپنی مما جیسی کیوٹ اور معصوم ہو گئی۔

ابتسام کے مسکرا کر کہنے پر عشال کان کی لو تک سرخ ہوتی چہرا جھکا گئی تھی

اس سنسان اندھیرے سے ڈوبی سڑک سے ذرا کو نظر ہٹاتے ابتسام نے اپنی محترمہ کی طرف دیکھا تھا جس کے چہرے پر پھیلی حیا کی سرخی اسے بہت بھلی لگ رہی تھی

ابھی وہ کوئی لفظ زبان سے ادا کرتا جب اچانک سے کوئی شخص اس اندھیرے میں نمودار ہوتا گاڑی کے سامنے آیا تھا ابتسام نے فوراً سے بریک لگائی سامنے موجود شخص زمین بوس ہو گیا عشال کی ہلکی چیخ اس سنسان سڑک پر گونجی تھی جس کی وجہ سے سویا ہوا ریحان چوہدری روتا اٹھ بیٹھا تھا

یا اللہ ... ابتسام گاڑی ان لاک کرتا ایکدم سے باہر نکلا تھا

جانے کس خدشے کے تحت عشال بھی روتے ریحان کو تھامے ابتسام کے پیچھے سڑک پر آ نکلی تھی

جہاں ان دونوں کی نظریں ہیڈ لائیٹس کی روشنی میں بوسیدہ میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس اڈھیر عمر شخص پر ٹھہر گئی عشال اس شخص کو پہلی ایک آدھی نظر میں بھی پہچان سکتی تھی لمبے الجھے بال، پھٹے پرانے کپڑوں میں چہرے پر ہلکی ہلکی جھریاں رقم تھی گرنے کی وجہ سے ماتھے پر لگی چوٹ میں سے پھر سے خون رسنے لگا تھا پیروں میں جوتے نہیں تھے زخموں سے چور پاؤں ... سرسری نظر اس پر ڈالے عشال کی سسکی ابھری تھی

آنسو متواتر بہتے اس شخص کے ہاتھوں پر گر رہے تھے

ا..ابو ... الفاظ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے تھے وہ دونوں بے یقینی کی کیفیت میں سید ولید سبحان شاہ کو دیکھ رہے تھے

وہ اونچی شان و مرتبہ, وہ روعب دبدبہ، تحقیر، غرور سب خاک میں مل گیا تھا وہ لال حویلی کا پتھر دل حاکم اسلام آباد کی سڑکوں پر بھکاریوں کی صورت میں رُل رہا تھا اور آج اسے کوئی پوچھنے والا بھی نہیں تھا

کتنی دعائیں مانگی تھیں اسنے انکے ملنے کی، انکی سلامتی کی، خیر وعافیت کی مگر آج انکی وہ حالت عشال کے دل پر گراں گزری تھی

وہ سکتے میں روتی انہیں یک ٹک دیکھ رہی تھی

اب..ابو ... یہ ... یہ ....

اسنے ہاتھ تھامنے کی کوشش کی مگر وہ ہاتھ جھٹکتے اٹھ کھڑے ہوئے

انکے دیکھنے کے انداز پر ہی ابتسام سمجھ چکا تھا وہ اپنا ذہنی توازن کھو چکے تھے

ابو ... ابو میں ہوں عشال آپکی بیٹی ... وہ روتے انہیں بتانے لگی

اور وہ مزید دوری بنانے لگے ابتسام نے اسے تھامنا چاہا مگر عشال بے قابو ہوتی انکی طرف بڑھنے لگی۔

مر گئے سارے مر گئے ... وہ بھی مر گئی ... دور ہٹ لڑکی ... میں انسان ہوں ... آگ لگ گئی سب جل گیا ... دور رہو ... دور ہٹ...

بے ربط جملے بولتے وہ عشال کے ہاتھ جھٹکتے پیچھے کو ہونے لگے وہ پاگلوں جیسے وہ جملے دوہرا رہے تھے جیسے صدیوں سے بس وہی الفاظ بولتے آئے ہوں

ابتسام کی زبان سے ایک لفظ ادا نہیں ہوا تھا

سب نے اسی دنیا میں حساب چکا کر پھر اگلے جہاں جانا ہے ... اسنے زور سے آنکھیں میچی۔

عشال دم بخود سی ان کو پھر سے ان اندھیروں میں گم ہوتا دیکھتا رہ گئی ابتسام نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیتے کھڑا کیا ہی تھا وہ اسکے گلے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی انکی جدائی پر جن آنسوؤں پر وہ ہمیشہ سے بندھ باندھتی آئی تھی آج ان پر ضبط کھوتے اسنے انہیں بہنے دیا تھا۔

یہ کیا ہو گیا ابتسام میں نے ایسا تو کبھی نہیں سوچا تھا ان سے میری ملاقات کبھی ایسے ہو گئی یہ کب سوچا تھا میں نے .... وہ سسکتے اسکے کندھے کو دبوچے بلک بلک کر رو دی تھی

عشال کو روتے دیکھ ریحان نے بھی رونا شروع کر دیا تھا

شاید انکی زندگی کی کہانی کا اختتام ایسا ہی منتخب ہوا تھا محترمہ

ابتسام نے گہری سانس بھرتے کہا۔

"اور پھر کچھ گناہوں کی معافی نہیں ہوتی انکے خمیازے ہوتے ہیں جو تا عمر بھگتنے پڑتے ہیں"...

سانس کے رواں رہنے تک"

اور موت کے آنے تک"...

بظاہر وہ سب اپنی اپنی زندگیوں میں خوش تھے مگر ولید شاہ کہانی کا وہ پہلو تھا جس کے ہونے پر ہمیشہ انکی زندگیوں میں طوفان برپا ہوئے تھے اور نا ہونے پر بھی عجیب سی کمی اور بے چینی نے قدم قدم پر انکا ساتھ دیا تھا اللہ کو غرور نہیں پسند اور نا تکبر کرنے والے پسند ہیں مگر ولید شاہ اس ذات کے بجائے خود کو حاکم مانتے سب کی زندگی پر کنٹرول کرنے لگا تھا لاکھ ٹھوکروں کے باوجود بھی جب اسے سمجھ نہیں آئی تو زندگی نے اسے ایسی دردناک ٹھوکر سے نوازا کہ وہ اپنا آپ تک بھول گیا تھا۔

"انسان خود کو صرف انسان ہی سمجھے تو زندگی سہل ہے "

ہمارے نزدیک بھی کچھ وریشہ سلطان اور ابتسام چوہدری جیسے اپنے دین سے بھٹکے اور زندگی سے بیزار لوگ موجود ہوتے ہیں جن کو جب ہدایت دی جاتی ہے تو وہ خود کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے ہی لوگ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوتے ہیں جو خود کو بدل کر اللہ کے بتائے سیدھے راستے پر چلتے ہیں مگر جب کچھ لوگ اس ذات کے بجائے خود کو خدا سمجھنے لگے تو زندگی انہیں ولید شاہ جیسے ہی انجام اور اختتام تک لے آتی ہے...،

«««««««««««««« ختم شد «««««««««««««««««««««